تلخیص البیان

فی

فہم القرآن

خلاصہ مفہوم آیات مع منتخب مضامین قرآن

مؤلف مولانا محمد زاھد انور

مہتمم جامعہ عثمانیہ۔ شورکوٹ سٹی

ترجمہ قرآن عزیز از

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہٗ

نفیس قرآن کمپنی ®

تلخیص البیان

فی

فہم القرآن

خلاصہ مفہوم آیات مع منتخب مضامین قرآن

مؤلف مولانا محمد زاھد انور

مہتمم جامعہ عثمانیہ۔ شورکوٹ سٹی

ترجمہ قرآن عزیز از

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی لاہوری نوّر اللہ مرقدہٗ

نفیس قرآن کمپنی ®

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝٧٥ قَالَ اِنْ
کہا کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا ۔ کہا اگر
سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ
اس کے بعد میں آپ سے کسی چیز کا سوال کروں تو مجھے ساتھ نہ رکھیں آپ میری طرف سے معذوری
لَّدُنِّيْ عُذْرًا ۝٧٦ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨ اسْتَطْعَمَآ
تک پہنچ جائیں گے ۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں پر گزرے تو ان سے کھانا
اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ
مانگا انہوں نے مہمان نوازی سے انکار کر دیا پھر انہوں نے وہاں ایک دیوار پائی جو گرنے ہی والی تھی
يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝٧٧ قَالَ
تب اسے سیدھا کر دیا کہا اگر آپ چاہتے تو اس کام پر کوئی اجرت ہی لے لیتے ۔ کہا
هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ
اب میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے اب میں تجھے ان باتوں کا راز بتاتا ہوں
عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝٧٨ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ
جن پر تو صبر نہ کر سکا ۔ جو کشتی تھی سو وہ محتاج لوگوں کی تھی جو دریا میں مزدوری کرتے تھے
فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَاۗءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ
پھر میں نے اس میں عیب کر دینا چاہا اور ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر ایک کشتی کو زبردستی پکڑ
غَصْبًا ۝٧٩ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا
رہا تھا ۔ اور رہا لڑکا سو اس کے ماں باپ ایمان دار تھے سو ہم ڈرے کہ انہیں بھی سرکشی
طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝٨٠ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ
اور کفر میں مبتلا نہ کرے ۔ پھر ہم نے چاہا کہ ان کا رب اس کے بدلہ میں انہیں ایسی اولاد دے جو
اَقْرَبَ رُحْمًا ۝٨١ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ
پاکیزگی میں اس سے بہتر اور محبت میں اس سے بڑھ کر ہو ۔ اور جو دیوار تھی سو وہ اس شہر کے دو یتیم بچوں
وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ
کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا پس تیرے رب نے چاہا کہ وہ جوان

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۷۴تا۷۵۔ مزید آگے جا کر حضرت خضرؑ کا ایک لڑکے کو (بظاہر بلا وجہ) قتل کرنے کا اقدام جس پر حضرت موسیٰؑ کے سخت ردعمل کا اظہار، جواباً حضرت خضرؑ کی پھر حضرت موسیٰؑ کو تنبیہی یاددہانی۔

۷۶۔ حضرت موسیٰؑ کا اظہار معذرت اور مزید وعدہ خلافی کی صورت میں پیچھے چلے جانے کا اظہار۔

۷۷تا۷۸۔ دونوں کی ایک بستی میں آمد اور ان سے طلب طعام کا اظہار، جواب میں بستی والوں کا نامناسب رویّہ، آگے جا کر ایک گرتی ہوئی دیوار کو مفت میں درست کرنے کے (حضرت خضرؑ کے بے لوث اقدام) پر حضرت موسیٰؑ کا اجرت طلب کرنے کا مشورہ جواباً حضرت خضرؑ کا حضرت موسیٰؑ کو مزید ساتھ رکھنے سے صاف معذرتی اظہار اور سابقہ معاملات کی اصل حقیقت کے انکشاف کا وعدہ کرنے نیز جملہ احوالِ واقعی کے حوالہ سے خدائی علم خاص کے پس پردہ مخفی حقائق کی تفصیلات سے آگاہ کرنے کا سلسلہ وار اظہار و بیان۔

يَبْلُغَآ أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ وَمَا

ہو کر اپنا خزانہ تیرے رب کی مہربانی سے۔ نکالیں اور یہ کام

فَعَلْتُهُۥ عَنْ أَمْرِى ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾

میں نے اپنے ارادے سے نہیں کیا یہ حقیقت ہے اُس کی جس پر تو صبر نہیں کر سکا۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِى ٱلْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا۟ عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾

اور آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں کہہ دو کہ اب میں تمہیں اس کا حال سناتا ہوں۔

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُۥ فِى ٱلْأَرْضِ وَءَاتَيْنَٰهُ مِن كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَأَتْبَعَ

ہم نے اسے زمین میں حکمرانی دی تھی اور اسے ہر طرح کا ساز وسامان دیا تھا۔ تو اس نے ایک ساز و

سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ ٱلشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِى

سامان تیار کیا۔ یہاں تک کہ جب سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچا تو اسے ایک گرم چشمے میں

عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِندَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَٰذَا ٱلْقَرْنَيْنِ إِمَّآ

ڈوبتا ہوا پایا اور وہاں ایک قوم بھی پائی ہم نے کہا اے ذوالقرنین یا انہیں

أَن تُعَذِّبَ وَإِمَّآ أَن تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ أَمَّا مَن ظَلَمَ

سزا دے اور یا ان سے نیک سلوک کر۔ کہا جو ان میں ظالم ہے

فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُۥ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِۦ فَيُعَذِّبُهُۥ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨٧﴾ وَأَمَّا

اسے تو ہم سزا ہی دیں گے پھر وہ اپنے رب کے ہاں لوٹایا جائے گا پھر وہ اسے اور بھی سخت سزا دے گا۔

مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا فَلَهُۥ جَزَآءً ٱلْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُۥ

اور جو کوئی ایمان لائے گا اور نیکی کرے گا تو اسے نیک بدلہ ملے گا اور ہم بھی اپنے معاملے میں اسے

مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ ٱلشَّمْسِ

آسان ہی حکم دیں گے۔ پھر اس نے ایک ساز وسامان تیار کیا۔ یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ

وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَل لَّهُم مِّن دُونِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾

پہنچا تو اس نے سورج کو ایک ایسی قوم پر نکلتے ہوئے پایا کہ جس کے لیے ہم نے سورج کے ادھر کوئی آڑ

كَذَٰلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾ حَتَّىٰٓ

نہیں رکھی تھی۔ اسی طرح ہی ہے اور اس کے حال کی پوری خبر ہمارے ہی پاس ہے۔ پھر اس نے ایک

خلاصۂ مضمون آیات مطابق آیت نمبر

۸۳۔ حضرت ذوالقرنین کے حوالہ سے سوال خاص پر اس کے متعلقہ کچھ تاریخی احوال کا ذکر۔

۸۴۔ ذوالقرنین کو خدا کی عطا کردہ سلطنت و قوت کے ساتھ ضروری اسباب کی فراہمی خاص کا احسانی ذکر۔

۸۵تا۸۸۔ مغرب کی طرف ان کے (اسباب سے لیس) فتوحاتی سفر کا آغاز اور سرکش قوم سے واسطہ پر خدائی ہدایت کا اختیاری نصیحت نامہ جواباً حضرت ذوالقرنین کا نافرمانوں اور فرمانبرداروں کے مابین واضح امتیازی رویّہ اختیار کرنے کا اظہار و بیان۔

۸۹تا۹۴۔ حضرت ذوالقرنین کی مشرقی سفر اور دو پہاڑوں کے درمیان آباد ایک قوم سے ملاقات (جنکی زبان سے نہ ذوالقرنین باخبر تھے نہ وہ قوم ذوالقرنین کی زبان سے، ظاہر ہے بذریعہ ترجمان ہی مکالمہ ہوا) اور حضرت ذوالقرنین کے سامنے اس قوم کا یاجوج وماجوج کے حوالے سے انکی تخریبی و فسادی سرگرمیوں کی شکایت اور روک تھام کے لیے امداد و تعاون کی مشروط درخواست کا ذکر۔

إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَا يَكَادُونَ

ساز و سامان تیار کیا۔ یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا ان دونوں سے اس طرف ایک

يَفْقَهُونَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ

ایسی قوم کو دیکھا جو بات نہیں سمجھ سکتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین بے شک یاجوج ماجوج اس

مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ

ملک میں فساد کرنے والے ہیں پھر کیا ہم آپ کے لیے کچھ محصول مقرر کر دیں اس شرط پر کہ آپ

تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي

ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں۔ کہا جو میرے رب نے قدرت دی ہے کافی ہے سو

بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ حَتَّىٰ

طاقت سے میری مدد کرو کہ میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنا دوں۔ مجھے لوہے کے

إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوا حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا

تختے لا دو یہاں تک کہ جب دونوں سروں کے بیچ کو برابر کر دیا تو کہا کہ دھونکو یہاں تک کہ جب اسے

قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾ فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَ

آگ کر دیا تو کہا کہ تم میرے پاس تانبا لاؤ تاکہ اس پر ڈال دوں۔ پھر وہ نہ اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ

مَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ هَٰذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّي فَإِذَا جَاءَ

اس میں نقب لگا سکتے تھے۔ کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو اسے

وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۖ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ﴿٩٨﴾ وَتَرَكْنَا

ریزہ ریزہ کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔ اور ہم چھوڑ دیں گے

بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ ۖ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ

بعض ان کے اس دن بعض میں گھسیں گے اور صور میں پھونکا جائے گا پھر ہم ان سب کو جمع کریں گے۔

جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا ﴿١٠٠﴾ الَّذِينَ

اور ہم دوزخ کو اس دن کافروں کے سامنے پیش کریں گے۔ جن کی

كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ

آنکھوں پر ہماری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ سن بھی نہ سکتے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٩٥۔ حضرت ذوالقرنین کا مالی تعاون کی بجائے افرادی قوۃ کی معاونت سے یاجوج و ماجوج کی روک تھام کے لیے ایک بڑی رکاوٹ (دیوار) کھڑی کر دینے کا عزمیہ اظہار کا ذکر۔

٩٦ تا ٩٧۔ دونوں پہاڑیوں کی درمیانی خلیج کو بھرنے کے لیے لوہے کے تختے ڈال کر آگ کے ذریعہ پگھلانے کی ٹیکنالوجی (فن خاص) کا استعمال اور پگھلانے کے عمل میں تانبے کا خصوصی ملاپ، نتیجتاً ایسی مضبوط دیوار کھڑی کر دینے کا ذکر جس میں کسی کو نقب لگانے یا پھلانگنے کی جرأت نہ ہو سکتی تھی۔

٩٨۔ خدائی نصرت و توفیق کے اعترافی اظہار کے بعد اس دیوار کی (قرب قیامت میں) وقت خاص پر انہدام (ٹوٹ جانے) کے متعلق حضرت ذوالقرنین کا (اعتقادی) زوردار اظہار و بیان۔

٩٩ تا ١٠١۔ بارگاہ الٰہی میں اجتماعی حاضری کے المناک مناظر اور نفخ صور (صور پھونکنے) کے بعد کے ہولناک احوال کا تنبیہی بیان۔

سَمْعًا ﴿١٠١﴾ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ ع ١١
تھے ۔ پھر کافر کیا خیال کرتے ہیں کہ میرے سوا میرے بندوں کو اپنا
دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلْ هَلْ
کارساز بنالیں گے بے شک ہم نے کافروں کے لیے دوزخ کو مہمانی بنایا ہے ۔ کہہ دو کیا
نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي
میں تمہیں بتاؤں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں ۔ وہ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ اُولٰٓئِكَ
میں کھوئی گئی اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بے شک وہ اچھے کام کر رہے ہیں ۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ
اپنے رب کی نشانیوں کا اور اس کے روبرو جانے کا انکار کیا ہے پھر ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے
لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا
سو ہم ان کے لیے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہیں کریں گے ۔ یہ سزا ان کی جہنم ہے اس لیے کہ
وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق بنایا تھا ۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور
كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ
اچھے کام کیے ان کی مہمانی کے لیے فردوس کے باغ ہوں گے ۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے وہاں سے جگہ
عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ
بدلنی نہ چاہیں گے ۔ کہہ دو اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لئے سمندر سیاہی بن جائے تو میرے رب کی باتیں
قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿١٠٩﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا
ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے اور اگرچہ اس کی مدد کے لیے ہم ایسا ہی اور سمندر لائیں ۔ کہہ دو کہ میں بھی
بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ
تمہارے جیسا آدمی ہی ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پھر جو کوئی اپنے رب سے
رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿١١٠﴾ ع ١٢
ملنے کی امید رکھے تو اسے چاہیے کہ اچھے کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے ۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

١٠٢۔ کفار کے اعتقاد باطل کا مذمتی ذکر اور ان کی آخرت میں خاطر تواضع (سخت سزا) کا طنزیہ اظہار۔

١٠٣ تا ١٠٥۔ دنیا میں سب سے زیادہ خسارے میں مبتلا افراد کی تنبیہی نشاندہی کا ذکر خاص جو نیکی کے عنوان سے برائی کی راہوں میں زندگی برباد کر کے بھی ہمیشہ خوش فہمی کا شکار ہے اور آخرت میں خالی دامن حسرت کی تصویر بن کر کھڑے ہونگے (معاذ اللہ)

١٠٦۔ آخرت میں حسنات (نیکیاں) قبول نہ کرنے کے پس منظر (بد عقیدگی) کا تنبیہی اظہار و بیان۔

١٠٦۔ عذاب و سزا کے سبب خاص کا مذمتی ذکر۔

١٠٧ تا ١٠٨۔ ان کے برعکس مومنین صالحین کی مساعی جمیلہ کے صلہ خاص کا احسانی بیان۔

١٠٩۔ بے حد و بے حساب علم و حکمت کے خدائی خزانوں کا عام فہم فرضی مثال سے اظہار و بیان۔

١١٠۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی طرف سے اپنے حوالے سے حقیقت بشریت کا برملا اظہار کرتے ہوئے وحی الٰہی کے لیے بطور نبوت کے انتخاب کا احسانی ذکر نیز توحید کے اعتقادی اظہار کے بعد فکر آخرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اعمال صالحہ اختیار کرنے کا ترغیبی حکم۔

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

كٓهٰيٰعٓصٓ ۝۱ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝۲ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ

کھیعص۔ یہ تیرے رب کی مہربانی کا ذکر ہے جو اس کے بندے زکریا پر ہوئی۔ جب اس نے اپنے

نِدَآءً خَفِيًّا ۝۳ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ

رب کو خفیہ آواز سے پکارا۔ کہا اے میرے رب میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور سر میں بڑھاپا چمکنے لگا

شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝۴ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ

ہے اور میرے رب تجھ سے مانگ کر میں کبھی محروم نہیں ہوا۔ اور بے شک میں اپنے بعد اپنے رشتہ

مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝۵

داروں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے پس تو اپنے ہاں سے ایک وارث عطا کر۔

يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝۶ يٰزَكَرِيَّآ

جو میرا اور یعقوب کے خاندان کا بھی وارث ہو اور میرے رب اسے پسندیدہ بنا۔ اے زکریا

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝۷

بے شک ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا اس سے پہلے ہم نے اس نام کا

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ

کوئی پیدا نہیں کیا۔ کہا اے میرے رب میرے لیے لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور

مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝۸ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ

میں بڑھاپے میں انتہائی درجہ کو پہنچ گیا ہوں۔ کہا ایسا ہی ہوگا تیرے رب نے کہا ہے وہ مجھ پر آسان

خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْــًٔا ۝۹ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ

ہے اور میں نے تجھے اس سے پہلے پیدا کیا حالانکہ تو کوئی چیز نہ تھا۔ کہا اے میرے رب میرے لئے

قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝۱۰ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ

کوئی نشانی مقرر کر کہا تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین رات تک مسلسل لوگوں سے بات نہیں کر سکے گا۔ پھر

مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝۱۱ يٰيَحْيٰى

حجرہ سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور انہیں اشارہ سے کہا کہ تم صبح و شام خدا کی تسبیح کیا کرو۔ اے یحییٰ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ مریم

۱۔ رموز کلام الٰہی سے آغاز، اللہ تعالیٰ ہی ان کے مفہوم اور حقیقی مطلب جانتے ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے مقرب خاص بندے حضرت زکریاؑ پر رحمت خداوندی کا تذکرہ خاص۔

۳ تا ۶۔ حضرت زکریاؑ کی بارگاہ الٰہی میں ادبِ خاص (مخفی آواز سے) التجاء و دعاءِ خاص (تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی دعاؤں والتجاؤں سے توحیدی کا سبق ملتا ہے کہ تمام مشکلات میں فقط اپنے رب کریم ہی کو پکارا)۔

۷۔ جوابِ التجا میں قبولیتِ دعا کی عظیم خوشخبری کا ذکر خاص۔

۸۔ طلبِ شوق میں حضرت زکریاؑ کا عطائے ولد (بیٹے کی پیدائش) کی کیفیت کا تعجب خیز سوالیہ ذکر کا اظہار۔

۹۔ جوابِ یقین قدرت خاص سے عطائے ولد (بیٹے) کے حوالہ سے احسانی اظہار (کہ جیسے خود آپ کو (حضرت زکریاؑ کو عدم سے وجود بخشا ایسے ہی بڑھاپے میں بچے کی پیدائش خدا کے لیے کوئی مشکل نہیں)

۱۰۔ مزید طلبِ شوق میں حضرت زکریاؑ کا بیٹے کی پیدائشی علامت کے اظہار کی التجاء و درخواست کا ذکر۔

۱۱۔ قبولیتِ دعا کا اظہار خاص (کہ قدرتِ کلام کے باوجود عبادت الٰہی میں مصروفیت خاص کی وجہ سے عارضی بول چال بند، لوگوں کو بھی اشارے سے تلقین عبادت ہو رہی تھی)

خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝۱۲ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا

کتاب کو مضبوطی سے پکڑ اور ہم نے اسے بچپن ہی میں حکمت عطا کی۔ اور اسے اپنے ہاں سے رحم دلی

وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۝۱۳ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝۱۴ وَ

اور پاکیزگی عنایت کی اور وہ پرہیزگار تھا۔ اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا اور سرکش نافرمان

سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝۱۵ وَاذْكُرْ

نہ تھا۔ اور اس پر سلام ہو جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ اور اس

فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝۱۶ فَاتَّخَذَتْ

کتاب میں مریم کا ذکر کر جب کہ وہ اپنے لوگوں سے علیحدہ ہو کر مشرقی مقام میں جا بیٹھی۔ پھر لوگوں کے

مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا

سامنے سے پردہ ڈال لیا پھر ہم نے اس کے پاس اپنے فرشتے کو بھیجا پھر وہ اس کے سامنے پورا آدمی

سَوِيًّا ۝۱۷ قَالَتْ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝۱۸ قَالَ اِنَّمَآ

بن کر ظاہر ہوا۔ کہا بے شک میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے۔ کہا میں تو بس تیرے

اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ڰ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝۱۹ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ

رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھے پاکیزہ لڑکا دوں۔ کہا میرے لیے لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ مجھے کسی آدمی

وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝۲۰ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ

نے ہاتھ نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں۔ کہا ایسا ہی ہوگا تیرے رب نے کہا ہے وہ مجھ پر آسان ہے اور

عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا

تاکہ ہم اسے لوگوں کے لیے نشانی اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں اور یہ بات طے ہو

مَّقْضِيًّا ۝۲۱ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝۲۲ فَاَجَآءَهَا

چکی ہے۔ پھر اس (بچہ کے ساتھ) حاملہ ہوئی پھر اسے لے کر کسی دور جگہ میں چلی گئی۔ پھر اسے دردِ زہ

الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا

ایک کھجور کی جڑ میں لے آیا کہا اے افسوس میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور میں

وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝۲۳ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ

بھولی بھلائی ہوتی۔ پھر اسے اس کے نیچے سے پکارا کہ غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے سے ایک

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۲ تا ۱۴۔ بعد از پیدائش لڑکپن میں ہی حضرت یحییٰ کو خدائی نصیحت خاص اور آپ کو عطا کی گئی بعض مخصوص صفات کا احسانی اظہار و بیان۔

۱۵۔ حضرت یحییٰ کی خصوصی عزت افزائی کا خدائی احسانی اظہار (پیدائش سے لیکر روزِ محشر تک خصوصی سلامتی و رحمتِ خداوندی کی عظیم خوشخبری کا (منجانب الٰہی) اظہار۔ (حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰ کے تذکرہ کے بعد (انکی قریبی رشتہ دار) حضرت مریم کا تذکرہ خاص)۔

۱۶ تا ۱۸۔ حضرت مریم کا غسلِ نظافت (حیض کے خاتمہ پر جسمانی طہارت) کیلئے مشرقی جانب تنہائی میں جانا (غسل خانہ میں پردہ لٹکایا ہی تھا کہ) حضرت جبرائیل کی انسانی صورت میں آمد حضرت مریم کی فطری گھبراہٹ اور اندیشۂ فکر (خطرے کا خوف) کا حوالہ جاتی اظہار (کہ اگر آپ خدا خوفی رکھتے ہیں تو اس تنہائی خاص میں آمد کا کیا مطلب؟)

۱۹ تا ۲۰۔ جواباً حضرت جبرائیل کا اظہارِ حقیقت (کہ میری آمد کا مقصد خدائی حکم خاص کی تکمیل ہے) اس پر حضرت مریم کا فطری اظہار تعجب اور کیفیت عطائے ولد (بیٹے کی پیدائش) کے متعلق حیرت انگیز سوال۔

۲۱۔ جواب میں حضرت جبرائیل کی وضاحت (کہ یہ سب کچھ قدرت الٰہیہ کے موافق طے شدہ امر ہے) اور ساتھ ہی پیدا ہونے والے عظیم بیٹے کے متعلق مستقبل میں اس کے مرتبہ و مقام خاص کی اطلاعاتی خوشخبری۔

۲۲ تا ۲۳۔ خدائی حکم خاص سے استقرارِ حمل (حمل کے ہو جانے) کے بعد حضرت مریم کا مکانِ بعید میں جانا اور دردِ زہ (بچہ کی پیدائش کے وقت کی تکلیف) کے آغاز میں کھجور کے تنے کے پاس بیٹھ کر اپنے فطری غم کا اظہار خاص۔

رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝٢٤ وَهُزِّيٓ إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ
چشمہ پیدا کر دیا۔ اور تو کھجور کے تنا کو پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر پکی تازہ کھجوریں
رُطَبًا جَنِيًّا ۝٢٥ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۚ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ
گریں گی۔ سو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی کر پھر اگر تو کوئی
الْبَشَرِ أَحَدًا ۙ فَقُولِيٓ إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ
آدمی دیکھے تو کہہ دے کہ میں نے رحمان کے لیے روزہ کی نذر مانی ہے سو آج میں کسی انسان سے بات
الْيَوْمَ إِنْسِيًّا ۝٢٦ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ
نہیں کروں گی۔ پھر وہ اسے قوم کے پاس اٹھا کر لائی انہوں نے کہا اے مریم البتہ تو نے
شَيْـًٔا فَرِيًّا ۝٢٧ يٰٓأُخْتَ هٰرُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ
عجیب بات کر دکھائی۔ اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ ہی برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری
أُمُّكِ بَغِيًّا ۝٢٨ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ
ماں بدکار تھی۔ تب اس نے لڑکے کی طرف اشارہ کیا انہوں نے کہا ہم پنگوڑے والے بچے سے کیسے
صَبِيًّا ۝٢٩ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ ۖ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۝٣٠
بات کریں۔ کہا بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔
وَّجَعَلَنِي مُبٰرَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ ۖ وَأَوْصٰنِي بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا
اور مجھے بابرکت بنایا ہے جہاں کہیں ہوں اور مجھے کو نماز اور زکوۃ کی وصیت کی ہے جب تک میں
دُمْتُ حَيًّا ۝٣١ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِي ۫ وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝٣٢ وَالسَّلٰمُ
زندہ ہوں۔ اور اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرنے والا اور مجھے سرکش بدبخت نہیں بنایا۔ اور مجھ پر سلام ہے
عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۝٣٣ ذٰلِكَ عِيسَى
جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔ یہ عیسیٰ
ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝٣٤ مَا كَانَ لِلّٰهِ أَنْ
مریم کا بیٹا ہے سچی بات جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں۔ اللہ کی شان نہیں کہ وہ کسی کو
يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۚ إِذَا قَضٰٓى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهٗ كُنْ
بیٹا بنائے وہ پاک ہے جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو صرف اسے کن کہتا ہے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۴۔ اس لمحہ خاص پر خدائی تسلی آمیز پیغام کی غیبی صدا و خوشخبری کا ذکر۔

۲۵ تا ۲۶۔ قوت طبع (جسمانی طاقت) کے لیے ظاہری عطیہ خاص (پختہ کھجور و پانی) کو استعمال کرنے اور غیر معمولی خدائی انعام خاص (اپنے لخت جگر حضرت عیسیٰؑ) سے آنکھیں ٹھنڈی رکھنے کی نصیحت نیز لوگوں سے کسی طرح کی کلام سے (محدود) ممانعت کا حکم۔

۲۷ تا ۳۳۔ حضرت مریمؑ کی گود میں بچہ دیکھ کر لوگوں کے سخت منفی رد عمل کا اظہار۔

الف) اور حضرت مریمؑ کا حسب ہدایت اشاراتی جواب (ب) جس پر لوگوں کا فطرتی اعتراض (ج) اسی لمحہ خاص میں حضرت عیسیٰؑ کا ماں کی گود میں حیران کن معجزاتی تفصیلی کلام و خطاب۔

۳۴۔ حضرت عیسیٰؑ کی غیر معمولی پیدائشی واقعہ کے حوالہ سے حقیقت آمیز پس منظر کا بیان (گویا ان کے حوالے سے بد عقیدگی کی تردید کے لیے تاریخی پس منظر بیان کیا گیا ہے)

فَيَكُوْنُ ﴿٣٥﴾ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٣٦﴾

پھر وہ ہو جاتا ہے۔اور بے شک اللہ تعالیٰ میرا اور تمہارا رب ہے سو اُسی کی عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ

پھر جماعتیں آپس میں مختلف ہو گئیں سو کافروں کے لیے ایک بڑے دن کے آنے

يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٣٧﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ

سے خرابی ہے۔کیا خوب سنتے اور دیکھتے ہوں گے جس دن ہمارے پاس آئیں گے لیکن ظالم

الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ

آج صریح گمراہی میں ہیں ۔ اور انہیں حسرت کے دن سے ڈرا جس دن سارے معاملہ کا

الربع الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ

فیصلہ ہوگا اور وہ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے ۔ بے شک ہم ہی زمین کے وارث ہوں گے

ع ٥ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

اور ان کے بھی جو اس پر ہیں اور ہماری طرف لوٹائے جائیں گے ۔ اور کتاب میں

اِبْرٰهِيْمَ ۬ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿٤١﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ

ابراہیم کا ذکر کر بے شک وہ سچا نبی تھا۔ جب اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ تو کیوں پوجتا ہے

مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿٤٢﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ

ایسے کو جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ تیرے کچھ کام آ سکے۔ اے میرے باپ بے شک

جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾

مجھے وہ علم حاصل ہوا ہے جو تمہیں حاصل نہیں تو آپ میری تابعداری کریں میں آپ کو سیدھا راستہ دکھاؤں گا۔

يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾

اے میرے باپ شیطان کی عبادت نہ کر بے شک شیطان اللہ کا نافرمان ہے۔

يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ

اے میرے باپ بے شک مجھے خوف ہے کہ تم پر اللہ کا عذاب آئے پھر

لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ

شیطان کے ساتھی ہو جاؤ۔ کہا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے البتہ اگر تو باز نہ آیا میں

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٣٥۔ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق اعتقاد فاسد کی پر زور تردید کے لیے خدائی صفتِ خاص اور تکوینی فیصلے کا وقوعی (واقع ہونے کا) اظہار و بیان۔

٣٦۔ توحید باری تعالیٰ کے پس منظر میں ہر طرح کے شرک سے پاک صرف اسی کی ہی عبادت کا حکمی بیان۔

٣٧۔ تمام تر حقائق کے اظہار کے باوجود بھی لوگوں کے مابین حضرت عیسیٰؑ کے متعلق اعتقادی اختلاف کا مذمتی ذکر۔

٣٨ تا ٣٩۔ بداعتقاد لوگوں کو اس حسرتی دن سے ڈرانے کا حکم جس روز تمام تر حسی ذرائع موجود ہوں گے مگر کام نہ آسکیں گے، آج ہی غفلت سے بیدار ہو کر ایمان قبول کر لینے کی نصیحت خاص کا تنبیہی بیان۔

٤٠۔ خدائی ملکیت عامہ اور فکر آخرت کا تنبیہی ذکر۔

(اصلاح فکر و عمل کے حوالہ سے مساعیِ جمیلہ کے متعلق انبیاء و رسل کے سلسلہ وار تذکروں کا آغاز۔

٤١ تا ٤٥۔ حضرت ابراہیمؑ کی صفات خاصہ کے توصیفی اظہار کے ساتھ ان کی اپنے گھر میں (والد بزرگوار کے سامنے) تبلیغی جدو جہد کا نصیحت آمیز تفصیلی اظہار و بیان۔

لَمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ
تجھے سنگسار کردوں گا اور مجھ سے ایک مدت تک دور ہو جا۔ کہا تیری سلامتی رہے اب میں اپنے رب
لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ
سے تیری بخشش کی دعا کروں گا بے شک وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے۔ اور میں تمہیں چھوڑتا ہوں اور جنہیں تم اللہ
دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ڮ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَاۗءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿۴۸﴾
کے سوا پکارتے ہو اور میں اپنے رب ہی کو پکاروں گا امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا۔
فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ
پھر جب ان سے علیحدہ ہوا اور اس چیز سے جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے ہم نے اسے اسحاق اور
وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَ
یعقوب عطا کیا اور ہم نے ہر ایک کو نبی بنایا۔ اور ہم نے ان سب کو اپنی رحمت سے حصہ دیا
جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿۵۰﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى ۡ ع
اور ہم نے ان کا نیک نام بلند کیا۔ اور کتاب میں موسیٰ کا ذکر کر بے شک
اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ
وہ خاص بندے اور بھیجے ہوئے پیغمبر تھے۔ اور ہم نے اسے کوہِ طور کے دائیں طرف سے پکارا اور اسے
الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ
راز کی بات کہنے کے لیے قریب بلایا۔ اور ہم نے اسے اپنی رحمت سے ان کے بھائی
هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ
ہارون کو نبی بنا کر عطا کیا۔ اور کتاب میں اسماعیل کا بھی ذکر کر بے شک وہ وعدہ کا سچا
وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ
اور بھیجا ہوا پیغمبر تھا۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتا تھا اور وہ اپنے
عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا
رب کے ہاں پسندیدہ تھا۔ اور کتاب میں ادریس کا ذکر کر بے شک وہ سچا
نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ ڐ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ
نبی تھا۔ اور ہم نے اسے بلند مرتبہ پر پہنچایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا پیغمبروں میں اور آدم

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۶۔ جواب میں والد کا حضرت ابراہیمؑ سے دھمکی آمیز رویہ کا اظہار۔

۴۷۔ حضرت ابراہیمؑ کا اپنے والد کے لیے (ادب سے لبریز) اظہار ہمدردی اور پرامید دعا کا اظہار۔

۴۸۔ شرک سے اعتقادی بیزاری اور اپنے رب سے ہی قبولیت دعا کا یقین رکھنے کا بیان۔

۴۹تا۵۰۔ حق کی خاطر ہجرت کرنے کے انعام میں حضرت ابراہیمؑ کو اولادِ صالح سے نوازنے اور ان کے لیے عطائے نبوت اور (رہتی دنیا تک) تذکرہ حسنہ جاری رہنے کے احسانِ خاص کا ذکر۔

۵۱تا۵۲۔ حضرت موسیٰؑ کی صفاتِ حسنہ اور عظمتِ خاص کا احسانی بیان۔

۵۳۔ ان کی معاونت کے لیے حضرت ہارونؑ کو عطائے نبوت کا احسانی ذکر۔

۵۴تا۵۵۔ حضرت اسماعیلؑ کی صفاتِ حسنہ سمیت اصلاح اعمال کے لیے ان کی خصوصی مساعی جمیلہ کا توصیفی ذکر۔

۵۶تا۵۷۔ حضرت ادریس کی صفات خاص کا تذکرہ خیر۔

مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ

کی اولاد میں سے اور ان میں سے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا اور ابراہیم اور اسرائیل کی

ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلَىٰ

اولاد میں سے اور ان میں سے جنہیں ہم نے ہدایت کی اور پسند کیا جب ان پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی

عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۩ ۝٥٨ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ

ہیں تو روتے ہوئے سجدے میں گرتے ہیں ۔ پھر ان کی جگہ ایسے ناخلف آئے جنھوں نے

خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ ۖ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝٥٩

نماز ضائع کی اور خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے پھر عنقریب گمراہی کی سزا پائیں گے ۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کیے سو وہ لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کا ذرا

وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝٦٠ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ عِبَادَهُ

نقصان نہ کیا جائے گا۔ ہمیشگی کے باغوں میں جن کا رحمان نے اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے جو ان کی

بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ۝٦١ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا ۖ

آنکھوں سے پوشیدہ ہے بے شک اس کا وعدہ پورا ہونے والا ہے ۔ اس میں سوائے سلام کے کوئی

وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ۝٦٢ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ

فضول بات نہ سنیں گے اور انہیں وہاں صبح و شام کھانا ملے گا۔ یہ وہ جنت ہے کہ ہم اپنے بندوں میں سے

عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝٦٣ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۖ لَهُ مَا بَيْنَ

اس کو وارث بنائیں گے جو پرہیزگار ہوگا۔ اور ہم تیرے رب کے حکم کے سوا نہیں اترتے اسی کا ہے جو کچھ

أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝٦٤ رَبُّ

ہمارے سامنے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ اس کے درمیان ہے اور تیرا رب بھولنے والا نہیں۔

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۚ هَلْ

آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور جو چیز ان کے درمیان ہے سو اسی کی عبادت کر و اسی کی عبادت پر قائم

تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ۝٦٥ وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ

رہ کیا تیرے علم میں اس جیسا کوئی اور ہے ۔ اور انسان کہتا ہے جب میں مر جاؤں گا تو کیا پھر زندہ کر کے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۸۔ خدائی انعام یافتہ نفوس قدسیہ کا خاندانی تذکرے سمیت توصیفی اظہار و بیان اور ان تمام تر کی کمال علوِ شان (بلند مرتبہ) کے باوجود اپنے رب کے حضور حد درجہ اظہار عجز و عبودیت (غلامی کے اظہار) کا توصیفی ذکر و بیان۔

۵۹۔ بعد میں آنے والے بعض بدعقیدہ و بدعمل جانشینوں کی سیاہ کاریوں کا مذمتی اظہار۔

۶۰ تا ۶۳۔ ان میں سے توبہ کر کے ایمان و اعمال صالحہ کی راہ اپنانے والوں کے لیے خدائی حوصلہ افزائی اور اکرام خاص کا انعامی اظہار و بیان۔

۶۴۔ آپ ﷺ کی حضرت جبرائیلؑ سے تاخیرِ ملاقات پر اظہارِ شکوہ کے جواب میں ان کی طرف سے اطاعتِ الٰہی کا حقیقت آمیز اظہار۔

۶۵۔ آسمان و زمین و دیگر مخلوقات کے بے مثل شہنشاہ حقیقی کی استقامت سے بندگی کرتے رہنے کا زوردار ناصحانہ حکم۔

حَيًّا ﴿٦٦﴾ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾
نکالا جاؤں گا۔ کیا انسان کو یاد نہیں ہے کہ اس سے پہلے ہم نے اسے بنایا تھا اور وہ کوئی چیز بھی نہ تھا۔ سو تیرے رب
فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾
کی قسم ہے، ہم انہیں اور ان کے شیطانوں کو ضرور جمع کریں گے پھر ہم انہیں گھٹنوں پر گرے ہوئے دوزخ کے گرد
ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِن كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾
حاضر کریں گے۔ پھر ہر گروہ میں سے ان لوگوں کو الگ کر لیں گے جو اللہ سے بہت ہی سرکش تھے۔
ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا
پھر ہم ان لوگوں کو خوب جانتے ہیں جو دوزخ میں جانے کے زیادہ مستحق ہیں۔ اور تم میں سے کوئی بھی
وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّ
ایسا نہیں جس کا اس پر گزر نہ ہو یہ تیرے رب پر لازم مقرر کیا ہوا ہے۔ پھر ہم انہیں بچا لیں گے جو ڈرتے
نَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ
ہیں اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں پر گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔ اور جب انہیں ہماری کھلی ہوئی آیتیں سنائی
الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَأَحْسَنُ
جاتی ہیں تو کافر ایمان داروں سے کہتے ہیں دونوں فریقوں میں سے کس کا مرتبہ بہتر ہے اور محفل کس کی اچھی
نَدِيًّا ﴿٧٣﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئْيًا ﴿٧٤﴾
ہے۔ اور ہم ان سے پہلے کتنی جماعتیں ہلاک کر چکے ہیں وہ سامان اور نمود میں بہتر تھے۔
قُلْ مَن كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا
کہہ دو جو شخص گمراہی میں پڑا ہوا ہے سو اللہ بھی اسے ڈھیل دیتا ہے یہاں تک کہ جب اس چیز کو دیکھیں
مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ
گے جس کا انہیں نے وعدہ دیا گیا تھا یا عذاب یا قیامت تب معلوم کر لیں گے مرتبے میں کون برا ہے اور
شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا ﴿٧٥﴾ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ
لشکر کس کا کمزور ہے۔ اور جو لوگ ہدایت پر ہیں اللہ انہیں زیادہ ہدایت دیتا ہے اور باقی رہنے والی
وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿٧٦﴾ أَفَرَأَيْتَ
نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب اور انجام کے لحاظ سے بہت ہی بہتر ہیں۔ کیا تو نے اس شخص کو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۶۶ تا ۶۷۔ (اطاعت الٰہی کے خصوصی تاکیدی اظہار کے بعد) نافرمان لوگوں کی آخرت کے حوالہ سے بدعقیدگی کے اظہار پر مدلل باز پرس اور گرفت کا ذکر۔

۶۸ تا ۷۰۔ روز محشر کے یقینی وقوع کا تاکیدی (حلفیہ) اظہار اور کفار کی اپنے سرپرستوں سمیت بارگاہ الٰہی میں اجتماعی حاضری اور زیادہ سرکشی کے مجرمین سے الگ طور پر نمٹنے کا غضبناک اظہار۔

۷۱ تا ۷۲۔ سب کے جہنم میں یقینی وارد (داخل) ہونے کی سخت تنبیہ کرتے ہوئے متقی لوگوں کی نجات خاص کا احسانی ذکر۔

۷۳۔ مشرکین و کفار کی ظاہری و دُنیوی وجاہت و ترقی کے پس منظر میں مسلمانوں کے سامنے اپنے احساس برتری کے فخریہ اظہار کا مذمتی ذکر۔

۷۴۔ فخر و ناز میں مبتلا کفار کو سابقہ ترقی یافتہ اقوام کی ہلاکت سے سبق حاصل کرنے کا تنبیہی اظہار۔

۷۵۔ گمراہی میں بدمست لوگوں کے لیے مہلت کے خدائی قانون کا برہمی ذکر اور کفار سے بعد از انجام (مشاہدۂ عذاب دُنیوی یا اُخروی پر) ان سے مقام و منزلت کے حقیقی معیار پر باز پرس کرنے کا تنبیہی ذکر۔

۷۶۔ سرکشوں کے برعکس ہدایت یافتہ لوگوں پر مزید فضل و کرم کا احسانی اظہار۔

الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿٧٧﴾ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ
دیکھا جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہتا ہے کہ مجھے ضرور مال اور اولاد ملے گی۔ کیا اس نے غیب
اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ۭ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ
پر اطلاع پائی ہے یا اس نے اللہ سے اقرار لے رکھا ہے۔ ہرگز نہیں ہم لکھ لیتے ہیں جو کچھ وہ کہتا ہے اور اس کے
لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿٧٩﴾ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾ وَاتَّخَذُوْا
لیے عذاب بڑھاتے جاتے ہیں۔ اور ہم اس کے وارث ہوں گے جو کچھ وہ کہتا ہے اور ہمارے ہاں تنہا آئے گا۔
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ
اور انہوں نے اللہ کے سوا معبود بنا لیے ہیں تاکہ وہ ان کے مددگار ہوں۔ ہرگز نہیں وہ جلد ہی ان کی
ع ٧ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ
عبادت کا انکار کریں گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا ہم نے شیطانوں
عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿٨٣﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ
کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے وہ انہیں ابھارتے رہتے ہیں۔ سو تو ان کے لیے عذاب کی جلدی نہ کر ہم خود
عَدًّا ﴿٨٤﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ
ان کے دن گن رہے ہیں۔ جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمان کے پاس مہمان بنا کر جمع کریں گے۔ اور
اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ
گناہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکیں گے۔ کسی کو سفارش کا اختیار نہیں ہو گا مگر جس نے رحمان کے
الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا
ہاں سے اجازت لی ہو۔ اور کہتے ہیں کہ رحمان نے بیٹا بنا لیا۔ البتہ تحقیق تم سخت بات زبان پر لائے
اِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ
ہو۔ کہ جس سے ابھی آسمان پھٹ جائیں اور زمین چر جائے اور پہاڑ ٹکڑے ہو کر گر
هَدًّا ﴿٩٠﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ
پڑیں۔ اس لئے کہ انہوں نے رحمان کے لیے بیٹا تجویز کیا۔ اور رحمان کی یہ شان نہیں کہ کسی کو بیٹا
وَلَدًا ﴿٩٢﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾
بنائے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ان میں سے ایسا کوئی نہیں جو رحمان کا بندہ بن کر نہ آئے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٧٧ تا ٨٠۔ متکبر لوگوں کے دُنیوی اسباب (مال و اولاد میں) برتری کے باعث اظہار فخر کا سخت خدائی نوٹس (گرفت) اور اس پر باز پرس کرتے ہوئے آخرت میں نمٹ لینے کا غضبیہ اظہار و بیان۔

٨١ تا ٨٢۔ کفار کی معبودان باطلہ سے وابستہ امیدوں کا تردیدی طرز خاص سے ذکر۔

٨٣ تا ٨٤۔ کفار پر شیطانی اثرات و تسلط کی باطنی خدائی سزا کا ذکر کرتے ہوئے جلد اخروی گرفت میں لانے کا وعدہ (لہٰذا آپ کو فی الحال انتظار کرنے کا حکم)

٨٥ تا ٨٦۔ روزِ قیامت مومنین و کفار سے الگ الگ سلوک خاص کا اظہار۔

٨٧۔ کفار کی بے بسی اور فرمانبرداروں کی پذیرائی کا ذکر خاص۔

٨٨ تا ٩١۔ کفار کی خدائے پاک کی طرف اولاد کی نسبت پر خدائی ناراضگی کے خطرناک اثرات کا غضبناک ذکر و بیان۔

٩٢۔ خدا پاک کے اولاد سے پاک ہونے کا اعتقادی بیان۔

٩٣ تا ٩٤۔ سب کی بارگاہ الٰہی میں غلامانہ حاضری کا پر ہیبت ذکر نیز کفار کو محدود مہلت دینے کا تنبیہی اظہار۔

لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
البتہ تحقیق اس نے انہیں شمار کر رکھا ہے اور ان کی گنتی گن رکھی ہے۔ اور ہر ایک ان میں سے اس کے
فَرْدًا ﴿٩٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ
ہاں اکیلا آئے گا۔ بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کیے عنقریب رحمان ان کے لیے محبت پیدا
الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ
کرے گا۔ سو ہم نے فرمان کو تیری زبان میں اس لیے آسان کیا ہے کہ تو اس سے پرہیزگاروں کو
وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هَلْ
خوشخبری سنا دے اور جھگڑنے والوں کو ڈرا دے۔ اور ہم ان سے پہلے کئی جماعتیں ہلاک کر چکے ہیں کیا
ع ٦ / ٩ تُحِسُّ مِنْهُم مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿٩٨﴾
تو کسی کی ان میں سے آہٹ پاتا ہے یا ان کی بھنک سنتا ہے۔

سُورَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَخَمْسٌ وَثَلَاثُونَ آيَةً وَثَمَانُ رُكُوعَاتٍ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
طٰهٰ ﴿١﴾ مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ ﴿٢﴾ إِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَن
طٰہٰ۔ ہم نے تم پر قرآن اس لیے نازل نہیں کیا کہ تم تکلیف اٹھاؤ۔ بلکہ اس شخص کے لیے نصیحت ہے جو
يَخْشَىٰ ﴿٣﴾ تَنزِيلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَى ﴿٤﴾ الرَّحْمَٰنُ
ڈرتا ہے۔ اس کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا۔ رحمان
عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ ﴿٥﴾ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَ
جو عرش پر جلوہ گر ہے۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان کے
مَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَىٰ ﴿٦﴾ وَإِن تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ
درمیان میں ہے جو کچھ گیلی زمین کے نیچے ہے۔ اور اگر تو پکار کر بات کہے تو وہ پوشیدہ اور اس سے بھی زیادہ
السِّرَّ وَأَخْفَى ﴿٧﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ﴿٨﴾ وَهَلْ
پوشیدہ کو جانتا ہے۔ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے سب نام اچھے ہیں۔ اور کیا تجھے
وقف لازم أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ﴿٩﴾ إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي
موسیٰ کی بات پہنچی ہے۔ جب اس نے آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ ٹھہرو میں نے آگ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٩٥۔ روز قیامت سب کی بارگاہ الٰہی میں تنہا حاضری کا ذکرِ خاص۔
٩٦۔ مومنین صالحین کے لیے خدائی انعام خاص کا ذکر (کہ ان کیلیے دنیوی واخروی خصوصی محبت کا سامان پیدا کر دیگا)۔
٩٧۔ قرآن مقدس کو آپ ﷺ کی زبان پر آسان بنا دینے اور اس کے مقاصدِ خاصہ کا بیان۔
٩٨۔ پہلے دور کی سرکش بڑی اقوام کی عبرتناک ہلاکت کا سبق آموز اور تنبیہی اظہار و بیان۔

سورۃ طٰہٰ

١۔ رموز کلام الٰہی سے آغاز۔
٢ تا ٣۔ نزول قرآن کے مقصد خاص کا تسلی آمیز اظہار اور مستفید (فائدہ حاصل کرنے والے) لوگوں کی صفت حسنہ کا توصیفی ذکر۔
٤۔ خالق ارض وسماء کی طرف سے نازل ہونے والی مقدس کتاب کا عظمتی اظہار (یہ کسی مخلوق کا کلام نہیں بلکہ بڑی مخلوقات کے خالقِ عظیم کی طرف سے نازل شدہ ہے)
٥۔ خالق کائنات کی صفتِ عظیم کا بیان۔
٦۔ خدائی سلطنتِ عامہ وقدرتِ کاملہ کا عظمتی اظہار۔
٧۔ خدائی احاطہ علم کا ذکر خاص
٨۔ توحید الٰہی کا خلاصہ اور اس کے اسماء حسنٰی (صفاتی نام) کا تعظیمی بیان۔
٩۔ صداقت وحی اور تصدیق قرآن کا مخصوص پیرائے سے اظہار کرتے ہوئے (حضرت موسیٰ کے حوالے سے تفصیلات کا ذریعہ وحی اور قرآن ہی ہے جو کہ نبی ﷺ پر ہی نازل ہو رہی تھی کسی اور پر نہیں) حضرت موسیٰ کے احوال و واقعات کا سلسلہ وار آغاز۔

انَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَی النَّارِ هُدًی ﴿۱۰﴾

دیکھی ہے شاید کہ میں اس سے تمہارے پاس کوئی چنگاری لاؤں یا وہاں کوئی رہبر پاؤں۔

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی ﴿۱۱﴾ اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ۚ اِنَّكَ

پھر جب وہ اس کے پاس آئے تو آواز آئی کہ اے موسیٰ۔ میں تمہارا رب ہوں سو تم اپنی جوتیاں اتار دو

بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ﴿۱۲﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی ﴿۱۳﴾

بے شک تم پاک وادی طویٰ میں ہو۔ اور میں نے تجھے پسند کیا ہے جو کچھ وحی کی جا رہی ہے اسے سن لو۔

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ﴿۱۴﴾

بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی بندگی کر اور میری ہی یاد کے لیے نماز پڑھا کر۔

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَكَادُ اُخْفِیْهَا لِتُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰی ﴿۱۵﴾

بے شک قیامت آنے والی ہے میں اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو اس کے کیے کا بدلہ مل جائے۔

فَلَا یَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا یُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰی ﴿۱۶﴾

سو تمہیں قیامت سے ایسا شخص باز نہ رکھنے پائے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہشوں پر چلتا ہے پھر تم تباہ

وَمَا تِلْكَ بِیَمِیْنِكَ یٰمُوْسٰی ﴿۱۷﴾ قَالَ هِیَ عَصَایَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَیْهَا وَ

ہو جاؤ۔ اور اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے۔ کہا یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس

اَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا

سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے لیے اور بھی فائدے ہیں۔ فرمایا اے

یٰمُوْسٰی ﴿۱۹﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۚ

موسیٰ اسے ڈال دو۔ پھر اسے ڈال دیا تو اسی وقت وہ دوڑتا ہوا سانپ ہو گیا۔ فرمایا اسے پکڑ لے اور نہ

سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰی ﴿۲۱﴾ وَاضْمُمْ یَدَكَ اِلٰی جَنَاحِكَ تَخْرُجْ

ڈر ہم ابھی اسے پہلی حالت پر پھیر دیں گے۔ اور اپنا ہاتھ اپنی بغل سے ملا دے بلا عیب سفید ہو کر نکلے گا

بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ اٰیَةً اُخْرٰی ﴿۲۲﴾ ۙ لِنُرِیَكَ مِنْ اٰیٰتِنَا الْكُبْرٰی ﴿۲۳﴾ ۚ

یہ دوسری نشانی ہے۔ تاکہ ہم تجھے اپنی بڑی نشانیوں میں سے بعض دکھائیں۔

ع ۱۰ اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ﴿۲۴﴾ ۠ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ﴿۲۵﴾ ۙ وَ

فرعون کے پاس جا بے شک وہ سرکش ہو گیا ہے۔ کہا اے میرے رب میرا سینہ کھول دے۔ اور

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۰۔ حضرت موسیٰ کی مدین سے واپسی کے دوران (معجزاتی) آگ کا مشاہدہ اور گھر والوں کو اس سے استفادے کی امید دلانے کا ذکر۔

۱۱ تا ۱۴۔ آگ کے قریب آنے پر ندائے ربی کے ساتھ خصوصی نصیحت آمیز کلام و وحی کا سلسلہ وار اعزازی و احسانی اظہار و بیان (احترامِ وادیٔ مقدس اور بعد از عطائے نبوت بصد ادب سماعت وحی کا حکمی اظہار اور پیغامِ توحید کا اعتقادی ذکر نیز عبادتِ خاص (نماز) کا تاکیدی اظہار۔

۱۵۔ اعتقادی ذکر کے ضمن میں بطور خاص وقوعِ قیامت کے متعلق علم خاص اور مقصد احتساب کا حکمی اظہار و بیان۔

۱۶۔ منکرین آخرت اور نفس پرست لوگوں سے دور رہنے کی حکمت آمیز نصیحت کا ذکر۔

۱۷ تا ۲۳۔ منصب رسالت کی تربیتی تمہید کا آغاز کرتے ہوئے حضرت موسیٰ سے مکالمہ الٰہی کا خصوصی (سوال و جواب کے ذریعہ) اظہار و بیان (اور دو خاص معجزاتی نشانیوں کا عطا ہونا)

۲۴۔ عطائے معجزات کے بعد حضرت موسیٰ کو فرعون کے پاس (تبلیغی مقصد کے لیے) جانے کی تلقین کا ذکر۔

يَسِّرْ لِيٓ أَمْرِي ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿٢٨﴾

میرا کام آسان کر۔ اور میری زبان سے گرہ کھول دے۔ کہ میری بات سمجھ لیں۔ اور میرے لیے

وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ﴿٢٩﴾ هَارُونَ أَخِي ﴿٣٠﴾ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ﴿٣١﴾

میرے کنبے میں سے ایک معاون بنا دے۔ ہارون کو جو میرا بھائی ہے۔ اس سے میری کمر مضبوط کر

وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ﴿٣٢﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ﴿٣٣﴾ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ﴿٣٤﴾ إِنَّكَ

دے۔ اور اسے میرے کام میں شریک کردے۔ تاکہ ہم تیری پاک ذات کا بہت بیان کریں۔ اور تجھے

كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ﴿٣٥﴾ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ

بہت یاد کریں۔ بے شک تو ہمیں خوب دیکھتا ہے۔ فرمایا اے موسیٰ تیری درخواست منظور ہے۔ اور

مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ﴿٣٧﴾ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ﴿٣٨﴾ أَنِ

البتہ تحقیق ہم نے تجھ پر ایک دفعہ اور بھی احسان کیا ہے۔ جب ہم نے تیری ماں کے دل میں بات ڈال

اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ

دی تھی۔ کہ اسے صندوق میں ڈال دے پھر اسے دریا میں ڈال دے پھر اسے دریا کنارے پر ڈال دے

يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ

گا اسے میرا دشمن اور اس کا دشمن اٹھالے گا اور میں نے تجھ پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی اور تاکہ تو

عَلَىٰ عَيْنِي ﴿٣٩﴾ إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن ثلثة

میرے سامنے پرورش پائے۔ جب تیری بہن کہتی جارہی تھی کیا تمہیں ایسی عورت بتاؤں جو اسے اچھی

يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ

طرح پالے پھر ہم نے تجھے تیری ماں کے پاس پہنچادیا کہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کھائے اور تو نے

نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي

ایک شخص کو مار ڈالا پھر ہم نے تجھے اس غم سے نکالا اور ہم نے تجھے کئی مرتبہ آزمائش میں ڈالا پھر تو مدین

أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ﴿٤٠﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ

والوں میں کئی برس رہا پھر تو اے موسیٰ تقدیر سے یہاں آیا۔ اور میں نے تجھے خاص اپنے واسطے

لِنَفْسِي ﴿٤١﴾ اذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ﴿٤٢﴾

بنایا۔ تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں کوتاہی نہ کرو۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٢٥ تا ٣٥۔ بارگاہ الٰہی میں حضرت موسیٰ کی خصوصی دعائیہ التجاء و عرضداشت (درخواست) کا ذکر۔

٣٦۔ جواب میں قبولیتِ دعا کی اطلاع خاص کا ذکر۔

٣٧ تا ٤١۔ حضرت موسیٰ پر احسانات خصوصیہ کی واقعاتی سلسلوں کے ذریعہ یاد دہانی (کہ کس کس موقع پر مشکل ترین حالات میں نصرت خداوندی ظاہر ہوتی رہی)۔

٤٢ تا ٤٤۔ (واقعاتی یاد دہانی کے ذریعہ تسلی آمیز تربیت کے بعد) حضرت موسیٰ و ہارون کو سرکش فرعون کے پاس (اظہار حق کیلئے) نشانیوں سمیت (ذکر الٰہی کا خوب اہتمام کرتے ہوئے) جانے کا حکم اور ساتھ ہی آداب تبلیغ کی خصوصی نصیحت پیش نظر رکھنے کی تلقین۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٤٣﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ
فرعون کے پاس جاؤ بے شک وہ سرکش ہوگیا ہے۔ سو اس سے نرمی سے بات کرو شاید وہ نصیحت حاصل کرے
اَوْ يَخْشٰى ﴿٤٤﴾ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿٤٥﴾ قَالَ
یا ڈر جائے۔ کہا اے ہمارے رب ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا یہ کہ زیادہ سرکشی کرے۔ فرمایا
لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿٤٦﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ
ڈرو مت میں تمہارے ساتھ سنتا اور دیکھتا ہوں۔ سو تم دونوں اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ بے شک ہم تیرے
فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ
رب کی طرف سے پیغام لے کر آئے ہیں کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے اور انہیں تکلیف نہ دے
مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿٤٧﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ
ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں اور سلامتی اس کے لیے ہے جو سیدھی راہ پر
اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٤٨﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿٤٩﴾
چلے۔ بے شک ہمیں وحی سے بتایا گیا ہے کہ عذاب اسی پر ہوگا جو جھٹلائے اور منہ پھیر لے۔ کہا اے موسیٰ پھر
قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا بَالُ
تمہارا رب کون ہے۔ کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی صورت عطا کی پھر راہ دکھائی۔ کہا پھر پہلی
الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿٥١﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ
جماعتوں کا کیا حال ہے۔ کہا ان کا علم میرے رب کے ہاں کتاب میں ہے میرا رب نہ غلطی کرتا ہے اور
وَلَا يَنْسَى ﴿٥٢﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا
نہ بھولتا ہے۔ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور تمہارے لیے اس میں راستے بنائے اور آسمان
سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ
سے پانی نازل کیا پھر ہم نے اس میں طرح طرح کی مختلف سبزیاں
ع ١١ شَتّٰى ﴿٥٣﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿٥٤﴾
نکالیں۔ کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو چراؤ بے شک اس میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔
مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿٥٥﴾
اسی زمین سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں لوٹائیں گے اور دوبارہ اسی سے نکالیں گے۔

٤٥۔ دونوں عظیم بھائیوں کا کچھ تحفظات وخدشات کا (بارگاہ الٰہی میں) اظہار۔

٤٦۔ جواب میں طرزِ خاص سے بھرپور خدائی تسلی کا اظہار۔

٤٧ تا ٤٨۔ دونوں بھائیوں کو فرعونی دربار میں پوری قوت سے حق گوئی کے اظہار اور فرعونی اقتدار کو چیلنج کرنے کا حکم (اظہارِ حق کے لیے معجزاتی نشانیاں پیش کرنے کا بھی حکم) نیز دُنیوی و اُخروی سلامتی کا اہل ایمان کیلیے خاص ہونا اور نافرمانوں کے لیے خدائی عذاب کا پیغام خاص بھی سنا دینے کا حکم۔

٤٩ تا ٥٢۔ زوردار پیغامِ حق سننے کے بعد فرعون کا حضرت موسیٰ سے (سوال و جواب کا) مکالماتی سلسلہ۔

٥٣ تا ٥٥۔ درمیان میں خدائی صفاتِ خاصہ و احسانات الٰہی کا تعارفی اظہار وبیان۔

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿٥٦﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا
اور ہم نے فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھادیں پھر اس نے جھٹلایا اور انکار کیا۔ کہا اے موسیٰ کیا تو ہمیں
مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٥٧﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ
اپنے جادو سے ہمارے ملک سے نکالنے کے لیے آیا ہے۔ سو ہم بھی تیرے مقابلے میں ایک ایسا ہی جادو لائیں
بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿٥٨﴾
گے سو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدہ مقرر کردے نہ ہم اس کے خلاف کریں اور نہ تُو کسی صاف میدان میں۔
قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾ فَتَوَلّٰى
کہا تمہارا وعدہ جشن کا دن ہے اور دن چڑھے لوگ اکھٹے کیے جائیں ۔ پھر فرعون لوٹ گیا
فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا
اور اپنے مکر کا سامان جمع کیا پھر آیا۔ موسیٰ نے کہا افسوس تم اللہ پر بہتان نہ باندھو ورنہ وہ کسی عذاب سے
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿٦١﴾
تمہیں ہلاک کر دے گا اور بے شک جس نے جھوٹ بنایا وہ ہلاک ہوا۔
فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿٦٢﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ
پھر ان کا آپس میں اختلاف ہوگیا اور خفیہ گفتگو کرتے رہے۔ کہا بے شک یہ دونوں جادوگر ہیں چاہتے
لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ
ہیں کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہارے ملک سے نکال دیں اور تمہارے عمدہ طریقہ کو موقوف کر
الْمُثْلٰى ﴿٦٣﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ
دیں۔ پھر تم اپنی تدبیر جمع کر کے صف باندھ کر آؤ اور تحقیق آج جیت گیا
اسْتَعْلٰى ﴿٦٤﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ
جو غالب رہا۔ کہا اے موسیٰ یا تو ڈال اور یا ہم پہلے ڈالنے
مَنْ اَلْقٰى ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ
والے ہوں ۔ کہا بلکہ تم ڈالو پس اچانک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو سے
اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿٦٦﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿٦٧﴾
اس کے خیال میں دوڑ رہی ہیں ۔ پھر موسیٰ نے اپنے دل میں ڈر محسوس کیا ۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٥٦تا٥٨۔فرعون کا تمام تر خدائی نشانیوں کے مشاہدہ پر بھی انکارِ حق اور الٹا منفی تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے حضرت موسیٰؑ کو متعین وقت پر مقابلہ کرنے کا زوردار چیلنج۔

٥٩۔جواب میں حضرت موسیٰؑ کا چیلنج قبول کرنے اور سالانہ قومی جشن کے موقع پر مقابلہ کا دن متعین کرنے کا اعلان۔

٦٠تا٦١۔فرعون کی اپنے تمام اسباب تدبیر سمیت حضرت موسیٰؑ کے ساتھ مقابلہ کے لیے آمد اور حضرت موسیٰؑ کا فرعونیوں کو مقابلۂ حق کے متوقع نتائج بد سے خبردار کرنے کا تنبیہی وعظ۔

٦٢تا٦٦۔متعین دن پر حق و باطل کی معرکہ آرائی کا میدان گرم ہوتے ہی فرعونی شعبدہ بازوں کی حضرت موسیٰؑ کو دعوتِ مبارزت (مقابلہ کی دعوت) جواب میں حضرت موسیٰؑ کا فرعونی چیلوں کو اپنی شعبدہ بازی پہلے ہی دکھانے کا چیلنج، اس پر فرعونی ساحروں کا (جادوگروں کا) اظہارِ سحر (جو کہ محض تخیلاتی فکر کا حربہ (خلط ملط) تھا۔

قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلٰى ﴿٦٨﴾ وَأَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا
ہم نے کہاڈرومت بیشک تو ہی غالب ہوگا۔اور جو تیرے دائیں ہاتھ میں ہے ڈال دے کہ نگل جائے جو کچھ انہوں
صَنَعُوْا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ أَتٰى ﴿٦٩﴾
نے بنایا ہے جو کچھ کہ انہوں نے بنایا ہے صرف جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر کا بھلا نہیں ہوتا جہاں بھی ہو۔
فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿٧٠﴾ قَالَ
پھر جادوگر سجدہ میں گر پڑے کہا ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لائے ۔ کہا
اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ أَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ
تم میری اجازت سے پہلے ہی اس پر ایمان لے آئے بے شک یہ تمہارا سردار ہے جس نے تمہیں جادو
فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ
سکھایا سو اب میں تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹواؤں گا اور تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی
جُذُوْعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَّأَبْقٰى ﴿٧١﴾ قَالُوْا لَنْ
دوں گا اور تمہیں معلوم ہو جائے گا ہم میں سے کس کا عذاب سخت اور دیر تک رہنے والا ہے۔ کہا ہم تجھے ہرگز ترجیح
نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنْتَ
نہ دیں گے ان کھلی ہوئی نشانیوں کے مقابلہ میں جو ہمارے پاس آ چکی ہیں اور نہ اس کے مقابلہ میں جس نے
قَاضٍ ۖ إِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ إِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا
ہمیں پیدا کیا ہے سو تو کر گزر جو تجھے کرنا ہے تو صرف اس دنیا کی زندگی پر حکم چلا سکتا ہے۔ بے شک ہم اپنے
خَطٰيٰنَا وَمَآ أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى ﴿٧٣﴾ إِنَّهٗ
رب پر ایمان لائے ہیں تا کہ ہمارے گناہ معاف کرے اور جو تو نے ہم سے زبردستی جادو کرایا اور اللہ بہتر اور سدا
مَنْ يَّأْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۖ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿٧٤﴾
باقی رہنے والا ہے۔ بے شک جو شخص اپنے رب کے پاس مجرم ہو کر آئے گا سو اس کے لیے دوزخ ہے جس میں
وَمَنْ يَّأْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَأُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ
نہ مرے گا اور نہ جیے گا۔ اور جو اس کے پاس مومن ہو کر آئے گا حالانکہ اس نے اچھے کام بھی کیے ہوں تو ان کے
الْعُلٰى ﴿٧٥﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
لیے بلند مرتبے ہوں گے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٦٧ تا ٦٩۔ حضرت موسیٰ کا دل میں ہی نفسیاتی خوف کا اظہار جس پر فوری خدائی تسلی آمیز (بلکہ یقین افروز) پیغام الٰہی کہ بے خوف آگے بڑھ کر باطل لوگوں کے خود ساختہ سحر کو خدائی معجزۂ حق کی ٹھوکر سے اڑا دیجیے کہ میدان آپ کے نام ہی رہے گا (فتح آپ کے قدم چوم لے گی)۔

٧٠۔ ایک خاص گروہ کا مشاہدۂ حق پر فوری سرنڈر (ہتھیار ڈال دینے) ہوتے ہوئے قبول حق کا اعلان۔

٧١۔ فرعون کا نوجوانوں کے جرأت مندانہ اظہار پر سخت ردعمل اور زور اقتدار دکھاتے ہوئے دھمکی آمیز عزائم کا خوفناک اظہار۔

٧٢۔ جواب میں نومسلم نوجوانوں کا اپنے مضبوط موقف کیساتھ بے باکانہ (بلا خوف) اظہارِ حق اور اقتداری حربوں کو جوتے کی نوک پر رکھنے کا اعلان۔

٧٣۔ حق کے پروانوں کا اظہارِ ایمان اور اپنے رب سے گزشتہ خطاؤں کی معافی و درگذر کی امیدوارانہ التجاء نیز خدائی اجر وانعام کو ہی کافی سمجھنے کا اعتقادی اظہار۔

وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿٧٦﴾ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ ٣ ع ٢٢ ١٢

گے اور یہ اس کی جزا ہے جو گناہ سے پاک ہوا۔ اور ہم نے البتہ موسیٰ کو وحی کی کہ میرے بندوں کو راتوں

بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا

رات لے جا پھر ان کے لیے دریا میں خشک راستہ بنا دے پکڑے جانے سے نہ ڈر اور نہ کسی خطرہ کا

وَّلَا تَخْشٰى ﴿٧٧﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ

خوف کھا۔ پھر فرعون نے اپنے لشکر کو لے کر ان کا پیچھا کیا پھر انہیں دریا نے ڈھانپ لیا

مَا غَشِيَهُمْ ﴿٧٨﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿٧٩﴾ يٰبَنِيْٓ

جیسا ڈھانپا۔ اور فرعون نے اپنی قوم کو بہکایا اور راہ پر نہ لایا۔ اے بنی

اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ

اسرائیل ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی اور تم سے طور کی

الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿٨٠﴾ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ

دائیں طرف کا وعدہ کیا اور تم پر من و سلویٰ اتارا۔ کھاؤ جو ستھری چیزیں

مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ

ہم نے تمہیں دی ہیں اور اس میں حد سے نہ گزرو پھر تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا

يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿٨١﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ

غضب نازل ہوا سو وہ گڑھے میں جا گرا۔ اور بے شک میں بڑا بخشنے والا ہوں اس کو جو توبہ کرے اور

اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿٨٢﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ

ایمان لائے اور اچھے کام کرے پھر ہدایت پر قائم رہے۔ اور اے موسیٰ تجھے اپنی قوم سے پہلے جلدی آنے کا

يٰمُوْسٰى ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾

کیا سبب ہوا۔ کہا وہ بھی میرے پیچھے یہ آ رہے ہیں اور اے میرے رب میں جلدی تیرے طرف آیا تاکہ تو خوش

قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾

ہو۔ فرمایا تیری قوم کو تیرے بعد ہم نے آزمائش میں ڈال دیا ہے اور انہیں سامری نے گمراہ کر دیا ہے۔

فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ

پھر موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ میں بھرے ہوئے افسوس کرتے ہوئے لوٹے کہا اے میری قوم کیا

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٧٤ تا ٧٦۔ درمیان میں خدائی مجرموں کیلئے المناک عتاب کی خبر اور مومنین صالحین کے لیے اخروی درجات کی عظیم خوشخبری کا اعلان۔

٧٧۔ (آخر کار فرعونی ظالمانہ اقتدار کے خاتمہ کا وقت آ پہنچا) حضرت موسیٰ کو رات کے وقت اپنی قوم سمیت ہجرت کا حکم اور سمندر میں اپنے عصا کے ذریعہ راستہ بنانے اور بے خوف آگے بڑھتے رہنے کی تلقین۔

٧٨۔ فرعونیوں کا حضرت موسیٰ کے قافلے کو پکڑنے کے لیے تعاقب اور غیر متوقع سخت خدائی گرفت کا سامنا (طویل عرصہ ظالمانہ اقتدار کی کہانی آخر کار خوفناک انجام سے دوچار ہوئی اور خدائی دعویدار نشانِ عبرت بن گیا (جیت گئے موسیٰ، ہار گیا فرعون، صداقت زندہ باد طاقت مردہ باد)۔

٧٩۔ فرعون خود بھی ڈوبا قوم کو بھی ساتھ لے ڈوبا اور اتنے طویل عرصہ میں عقلِ ہدایت حاصل نہ کر سکا۔

٨٠ تا ٨٢۔ بنی اسرائیلیوں کو خدائی احسانات اور ہدایتِ خداوندی کی یاددہانی کا ذکر۔

٨٣ تا ٨٤۔ حضرت موسیٰ کی خدائی ہدایت پر کوہ طور (شوق محبت الٰہی کے باعث) پیشگی حاضری اور قوم کے ساتھ نہ آنے پر خدائی سوال و جواب میں وجہ عجلت (جلد آنے) کا اظہار۔

اعمالِ صالحہ کی قبولیت کا عنداللہ معیار

(زیرِ مطالعہ سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۷۵)

اللہ پاک نے دین برحق کی تمام تر تعلیمات و ہدایات کو قرآن مقدس میں (جامع حقائق کے ساتھ) بیان فرما دیا ہے ارشادِ ربانی ہے، ترجمہ:''اور ہم نے آپ ﷺ پر ایسی کتاب اتاری ہے جس میں وضاحت ہے ہر شی کی اور ہدایت ورحمت اور خوشخبری ہے فرمانبرداروں کے لیے'' (سورۃ النحل آیت نمبر ۸۹)۔اب ایمان کے سارے حقائق اور اعمالِ حسنہٗ کے ہر طرح تقاضوں کو قرآن و سنت میں جب واضح کر دیا گیا ہے تو ہدایت کے حوالہ سے یہ سوال اٹھانا مہمل (بے حقیقت) ہے کہ ہدایت کیا ہے؟ یا کیسے اور کہاں سے حاصل ہو سکتی ہے؟ یہ تو ایسے ہے جیسے کوئی انسان بھیک مانگ رہا ہو حالانکہ اس کا گھر مال و دولت سے بھرا پڑا ہو۔ ظاہر ہے ایسا انسان معاشرے میں کمینہ فطرت کہلائیگا دوسری طرف قرآن و سنت کی موجودگی میں دوسرے باطل مذاہب سے ہدایت کی بھیک یا تلاش نظریاتی پستی ہے اور سراسر جہالت ہے۔ الغرض نظریاتی حقائق کی نشاندہی کے بعد اعمال صالحہ کی لسٹ بہت طویل ہے جن میں بعض فرائض ہیں۔بعض واجبات ہیں، بعض مستحبات اور اخلاقیات کے درجہ میں ہیں، جو فرائض اور واجبات ہیں ان کی عملی ترجیحات شرعی حقائق سے متعین شدہ ہیں، (پانچوں نمازیں اپنے متعین شدہ اوقات میں ادا کرنا، ماہِ رمضان میں پورے ماہ کے روزے رکھنا، سال بعد زکوۃ ادا کرنا، اور زندگی بھر میں ایک مرتبہ حج ادا کرنا اسی طرح بقیہ واجباتی امور)۔ البتہ شرعی عذر کی وجہ سے ان میں تاخیر کی اجازت موجود ہوتی ہے بقیہ مستحب اعمال کی جملہ لسٹ بھی شرعی ترجیحات کے ساتھ (رہنمائی کے لحاظ سے) دیکھی جا سکتی ہے تاہم وقت کے بعض ناگزیر تقاضوں پر ان کی ترجیحات میں تقدیم تاخیر (آگے/ پیچھے بجا لانا) کی اجازت دی گئی ہے مثلاً آپ فرض نماز ادا کر رہے ہیں ایسے میں کوئی شخص کسی سخت حادثہ کا شکار ہو جاتا ہے اور آپ کے سوا اس کا کوئی مددگار نہیں بن رہا/ یا نظر نہیں آ رہا۔تو آپ نماز توڑ کر

پہلے اس مصیبت زدہ انسان کے کام آئیں پھر فرض نماز ادا کریں۔(یہ ایک فرضی حقیقت محض مثال کی ایک جھلک ہے ورنہ اور بہت سارے ایسے حقائق پیش آسکتے ہیں)۔خود خاتم النبیین ﷺ سے مختلف اوقات میں سوال کیا گیا کہ أَیُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ ؟ تو آپ ﷺ نے مختلف جواب دیے جو یا تو مختلف وقتی تقاضوں کی نشاندہی کرتے تھے یا پھر مختلف افراد کے احوال کے پسِ منظر میں ارشاد فرمائے گئے۔ان جوابات کو حکیمانہ اسلوب یا حالات کے تقاضوں کا خوبصورت عنوان دیا جاتا ہے۔ اسی فکر سے یہ نکتہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ جس طرح آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں حضرات صحابہ کرامؓ کو وقتی حالات کے ترجیحی تقاضوں کی نشاندہی فرمائی تھی (اُسکی بناء پر بقیہ دوسرے فرائض یا اعمال کی نفی نہیں تھی) ایسے ہی آج اگر کسی کو خواب میں واقعی طور پر آپ ﷺ کی زیارت ہو اور آپ ﷺ کسی عملِ خاص کی طرف توجہ دلا رہے ہوں تو اس کے بھی مختلف مفہوم ہو سکتے ہیں، یا تو اس خاص شخص میں اس عملِ خاص کی کمزوری ہے۔آپ ﷺ اس کی نشاندہی فرما رہے ہوتے ہیں، یا اس کے اس خاص ماحول میں اس عمل کی کوتاہی کی راہنمائی مقصود ہوتی ہے یا پھر اجتماعی کوتاہی کا احساس دلانا ہوتا ہے یا وقت کے اہم تقاضے کو پیشِ نظر رکھنے کی کسی خاص حکمتِ عملی کی طرف توجہ دلانا،ایسا بھی ممکن ہے کہ ایک ہی وقت میں مختلف صالح افراد کو مختلف وقتی تقاضوں کی الگ الگ رہنمائی کر کے ہر ایک کے کام کی حوصلہ افزائی کرنی مقصود ہوتی ہے جیسے (مثلاً) کسی فیکٹری کا مالک مختلف شعبوں میں کام کرنے والے افراد کی الگ الگ شعبہ جاتی خدمات کی تعریف/حوصلہ افزائی کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ باقی کام کرنے والے افراد کی حوصلہ شکنی یا نفی کرنا ہے ہرگز نہیں۔یہ حقیقت بھی انتہائی قابلِ توجہ ہے کہ دین کا کوئی شعبہ غیر اہم نہیں ہے جب دین اللہ پاک کے احکام پر مشتمل ہے۔خود اللہ پاک اعلیٰ ہیں تو اس کا ہر حکم بھی اونچا ہے اس لیے کسی حکم کو غیر اہم نہیں سمجھنا چاہیے۔اور اس شعبہ وحکم میں مصروف عمل لوگوں کو بھی غیر اہم نہیں لینا چاہیے(ضروری نہیں کہ وہ افراد معاشرہ یا عوام میں معروف ومشہور ہوں) اسی طرح کوئی نیکی فی ذاتہ چھوٹی بڑی نہیں سمجھنی چاہیے۔نہ ہی کسی بُرائی کو چھوٹا بڑا لینا چاہیے اس لیے

کہ ہر برائی خدائی نافرمانی ہے وہ مالک ارض وسماء اگر کسی بھی چھوٹی بُرائی پر کل گرفت فرمالے تو وہ چھوٹی نہیں، بلکہ بہت بڑی بن گئی اس کے برعکس اگر اس ذات رحیم وکریم نے بڑے سے بڑے گناہ کو معاف فرما دیا تو نتیجہ کے اعتبار سے وہ گناہ ہی ختم کر دیا جائیگا۔ (البتہ دنیوی زندگی میں شرعی احکام کے تحت صغیرہ کبیرہ گناہوں کی حقیقت اور حکم کو ختم نہیں کیا جاسکتا) ایسے ہی کسی چھوٹی سے (نظر آنے والی) نیکی کو قبول کر کے اجر دے دیا گیا تو نتیجۃً وہ بڑی نیکی کا درجہ پالے گی اور اگر خدانخواستہ بڑی نیکی کو بھی (کسی وجہ سے) رد کر دیا گیا تو وہ بھی کسی قابل نہ رہے گی۔ اس لیے یہ اہم نکتہ بھی انتہائی قابلِ غور ہے کہ آخرت میں وزن اعمال میں فقط مقدار وتعداد کی کثرت معیار نہ ہوگی بلکہ کیفیتِ اعمال پیش نظر رکھی جائیگی اس کی مثال آپ سمجھ لیں کہ ریت کے ذرات کا بہت بڑا ٹیلہ دیکھنے میں بڑا وزنی ہوتا ہے اُس کے مقابلہ میں چھوٹا سا ہیرا زیادہ قیمتی ہے یہاں قیمت کیفیت کی لگائی جاتی ہے۔ کثرتِ مقدار کی نہیں، آخرت میں بھی کسی شخص کا ایک ایسا عمل جو عند اللہ کیفیت کے اعتبار سے پہاڑوں سے زیادہ وزنی ہوگا اس کا بیڑہ پار کرا دے گا دوسری طرف اعمال کی کثرت کے کئی رجسٹر نظر آ رہے ہونگے۔ مگر سب بے کار (کسی سبب کے باعث) ٹھہریں گے۔ بعض اوقات کوئی ایک عمل بڑی بڑی نیکیوں پر سبقت کا پلڑا بھاری کر دیتا ہے، ایسے بہت سارے واقعاتی حقائق ہیں، جن میں لوگوں کی نظروں میں عام سی نیکی کے نتائج اتنے اُونچے دیکھے گئے جو بلند تر اعمال کا نتیجہ کہے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس لوگوں کی نظروں میں معمولی سی غلطیوں پر عند اللہ سخت گرفت ونتائج بھی سننے کو ملتے ہیں۔ اس حوالہ سے یہ نکتہ انتہائی قابلِ توجہ ہے کہ نیکیوں کی قبولیت کا معیار ایمان اور اخلاص وللّٰہیت (تصحیح نیت) ہے وہ کس شخص میں کتنا ہے اس کا باطنی معیار فقط اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور وہی اس کا اجر عطا فرماتا ہے، اس کا معیار کوئی عُرفی شہرت/ القاب یا بزرگوں کی نظروں میں اعتماد وغیرہ نہ ہے) البتہ برائی کے لیے کسی اخلاص وحُسنِ نیت کی کیا ضرورت ہوسکتی ہے خدائی نافرمانی میں (معاذ اللہ) اچھی نیت کا کیا دخل؟ اس لیے اس پر عند اللہ گرفت کا کیا عالم ہوگا؟ وہ وہی بہتر جانتا ہے (خداوند عالم ہم سب کو معاف فرمائے

(آمین)۔ الغرض/خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایمان خوف اور امید کی درمیانی کیفیت کے متعلق جو مبنی بر حقیقت اظہار پیغمبرِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک سے کیا گیا ہے وہی پیشِ نظر رکھنا چاہیے، فقط شُہرت، القاب کوئی معیاری حقیقت نہیں، اعمال میں اخلاص، تقویٰ اور حُسنِ نیت کے باوجود بھی خدائے پاک سے ڈرنا چاہیے اور اپنے اعمالِ سیئہ سے بھی بے خوف نہ ہونا چاہیے البتہ مایوس بھی نہ ہونا چاہیے کہ ﴿لا تقنطوا من رحمۃ اللہ﴾ کی تسلی بھی اُسی ذات کی طرف سے دی گئی ہے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٨٥تا٨٦۔ قومِ موسیٰ کے پیچھے سے سامری کی قیادت میں گمراہی کے حوالے سے خدائی اطلاع پر حضرت موسیٰ کی اپنی قوم کی طرف (غم و غصہ میں ڈوبے) واپسی اور اپنی قوم سے سخت باز پرس۔

٨٧تا٨٨۔ قومِ موسیٰ کا سبب گمراہی کے متعلق اظہار اور سامری کے شیطانی اقدام کا پردہ چاک ہونے کا بیان۔

٨٩۔ اس شیطانی اقدام پر اعتقادی تنبیہ کا خدائی اظہار۔

٩٠تا٩١۔ قوم کی گمراہی کے وقت حضرت ہارونؑ کی ذمہ دارانہ اصلاح و تبلیغی مزاحمت کا اظہار اور قوم کا حضرت موسیٰؑ کی آمد تک انتظار کرنے کے جواب کا ذکر۔

٩٢تا٩٤۔ حضرت موسیٰؑ کی اپنے بھائی حضرت ہارونؑ سے واقعاتی باز پرس اور اظہار ناراضگی جواباً حضرت ہارونؑ کی اصل صورتِ حال کی حقیقت آمیز وضاحت کا بیان۔

رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ

تمہارے رب نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا پھر کیا تم پر بہت زمانہ گزر گیا تھا یا تم نے چاہا کہ تم پر

غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿٨٦﴾ قَالُوْا مَاۤ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ

تمہارے رب کا غصہ نازل ہو تب تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی۔ کہا ہم نے اپنے اختیار سے آپ سے

بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَاۤ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ

وعدہ خلافی نہیں کی لیکن ہم سے اس قوم کے زیور کا بوجھ اٹھوایا گیا تھا سو ہم نے اسے ڈال دیا پھر اسی

اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٧﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا

طرح سامری نے ڈال دیا۔ پھر ان کے لیے ایک بچھڑا نکال لایا ایک جسم جس میں گائے کی آواز تھی پھر

هٰذَاۤ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ﴿٨٨﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ

کہا یہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود ہے سو وہ بھول گیا ہے۔ کیا پس وہ نہیں دیکھتے کہ وہ انہیں کسی بات کا جواب

قَوْلًا ۬ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ ع ١٣ ١٢

نہیں دیتا اور ان کے نقصان اور نفع کا بھی اسے اختیار نہیں۔ اور انہیں ہارون نے اس سے پہلے کہہ دیا تھا

مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ

اے میری قوم اس سے تمہاری آزمائش کی گئی ہے اور بے شک تمہارا رب رحمان ہے سو میری پیروی کرو

وَاَطِيْعُوْۤا اَمْرِيْ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا

اور میرا کہا مانو۔ کہا ہم برابر اسی پر جمے بیٹھے رہیں گے یہاں تک کہ موسیٰ ہمارے پاس لوٹ کر

مُوْسٰى ﴿٩١﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْۤا ﴿٩٢﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ

آئے۔ کہا اے ہارون تمہیں کس چیز نے روکا جب تم نے دیکھا تھا کہ وہ گمراہ ہو گئے ہیں۔ تو میرے

اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿٩٣﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ

پیچھے نہ آیا کیا تو نے بھی میری حکم عدولی کی۔ کہا اے میری ماں کے بیٹے میری داڑھی اور اور سر نہ پکڑ

اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ

بیشک میں ڈرا اس سے کہ تو کہے گا تو نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میرے فیصلہ کا انتظار نہ

قَوْلِيْ ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا

کیا۔ کہا اے سامری تیرا کیا معاملہ ہے۔ کہا میں نے وہ چیز دیکھی تھی جو دوسروں نے نہ دیکھی

بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ

پھر میں نے رسول کے نقش قدم کی ایک مٹھی مٹی کی لے کر ڈال دی اور میرے دل نے مجھے ایسی ہی

لِیْ نَفْسِیْ ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِی الْحَیٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ

بات سوجھائی۔ کہا بس چلا جا تیرے لیے زندگی میں یہ سزا ہے کہ تو کہے گا ہاتھ نہ لگانا اور تیرے لیے ایک

وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ

وعدہ ہے جو تجھ سے ٹلنے والا نہیں اور تو اپنے معبود کو دیکھ جس پر تو جما بیٹھا تھا ہم اسے ضرور جلا

عَلَیْهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا ﴿٩٧﴾ اِنَّمَاۤ

دیں گے پھر اسے دریا میں بکھیر کر بہا دیں گے۔ تمہارا معبود

اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذٰلِكَ

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے علم میں سب چیز سما گئی ہے۔ ہم اسی طرح

نَقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَیْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا

سے تجھے گزشتہ لوگوں کی کچھ خبریں سناتے ہیں اور ہم نے تجھے اپنے ہاں سے ایک نصیحت نامہ دیا

ذِكْرًا ۖۚ ﴿٩٩﴾ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾

ہے۔ جس نے اس سے منہ پھیرا سو وہ قیامت کے دن بوجھ اٹھائے گا۔

خٰلِدِیْنَ فِیْهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی

اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کے لیے قیامت کے دن برا بوجھ ہوگا۔ جس دن صور میں پھونکا

الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ۖۚ ﴿١٠٢﴾ یَّتَخَافَتُوْنَ بَیْنَهُمْ

جائے گا اور ہم اس دن مجرموں کو نیلی آنکھوں والے کر کے جمع کر دیں گے۔ چپکے چپکے آپس میں باتیں

اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ اِذْ یَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ

کرتے ہوں گے کہ تم صرف دس دن ٹھہرے ہو۔ ہم خوب جان لیں گے جو کچھ وہ کہیں گے جب ان میں

طَرِیْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا یَوْمًا ﴿١٠٤﴾ وَیَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ ع ٥ ١٤

سے بڑا سمجھدار کہے گا کہ تم صرف ایک ہی دن ٹھہرے ہو۔ اور تجھ سے پہاڑوں کا حال پوچھتے ہیں

یَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَیَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرٰى فِیْهَا

سو کہہ دے میرا رب انہیں بالکل اڑا دے گا۔ پھر زمین کو چٹیل میدان کر کے چھوڑ دے گا۔ تو اس میں کجی

خلاصہ مضمون آیات بمطابق آیت نمبر

٩٥ تا ٩٧۔ حضرت موسیٰ کی سامری سے سخت باز پرس، سامری کی شیطانی وضاحت پر حضرت موسیٰ کی سامری پر خدائی ناراضگی کے پس منظر میں دنیوی و اخروی سزا کا غضبیہ اظہار اور خود ساختہ مجسمے کو نذر آتش کر کے راکھ کو دریا میں ڈالنے کے آپریشن کا ذکر۔

٩٨۔ معبود حقیقی کا توحیدی صفت کے ساتھ اعتقادی بیان۔

٩٩۔ خاتم الانبیاء ﷺ کو احوال سابقہ سے (بذریعہ وحی) آگاہی اور خدائی نصیحت نامہ (قرآن کریم) عطا کرنے کا احسانی اظہار۔

١٠٠ تا ١٠١۔ خدائی نصیحت نامہ (قرآن مقدس) سے اعراض (انحراف) کرنے پر سخت گرفت الٰہی کا غضبیہ اظہار۔

١٠٢ تا ١٠٤۔ روز محشر مجرمین کی پیشی کا منظر خاص اور باہمی مخفی سوال و جواب کا ذکر۔

عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۝١٠٧ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ

اور ٹیلا نہیں دیکھے گا۔ اس دن پکارنے والے کا اتباع کریں گے اس میں کوئی کجی نہیں ہوگی اور رحمان

الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝١٠٨ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ

کے ڈر سے آوازیں دب جائیں گی پھر تو پاؤں کی آہٹ کے سوا کچھ نہیں سنے گا۔ اس دن سفارش کام

الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝١٠٩ يَعْلَمُ

نہیں آئے گی مگر جسے رحمان نے اجازت دی اور اس کی بات پسند کی ۔ وہ جانتا ہے

مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝١١٠ وَعَنَتِ

جو کچھ ان کے آگے اور پیچھے ہے اور ان کا علم اسے احاطہ نہیں کر سکتا ۔ اور سب

الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝١١١ وَمَنْ

منہ حی و قیوم کے سامنے جھک جائیں گے اور تحقیق نامراد ہوا جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا۔ اور جو

يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ۝١١٢

نیک کام کرے گا اور وہ مومن بھی ہو تو اسے ظلم اور حق تلفی کا کوئی خوف نہیں ہو گا۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ

اور اسی طرح ہم نے اسے عربی قرآن نازل کیا ہے اور ہم نے اس میں طرح طرح سے ڈرانے کی

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝١١٣ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ

باتیں سنائیں تاکہ وہ ڈریں یا ان میں سمجھ پیدا کردے۔ سو اللہ بادشاہ حقیقی بلند مرتبے والا ہے اور تو

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ

قرآن کے لینے میں جلدی نہ کر جب تک اس کا اُترنا پورا نہ ہوجائے اور کہہ

رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝١١٤ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَ

اے میرے رب مجھے اور زیادہ علم دے۔ اور ہم نے اس سے پہلے آدم سے بھی عہد لیا تھا پھر وہ بھول گیا

لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝١١٥ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰۗئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا ع ١٥

اور ہم نے اس میں پختگی نہ پائی۔ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ۝١١٦ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا

کے سب نے سجدہ کیا اُس نے انکار کیا۔ پھر ہم نے کہا اے آدم بے شک یہ تیرا اور تیری بیوی کا دشمن

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۰۵ تا ۱۰۷۔ پہاڑوں کے متعلق کفار کے استہزائیہ سوال کا ہولناک جوابی بیان۔

۱۰۸ تا ۱۱۱۔ روز قیامت کفار کی بارگاہِ الٰہی میں پیشی کے بعض حقائق کا سبق آموز بیان۔

۱۱۲۔ مومنین صالحین کے (روز قیامت) انجام خیر کا ذکر۔

۱۱۳۔ قرآنِ مقدس کے عربی زبان میں نزول کے مقاصدِ خاصہ کا اظہار۔

۱۱۴۔ خدائی عظمتِ خاص کا ذکر کرتے ہوئے نزول وحی کے وقت خاص آپ ﷺ کے لیے خصوصی تربیتی ہدایت کا بیان۔

۱۱۵۔ نزولِ وحی الٰہی کے پس منظر میں نصیحتِ خاص کا اظہار و بیان، بعدازاں حضرت آدمؑ کو کی گئی اول نصیحت کا ذکر اور اس کے نتیجہ کا واعظانہ اظہار۔

۱۱۶ تا ۱۲۳۔ اول نصیحت کے پس منظر کا واقعاتی ذکر و بیان (فرشتوں کو سجدۂ آدمؑ کا حکم الٰہی، شیطانی انکار و بغاوت، اور حضرت آدمؑ کو خدائی نصیحت خاص کا تاکیدی حکم)، بعدازاں نسیان کے باعث حضرت آدمؑ کی بھول چوک، اس پر خدائی تکوینی فیصلے کا اظہار اور خدائی ہدایاتِ خاص کا ذکر و بیان۔

يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَ
ہے سو تمہیں جنت سے نہ نکلوا دے پھر تُو تکلیف میں پڑ جائے ۔ بے شک تو اس میں بھوکا اور
لَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ
ننگا نہیں ہوگا۔ اور بے شک تو اس میں نہ پیاسا ہوگا اور نہ تجھے دھوپ لگے گی۔ پھر شیطان نے اس کے دل
الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾
میں خیال ڈالا کہا اے آدم کیا میں تجھے ہمیشگی کا درخت بتاؤں اور ایسی بادشاہی جس میں ضعف نہ آئے۔ پھر
فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ
دونوں نے اس درخت سے کھایا تب ان پر ان کی برہنگی ظاہر ہوگئی اور اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے
وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۫ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ
لگے اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی پھر بھٹک گیا۔ پھر اس کے رب نے اسے سرفراز کیا پھر اس کی
فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًاۢ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
توبہ قبول کی اور راہ دکھائی۔ فرمایا تم دونوں یہاں سے نکل جاؤ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے پھر
عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ
اگر تمہیں میری طرف سے ہدایت پہنچے پھر جو میری ہدایت پر چلے گا تو گمراہ نہیں ہوگا اور نہ تکلیف
وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ
اٹھائے گا۔ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی اور اسے قیامت کے دن
نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْۤ اَعْمٰى وَقَدْ
اندھا کر کے اٹھائیں گے ۔ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا حالانکہ
كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ
میں بینا تھا۔ فرمائے گا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں پھر تو نے انہیں بھلا دیا تھا اور اسی
تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِىْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ
طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے۔ اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے جو حد سے نکلا اور اپنے رب کی آیتوں پر
وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ
ایمان نہیں لایا اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دیر پا ہے۔ سو کیا انہیں اس بات سے بھی سمجھ نہیں آئی

خلاصۂ مفہوم آیات بہ مطابق آیت نمبر

۱۲۴ تا ۱۲۶۔ خصوصی نصیحت آدمؑ کے بیان کے بعد سب کے لیے خدائی اطاعت کی عمومی نصیحت و یاد الٰہی کے متعلق ناصحانہ تنبیہی اظہار و بیان (یاد الٰہی سے اعراض و لاپرواہی کے نتائج دنیوی و اخروی کا تنبیہی ذکر) اور اس حشرِ خاص پر اس کے حسرتی سوال کا جواب الٰہی سمیت ذکر۔

۱۲۷۔ محشر کے وقت کی مخصوص سزا کے بعد اعراض حق کے مجرمین کی جہنم میں مستقل سخت سزا کا تنبیہی ذکر۔

۱۲۸۔ دور سابق کی مجرم قوموں کے ہلاک شدہ علاقوں سے عبرتی نصائح حاصل کرنے کا واعظانہ تنبیہی اظہار۔

۱۲۹۔ مجرمین پر فوری گرفت نہ کرنے اور تدریج و مہلت کے حوالہ سے قانون کا حکمتی اظہار۔

عصمت انبیاء علیہم السلام

(زیر مطالعہ سورۃ طہ آیت نمبر ۱۲۱)

نبوت کا منصب انسانیت کے تمام تر مدارج و مراتب اور حکمرانی و اقتدار کے مناصب سے بالا تر ایک ایسا اعلیٰ وارفع عہدۂ عظیم ہے۔ جو کسی فرد یا قوم کی پسند یا انتخاب کے نتیجہ میں عطا نہیں ہوتا تھا بلکہ براہِ راست انتخاب لا جواب منجانب اللہ ہی تھا۔ جس میں کسی غلطی یا بعد میں پچھتاوے کا سرے سے احتمال ہی نہیں ہوتا۔ ارشاد بانی ہے۔ ﴿الله أعلم حيث يجعل رسالته﴾ کہ اللہ پاک ہی بہتر جانتے ہیں کہ تاج نبوت کس کے سر پر جچتا (سجتا) ہے۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سرداران قوم کی اس تمنا کو قرآن مقدس نے نہ صرف نقل کیا ہے ترجمہ:۔ یہ قرآن دو بستیوں میں کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ (سورۃ زخرف آیت نمبر ۱۳)۔ بلکہ اس خواہش کا نوٹس لیتے ہوئے فوری لا جواب کرتے ہوئے فرمایا: ﴿أهم يقسمون رحمت ربك الخ﴾ کہ ہم کسی کی خواہش پر منصب نبوت عطا نہیں کیا کرتے نہ اسکا پس منظر کوئی دنیوی وجاہت یا مالیاتی برتری ہوتی ہے۔ بلکہ خالصۃً ہمارا اپنا انتخاب ہوتا ہے۔ اس میں کسی کی رائے یا خواہش کا عمل دخل نہیں ہوتا۔ جلیل القدر انبیاء کرام کے تذکرہ خیر کے ضمن میں ارشاد فرمایا، ترجمہ: ہم نے انہیں ایک خاص وصف کیلئے چن لیا تھا جو (آخرت کے) حقیقی گھر کی یاد تھی اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے نزدیک وہ چنے ہوئے بہترین لوگوں میں سے تھے۔ (سورۃ ص آیت نمبر ۴۲)۔ ایک مقام پر ارشاد فرمایا ترجمہ: اللہ فرشتوں میں سے اور انسانوں سے بھی اپنا پیغام پہنچانے والے منتخب کرتا ہے (سورۃ الحج آیت نمبر ۷۵)۔ ایسی تمام تر آیات کا خلاصہ واضح طور پر ایک ہی پیغام دے رہا ہے کہ نبوت کے عالی مقام منصب کا انتخاب غیر معمولی طور پر براہ راست منجانب اللہ ہوتا رہا ہے۔ اور انتخاب خداوندی میں کسی غلطی کا ادنیٰ درجہ کا احتمال نہیں ہوسکتا۔

اب آیئے عصمت انبیاء علیہم الصلوات کی طرف کہ ان کے متعلق تمام امت کا شروع سے یہ اعتقاد اور موقف چلا آرہا ہے کہ ہر نبی معصوم عن الخطا ہوتا تھا۔ وہ دانستہ کبھی معصیت کا ارتکاب تو دور کی بات ہے سوچ بھی نہیں سکتا کہ کسی لمحہ حکم خداوندی کی نافرمانی کر سکے (معاذ اللہ) بنیادی نکتہ یہی ہے جس کے سمجھنے میں بعض طبقہ جدید کے خود ساختہ خوش فہمی کے شکار دانشوران قلم نے ٹھوکر کھائی ہے۔ اور امت

کے اجتماعی اعتقاد اور موقف کے برعکس اپنی انفرادی اختراع (ایجاد) کے ضمن میں چھوٹا منہ بڑی بات کے تحت انبیاء و رسل کو غیر معصوم ٹھہراتے ہوئے ذرا بھی جھجک محسوس نہیں کی ۔منہ زور اور بے لگام گھوڑے کو تو کسی حکمت عملی سے قابو میں لایا جا سکتا ہے مگر عقل وقلم بے لگام ہو جائے تو اسکو راہ راست پر لانے کیلئے تدبیری فکر اکثر ناکام دکھائی دیتی رہی ہے۔ اور یوں ایک نیا فتنہ (گمراہ فکری) وجود میں آجاتا ہے ۔اب ذرا ہم عقل کو اپنی اوقات میں رکھتے ہوئے غور کریں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے منتخب انبیاء و رسل بھی دانستہ خطا کرنے لگیں یا ایسی سوچ وفکر کے حامل ٹھہریں (معاذ اللہ) تو پھر خدائی انتخاب کے کیا معانی؟ ایک ہی تو ایسی ہستی (نبی ورسول) دنیا میں ہوتی تھی جس کے متعلق یہ متفقہ اعتماد ہوتا تھا کہ یہ عظیم انسان خدائی حکم کے سمجھنے میں غلطی یا کوتاہی کا مرتکب نہیں ہوسکتا تھا۔ بلکہ ہر طرح سے وہ براہ راست خدائی نگرانی میں ہی اپنے فرض منصبی ادا کر رہا ہوتا تھا۔ ابلیس ملعون نے ہر دور کی طرح نہ جانے کب کس کس کے ذہن نارسا میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اعتماد واعتقاد کی اس مضبوط عمارت (عصمت انبیاء) میں بھی نقب لگاؤ بلکہ شیطانی تیر چلاؤ شاید کوئی اپنا کام دکھا جائے ۔یوں غیروں کی طرز پہ اپنوں نے بھی جدید ریسرچ کے نام پرامت کے متفقہ و اجتماعی اعتقاد وموقف کو متزلزل کرنے کی ناکام سعی کی مگر منہ کی کھائی اور راہی عدم ہوئے ۔

اب سوال یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے حوالہ سے واقعہ نسیان جس کو خود قرآن مقدس میں نقل فرمایا گیا ہے۔ حضرت یونس کے مچھلی والے واقعہ کا ذکر بھی قرآن کریم ہی میں ہے۔ جن کو نقل کرتے ہوئے بعض جدید طبقہ کے لوگوں کے عقل وقلم رسیاں توڑتے ہوئے بے لگام ہونے لگے۔ اور حوالہ میں انہی آیات کو پیش کیا گیا ہے۔ کہ جب خود خالق کائنات ان کے متعلق ارشاد فرمائیں ﴿فأز لهما الشيطن الخ﴾ یا ﴿وعصى آدم ربه فغوىٰ الخ﴾ تو ہم ایسا کیوں کر نہ کہیں ۔

یہ مضحکہ خیز استدلال بالکل ایسا ہے کہ کسی ایک جگہ تین نسلیں موجود ہوں (۱) پوتا (۲) باپ (۳) دادا ۔بڑے دادا ابو اپنے بیٹے کو کسی بات پر سرزنش یا تنبیہ کرتے ہوئے کوئی سخت لفظ استعمال کریں تو پوتا اپنے حقیقی باپ کو وہی سخت الفاظ استعمال کرتے ہوئے حوالہ دے کہ دادا ابو نے بھی تو آپکو ایسے ہی کہا تھا۔ (استغفر اللہ) ان نام نہاد دانشوروں سے کوئی اس بچے کے اس بچگانہ استدلال پر رائے لے کہ کیسا موقف ہے؟ تو یقیناان کی ناقص عقل و دانش بھی یہی اعتراف کرتی نظر آئے گی کہ اپنے والد

گرامی کے سامنے سخت الفاظ کہنے کی دلیل میں دادا ابو کا حوالہ غلط ہے۔

ذرا سمجھیں !نبوت کے اعلیٰ مقام منصب عظیم پر فائز افراد اپنے دور میں انسانیت کا خلاصہ تھے۔ وہ جس مقام پر تھے وہ انتہائی حساس اور احتیاط کی اعلیٰ قدروں کے متقاضی تھے۔ اور جملہ انبیاء و رسل اس حساسیت اور احتیاط سے اچھی طرح آگاہ تھے۔ یاد رکھیے ہر نبی و رسول اپنے دور کے سب سے بڑے عالی دماغ ،ذہین ترین اور علی وجہ الکمال ، صاحب بصیرت انسان ہوتے تھے ۔ اور پھر یہ کہ وہ براہ راست خدائی نگرانی میں اپنے فرض منصبی ادا کر رہے ہوتے تھے۔تو آمدم برسر مطلب کہ حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ کے پس منظر میں **فأزلهما الشيطن** کے الفاظ آئے ہیں تو وہاں واقعاتی حقائق پر آنکھیں بند کر کے اپنے آپ کو کوئی زبردستی دانشور قرار دینا چاہتا ہے تو اپنی خوش فہمی سے زور لگاتا رہے۔ سورۃ طٰہٰ میں اسکی قدرے وضاحت سے صفائی اور حقیقت حال بیان کر دی گئی ہے۔ ﴿**ولقد عهدنا الى آدم من قبل فنسي ولم نجد له عزما**﴾ کہ حضرت آدم سے دانستہ خطا نہیں ہوئی (بلکہ انسانی فطرت کے آغاز میں واقعہ نسیان کی ابتدا ہوئی ہے) اور ہم نے ان میں کوئی پختہ عزم و ارادہ کا دخل نہیں پایا کوئی اس کے ظاہری الفاظ پر بچگانہ استدلال کرتا رہے۔ اورمقام نبوت کے ان اعلیٰ تقاضوں کو نظر انداز کرتا جائے جو دوسرے مقامات پر ان کے حق میں استعمال کئے گئے ہیں۔

وعصى آدم ربه فغوى پر وہی موقف اختیار نہ کرے جو مثال سابق میں بچے نے اپنے باپ سے گستاخی کی دلیل میں اختیار کیا ہے۔ **وعصى آدم ربه** کے الفاظ منجانب اللہ تنبیہ خاص ہیں۔ جو مقام خاص کے پس منظر میں کہے گئے ہیں۔ اور فغویٰ کے معنی بہکنے یا پھسلنے کے نہیں بلکہ نتیجۃً مشقت میں پڑنے کے ہیں (بحوالہ قصص القرآن سورۃ طٰہٰ)

جو جتنا اونچے منصب و مقام پر فائز ہوتا ہے۔ اسے تنبیہ بھی اسی درجہ کی ہوتی ہے۔تنبیہ بڑا چھوٹے کو کرتا ہے۔ ایسا تو نہیں کہ چپڑاسی صدر مملکت (بادشاہ وقت) کو تنبیہ کرتا پھرے ۔کس قدر بے ادبی سے لبریز بے باکی ہے۔ کہ کوئی شخص اپنے مخصوص نظریاتی افکار کے فروغ کیلئے ایسی مقدس بڑی شخصیات (انبیاءاور رسل) کو ہدف تنقید بنانے کیلئے دو چار الفاظ کے حوالے پیش کرکے اس گمراہ فکری کی اشاعت کرتا دکھائی دے اور یہ بھول جائے کہ وہ (انبیاء و رسل) کوئی ایسی ہستیاں نہیں جو تنقید سے بالا تر نہ سمجھی جائیں بلکہ اللہ پاک کے براہ راست منتخب عظیم انسان ہیں جو کسی جمہوری پارلیمنٹ کے وہ

ممبران نہیں جو اگلی دفعہ عدم اعتماد کا شکار بن کر معزول ٹھہریں بلکہ ان کا انتخاب لازوال اعتماد الٰہی کا مظہر ہوتا ہے کبھی کوئی نبی آج تک اپنے عہدہ نبوت سے معزول نہیں کیا گیا بلکہ اپنے تاج نبوت سمیت دارِفنا سے دارالبقاء کی طرف اپنے پورے پروٹوکول (شاہی اعزاز) کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔(خواہ ظاہر میں کچھ دکھائی دے)۔ انبیاء و رسل تنقید سے بالاتر شخصیات اور معصوم عن الخطا ہستیاں تھیں ان پر کسی درجہ کی تنقید آسمان پر تھوکنے اور بلند و بالا پہاڑ سے ٹکرا کر سر پھوڑنے کے مترادف ہے۔لہذا کبھی کسی تحریر و بیان میں کوئی ایسی دیدہ دلیری سننے ، پڑھنے کو ملے تو فوری رد کرتے ہوئے ایسے لوگوں کو گمراہ فکر سمجھا جائے۔

اسی پس منظر اور اعتقادی حقیقت سے حضرت آدم علیہ السلام کے واقعاتی نسیان (جو ازل سے طے شدہ تھا) اور ان مقامات پر جہاں بظاہر ایک دو تنبیہی الفاظ کا استعمال منجانب اللہ ہوا ہے وہ خالص علمی اصطلاح میں **حسنات الأبرار سيئات المقربين** کے درجہ میں ہے۔جس کو عام درجہ کے منہ زور بے لگام فکر کے لوگ کیا سمجھیں ،ایسے مقام سمیت جملہ قرآنی معارف وحقائق کی سوجھ بوجھ تمام تر علمی ذرائع سمیت خداداد حُسن بصیرت بھی درکار ہوتی ہے ۔ جو فقط ظاہری تعلیم وفن سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ طویل علمی وعملی ماحول نیز صحبتِ صالحین سے جا کر کہیں حاصل ہوسکتی ہے۔آزاد فکری نے ہمیشہ نئے فتنوں کی راہیں کھولی ہیں۔سلف صالحین سے ٹکرا کر بے لگام عقلی گھوڑے دوڑانے والے جدت پرستوں اور متقدمین کے متعین کردہ قواعد واصول کے ماتحت علمی تحقیق وتفتیش کرنے والے علماء کی تحریروں کے مابین یہی وہ امتیازی لکیر ہے جس کو صاحب بصیرت اہل علم صاف محسوس کر سکتے ہیں۔تفاسیر میں سلف صالحین اور اہل حق نے ایسے خاص مقامات میں جو تاویلات اور علمی توجیہات اپنائی ہیں وہ الفاظ کے ظاہری انتخاب کو سمجھنے کیلئے کافی ہیں۔ خاص طور پر متاخرین میں سے صاحب قصص القرآن (مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ) نے مسئلہ عصمت انبیاء علیہم السلام کو خوب واضح فرمایا ہے۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء!

مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي
کہ ہم نے ان سے پہلے کئی جماعتیں ہلاک کردی ہیں یہ لوگ ان کی جگہوں پر پھرتے ہیں بیشک اس میں عقل
ع ۱۶ النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ؕ ﴿۱۲۹﴾
والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک بات پہلے طے شدہ نہ ہوتی اور میعاد معین
فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ
نہ ہوتی تو عذاب لازمی طور پر ہوتا۔ پس صبر کر اس پر جو کہتے ہیں اور سورج کے نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے اپنے
وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ
رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کر اور رات کی کچھ گھڑیوں میں اور دن کے اول اور آخر میں تسبیح کرتا کہ تجھے خوشی
تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ
حاصل ہو۔ اور تو اپنی نظر ان چیزوں کی طرف نہ دوڑا جو ہم نے مختلف قسم کے لوگوں کو دنیاوی زندگی کی
زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾
رونق کے سامان دے رکھے ہیں تا کہ ہم انہیں اس میں آزمائیں اور تیرے رب کا رزق بہتر اور دیرپا ہے۔
وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ
اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور خود بھی اس پر قائم رہ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے روزی
نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ
دیتے ہیں اور پرہیزگاری کا انجام اچھا ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے پاس اپنے رب سے کوئی
اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ
نشانی کیوں نہیں لے آتا کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کی شہادت نہیں پہنچی۔ اور اگر ہم انہیں اس سے
بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ
پہلے کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو کہتے اے ہمارے رب تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ
اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ
بھیجا تا کہ ہم ذلیل وخوار ہونے سے پہلے تیرے حکموں پر چلتے۔ کہہ دو ہر ایک انتظار کرنے والا ہے
ع ۱۷ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾
سو تم بھی انتظار کرو آئندہ تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ سیدھی راہ پر کون ہے اور ہدایت پانے والا کون ہے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۳۰۔ آپ ﷺ کو کفار کی ایذا رسانی پر تسلی آمیز نصیحت اور مخصوص وقتی عبادات کے اہتمام کا تاکیدی حکم (نمازوں کے اوقات خاص کا اظہار و بیان)

۱۳۱۔ کفار و مجرمین کو دی گئی آزمائشی مادی دولت کو نظر انداز کرنے اور خدائی دائمی انعامات کو ہمیشہ پیش نظر رکھنے کی قیمتی نصیحت کا ذکر و بیان۔

۱۳۲۔ (خدائی باطنی عطیۂ خاص) نماز کے اہتمام خاص اور اس پر دائمی کاربند رہنے کے متعلق اپنے گھر والوں کو (بطور خاص) آگاہ کرتے رہنے کا ناصحانہ اظہار نیز عطائے رزق اور عاقبت (انجام) کے حوالے سے حقیقت کا زوردار بیان۔

۱۳۳۔ کفار و مشرکین کی طرف سے من پسند نشانی کے بے جا مطالبہ پر طرزِ خاص سے باحوالہ تنبیہی جواب کا اظہار۔

۱۳۴۔ نزول حق سے قبل کفار و مشرکین پر گرفت نہ کرنے کی وجہِ خاص کا حکمتی طرز سے ذکر۔

۱۳۵۔ اظہار حقائق کے باوجود کفار کی بے جا قیل وقال (اعتراضات) پر صبر و حلم سے خدائی فیصلۂ حق کے انتظار کا تنبیہی حکم۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاۗءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝١

لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ گیا ہے اور وہ غفلت میں پڑ کر منہ پھیرنے والے ہیں۔

مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَ

ان کے رب کی طرف سمجھانے کے لیے کوئی ایسی نئی بات ان کے پاس نہیں آتی کہ جسے سن کر ہنسی میں

هُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝٢ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ڰ الَّذِيْنَ

نہ ٹال دیتے ہوں۔ ان کے دل کھیل میں لگے ہوئے ہیں اور ظالم پوشیدہ سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ

ظَلَمُوْا ڰ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ

تمہاری طرح ایک انسان ہی تو ہے پھر کیا تم دیدہ دانستہ جادو کی

تُبْصِرُوْنَ ۝٣ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ

باتیں سنتے جاتے ہو؟ رسول نے کہا میرا رب آسمان اور زمین کی سب باتیں جانتا ہے اور وہ سننے والا

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٤ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ

اور جاننے والا ہے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ یہ بیہودہ خواب ہیں بلکہ اس نے جھوٹ بنایا ہے

افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ښ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝٥

بلکہ وہ شاعر ہے پھر چاہیے کہ ہمارے پاس کوئی نشانی لائے جس طرح پہلے پیغمبر بھیجے گئے تھے۔

مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ

ان سے پہلے کوئی بستی ایمان نہیں لائی تھی جسے ہم نے ہلاک کیا، کیا اب یہ

يُؤْمِنُوْنَ ۝٦ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ

ایمان لائیں گے؟ اور ہم نے تم سے پہلے بھی تو آدمیوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا تھا ان کی طرف ہم وحی

فَسْــَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٧ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ

بھیجا کرتے تھے اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھ لو۔ اور ہم نے ان کے ایسے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ الانبیاء

۱۔ (خدائی فیصلہ کے انتظار کے پس منظر میں) احتسابی گرفت کی منزل قریب آنے کا تنبیہی اظہار۔

۲۔ خدائی نصائح پر کفار کے ناروا استہزائی (مذاق اڑانے کے) رویہ کا مذمتی ذکر۔

۳۔ اظہارِ حق پر کفار کے منفی تبصرہ اور ردِّعمل کا مذمتی اظہار۔

۴۔ خدائی صفات کے پس منظر میں کفار کے منفی افکار کے نوٹس لینے کا تنبیہی بیان۔

۵۔ انکارِ حق کے حوالے سے کفار کی مختلف اقوامِ باطلہ (افکارِ باطل) اور نشانی خاص کے اظہار کا حوالہ جاتی مطالبہ۔

۶۔ جواب میں اقوامِ سابقہ کے نتائج و تجربات کا تنبیہی ذکر۔

۷تا۸۔ خاتم الانبیاء ﷺ پر نبوت کے حوالہ سے مختلف اعتراضات کا حقیقت آمیز جوابی اظہار و بیان۔

اعتماد اور تقلیدِ محمود کی آسان فہم حقیقت

(زیر مطالعہ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۷)

ایک انسان کی زندگی مختلف فکری و عملی ضروریات کے اردگرد گھومتی ہے۔ وہ قدم قدم ماتحت الاسباب امور کا محتاج ہوتا ہے۔ ایک چھوٹے سے گھر کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وہ الگ الگ شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے دروازے کھٹکھٹاتا ہے گھر بنوانے کے لئے اسے مستری و مزدور سے درخواست کرنا پڑتی ہے۔(اس سے پہلے وہ نقشہ بھی بنواتا ہے)۔تعمیراتی میٹریل پورا کرنے کے لئے مختلف دکانوں پہ جاتا ہے۔ میٹریل کے معیار و مقدار کے حوالہ سے ماہرین سے مشورہ کرتا ہے۔ خیر خواہی اور ہمدردی کے مشورے سنتا ہے، قبول کرتا ہے، اور اعتماد کرتا ہے۔ یہ ایک نمبر چیز ہے، یہ دونمبر چیز ہے۔ اس کا خود اسے کوئی تجربہ نہیں مگر کوئی تجربہ کار اور اس فن کا ماہر جب اسے کہتا ہے کہ فلاں کمپنی کا بنا ہوا مال ایک نمبر ہے تو وہ اعتماد کرتا ہے۔ روزمرہ کے معمولات میں وہ اشیاء خریدنے جاتا ہے تو قدم قدم تجربے اور مشورے پر اعتماد کرتا ہے۔ تعلیم کے بنیادی قاعدے (الف، با، تا، ثا) سے لے کر فراغت تک استاد کے ہر ہر سبق (لیکچر) پر اعتماد کرتا ہے۔ دینی تعلیم میں وہ ہر ہر حرف اور تلفظ میں اپنے استاد کی جتنی اچھی نقل (تقلید) کرے وہ کامیاب سمجھا جاتا ہے۔ اس کی یہ نقل معاشرے مں مشہور ہوجاتی ہے۔ کہ فلاں شاگرد اپنے فلاں استاد کی ہو بہو نقل کرتا ہے۔ پہلے کلمے سے لے کر جملہ اعتقادات (عقائد) واعمال اپنے استاد سے سنتا ہے، پڑھتا ہے اور اسے یاد رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے استاد کی علمی صلاحیت وقابلیت پر اعتماد کرتا ہے، وہ گھر میں بڑوں (والدین اور خاندانی بزرگوں) کی بات مانتا ہے اور یہ سمجھ کر اعتماد کرتا ہے کہ یہ تجربہ اور سمجھ میں مجھ سے بالاتر ہیں، وکیل کے پاس کسی مقدمہ کے لئے جاتا ہے تو وہ جو رائے دے یہ اس پر اعتماد کرتا ہے، ڈاکٹر یا حکیم کے پاس علاج کیلئے جاتا ہے تو جو وہ بیماری کی تشخیص یا علاج تجویز کریں یہ ان پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کرتا ہے۔ غرضیکہ کوئی زندگی کا ایسا موڑ ہے جہاں اعتماد کے بغیر وہ آگے گزر سکے؟ مرد بیوی پر اور بیوی مرد پر اعتماد نہ کرے تو گھریلو نظام درہم برہم ہوجاتا ہے۔ جہاں بداعتمادی کا ماحول پیدا ہوتا ہے وہاں شک وشبہات جنم لیتے ہیں۔ انسان وہمی بن جاتا ہے۔مریض حکیم یا ڈاکٹر پر بد اعتمادی کرتے ہوئے اس کے طریقہ علاج کو مسترد کرتا رہے کہ مجھے اس پر اعتماد نہیں تو چلو کسی اور حکیم سے علاج

کرالے۔ آخر کسی پر تو اس کو پھر بھی اعتماد کرنا بڑے گا۔ آمدم برسر مطلب زندگی میں کسی بھی فکر وعمل میں اعتماد کے بغیر نظام نہیں چل پاتا۔ اب لازم ہے کہ اس اتباع کا مفہوم آپ تقلید اور کہا ماننا ہی تسلیم کریں۔ گویا اعتماد کا دوسرا نام اتباع اور کہاماننا ہے۔ نتیجہ آسانی سے سمجھ آسکتا ہے کہ اتباع اور کہا ماننا کا علمی اصطلاح میں نام تقلید ہے۔ تقلید کا معنی گلے مین قلادہ (پٹہ) ڈالنا نہیں کہ وہ تو جانوروں کو ہی ڈالا جاتا ہے۔ آپ اس تقلید واتباع اور اعتماد سے دنیوی امور میں راہ فرار اختیار نہیں کر سکتے، ہر موڑ پر چھوٹوں کو ہمیشہ یہی سمجھاتے چلے آرہے ہیں کہ بڑوں کی بات ماننے میں خیر وبھلائی ہوتی ہے۔ بغاوت کا نقصان ہوتا ہے۔ اس کے نتائج ہمیشہ منفی نکلتے ہیں تو یہ نصیحت بجا کہلاتی ہے۔ قرآن کریم میں بھی اسی کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ ﴿فسئلوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون﴾ پوچھ لیا کرو (تحقیق کرلو) اگر تم نہیں جانتے۔ بڑا واضح خدائی پیغام ہے جس کے سمجھنے کیلئے کسی بڑے دماغ کی ضرورت نہیں کہ پوچھ لینے اور تحقیق کرنے کا مطلب جواب دینے والے محقق کی تحقیق پر اعتماد اور اسکی علمی حیثیت کو تسلیم کرنا ہوتا ہے۔ پھر مطمئن ہوکر عمل کرنا گویا تقلید کرنا اور ماننا ہی ٹھہرا۔ ہاں اتنی بات واضح ہے کہ غلط حکم/غلط تحقیق کو تسلیم کرنا تقلید مذموم ہے جبکہ صحیح حکم/صحیح تحقیق کو تسلیم کرنا تقلیدِ محمود کہلاتا ہے اسی کو سب تسلیم کرتے ہیں۔ ہم نے کلمہ سے لے کر پوری اسلامی تعلیمات، قرآن کریم کی سورۃ الحمد سے لے کر والناس تک اور حدیث کی ساری کتب کی تعلیم اپنے اپنے اساتذہ سے حاصل کی ہے۔ براہ راست اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حاصل نہیں کرسکتا۔ تو جو کچھ انہوں نے قرآن وحدیث کے الفاظ کا ترجمہ وتشریح کی یا کتابوں کی صورت میں تحریر کیا ہے ہم نے ان پر ہمیشہ اعتماد کیا ہے کہ یہ درست ترجمہ وتشریح ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ تو قرآن کریم لکھا ہوا اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے نہ احادیث کی یہ جملہ کتابیں (بخاری شریف، مسلم شریف وغیرہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرتب کردہ ہین۔ قرآن صحابہ کرام کا جمع شدہ ومرتب کردہ ہے۔ اور ہر مسلمان کو اعتماد (یقین) ہے کہ یہ وہی قرآن ہے جس کے متعلق ﴿لا ریب فيه﴾ ارشاد فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ ہم مین سے ہر ایک کو اعتماد ہے کہ صحابہ کرام نے بالکل صحیح جمع فرمایا ہے۔ اسے ہی احادیث کی تدوین وترتیب صحابہ کرام کی نہیں بلکہ منظم ومعروف کتب کی اشاعت (بخاری شریف ومسلم شریف، ترمذی شریف وغیرہ) تیسری صدی ہجری ہوئی تھی۔ ہر محدث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے درمیان کم از کم چار سے پانچ وسطے ہیں۔ یہ سب اعتمادی ہیں کہ ان محدثین نے ان درمیان رواۃ (روایت کرنے والوں) کی امانت ودیانت پر

اعتماد ہی کیا تھا، جملہ قرآن وحدیث کی تدوین وترتیب اور تبویب سب اعتماد وتقلید کے نتائج حسنہ ہیں ورنہ ذرائع علم کا حصول کسی نے بھی براہ راست خدا اور رسول صلی اللہ سے حاصل نہیں کر رکھا(نہ ہی ممکن ہے)۔

تو آیئے اعتماد وتقلید اور اتباع اساتذہ واکابر سے حاصل شدہ ذرائع علم پر بھروسہ رکھیں اور الفاظ کے فضول گورکھ دھندے میں پڑے بغیر مغز اور حقیقت پر نگاہ رکھیں کہ ہم اتباع واعتماد (کہا ماننا، تسلیم کرنا، جس کا علمی نام تقلید سلف وصالحین ہے) کے بغیر علمی دنیا میں پہلا قدم رکھنے کے بھی روا نہیں۔ نماز باجماعت کو ہی لے لیجئے کہ وہ بھی اتباع وتقلید کے بغیر ادا نہیں کی جاسکتی۔ کبھی کوئی نمازی (مقتدی) کسی امام کے کے اقتدا میں کھڑے ہوکر مخالفت سوچ بھی نہیں سکتا کہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ترک اتباع اور ترک تقلید کا نتیجہ میری نماز کا فاسد ہونا ہے۔ یقیناً وہ یہی سمجھتا ہے کہ میرے آگے کھڑے ہونے والا میرا امام ہے اور میں اس کا مقلد (مقتدی) ہوں۔ ہم میڈیکل لائن میں ڈاکٹرز، سائنس وٹیکنالوجی میں سائنسدانوں اور انجینئر کی ریسرچ پر اعتماد کرتے ہیں۔ ریاضی، جغرافیہ، لغت اور دیگر فنون کے ماہین کی تحقیقات اور ریسرچ پر اعتماد (اتباع وتقلید) کرتے ہیں۔

ذرا آگے دیکھیے مفسرین کی تفاسیر احادیث کے شارحین کی تشریحات تسلیم کرتے ہیں بلکہ حوالہ دیتے ہیں۔ اصول حدیث، فن رجال اور حدیث کے متعلقہ باقی ضوابط اور اصول کو مانتے ہیں تو تحقیق وریسرچ میں ان عظیم ائمہ فقہاء سے کیا جرم سرزد ہوگیا کہ اہم انہیں ان مروجہ اصولوں سے ہٹ کر کچھ اور ہی نظر سے دیکھتے ہیں ان پر ہمیں ویسے ہی اعتماد کرنا چاہیے جیسے ہم دیگر علم وفنون سے وابستہ ماہرین وتجربہ کار لوگوں پہ کرتے ہیں(ویسے بھی فقہ کی کھیتی قرآن وحدیث کے صافی (استنباطی) چشموں سے سیراب ہوکر ہی نمو حاصل کرتی ہے)۔ ہمارا بھی سلف وصالحین اور ائمہ فقہاء سے رشتہ فقط اعتماد کا ہے کہ ان کی قرآن وحدیث کے حوالہ سے فہم وبصیرت ان کی تحقیقات وعلمی ریسرچ اعتماد آمیز ہیں۔ جیسے ہر فن والوں کے وضع کردہ اصول وضوابط قابل حوالہ وقابل اعتماد ہیں تو ان ائمہ فقہاء کے وضع کردہ اصول فقہ بھی قابل اعتماد و قابل حوالہ یں اس سے زیادہ تو کسی کو بھی اصرار نہیں کم ازکم متفقہ اور طے شدہ رائج اصولوں کی نظر سے عقلی طور پر دیکھ لیا جائے تو بے جا اعتراضات کی ساری عمارت خالی ازخطرہ قرار پائے گی۔ جبکہ فقہائے امت کا ہم سب پر کتنا عظیم الشان فقہی احسان ہے کہ انہوں نے ہر طرح کے مسائل کی اس طرح سے تدوین وتبویب کی ہے کہ مسلمان تو اس سے استفادہ کرہی

رہے ہیں غیر مسلم بھی انہی (فقہاء) کے مرتب شدہ دیوانی وفوجداری قوانین کو اپنے ہاں نئے عنوان سے لاگو کر چکے ہیں، انکی حیران کن فقہی خدمات کا اعتراف غیر مسلم ماہرین قانون کھلے دل سے کرتے ہیں کہ جس طرح ان حضرات نے منظم ومرتب انداز سے قوانین کو جمع کیا ہے اس کی مثال تاریخ میں مشکل سے ملے گی۔ایک انتہائی قابل غور حقیقت کی طرف توجہ بہت ضروری ہے کہ عوام وخواص کے ہاں جو شئے جتنی زیادہ قدیم ہووہ اتنی ہی قیمتی کہلاتی ہے مثلاً پرانے سکے(حالانکہ وہ رائج الوقت بھی نہیں ہوتے) تاریخی نوادرات، تاریخی عمارات، تاریخی کتابیں، وخطوط الغرض کوئی بھی ایسی چیز جس کی نسبت قدیم زمانے (دور) سے ہواس کو اہل نظر انتہائی قدر سے دیکھتے ہیں جبکہ اہل علم کے ہاں اکابر واسلاف کے قلمی نسخے اور کتابیں انتہائی محبت وعقیدت اور شوق سے ملاحظہ کی جاتی ہیں آج دنیا کے مختلف میوزیم میں تاریخی نوادرات کے مشاہدہ کیلئے لاکھوں سیاح ہر سال ان کو ان کے تاریخی نسبت پر قابل دید سمجھتے ہیں۔ اسی پس منظر میں ان ائمہ فقہاء کی علمی تحقیقات وخدمات کی نسبت بھی زمانہ قدیم کے اس پاکیزہ تاریخی دور سے ہے جو تابعین/تبع تابعین کا صالح اور رسوخ علم کا دور کہلاتا ہے۔خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کوتو بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا اگر بالفرض یہ ثابت نہ بھی ہوتب بھی ان کا دور تمام ائمہ محدثین سے اچھا خاصا پہلے کا ہے۔آج ائمہ حدیث کی تحقیقات وخدمات پر سب کو رشک آتا ہے تو ائمہ فقہاء(جو ان تمام حدیث کے اساتذہ ومشائخ شمار کئے جاتے ہیں)ان کے رسوخ فی العلم کا کیا کہنا جبکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام کے زمانہ قریب سے ان کی جونسبت ہے وہ کس قدر عظیم الشان ہے کبھی اسی نکتہ پر ہی کم از کم غور کر لیا جائے تو ہر ایک ان کی عقیدت ومحبت کا اسیر بننے پر مجبور ہوجائے۔ائمہ فقہاء دنیا کی وہ مقدس شخصیات ہیں جو علمی وخدماتی سلسلوں کا عظیم الشان سرمایہ افتخار ہیں۔ بلکہ آسمان علم کے ایسے درخشندہ ستارے ہیں جن پر کسی طرح کا طعن وتنقید آسمان پر تھوکنے کے مترادف سمجھی جاتی ہے۔خدا رحمت کنندا ایں عاشقاں پاک طینت را۔ ان قابل قبول دلائل کی سنجیدگی کا تقاضا ہے کہ فضول بحث وتمحیص کا خاتمہ کرتے ہوئے اور اصول اعتماد کی لاجواب حقیقت کوتسلیم کرتے ہوئے اس پر بے جاتنقید وتعصب کا دروازہ بند رکھا جائے تاکہ امت میں باہمی اعتماد و اتفاق کے مسلمہ اصول برحق تسلیم کئے جائیں اور افتراق وانتشار کے حوالہ سے باطل قوتوں کی سازشوں کا مل کر مقابلہ کیا جاسکے۔

جَسَدًا لَّا یَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ مَا كَانُوْا خٰلِدِیْنَ ۝۸ ثُمَّ
بدن بھی نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔ پھر
صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَیْنٰهُمْ وَ مَنْ نَّشَآءُ وَ اَهْلَكْنَا
ہم نے ان سے وعدہ سچا کر دیا تب انہیں اور جسے ہم نے چاہا نجات دی اور ہم نے حد سے بڑھنے والوں
الْمُسْرِفِیْنَ ۝۹ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ كِتٰبًا فِیْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ
کو ہلاک کر دیا۔ البتہ تحقیق ہم نے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہاری نصیحت ہے
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰ ع وَ كَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْیَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً
کیا پس تم نہیں سمجھتے؟ اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ظالم تھیں غارت کر دیا ہے
وَّ اَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ۝۱۱ فَلَمَّاۤ اَحَسُّوْا بَاْسَنَاۤ اِذَا هُمْ
اوران کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں۔ پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی تو وہ فوراً
مِّنْهَا یَرْكُضُوْنَ ؕ ۝۱۲ لَا تَرْكُضُوْا وَ ارْجِعُوْۤا اِلٰى مَاۤ اُتْرِفْتُمْ فِیْهِ
وہاں سے بھاگنے لگے۔ مت بھاگو اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش کیا تھا اور اپنے
وَ مَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ۝۱۳ قَالُوْا یٰوَیْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۝۱۴
گھروں میں جاؤ تا کہ تم سے پوچھا جائے۔ کہنے لگے ہائے ہماری کم بختی بے شک ہم ہی ظالم تھے۔
فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِیْدًا خٰمِدِیْنَ ۝۱۵
سوان کی یہی پکار رہی یہاں تک کہ ہم نے انہیں ایسا کر دیا جس طرح کھیتی کٹی ہوئی ہو اور وہ بجھ کر رہ گئے۔
وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ۝۱۶ لَوْ اَرَدْنَاۤ
اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے کھیلتے ہوئے نہیں بنایا۔ اور اگر ہم
اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّاۤ ۖۗ اِنْ كُنَّا فٰعِلِیْنَ ۝۱۷ بَلْ
کھیل ہی بنانا چاہتے تو اپنے پاس کی چیزوں کو بناتے اگر ہمیں یہی کرنا ہوتا۔ بلکہ
نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَیَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَ
ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں پھر وہ باطل کا سر توڑ دیتا ہے پھر وہ مٹنے والا ہوتا ہے اور تم پر افسوس
لَكُمُ الْوَیْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۝۱۸ وَ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ
ہے ان باتوں سے جو تم بناتے ہو۔ اور اسی کا ہے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۹۔ اہلِ ایمان سے کیے گئے وعدوں کی (انجام کار) صداقت اور مسرفین (مجرمین) کی ہلاکت کا عبرتی بیان۔

۱۰۔ قرآنی نزول کی حقیقت کا اجمالی ذکر اور عقل و فکر کو استعمال کرنے کی تنبیہی نصیحت۔

۱۱۔ دورِ سابق میں اقوامِ سابقہ کی یکے بعد دیگرے (ایک کے بعد دوسری) ہلاکت، عروج و زوال کا عبرتی و تنبیہی اظہار۔

۱۲ تا ۱۵۔ اقوام سابقہ پر خدائی گرفت و عذاب پر ان کے بے جا واویلا اور اعتراف جرم کا ذکر اور سخت عبرتی انجام کا بھی ذکر و بیان۔

۱۶ تا ۱۷۔ آسمان و زمین کے تخلیقی مقصدِ خاص کا تنبیہی پیرائے سے بیان۔

۱۸۔ حق و باطل کی جاری کشمکش کے نتائجِ خاص کا واعظانہ اور تنبیہی اظہار۔

وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝١٩

اور جو اس کے ہاں ہیں اس کی عبادت سے سرکشی نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں۔

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝٢٠ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً

رات اور دن تسبیح کرتے ہیں سستی نہیں کرتے۔ کیا انہوں نے زمین کی چیزوں سے ایسے معبود

مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ۝٢١ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ

بنا رکھے ہیں جو زندہ کریں گے؟ اگر ان دونوں میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے

اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝٢٢

تو دونوں خراب ہو جاتے سو اللہ عرش کا مالک ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں۔

لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ۝٢٣ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ

جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے پوچھا نہیں جاتا اور وہ پوچھے جاتے ہیں۔ کیا انہوں نے اس کے سوا اور بھی

دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ

معبود بنا رکھے ہیں؟ کہہ دو اپنی دلیل لاؤ، یہ میرے ساتھ والوں کی کتاب

وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ

اور مجھ سے پہلے لوگوں کی کتابیں موجود ہیں بلکہ اکثر ان میں سے حق جانتے ہی نہیں

فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝٢٤ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ

اس لیے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے تم سے پہلے ایسا کوئی رسول نہیں بھیجا جس کی طرف یہ وحی

اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝٢٥ وَقَالُوا اتَّخَذَ

نہ کی ہو کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں سو میری ہی عبادت کرو۔ اور کہتے ہیں کہ

الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝٢٦ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ

اللہ نے اولاد بنا رکھی ہے وہ پاک ہے لیکن وہ معزز بندے ہیں۔ بات کرنے میں

بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝٢٧ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

اس سے پیش قدمی نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہیں۔ وہ جانتا ہے جو ان کے آگے اور جو

وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ

ان کے پیچھے ہے اور وہ شفاعت بھی نہیں کرتے مگر اسی کے لیے جس سے وہ خوش ہو اور وہ اس کی ہیبت

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۹ تا ۲۰۔ آسمان و زمین پر خدائی سلطنت و اقتدار کا ذکر اور اس کے مقربین (فرشتوں) کی بے چوں چرا اطاعتِ الٰہی کا پُر ہیبت اظہار و بیان۔

۲۱۔ تردیدِ شرک کا تنبیہی طرز سے اظہار۔

۲۲۔ تردیدِ شرک کی دلیلِ خاص کا عقلی فکر و نظر سے بیان اور صفتِ عظیم سے توحیدِ الٰہی کا پُر رعب اظہار و بیان۔

۲۳۔ خدائی اختیارِ کامل کا اعتقادی اظہار۔

۲۴۔ کفار کی شرکیہ فکر و نظر اور بدعقیدگی کا مدلّل طرز سے تردیدی ذکر اور معبودِ برحق کے حوالہ سے متفقہ عقیدے کا برملا اظہار نیز سچائی کی حقیقت کے باوجود اکثر لوگوں کے حق سے اعراض پر اظہارِ شکوہ۔

۲۵۔ تمام انبیاء و رسل کے مرکزی اور مشترک پیغام توحید کا حوالہ جاتی اعتقادی بیان۔

۲۶ تا ۲۷۔ مشرکین کے خاص اعتقادی بگاڑ (فرشتوں کو خدا کی اولاد سمجھنا) کی تردید اور ان کے حوالے سے اظہارِ حقیقت کا برملا ذکر و بیان۔

خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْۤ اِلٰهٌ مِّنْ
سے ڈرتے ہیں۔ اور جو کوئی ان میں سے یہ کہے کہ بے شک میں اس کے سوا خدا ہوں
دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾ ع ٢
تو اسی پر ہم اسے جہنم کی سزا دیں گے ہم اسی طرح ظالموں کو سزا دیا کرتے ہیں۔
اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا
کیا منکروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین جڑے
رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ
ہوئے تھے پھر ہم نے انھیں جدا جدا کر دیا اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا کیا
اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ
پھر بھی یقین نہیں کرتے ؟ اور ہم نے زمین میں بھاری پہاڑ رکھ دیئے تاکہ انہیں لے کر
بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿٣١﴾
اِدھر اُدھر نہ جھکنے پائے اور ہم نے اس میں کشادہ راہیں بنا دی ہیں تاکہ وہ راہ پائیں۔
وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا
اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا اور وہ آسمان کی نشانیوں سے
مُعْرِضُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ
منہ موڑنے والے ہیں۔ اور وہی ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور
وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ
چاند بنائے سب اپنے اپنے چکر میں پھرتے ہیں۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کے لیے
قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿٣٤﴾ كُلُّ نَفْسٍ
زندہ رہنے نہیں دیا پھر کیا اگر تو مر گیا تو وہ رہ جائیں گے ؟ ہر ایک جاندار
ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا
موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی سے آزمانے کے لیے جانچتے ہیں اور ہماری
تُرْجَعُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا
طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور جہاں تمہیں کافر دیکھتے ہیں تو انہیں تجھ سے سوائے ٹھٹھا کرنے کے اور کوئی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٢٩۔ دعویٰ اُلوہیت پر سخت خدائی گرفت کا حاکمانہ قدرت سے ذکر و بیان۔

٣٠ تا ٣٣۔ خدائی عظیم مخلوقات کے حوالہ سے تخلیقی انکشاف اور انسانوں کے لیے بقیہ انعامات الٰہیہ کا احسانی اظہار و بیان۔

٣٤ تا ٣٥۔ ہر مخلوق خدا کی طرح انسان کی بھی انجام کار اختتامی حقیقت کا اعتقادی اظہار اور خدائی نظام امتحان کا حکمتی اظہار۔

هُزُوًا ۗ أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ ۚ وَهُم بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ
کام نہیں ،کیا یہی شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا نام لیتا ہے اور وہ رحمان کے
هُمْ كَافِرُونَ ﴿٣٦﴾ خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي
نام سے منکر ہیں۔ آدمی جلد باز بنایا گیا ہے ،میں تمہیں اپنی نشانیاں ابھی دکھاتا ہوں
فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ﴿٣٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ
سو جلدی مت کرو۔ اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب ہوگا اگر
صَادِقِينَ ﴿٣٨﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَن
تم سچے ہو۔ کاش یہ منکر اس وقت کو جان لیں کہ
وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٣٩﴾
اپنے مونہوں اور اپنی پیٹھوں سے آگ کو روک نہیں سکیں گے اور نہ وہ مدد کیے جائیں گے۔
بَلْ تَأْتِيهِم بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَ
بلکہ وہ ان پر ناگہاں آئے گی پھر وہ ان کے ہوش کھو دے گی پھر نہ اسے ٹال سکیں گے اور نہ انہیں مہلت
لَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ
دی جائے گی۔ اور تجھ سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کیا گیا ہے
فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٤١﴾ ع
پھر جس عذاب کی بابت وہ ہنسی کیا کرتے تھے ان ٹھٹھا کرنے والوں پر وہی آ پڑا۔
قُلْ مَن يَكْلَؤُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَٰنِ ۗ بَلْ هُمْ
کہہ دو تمہاری رات اور دن میں رحمان سے کون نگہبانی کرتا ہے بلکہ وہ اپنے
عَن ذِكْرِ رَبِّهِم مُّعْرِضُونَ ﴿٤٢﴾ أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُم مِّن
رب کے ذکر سے منہ موڑنے والے ہیں۔ کیا ہم سے ان کے معبود انہیں بچائے
دُونِنَا ۚ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنفُسِهِمْ وَلَا هُم مِّنَّا
رکھتے ہیں؟ وہ تو خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے اور نہ ہمارے مقابلہ میں ان کا کوئی
يُصْحَبُونَ ﴿٤٣﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ
ساتھ دے گا۔ بلکہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو خوب سامان دیا یہاں تک کہ ان پر ایک عرصہ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۶۔کفار کی آپ ﷺ کے ساتھ (اظہار حق پر) گستاخانہ رویہ کی مذمت اور شرکیہ اعتقاد فاسد کا ذکرِ خاص۔

۳۷۔انسان کی عمومی اور فطری جلد بازی کے پس منظر میں اس پر جلد سخت باز پرس کی تنبیہ کا ذکر۔

۳۸ تا ۴۰۔کفار کی وعدۂ قیامت کے متعلق جلد بازی کا سخت خدائی نوٹس اور وقوع (قیامت) پر ان کے احوال فاجعہ (گھبراہٹ) کی منظر کشی کا تنبیہاتی بیان۔

۴۱۔گذشتہ دور کے لوگوں کے انبیاء و رسل سے استہزائیہ (مذاق کرنے) رویہ کے نتائج بد کو پیش نظر رکھنے کا ناصحانہ ذکر۔

۴۲ تا ۴۳۔خدائی مصائب سے حفاظت کے متعلق سخت تنبیہی باز پرس اور خود معبودانِ باطلہ کی اپنے حوالہ سے بے بسی کا اعتقادی اظہار۔

الْعُمُرُ ۗ أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ

دراز گزر گیا کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ بے شک ہم زمین کو ہر طرف سے گھٹاتے چلے جاتے ہیں سو کیا یہ

أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿٤٤﴾ قُلْ إِنَّمَا أُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۚ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ

لوگ غالب آنے والے ہیں؟ کہہ دو کہ میں تو صرف وحی کے ذریعہ سے تمہیں ڈراتا ہوں اور یہ بہرے

الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنْذَرُونَ ﴿٤٥﴾ وَلَئِنْ مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِنْ

جس وقت ڈرائے جاتے ہیں سنتے ہی نہیں۔ اور البتہ اگر انہیں تیرے رب کا عذاب کا ایک جھونکا بھی

عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَضَعُ

لگ جائے تو ضرور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی بے شک ہم ظالم تھے۔ اور قیامت

الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَ

کے دن ہم انصاف کی ترازو قائم کریں گے پھر کسی پر کچھ ظلم نہ کیا جائے گا اور

إِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا

اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو اسے بھی ہم لے آئیں گے اور ہم ہی حساب لینے کے لیے کافی

حَاسِبِينَ ﴿٤٧﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً

ہیں۔ اور البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ کرنے والی اور روشنی دینے والی اور پرہیزگاروں کو

وَذِكْرًا لِلْمُتَّقِينَ ﴿٤٨﴾ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ

نصیحت کرنے والی کتاب دی تھی۔ جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور قیامت کا بھی خوف

مِنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ﴿٤٩﴾ وَهَٰذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ أَنْزَلْنَاهُ ۚ

رکھنے والے ہیں۔ اور یہ ایک مبارک نصیحت ہے جسے ہم نازل کیا ہے

ع أَفَأَنْتُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ

پھر کیا تم اس کے بھی منکر ہو؟ اور ہم نے پہلے ہی سے ابراہیمؑ کو اس کی

مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ ﴿٥١﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا

صلاحیت عطا کی تھی اور ہم اس سے واقف تھے۔ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا

هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا

کہ یہ کیسی مورتیں ہیں جن پر تم مجاور بنے بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۴۔ جرائم یافتہ لوگوں کے حوالہ سے خدائی مہلت کا حکمتی ذکر اور آئے روز کفار کی مشاہداتی تنزلی و ناکامی کا طنز آمیز اظہار۔

۴۵۔ خاتم الانبیاء ﷺ کے فریضہ تبلیغ ادا کرنے کے باوجود کفار پر اس کے کچھ اثرات نہ دکھانے کا طرز خاص سے اظہار افسوس۔

۴۶۔ مشاہدہ عذاب پر منکرین حق کے بے محل واویلا کا مذمتی ذکر۔

۴۷۔ روز محشر نظامِ احتساب کے وقت ترازوئے عدل کا سو فیصد درست کام کرنے اور ادنیٰ سے ادنیٰ عمل کے اظہار کا تنبیہاتی بیان۔

۴۸۔ گذشتہ دور میں حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کو کتاب فرقان عطا کرنے کا نصیحت آمیز پیرائے سے اظہار (کہ اُس دور میں اس کو قبول کرنے والے لوگ کم تھے اور حضرت موسیٰؑ سے ان کے رویہ کیا تھا؟ گویا آپ ﷺ کے لیے تسلی آمیز پیغام ہے)

۴۹۔ خدا خوف مومنین کی صفات حسنہ کا تعریفی ذکر۔

۵۰۔ (حضرت موسیٰؑ کی طرح) آپؐ پر کتاب بابرکت کے نزول کا احسانی اظہار اور منکرین حق کے لیے سخت تنبیہی لہجے سے گرفت کا ذکر۔

۵۱۔ جد الانبیاء حضرت ابراہیمؑ کی مساعیٔ جمیلہ کا اظہار اور ان کا توصیفی ذکر (کہ وہ کتنے سمجھدار و باصلاحیت تھے اور ان کی استعدادِ حق کے حوالے سے خدائی علم کا ذکر)۔

وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ
ہم نے اپنے باپ دادا کو انہیں کی پوجا کرتے پایا ہے۔ کہا البتہ تحقیق تم
وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ
اور تمہارے باپ دادا صریح گمراہی میں رہے ہو۔ انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس سچی بات لایا ہے یا
مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
تو دل لگی کرتا ہے۔ کہا بلکہ تمہارا رب تو آسمانوں اور زمین کا رب ہے
الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ
جس نے انہیں بنایا ہے اور میں اسی بات کا قائل ہوں۔ اور اللہ کی قسم
لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ
میں تمہارے بتوں کا علاج کروں گا جب تم پیٹھ پھیر کر جا چکو گے۔ پھر ان کے بڑے کے
جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوْا مَنْ
سوا سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تاکہ اس کی طرف رجوع کریں۔ انہوں نے کہا
فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا
ہمارے معبودوں کے ساتھ کس نے یہ کیا ہے؟ بے شک وہ ظالموں میں سے ہے۔ انہوں نے کہا ہم
فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى
نے سنا ہے کہ ایک جو ان بتوں کو کچھ کہا کرتا ہے اسے ابراہیمؑ کہتے ہیں۔ کہنے لگے
اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا
اسے لوگوں کے سامنے لے آؤ تاکہ وہ دیکھیں۔ کہنے لگے اے ابراہیمؑ کیا تو نے
بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ
ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کیا ہے؟ کہا بلکہ ان کے اس بڑے نے یہ کیا ہے سو ان سے پوچھ لو
اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ
اگر وہ بولتے ہیں۔ پھر وہ اپنے دل میں سوچ کر کہنے لگے بے شک تم ہی
الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ
بے انصاف ہو۔ پھر انہوں نے سر نیچا کر کے کہا تو جانتا ہے کہ یہ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۲تا۵۳۔ صنم پرستی (بتوں کی پوجا) دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ کا اعتراض اور قوم کا تقلیدی فکر سے گمراہانہ جواب۔

۵۴۔ تقلیدِ مذموم پر حضرت ابراہیمؑ کے سخت برہمی (ناراضگی) سے ردعمل کا اظہار۔

۵۵تا۵۶۔ مشرکین کے حیرت آمیز سوال پر حضرت ابراہیمؑ کا قوم کو دلائلِ توحید سے لبریز اعتقادی جواب۔

۵۷۔ مشرکین کی عدم موجودگی میں بت شکنی (بتوں کو توڑنے) کے آپریشن کرنے کا عزمیہ اظہار۔

۵۸۔ حضرت ابراہیمؑ کا بتوں کے خلاف بصیرت افروز آپریشن (بڑے بت کو چھوڑ کر باقی سب کو پاش پاش (ٹکڑے ٹکڑے) کر ڈالا تاکہ واپسی پر وہ کچھ غور و فکر کر سکیں کہ کیا ہو گیا)۔

۵۹تا۶۰۔ (میلے سے واپسی پر قوم نے جب اپنے باطل خداؤں کو اوندھے منہ گرا ہوا دیکھا تو مارے حیرت کے قوم کا حیرت آمیز سوال اور لوگوں کا جوابا حضرت ابراہیمؑ کے متعلق اس اقدام کے خدشے کا اظہار۔

۶۱۔ قوم کا حضرت ابراہیمؑ سے کھلی کچہری میں تفتیشی اقدام (پوچھ گچھ کرنے) کا فیصلہ۔

۶۲تا۶۳۔ تفتیشی سوال پر حضرت ابراہیمؑ کا ظاہر حال کے مطابق (طنزیہ) جواب کا ذکر۔

۶۴۔ لاجواب حقیقت کے اظہار پر قوم کی اپنے آپ کو ملامتی طرز سے فہمائش کا عبرت آمیز ذکر۔

رسومات جاہلیہ اور تقلید مذموم

(زیر مطالعہ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۵۱ تا ۷۰)۔

اسلام ایک دین برحق ہے جس میں انبیائے سابقین کی جملہ تعلیماتِ حق کی تصدیق، تائید و تکمیل اور آخری دین ہونے کے ناطے حتمی جامعیت کا کمال درجہ پایا جاتا ہے۔ اس کے برعکس اقوام سابقہ کے جاہلانہ کفریہ و شرکیہ اعتقادات سمیت جملہ رسومات فاسدہ کی مذمت کرتے ہوئے ان کی بیخ کنی کی سخت تلقین کی گئی ہے۔ قرآن مقدس میں جہاں کفر و شرک کی اعتقادی گمراہی کا تذکرہ بہت سارے مقامات میں کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ان کفار و مشرکین کی جاہلانہ رسومات کو بھی مذمتی طرز سے ہدف تنقید بناتے ہوئے مصلحین کی طرف سے ان کے اصلاح احوال کی بھرپور جدوجہد وکوشش کا تذکرہ بھی لایا گیا ہے۔ اس دورِ جدید میں (جبکہ دنیا اپنے آپ کو مہذب دور میں ترقی کی معراج پر پہنچنے کی دعویدار ہے) اگر کفر و شرک سمیت تمام تر رسومات جاہلیہ کی باقیات دیکھی جارہی ہیں تو اس قدیم دور میں عوام الناس کی جہالت اور لاعلمی کا کیا حال ہوتا ہوگا (بلاتبصرہ خود ہی سوچا جاسکتا ہے)۔ انبیاء ورُسل کی تعلیمات کا مرکزی نقطہ توجہ کفریہ و شرکیہ عقائد کی اصلاح تو تھا ہی مگر وہ دیگر معاشرتی بگاڑ پر مبنی رسومات جاہلیہ کو بھی ہدف تنقید بنا کر اپنی طرف سے اصلاح احوال کے لئے تمام تر کوششیں بروئے کار لاتے رہے۔

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں جب بت پرستی اور شرک کا عروج تھا اسی ضمن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام وعظ و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے قوم کی بت پرستی پر اپنی طرف سے بیزاری کا بھرپور اظہار کرتے رہے۔ ایک دن کھلم کھلا تنقید کرتے ہوئے اپنے اگلے عزم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا، ترجمہ:۔ اور اللہ کی قسم میں تمہارے بتوں کا علاج کروں گا جب تم پیٹھ پھیر کر جاچکو گے (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۵۷)۔ ﴿بعد أن تولوا مدبرين﴾ کی

وضاحت میں مفسرین نے اس امر کی نشاندہی کی ہے کہ قوم قدیمی روایات کے حامل سالانہ میلے میں شرکت کیلئے گئی تو ان کی عدم موجودگی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بت شکنی کا آپریشن کلین اپ (Clean-up) فرمانے کے عزم پر عملی اقدام کر دیا تھا۔ اسی طرح سورۃ الکہف میں اصحاب کہف کے چند نوجوانوں کے عقیدہ شرک سے بیزاری اور پھر توحیدی اعتقاد کے اظہار سے جو واقعہ بیان کیا گیا وہ بھی اس دور کے عوام الناس کا میلے میں جانا اور بت پرستی کی قدیمی روایات پر عمل کرنا وغیرہ سے متعلق تھا (جس پر ان صالح نوجوانوں نے علیحدگی کی راہ اپنا کر حقیقی اعتقاد کا اظہار کیا تھا)۔ الغرض قبرستانوں میں میلوں وغیرہ کے موقعہ پر عوام الناس کی جاہلانہ رسومات وغیرہ گویا قدیمی جاہلانہ رسومات کا تسلسل تھیں۔ اس حقیقت کے پس منظر میں دیکھنا یہ ہے کہ انبیاء ورسل نے اس موقعہ پر خاموشی یا مصلحت کی راہ اپنا کر (معاذاللہ) وقت گزاری کی پالیسی اپنائی تھی؟ یا اس کے خلاف بھرپور اصلاحی جدوجہد کا راستہ اپنایا۔ ظاہر ہے کہ ہر دور کے نبی ورسول نے (اپنے منصبی تقاضوں کے عین مطابق) کفریہ عقائد ورسومات پر اپنا مذہبی وفکری سخت ردِعمل دکھایا اور جاہلانہ فکر وعمل کے تمام تر اقدامات کی نہ صرف مذمت کی بلکہ اصلاح احوال کیلئے اپنی جان تک کھپا دی۔ اور اپنے بگڑے ہوئے اجتماعی معاشرے میں تن تنہا انجمن کا کردار ادا کرتے رہے۔ عوامی غیض وغضب کی پرواہ کئے بغیر عقیدہ توحید اور اعمال صالحہ کے داعی بنتے ہوئے نعرہ حق لگاتے رہے (اگرچہ اس پر انہیں ہمیشہ سخت ترین نامساعد حالات سے دوچار ہونا پڑا)۔ ظلم وبربریت کا ہر ہتھکنڈا ان پر آزمایا گیا مگر راہِ حق میں ان کے پائے استقامت میں (کوئی ظالمانہ اقدام بھی) لغزش کا سبب نہ بن سکا۔ **فجزاھم اللہ أحسن الجزاء**)۔ قرآن مقدس میں ان حوالوں سے واقعات واحوال سے تاقیامت مصلحین وقت کیلئے یہی پیغام چھوڑا گیا کہ جاہلانہ کفریہ اعتقادات ورسومات فاسدہ کی تقلید مذموم میں اگر عوام الناس مبتلا ہو رہے ہوں تو انبیاء ورسل کی تعلیمات برحق اور خود خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسوۂ حسنہ میں

تقلید محمود یہ ہے کہ اہل حق جہاں عقائد کی اصلاح واشاعت حق کیلئے بھرپور جدوجہد کریں وہیں قوم کے معاشرتی بگاڑ کا سبب بننے والی رسومات جاہلیہ کے خاتمے کیلئے پوری کوشش وجدوجہد جاری رکھیں۔ اس سے صرف نظر کرنا نظریاتی فکر سے (گویا) انحراف کے درجے میں شمار ہوگا۔ ہم اس جدید دور میں بھی اقوام سابقہ کی بہت ساری رسومات جاہلیہ کا تسلسل دیکھ رہے ہوتے ہیں مگر المیہ یہ ہے کہ اصلاح عقائد میں ہماری نظریاتی جدوجہد کا پیمانہ بہت نیچے آرہا ہے (اور حالات کی مصلحت کا رونا کرتے دکھائی دیتے ہیں)۔ اصلاح رسومات جاہلیہ میں فکراً وعملاً ہماری جدوجہد ثانوی حیثیت کے درجہ میں نہیں رہی۔ ایسا ہونا اہل حق واہل اصلاح کیلئے انتہائی لمحہ فکریہ کی صورتحال کا عکاس ہے۔ جتنی بھی رسومات جاہلیہ ہیں (ان کی لسٹ طویل ہے اور ہر علاقے کی الگ الگ رسومات فاسدہ ہیں) ان کے خاتمے کیلئے اصلاحی جدوجہد کرنا سنت انبیاء ہے۔ اللہ تعالی نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اسی تقلید محمود کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿أن اتبع ملة إبراهيم حنيفا﴾ ترجمہ:۔ تمام راہوں سے ہٹنے والے ابراہیم کے دین پر چل (سورۃ النحل آیت نمبر ۱۲۳)۔ درحقیقت یہ پیغام امت محمدیہ کے نام (تاقیامت) ہے کہ عقیدہ توحید کے برملا اظہار اور رسومات فاسدہ وجاہلیہ کے خلاف جہادِ حق میں جذبۂ ابراہیمی کی تقلید محمود اپنانے کی ضرورت ہے اور اس پر عملدرآمد جاری رکھنا چاہیئے۔ اس لئے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین کے پاکیزہ دور میں ہر طرح کی بت پرستی اور خرافات ورسومات فاسدہ کی بیخ کنی کیلئے عملی اقدامات کئے گئے۔ البتہ دوسرے مذاہب کے علاقوں میں قائم عبادت خانوں (مندروں، گرجہ گھروں وغیرہ) سے کوئی تعرّض نہیں کیا گیا (کیونکہ اسلام کی دوسرے مذاہب کے حوالے سے یہی پالیسی طے ہے)۔ آج کے دور میں تمام علماء وصلحاء کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خلاف شریعت رسومات جاہلیہ اور دیگر خرافات کی اصلاح کیلئے وعظ ونصیحت کے ذریعہ اپنی پوری توانائیاں صرف کر کے سنت انبیاء خصوصاً خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ

پر (حکمت وموعظہ اور بصیرت کوکام میں لاتے ہوئے) عملدرآمد جاری رکھیں تاکہ معاشرتی بگاڑ (جوان رسومات جاہلیہ کے تسلسل میں مضمر ہے) کے خاتمے کیلئے ممکنہ حد تک اپنا کردار ادا کرسکیں۔ افسوس کہ آج بھی قبرستانوں (جو حقیقت میں مقام عبرت اور فکر آخرت کا ذریعہ ہیں وہاں موت کی یاد اور ایصال ثواب کیلئے جانا چاہئے) میں جاہلانہ رسومات (ڈھول ڈھمکے، کھیل تماشا حتیٰ کہ سرکس وغیرہ لگانے) اپنی تر منفی اثرات کے ساتھ جاری ہیں۔ اوراہل بصیرت کو اس طرزِعمل کی اصلاح کیلئے قابل ذکر ردِعمل یا کردار ادا کرنا چاہئے۔ اس میں سنجیدہ فکری کے ساتھ ہر علاقے کے صاحب بصیرت اور تجربہ کار علماء ومشائخ سے بعداز مشاورت اصلاح احوال کی کوشش شرعی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔ جس سے صرف نظر کرنے کے نتائج بد میں اہتمام سنت کی بجائے بدعتی اعمال کوفروغ ملتا رہتا ہے اورعوام الناس اعمال صالحہ کے سنت کے طریقہ سے دور ہوتے جارہے ہیں۔ آج امت مسلمہ جو رسوماتِ جاہلیہ اور معاشرتی خرافات میں مبتلا نظر آتی ہے تو اس کے اسباب میں دیگر وجوہ سمیت ہماری لاشعوری غفلت وسستی کا بھی دخل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو دین کے جملہ حقائق میں اتباع سنت نصیب فرماکر دوسروں کو بھی ہر طرح کی رسومات فاسدہ وخرافات سے بچانے کا ذریعہ بنائے اور اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے حوالہ سے غفلت وسستی سے محفوظ رکھے۔ اللہ کرے ہم سب کا خاتمہ بالایمان والخیر ہو۔ آمین!

يَنْطِقُونَ ﴿٦٥﴾ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ
بولا نہیں کرتے۔ کہا پھر کیا تم اللہ کے سوا اس چیز کی پوجا کرتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے سکے اور
شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ
نہ نقصان پہنچا سکے؟ میں تم سے اور جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو بیزار ہوں
أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ
پھر کیا تمہیں عقل نہیں ہے؟ انہوں نے کہا اگر تمہیں کچھ کرنا ہے تو اسے جلا دو اور اپنے معبودوں
فٰعِلِينَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى إِبْرٰهِيمَ ﴿٦٩﴾ وَ
کی مدد کرو۔ ہم نے کہا اے آگ ابراہیمؑ پر سرد اور راحت ہو جا۔ اور انہوں
أَرَادُوا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْأَخْسَرِينَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوطًا
نے اس کی برائی چاہی سو ہم نے انہیں ناکام کر دیا۔ اور ہم اسے اور لوط کو بچا کر اس زمین کی طرف لے
إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا لِلْعٰلَمِينَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ إِسْحٰقَ
آئے جس میں ہم نے جہان کے لیے برکت رکھی ہے۔ اور ہم نے اسے اسحاق بخشا
وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِينَ ﴿٧٢﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ أَئِمَّةً
اور انعام میں یعقوب دیا اور سب کو نیک بخت کیا۔ اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا
يَّهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَإِقَامَ الصَّلٰوةِ
جو ہمارے حکم سے رہنمائی کیا کرتے تھے اور ہم نے انہیں اچھے کام کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ
وَإِيتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوا لَنَا عٰبِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَلُوطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا
دینے کا حکم دیا تھا اور وہ ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے۔ اور لوط کو ہم نے حکمت اور علم عطا کیا تھا اور ہم
وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ
اسے اس بستی سے جو گندے کام کیا کرتی تھی بچا کر لے آئے بے شک
إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِينَ ﴿٧٤﴾ وَأَدْخَلْنٰهُ فِي رَحْمَتِنَا ۖ إِنَّهٗ
وہ لوگ برے نافرمانی کرنے والے تھے۔ اور اسے ہم نے اپنی رحمت میں لے لیا بے شک
ع مِنَ الصّٰلِحِينَ ﴿٧٥﴾ وَنُوحًا إِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ
وہ نیک بختوں میں سے تھا۔ اور نوح کو جب اس نے اس سے پہلے پکارا پھر ہم نے اس کی دعا قبول کر

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۶۵۔ ندامت و شرمندگی کو چھپاتے ہوئے دبے لفظوں سے (اقرارِ حقیقت کرتے ہوئے) بولے کہ بھلا پتھر کیسے اور کیا بولیں؟

۶۶ تا ۶۷۔ حضرت ابراہیمؑ کا موقع پاتے ہی قوم کو اعتقادِ فاسد پر خوب جھنجھوڑتے ہوئے ناصحانہ خطاب۔

۶۸۔ مُردہ ضمیر لوگوں کا اعترافِ حق کی بجائے حضرت ابراہیمؑ ہی کو (معاذ اللہ) نذرِ آتش (اور اپنے جھوٹے خداؤں کی لاج رکھنے) کا فیصلہ۔

۶۹۔ (فیصلے پر عملدرآمد کرتے ہوئے گمراہ قوم کا حضرت ابراہیمؑ کو شعلے مارتی آگ میں ڈالنے کا اقدام) اس پر خدائی قدرتِ خاص کا آگ کو تکوینی طرز (خاص مخفی امر) سے غیر معمولی یادگار حکم (تمام فطری قوانین کو وقتی طور پر معطل کر کے معجزۂ حق کا غیر معمولی اظہار)

۷۰۔ چشمِ فلک نے حق کے خلاف باطل کی تمام طاقتی تدبیروں کو برملا ناکام ہونے کا شاندار تاریخی اور غیر معمولی نظارہ دیکھا دوسری طرف کفار منہ تکتے رہ گئے۔

۷۱۔ (کفار کی مسلسل ایذا رسانی پر خدائی حکم سے حضرت ابراہیمؑ اور آپ کے بھتیجے حضرت لوطؑ کی ہجرت کے پس منظر میں) حضرت ابراہیمؑ و حضرت لوطؑ کی ظالم قوم سے نجات اور بابرکت سرزمین (شام و فلسطین) میں منتقلی و قیام کا احسانی اظہار۔

۷۲۔ حضرت ابراہیمؑ پر باطنی انعام کے ساتھ ظاہری خدائی احسانِ خاص کا اظہار و بیان (حضرت اسحاق بیٹا اور بعد میں حضرت یعقوبؑ کا بطور پوتا عطا ہونا)

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ
لی پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے بچا لیا۔ اور ہم نے اس کی مدد کی
الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ
ان لوگوں پر جو ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے بے شک وہ بُرے لوگ تھے پھر ہم نے ان
اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِى الْحَرْثِ اِذْ
سب کو غرق کر دیا۔ اور داؤد اور سلیمان کو جب وہ کھیتی کے جھگڑا میں فیصلہ کرنے لگے جب کہ اس میں
نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ ۙ
کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت جا پڑیں اور ہم اس فیصلہ کو دیکھ رہے تھے۔
فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا مَعَ
پھر ہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا اور ہر ایک کو ہم نے حکمت اور علم دیا تھا اور ہم نے داؤد کے ساتھ
دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَعَلَّمْنٰهُ
پہاڑ اور پرندے تابع کیے جو تسبیح کیا کرتے تھے اور یہ سب کچھ ہم ہی کرنے والے تھے۔ اور ہم نے
صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ
اسے تمہارے لیے زرہیں بنانا بھی سکھایا تاکہ تمہیں لڑائی میں محفوظ رکھیں پھر کیا تم
شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى
شکر کرتے ہو؟ اور زور سے چلنے والی ہوا سلیمان کے تابع کی جو اس کے حکم سے
الْاَرْضِ الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَىْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَ
اس زمین کی طرف چلتی جہاں ہم نے برکت دی ہے اور ہم ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔ اور
مِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ
کچھ ایسے جن تھے جو دریا میں اس کے واسطے غوطہ لگاتے تھے اور اس کے سوا اور کام بھی کرتے تھے اور ہم
ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾ ۙ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ
ان کی حفاظت کرنے والے تھے۔ اور جب کہ ایوب نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے روگ لگ گیا ہے
مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ ۚ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا
حالانکہ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۷۳۔ مذکورہ نفوسِ قدسیہ (بزرگ شخصیات) کو اپنے اپنے دور کا امامِ ہدایت (نبی بنانا) اور ان سے امورِ خیر کا کام لینے کا احسانی اظہار نیز ان کے حد درجہ عبادت گذار ہونے کا تعریفی ذکر۔

۷۴تا۷۵۔ حضرت لوطؑ پر عنایاتِ الٰہیہ کا بطور خاص احسانی اظہار (نبوت، علم و حکمت عطا ہونا، ظالم کافر و فاسق سے نجات عطا کرنا وغیرہ)

۷۶تا۷۷۔ اس سے قبل نوح علیہ السلام کی نصرتِ خاص اور اُن پر خدائی احسانات کا باحوالہ ذکر و بیان۔

۷۸تا۸۲۔ انبیائے خاص کے سلسلہ وار تذکرے میں حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کی فہم و بصیرت اور علم و حکمت کا واقعاتی بیان خاص اور ان پر خصوصی اور غیر معمولی عنایاتِ الٰہی کا احسانی اظہار۔

۸۳تا۸۴۔ (پیکرِ صبر و رضا) حضرت ایوب کے صبر و حلم کے واقعاتی پس منظر میں انکی فریادِ خاص اور جواباً خدائی عنایتِ خاص کا احسانی اظہار۔

اسلام کا نظامِ محنت کا قدرے تفصیلی اہم جائزہ

(زیرِ مطالعہ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۸۱، سورۃ سبا آیت نمبر ۱۱ تا ۱۳، سورۃ الجمعہ آیت نمبر ۱۰)

محنت ومشقت ایک ایسا جامع لفظ ہے جس کا استعمال عوام الناس میں اپنے اپنے مفہوم سے متعارف ہے تاہم ہمارے ہاں محنت کا لفظ ایسے کاموں میں استعمال کرنے کا رواج ہے جس کا تعلق ہاتھوں کی کمائی سے ہے جو عموماً محنت مزدوری کے معنیٰ میں لیے جاتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی میں جتنے امور (کام) بجالاتا ہے وہ بنیادی طور پر نظامِ محنت ہی سے تعلق رکھتے ہیں محنت تو محنت ہے چاہے جسمانی ہو یا ذہنی، کاروبارِ تجارت (جملہ کمپنیوں سمیت) زراعت، کاشت کاری، صنعت وحرفت نیز ہر شعبے میں ملازمت پیشہ ڈاکٹری، وکالت، انجینئرنگ وغیرہ بنیادی طور پر سب نظامِ محنت کے ہی شعبے (اجزاء) ہیں۔ ہر انسان اللہ پاک کے دیے ہوئے عقل وذہن (اپنی تعلیمی یا جسمانی صلاحیت) کو استعمال میں لاکر نظریہ ضرورت کے تحت امور بجالاتا رہتا ہے۔ جتنے افراد کی جس شعبہ میں ضرورت درکار ہوتی ہے وہ اس شعبہء زندگی میں کام آتے رہتے ہیں۔ نظامِ زندگی کے گویا یہ فطرتی تقاضے ہیں جو مشاہداتی حقائق کے ساتھ ہر دور سے چلے آرہے ہیں اسلام میں نظامِ محنت سے وابستہ افراد (خواہ وہ کسی شعبے سے وابستہ ہیں) کو امانت دیانت کی بنیادی تعلیم دی گئی ہے وقت کی پابندی اور پوری تندہی سے اپنے فرائض کو ادا کرنا اور امانت ودیانت جیسی صفاتِ حسنہ کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا اس کا لازمی حصہ ہے۔ اسلام میں سوال کرنے (بھیک مانگنے کی بجائے) محنت کے ذریعے کسب حلال پر زور دیا گیا ہے اوران افراد کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے جو اپنی جسمانی یا ذہنی صلاحیت کو بروئے کار لاکر رزق حلال کے حصول کا اہتمام کرتے ہیں۔ معلوماتی ضرورت کے تحت نظامِ محنت کو عمومی معنیٰ میں لیتے ہوئے اس کے وسیع مفہوم کی مختصر وضاحت کے طور پر یہاں مستقلاً (الگ طور پر) نظامِ محنت کے بعض حقائق کا جائزہ لیا جارہا ہے۔ اگرچہ ''اسلام کا نظامِ معیشت'' کے خاص عنوان سے بھی ایک مستقل مضمون تحریر کردیا گیا ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید اورسنت رسول ﷺ میں انسان کی معاشی زندگی کی بنیادی ہدایات موجود ہیں تو ہماری مراد یہ نہیں ہوتی کہ قرآن کوئی معاشیات کی کتاب ہے یا قرآن مجید نے اس طرح کوئی معاشی نظام دیا ہے جس طرح معاشیات کی کتابیں معاشی نظام سے بحث کرتی ہیں۔ قرآن مجید دراصل ایک کتاب ہدایت ہے، ہدایت ہی اس کی اصل صفت ہے اس کا نام ہی ہدیٰ یا کتابِ ہدایت ہے جو زندگی کے مختلف معاملات میں ہدایات اورراہنمائی کرتی ہے قرآن مجید کا یہ اسلوب نہیں کہ وہ زندگی کے کسی شعبے سے فنی اسلوب میں بحث کرے یہ بھی

اس کتاب کا معجزہ ہے کہ یہ بیک وقت ایک عام انسان سے جو کسی خاص فن میں مہارت تو کیا ابتدائی واقفیت بھی نہیں رکھتا اور اعلیٰ ترین مفکر سے بیک وقت خطاب کرتی ہے اور دونوں بیک وقت اپنی اپنی سطح کے مطابق اس کتاب سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں جو معاملات انسان اپنی عقل اور تجربے سے دریافت کرسکتا ہے وہ قرآن کریم نے بیان نہیں کیے۔قرآن کریم یہ بیان کرنے کیلئے نہیں آیا کہ سڑکیں کیسی بنائی جائیں، بیماریوں کا علاج کیسے کیا جائے، عمارتیں کیسی بنائی جائیں یہ وہ معاملات ہیں جو انسان اپنے تجربے سے، مشاہدے سے اور غور و فکر سے خود معلوم کرسکتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں ایک طویل زمانہ ایسا گزرا ہے(اور نہ صرف اسلامی تاریخ میں بلکہ دنیا کی ہر قوم کی تاریخ میں ایسا زمانہ گزرا ہے) جب معاشی سرگرمی کے بڑے بڑے میدان صرف دو تھے زراعت اور تجارت ان دونوں کے مقابلے میں صنعت کاری کا معاملہ بہت بعد میں سامنے آیا دستکاری نے ترقی بہت بعد میں کی ہے۔ اجتماعی تجارت کا عرصہ آغاز تو ویسے بھی بہت زیادہ دور کی بات نہیں۔جس زمانے میں قرآن کریم نازل ہوا اس زمانے میں پوری دنیا میں جو تجارت ہو رہی تھی اس کا بڑا حصہ زراعت پر اور زرعی مصنوعات پر مشتمل تھا بہت تھوڑا حصہ تھا جس کا تعلق غیر زرعی مصنوعات سے رہا ہو اس لئے جب فقہائے اسلام نے پہلی صدی ہجری کے اواخر سے لیکر دوسری صدی ہجری کے اواخر تک کے زمانے میں فقہی احکام کی ترتیب کا آغاز کیا اور بعد میں انکے تلامذہ نے پورے فقہی مکاتب مرتب کردیے تو انہوں نے اپنے زمانے کے لحاظ سے اسلام کی معاشی تعلیمات کو بھی مرتب کیا اپنے اجتہادات سے اس زمانے میں پیش آمدہ مسائل کا جواب دینے کی کوشش کی ہے لوگوں کے معاشی حقوق کا تحفظ انسانوں کے جان و مال کا تقدس اور انسانوں کیلئے ایک ایسے ماحول کی فراہمی جہاں ہر شخص جائز طریقے سے اپنی صلاحیتوں کے مطابق روزی کما سکے یہ سب انتہائی ناگزیر امور ہیں ان سب امور کا تعلق اخلاقیات سے بہت گہرا ہے اگر انسان اخلاقی اصولوں پر کاربند نہ ہو معاشرے میں روحانی اقدار جاری وساری نہ ہوں تو یہ سب کام سکون اور اطمینان کی فضاء میں انجام نہیں دیے جاسکتے۔عُمارة الارض سے متعلق جو یہ آیت کریمہ ہے ﴿واستعمر کم فیھا﴾ اس کی تفسیر میں مشہور مفسر قرآن، محدث ومؤرخ علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس زمین کا آباد کار بنایا ہے تم اس کو آباد کرو گے اس سے رزق حاصل کرو گے اس میں کاشت کرو گے اور اس سے وہ تمام فوائد اٹھاؤ گے جو تمہیں اٹھانے چاہئیں۔زمین کی آباد کاری، زراعت، شجر کاری، تعمیرات، صنعت وتجارت ان سب کا تعلق ایک اعتبار سے امورِ محنت سے ہے ہم نے جمعہ کے خطبوں میں یہ بارہا سنا ہوگا وأجملوا فی الطلب وتوکلوا علیہ دنیا کی طلب میں، مال ودولت کے حصول میں روزی کی تلاش میں اجمال یعنی اعتدال سے کام

لو آپے سے باہر نہ ہوں اپنی تمام دینی مصروفیات کو نظر انداز نہ کرو، اپنے اخلاقی اور روحانی تقاضوں کو نہ بھولو، زندگی کی اعلیٰ تر، اہم تر اور برتر ذمہ داریوں کو انجام دینے کے ساتھ ساتھ حصول رزق کیلئے اعتدال اور اجمال کے ساتھ کوشش کی جائے تو یہ اللہ کے حکم کی تعمیل ہے لیکن تمام جسمانی تقاضوں کو ہی سب کچھ سمجھ لیا جائے مادی وسائل ہی پر سارا دارومدار ہو تو انسان رزق کی تلاش میں اپنے روحانی منصب کو بھول جائے، دینی ذمہ داریوں کو فراموش کر دے اخلاقی تقاضوں کو پس پشت ڈال دے تو رویہ معیاری اور اسلامی رویہ نہیں ہے اس رویے کا توکل سے بڑا گہرا تعلق ہے چنانچہ خطبے میں سنتے رہتے ہیں: "وأجملوا في الطلب وتوكلوا عليه" جہاں مادی وسائل کے حصول میں مال ودولت کی تلاش میں اجمال سے کام لو وہاں اللہ پر توکل بھی کرو، توکل کا معنیٰ ہے ان تمام جائز اسباب اور جائز وسائل وذرائع کو شریعت کی حدود کے اندر استعمال کرنا جو حصول رزق کیلئے ناگزیر ہیں اور پھر نتیجے کو اللہ پر چھوڑ دینا۔ ہر دور کے وسائل اور اسباب بدلتے رہتے ہیں نئے نئے وسائل اور نئے نئے اسباب سامنے آتے رہتے ہیں ان نئے اسباب اور وسائل میں کچھ جائز ہوتے ہیں اور کچھ ناجائز ہوتے ہیں۔ جائز وسائل کو اختیار کرنا، اعتدال اور اجمال کی حدود کے اندر رہتے ہوئے، دینی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے اخلاقی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اور اپنے اعلیٰ روحانی اور ملکوتی منصب کا خیال رکھتے ہوئے یہ سب کام بیک وقت کیئے جائیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق عبادت سے کم نہیں ہیں۔ چونکہ قرآن مجید کی رو سے ہر چیز کا اصل اللہ تعالیٰ ہے اور اس نے انسانوں کو تمام چیزوں کے استعمال کرنے کی اجازت بطور امین اور اپنے جانشین کے دی ہے۔ اس لیے تمام انسان اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے تمام وسائل رزق پر یکساں حق رکھتے ہیں اس اعتبار سے کسی شخص کو نہ ذخیرہ اندوزی کی اجازت ہے نہ عامۃ الناس کو ناجائز طریقے سے کسی روزی سے محروم کرنے کی اجازت ہے نہ وسائل رزق پر پابندی لگانے کی اجازت دی ہے بشرطیکہ حرام نہ ہوں نہ وسائل رزق کو جو سب کیلئے اللہ نے پیدا کئے ہیں ایک طبقے کیلئے محدود کر دینے کی اجازت ہے۔ اب ہم اسلامی نظامِ محنت کی چند ایسی تعلیمات کا ذکر کرتے ہیں جن کا تعلق آجر اور اجیر (مزدور ملازم) دونوں سے ہے اور انہیں مذکورہ عنوانات میں سے کسی ایک کے تحت بیان کرنا مشکل تھا چند نہایت اہم تعلیمات یہ ہیں:۔

☆اصل دار اور ملازم بھائی بھائی ہیں

اسلام کے قانون مساوات نے اصل دار (آجر) اور مزدور کو برابر کا درجہ دیا ہے اسلامی درسِ اخوت نے انہیں بھائی بھائی کے بندھن میں باندھ دیا ہے یہاں وہ سرمایہ دار اور مزدور نہیں بلکہ بھائی بھائی ہیں، آقا وماتحت نہیں بلکہ ایک دوسرے کے معاون ومددگار ہیں اقتصادی زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ اسلام کی

تعلیمات اس ضمن میں اس قدر مؤثر ہیں جس میں امتیاز کی تمام دیواریں ڈھ جاتی ہیں ۔ نبی کریم ﷺ کی وہ حدیث جس کے راوی حضرت ابوذر غفاریؓ ہیں اس کا پہلا جملہ آجر و مزدور یا اصل دار اور ملازم کے تعلقات کو متعین کرنے کی ایک بین دلیل کے ساتھ ساتھ ایک طاقت ور ذریعہ بھی ہے ۔ یہ گویا آجر اور مزدور کے تعلقات کو اخوت و ہمدردی کی بنیادوں پر استوار کرنے کا ایک انقلابی اعلان ہے ۔1۔ ترجمہ:۔ یقیناً تمہارے بھائی ہی تو تمہارے ملازم ہیں جنہیں اللہ کریم نے تمہارے ماتحت کردیا ہے (بحوالہ بخاری شریف) ۔ موجودہ سرمایہ دارانہ نظام نے اگر مزدور کو سرمایہ دار کا غلام بنادیا ہے تو اشتراکی نظام نے اسے مشین کا بے حس پرزہ بنا دیا اگرچہ اشتراکی نظام نے اسے سرمایہ دارانہ نظام میں اصل دار کی غلامی سے نکالنے کی کوشش کی مگر خود بھی اس غریب کو اصل مقام دینے میں ناکام رہا ہے کیونکہ یہاں وہ نجی آقا کی غلامی سے نکل کر سرکاری آقا کی غلامی میں چلا گیا ہے جس نے اسے منظم معیشت کی اندھی مشین کا ایک بے حس پرزہ بنا دیا ہے ۔ جبکہ اسلام نے اسے اصل دار کے برابر کا مقام عطا کیا ہے ۔ ۲۔ ترجمہ ۔ ان کی ایسی عزت افزائی کرو جیسی اپنی اولاد کی کرتے ہو اور انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور جب وہ (تمہارا خادم) نماز قائم کرنے لگ جائے تو پھر وہ تمہارا (برابر) کا بھائی ہے ۔ ۳۔ ترجمہ:۔ تم میں سے کوئی (اپنے خادم یا ملازم کو) یہ نہ کہے ''اپنے آقا کو کھانا کھلاؤ''، ''اپنے آقا کو وضو کراؤ''، ''اپنے آقا کو پانی پلاؤ'' بلکہ مزدور، خادم کو کہنا چاہیے میرا سردار ۔ اور تم میں سے کوئی یوں بھی نہ کہے ''میرا غلام، میری لونڈی'' بلکہ چاہیے کہ وہ کہے ''میرا نوجوان ملازم، میری ملازمہ اور میرا لڑکا'' (بحوالہ بخاری شریف) ۔ ۴۔ ترجمہ:۔ اپنے ماتحتوں سے بدخلقی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا (بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح) ۔ ۵۔ ترجمہ:۔ ماتحتوں سے اچھا سلوک برکت کا ذریعہ بنتا ہے اور ان سے بدخلقی بدبختی لاتی ہے (بحوالہ ترمذی شریف) ۔ ملازمین اور خدام سے غلطیاں بھی ہوجاتی ہیں ان کی غلطیوں پر درگزر کرنا بہت بڑی خوبی ہے نبی کریم ﷺ نے ماتحتوں سے درگزر کرنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے ۔ ٦۔ ترجمہ:۔ حضرت عمر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا یا رسول اللہ اپنے ملازم کو ہم کتنی بار معاف کیا کریں ۔ آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی اس نے دوبارہ سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے دن میں ستر بار معاف کیا کرو (بحوالہ ابو داؤد شریف) ۔

☆ معاہدات کی پابندی

اسلام نے سرمایہ دار اور مزدور (ملازم) کو قانونی اخلاقی طور پر اس امر کا پابند بنایا ہے کہ وہ آپس میں کئے گئے معاہدات کی پابندی کریں دراصل معاہدات کی پابندی کرنا کاروباری زندگی کی تمام خوشگواریوں کی کلید

ہے اوران کوتوڑ دینا یا پورا نہ کرنا آجر وآجیر کے خوشگوار تعلقات کے بگاڑ کا سبب بن جاتا ہے۔ پابندی معاہدہ کیلئے قرآن کریم نے بڑا واضح حکم سنایا ہے، ترجمہ:۔ اے ایمان والو! معاہدات کی پابندی کرو (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱)۔ اسی طرح پابندی عہد کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے بہت تاکید فرمائی ہے۔

☆انسان کی محنت اور معاشی مسئلے کے حل کیلئے تین مجوزہ اسلامی صورتیں

اسلام نے فرد کے معاشی مسئلے کے حل کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ وہ خود اسے کسی بھی صورت میں حل کیئے بغیر نہیں چھوڑنا چاہتا اس سلسلہ میں اسلام نے تین صورتیں تجویز کی ہیں اور یہ کوشش کی گئی کہ ان تینوں میں سے کسی ایک کے ذریعے فرد کا معاشی مسئلہ حل ہونا چاہیے ان تینوں صورتوں کا تعارف یہاں کرایا جاتا ہے۔

(الف) پہلی صورت: فرد اپنے معاشی مسئلے کے حل کا خود ذمہ دار ہے اسلام نے فرد کو تاکید کی ہے کہ اگر وہ بالغ عاقل اور صحت مند ہے تو خود محنت کرکے اپنے رب کریم کے خزانوں میں سے رزق حاصل کرکے کھائے اور معاشی مسئلہ حل کئے بغیر نہ چھوڑے۔ اس سلسلہ میں فرد کو کیا، کیوں اور کس طرح کرنا چاہیے اس کے متعلق تمام تعلیمات فرد کو دی ہیں ان تعلیمات کے متعلق آیت اور احادیث کو ملاحظہ فرمائیں:۔ ترجمہ:۔ پھر جب نماز مکمل ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کریم کے رزق میں سے تلاش کرو (سورۃ الجمعہ آیت نمبر ۱۰)۔ حلال معیشت کا طلب کرنا اللہ کریم کے فریضہ عبادت کے بعد (سب سے بڑا) فریضہ ہے (البیہقی فی شعب الایمان)۔

(ب) دوسری صورت: فرد کی کفالت کا معاشرہ ذمہ دار ہے۔ اللہ کریم نہ کرے اگر کوئی فرد معذور ہے یا نابالغ یتیم ہے یا بیوہ اور اپنی معاش کا بندوبست کرنے سے قاصر ہے تو اسلامی معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ اس فرد کی معاشی کفالت کرکے اس کا معاشی مسئلہ حل کرے اور اگر مسلم معاشرہ ایسا نہیں کرتا تو وہ گنہگار ہوگا۔ اس لئے کہ اسلام نے امت مسلمہ کو نفقات کا ایک مکمل نظام دیا ہے ایک معذور کی کفالت کرنے کیلئے اس کے والدین، اولاد، بہن بھائی، قریبی رشتہ دار اور پھر مسلم معاشرہ کا نمبر آتا ہے اس باب میں مندرجہ ذیل نظائر قابل توجہ ہیں:

۱۔ ترجمہ:۔ یقینا اللہ کریم تمہاری ماؤں کی کفالت کا تمہیں حکم دیتا ہے (تین بار فرمایا) یقینا اللہ کریم تمہیں تمہارے باپوں کی کفالت کا حکم دیتا ہے، یقینا اللہ کریم تمہیں تمہارے قریبی رشتہ داروں اور پھر بعد کے قریبی رشتہ داروں کی کفالت کا حکم دیتا ہے (بحوالہ ابن ماجہ سنن جلد دوئم باب الآداب)۔ اس حدیث میں واضح طور پر والدین اور اپنے رشتہ داروں کی معاشی کفالت کا حکم موجود ہے۔ ۲۔ ترجمہ:۔ مومن وہ نہیں جو خود تو پیٹ بھرا ہوا ہو اور اس کا ہمسایہ بھوکا ہو (البیہقی فی شعب الایمان) ۳۔ ترجمہ:۔ بیوہ اور مسکین کی کفالت کی جدوجہد کرنے والا ثواب میں اس مجاہد کی طرح ہے جو اللہ کریم کی راہ میں جہاد کرنے والا ہو یا اس طرح ہو

جو رات بھر عبادت کرنے والا ہو اور دن کو روزہ رکھنے والا ہو۔ ۴۔ ترجمہ:۔ کسی بستی میں اگر کوئی شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ رات بھر بھوکا رہا ہو پھر اللہ کریم پر اس بستی کے بقا و تحفظ کی کوئی ذمہ داری نہیں رہتی (مسند احمد بن حنبل)۔ (ج)۔ تیسری صورت، فرد کے معاشی مسئلے کا حل اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کچھ افراد ایسے ہونگے اوران کی تعداد نہایت قلیل ہوگی جو نہ خود اپنا معاش حل کر سکتے ہیں ان کا خاندان اور مسلم معاشرہ ان کی اس ذمہ داری سے عہد برآ ہو نہ سکے تو پھر اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے افراد کا معاشی مسئلہ حل کرے نبی کریم ﷺ نے اپنی متعدد احادیث میں اسلامی ریاست کے اس فریضہ کی طرف اشارہ کیا ہے چند احادیث یہاں نقل کرنے کی ہم سعادت پا رہے ہیں۔ ۱۔ ترجمہ:۔ امیر نگران اور اپنی رعایا کے بارے میں جوابدہ ہوگا (متفق علیہ)۔ ۲۔ حضرت ابو یعلیٰ معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کسی بندے کے ذمہ اللہ کریم کسی رعایا کی نگہداشت کا کام لگا دے لیکن وہ خیر خواہی کے جذبے سے ان کی دیکھ بھال نہ کرے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پاسکے گا (متفق علیہ)۔ ۳۔ جو امیر مسلمانوں کے معاملات کی ذمہ داری قبول کرے پھر ان کی بہتری کیلئے کوشش نہ کرے نہ انکی خیر خواہی چاہے وہ ان کے ساتھ ہرگز جنت میں داخل نہ ہوگا (مسلم کی روایت کے الفاظ)۔ آپ نے مذکورہ بحث سے بخوبی اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اسلام نے انسان کے نظامِ محنت اور معاشی مسئلے کے حل کو کس قدر اہمیت دی ہے اور اس کیلئے کس حکمت عملی سے کام لینے کی تاکید کی ہے اگر آپ اس ساری بحث کو سمیٹنا چاہیں تو آپ کہہ سکتے ہیں:

۱۔ اسلام نے ہر فرد کو اللہ کریم کے خزانوں سے خود محنت کر کے کمانے اور اپنا معاشی مسئلہ حل کرنے کی تلقین کی ہے بشرطیکہ یہ فرد عاقل، بالغ اور تندرست و توانا ہو۔ طالب علم یا کسی دینی خدمت پر معمور نہ ہو۔

۲۔ اگر کوئی فرد کمانے کا اہل نہیں تو پھر اسلام کے نظامِ نفقات کے تحت اس کی معاشی کفالت کی ذمہ داری اس کے والدین اور اقارب پر ہے۔ یوں اس کا معاشی مسئلہ حل کرنا ہوگا۔

۳۔ اگر فرد خود کما سکے نہ اس کے اقارب اور اسلامی معاشرہ اس کی کفالت کر کے اس کا معاشی مسئلہ حل کرے تو پھر اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہوگی کہ اس کی معاشی کفالت کرے۔

۴۔ اسلامی ریاست کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہوگی کہ وہ قابل کار افراد کو روزی کمانے اور یوں اپنا معاشی مسئلہ حل کرنے کے مواقع میسر کرے۔ پیداوار اور ذرائع پیداوار کسی ایک فرد یا مخصوص جماعت کے قبضے میں نہ رہنے دے کیونکہ ایسا قبضہ افراد کیلئے روزی کمانے کی راہ میں رکاوٹ ہوگا۔

۵۔ سوشلزم نے فرد کی ضروریات زندگی کا پورا کرنا ریاست کی ذمہ داری قرار دے کر اچھا اقدام کیا

ہے مگر اس کے معاوضہ میں اس نے فرد کی تمام آزادیاں چھین کر اسے مشین کا بے حس پرزہ بنانے کی کوشش کی ہے جسے گریس (Grease) صرف اس لئے کیا جاتا ہے کہ وہ کام کرے۔

۶۔ اس سلسلہ میں سب سے بڑی ناکامی سرمایہ دارانہ نظام کی ہوتی ہے اس نے "آزادی کاروبار" کا پرفریب نعرہ لگا کر تمام ذرائع پیداوار چند سرمایہ داروں کے قبضے میں چلے جانے کا موقع فراہم کیا اور یوں بقیہ افراد کو روزی کمانے کیلئے محتاجی اور پریشانی کا شکار کر دیا۔ سرمایہ دارانہ نظام انسان کے معاشی مسئلے کا حل کا ادھورا خواب دکھاتا ہے سوشلزم اس کی تعبیر بنانے کی کوشش کرتا ہے اور اسلام نے اس کی عملی صورت دکھائی ہے۔

اسلام کے نظام محنت کی اس قدر تفصیلی وضاحت کا مقصد دیگر باطل نظامہائے محنت کے مقابلے میں اسلام کے پاکیزہ، غیر استحصالی، غیر استیصالی نظام محنت کی کلی درجہ میں امتیازی برتری کو ثابت کرنا ہے، سرمایہ دارانہ نظام ہو یا سوشلزم و کمیونزم جیسے فاشسٹ اور غیر منصفانہ نظامہائے باطلہ ہوں، انکی کوئی جزوی خوبی بھی اسلام کے پاکیزہ نظام محنت کے ساتھ ادنی درجہ کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتی۔ فللّٰہ الحمد!

نوٹ:۔ مندرجہ بالا معروضات میں "محاضرات معیشت وتجارت" از ڈاکٹر محمود غازی (مرحوم) اور ڈاکٹر انور محمد غفاری (مرحوم) کی کتاب "اسلام کا معاشی نظام" سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ جزاھم اللہ عنا أحسن الجزاء!

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۸۵تا۸۶۔(مقربینِ خاص) حضرت اسماعیلؑ، حضرت ادریسؑ اور حضرت ذوالکفل کا یادگار و توصیفی تذکرۂ خاص۔

۸۷تا۸۸۔حضرت یونسؑ کا واقعاتی پس منظر سے تذکرہ اور ان پر منفرد عنایتِ الٰہی کا احسانی اظہار۔

۸۹تا۹۰۔حضرت زکریاؑ کی بارگاہِ ربی میں التجائے خاص، جواب میں قبولیتِ دعا اور ان پر بھی عنایتِ خاص (حضرت یحیٰیؑ جیسا بیٹا عطا کرنے) کا ذکر کرتے ہوئے تمام مذکورہ برگزیدہ شخصیات کو ان کے افعالِ حسنہ کے پس منظر میں خدائی دادِ تحسین کا توصیفی اظہار و بیان۔

۹۱۔برگزیدہ نفوسِ قدسیہ کے تذکرے کے بعد ایک برگزیدہ عورت کی صفتِ عظمیٰ کا تذکرۂ خاص اور ان پر بھی خدائی عطیۂ خاص (حضرت عیسیٰؑ جیسا بیٹا عطا کرنے) کا احسانی ذکر۔

مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً
اور جو اسے تکلیف تھی ہم نے دور کر دی اور اسے اس کے گھر والے دیئے اور اتنا ہی ان کے ساتھ اپنی
مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِیْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ
رحمت سے اور بھی دیا اور عبادت کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔ اور اسماعیل اور ادریس اور
وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۸۵﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ
ذوالکفل کو یہ سب صبر کرنے والے تھے۔ اور ہم نے انہیں اپنی رحمت میں داخل کر لیا بے شک وہ نیک
اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۶﴾ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ
بختوں میں سے تھے۔ اور مچھلی والے کو جب غصہ ہو کر چلا گیا پھر خیال کیا کہ
اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ فَنَادٰى فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ
ہم اسے نہیں پکڑیں گے اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے
سُبْحٰنَكَ ۗ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّیْنٰهُ
تو بے عیب ہے بے شک میں بے انصافوں میں سے تھا۔ پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے غم سے
مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِیَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ
نجات دی اور ہم ایمان داروں کو یونہی نجات دیا کرتے ہیں۔ اور ذکریا کو جب اس نے اپنے رب کو
رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ﴿۸۹﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۫
پکارا اے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔ پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے
وَوَهَبْنَا لَهٗ یَحْیٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ
یحیٰی عطا کیا اور اس کے لیے اس کی بیوی کو درست کر دیا بے شک یہ لوگ نیک کاموں میں دوڑ پڑتے
فِی الْخَیْرٰتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ﴿۹۰﴾
تھے اور ہمیں امید اور ڈر سے پکارا کرتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔
وَالَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا
اور وہ عورت جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور اسے اور اس
وَابْنَهَآ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۫ وَّاَنَا
کے بیٹے کو جہان کے لیے نشانی بنایا۔ یہ لوگ تمہارے گروہ کے ہیں جو ایک ہی گروہ ہے اور میں تمہارا

رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع ۶

رب ہوں پھر میری ہی عبادت کرو۔ اور ان لوگوں نے اپنے دین میں اختلاف پیدا کرلیا سب ہمارے پاس ہی

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ

آنے والے ہیں۔ پھر جو کوئی اچھے کام کرے گا اور وہ مومن بھی ہوگا تو اس کی کوشش رائیگاں نہ جائے گی

وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰي قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾

اور بے شک ہم اس کے لکھنے والے ہیں۔ اور جن بستیوں کو ہم فنا کر چکے ہیں ان کے لیے ناممکن ہے کہ وہ پھر

حَتّٰٓي اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ

لوٹ کر آئیں۔ یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے

يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ

دوڑتے چلے آئیں گے۔ اور سچا وعدہ نزدیک آپہنچے گا پھر اس وقت منکروں کی آنکھیں اوپر لگی رہ جائیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا

گی ہائے کم بختی ہماری بے شک ہم تو اس سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے بلکہ ہم

ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ

ہی ظالم تھے۔ بے شک تم اور اللہ کے سوا جو کچھ پوجتے ہو دوزخ کا ایندھن ہے

اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَ

تم سب اس میں داخل ہو گے۔ اگر یہ معبود ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے اور سب اس میں ہمیشہ

كُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

رہنے والے ہیں۔ ان کے لیے دوزخ میں چیخیں ہوں گی اور وہ اس میں کچھ نہیں سنیں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

بے شک جن کے لیے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے وہ اس سے دور رکھے جائیں گے۔

لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ

اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانی مرادوں میں

خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ

ہمیشہ رہیں گے۔ اور انہیں بڑا بھاری خوف بھی پریشان نہیں کرے گا اور ان سے فرشتے آملیں گے یہی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۹۲۔ ملتِ واحدہ کے احسانی اظہار کے پس منظر میں توحیدی اعتقاد کا زور دار بیان۔

۹۳۔ بعد میں آنے والے لوگوں کے اختلافِ عقیدہ کا سخت نوٹس (اور نمٹ لینے کا تنبیہی اشارہ)

۹۴۔ اہلِ ایمان کی جملہ مساعیِ جمیلہ (اچھے اعمال) کی قدر دانی و حوصلہ افزائی کا فیصلہ اور اس کو نوٹ (لکھنے) کرنے کا ذکر۔

۹۵۔ ہلاک شدہ لوگوں کے متعلق قانونِ الٰہی کا اظہار۔

۹۶ تا ۹۷۔ قُربِ قیامت میں یاجوج و ماجوج قوم کی آمد اور جزا اور سزا کا وعدۂ برحق سر پہ آجانے کا تنبیہی ذکر کرتے ہوئے کفار کی اُس دن بے موقع حسرت کا اظہار۔

۹۸ تا ۱۰۰۔ کفار کو ان کے معبودانِ باطلہ سمیت جہنم میں ڈالنے کا غضبیہ ذکر اور اُن کے معبودانِ باطلہ کے متعلق نظریۂ کفار کی عقلی طرز سے تردیدی گرفت اور جہنم میں کفار کی حالتِ زار کا المیہ (دردناک) ذکر۔

هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ
وہ تمہارا دن ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹیں گے جیسے خطوں کا
كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا
طومار لپیٹا جاتا ہے جس طرح ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا دوبارہ بھی پیدا کریں گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ
عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ
ہے بے شک ہم پورا کرنے والے ہیں۔ اور البتہ تحقیق ہم نصیحت کے بعد زبور میں لکھ چکے ہیں کہ بیشک
الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِيْ
زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہی ہوں گے۔ بیشک اس میں
هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً
خدا پرستوں کے لیے ایک پیغام ہے۔ اور ہم نے تو تمہیں تمام جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر
لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ
بھیجا ہے۔ کہہ دو مجھے تو یہی حکم آیا ہے کہ تمہارا معبود ایک معبود ہے
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰي
پھر کیا اس کے آگے سر جھکاتے ہو؟ پھر اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دو کہ میں نے یکساں طور پر خبر دے دی
سَوَاۗءٍ ۭ وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ
ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ نزدیک ہے یا دور ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ بے شک
يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنْ
وہ جانتا ہے جو بات پکار کر کہو اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو۔ اور
اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ
میں نہیں جانتا شاید وہ تمہارے لیے امتحان ہو اور ایک وقت تک دنیا کا فائدہ پہنچانا منظور ہو۔ کہا اے
رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰي
رب انصاف کا فیصلہ کر دے اور ہمارا رب بڑا مہربان ہے اسی سے مدد مانگتے ہیں ان باتوں پر
مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾
جو تم بیان کرتے ہو۔

ع ۷ ۱۰

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۰۱ تا ۱۰۳۔ انبیاء و رسل و صالحین کو (جن کی لوگوں نے ناحق پوجا کی اور وہ سب ان کی بداعتقادی سے لاعلم تھے کہ بعد میں لوگوں نے ان کی قبروں پر کیا کیا حرکتیں کیں اس لیے ان کو) معبودان باطلہ کے انجام بد کی لسٹ سے خارج کرنے کا اعتقادی ذکر اور ان پر خدائی اکرام واعزاز کا احسانی اظہار۔

۱۰۴۔ وقوع قیامت اور دوبارہ بعثتِ انسانی (زندہ اٹھائے جانے) کا اعتقادی بیان۔

۱۰۵۔ کامل وفادار بندوں کے حوالہ سے طے شدہ قانون الٰہی کا باحوالہ ذکر۔

۱۰۶۔ فرمانبرداروں کی منزلِ مراد (دُنیوی و اُخروی) کامیابی کے لیے ہدایاتِ الٰہیہ کے کافی ہونے کا احسانی ذکر۔

۱۰۷ تا ۱۰۸۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی عالمی و آفاقی نبوت کا احسانی اظہار اور آپ ﷺ کے عالمگیر پیغامِ حق کا زور دار ترغیبی بیان۔

۱۰۹ تا ۱۱۱۔ پیغامِ حق سے اعراض کرنے والوں کو زوردار تنبیہ اور حتمی وعدۂ جزا کے متعلق اعتقادی حقیقت کا ذکر نیز تاخیر وعدہ کا حکمتی طرز سے اظہار۔

۱۱۲۔ اظہارِ حق کے حوالے سے خاتم الانبیاء ﷺ کی بارگاہِ ربی میں التجاءِ خاص کا ذکر۔

سُورَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَّسَبْعُونَ آيَةً وَّعَشَرُ رُكُوعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ①

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے۔

يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ

جس دن اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر

كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ

حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی اور تجھے لوگ مدہوش نظر آئیں گے اور وہ

بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ② وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ

مدہوش نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔ اور بعضے لوگ وہ ہیں جو اللہ کے معاملے میں بے سمجھی

فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ③ كُتِبَ عَلَيْهِ

سے جھگڑتے ہیں اور ہر شیطان سرکش کے کہنے پر چلتے ہیں۔ جس کے حق میں لکھا جا چکا ہے

اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ④

کہ جو اسے یار بنائے گا تو وہ اسے گمراہ کر کے رہے گا اور اسے دوزخ کے عذاب کا راستہ دکھائے گا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ

اے لوگو اگر تمہیں دوبارہ زندہ ہونے میں شک ہے تو ہم نے

مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ

تمہیں مٹی سے پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی

مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا

اور بغیر نقشہ بنی ہوئی سے بنایا تا کہ ہم تمہارے سامنے ظاہر کر دیں اور ہم رحم میں جس کو چاہتے ہیں ایک

نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ

مدت معین تک ٹھہراتے ہیں پھر ہم تمہیں بچہ بنا کر باہر لاتے ہیں پھر تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ الحج

۱تا۲۔ وعدۂ جزا و سزا کے حوالہ سے جلد بازی کا تقاضا کرنے والوں کے لیے سخت پیغام الٰہی کا ذکر (کہ قیامت سر پہ آن پہنچی تیاری کر لو) اور وقوع قیامت کے ہولناک مناظر کا تنبیہی اظہار و بیان۔

۳۔ سرکش لوگوں کی فکری و عملی گمراہی کا مذمتی ذکر۔

۴۔ شیطانی پیروکاروں کے انجام بد کا تنبیہاتی ذکر۔

۵۔ وقوع قیامت میں شک کرنے والوں کو راہ راست پہ لانے کے لیے مشاہداتی و عقلی دلائل کا واعظانہ طرز بیان سے ذکر۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٦ تا ٧۔ گذشتہ مشاہداتی دلائل حق کے ذریعہ سے حق تعالیٰ اور اس کی قدرت کاملہ کا پُر زور اثباتی واعتقادی بیان۔

٨ تا ١٠۔ سرکش لوگوں کے متکبرانہ طرز سے اعراض حق اور دوسروں کو گمراہ کرنے کے اخروی انجام کا غصبیہ ذکر۔

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا
اور کچھ تم میں سے مرجاتے ہیں اور کچھ تم میں سے نکمی عمر تک پہنچائے جاتے ہیں کہ
يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ
سمجھ بوجھ کا درجہ پاکر ناسمجھی کی حالت میں جا پڑتا ہے اور تم زمین کو سوکھی دیکھتے ہو پھر جب
اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ
ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو تر و تازہ ہو جاتی ہے اور ہر قسم کے خوش نما نباتات اُگ
بَهِيْجٍ ۝٥ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ
آتے ہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ اللہ ہی برحق ہے اور مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٦ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا
ہر بات پر قادر ہے۔ اور بے شک قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں اور
وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝٧ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ
بے شک اللہ قبروں والوں کو دوبارہ اٹھائے گا۔ اور بعض وہ شخص ہے جو اللہ کے معاملہ میں
فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝٨ ثَانِيَ عِطْفِهٖ
بے سمجھی اور دلیل اور روشن کتاب کے بغیر تکبر سے جھگڑتا ہے۔ تاکہ
لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ
اللہ کی راہ سے بہکائے اس کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے دن بھی
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝٩ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَ
ہم اسے دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھاویں گے۔ یہ تیرے ہاتھوں کے کیے ہوئے کاموں کا بدلہ ہے اور
اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝١٠ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ ١ ع ٨
بیشک اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ اور بعض وہ لوگ ہیں کہ اللہ کی بندگی کنارے پر ہو کر کرتے ہیں
اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ
پھر اگر اسے کچھ فائدہ پہنچ گیا تو اس عبادت پر قائم ہو گیا اور اگر تکلیف پہنچ گئی
فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ
تو منہ کے بل پھر گیا دنیا اور آخرت گنوائی یہی وہ

الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ﴿١١﴾ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُ وَمَا

صریح خسارا ہے۔ اللہ کے سوا ایسی چیز کو پکارتا ہے جو نہ اسے ضرر دے سکے اور نہ اسے

لَا يَنْفَعُهُ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ﴿١٢﴾ يَدْعُوا لَمَنْ ضَرُّهُ

فائدہ پہنچا سکے یہی وہ پرلے درجہ کی گمراہی ہے۔ ایسے کو پکارتا ہے جس کا ضرر اس کے نفع سے

أَقْرَبُ مِنْ نَفْعِهِ ۚ لَبِئْسَ الْمَوْلَىٰ وَلَبِئْسَ الْعَشِيرُ ﴿١٣﴾ إِنَّ اللَّهَ

نزدیک تر ہے ایسا کارساز بھی برا اور ایسا رفیق بھی برا ہے۔ بے شک اللہ

يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ

ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ﴿١٤﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ

نیچے نہریں بہتی ہوں گی بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جسے یہ خیال ہو کہ

أَنْ لَنْ يَنْصُرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى

اللہ دنیا اور آخرت میں اس کی ہرگز مدد نہ کرے گا اسے چاہیے کہ چھت میں ایک رسی لٹکائے پھر اسے

السَّمَاءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا يَغِيظُ ﴿١٥﴾

کاٹ دے پھر دیکھے کہ اس کی تدبیر اس کے غصہ کو دور کرتی ہے۔ اور اسی طرح

وَكَذَٰلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَأَنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يُرِيدُ ﴿١٦﴾

ہم نے اس قرآن کو واضح آیتیں بنا کر نازل کیا ہے اور بے شک اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ

بے شک اللہ مسلمانوں اور یہودیوں اور صابیوں اور عیسائیوں

وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ

اور مجوسیوں اور مشرکوں میں قیامت کے دن فیصلہ کرے گا

يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١٧﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ

بیشک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ

اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ

جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

١١۔ منافق قسم کے لوگوں کے مفاداتی طرز کے لڑکھڑاتے ایمان کا مذمتی اظہار۔

١٢ تا ١٣۔ اعتقادی بگاڑ کے مریض مشرکین کے فکری و عملی فساد کا مذمتی ذکر۔

١٤۔ کفار کے مقابلہ میں اہل ایمان کی اطاعت شعاری کے انجام خیر کا احسانی اظہار و بیان۔

١٥۔ خدائی نصرتِ حق پر نالاں اور بغض و حسد کے شکار لوگوں کو اپنے غیض و غضب میں مرتے رہنے کے لیے مثالیاتی طرز سے تنبیہ خاص کا ذکر۔

١٦۔ خدائی واضح ہدایات کے نزول سے فائدہ اٹھا لینے (قبول حق) کی ترغیب اور زور و جبر سے ہدایت نہ دینے کے خدائی فیصلہ کا اظہار (گویا جو قبول حق کی طرف رغبت ہی نہ کریں تو اللہ پاک زبردستی ان پر ہدایت مسلط نہیں کریں گے)۔

١٧۔ مذاہب عالم کے پیروکاروں کے مابین روزِ محشر صداقتِ حق کے حوالے سے فیصلہ کن اظہار کا زور دار بیان (اظہار حق کے تمام تر دلائل واضح ہو جانے کے باوجود جن کو اپنے حوالہ سے حق پر ہونے کا اصرار ہے تو وہ وقت دور نہیں جب حق و باطل کے مابین واضح لکیر کھینچ کر امتیازی فیصلہ کا برملا اعلان کر دیا جائے گا۔

عیسائیت/یہودیت اور باقی مذاہب عالم کا مختصر تقابلی جائزہ

(زیرِ مطالعہ سورۃ الحج آیت نمبر ۱۷)

اسلام دین برحق کا نام ہے جو اصلی تعلیمات الٰہیہ سابقہ کتبِ سماوی (اللہ پاک کی نازل کردہ کتابوں) میں موجود تھیں، قرآن کریم نے ان سابقہ خدائی احکام و تعلیمات کی تصدیق کی بلکہ خود ان کتبِ سابقہ میں پیغمبر آخر الزمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حوالہ سے اصولی درجہ کی تمام تر تصدیقی شہادت پیشگی دے دی گئی تھی اور تمام تر تحریفات کے باوجود بعض حقائق کے آثار اب تک کچھ نہ کچھ مل جاتے ہیں مگر یہودیت و عیسائیت نے اصل تعلیمات کا حلیہ ہی بگاڑ دیا ہے یہی وجہ ہے آج پوری دنیا میں اصل تورات اور انجیل کا تصدیق شدہ مکمل نسخہ جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوا تھا دنیا کے کسی کونے میں یہاں تک کہ قدیم ترین عجائب گھروں میں بھی دستیاب نہیں ہے اپنے اپنے وقت میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت داؤد علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے منتخب اور برگزیدہ پیغمبر برحق تھے۔ ایسے ہی ان پر نازل شدہ تورات، انجیل، صحفِ ابراہیمؑ اور زبور بھی خدائی وحی کے مطابق ہی آئی تھیں تاہم ان کے بعد میں آنے والے پیروکاروں (خاص طور پر ان کے علماء وصوفیاء) نے تعلیمات برحق میں خودساختہ تبدیلیاں کر دیں، دینِ الٰہی کو (معاذ اللہ) اپنی خواہشات کے مطابق مسخ کرتے رہے یہاں تک کہ تورات اور انجیل کے اصل نسخے ہی نایاب ہو گئے یا کر دیے گئے، عیسائیت اور یہودیت کے عقائد ان کی اپنی اصلی تعلیمات کے بالکل برعکس ہیں، مثلاً اصل تورات میں کہیں حضرت عزیر علیہ السلام کو (معاذ اللہ) ابن اللہ (خدا کا بیٹا) نہیں کہا گیا اور انجیل میں کہیں حضرت عیسیٰؑ کو ابن اللہ (معاذ اللہ) یا تین خداؤں میں سے ایک خدا نہیں کہا گیا، ہر کتاب برحق اور ہر نبی برحق کی تعلیمات کی ابتداء ہی اثباتِ توحید اور شرک کی نفی پر تھی گویا ہر نبی برحق کا بنیادی کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ ہی رہا۔ جب ان کی اصل کتابیں ہی محفوظ نہ رہیں (یا ان کے علماء ومشائخ اپنی اصل کتابوں کی حفاظت ہی نہ کر سکے) تو ان کے دین کے اصول کیسے محفوظ رہ سکتے تھے؟ بلکہ سابقہ کتب سماوی میں موجود اصل خدائی تعلیمات اور بنیادی عقائد میں تحریف/تبدیلی کے اصل مجرم خود ان کے علماء و مشائخ ہی تھے۔ اگر انصاف کی نظر سے جائزہ برحق کیا جائے تو تورات، زبور، انجیل اور صُحف ابراہیم کی اصل تعلیماتِ برحق کا خلاصہ بھی قرآن مقدس میں محفوظ ہے کیونکہ عقیدۂ توحید/عقیدۂ آخرت/عقیدۂ رسالت وغیرہ میں جملہ انبیائے کرام کی

بنیادی تعلیمات (عقائد) میں کبھی تبدیلی نہیں لائی گئی (سوائے چند فروعی احکامات کے) دنیا میں ایک ایسا چیلنج جو فقط مسلمان ہی کر سکتے ہیں کہ خدائی کتابوں میں واحد کتاب قرآن مقدس ہے۔ جو جس حالت میں جن الفاظ وحروف (آیات) میں نازل ہوئی تھی اس وقت سے قیامت تک اسی اصل حقیقت کیساتھ محفوظ ہے (اور رہے گی) جب سے نازل ہوئی اس وقت سے اسکو یاد رکھنے والے ہزاروں صحابہ کرام تھے اور ہر دور میں اس کے حفاظ بڑھتے ہی رہے آج ان کی تعداد پوری طرح سے شمار میں لانا مشکل ہے جبکہ تورات، زبور اور انجیل کا نہ اصل نسخہ محفوظ نہ ان کا کوئی حافظ (من وعن محفوظ رکھنے والا) موجود، تعلیمات وعقائد تو ویسے ہی مسخ ہو چکے ہیں، عیسائیت کی اناجیل اربعہ بعد کے آنے والے پوپس کے تحریر کردہ ہیں جنکے نسخے ایک دوسرے سے مختلف ہیں کسی کے پاس اصل تصدیق شدہ نسخوں کا موجود ہونا بھی ثابت نہیں، یہی حال تحریف شدہ تورات کا ہے، جہاں تک شرکیہ عقائد رکھنے والے مختلف مذاہب کا حال ہے وہ ان سے بھی زیادہ پیچیدہ ہے، مشرکانہ عقائد کا مذہب قدیم ترین ہے انہی مشرکانہ عقائد کی اصلاح کے لیے انبیاء ورسل کو مبعوث کیا گیا آج بھی اسکے مختلف ناموں سے ہر جگہ کئی مذاہب موجود ہیں جن کی ایک تاریخ ہے جو غیر قطعی وغیر محفوظ انداز سے چلی آرہی ہے ظاہر ہے کسی شے کی خلط ملط تاریخ عقیدہ تو نہیں کہلا سکتی، اس وقت دنیا کی سب سے بڑی معتبر حقیقت اور معجزہ برحق قرآن کریم ہے جس کے ایک ایک لفظ کی تصدیقی حقیقت وسند خود کلام باری تعالیٰ ہے، ترجمہ: ''بیشک ہم نے ہی یہ نصیحت اُتاری ہے اور ہم خود اِس کے نگہبان ہیں'' (سورۃ الحجر آیت نمبر ۹)۔ اور اس کے ظاہری حفاظتی ذرائع میں دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے لاکھوں کی تعداد میں قراء وحفاظ ہیں جن کی موجودگی میں کوئی زیر زبر کی غلطی کرنے کے دانستہ جسارت نہیں کر سکتا۔ یہ قرآنی صداقت ومعجزہ کی کتنی بڑی معتبر شہادت ہے جو رہتی دنیا تک چلتی رہے گی۔ الغرض حقائق کا کوئی بغض وعناد یا تعصب میں آکر جتنا مرضی انکار کرتا رہے وہ بہر حال حقائق ہی رہتے ہیں، کوئی مخبوط الحواس انسان اگر دن یا رات کی حقیقت کا انکار کرتا پھرے تو کیا ہوش وحواس والے لوگ اس کی تصدیق کر دیں گے؟ ہرگز نہیں، صداقتِ قرآن وہ زندہ حقیقت ہے، جس کا انکار روزِ روشن کا انکار ہے، کوئی عقلمند، دانا صاحب فہم وبصیرت اگر نظرِ انصاف سے ان حقائق کا سنجیدگی سے مطالعاتی جائزہ لے گا تو بتوفیقہٖ تعالیٰ قرآن اور اسلام زندہ باد کا نعرہ برحق لگاتا نظر آئے گا۔

وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيرٌ
چار پائے اور بہت سے آدمی اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں
مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ
اور بہت سے ہیں کہ جن پر عذاب مقرر ہو چکا ہے اور جسے اللہ ذلیل کرتا ہے
السجدۃ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ ﴿۱۸﴾ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ
پھر اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ دو فریق ہیں
اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ؗ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ
جو اپنے رب کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں پھر جو منکر ہیں ان کے لیے
نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ
آگ کے کپڑے قطع کیے گئے ہیں اور ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔ جس سے جو کچھ ان
بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا
کے پیٹ میں ہے اور کھالیں جھلس دی جائیں گی۔ اور ان پر لوہے کے گرز پڑیں گے۔ جب گھبرا کر
اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ
وہاں سے نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور دوزخ کا عذاب
ع ۲ / ۱۲ الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
چکھتے رہو۔ بے شک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ
باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہاں انہیں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے
ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ؕ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۳﴾ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ
جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشمی ہوگا۔ اور انہوں نے عمدہ
مِنَ الْقَوْلِ ۚۖ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بات کی راہ پائی اور تعریف والے اللہ کی راہ پائی۔ بے شک جو منکر ہوئے
وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ
اور لوگوں کو اللہ کے راستہ اور مسجد حرام سے روکتے ہیں جسے ہم نے سب لوگوں کے لیے بنایا ہے وہاں

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۸۔ خدائی اطاعت کے شاندار آفاقی مظاہر کا ذکر کرتے ہوئے منکرین حق کو سخت تنبیہ کا ذکر (کہ آسمان و زمین سورج، چاند، ستارے، شجر و حجر نیز سب اہل ایمان اطاعتِ مطلقہ (بے چوں چرا) کریں اور ایک تم ہی نافرمانوں کی عقل ٹھکانے نہیں آرہی (سخت تنبیہی اصلاح)۔

۱۹ تا ۲۲۔ حق و باطل سے وابستہ گروہوں کی نظریاتی (فکری) و عملی جنگ کے نتائج کا زوردار تنبیہاتی اظہار و بیان۔

۲۳ تا ۲۴۔ فریق اول (کفار) پر خدائی غیض و غضب کے بیان کے بعد فریق ثانی (مؤمنین صالحین) پر خدائی رحم و کرم، اکرام و اعزاز کا احسانی اظہار و بیان۔

لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ؕ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ
اس جگہ کا رہنے والا اور باہر والا دونوں برابر ہیں اور جو وہاں
ع ٣ ١٠ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٥﴾ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ
ظلم سے کج روی کرنا چاہے تو ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔ اور جب ہم نے ابراہیمؑ کے
الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ
لیے کعبہ کی جگہ معین کر دی کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام
الْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿٢٦﴾ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ
کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھ۔ اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دے کہ
رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿٢٧﴾ ۙ
تیرے پاس پاپیادہ اور پتلے دُبلے اونٹوں پر دور دراز راستوں سے آئیں۔
لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْۤ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ
تاکہ اپنے فائدوں کے لیے آموجود ہوں اور تاکہ جو چارپائے اللہ نے انہیں دیے ہیں ان پر مقررہ
عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا
دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں پھر ان میں سے خود بھی کھاؤ اور
الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿٢٨﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ
محتاج فقیر کو بھی کھلاؤ۔ پھر چاہیے کہ اپنا میل کچیل دُور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں
وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ
اور قدیم گھر کا طواف کریں۔ یہی حکم ہے اور جو اللہ کی معزز چیزوں کی تعظیم کرے گا سو یہ اس کے لیے
فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى
اس کے رب کے ہاں بہتر ہے اور تمہارے لیے مویشی حلال کر دیے گئے ہیں مگر وہ جو تمہیں پڑھ کر
عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ
سنائے جاتے ہیں پھر بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بھی
الزُّوْرِ ﴿٣٠﴾ ۙ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ
پرہیز کرو۔ خاص اللہ کے ہو کر رہو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٢٥۔ کفار و مشرکین کی اعتقادی ہٹ دھرمی کے ساتھ عملی تخریبی و فسادی سرگرمیوں کا مذمتی ذکر اور اس کے خطرناک نتائج کی تنبیہاتی اطلاع خاص کا ذکر۔

٢٦ تا ٢٩۔ حرم کعبہ کے ذکر کے پس منظر میں معمارِ کعبہ حضرت ابراہیمؑ پر خصوصی خدائی احسان اور ان کو ہدایاتِ خداوندی سے آگاہ کرنے کا طرز خاص سے زوردار ذکر و بیان۔

٣٠۔ شعائر اللہ کی تعظیم خاص پر زور دیتے ہوئے حلال و حرام جانوروں کی نشاندہی اور دیگر خاص ہدایاتِ الٰہیہ کو اپنانے کا تاکیدی بیان۔

فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ
ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر اسے پرندے اچک لیتے ہیں یا اسے ہوا اڑا کر کسی دور جگہ
مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ
پھینک دیتی ہے۔ بات یہی ہے اور جو شخص اللہ کی نامزد چیزوں کی تعظیم کرتا ہے سو
تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ
یہ دل کی پرہیزگاری ہے۔ تمہارے لیے ان میں ایک وقت معین تک فائدے ہیں پھر اس کے ذبح
ع ۵ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا
ہونے کی جگہ قدیم گھر کے قریب ہے۔ اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی مقرر کر دی تھی تاکہ اللہ نے
اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ
جو چارپائے انہیں دیے ہیں ان پر اللہ کا نام یاد کیا کریں پھر تم سب کا معبود تو ایک اللہ ہی ہے پس اس
وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ
کے فرمانبردار رہو اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو۔ وہ لوگ جب اللہ کا نام لیا جائے
وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي
تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر مصیبت آئے تو صبر کرنے والے ہیں اور نماز قائم کرنے
الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ
والے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور ہم نے تمہارے لیے
مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ
قربانی کے اونٹ کو اللہ کی نشانیوں میں سے بنایا ہے تمہارے لیے ان میں فائدے بھی ہیں پھر ان پر اللہ
فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ
کا نام کھڑا کر کے لو پھر جب وہ کسی پہلو پر گر پڑیں تو ان میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور
كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا
سائل کو بھی کھلاؤ۔ اللہ نے انہیں تمہارے لیے ایسا مسخر کر دیا ہے تاکہ تم شکر کرو۔ اللہ کو نہ ان کا گوشت اور
وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ
نہ ان کا خون پہنچتا ہے البتہ تمہاری پرہیزگاری اس کے ہاں پہنچتی ہے اسی طرح انہیں تمہارے تابع کر

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۱۔ شرک سے دوری اور توحیدی اعتقاد پر کاربند رہنے کی تلقین کرتے ہوئے شرک کے فکری نتائج کا مثالیاتی طرز خاص سے تنبیہاتی ذکر۔

۳۲۔ شعائر اللہ کی تعظیم کرنے والوں کے قلبی تقویٰ کا توصیفی ذکر۔

۳۳۔ قربانی کے جانوروں کی منفعتِ خاص اور ان کے محلِ خاص (پہنچنے اور قربان کرنے کے مقامِ خاص بیت اللہ) کا حکمی اظہار۔

۳۴۔ راہ خدا میں جانوروں کی قربانی کا طریقۂ خاص متعین کرنے کا حوالہ جاتی ذکر (کہ ہر امت میں اس کا طریقہ متعین چلا آرہا ہے) اور توحیدی طریقہ عبادت کو اپنانے کا تاکیدی حکم نیز عاجزی و انکساری کے پیکر لوگوں کے لیے خوشخبری کا احسانی اظہار۔

۳۵۔ عاجزی پسند مومنین کی صفات حسنہ (پسندیدہ) کا توصیفی ذکر و بیان۔

۳۶۔ قربانی کے اونٹوں کو بھی شعائر اللہ کی لسٹ میں شامل کرتے ہوئے ان کا طریقۂ قربانی اور اُس کے گوشت کے استعمال کے حوالہ سے ہدایاتِ خاص کا ترغیبی ذکر و بیان۔

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣٧﴾ اِنَّ اللّٰهَ

دیا تا کہ تم اللہ کی بزرگی بیان کرو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور نیکوں کو خوشخبری سنا دو۔ بیشک اللہ

يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿٣٨﴾ ع ٥ ١٢

ایمان والوں سے دشمنوں کو ہٹا دے گا اللہ کسی دغا باز نا شکر گزار کو پسند نہیں کرتا۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۗ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ

جن سے کافر لڑتے ہیں انہیں بھی لڑنے کی اجازت دی گئی ہے اس لیے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور بیشک اللہ

لَقَدِيْرُ ﴿٣٩﴾ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا

ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ وہ لوگ جنہیں ناحق ان کے گھروں سے نکال دیا گیا ہے صرف اس کہنے

رَبُّنَا اللّٰهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ

پر کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا تو تکیے اور مدرسے اور عبادت

صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ

خانے اور مسجدیں ڈھادی جاتیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے اور اللہ ضرور اس کی مدد

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٤٠﴾ اَلَّذِيْنَ

کرے گا جو اللہ کی مدد کرے گا بیشک اللہ زبردست غالب ہے۔ وہ لوگ

اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا

کہ ہم انہیں دنیا میں حکومت دے دیں تو نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور نیک کام کا حکم کریں اور

بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿٤١﴾ وَاِنْ

برے کاموں سے روکیں اور ہر کام کا انجام تو اللہ کے ہی ہاتھ میں ہے۔ اور اگر

يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿٤٢﴾ وَ

تمہیں جھٹلائیں تو ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود۔ اور

قَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿٤٣﴾ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى

ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم۔ اور مدین والے اپنے اپنے نبی کو جھٹلا چکے ہیں اور موسیٰ کو بھی جھٹلایا گیا پھر

فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿٤٤﴾ فَكَاَيِّنْ

میں نے منکروں کو مہلت دی پھر میں نے انہیں پکڑا پھر میری پکڑ کیسی تھی۔ سو کتنی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٣٧۔ راہِ خدا میں پیش کی جانے والی قربانی کے اصل جذبۂ اطاعت کا ترغیبی اظہار اور جانوروں پر انسانی قدرت کا احسانی اظہار کرتے ہوئے خدائی ہدایات کے مطابق عمل کرنے کا حکم۔

٣٨۔ مظلومیت کی زندگی سے تنگ اہلِ ایمان کو ظلم کے خلاف عملی ہاتھ اٹھانے کی اجازت اور وعدۂ نصرت کا تسلی آمیز اظہار۔

٤٠۔ مسلمانوں پر کفار کے مظالم کا مذمتی ذکر (اور اب آگے بڑھ کر بدلہ لینے اور ظالموں کے خلاف جہاد کرنے کا ترغیبی و تمہیدی بیان) بعد میں کفر و ظلم کے خلاف فلسفۂ جہاد کا زوردار حکمتی اظہار و بیان اور نصرتِ حق کرنیوالوں سے خدائی حوصلہ افزائی کا برملا اعلان۔

٤١۔ مقصدِ جہاد اور اس کے ثمرات و نتائجِ حسنہ کا توصیفی اظہار و بیان (جہادی نتیجہ میں حکومتِ الٰہیہ کے قیام اور اس میں حکومتی اقداماتِ صالحہ کا زوردار بیان)۔

٤٢ تا ٤٤۔ تکذیبِ حق کے قدیمی سلسلہ کا حوالہ جاتی ذکر اور ان پر (بعد از مہلت) سخت خدائی گرفت کا تنبیہی بیان۔

''نظریہ جہاد'' اور اس کی حکمت، حدود و قیود

(زیر مطالعہ سورۃ الحج آیت نمبر ۳۹ تا ۴۰)

انسانی حقوق اور اس کی کلّی مخلوقات پر مجموعی تکریم کے تکوینی فیصلے کے اظہار کے دن سے شیطانی بغاوت اور منفی ردِعمل کے نتیجہ میں دوگروہوں کا نظریاتی فکر وعمل کے اعتبار سے ٹکراؤ روزِ اول سے چلا آرہا ہے۔ شیطانی قوتوں کا سارا زور قبولِ حق سے انکار وبغاوت کی جدوجہد پر لگا آرہا ہے۔ اس کے برعکس رحمانی قوتوں (بندگان اطاعتِ حق) کے جہادِ مُسلسل کا مصرف شیطان کے بچھائے ہوئے دجالی اور مکر وفریب کے خطرناک جالوں سے خود بچتے ہوئے دوسروں کو بھی بچانا ہے اور ہر شیطانی فکر وعمل (خواہ اعتقادی بگاڑ ہو یا عملی) کی مزاحمت کرنا ہے۔ اس میں وہ کس حد تک کامیاب رہے ہیں (یا ہو رہے ہیں/اور ہونگے) ۔ یہ ہمارا موضوع نہیں دنیا میں برپا ہونے والے معرکہ آرائی کے اسباب دوطرح کے ہوتے رہے ہیں ایک نظریاتی جنگ کہلاتی ہے دوسری قوموں کے درمیان قبائلی/قومی بالادستی کی جنگ اب تیسرے عنوان کا جنگی محاذ بھی بہت گرم رہتا ہے وہ ہے معاشی بالادستی اورِ مفاداتی ٹکراؤ کی سرد جنگ ۔ اگرچہ اس کا نتیجہ اور حاصل بھی دوسروں پر مطلق بالادستی اور حاکمیت اعلیٰ کا رعب قائم رکھنا ہوتا ہے جس کو آج کی اصطلاح میں War of Super Power (عالمی بلادستی کی جنگ) کہا جاتا ہے اسلام نے فضول عنوان سے لڑی جانیوالی جنگوں کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہوئے بس ایک نظریاتی جہاد کو ہی معرکہ آرائی کی وجہ قرار دیا ہے جسکا مقصد ہر قسم کی انفرادی یا اجتماعی دہشتگردی (خواہ وہ نظریاتی وفکری عنوان سے ہو یا ظلم وسرکشی کی صورت) کا خاتمہ کرکے علاقائی/عالمی امن کو یقینی بناتے ہوئے اعلائے کلمتہ اللہ کے حقیقی نظریہ کو بالادست رکھنے کی فکری وعملی جدوجہد کرنا ہوتا ہے۔ کوئی بھی حکومت اپنی قوم کی اصلاح کے تین ہی طریقے اپناتی ہے۔ (۱)۔ شروع ہی سے اپنے ملکی قوانین کے احترام کی تلقین ونصیحت کا احترام ۔ (۲)۔ معاشرتی بگاڑ کی اصلاح کیلئے قوانین سزا کا نفاذ (جولوگ اصلاحی نصیحت قبول نہ کریں انکو سزا کے ذریعے درست رکھنا یا روکنا) ۔ (۳)۔ جولوگ ریاست کے قوانین کو تسلیم کرنے کی بجائے ان سے بغاوت کرنا شروع کردیں یا اس کی رٹ (قوت وحاکمیت) کو ہی چیلنج کرتے ہوئے ریاست کی سلامتی کیلئے خطرہ بننے لگیں تو ایسے لوگوں سے ریاست بزور طاقت ان فسادیوں سے نمٹنے کے عملی اقدامات اٹھاتی ہے کہ کہیں دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی ملک/ریاست کے باغی نہ بن جائیں ۔ اسلام نے بھی دنیا میں جاری نظریاتی اور دیگر عملی دہشت گردی کا اصلاحی طریقہ انہیں اصول فطرت سے وضع کیا ہے جو نظریہ حق سے راہنمائی کی صورت میں ملا ہے۔ (۱)۔ سب سے پہلے دعوتی اسلوب سے ہمدردانہ وناصحانہ طرز سے حقائق کی روشنی میں مضبوط طرزِ

استدلال سے لوگوں کو اصلاحی فکر وعمل (اسلامی طرزِ حیات) کو قبول کر لینے کی ترغیب دی ہے (جبر نہیں) اگر کوئی اسلام کی نظریاتی وفکری حقیقت کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ اپنے اعتقادی طرزِ عمل پر جینا چاہتا ہے تو اسلام اسے مذہبی آزادی کے ساتھ رہنے (جینے) کا حق دیتا ہے۔ بس ایک عام سی وہ پابندی/شرط (جو ہر ریاست اور ملک میں قانونی درجہ میں نافذ ہوتی ہے) عائد ہوتی ہے کہ آپ ہماری اسلامی ریاست کے جملہ قوانین کو تسلیم کرتے ہوئے ان کو عملاً بھی بجا لائیں گے۔ اسلامی حکومت آپ کے مذہبی اعتقادات سمیت دیگر رسومات میں کوئی مداخلت نہیں کرے گی (واضح رہے مذہبی اور انسانی حقوق کا بین الاقوامی چارٹر آف لاء اصل میں اسلامی تعلیمات وعمل سے ہی ماخوذ ہے جو خلفائے راشدین کے دور میں نافذ العمل رہا)۔ اتنا عام فہم اور سادہ سا قانون عمل ہے جس پر دنیا کی کسی قوم نے اعتراض نہیں کیا بلکہ بین الاقوامی سطح پر متفقہ واجب التسلیم ہے۔ اب اگر کوئی اس قدر امن پسند دوسروں کو بھی امن سے رہنے کے برابر مواقع فراہم کرنے والی ریاست/افراد پر جارحانہ اقدام/دہشت گردی کا طرزِ عمل اختیار کرتے ہوئے اپنی طاقت وقوت کا ناجائز استعمال کرتا ہے تو اسلام ایسے لوگوں کو وحشی درندے سمجھتے ہوئے انکی خونخواری اور رسہ کشی کے آگے نہ صرف بھرپور مزاحمت کرتا ہے بلکہ پوری قوت سے دہشت گردوں پر ایسی ضرب لگانے کا حکم دیتا ہے کہ آئندہ کسی کو پر امن قوم/ملک پر جارحانہ سرکشی کی جرات نہ ہو۔ اس طاقت ومزاحمت اور دہشت گردی خلاف جنگ کا دوسرا مہذب عنوان/نام جہاد فی سبیل اللہ ہے جو اپنے تمام تر طے شدہ اصولوں اور قوانین برحق کی مکمل اطاعت کیساتھ کیا جاتا ہے۔ یہ جہاد بنیادی طور پر مظلوم کے اس دفاعی حق کا نام ہے جو وہ ظالم کے جارحانہ سرکشی کیخلاف عملاً اٹھاتا ہے۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے انفرادی طور پر کسی ظالم کی جارحیت (چوری، ڈاکہ عزت پر حملہ) کی صورت میں دفاعی مزاحمت کی نہ صرف اجازت دی بلکہ ایسے حالات میں لڑتے ہوئے مرجانے والے کو شہید قرار دیا ہے۔ حدیث مبارک ہے: **من قتل دون مالِه فهو شهيد** (ابو داؤد و ترمذی) ترجمہ:۔ جو شخص مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا وہ شہید ہے۔ گویا پیغام دیا گیا ہے کہ کسی طرح کی بھی جارحیت یا دہشت گردی ہو اسکی مزاحمت/مقابلہ ایک طرح سے جہاد ہے اور اس میں جان کھپانے والے شہادت کے رتبے پر فائز ہونگے اور اسلامی ریاست کی ظاہری اور نظریاتی سرحدوں کی محافظ ومسلح اسلامی افواج کا ہر جوان (جو باطل قوتوں کے بالمقابل حالت جنگ میں ہو) اگر لڑتے ہوئے مارا جائے تو وہ عنداللہ کس درجہ کا عظیم شہید ہوگا اس کی کوئی متعین حد بیان نہیں کی جاسکتی۔ بہر حال اسلام دنیا کی ہر اس جارح دہشت گرد قوم/ملک کے خلاف منظم نظام کے ساتھ جہاد کا حکم دیتا ہے جو مسلح دہشت گردی مظلوم انسانوں سے جینے کا حق چھین رہی ہو۔ بزور طاقت کمزور قوموں پر اپنی بالادستی منوانے کیلئے حملہ آور ہو، اسلامی اقدار وتہذیب کو مٹانے کے درپے ہو، جو انسان نما درندے اسلامی ریاست

کے پرامن باشندوں کی جان مال اورعزت وآبرو پر خطرے کے بادل بن کر چھائے ہوئے ہوں وہ انسان نہیں خونخوار وحشی ہیں ۔ اسلام منظم نظام جہاد کے ذریعے ایسے وحشی خونخوار درندوں، ظالمانہ پنجوں اور جبڑوں کو توڑ کر ان سے وہ ظالمانہ قوت چھین لینے کا حکم دیتا ہے جس کے ذریعہ ان کو مظلوم انسانیت پر شب خون مارنے کی ناجائز جرأت ہوتی ہے جس طرح کوئی بھی ریاست اپنے ملک کے خلاف مضبوط انٹیلی جنس نیٹ ورک کی بنیاد پر ٹھوس شواہد کی صورت میں کسی بھی مسلح گروہ پر اس واسطے حملہ کرتی ہے کہ یہ لوگ ملک کی سلامتی کیلئے خطرے کا باعث بن رہے تھے ایسے ہی اسلام بھی ایسی اقوام/ملک جو اسلامی سرحدوں پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتے ہوں یا خطرے کا باعث بنے ہوں ان کے خلاف پیشگی جارحانہ اقدام (جہاد) کی اجازت دیتا ہے۔(جیسے جنگل میں انسانوں کیلئے خطرے اوردہشت کا سبب بنے والے درندوں (بھیڑیوں/شیروں اور چیتوں وغیرہ) کا صفایا ضروری سمجھا جاتا ہے) منظم جہاد کا مطلب ہے کہ خود اسلامی ریاست ایسی جنگی حالت کا اعلان کرے اور اس کی مسلح افواج کو اس ظالمانہ اقدام کے خلاف جہاد کی اجازت دے۔کسی کو پرائیوٹ طور پر اپنے مختلف مسلح جتھوں کے ذریعہ اپنے اسلامی ریاستی قوانین سے بغاوت کر کے خود سے کاروائی کرنے کی اجازت نہیں۔ ہاں کسی اسلامی ریاست پر اہل کفر کی انفرادی یا اجتماعی یلغار کی صورت میں وہاں کے مسلمان اگر اتنے کمزور ہوں جو انکیلیے اس یلغار اور لشکر کشی کا مقابلہ نہ کر سکتے ہوں اوروہ دیگر مسلمانوں سے اجتماعی نصرت ومدد کے طلب گار ہوں تو ایسے میں درجہ بدرجہ قریب کے مسلمانوں پر ان کی نصرت (قوانین ریاست کے مطابق)لازمی اور ضروری ہے ورنہ وہ مسلمان گناہ گار اور آخرت میں قابل مواخذہ ٹھہریں گے ۔ بہر حال اسلامی ریاست میں (خواہ اس کے حکمران فاسق وفاجر کیوں نہ ہوں) پرائیوٹ مسلح جتھوں کے ذریعہ اس طرح کے پرائیوٹ جہاد کی اجازت ہر گز نہیں ہے ،ہاں اسلامی ریاستوں پر اہل باطل کی لشکر کشی اور جارحانہ اقدام پر وقت کے علماء وصاحب فتویٰ کی اجازت سے صرف اسی ملک کے باشندوں کو اس جارحانہ ظلم کے خلاف مسلح جہاد کی اجازت دیتا ہے اور سخت ترین حالات میں اس مظلوم قوم کی فریاد اور طلب نصرت پر قریب وبعید کے مسلمانوں کو درجہ بدرجہ (اسلامی ریاستی قوانین کی پابندی کے ساتھ) ان کی مدد کا حکم دیتا ہے ۔ جہاد ایک مقدس عنوان ہے جس کی تشریح خود مسلمان اہل علم ہی کر سکتے ہیں کسی غیر مسلم ادارے یا قوت (حکومت) کو اس وضاحت یا تشریح کا ہر گز حق نہیں ۔اس کا اعلان حالات کی روشنی میں اسلامی حکومت ہی کر سکتی ہے کوئی دوسرا نہیں کر سکتا ،کوئی نام نہاد عالمی ادارہ اسلامی احکامات پر پابندیاں عائد کرنے کا مجاز نہیں نہ ہی مذہبی شعائر پر کوئی ہدایت نامہ جاری کر سکتا ہے ۔ البتہ خود اسلامی ریاستیں انتظامی سطح کے جائز قوانین نافذ کرنے کی مجاز ہوتی ہیں (جن سے بغاوت کی اجازت ہمارے اصحابِ علم وفہم نہیں دیتے)۔ایسے احوال میں جذبات کی بجائے اہل علم ودانش کی تقلید ہی میں

بھلائی ہوتی ہے البتہ ظلم بے انصافی کے خلاف کلمہ حق کہنے کی اجازت ہے بلکہ اسے بھی جہاد افضل تسلیم کیا گیا ہے ۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:أَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ قَالَ كَلِمَةَ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ (ترمذی وابوداؤد وابن ماجہ) آج دنیا میں جہاد جیسے مقدس خدائی حکم کو دہشت گردی کے نام سے (معاذاللہ) موسوم کرنے کی مثال ایسی ہے کہ کوئی مخبوط الحواس پاگل شخص کسی جگہ توڑ پھوڑ یا کوئی نقصان کررہا ہولوگ اسے روکیں تو وہ پاگل باز آنے کی بجائے روکنے والوں کو کہے کہ تونے مجھے روکا کیوں ہے؟ پاگل میں نہیں بلکہ تم ہواور گلی محلہ میں یہی اعلان کرتا پھرے کہ مجھے روکنے والے پاگل ہیں۔ آج عالمی میڈیا دجالی ایجنڈے کا نقیب بن کر اسی پر سارا زور صرف کیئے ہوئے ہے کہ جہاں بھی مظلوم طبقہ ظلم کیخلاف آواز اُٹھائے یا مزاحمت کرے انہیں دہشت گرد کہتے رہو تاکہ ساری دنیا میں یہی تاثر عام ہوجائے کہ جو بھی آواز حق بلند کرے اسے دہشت گردی قرار دے کر ان مظلوم لوگوں کے خلاف اعلان جنگ کرکے نیست ونابود کردو مگر دنیا نے ہر دور کے فرعونوں کو وقت کی مزاحمت حق کے سامنے پسپا ہوتے دیکھا اور یہی نعرہ حق کی صدا بلند ہوتے سنی گئی اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ ﴿جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا﴾ حق دنیا میں غالب ہونے کیلئے آیا ہے (بے شک) مغلوب ہونے کیلئے نہیں یہ الگ بات ہے کہ ہم اپنی ایمانی کمزوریوں اور طبعی ضعف کی وجہ سے حالات سے سمجھوتہ کرکے عافیت پسندی کی راہ اختیار کرلیں ورنہ تاریخِ حق میں یہ عملی مشاہدہ سب دیکھتے چلے آرہے ہیں کہ ایک جماعت ضرور بالضرور کہیں نہ کہیں غلبہ حق کی جدو جہد (شرعی حق کے مطابق) کرتی رہی ہے۔ ضروری نہیں کہ ان کی جدوجہد کا ذکر تاریخ میں بھی ملے کیونکہ خاتم النبیین ﷺ کا فرمان کبھی جھوٹ نہیں ہوسکتا محض سچ ہی سچ ہے کہ ایک جماعت ہمیشہ حق پر (خیر پر) قائم رہے گی۔ حالات خواہ کیسے بھی ہوں وہ حق سے ڈگمگائے گی نہیں۔

حدیث:۔قال النبی ﷺ وهو سيد الصادقين لاتزال طائفة من أمتى أمة قائمة بأمر الله لايضرهم من خذلهم أو خالفهم حتى ياتى أمر الله وهم ظاهرون على الناس۔ (مسلم)

ترجمہ:۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو سچوں کے سردار ہیں کہ ہمیشہ رہے گی میری امت میں سے ایک جماعت اللہ تعالیٰ کے حکم پر، نہیں نقصان دے گا ان کو وہ شخص جو رسوا کرسکے اور نہ وہ شخص جو مخالفت کرے ان کی حتی کہ آئے گا اللہ کا امر اس حال میں کہ وہ اسی پر ہوں گے۔

اس حدیث کا واضح پیغام یہ ہے کہ دین برحق کی اصل تعلیمات کی عملی حفاظت کا ہر دور میں اہتمام کرنے والے (حالات خواہ کچھ بھی ہوں) آتے رہیں گے اور مشکل ترین احوال میں اپنا فرض منصبی ادا کرتے رہیں گے۔

اسلام کا نظام حکومت (طریقہ انتخاب) اور اس کے بنیادی تقاضے

(زیر مطالعہ سورۃ الحج آیت نمبر ۴۱)

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے نافذ کردہ نظام واحکام کے عملی قوانین سے آگاہی وصالح دستور العمل کے لاگو کرنے کیلئے اپنا خلیفہ نامزد فرمایا تھا۔ جس کا مقصد اعتقادات واعمال کے حوالہ سے ہدایات الٰہیہ وقانون خداوندی کا عملی نفاذ تھا۔ یہ انسانیت کی اصلاح وفلاح کا نقطہ آغاز تھا ابتداء ہی سے انسان کیلئے اعتقاداتِ حق اور تہذیب واعمال کے خشت اول ایک صالح نظام عدل اور حقائق وصداقت ہی کی آئینہ دار یہ منظم نظام حیات اور ترتیب وتہذیب انسانی زندگی کی ضرورت تھی جس میں انسانیت کے اجتماعی نظم کو قائم رکھنے کیلئے ایک سربراہ کا تعین وتقرر ناگزیر تقاضا تھا۔ وہ ضرورت کل بھی تھی آج بھی ہے ہر دور میں ہر قوم کے سربراہ کا تعین وطریقہ کار مختلف رائج چلا آرہا ہے وہ ہمارا موضوع نہیں یہاں تک کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دور مبارک ظہور پذیر ہوا۔ آپ کو ختم نبوت کا لازوال تاج پہنایا گیا تو مدنی زندگی میں آپ کو خلیفۃ اللہ کے تاج اقتدار سے بھی نوازا گیا۔ اب ایک اہم سوال ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد کسی خلیفہ کے انتخاب کا کوئی خاص طریقہ متعین فرمایا تھا؟ جواب نفی میں ملتا ہے۔ البتہ اپنے بعد اشاروں کنایوں سے بڑھ کر کچھ واضح الفاظ اور کچھ عملی طرز کے اقدام سے بھی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی نشاندہی فرمائی تھی۔ اور بعدا ازاں اجماع صحابہ کرام سے گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی بھی توثیق ہوئی۔ یہ پہلا مرحلہ تھا انتخاب کا جو خوش اسلوبی سے طے ہوگیا خلیفہ اول کی وفات سے قبل آخری دنوں (مرض الوفات) میں آپ ؓ نے سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا جانشین نامزد فرمادیا۔ جس پر بعض حضرات نے حضرت عمر فاروق ؓ کی سخت مزاجی پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا تھا لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ کے اس جواب نے سب کو خاموش کرا دیا تھا کہ اگر مجھ سے عمر ؓ کی نامزدگی کے متعلق سوال ہوا تو عرض کروں گا کہ میں اپنے بعد امت میں سے سب سے بہترین شخص کو خلیفہ

نامزد کر کے آیا ہوں ۔ یوں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد بلا چوں چراں سب نے سیدنا حضرت عمرؓ کو اپنا متفقہ خلیفہ تسلیم کرلیا تھا ۔ الغرض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال برحق کے بعد خلیفہ کے انتخاب کی صورتحال مختلف ہوتی رہی ۔ جس سے اشارہ وراہنمائی یہ محسوس ہوتی ہے کہ انتخاب کا طریقہ کار کوئی متعین نہیں کیا گیا ورنہ کوئی اس کی خلاف ورزی کا سوچ بھی نہ سکتا ۔ البتہ سب خلفائے راشدین اہم امور میں اپنے اپنے دور میں موجود اکابر صحابہ کرامؓ سے مشاورت برابر جاری رکھی ۔ مشاوراتی کابینہ وممبران میں ہر خلیفہ وقت کی اپنی صوابدیدی ترجیحات تھیں جن کا ان کو حق تھا ۔ یہ تو جواب تھا کہ آیا حکمران کے انتخاب کیلئے اسلام نے کوئی طریقہ کار حتمی طور پر متعین کیا ہے؟ تو اس حوالہ سے کوئی قولی یا عملی دلیل واضح نظر نہیں آتی ۔ جہاں تک نظام حکومت کا تعلق ہے اس میں نظم وانتظام کے شعبوں میں وقتی تقاضوں کے مطابق اضافہ یا تبدیلی ہر دور کا تقاضا رہی ہے اس میں کسی طور پر شعبوں کے تعین واضافہ ہر حکمران کو اپنے نظام حکومت کے تنظیم (نظم) کے لئے اس کی ضرورت رہی ہے ۔ یہ ہمارا موضوع نہیں ۔ اسلام کے نظام حکومت کی جب بات آتی ہے تو اس میں طریقہ انتخاب اور شعبہ جاتی نظم (کہ کونسا شعبہ ناگزیر اور اس کو چلانے کیلئے افراد کا انتخاب کیا جائے) کی بحث یا موضوع ہمارا عنوان نہیں ہوتا ۔ بلکہ آج کے دور میں اس کو واضح کرنے کیلئے دنیا میں رائج سسٹم کا مطالعاتی جائزہ ہے ۔ کہ کونسا طرز حکمرانی اسلامی طرزِ حکمرانی کے قریب کہا جاسکتا ہے یا بہتر ہوسکتا ہے ۔ جمہوری سسٹم بھی دوطرح سے رائج ہیں ۔ (۱) ۔ پارلیمانی نظام (جس کا سربراہ وزیر اعظم ہوتا ہے ۔) (۲) ۔ صدارتی طرز حکومت جس کا سربرار صدر مملکت کہلاتا ہے ۔ یہ دونوں عہدے عوام کے براہ راست یا بالواسطہ ووٹوں سے پُر کئے جاتے ہیں ۔ (۳) ۔ بادشاہی نظام جیسے عرب اسلامی ملکوں میں رائج ہے جو ووٹوں کی بجائے براہ راست شاہی خاندان کی منتخب شوریٰ یا مخصوص افراد کی حمایت سے منتخب ہوتا ہے یہ طریقہ انتخاب بھی ہر عرب ملک کا جداگانہ ہے ۔ (۴) ۔ چوتھا سسٹم جو جمہوری اصطلاح میں غیر آئینی وغیر قانونی کہلاتا ہے جو سخت حالات میں کبھی کبھار اکا دکا دیکھا جاتا ہے وہ ہے مارشل لاء کا قانون جو جہاں لگایا جاتا ہے وہ عام طور پر ملکی آئین وقوانین سے ماورا ہوتا ہے ۔ (۵) ۔

پانچواں سسٹم چینی طرز اقتدار انتخاب ہے جو عوام کی بجائے خواص کی مخصوص پارٹی ارکان کی رائے پر وجود میں لایا جاتا ہے۔ جو عام طور پر اس جماعت ہیڈ (بڑا) ہوتا ہے (وہاں صدر، وزیر اعظم دونوں عہدے اپنے اپنے دائرہ میں بااختیار کہلاتے ہیں۔ قریب قریب روس، کوریا اور دیگر سوشلسٹ ممالک میں یہ سسٹم رائج ہے اسلام میں ان پانچوں سسٹم یعنی طریقہ انتخاب کا کوئی عنصر خلافت راشدہ میں نہ تھا اب تک مجتہدین واصحاب فتوئ کی طرف سے واضح گائیڈ لائن ہمیں دستیاب نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ مشورے اور تجاویز کہی جاسکتیں ہیں جو جمہوری سسٹم رائج ہے۔ وہ بلا امتیاز بالغ رائے دہی کے عنوان سے رائج ہے جس میں ایک صالح اور باصلاحیت (ووٹوں کی کمی کی وجہ سے) ہار جاتا ہے اور وقت کا ظالم وفاسق دولت اور اپنے اثر ورسوخ کی بناء پر جیت جاتا ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ دنیا کے نصف آبادی سے زیادہ علاقوں اور ملکوں میں یہی سسٹم (طرز حکومت) رائج ہے۔ جہاں کہیں بادشاہت کا نظام رائج ہے وہ ہر عرب ملک کے اپنے معروضی حالات ہیں جس میں بعض اچھی باتیں بھی ہیں اور غلط بھی ہیں۔ اس بادشاہانہ نظام کو خلافت راشدہ کے نظام حکومت کا بدل بھی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیوں کہ خلافتی نظام میں خلیفہ وقت اسلامی قانون کے ماتحت کوئی حکم نافذ کرسکتا ہے خلاف قانون کوئی حکم لاگو نہیں کرسکتا۔ اسلامی خلافت میں عوام کی رائے اور آواز وجائز حقوق کو تسلیم کیا جاتا ہے، سنا جاتا ہے، کسی مخالف رائے حامل انسان کو گردن زدنی کا مستحق نہیں سمجھا جاتا جبکہ غیر اسلامی بادشاہوں میں اسلامی قوانین کے نفاذ کے باوجود شخصی آمریت کے ایسے احکام بھی لاگو کیے جاتے رہے ہیں جو سراسر غیر شرعی ہوتے تھے (اور ہیں)۔ ہم کسی ایک اسلامی ملک کی نشاندہی کیے بغیر فقط نظام (طریقہ انتخاب) کی اجتہادی بحث پیش کررہے ہیں کہ آج کے اس رائج سسٹم میں سے آپ کس طریقہ انتخاب کو اسلامی طرز یا اس کے قریب سمجھتے/قرار دیتے ہیں۔ اور آپ کے پاس اس کے کیا دلائل ہیں یہ بھی اس دور کا اہم موضوع ہے جس سے ہم اکثر اپنا دامن چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جی ہاں اسلامی عرب کا مجموعی نظام عملاً اکثر اسلامی قوانین سے تشکیل شدہ مگر معاشی دیگر ملکوں کی طرح ہے بادشاہت کی شخصی آمرانہ حکومت اب پہلے دور کی طرح مطلق العنان نہیں لیکن عرب قوم اب

قبائلی عصبیت سے دور شاہی نظام کی فرمانبردار ہے تو اچھی روایت ہے۔ لیکن حالات قیاسی امر نہیں کہ ہر ملک کیلئے اسی نظام کو رائج کرنے کا مشورہ دیا جائے اجتماعی اسلامی ریاست کا حسین تصور اور جدوجہد اپنی جگہ مستحسن فکر سہی لیکن عملاً افتراق وانتشار کے باعث اس کے نفاذ کا دور دور امکان نہیں ۔ہاں خدا کی ذات قادر ہے کہ وہ کسی مرحلے ایسے حالات پیدا فرما دے کہ اجتماعی خلافت اسلامیہ کا خواب شرمندہ تعبیر ہوجائے ۔ البتہ یہ امر بڑا واضح ہے کہ اسلامی نظام حکومت اقتدار کی اصل قوت قانون کی حکمرانی ہے میرٹ کی پابندی معاشی ومعاشرتی قوانین انتہائی فائدہ مند اور اصلاح سے بھر پور ہیں امن وامان کا قیام اور شر وتخریبی سرگرمیوں کا خاتمہ اولین ترجیحات میں ہوتا ہے ۔سودی نظام کی اسلامی حکومت میں ایک لحہ کیلئے گنجائش نہیں بلا تفریق سب پر یکساں قوانین کا عملی نفاذ اور عوام کی فلاح وبہبود کیلئے بھی یکساں ترقیاتی پالیساں وضع کرنا زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کرنا عوام پر ٹیکسز کا بوجھ کم سے کم رکھنا ۔مہنگائی کنٹرول کرنا تعلیم وترقی کے یکساں مواقع فراہم کرنا نظام زکوۃ وعشر کے منظم نظام کے ذریعے سے غربت کے خاتمے کی بھر پور جدوجہد کرنا اسلامی حکومت کے فرائض منصبی میں شامل ہے ۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا محکمہ جاتی اور قانونی نفاذ جس کے ذریعے اقامت صلوٰۃ کا اہتمام اور لوگوں کو خیر وبھلائی کی طرف راغب کرنا ہر اسلامی حکومت کا طرہ امتیاز ہونا چاہیے ۔ یہ جملہ اقدامات اصلاح معاشرے کی خشت اول کہلاتے ہیں ۔یہ اقدامات خلافت راشدہ کی عملی راہنمائی سے حاصل شدہ ہیں اور ان میں سے کئی سارے غیر مذہبی اقدامات یورپی ممالک میں عوام کی فلاح کیلئے عملاً نافذ کئے گئے ہیں اور ان کا نام بھی عمر لاز (Laws) رکھا گیا ہے ۔ اور افسوس کہ غیر مسلم ہمارے اسلامی فلاحی قوانین کو سراہتے ہوئے عملی نفاذ یقینی بنائیں اور ہم ان کے غلط تہذیبی اور غیر اخلاقی کلچر کو حکومتی اور انفرادی سطح پر قابل تقلید سمجھنے سے نہ شرمائیں تو اس میں کس کا قصور ہے اور کون اس کا ذمہ دار ہے ۔اس کا تعین خود احتسابی کے پس منظر میں اہل علم وبااثر اکابرین ومشائخ کے ساتھ حکمرانوں کو ضرور کرنا چاہئے ورنہ بحیثیت مجموعی ہم سب اس کے قصور وار ٹھہرتے ہیں ۔

مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا
بستیاں ہم نے ہلاک کر دیں اور وہ گناہ گار تھیں اب وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور کتنے کنوئیں نکمے
وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ ۝٤٥ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ
اور کتنے پکے محل اُجڑے اُجڑے پڑے ہیں۔ کیا انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی؟ پھر ان کے ایسے دل
فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا
ہو جاتے جن سے سمجھتے یا ایسے کان ہو جاتے جن سے سنتے
فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي
پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو
الصُّدُورِ ۝٤٦ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ
جاتے ہیں۔ اور تجھ سے عذاب جلدی مانگتے ہیں اور اللہ اپنے وعدہ کا ہرگز خلاف نہیں کرے گا اور ایک
وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝٤٧ وَكَأَيِّن
دن تیرے رب کے ہاں ہزار برس کے برابر ہوتا ہے جو تم گنتے ہو۔ اور کتنی
مِّن قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا وَإِلَيَّ
بستیوں کو میں نے مہلت دی حالانکہ وہ ظالم تھیں پھر میں نے انہیں پکڑا اور میری طرف ہی پھر
الْمَصِيرُ ۝٤٨ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝٤٩ ع ۱۳
کر آنا ہے۔ کہہ دو اے لوگو میں تو صرف تمہیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔
فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ
پھر جو لوگ ایمان لائے اوراچھے کام کیے ان کے لیے بخشش اور عزت کی
كَرِيمٌ ۝٥٠ وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ
روزی ہے۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کے پست کرنے میں کوشش کی وہی
الْجَحِيمِ ۝٥١ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا
دوزخی ہیں۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی بھی ایسا رسول اور نبی نہیں بھیجا کہ جس نے جب کوئی تمنا کی ہو
إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي
اور شیطان نے اس کی تمنا میں کچھ آمیزش نہ کی ہو پھر اللہ شیطان کی آمیزش کو دور کر کے اپنی آیتوں کو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۵۔ مکذبین کی ہلاک شدہ بستیوں کے عبرتی مناظر کا تنبیہاتی ذکر۔

۴۶۔ ہلاک شدہ قوموں کے احوال سے سبق حاصل کرنے کے لیے عقل و بصیرت کام نہ لانے پر کفار کی سرزنش کا طرز خاص سے بیان۔

۴۷۔ جلد عذاب کا مطالبہ کرنے والے منکرین کو یقینی وقوع آخرت اور اس دن کے حوالہ سے خدائی اعداد وشمار کا غیر معمولی تنبیہی اظہار۔

۴۸۔ ہلاک شدہ قوموں کی (بعد از مہلت) ہلاکت و بربادی کا عبرتی مکرر ذکر۔

۴۹۔ خاتم الانبیاء ﷺ کو لوگوں کے سامنے اپنے فریضۂ رسالت کے حوالہ سے کھل کر آگاہ کرنے کا حکم۔

۵۰تا۵۱۔ فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے الگ الگ انجام خیر و بد کا ذکر و بیان۔

الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِّيَجْعَلَ
مضبوط کردیتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ تاکہ شیطان
مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ
کی آمیزش کو ان لوگوں کے لیے آزمائش بنادے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں
قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ
اور بے شک ظالم بڑی ضد میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور تاکہ علم والے اسے تیرے رب کی طرف سے
اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ
حق سمجھ کر ایمان لے آئیں پھر ان کے دل اس کے لیے جھک
قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾
جائیں اور بیشک اللہ ایمان داروں کو سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرنے والا ہے۔
وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ
اور منکر قرآن کی طرف سے ہمیشہ شک میں رہیں گے یہاں تک کہ قیامت یکا یک اُن پر آموجود ہو یا
بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ
منحوس دن کا عذاب ان پر نازل ہو۔ اس دن اللہ ہی کی حکومت ہوگی
يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ
وہی ان میں فیصلہ کر لے گا پھر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ نعمت کے باغوں میں
النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
ہوں گے۔ اور جو منکر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا سو انکے لیے ذلت کا
مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْۤا اَوْ مَاتُوْا ع ۷ ۱۴
عذاب ہے۔ اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر قتل کیے گئے یا مر گئے البتہ انہیں اللہ اچھا رزق
لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾
دے گا اور بے شک اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔
لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾
البتہ انہیں ایسی جگہ پہنچائے گا جسے پسند کریں گے اور بیشک اللہ جاننے والا بردبار ہے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۲۔ انبیاء و رسل پر نازل ہونے والے احکامات و ہدایات کے حوالے سے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے شیطانی اثراتِ فاسدہ اور اس پر خدائی ردِعمل کا لطیف پیرائے سے ذکر (کہ ہر نبی و رسول کی ہدایاتی مساعی جمیلہ کے اثراتِ صالحہ کو ختم کرنے کے لیے شیطان کی وسوسہ کے ذریعہ رخنہ اندازی اور اس کے اثراتِ فاسدہ کے ازالے کے لیے باطنی خدائی آپریشن کا ذکر۔

۵۳تا۵۵۔ شیطانی فتنوں کی کارستانیوں کے حوالہ سے دو مختلف نتائج کا تجزیہ برحق اور کفار کے تردد اور شک سے آخر کار نتائج سامنے آجانے کا تنبیہاتی بیان۔

۵۶تا۵۷۔ روزِ جزا خدائی بادشاہتِ خاص اور اس کے حاکمانہ فیصلوں کا پُر ہیبت ذکر (اہل ایمان اور اہل باطل کے مابین قدرتِ خاص اور صفاتِ عظیم کا ذکر)۔

باطنی اعتبار سے عذابِ الٰہی کی بدترین قسم (سوچ وفکر کی استعداد وصلاحیت کا سلب ہو جانا)

(زیرِ مطالعہ سورۃ الحج آیت نمبر ۴۶)

دنیا میں لوگوں کے ہاں انعامات و احسانات ظاہری نعمت کہلاتے ہیں (سمجھے جاتے ہیں)۔ بلکہ تسلیم کیے جاتے ہیں اور لوگ انکی قدردانی کرتے ہیں۔ اعتراف کرتے ہیں بدلے چکاتے ہیں۔ مگر افسوس کہ جس طرح دل، دماغ، کان، آنکھیں (حواس ظاہرہ) ظاہری انعامات و احسانات کا ادراک کرتے ہیں۔ شعور رکھتے ہیں۔ اس طرح انعاماتِ باطنیہ کا احساس وشعور نہیں رکھتے۔ جب کسی نعمت کے وجود کا شعور ہی نہ ہو تو اس کے قیمتی ہونے نہ ہونے کا ادراک کا سوال ثانوی حیثیت کا ہو جاتا ہے۔ آپ دنیا کی ظاہری نعمت کو دیکھتے ہیں۔ اسکے وجود کو اپنے لیے قیمتی سمجھتے ہیں۔ کمی بیشی کا احساس رکھتے ہیں۔ نعمت کے اضافے پر خوش ہوتے ہیں۔ کمی کو نقصان سمجھتے ہیں۔ مال و دولت، صحت وتندرستی و دیگر فائدہ مند نعمتوں کے متعلق عموماً یہی ملا جلا ردعمل دیکھا سمجھا جاتا ہے۔ اپنے ظاہری نفع ونقصان کا شعوری ادراک انسان ہی کو نہیں کل جاندار مخلوقات کو منجانب الٰہی ودیعت کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر عطا شدہ نعمت و احسان نایاب ہے۔ یہ عطائے فضل واحسانِ محض ہے (اس کا اپنی مخلوقات پر کرم ہی کرم ہے، اس پر لازم تو نہیں)۔ تاہم المیہ یہ ہے کہ انسان پر اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کی امتیازی لسٹ کچھ (دیگر مخلوقات کے موازنہ میں) ایسی مختلف ہے جو نایاب انعامات پر مشتمل ہے۔ یہ فکر انگیز حقیقت ہے کہ انسان کو اپنے اوپر ظاہری عمومی احسانات کا دیگر مخلوقات کی طرح شعور و ادراک تو ہے۔ تاہم اُسے ان مخصوص امتیازی باطنی احسانات کا انتہائی کم درجہ کا احساس ہے (جو اگر عطا ہو چکے ہیں تو کل مخلوقات سے قیمتی ترین انعام ہیں اگر ان سے محرومی ہے تو گویا وہ کل مخلوقات کے قیمتی ترین عطیے سے محروم شدہ ہیں)۔ باطنی انعاماتِ عظیم میں سے سب سے بڑا انعام ایمانِ برحق کی ہدایت اور صلاحیت و استعداد کی توفیق عطا ہونا، درست حقائق کا ادراک وشعور عطا ہونا۔ ہر خیر و بھلائی کی توفیق نصیب ہونا حق اور اہلِ حق کی معیت نصیب ہونا اور اسی پر خاتمہ بالایمان کی لازوال دولت سے بہرہ ور ہونا۔ اس کے برعکس ان میں سے ہر نعمتِ عظیم سے محرومی کا مطلب انسانیت سے نکل کر حیوانیت کے جنگل میں جانوروں کی سی زندگی کے لمحات گذارنا ہے۔ قرآن مقدس میں ایک انتہائی اہم فکر انگیز حقیقت کی طرف انسانیت کی رہنمائی کے لیے بصیرت آموز تجزیہ برحق کی نشاندہی کی گئی۔ جس کی سوجھ بوجھ بھی بجز توفیقِ خداوندی ممکن نہیں کہ عقل و شعور کا درست ادراک باطنی معرفتِ حقیقت سے ہی حاصل ہوسکتا ہے۔ ظاہری آنکھ، کان، دل، دماغ سمیت کل جسمانی وجود کے خالق نے باطنی آنکھ جو بصیرتِ قلبی اور درست شعوری فکر کی آئینہ دار ہوتی ہے کے ذریعہ خبر دے کر انسانی کم عقلی و کم فکری کو بیدار فرمایا ہے کہ حقائق کی معرفت کے ظاہری ذرائع تو وہی ہیں جس کا عموماً ادراک انسانی حواسِ خمسہ کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے۔ تاہم اگر یہ ذرائع شعورِ مثبت ادراک کی

بجائے منفی نتائج دے رہے ہوں تو پھر فکر مند ہونا چاہیے کہ باطنی بصیرتِ قلبی کے حوالے سے تمام تر استدلالات نظری وعقلی بھی کام نہیں دے رہے۔ (اور خدا نہ کرے) وہ انسان اگر اپنے غلط موقف پر ڈٹتا نظر آتا ہے تو سمجھو کہ باطنی استعداد و صلاحیت سلب ہونے لگی ہے۔ (أعاذنااللّٰہ) موسم کے حوالہ سے ظاہری حبس (بادل اور ہوا کا غیرموافق ماحول) بھی خطرناک سمجھا جاتا ہے۔ کسی شاعر نے ایسے غیرموافق ماحول کی اپنے بزبانِ حال یوں ترجمانی کی ہے: ؎ ڈرتا ہوں عدم پھر آج کوئی شعلہ نہ اٹھے، بجلی نہ گرے موسم کا ارادہ بدلا ہے۔ حالات کی نیت ٹھیک نہیں، ایسے غیرموافق موسمی حالات کی پیشگی نشاندہی آج کی سائنسی رسدگاہوں کے ذریعہ آسان ہوگئی ہے۔ دنیا کے تمام تر برّی و بحری بدلتے موسمی تغیرات سے ہرایک انسان کے لیے باخبر ہونا اور اس کے لیے پیش آمدہ نقصانات سے حفاظت کے ذرائع تقریباً انسانی دسترس میں منجانب الٰہی مسخر ہو چکے۔ تاہم خدائی تکوینی فیصلے جس میں باطنی احوال و واقعات کی طےشدہ حکمتِ عملی نافذ ہوتی نظر آتی ہے۔ اُسکی نشاندہی کا عام فہم آلہ کسی کے دسترس میں نہیں ہے۔ باطنی معرفت اور قدیمی سنتِ الٰہیہ سے باخبر لاکھوں صاحب بصیرت لوگوں میں سے کسی ایک کو اگر اس کا ادراک وشعور ہوا بھی تو کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے عذاب کی صورتیں اور شکلیں کوئی متعین و مجسم حقائق کی آئینہ دار نہیں ہوتیں کہ پیشگی طور پر خطرات کو بھانپ لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے باطنی عذاب کی یہ بدترین بلکہ سب سے خطرناک ترین مخفی قسم یہ ہے کہ وہ جب کسی فرد، قوم سے حد درجہ ناراض ہو جاتا ہے۔ تو اس فرد یا قوم سے مثبت سوچ وفکر کی صلاحیت و استعداد سلب فرما کر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ ایسے افراد یا قوم اپنے گنتی کے دن بہرحال پورے کرتے ہیں۔ پھر جب اٹل تکوینی فیصلہ غالب آتا ہے تو گویا عین موقع پر اعلانِ عذاب ہوتا ہے ﴿اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ (سورۃ النحل آیت نمبر ۶۱)۔ باطنی حبس حالات کی ثابت شدہ تاریخی صداقت سے لبریز داستانِ عبرت کا حقیقت آمیز مطالعہ قرآن کریم میں بیان کردہ اقوامِ سابقہ کے تذکروں میں (آنکھیں کھولنے کے لیے) موجود ہے۔ ﴿من شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر﴾ وہ اقوام سابقہ جسمانی وجاہت، طاقت وقوت، مال و دولت کی فراوانی، سلطنت و اقتدار سے نسل درنسل مالا مال تھیں۔ ظاہری ذرائع و وسائل میں ان کا اپنے دور میں کوئی مقابل و ثانی نہ تھا۔ سُپر پاور کے زعم میں مغرور و مُبتلا بظاہر سب کچھ رکھتے ہوئے باطنی حقائق سے اندھے، ایسے بے شمار بےشعور گروہوں پر خدائی عذاب کا کوڑا برسا تو ظاہری آنکھیں مارے حسرت کی کھلی کی کھلی رہ گئیں (یاللعجب و یاحسرتاہ)۔ خود خالقِ بصیرت یعنی اللہ تعالیٰ نے تجزیۂ برحق ارشاد فرما دیا ہے ﴿فَاِنَّهَا لَا تعمى الْاَبْصَار و لٰکن تعمى القلوبُ الَّتی فِی الصُّدور﴾۔

اللہ پاک ہم سب کو ظاہری و باطنی حقائق کا درست ادراک کرتے ہوئے خیر و بھلائی کے تمام راستوں کو اپنانے کی توفیق و استعداد نصیب فرماتا رہے اور بیان شدہ حالات و حقائق سے بروقت سبق حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ بالایمان کرے، آمین یا ارحم الرحمین!

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ
بات یہ ہے اور جس نے اسی قدر بدلہ لیا جس قدر اسے تکلیف دی گئی تھی پھر اس پر زیادتی کی گئی تو اللہ
لَيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ﴿٦٠﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يُولِجُ
ضرور اس کی مدد کرے گا بے شک اللہ درگزر کرنے والا معاف کرنے والا ہے۔ وہ اس لیے کہ اللہ رات
اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ
کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کیا کرتا ہے اور بے شک اللہ سننے والا
بَصِيرٌ ﴿٦١﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ
دیکھنے والا ہے۔ یہ اس لیے کہ حق اللہ ہی کی ہستی ہے اور جنہیں اس کے سوا پکارتے ہیں باطل ہیں اور
دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ
بے شک اللہ ہی بلند مرتبہ بڑائی والا ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ
اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۗ
اللہ نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر زمین سرسبز ہو جاتی ہے
إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿٦٣﴾ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ
بے شک اللہ مہربان خبردار ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے
ع ۱۵ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٦٤﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا
اور بے شک اللہ وہی بے نیاز قابل تعریف ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے زمین کی سب چیزوں
فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ
اور کشتیوں کو تمہارے تابع کر دیا ہے جو دریا میں اس کے حکم سے چلتی ہیں اور آسمان کو زمین پر گرنے
أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ
سے تھامے ہوئے ہے مگر اس کے حکم سے بے شک اللہ لوگوں پر نرمی کرنے والا نہایت
رَحِيمٌ ﴿٦٥﴾ وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ
رحم کرنے والا ہے۔ اور وہ وہی ہے جس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا
إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ
بے شک انسان البتہ بڑا ہی ناشکرا ہے۔ ہم نے ہر قوم کے لیے ایک دستور مقرر کر دیا ہے جس پر وہ چلتے ہیں

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۸تا۶۰۔ راہِ حق کے مہاجرین و مجاہدین پر دنیوی و اخروی اعتبار سے خدائی فضل و کرم کا احسانی اظہار۔

۶۱۔ خدائی قدرتِ خاص اور صفاتِ عظیم کا ذکر۔

۶۲۔ توحیدِ الٰہی کا تاکیدی اظہار اور کفر و شرک کی پُرزور تردید۔

۶۳تا۶۶۔ خدائی قدرتِ کاملہ کے مشاہداتی مظاہر کا توحیدی نظریۂ خاص سے سلسلہ وار اظہار و بیان۔

فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى
پھر انہیں تمہارے ساتھ اس معاملہ میں جھگڑنا نہ چاہیے اور اپنے رب کی طرف بلا، بے شک تو البتہ
مُّسْتَقِيمٍ ﴿٦٧﴾ وَإِن جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٦٨﴾
سیدھے راستہ پر ہے۔ اور اگر تجھ سے جھگڑا کریں تو کہہ دے اللہ بہتر جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔
اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٦٩﴾
اللہ قیامت کے دن تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا جس چیز میں تم اختلاف کرتے تھے۔
أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ
کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے
ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٧٠﴾ وَيَعْبُدُونَ
یہ سب کتاب میں لکھا ہوا ہے یہ اللہ پر آسان ہے۔ اور اللہ کے سوا اسی چیز کو پوجتے ہیں
مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُم
جس پر اس نے کوئی سند نہیں اتاری اور نہ انکے پاس کوئی اس کا علم ہے
بِهِ عِلْمٌ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ﴿٧١﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ
اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اور جب انہیں ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھ کر سنائی جائیں
آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنكَرَ ۖ يَكَادُونَ
تو تم منکروں کے چہروں میں ناراضگی دیکھو گے قریب ہوتے ہیں کہ جو لوگ انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر
يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۗ قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ
سناتے ہیں ان پر حملہ کر دیں کہہ دو کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر بات بتاؤں؟
مِّن ذَٰلِكُمُ ۗ النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَبِئْسَ
آگ ہے کہ جس کا اللہ نے منکروں سے وعدہ کیا ہے اور وہ
الْمَصِيرُ ﴿٧٢﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ ع ٩ ١٦
بری جگہ ہے۔ اے لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو جنہیں
الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا
تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ وہ سب اس کے لیے جمع ہو جائیں

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٦٧ تا ٦٩۔ ہر امت کے لیے طریقہ عبادت کی تعیین کے خدائی حکم پر جھگڑا کیسا؟ ایسے گمراہ فکر لوگوں کے بے جا اعتراض کو خاطر میں نہ لانے کا حکم اور روزِ محشر ہر طرح کے اختلافی معاملہ کی حقیقت کھول دینے کا اعلان۔

٧٠۔ خدائی صفتِ علم کے احاطہ کا خاص پیرائے سے بیان۔

٧١۔ کفار کے نظریۂ باطل کا مدلل طرز سے رد اور اُس کے نتیجہ کا بھی ذکر۔

٧٢۔ تلاوتِ آیات پر کفار کے گستاخانہ فکر و ناروا رویہ کا مذمتی ذکر اور اس پر خدائی ناراضگی کے نتیجۂ بد کا بھی اظہار

لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـــًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ
اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لے تو اسے مکھی سے چھڑا نہیں سکتے عابد اور معبود دونوں
الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝۷۳ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
ہی عاجز ہیں۔ انہوں نے اللہ کی کچھ بھی قدر نہ کی بے شک اللہ زوروالا
لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝۷۴ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ
غالب ہے۔ فرشتوں اور آدمیوں میں سے اللہ ہی پیغام پہنچانے کے لیے چن
النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝۷۵ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ
لیتا ہے بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ وہ ان کے اگلے اور پچھلے حالات
مَا خَلْفَهُمْ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۷۶ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
جانتا ہے اور سب کاموں کا مدار اللہ پر ہے۔ اے ایمان والو
ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ
رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی بندگی کرو اور بھلائی کرو تاکہ
السجدة تُفْلِحُوْنَ ۝۷۷ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ
تمہارا بھلا ہو۔ اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو جیسا کوشش کرنے کا حق ہے اس نے تمہیں پسند کیا ہے
عند الامام الشافعی
وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ
اور دین میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں کی تمہارے باپ ابراہیم کا
اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ڏ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا
دین ہے اسی نے تمہارا نام پہلے سے مسلمان رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی
لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي
تاکہ رسول تم پر گواہ بنے اور تم لوگوں پر گواہ بنو
النَّاسِ ښ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ
پس نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو مضبوط ہو کر پکڑو وہی
ع ۱۰ ۱۷ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝۷۸ع
تمہارا مولیٰ ہے پھر کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۷۳۔ توحید کے اثبات اور کفر کی تردید کیلیے مثالِ خاص کو بغور سننے سمجھنے کی دعوتِ فکر کا بیان۔

۷۴۔ خدائی قدرت وعظمت کی پہچان نہ کرنے کا شکایاتی اظہار اور خدائی صفاتِ عظیم کا بیان۔

۷۵۔ مقربین خاص (فرشتوں اور انسانوں) میں سے پیغام بر اور رسول کو منتخب کرنے کے خدائی اختیار خاص کا ذکر۔

۷۶۔ فرشتوں کے حوالہ سے خدائی علمِ محیط کا صفاتی اظہار۔

۷۷۔ غیر اللہ کی بجائے صرف اللہ پاک ہی کے سامنے عبادت بجا لانے کا تاکیدی حکم۔

۷۸۔ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے اپنی تمام تر توانائیاں (جسمانی و مالی) صرف (خرچ) کردینے کا زوردار حکم

الف۔ اور اس امت پر خدائی احسانات خاص کا ذکر۔

ب۔ روز محشر آپ ﷺ اور آپؐ کی امت کے اعزازِ خاص کا اظہار۔

ج۔ خدائی انعامات کا حق ادا کرنے کے لیے احکاماتِ الٰہیہ پر کاربند رہنے کا تاکیدی اظہار و بیان۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانَ عَشَرَةَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ① الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ②
بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔
وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ③ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ
اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ دینے
فٰعِلُوْنَ ④ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ⑤ اِلَّا عَلٰٓى
والے ہیں۔ اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی
اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ⑥ فَمَنِ
بیویوں یا لونڈیوں پر اس لیے کہ ان میں کوئی الزام نہیں۔ پس جو شخص
ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ⑦ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ
اس کے علاوہ طلب گار ہو تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے
وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ⑧ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ⑨ اُولٰٓئِكَ
وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہی
هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ⑩ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ⑪
وارث ہیں۔ جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔
وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ⑫ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ
اور البتہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے حفاظت
نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ⑬ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ
کی جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر ہم نے نطفہ کا لوتھڑا بنایا پھر ہم نے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی پھر
مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ
ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر
اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ⑭ ثُمَّ اِنَّكُمْ
اسے ایک نئی صورت میں بنا دیا سو اللہ بڑی برکت والا سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ پھر تم

وقف لازم

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ المؤمنون

۱ تا ۱۱۔ گذشتہ احکامات الٰہیہ کے اطاعتی حکم کے پس منظر میں مومنین کی صفاتِ حسنہ کا سلسلہ وار توصیفی (تعریفی) و ترغیبی اظہار اور آخر میں اُن کے لئے اجرِ عظیم کا بیان۔

نوٹ: مذکورہ بیان کردہ اوصاف حسنہ کے اولین مصداق حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، گویا ہم سب کو اُن کی تقلید حسنہ کی ترغیب دی گئی ہے۔

۱۲ تا ۱۶۔ انسان کو اُس کے تخلیقی مراحل کی طرز احسان سے یاد دہانی اور پھر فنا (موت) اور دوبارہ بعثت کا (اعتقادی) ذکر۔

فرائض (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور بقیہ اعمال حسنہ کی عظمت واہمیت

(زیر مطالعہ سورۃ المؤمنون آیت نمبر ا تا ۱۱)

ہم مسلمانوں میں جہاں اعتقادی حقائق سمجھنے کے حوالہ سے جہالت دیکھنے سننے میں آتی ہے اس سے بڑھ کر فرائض (لازمی عبادات) میں عملی لحاظ سے انتہائی غفلت، کوتاہی اور سستی بھی پائی جاتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات ضروری علم سے آگاہی نہ ہونے کے باعث عام لوگ نظریاتی جہالت کی آخری حدوں کو چھوتے نظر آتے ہیں۔ اس حوالہ سے دو اہم امور کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے جس کا مظاہرہ (جہالت یا غلط فہمی کی وجہ سے) ہم اکثر غیر محتاط طور سے کرتے رہتے ہیں۔ بارہا عوام سے گفتگو کے درمیان یہ (جاہلانہ) نظریہ سامنے آتا ہے کہ اعمال کی کیا اہمیت ہے، نماز، روزہ وغیرہ سے کیا بنے گا؟ (یا ان کی ادائیگی سے کچھ نہیں ملے گا) اصل چیز تو رحمت اور فضل الٰہی ہے جس پر منجانب الٰہی کرم ہوگا وہ نجات پائے گا باقی سب رہ جائیں گے۔" یا یہ تقدیر کا معاملہ ہے جس کے مقدر میں جہنم لکھی جا چکی ہے اسے بہر حال جہنم میں جانا ہے اور جس کے مقدر میں جنت لکھی جا چکی ہے وہ بہر حال جنت میں جائے گا"۔ اس سے ملے جلے الفاظ وجملوں میں بہت سارے جاہلانہ تبصرے سننے کو اکثر ملتے ہیں اس نظریاتی فکر کی اصلاح کیلئے چند گزارشات ومعروضات پیش کرنا مقصود ہیں۔ ایک عام فہم مثال سامنے رکھئے! کہ خود انسان یا ہر جاندار چیز بظاہر دو چیزوں سے مرکب ہے، ایک جسم دوسری اس میں روح۔ آپ ان میں سے کسی ایک کو دوسرے سے جدا کر کے دکھا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں یا پھر آپ ان میں سے کسی ایک کی اہمیت کا انکار کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ جیسے جسم روح کے بغیر بے جان ومردہ ہے ایسے ہی روح کو بھی اپنے ظاہری وجود کیلئے جسم چاہیے تبھی کسی جاندار چیز کی حرکت کا ادراک ہوسکتا ہے۔ ہاں ایک وقت (یا مرحلہ) ایسا ضرور آتا ہے کہ جب کسی بھی جاندار (انسان وغیرہ) پر فنا (موت کی صورت) آنے لگتی ہے تو تمام تر جسمانی اعضاء بظاہر موجود ہونے کے باوجود وہ اپنی وجودی حقیقت کھو دیتا ہے۔ ایسے ہی انسان کا ایمان ہے، ایمانی حقائق قبول کرنے پر مسلمان کہلانا ایک بنیادی روح ہے (جیسے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ روح اور جسم دونوں کے ساتھ ماں کے پیٹ سے برآمد ہوتا ہے)۔ ایک مسلمان کیلئے فرائض اور اعمال کی مثال ایسے ہے جیسے بچے کو بعد از پیدائش اس کے جسمانی وجود کی بقا وحفاظت کیلئے بروقت بنیادی خوراک اور دیگر اہم حفاظتی ضروریات کی فراہمی ناگزیر (لازمی) حقیقت ہوتی ہے ورنہ وہ بلبلاتے اور روتے اپنی جان کھو بیٹھے گا۔ ایسے ہی ایک مسلمان جب کلمہ حق قبول کر لیتا تو اس کے اسلامی وجود اور بقاء کیلئے بنیادی عبادات (فرائض) کی بجا آوری ضروری ہے۔ جیسے بچے کو بنیادی خوراک نہ دی جائے تو اس کی جان خطرے میں ہوتی

ہے۔ ایسے ہی اگر ایک مسلمان اپنی بنیادی عبادات (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ) کا اہتمام نہ کرے تو اس کی ایمانی حقیقت خطرے سے دوچار ہوجاتی ہے۔ (بعد ازاں) بڑھتی عمر میں جیسے لڑکپن، جوانی میں خوراک اور دیگر ضروریات کا اضافہ ہوتا جاتا ہے نیز ذمہ داریاں بڑھتی رہتی ہیں ایسے ہی ایک مؤمن جب بنیادی فرائض اور اطاعت خداوندی کی بجا آوری کی راہ پر چلنے لگتا ہے تو دیگر اوامرونواہی کی پابندی بھی اس کی دینی و شرعی ضرورت ٹھہرتی ہے۔ اس حوالہ سے (تدریجی تربیت کی جو حکمت عملی ایک بچے کی پرورش میں ماں باپ اپناتے ہیں وہی) تدریجی حکمت عملی (اعمال صالحہ کے متعلق) دینی مُربّیان (علماء وصلحاء اور مشائخ) کو اپنانی چاہیے کہ (کسی نومسلم یا برائی سے توبہ کرنے والے شخص پر) فرائض کے علاوہ جملہ اعمال صالحہ (نوافل واذکار وغیرہ) کا بوجھ یکدم نہ ڈالیں بلکہ آہستہ آہستہ بقیہ اعمال صالحہ کی طرف مرحلہ وار ترغیبی سلسلے سے اُسے آگاہ کرتے رہیں۔ اس طرح ان شاء اللہ وہ جملہ اعمال صالحہ کو قبول کرنے اور عمل کرنے میں کوئی بوجھ یا مشقت محسوس نہیں کرے گا۔ اس عام فہم مثال سے فرائض کی بنیادی حقیقت کو سمجھتے ہوئے اب ذرا خود احکامات الٰہی میں غور کریں کہ اعمال صالحہ کی اہمیت وعظمت کس قدر حقائق کی حامل ہے۔ یہ امر انتہائی قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں ایمانی حقیقت کو اہمیت سے بیان فرمایا ہے ساتھ ہی اعمال حسنہ کی ادائیگی کو تاکیدی حیثیت سے متصلاً ارشاد فرمایا ہے۔ آپ آغاز کتاب اللہ میں ہی دیکھ لیں ارشاد ربانی ہے ترجمہ:۔ جولوگ ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں خرچ کرتے ہیں۔ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۴) ﴿ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت﴾، ﴿الا الذین آمنوا وعملوا الصلحت﴾ جیسے تاکیدی فرامین الٰہی آپکو ایک ساتھ ملیں گے۔ قرآن کریم میں تمام فرائض (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج) کے حوالہ سے تاکیدی احکامات کے ساتھ احادیث رسول اللہ ﷺ میں بھی ان کی فرضیت، اہمیت (وعظمت اور تاکیدات) کو غیر معمولی انداز سے واضح کیا گیا ہے۔ سب سے بڑی حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام کی بنیاد ہی پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ ایک بنیاد (شہادتین) کا تعلق عقیدے کی حقیقت سے ہے جبکہ باقی چار بنیادیں اعمال (فرائض) سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور وہ ہیں (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) ان میں سے نماز کو تو دین کا مرکزی ستون قرار دیا گیا ہے **الصلاۃ عماد الدین** (**الكاف الشاف في تخريج أحاديث الكشاف لابن حجر**) محدثین کرام اور فقہائے عظام نے فرائض (نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج) کے حوالہ سے جو مستقل ابواب قائم فرمائے ہیں ان کا مطالعہ اہل ایمان کیلئے لازم ہے تاکہ فضائل ومسائل کے ساتھ ان فرائض کی ادائیگی سے غفلت وکوتاہی پر جو وعیدات ہیں وہ بھی پیش نظر رہیں تو ان شاء اللہ تعمیل احکامِ الٰہی میں لاپرواہی کا علاج ہوسکے گا۔ پورے قرآن کریم میں ایمان واعمال صالحہ کو یکجا بیان کرنے سے اتنی غلط فہمی تو دور ہوجانی چاہیے کہ ایمانی حقائق کے ساتھ فرائض واعمال حسنہ کس قدر عظمت واہمیت

کے حامل ہیں۔اعمال حسنہ کو ایمان سے جدا کرنا (یا سمجھنا) نظریاتی طور پر جہالت (اور نتیجتاً گمراہی کے زمرے میں آتا) ہے۔ ہاں البتہ جیسے انسانی جسم کے تمام تر اعضاء موجود ہوں اور ایک فقط روح (جان) نکال لی جائے تو جسم کے تمام تر اعضاء بے کار وغیر مؤثر ٹھہرتے ہیں۔ اسی طرح تمام تر اعمال حسنہ کی روح اور جان عقائد صالحہ ہیں۔اگر آپ عقیدہ برحق نہیں رکھتے تو آپ کے اعمال (روح کے بغیر جسم کی مانند) بے جان ہیں۔ انکی اُخروی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس لئے ان کیلئے روزِ محشر کوئی ترازوئے اعمال نہیں قائم کیا جائے گا۔بعض لوگوں کو اشکال ہونے لگتا ہے کہ نیکی تو نیکی ہے چاہے کافر کرے یا مسلمان یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ نیکی ضائع ہو جائے خود اس حوالہ سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتے ۔(سورۃ ہود آیت نمبر ۱۱۵)۔اس کے متعلق یہ اصلاحی وضاحت سمجھ لینا ضروری ہے کہ اللہ رب العزت کا یہ قانون بجا طور پر عام ہے کہ کسی کی نیکی کو بے کار قرار نہیں دیتا،اس کا کوئی نہ کوئی بدلہ ضرور فرما دیتے ہیں۔اس کی وضاحت بھی خود باری تعالیٰ نے قرآن مقدس میں فرما دی ہے، ترجمہ:۔جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم اسے سردست دنیا میں سے جس قدر چاہتے ہیں دیتے ہیں پھر ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کررکھی ہے جس میں وہ ذلیل وخوار ہوکر گرے گا۔ اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لئے مناسب کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی ۔ہم ہر فریق کو اپنی پروردگاری بخششوں سے مدد دیتے ہیں اِن کو بھی اور اُن کو بھی تیرے رب کی بخشش کسی پر بند نہیں ۔(سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۸ تا ۲۰)۔ان تینوں آیات میں خدائی قانونِ عطا وصِلہ (جزا) کو اپنے سیاق سباق سمیت اچھی طرح سمجھا دیا گیا ہے کہ دنیا میں کسی کی نیکی کو بے کار قرار نہیں دیا جاتا البتہ اُخروی صلہ اور ثواب وبدلہ فقط اسی کو ملے گا جو ایمانی حقائق کو قبول کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں اعمال صالحہ کی پونجی لے کر پیش ہوگا۔ اعمال صالحہ کے حوالہ سے ہم دوہری فکری پستی (دوغلے نظریاتی فکر) سے دوچار ہیں۔ہمارا دیگر دنیاوی حقائق کے حوالہ سے جہاں نظریاتی طور پر اعتقاد ہے کہ رزق و اولاد وغیرہ سب اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے مگر کیا ہم حصول رزق واولاد وغیرہ کیلئے اسباب اختیار نہیں کرتے ؟ ایسے ہی فرائض وعبادات کے حوالہ سے احکامات الٰہی (جو مستقل طور پر الگ الگ عظمت واہمیت اور تاکیدی حقیقت سے) دیے گئے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں اُخروی ثواب وجزا کے لحاظ سے اس سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں جتنے ہمارے ہاں دُنیوی زندگی میں اسبابی ذرائع اہمیت رکھتے ہیں۔ ہمارے ازلی دشمن شیطان (ابلیس) نے ہمیں ایک عجیب دوغلی (فکری وعملی) پالیسی کی طرف لگا رکھا ہے کہ جب دنیوی زندگی کی بات ہوتو دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ خدائی قانون فطرت ذرائع واسباب سے وابستہ ہے محنت ، مزدوری اور دیگر ذرائع سے رزق کا حصول ممکن ہوتا ہے ۔اس کو اختیار کرنا ضروری ہے کسی کیلئے چھت پھاڑ کر اوپر سے رزق نہیں برسایا جاتا (یہ

اپنی جگہ ایک فطری نظام ہے)۔تاہم جب اُخروی زندگی کے سنوارنے کے لئے فرائض واجبات (اوامر ونواہی الٰہی) پر عملدرآمد کی بات آئے تو دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ نماز روزہ میں (معاذاللہ) کیا پڑا ہے۔سب کچھ مقدر میں طے شدہ ہے یہ تو فضل ورحمت سے متعلقہ امر ہے جس کو چاہے گا جنت میں داخل کرے گا اور جس کو چاہے گا جہنم میں داخل کرے گا گویا وہ (شیطان) کوشش کرتا ہے کہ اہل ایمان کو اسی مخمصہ میں ڈال کر اعمال صالحہ کی اہمیت وعظمت کی فکر سے ہی دور کردے۔ جی ہاں بے شک جنت میں وہی جائے گا جس پر فضل وکرم الٰہی ہوگا مگر اسی ذات باری تعالیٰ نے نماز روزہ اور دیگر فرائض وعبادات کوسبب وذریعہ بنایا ہے اپنے فضل وکرم کا کہ جس نے میرے احکامات کی اطاعت کی (فرائض کی بجاآوری کی) تو ان لوگوں پر میرا فضل وکرم ہوگا اور ان کے اعمال صالحہ کے بدلہ میں جنت عطا ہوگی۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے، ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے فردوس کے باغ ہونگے۔ان میں ہمیشہ رہیں گے وہاں سے جگہ بدلنی نہ چاہیں گے۔(سورۃ کہف آیت نمبر ۱۰۷ تا ۱۰۸)۔اسی طرح تمام فرائض نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے متعلق احکامات بجالانے والے خوش نصیبوں کے حوالہ سے جہاں جزا عطا کرنے اور رحمت الٰہی کو بیان فرمایا گیا ہے وہاں حکم عدولی پر سخت وعیدات (سزا وتنبیہات) بھی واضح کی گئی ہیں۔ دنیا میں کوئی انسان کام وغیرہ تو کچھ نہ کرے اور فقط اسی خوش فہمی پر جیتا رہے کہ میرا رب سب کا رزاق ہے جو بندروں اور خنزیروں کو رزق دیتا ہے وہ مجھے بھی میرا رزق پہنچائے گا (بلا محنت ومشقت) تو یہ اعتقاد کے لحاظ سے درست حقیقت ہے مگر عملاً اسے کچھ نہ کچھ تو ضرور کرنا پڑے گا چاہے تھوڑا کرے یا زیادہ۔ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے دنیا میں فرائض کی بجاآوری میں کچھ نہ کچھ تو اعمالِ حسنہ کی راہ اختیار کرنا ہی پڑے گی پھر جیسے دنیا میں کچھ غریب ہوتے ہیں تو کچھ امیر، بازار میں اپنے مالی پس منظر میں خریداری کرتے نظر آتے ہیں، غریب لوگ اپنی اوقات کے مطابق اور امیر لوگ اپنی اوقات کے مطابق۔ ایسے ہی آخرت میں اعمال کے لحاظ سے لوگ اپنے رب سے (درجہ بدرجہ) اجر وثواب حاصل کریں گے گویا اعمال صالحہ کی پونجی بناتے رہو کسی عمل کو حقیر نہ سمجھو جیسے گھر میں پڑا کھوٹا سکہ بھی کام آجاتا ہے ایسے ہی اعمال صالحہ میں سے کوئی معمولی سا عمل بھی آخرت میں بیڑا پار کرنے کیلئے کام آسکتا ہے۔ اس حوالہ سے آپ ﷺ کا فرمان ہے:۔ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا (بخاری ومسلم) مطلب ہے کہ اصلاح احوال میں لگے رہو اور امید بھی لگائے رکھو کہ آخر کار فضل الٰہی سے منزل مراد پر پہنچنے میں کامیاب ہو ہی جاؤ گے (ان شاء اللہ) مایوسی کی بجائے امید کی کرن دکھانے کیلئے جہاں یہ تسلی آمیز پیغام ہے وہیں اعمال صالحہ پر کاربند رہنے کو بھی واضح کررہا ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو فہم سلیم اور اعمال صالحہ کی توفیق سے نوازے۔آمین!

بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝۱۵ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝۱۶ وَلَقَدْ
اس کے بعد مرنے والے ہو۔ پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔ اور ہم ہی
خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝۱۷
نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے ہیں اور ہم بنانے میں بے خبر نہ تھے۔
وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا
اور ہم نے ایک اندازہ کے ساتھ آسمان سے پانی نازل کیا پھر اسے زمین میں ٹھیرایا اور ہم
عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۝۱۸ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ
اس کے لے جانے پر بھی قادر ہیں۔ پھر ہم نے اس سے تمہارے لیے کھجور اور انگور کے
وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۱۹ وَشَجَرَةً وقف لازم
باغ اگا دیے جن میں تمہارے لیے بہت سے میوے ہیں اور انہی میں سے کھاتے ہو۔ اور وہ
تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۝۲۰
درخت جو طور سینا سے نکلتا ہے جو کھانے والوں کے لیے روغن اور سالن لے کر اگتا ہے۔
وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۗ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ
اور بے شک تمہارے لیے چارپایوں میں بھی عبرت ہے کہ ہم تمہیں ان کے پیٹ کی چیزوں میں سے پلاتے
فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۲۱ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ
ہیں اور تمہارے لیے ان میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو کھاتے ہو۔ اور ان پر اور
ع ۲۲ تُحْمَلُوْنَ ۝۲۲ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا
کشتیوں پر سوار بھی کیے جاتے ہو۔ اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کے پاس بھیجا پھر اس نے کہا اے میری
اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝۲۳ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ
قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔ سو اس کی قوم کے کافر
كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ
سرداروں نے کہا کہ یہ بس تم ہی جیسا آدمی ہے تم پر بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے
عَلَيْكُمْ ۗ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِىْٓ اٰبَآئِنَا
اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتے بھیج دیتا ہم نے اپنے پہلے باپ دادا سے یہ بات کبھی

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۷۔ سات آسمانوں کی حکمتی تخلیق کا ذکر اور اسکے متعلقہ مخفی نظام پر خدائی قدرت و گرفت کا زوردار اظہار۔

۱۸ تا ۱۹۔ بارش کے ذریعہ متعینہ مقدار (طے شدہ خدائی نظام کے مطابق) سے پانی کا نزول (برسنا) اور اس کے زمین میں جذب کرنے کے بعد، اس کے ذریعہ انسانوں کے لیے بے بہا نعمتوں کے پیدا کرنے کا احسانی اظہار و بیان (درمیان میں اس نعمتِ خاص (پانی) کے فوائد سے محروم کرنے کی قدرت کا تنبیہی ذکر۔

۲۰۔ پانی کے ذریعہ ایک خاص درخت کے اُگنے اور اس کے فوائد مخصوصہ کا طرزِ احسان سے خصوصی اظہار (اور اِس کے مرکز خاص طورِ سینا کا بھی (بطورِ نشاندہی کے) بیان۔

۲۱۔ حلال مویشیوں (جانوروں) کے فائدہ خاص (دودھ حاصل کرنے کا عبرت آمیز احسانِ خاص) کا ذکر کرتے ہوئے ان کے دیگر فوائد عامہ کا بھی بیان (بطورِ خاص حلال جانوروں کا گوشت کھانا)

۲۲۔ جانوروں اور کشتی پر انسانی سواری (کی قدرت حاصل ہونے کا) احسانی اظہار۔

۲۳۔ (کشتی کے فائدۂ خاص کے پس منظر میں اُس کے بانی) حضرت نوحؑ کی اپنی قوم میں اعتقادی محنت وجدوجہد کا سلسلہ وار ذکر (دعوتِ توحید اور شرک کی پر زور تردید)

الْأَوَّلِينَ ﴿٢٤﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ
نہیں سنی۔ یہ تو بس ایک دیوانہ آدمی ہے پس اس کا ایک وقت تک
حِينٍ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿٢٦﴾ فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ
انتظار کرو۔ کہا اے میرے رب تو میری مدد کر کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے۔ پھر ہم نے اس کی
اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ ۙ
طرف وحی کی کہ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا پھر جب ہمارا حکم آ پہنچے اور تنور
فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ
ابلنے لگے پس تو کشتی میں ہر چیز کا جوڑا نر مادہ اور اپنے گھر والوں کو بٹھا لے مگر ان میں سے وہ شخص جس
عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۖ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ إِنَّهُمْ
کے لیے پہلے فیصلہ ہو چکا ہے اور ظالموں کے معاملہ میں مجھ سے بات نہ کر بے شک وہ غرق
مُغْرَقُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ
کیے جائیں گے۔ پھر جب تو اور جو تیرے ساتھ ہے کشتی پر چڑھ بیٹھو تو کہہ
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٨﴾ وَقُلْ رَبِّ
اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں ظالموں سے چھوڑایا۔ اور کہہ اے میرے رب
أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ﴿٢٩﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ
مجھے برکت کے ساتھ اتار اور تو بہتر اتارنے والا ہے۔ اس واقعہ میں بہت سی نشانیاں ہیں بے شک ہم تو
وَإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ﴿٣١﴾
آزمائش کرنے والے تھے۔ پھر ہم نے انکے بعد ایک دوسرا دور پیدا کیا۔
فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ
پھر ان میں بھی انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو تمہارے لیے اس کے سوا اور کوئی
غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ ع
معبود نہیں پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔ اور اس کی قوم کے سرداروں نے کہا جنھوں نے کفر کیا تھا اور
كَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا
قیامت کی آمد کو جھٹلاتے تھے اور جنہیں ہم نے دنیا کی زندگی میں آسودہ کر رکھا تھا کہ یہ بس تمہی جیسا

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۴ تا ۲۵۔ سردارانِ قوم کا دعوتِ توحید کے جواب میں بے جا اعتراض اور منفی فکر کا اظہار۔

۲۶۔ قومِ نوحؑ کے مسلسل تکذیبی رویّہ کے اظہار پر آخر کار حضرت نوحؑ کی بارگاہِ الٰہی میں فریادِ خاص۔

۲۷۔ جواباً حضرت نوحؑ کو نگرانی خاص میں بڑی کشتی تیار کرنے کا حکم اور عذاب الٰہی کے آغاز سے قبل بیوی کو چھوڑ کر باقی گھر والوں اور دیگر مؤمنین سمیت ہر جنس کے جوڑے کو کشتی میں سوار کر لینے کا حکمی اظہار نیز ہلاکتِ قوم کے وقت کسی کی سفارش نہ کرنے کی تلقین خاص۔

۲۸ تا ۲۹۔ کشتی میں سوار ہونے کے بعد حضرت نوحؑ کو ظالم قوم سے نجات پر بطور شکر حمدِ باری تعالیٰ کا حکم اور دعائے خاص کی تلقین۔

۳۰۔ اس واقعہ میں عبرتی نشانیوں کے موجود ہونے اور اُس کے نتائج پر آزمائش وابتلا کا تنبیہاتی ذکر۔

۳۱۔ قومِ نوح کے بعد دوسری اقوام کی آمد (قومِ عاد وثمود) اور ان میں بھی اپنے رسولِ خاص کو پیغامِ توحید پہچانے کے لیے بھیجنے کا ذکر۔

بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿٣٣﴾
آدمی ہے وہی کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہی پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔
وَلَئِنْ أَطَعْتُم بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ﴿٣٤﴾ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ
اور اگر تم نے اپنے جیسے آدمی کی فرمانبرداری کی تو بے شک تم گھاٹے میں پڑ گئے۔ کیا تمہیں وعدہ دیتا
إِذَا مِتُّمْ وَكُنتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا أَنَّكُم مُّخْرَجُونَ ﴿٣٥﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ
ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو تم نکالے جاؤ گے۔ بہت ہی بعید بہت ہی بعید
لِمَا تُوعَدُونَ ﴿٣٦﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا
بات ہے جو تم سے کہی جاتی ہے۔ ہماری صرف یہی دنیا کی زندگی ہے مرتے اور جیتے ہیں اور ہم اٹھائے
نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٣٧﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَ
نہیں جائیں گے۔ بس یہ ایک ایسا شخص ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے اور
مَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿٣٩﴾ قَالَ عَمَّا
ہم اسے ماننے والے نہیں ہیں۔ کہا اے میرے رب میری مدد کر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے۔ فرمایا
قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ﴿٤٠﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ
تھوڑی دیر کے بعد یہ خود نادم ہوں گے۔ پھر انہیں ایک سخت آواز نے سچے وعدہ کے موافق آ پکڑا پھر ہم
غُثَاءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤١﴾ ثُمَّ أَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قُرُونًا
نے انہیں خس و خاشاک کر دیا پھر ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔ پھر ہم نے ان کے بعد اور بہت سے
آخَرِينَ ﴿٤٢﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿٤٣﴾ ثُمَّ
دور پیدا کیے۔ کوئی جماعت نہ اپنے وقت سے آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے۔ پھر
أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَىٰ كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَّسُولُهَا كَذَّبُوهُ فَأَتْبَعْنَا
ہم اپنے رسول لگاتار بھیجتے رہے جب کوئی رسول اپنی قوم کے پاس آیا وہ اسے جھٹلاتی ہی رہی پھر ہم بھی ایک
بَعْضَهُم بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٤٤﴾
کے بعد دوسری کو ہلاک کرتے گئے اور ہم نے ان کو افسانے بنا دیے پھر ان لوگوں پر پھٹکار ہے جو ایمان نہیں
ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ هَارُونَ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٤٥﴾
لاتے۔ پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں اور کھلی سند دے کر۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۲ تا ۳۸۔ اس قوم کے یقینِ آخرۃ سے خالی اور عیش پرست کافر سرداروں کا پیغمبرِ وقت پر بے جا اعتراض اور بدعقیدگی پر مبنی منفی ردعمل کا مذمتی ذکر۔

۳۹۔ پیغمبرِ وقت کی بارگاہِ الٰہی میں قوم کی شکایت اور طلبِ نصرت کی فریاد کا ذکر۔

۴۰۔ جواب میں سرکش قوم کے بہت جلد پچھتانے کا تسلی آمیز وعدۂ الٰہی کا بیان۔

۴۱۔ مذکورہ سرکش قوم پر سخت خدائی گرفت و عذاب کا المناک اور عبرتی اظہار و بیان۔

۴۲ تا ۴۳۔ ان کے بعد دیگر قوموں کی آمد (اور انکا عروج و زوال) پھر ان کی بھی اپنے وقت متعین پر (خدائی نافرمانیوں کے باعث) ہلاکت و بربادی کا تنبیہی ذکر۔

۴۴۔ ان کے بعد اقوام سابقہ کیطرف اصلاح احوال کے لیے مسلسل رسولوں کی (یکے بعد دیگرے) آمد اور قوموں کے اپنے اپنے رسولوں سے تکذیبی روش کے باعث یکے بعد دیگرے ہلاکت کا عبرتی بیان اور آج فقط ان کی کہانیاں باقی رہ جانے کا تنبیہاتی اظہار۔

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَإِيهِۦ فَٱسْتَكْبَرُوا۟ وَكَانُوا۟ قَوْمًا عَالِينَ ﴿٤٦﴾ فَقَالُوٓا۟

فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا پھر انہوں نے تکبر کیا اور وہ سرکش لوگ تھے۔ پھر کہا کیا ہم

أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَٰبِدُونَ ﴿٤٧﴾ فَكَذَّبُوهُمَا

اپنے جیسے دو شخصوں پر ایمان لائیں جن کی قوم ہماری غلامی کر رہی ہو۔ پھر ان دونوں کو جھٹلایا

فَكَانُوا۟ مِنَ ٱلْمُهْلَكِينَ ﴿٤٨﴾ وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا مُوسَى ٱلْكِتَٰبَ لَعَلَّهُمْ

پھر ہلاک کر دیے گئے۔ اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی تاکہ وہ

يَهْتَدُونَ ﴿٤٩﴾ وَجَعَلْنَا ٱبْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُۥٓ ءَايَةً وَءَاوَيْنَٰهُمَآ إِلَىٰ

ہدایت پائیں۔ اور ہم نے مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو نشانی بنایا تھا اور انہیں ایک ٹیلہ پر جگہ دی

رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ﴿٥٠﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلرُّسُلُ كُلُوا۟ مِنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ ع ۳ ۱۸

جہاں ٹھہرنے کا موقع اور پانی جاری تھا۔ اے رسولو! ستھری چیزیں کھاؤ

وَٱعْمَلُوا۟ صَٰلِحًا ۖ إِنِّى بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٥١﴾ وَإِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ

اور اچھے کام کرو بے شک میں جانتا ہوں جو تم کرتے ہو۔ اور بے شک یہ تمہاری جماعت ایک ہی

أُمَّةً وَٰحِدَةً وَأَنَا۠ رَبُّكُمْ فَٱتَّقُونِ ﴿٥٢﴾ فَتَقَطَّعُوٓا۟ أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ

جماعت ہے اور میں تم سب کا رب ہوں پس مجھ سے ڈرو۔ پھر انہوں نے اپنے دین کو آپس میں ٹکڑے

زُبُرًا ۖ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٥٣﴾ فَذَرْهُمْ فِى غَمْرَتِهِمْ حَتَّىٰ

ٹکڑے کر لیا ہر ایک جماعت اس ٹکڑے پر جو ان کے پاس ہے خوش ہونے والے ہیں۔ پھر ایک وقت تک

حِينٍ ﴿٥٤﴾ أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهِۦ مِن مَّالٍ وَبَنِينَ ﴿٥٥﴾ نُسَارِعُ

انہیں اپنے نشہ میں پڑا رہنے دو۔ کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم انہیں مال اور اولاد میں ترقی دے رہے ہیں۔

لَهُمْ فِى ٱلْخَيْرَٰتِ ۚ بَل لَّا يَشْعُرُونَ ﴿٥٦﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ هُم مِّنْ

انہیں فائدہ پہنچانے میں جلدی کر رہے ہیں بلکہ یہ نہیں سمجھتے۔ بے شک جو اپنے

خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ﴿٥٧﴾ وَٱلَّذِينَ هُم بِـَٔايَٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٨﴾

رب کی ہیبت سے ڈرنے والے ہیں۔ اور جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

وَٱلَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴿٥٩﴾ وَٱلَّذِينَ يُؤْتُونَ مَآ ءَاتَوا۟ وَّ

اور جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اور جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۵ تا ۴۸۔ ان کے بعد رسول خاص حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی حضرت ہارونؑ کی فرعون و قوم فرعون کی طرف معجزاتِ خاص سمیت آمد اور جواب میں فرعونیوں کے متکبرانہ روش و سرکشی کا مذمتی اظہار اور انجام کار خدائی عذاب میں ہلاکت کا عبرتی اظہار۔

۴۹۔ حضرت موسیٰ کو کتاب ہدایت (توراۃ) عطا کرنے کا حکمتی اظہار۔

۵۰۔ ان کے بعد حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ محترمہ پر خصوصی عنایاتِ الٰہیہ کا احسانی اظہار و بیان۔

۵۱۔ انبیاء و رسل کو دیگر اصول مشترکہ کی طرح اکلِ حلال (رزق حلال) اور اعمالِ صالحہ کے اہتمام پر بھی مشترکہ حکم جاری کرنے کا بیان۔

۵۲۔ وحدتِ ملت اور توحیدی اعتقاد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے شرک سے پاک عبادتِ الٰہیہ کی اہمیت کا تاکیدی حکم۔

۵۳۔ بعد میں آنے والے لوگوں کے متعلق مذکورہ حکمِ الٰہی کو نظر انداز کرنے اور اپنے خود ساختہ اعتقادات و افکار کو حق سمجھ کر خوش فہمی میں مبتلا رہنے کا شکایاتی اظہار۔

۵۴۔ مسلسل سرکشی میں ڈوبے لوگوں کو اپنے حال پر چھوڑ دینے کی ترغیبی نصیحت۔

۵۵ تا ۵۶۔ مال و دولت کی کثرت کو خدائی رضا مندی سمجھنے والے باطل لوگوں کی غلط فہمی کا مذمتی ذکر۔

۵۷ تا ۶۱۔ اس کے برعکس اطاعت شعار

قُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَٰجِعُونَ ﴿٦٠﴾ أُولَٰٓئِكَ يُسَٰرِعُونَ
اس سے ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔یہی لوگ نیک کاموں میں جلدی
فِى ٱلْخَيْرَٰتِ وَهُمْ لَهَا سَٰبِقُونَ ﴿٦١﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا
کرتے ہیں اور وہی نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں۔اور ہم کسی پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ
وَلَدَيْنَا كِتَٰبٌ يَنطِقُ بِٱلْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦٢﴾ بَلْ قُلُوبُهُمْ
نہیں ڈالتے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو سچ بولے گی اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔بلکہ ان کے
فِى غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَٰلٌ مِّن دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا
دل اس سے بے ہوشی میں پڑے ہوئے ہیں اور اس کے سوا ان کے اور بھی کام ہیں کہ جنہیں وہ کیا کرتے
عَٰمِلُونَ ﴿٦٣﴾ حَتَّىٰٓ إِذَآ أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم بِٱلْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْـَٔرُونَ ﴿٦٤﴾
ہیں۔یہاں تک کہ جب ہم ان میں سے آسودہ حال لوگوں کو عذاب میں پکڑیں گے فوراً وہ چلائیں گے۔
لَا تَجْـَٔرُوا۟ ٱلْيَوْمَ إِنَّكُم مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ ءَايَٰتِى تُتْلَىٰ
آج کے دن مت چلاؤ بے شک تم ہم سے چھڑائے نہ جاؤ گے۔تمہیں میری آیتیں
عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَٰبِكُمْ تَنكِصُونَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِۦ سَٰمِرًا
سنائی جاتی تھیں پھر تم ایڑیوں پر الٹے بھاگتے تھے۔غرور میں آ کر اسے کہانی سمجھ کر چلے جایا
تَهْجُرُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا۟ ٱلْقَوْلَ أَمْ جَآءَهُم مَّا لَمْ يَأْتِ ءَابَآءَهُمُ
کرتے تھے۔کیا انہوں نے اس ارشاد میں غور ہی نہیں کیا یا ان کے پاس ایسی بات آئی ہے جو ان کے
ٱلْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا۟ رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُۥ مُنكِرُونَ ﴿٦٩﴾ أَمْ
پہلے باپ دادا کے پاس نہیں آئی تھی۔یا یہ لوگ اپنے رسول کو پہچانتے نہیں تب یہ اس کے منکر ہیں۔یا
يَقُولُونَ بِهِۦ جِنَّةٌۢ ۚ بَلْ جَآءَهُم بِٱلْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ
کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے بلکہ رسول ان کے پاس حق بات لے کر آیا ہے اور ان میں سے اکثر حق کو ناپسند
كَٰرِهُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ ٱتَّبَعَ ٱلْحَقُّ أَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلْأَرْضُ
کرنے والے ہیں۔اور اگر حق ان کی خواہشوں کے مطابق ہوتا تو آسمان اور زمین میں اور جو کچھ ان میں ہے درہم
وَمَن فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَتَيْنَٰهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم مُّعْرِضُونَ ﴿٧١﴾
برہم ہو گیا ہوتا بلکہ ہم نے تو ان کی نصیحت انہیں پہنچا دی ہے سو وہ اپنی نصیحت سے منہ موڑنے والے ہیں۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

اہل ایمان کی (فکر و عمل ہر دو لحاظ سے) خصائلِ حسنہ کا توصیفی بیان۔

٦٢۔ہر انسان پر اعتدالی (مناسب درجے کے احکام لاگو کرنے کا احسانی اظہار (کہ کسی پر اس کی طاقت وہمت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا) اور ہر ایک کی عملی ویڈیو اپنے پاس محفوظ رکھنے کی تنبیہ (جو اس کے اپنے اعمال کی ہی ناقابلِ تردید شہادت دے رہی ہوگی)

٦٣۔ نافرمانوں کے اعتقادی بگاڑ سمیت دیگر اعمالِ فاسدہ میں بھی مبتلا ہونے کا مذمتی ذکر۔

٦٤۔خوش مستی میں فنا لوگوں پر خدائی گرفت اور اس پر ان کے واویلا (چیخ و پکار) کا عبرتی اظہار۔

٦٥ تا ٦٧۔ایسے میں کفار کو خدائی طنز آمیز تنبیہات اور ان کے سابقہ ناروا رویے کا برہمی اظہار۔

٦٨ تا ٧٠۔خدائی ہدایات و نصائح کو قبول نہ کرنے اور اُلٹا منفی ردِ عمل کے اظہار پر نافرمانوں کو سخت سرزنش کا تنبیہی بیان۔

٧١۔حق کی باطل کے سامنے نظریاتی اتباع (جو کہ ممکن نہیں) کے خطرناک نتائج کی تنبیہی نشاندہی (مگر سچائی یہ ہے کہ ہم نے نصیحت کی کوئی کسر نہیں چھوڑی جبکہ نافرمانوں نے سرکشی کی ضد نہیں چھوڑی)۔

أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٧٢﴾ وَ
کیا تو ان سے کچھ اجرت مانگتا ہے سو تیرے رب کی اجرت بہتر ہے اور وہی سب سے بہتر روزی دینے
إِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
والا ہے۔اور بے شک تو انہیں سیدھے راستہ کی طرف بلاتا ہے۔اور جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے
بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ
سیدھے راستہ سے ہٹنے والے ہیں۔اور اگر ہم ان پر رحم کر کے ان کی تکلیف کو دور کر دیں
مِنْ ضُرٍّ لَلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٥﴾ وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُمْ
تو بھی وہ اپنی سرکشی میں گمراہ پڑے رہیں گے۔اور البتہ ہم نے انہیں عذاب میں مبتلا بھی کیا
بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ﴿٧٦﴾ حَتَّىٰ إِذَا
پھر بھی اپنے رب کے سامنے عاجزی نہ کی اور نہ گڑگڑائے۔یہاں تک کہ
فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٧﴾ ع ٤ ٢٧
جب ہم نے ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھولا تو فوراً اس میں نا امید ہوگئے۔
وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا
اور اسی نے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے ہیں تم بہت ہی
مَا تَشْكُرُونَ ﴿٧٨﴾ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٧٩﴾
کم شکر کرتے ہو۔اور اسی نے تمہیں زمین میں پھیلا رکھا ہے اور اسی کی طرف جمع کیے جاؤ گے۔
وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ
اور وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور رات اور دن کا بدلنا اسی کے اختیار میں ہے سو کیا
أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٨٠﴾ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ﴿٨١﴾ قَالُوا أَإِذَا
تم نہیں سمجھتے۔بلکہ وہی کہتے ہیں جو پہلے لوگ کہتے تھے۔کہتے ہیں کیا جب ہم مرجائیں
مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٨٢﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ
گے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔اس کا تو ہم سے اور اس سے
وَآبَاؤُنَا هَٰذَا مِنْ قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٨٣﴾ قُلْ
پہلے اور ہمارے باپ دادا سے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ صرف اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ان سے پوچھو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۷۲تا۷۳۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی بے لوث تبلیغ حق اور لوگوں کو صراطِ مستقیم کی دعوت دینے کا تحسینی اظہار و بیان۔

۷۴۔اظہارِ حق کے باوجود نافرمانوں کے عقیدہ آخرت سے انکار کا مذمتی ذکر۔

۷۵۔ التجائے رحم کے جواب میں خصوصی عطیۂ رحمت کے باوجود نافرمانوں کی سرکشی کا مذمتی ذکر۔

۷۶۔کفار کے دنیا میں وقتی خدائی گرفت سے تنبیہ حاصل نہ کرنے کا شکایاتی اظہار۔

۷۷۔مستقل خدائی گرفت (دُنیوی ہو یا اُخروی) پر ان کے مایوس کن رویے کا مذمتی اظہار و بیان۔

۷۸تا۸۰۔ بندوں پر خدائی انعامات و احسانات کا واعظانہ ذکر اور اس حوالے سے اعتقادی اظہار۔

۸۱تا۸۳۔ تمام تر اظہارِ حقائق کے باوجود کفار کے منفی فکر و عمل (اعتقادی بگاڑ) کا مذمتی بیان۔

لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ
یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے کس کا ہے اگر تم جانتے ہو۔وہ فوراً کہیں گے
لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ
اللہ کا ہے کہہ دو پھر تم کیوں نہیں سمجھتے۔ان سے پوچھو کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک
رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾
کون ہے۔وہ فوراً کہیں گے اللہ ہے کہہ دو کیا پھر تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔
قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ
ان سے پوچھو کہ ہر چیز کی حکومت کس کے ہاتھ میں ہے اور وہ بچالیتا ہے اور اسے کوئی نہیں بچا سکتا اگر تم
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾
جانتے ہو۔وہ فوراً کہیں گے اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے کہہ دو پھر تم کیسے دیوانے ہو رہے ہو۔
بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ
بلکہ ہم نے تو ان کے پاس حق بات پہنچا دی اور بے شک وہ البتہ جھوٹے ہیں۔اللہ نے کوئی بھی بیٹا نہیں
وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَ
بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی معبود ہی ہے اگر ہوتا تو ہر خدا اپنی بنائی ہوئی چیز کو الگ لے جاتا اور ایک
لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾
دوسرے پر چڑھائی کرتا اللہ پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں۔
ع عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا
غائب اور حاضر سب کا جاننے والا ہے وہ بہت بلند ہے اس سے جسے یہ شریک بناتے ہیں۔کہہ دو اے
تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾
میرے رب اگر تو مجھے دکھائے وہ چیز جس کا انہیں وعدہ دیا جا رہا ہے۔تو اے میرے رب مجھے ظالموں
وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ
میں شامل نہ کر۔اور ہم اس پر قادر ہیں کہ تجھے دکھا دیں جو ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے۔بری بات کے
اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ
جواب میں وہ کہو جو بہتر ہے ہم خوب جانتے ہیں جو یہ بیان کرتے ہیں۔اور کہو اے میرے رب میں شیطانی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۸۴تا۸۹۔توحیدی نظریۂ حق کے اثبات کے لیے اہل باطل سے حقائق واقعیہ کے متعلق ناقابل تردید سوالات کا ذکر (اور انکی اعترافی حقیقت کی اصلیت کا بیان)۔

۹۰۔اظہارِ حقائق کے باوجود باطل لوگوں کے فکری، اعتقادی کذب (جھوٹ) کا مذمتی ذکر۔

۹۱۔اللہ تعالیٰ سے اولاد کی نفی اور شرک کی پر زور تردید کرتے ہوئے (بالفرض) دیگر خداؤں کے وجود کی صورت میں اس کے مفاسد و شرور کا تنبیہی و اصلاحی بیان۔

۹۲۔خدائی صفات مخصوصہ کا ذکر و بیان۔

۹۳تا۹۴۔نافرمانوں پر خدائی گرفت کی صورت میں (نجات کے لیے) بارگاہِ الٰہی میں التجائے خاص کا تلقینی ذکر۔

۹۵تا۹۶۔نافرمانوں پر فوری خدائی گرفت کا اعتقادی اظہار کرتے ہوئے آپ کو بلند اخلاقی صفت عالیہ (برائی کا بدلہ بھلائی سے دینا) اپنانے کی مشفقانہ نصیحت۔

مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝٩٧ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝٩٨

خطرات سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔اور اے میرے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝٩٩ لَعَلِّيْٓ

آئیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے گی تو کہے گا اے میرے رب مجھے پھر بھیج

اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَاۗىِٕلُهَا ۭ وَمِنْ

دے۔تا کہ جسے میں چھوڑ آیا ہوں اس میں نیک کام کرلوں ہرگز نہیں ایک بات ہے جسے یہ کہہ

وَّرَاۗىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝١٠٠ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ

رہا ہے اور ان کے آگے قیامت تک ایک پردہ پڑا ہوا ہے۔ پھر جب صور پھونکا جائے گا تو اس دن ان

اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ وَّلَا يَتَسَاۗءَلُوْنَ ۝١٠١ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ

میں نہ رشتہ داریاں رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔ پھر جن کا پلہ بھاری ہوا

فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝١٠٢ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ

تو وہی فلاح پائیں گے۔اور جن کا پلہ ہلکا ہوگا تو وہی یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝١٠٣ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ

نقصان کیا ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ ان کے موہوں کو آگ جھلس دے گی

النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝١٠٤ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ

اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہوں گے۔کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں پھر تم انہیں

بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝١٠٥ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَاۗلِّيْنَ ۝١٠٦

جھٹلاتے تھے۔کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝١٠٧ قَالَ اخْسَــُٔوْا فِيْهَا

اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے اگر پھر کریں تو بے شک ہم ظالم ہوں گے۔فرمائے گا اس میں

وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝١٠٨ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ

پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہتے تھے اے

اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝١٠٩ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ

ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔سو تم نے ان

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۹۷ تا ۹۸۔ ہر خیر و بھلائی میں شیطانی دخل اندازی سے بچنے کے لیے خصوصی تاکیدی نصیحت کا بیان۔

۹۹ تا ۱۰۰۔ وعظ و نصیحت کے باوجود انکار حق پر خدائی گرفت کی صورت میں کفار کی بے موقع تمنا و فریاد اور جواب میں سخت تنبیہ الٰہی کا برمحل ذکر۔

۱۰۱ تا ۱۰۳۔ نفخ صور (وقوع قیامت) پر ہر طرح کے رشتے ناتے کام نہ آنے اور خدائی نظام احتساب کے طے شدہ نتائج کا قانونِ الٰہی کی صورت میں (تنبیہی) اظہار و بیان۔

۱۰۴۔ عذاب جہنم کی ناگفتہ بہ (انتہائی خطرناک) صورتِ حال کا غضبیہ اظہار۔

۱۰۵ تا ۱۱۱۔ اس موقع عذاب پر مجرمین اور رب عظیم کے مابین مکالمہ خاص کا واعظانہ و عبرتی اظہار و بیان۔

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۱۲ تا ۱۱۶۔ بامقصد زندگی اور عقیدہ آخرت کے متعلق انسان سے تنبیہی طرز سے سوالیہ فہمائش (نصیحت و گرفت) اور اس پسِ منظر میں خدائی صفتِ عالیہ کا اعتقادی اظہار و بیان۔

۱۱۷۔ اثباتِ توحید کے لیے شرک کی نفی کا ذکر اور منکرین کو احتسابی گرفت میں لانے کا تنبیہی اظہار۔

۱۱۸۔ رحمتِ الٰہیہ کے حصول کے لیے اپنے رب کریم سے التجائی کلماتِ خاص کا تلقینی اظہار۔

سورۃ النور

۱۔ (بامقصد تخلیق انسانی کے پس منظر میں انسانوں پر خدائی احکامات و ہدایات کے نفاذ کے لیے) سورۃ خاص میں احکاماتِ الٰہیہ اور آیاتِ بیّنات کے نزول کا واعظانہ اظہار۔

سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ

کی ہنسی اڑائی یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔

جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ

آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے۔ فرمائے گا تم زمین پر گنتی کے کتنے

فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ

برس رہے۔ کہیں گے ایک دن یا اس سے بھی کم رہے ہیں پس آپ گنتی کرنے والوں سے

الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

پوچھ لیں۔ فرمائے گا تم اس میں بہت نہیں تھوڑا ہی رہے ہو کاش کہ تم سمجھ لیتے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾

سو کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں نکما پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آ ؤ گے۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾

سو اللہ بہت ہی عالیشان ہے جو حقیقی بادشاہ ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں عرش عظیم کا مالک ہے۔

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ

اور جس نے اللہ کے ساتھ اور معبود کو پکارا جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں تو اس کا حساب اسی کے

عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ

رب کے ہاں ہوگا بے شک کافر نجات نہیں پائیں گے۔ اور کہو اے میرے رب معاف کر اور رحم کر

وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع

اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ

یہ ایک سورۃ ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے اور اس کے احکام ہم نے ہی فرض کئے ہیں اور ہم نے اس

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱﴾ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ

میں صاف صاف آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم سمجھو۔ بدکار عورت اور بدکار مرد دونوں میں سے ہر ایک

جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ
کو سو سو دُرّے مارو اور تمہیں اللہ کے معاملہ میں ان پر ذرا رحم نہ آنا چاہیے اگر تم
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ
اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر
الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٢ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ
رہنا چاہیے۔بدکار مرد سوائے بدکار عورت یا مشرکہ کے نکاح نہیں کرے گا اور بدکار عورت سے سوائے
لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٣
بدکار مرد یا مشرک کے اور کوئی نکاح نہیں کرے گا اور ایمان والوں پر یہ حرام کیا گیا ہے۔
وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ
اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اور پھر چار گواہ نہیں لاتے
فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ
تو انہیں اسّی دُرّے مارو اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝٤ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ
اور وہی لوگ نافرمان ہیں۔مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کر لی اور درست ہو گئے
اَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٥ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ
تو بے شک اللہ بھی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے،اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے
وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ
لیے سوائے اپنے اور کوئی گواہ نہیں تو ایسے شخص کی گواہی کی یہ صورت ہے کہ چار مرتبہ
شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٦ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ
اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ بے شک وہ سچا ہے۔او رپانچویں مرتبہ یہ کہے
اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٧ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ
کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہے۔او رعورت کی سزا کو یہ بات دور کر دے گی
اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٨ ۙ
کہ اللہ کو گواہ کر کے چار مرتبہ یہ کہے کہ بے شک وہ سراسر جھوٹا ہے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٢۔ انسدادِ زنا (زنا روکنے) کے لیے قانونِ خُداوندی (شرعی حد) اور اسکے متعلق ہدایاتِ خاص کا بیان۔

٣۔ عادی زنا کے مجرم مرد و عورت کے فطری رجحان و ترغیب کا ذکر اور فعلِ زنا کی ابدی حرمت کا حکمی اظہار۔

٤تا٥۔ ثبوت کے بغیر زنا کی تہمت لگانے والے لوگوں (چاہے مرد ہوں یا عورتیں) پر حد قذف کے حوالے سے خدائی قانون اور اس کے متعلقہ حکم کا اظہار و بیان۔

٦تا٩۔ ثبوت کے بغیر اپنی بیوی پر تہمتِ زنا کے متعلق حکمِ لِعان اور اس کے متعلق ہدایات کا ذکر۔

نظام حدود وتعزیرات

(زیر مطالعہ سورۃ النور آیت نمبرا تا ۱۰)

جب انسانیت کو وجود عطا کیا گیا تو اس سے قبل جنات کو پیدا کر دیا گیا تھا۔ ابلیس جنات کے اکابرین میں سے عباداتی واطاعاتی ترقی کی معراج کو پہنچا اور فرشتوں میں بیٹھ کر تسبیح وتحمید میں مصروف رہتا یہاں تک کہ سجدہ آدم کے مرحلہ خاص پر نافرمانی کے سبب بارگاہ خداوندی سے لعنت وپھٹکار کے ساتھ دھتکارا گیا۔ اس روز سے اس نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ بندگان خدا کو ہر طرح سے بہکاتا رہوں گا اور وہ حسب وعدہ وقسم اپنے مشن پہ دن رات محنت کر رہا ہے۔ اکثریت کے دل میں سرے سے ہی اسلام سے دوری کا شر ڈالنے میں کامیاب رہتا ہے تو خود مسلمانوں کے دلوں میں بھی اسلام اور اس کے احکامات کے حوالہ سے گمراہ فکری کے وساوس اور بدعملی کے ذرائع پر زور صرف کرتا رہتا ہے۔ اسلام چونکہ خالی عبادت کا ہی دین نہیں بلکہ جامع نظام حیات، دستور العمل ہے ایک مستحکم حکومت اسلامی کے ذریعہ وہ اپنے جملہ قوانین کے نفاذ کا حکم دیتا ہے ان مجموعہ قوانین میں حدود وتعزیرات کا منظم نفاذ بھی شامل ہے۔ جن کا مقصد اصلاح معاشرہ، چادر وچار دیواری کا تحفظ، انسانی جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت کو یقینی بنانا اور امن وامان برقرار رکھنا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر حکومت وملک / معاشرہ اپنی اپنی حدود میں رہ کر ان مذکورہ امور کے لئے اپنے اپنے مذہبی یا معاشرتی رجحانات کے مطابق قوانین وضع کرتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اپنے قوانین کے نفاذ کے باوجود مطلوبہ مقاصد حاصل کر پاتے ہیں یا نہیں؟ یا پھر انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین میں کہاں سقم اور کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ یہ فی الحال ہمارا موضوع نہیں ہمارا ہدفِ مضمون یہ ہے کہ اسلام کے نافذ کردہ قوانین خداوندی واحکام (حدود اللہ وتعزیرات) کے ذریعہ سے اصلاح معاشرہ کس حد تک ممکن ہوسکتا ہے اور ان سزاؤں میں بظاہر سختی اور شدت کی کیا حکمت ہے؟ یاد رکھئے! حدود اللہ خالص ان خدائی قوانین کا نام ہے جن کی تعین مقدار بھی منجانب اللہ ہی ہے ان میں کمی بیشی یا تبدیلی کی اتھارٹی کسی قوت (یا پارلیمنٹ / شوریٰ / حکمران) کے پاس نہیں ہے۔

تعزیرات کے اصولی قوانین بھی شریعت الٰہیہ کے ہی وضع کردہ ہیں تاہم ان کے بعد از ثبوت یا عدمِ ثبوت کے حوالہ سے قوت نافذہ حکومت وقت کے ذریعے جوڈیشری (ججز) کے پاس ہوتی ہے کہ وہ ملزم کے واقعاتی احوال کی تصدیق یا عدم ثبوت پر کیا فیصلہ صادر کرتے ہیں ۔ حدوداللہ و تعزیرات کے نفاذ کا مقصد جرائم کا خاتمہ کرتے ہوئے معاشرہ کی اصلاح ہے کسی نظام میں جاری کردہ سزائیں اگر جرائم کی شرح کم کرنے کی بجائے مجرمین کو مزید جری بنادیں یا جرائم کی حوصلہ افزائی کا باعث بن رہی ہوں تو کیا ان پر لفظ سزا کا اطلاق درست ہوگا؟ ہرگز نہیں ۔ اسلام سزا کے نفاذ سے قبل کے تمام پراسیس (طریقہ کار) کی تحقیقات کو شفاف بنانے کے حوالہ سے سخت ہدایات دیتا ہے ۔نظام شہادت اوراس پر جرح وتزکیہ کو یقینی بناتا ہے اتنی کڑی شرائط اور شفاف تفتیشی ہدایات و پراسیس (طریقہ کار) سے چھن چھن کر جو جرم اپنے پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے تو پھر اسلام معاشرے سے جرم کے اس ناسور کو ختم کرنے کیلئے فقط لفظ سزا نہیں واقعی ایسا احتسابی کوڑا برساتا ہے کہ اس کو مشاہدہ کرنے کے بعد معاشرہ کی باقی کالی بھیڑیں ایسے اقدام سے قبل سو دفعہ سوچنے پر مجبور ہونگی ۔ غیر اسلامی ممالک کے وضع کردہ قوانین میں زیادہ تر اخلاقی جرائم کا خاتمہ تو کیا ہوگا الٹا تحفظ دیا گیا ہے ۔ بے پردگی نیم عریاں لباس کوئی جرم نہیں نہ ہی قابل مواخذہ ہے یہی نرمی معاشرتی بگاڑ اور اخلاقی بے راہ روی کی اصل جڑ ہے ۔ اسلام نے ان دونوں امور (جو جرائم کی ماں سمجھے جاتے ہیں) کو قابل مواخذہ قرار دیتے ہوئے انہیں کے تدارک اورخاتمہ پر اصل زور لگایا ہے ۔ بہر حال اسلامی قوانین پر بعض آزادفکر لوگوں کی طرف سے انگلیاں اٹھائی جاتی ہیں کہ یہ قوانین انتہائی سخت ہیں ،سزائیں وحشیانہ ہیں (معاذاللہ) وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ جو انسان معاشرتی اصلاح میں بگاڑ کا سبب بن جائے انسانی اقدار کی بجائے حیوانی ذہن کے ساتھ وحشت اور درندگی پر اتر آئے تو ایسے خونخوار درندے کو آپ پیار کریں گے یا مل کر اس جانور نما انسان کو نشان عبرت بنائیں گے ۔ انسانوں کی جانوں سے کھیلنے والے کو دہشت گرد سمجھا جاتا ہے اوراس کی سزا سرعام (موقعہ پر) گولی سے بھون ڈالنا ہے (عدالتی پروسیس وٹرائل کا موقع دیے بغیر) لوٹ مار اور ڈاکہ زنی کے مرتکب بے قابو لوگوں کو موقع ملتے ہی گولی ماردینے کا قانون تو

عدل وانصاف کہلائے مگر جو لوگوں کی عزتوں پر ڈاکہ مارے خدائی قوانین کی بغاوت کرے اسلام اس کی جو سزا تجویز کرے وہ وحشیانہ کہلائے (معاذ اللہ) کیا یہ مبنی بر انصاف تجزیہ کہلا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اسلام نے جرائم کی جتنی سزائیں تجویز کی ہیں وہ فطرت کے عین اصولوں کے مطابق، عدل وانصاف کی اعلیٰ مثال ہیں اس کے برعکس غیر اسلامی قوانین وسزائیں جرائم ختم کرنے کی بجائے یا تو انہیں پالتی ہیں (اور حوصلہ افزائی کا باعث بنتی ہیں) یا پھر حد درجہ وحشیانہ ہیں۔ اسلام کا نظام احتساب وسزا ملزم کو پورا پورا دفاعی حق دیتا ہے۔ سزا سے قبل تفتیشی امور کو شفاف رکھنے کی تاکید کرتا ہے۔ ایک چور کو جس نے چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کیا اور جرم ثابت بھی ہوگیا تو اس ہاتھ کو کاٹ دینا (جس نے مال معصوم ومحفوظ پر ہاتھ ڈالا تھا) کیا وحشیانہ سزا ہے؟ یا عبرت آمیز انصاف ہے؟ جس زانی نے چادر اور چار دیواری دونوں کے تقدس کو پامال کرنے کی باغیانہ لوٹ مار (عزت پامال) کی ہے بعد از ثبوت اس درندے کو نشان عبرت بنا دینا اور بقیہ عورتوں کی عزت کو محفوظ کرلینا وحشیانہ سزا کہلانے کی مستحق ہے؟ یا عین انصاف ہے؟ دراصل سزاؤں کا نظام مجرمانہ ذہن کے پھیلاؤ اور باغیانہ فکر کی روک تھام کیلئے بنایا جاتا ہے۔ معاشرے میں سزاؤں کا نفاذ بھی ہو رہا ہو اور مجرمانہ ذہن اور باغیانہ فکر کی جرأت وبے باکی بھی بڑھتی جارہی ہو وہ سزائیں مذاق سے زیادہ کچھ اہمیت نہیں رکھتیں۔ آیئے! ذرا حقیقت پسندانہ جائزہ لیں اور بہت دُور اور پیچھے خلفائے راشدین وصالح (نیک دل حکمرانوں کے دور حکومت میں لوٹنے کی بجائے (وہ دور تو اب قیاس اور مثال کیلئے بطور حجت پیش کرنے کی ہمت نہیں ہورہی ایسا دور اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں ہی دوبارہ لوٹ سکے گا۔ قریب اور موجودہ اسلامی دورِ حکومت کا ہی جائزہ لے لیں ایسے عرب اسلامی ممالک جہاں عملی طور پر شرعی حدود وتعزیرات کا نظام نافذ ہے ان کے ہاں کی شرح جرائم اور ایسے ممالک جہاں عملاً ان کا نفاذ نہیں ان کی شرح جرائم میں 20 فیصد اور 80 فیصد کا فرق ہے۔ یورپ اور بقیہ غیر اسلامی ممالک کے اسلامی ممالک کے ساتھ انصاف پسندی کے تقاضوں سے تقابلی موازنہ/ جائزہ لیں تو 20 اور 100 کا واضح فرق نظر آئے گا۔ قریبی دور میں افغانستان میں جب شرعی سزاؤں کا عملی نفاذ کیا گیا تھا تو وہاں بھی شرح جرائم

100 سے گھٹ کر 10 فیصد تک آ گئی تھی اور دنیا اس پر حیران رہ گئی تھی جو قوم وملک منشیات کی عالمی سمگلنگ میں ایک نمبر شمار ہوتا تھا وہ صفر پر آ گیا تھا۔ یہ سب حقائق ہیں جن کا مشاہدہ کیا جارہا ہے۔ اسلامی حدود وتعزیرات کی سزائیں نظام عدل وانصاف کی وہ بہترین مثال ہیں جن کے نفاذ سے معاشرتی اصلاح یقینی ہے حدِ رجم کا تو کہنا ہی کیا دو چار سزائیں ہی عبرت کے لئے کافی ہیں اور تاریخ شاہد ہے کہ اس قدر کڑی شرائط کے ساتھ زنا کا ثبوت (اتنی کڑی شرائط دنیا کے کسی قانون میں نہیں پائی جاتیں) دورِ نبوت اور دورِ خلفائے راشدین میں بھی نہیں ہوا بلکہ جتنی سزاؤں کا نفاذ ہوا وہ خود احتسابی/خُدا خوفی کے جذبہ سے اعترافِ جرم کے سبب سے ہوا۔ شریعت مطہرہ میں تزکیہ الشہود (گواہوں پر کڑی جرح اور تفتیشِ خاص اور چار گواہوں کی دستیابی) کا سخت قانون موجود ہے۔ ناجائز الزام تراشی اور ایک بے گناہ کو ناحق وناکردہ جرم میں پھنسانے والے شر پسندوں کی پیٹھوں پر حدِ قذف کے 80 دُرے (کوڑے) برسانے کی عبرتناک سزا لاگو ہوتی ہے۔ بتلاؤ اس حوالے سے کرائے کے گواہ دستیاب ہوسکیں گے؟ اپنی بیوی پر خاوند کے الزام کے عدمِ ثبوت پر کسی ایک کے اعترافِ حقیقت سے انکار کی صورت میں لعان کا نظام (باہمی طور پر لعنت کے متعین جملے) نافذ ہیں۔ شراب پی کر معاشرتی وجسمانی تباہی کے مرتکب مجرموں پر بھی حدِ خمر لاگو کی گئی ہے۔ حدود کے علاوہ بقیہ تعزیرات کے پیچھے بھی انفرادی واجتماعی اصلاح کا جذبہ کارفرما ہے اس سارے حقیقت پر مبنی تجزیہ کا مقصد یہ ہے کہ اہل علم اور اہل اصلاح (بااثر طبقہ خصوصاً حکمران) دلائل برحق کے ذریعہ معاشرتی اصلاح کیلئے اسلامی قانون حدود وتعزیرات کے ثمرات وبرکات کی اشاعت کرتے ہوئے ناقابل بیان معاشرتی بگاڑ کے خاتمہ کیلئے تحریکی فکر وجذبہ سے اپنا وزنی کردار ادا کریں اور اس کے عملی نفاذ کو یقینی بنانے کی جدوجہد کریں۔

وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ إِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ۝٩
اور پانچویں مرتبہ کہے کہ بے شک اس پر اللہ کا غضب پڑے اگر وہ سچا ہے۔اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور
وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ ۝١٠ ع
اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ توبہ قبول کرنے والا حکمت والا ہے (تو کیا کچھ نہ ہوتا)۔
إِنَّ الَّذِينَ جَآءُو بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُمْ
بے شک جو لوگ یہ طوفان لائے ہیں تم ہی میں سے ایک گروہ ہے تم اسے اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ وہ
بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ
تمہارے لیے بہتر ہے ان میں سے ہر ایک کے لیے بقدر عمل گناہ ہے اور جس نے ان میں سے سب
وَالَّذِي تَوَلّٰى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝١١ لَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ
سے زیادہ حصہ لیا اس کے لیے بڑا عذاب ہے۔جب تم نے یہ بات سنی تھی
ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوا هٰذَآ
تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے لوگوں کے ساتھ نیک گمان کیوں نہ کیا اور کیوں نہ کہا کہ
إِفْكٌ مُّبِينٌ ۝١٢ لَوْلَا جَآءُو عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا
یہ صریح بہتان ہے۔یہ لوگ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے پھر جب وہ
بِالشُّهَدَآءِ فَأُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُونَ ۝١٣ وَلَوْلَا فَضْلُ
گواہ نہ لائے تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔اور اگر تم پر اللہ کا فضل
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَآ
اور دنیا اور آخرت میں اس کی رحمت نہ ہوتی تو اس چرچا کرنے میں
أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝١٤ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ
تم پر کوئی بڑی آفت پڑتی۔جب تم اسے اپنی زبانوں سے نکالنے لگے اور اپنے مونہوں سے وہ بات کہنی
بِأَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ
شروع کر دی جس کا تمہیں علم بھی نہ تھا اور تم نے اسے ہلکی بات سمجھ لیا تھا حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک
اللّٰهِ عَظِيمٌ ۝١٥ وَلَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُونُ لَنَآ أَنْ
بڑی بات ہے۔اور جب تم نے اسے سنا تھا تو کیوں نہ کہہ دیا کہ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۰۔ قانونِ لعان کے نفاذ کو خدائی فضل و رحمت کے عنوان کا حکیمانہ طرز اسلوب سے بیان (قانون تہمت کے نفاذ کے بعد واقعۂ افک (ام المؤمنین عفیفہ کائنات حضرت عائشہؓ پر جھوٹے الزام سے براءت) کے متعلق سلسلہ وار بیان۔

۱۱۔ جھوٹا واقعہ گھڑنے والے لوگوں کی مذمت کرتے ہوئے اس واقعہ کے نتائج کو خیر سے تعبیر کرنے کا حکمتی طرز سے اظہار۔

(الف) اور ہر شخص کو اپنے کیے کی سزا بھگتنے کے دائمی قانون کا ذکر۔

ب) الزام کی اشاعتی سرپرستی کے بڑے مجرم کے لیے دردناک عذاب کا بیان۔

۱۲۔ اہل ایمان کی (الزام سنتے ہی اس کی فوری تردید نہ کرنے پر) سخت تنبیہی اور احتجاجی اسلوب سے گرفت۔

۱۳۔ الزام لگانے والوں کے (الزام پر چار شہادتی گواہ نہ لانے کی وجہ سے) کے جھوٹے ہونے کا خدائی اعلان۔

۱۴۔ (بالواسطہ) ناموس رسالت کو نشانۂ تہمت بنانے کے سنگین جرم پر سخت نوٹس اور اظہار برہمی کرتے ہوئے خدائی فضل و کرم کے باعث (اور دنیوی قانون سزا کے عملی نفاذ کی وجہ سے) فوری عذابی گرفت سے بچ جانے کا احسانی اظہار۔

نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ

ہمیں تو اس کا منہ سے نکالنا بھی لائق نہیں سبحان اللہ یہ بڑا بہتان ہے۔ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے

اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

کہ پھر کبھی ایسا نہ کرنا اگر تم ایمان دار ہو۔ اور اللہ تمہارے لیے آیتیں بیان کرتا ہے

الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ

اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمانداروں میں

الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ

بدکاری کا چرچا ہو ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٩﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ

اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ نرمی

رَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٠﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ع ۲ ۱۰ ۸

کرنے والا مہربان ہے (تو کیا کچھ نہ ہوتا)۔ اے ایمان والو

لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ

شیطان کے قدموں پر نہ چلو اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلے گا

فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ

سو وہ تو اسے بے حیائی اور بری باتیں ہی بتائے گا اور اگر تم پر اللہ کا فضل

رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰي مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا اور لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢١﴾ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ

کر دیتا ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اور تم میں سے بزرگی اور کشائش والے اس بات پر قسم نہ

اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

کھائیں کہ رشتہ داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیا کریں گے اور انہیں

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

معاف کرنا اور درگذر کرنا چاہیے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کر دے اور اللہ بخشنے والا نہایت

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۵۔ عِفّتِ عائشہ صدیقہؓ پر بلا تحقیق دانستہ زبان درازی یا نا دانستہ الزام تراشی کو آسان معاملہ کے طور پر لینے والے لوگوں کی سخت سرزنش اور اِس سنگین جرم کی خطرناک نوعیت پر خدائی غیرتِ خاص کا اظہار۔

۱۶۔ سنگین الزام تراشی کو سنتے ہی مؤمنین کو سخت ردِّعمل دینے اور اسے صاف جھوٹی تہمت قرار دینے کی فہمائشی نصیحت کا اظہار۔

۱۷۔ آئندہ کے لیے اس طرح کے واقعات کی روک تھام کرنے اور منافقین کی سازشوں پر نظر رکھنے کی خدائی نصیحت کا اظہارِ خاص۔

۱۸۔ علیم و حکیم ذات کی طرف سے نصیحت و احکام کی وضاحت کا احسانی اظہار۔

۱۹۔ فحاشی و بے حیائی کی اشاعت کرنے والوں کے لیے سخت خدائی گرفت و عذاب کا غضبیہ ذکر۔

۲۰۔ رؤف و رحیم ذات کی طرف سے خصوصی فضل و رحمت کا احسانی اظہار (ورنہ تو اس واقعہ میں ملوث سب مجرموں کو دُنیا ہی میں نشانِ عبرت بنا دیا جاتا)

۲۱۔ اہل ایمان کو شیطانی پیروکاری کے نقصانات سے آگاہ کرتے ہوئے اسکی اتباع سے دور رہنے کی خصوصی تلقین اور توبہ و رجوع کی توفیق الٰہی کے حوالہ سے خصوصی فضل و احسان کا بیان۔

منتخب قرآنی واقعات اور واقعۂ افک وعظمت اہلِ بیت

(زیرِ مطالعہ سورۃ النور آیت نمبر ۱۱ تا ۲۰)

قرآن مقدس کوئی معروف معنی کے اعتبار سے تاریخی کتاب نہیں کہ جس میں واقعات کو ہمارے محاورات اور مفہوم کے مطابق نازل کی گیا ہو، اس کی جامعیت مستقل عنوان ہے جس پر بہت کچھ لکھنے کے باوجود بھی کم نظر آئے گا یہ آخری کتاب ہے جس کو اللہ پاک نے رہتی دنیا تک کے لیے آئین خداوندی کے طور پر اتارا اس میں ہر واقعہ مستقل وعظ و درس عبرت ہے اور ہر امر ونہی ایک ہدایت نامہ ہے جس کو کوئی بھی سمجھ پائے تو اس کی نظریاتی وعملی زندگی میں حیران کن انقلاب رونما ہو جائے۔ بلاشبہ اس میں انبیا ورسل /اقوام سابقہ کے ایسے واقعات بیان کیے گیے ہیں، جن پر تاریخ صداقت کے علاوہ کوئی دوسرا عنوان تجویز نہیں ہو رہا، ہر ہر لفظ عبرت وموعظہ اور تنبیہ کا نچوڑ ہے مگر ان واقعات کی حیثیت فقط عرفی مفہوم کے اعتبار سے تاریخی نہیں جو کہ تسلسل سے واقعاتی کڑیاں جوڑنے کے معنی میں لی جاتی ہے۔ بلکہ بقدر ضرورت کسی اہم واقعاتی حقیقت اور اس کے فکری نتائج کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اگلے عنوان کی طرف توجہ مرکوز کر دی جاتی ہے۔ تاہم اصحابِ بصیرت اور اہل علم وفکر ان واقعات کے پسِ منظر اور حقائق کی کڑیاں ملانے اور سمجھانے میں کوئی دشواری بھی نہیں پاتے۔ ہم یہ نکتہ انتہائی اہمیت کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کریں کہ جس اہم تاریخی واقعہ کو بھی باری تعالیٰ قرآن کریم میں بیان فرمائیں کیا وہ معمولی نوعیت کا ہوتا ہے؟ یا پھر اس کی حیثیت بھی عام بیان کردہ واقعات کے مانند ہوگی؟ (معاذ اللہ) ہرگز ایسا نہیں، اللہ پاک نے منتخب واقعات خصوصی پس منظر میں (بعض تکرار کے ساتھ اور بعض ایک ہی بار) اس طرح سے ارشاد فرمائے ہیں کہ گویا ان کی تاریخی حقیقت اور نتائج کا محفوظ رکھنا، ہر آنے والی نسل کے علم میں لانا ضروری تھا، (یہ بیان کردہ نکتہ انتہائی قابل توجہ ہے) افسوس کہ ہم قرآنی قصص (حالات /واقعات) کو بھی عام سطح سے پڑھ سن لیتے ہیں، یوں انکی اہمیتِ خاص ہماری فکر ونظر سے اوجھل رہ جاتی ہے۔ الغرض ہمیں ان خصوصی واقعات کی اہمیت، عظمت اور ضرورت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے دیگر واقعاتِ عظیم کی طرح واقعۂ افک (ام المومنین حضرت سیدہ طاہرہ عائشہ صدیقہؓ پر بہتان تراشی) بھی انتہائی تاریخی اہمیت کا حامل ہے اور اس کے حقائق ونتائج بھی قیامت تک محفوظ کر دیئے

گئے ہیں، واقعہ کیا تھا؟ کس شیطانی گروہ (منافقین خصوصاً رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی) کو اس واقعہ کے حوالے سے جھوٹے پروپیگنڈا کرنے کا موقع ملا۔ اس کی تفصیلات ہمارا اس واسطے موضوع نہیں کہ اس واقعہ کے ضمن میں سب پڑھ سن لیتے ہیں۔ ہماری بطورِ خاص توجہ اس اہم نکتہ پر مرکوز ہے کہ آخر یہ واقعہ اتنا تو اہم ہے کہ جس کو باری تعالیٰ نے قرآنی واقعات کا مستقل حصہ بنا کر تا قیامت اس کو محفوظ فرمایا ہے اس واقعہ کی حساسیت اور اہمیت کو جاننا ضروری ہے قرآن کریم میں چار اہم برگزیدہ شخصیات پر لگنے والے الزامات اور اس کے پس منظر و نتائج کا بیان ملتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت مریمؑ اور امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ حضرت موسیٰؑ پر لگنے والے جھوٹے الزام کے متعلق خود اللہ پاک نے اعلانِ براءت فرمایا، ترجمہ: ''اور پھر اللہ پاک نے موسیٰؑ کو اِن باتوں (الزام) سے بری کر دیا اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی عزت والے تھے'' (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ٦٩)۔ حضرت یوسفؑ پر عزیزِ مصر کی اہلیہ کا بے جا وار (الزام) موقع پر ہی مخصوصی شہادتی حقیقت کے باعث خطا ہو گیا تھا (جھوٹا ثابت ہو گیا تھا) بعد میں خود اس عزیزِ مصر کی اہلیہ کی اعترافی شہادت قرآن کریم نے نقل کر دی ہے، ترجمہ: ''عزیز (بادشاہ) کی بیوی نے کہا کہ اب سچی بات ظاہر ہو گئی۔ میں نے ہی اس (حضرت یوسف) کو پھسلانا چاہا تھا اور وہ (ہر لحاظ سے اپنے موقف و پاکدامنی میں) سچا ہے'' (سورۃ یوسف آیت نمبر ۵۱)۔ حضرت مریمؑ پر لوگوں کی طرف سے انگشت نمائی (الزام تراشی) کا جواب اللہ پاک نے غیر معمولی انداز سے ان کے اپنے صاحبزادے حضرت عیسیٰؑ کی زبان مبارک سے ہی دلوا دیا کہ میری والدہ پاکدامن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان عظیم بندوں پر لگنے والے الزامات کی صفائی کا از خود اہتمام فرما کر ہر طرح کی گرد و غبار کو مکمل جھاڑ دیا کہ وہ عظیم ہستیاں اسی کی مستحق تھیں، اب آیئے امّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ پر لگنے والے بہتان کی واقعاتی حقیقت کی طرف کہ خدا پاک کی طرف سے اس غیر معمولی افسوس ناک سانحہ کا نوٹس اس قدر حساسیت سے کیوں لیا گیا؟ وجہ بڑی واضح ہے کہ ام المومنین پر الزام تراشی اور بہتان پر خاموشی کا مطلب معاذ اللہ خدائی انتخاب کو غلط تسلیم کرنا تھا، آپ کی ازواج مطہرات (اہل بیت) کا چناؤ بھی منجانب اللہ ہی تھا۔ حضرت زینبؓ سے نکاح کے متعلق قرآن میں کہا گیا، ترجمہ: ''ہم نے آپؐ کا نکاح اس (حضرت زینبؓ) سے کرایا'' (سورۃ الاحزاب آیت

نمبر ۳۷)۔ معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات کا چناؤ اللہ پاک کی طرف کیا جاتا رہا۔ اب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان کا مطلب براہِ راست اہل بیتِ رسول اور رسالتِ مآب کی عزت پر حملہ تھا اس پر خدائی غیرت کیوں نہ حرکت میں آتی، دنیا میں جو لوگ/خاندان/قبائل اپنی عزت کے حوالے سے غیر معمولی حساسیت/ردعمل دکھاتے ہیں۔ تو کیا خاتم الانبیاء کا گھرانہ اہل بیت اس غیر معمولی عظمت کا مستحق نہ تھا؟ کہ اُن پر کسی طرح کی جھوٹی الزام تراشی کی اذیت و دکھ براہِ راست امام الانبیاء ﷺ کو پہنچ رہا تھا۔ اور قرآن کریم میں آپ ﷺ کو اذیت/دکھ/تکلیف/گستاخی پر خدائی لعنت و پھٹکار کا واضح اعلان فرمایا گیا ہے، ترجمہ: ''بیشک جو لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اور اُس کے رسول کو اُن کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں تیار کر رکھا ہے اُن کے لئے ذلت کا عذاب'' (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۷)۔ آپ از خود مشاہدہ کرلیں کہ اس مذکورہ آیت کا سیاق و سباق بھی ازواج مطہرات/مومنات ہی کا چل رہا ہے۔ قرآن کریم میں واقعہ افک کی ابتدا ہی عجیب عنوان سے فرمائی گئی گویا اس جھوٹی حقیقت کا پردہ شروع ہی سے چاک کر دیا گیا کہ، ترجمہ: ''بے شک جو لوگ یہ جھوٹ کا طوفان اُٹھا لائے'' (سورۃ النور آیت نمبر ۱۱) کہ اس واقعہ کا ایک ایک جملہ انتہائی، اہم اور قابل غور ہے۔ اس واقعہ کے اثرات و نتائج کو قانونی نقطۂ نگاہ سے بھی انتہائی اہمیت کا حامل سمجھا گیا، جہاں ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی غیر معمولی براءت/تطہیر اور پاکدامنی واضح کی گئی ہے وہاں اصولی و قانونی حقیقت بھی طے کر دی گئی کہ کوئی بھی بے لگام انسان عام مومن مرد و زن پر بھی اسطرح کی بلاثبوت الزام تراشی کی جرات نہ کرے جبکہ مسئلہ اہل بیتِ رسول ﷺ کا تھا اس لئے جھوٹی افواہوں کی تصدیق پر سخت نوٹس لیتے ہوئے تنبیہا ارشاد فرمایا گیا کہ، ترجمہ: ''جب تم نے سنا تھا تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں تو اس کا منہ سے نکالنا بھی لائق نہیں سبحان اللہ یہ بہت بڑا بہتان ہے'' (سورۃ النور آیت نمبر ۱۶)۔ گویا خود باری تعالیٰ نے ڈانٹ پلائی ہے کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کے گھرانہ پر بہتان کو عام انداز سے لیا حالانکہ یہ جھوٹا طوفان اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت قابل گرفت ہے۔ (یہی وجہ ہے کہ بعض بلاتحقیق تبصرہ بازی کے مرتکب حضرات پر دنیوی قانون کے مطابق عملی سزا (اسی دُرّے مارے گئے/حد بھی جاری کی گئی) اور اس امر سے بھی سخت تنبیہ کے ساتھ آگاہ کرنا ضروری سمجھا گیا کہ اگر خدائی فضل و رحمت کے تحت قانون کا نفاذ نہ کیا جاتا تو شاید

سخت خدائی عذاب و گرفت کی لپٹ میں کتنے لوگ ہلاک و برباد ہو جاتے، آگے مزید سخت تنبیہ میں یہ بھی وضاحت فرما دی کہ خدائی نصیحت قیامت تک کے لیے ہے کہ اگر تمہارے اندر ایمانی رمق باقی ہوگی تو اہل بیت رسول ازواجِ مطہرات (و بقیہ اہل بیت) پر کبھی بھی دوبارہ اس طرح کی (معاذاللہ) الزام تراشی کبھی نہ کرنا، گویا صاف فرما دیا کہ ازواج مطہرات و اہل بیتِ رسول اللہ پر غلط الزام لگانے والا کیسے مسلمان کہلا سکتا ہے، خود باری تعالیٰ کی زبانی تنبیہ خاص کے قرآنی جملے (آیات) کو بار بار پڑھ لیجیے اور حقیقت سمجھئے اور اس پر ایمان لائیے کہ اس کے بغیر ہم مسلمان نہیں کہلوا سکتے کیونکہ قرآن کی کسی ایک آیت/حکم کا انکار گمراہی ہے ذرا پڑھیے فرمان باری تعالیٰ، ترجمہ: ''اللہ پاک تمہیں نصیحت فرماتے ہیں کہ پھر کبھی ایسا نہ کرنا اگر تم ایماندار ہو (تو کبھی ایسا نہ کرو گے)'' (سورۃ النور آیت نمبر ۱۷)۔ فیصلہ خود کرلیں کہ ازواج مطہرات کے حوالے سے خاص طور پر ام المومنین حضرت سیدہ عائشہؓ پر الزام تراشی کے متعلق قرآنی نصیحت (خدائی حکم) کے انکار کا مقام کیا ہے؟ قرآن نے تو صاف کہہ دیا۔ یاد رکھیے اس کی خلاف ورزی یا انکار کرنا خدائی حکم سے منہ موڑنا ہے، اسکی مزید تحقیقی تفصیلات علماءِ دین اور اصحاب فتاویٰ سے پوچھ لیجیے۔ بعض لوگوں کو غلط فہمی ہے کہ ان آیاتِ تطہیر میں کسی کو انکار پر زیادہ سے زیادہ فاسق کہا جا سکتا ہے کہ اس واقعہ افک میں بعض صحابہ کرامؓ نے بھی منفی تبصرہ بازی کی تھی، جاننا چاہیے کہ صفائی قلب سے عزت و ناموس امام الانبیاءﷺ کے حوالہ سے نازل کردہ اِن آیاتِ قرآنیہ کا فقط ترجمہ ہی پڑھ لیا جائے تو ہر طرح کے سوال کا واضح جواب مل جاتا ہے۔ جن جن لوگوں نے بالواسطہ یا بلاواسطہ اس واقعہ افک میں کسی طرح سے دانستہ یا بے خبری میں کوئی منفی جملہ کہہ دیا سب کو سزا دیے جانے کے بعد انکی گویا توبہ قبول کر لی گئی اور آئندہ کیلئے سخت ترین تنبیہی نصیحت (وارننگ) جاری کی گئی تھی کہ خبردار اگر مومن ہو تو دوبارہ کبھی ایسی فکر مت اختیار کرنا، ترجمہ: ''اللہ پاک تمہیں نصیحت فرماتے ہیں کہ پھر کبھی ایسا نہ کرنا اگر تم ایماندار ہو (تو کبھی ایسا نہ کرو گے)'' (سورۃ النور آیت نمبر ۱۷)، اس کے بعد مزید گنجائش کیا باقی رہ گئی جو کوئی تاویل کی جا سکے، اس سے قبل پوری آیت کو بار بار پڑھ لیں تو ایک مومن پر خدا خوفی کے جذبہ میں سخت خدائی عذاب کی خبر پر یقینی لرزہ طاری ہو جاتا ہے ایک مومن و مسلمان واضح خدائی حکم سے بغاوت و انکار کی کیسے جرأت کر سکتا ہے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۲۔ قریبی رشتہ داروں کے حوالے سے صلہ رحمی بلا روک ٹوک جاری رکھنے اور ان کی ایذا رسانی وغیرہ کے جواب میں عفو و درگذر کی پالیسی اپنانے کی عزیمت آمیز (طبیعت اور مزاج پر بھاری) نصیحتی اظہار (اور اس عمل پر خدائی مغفرت و رحمت سے نوازنے کا ترغیبی اظہار)

۲۳۔ پاکدامن مومنات پر الزام تراشی کی دُنیوی و اُخروی سزائے خاص کا سخت تنبیہی اظہار و بیان۔

۲۴۔ روزِ محشر انسانوں کے خلاف انہی کے اعضائے خاص کی گواہی کا تنبیہی ذکر۔

۲۵۔ روزِ جزا ہر ایک کو اسکے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملنے اور مشاہدہ احوالِ قیامت پر اعتقادی و دیگر حقائق واضح ہونے کا تنبیہاتی ذکر و بیان۔

۲۶۔ پاکیزہ مزاج مرد و زن (عورت) اور بُرائی پسند مرد و زن کے مابین نکاح کے حوالہ سے ان کی طبعی ترجیحات کا فطری ذوق بیان کرتے ہوئے پاکباز لوگوں کے ہر الزام سے براءت (بری ہونے) و مغفرت اور رزق کریم کا اعلان۔

۲۷تا۲۹۔ مسلمانوں کو دوسروں کے (یا اپنے قریبی رشتہ داروں کے) گھروں میں ملاقات کے لیے جانے اور داخل ہونے کے متعلق خصوصی آداب و ہدایات پر مشتمل نصیحت نامہ کا ذکر۔

رَّحِيمٌ ﴿٢٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا

رحم والا ہے۔ جو لوگ پاک دامنوں بے خبر ایمان والیوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ

لعنت ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ جس دن ان پر ان کی

أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَئِذٍ

زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ اس دن اللہ انہیں انصاف سے

يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ﴿٢٥﴾

پوری جزا دے گا اور جان لیں گے بے شک اللہ ہی حق بیان کرنے والا ہے۔

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ

ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے ہیں اور پاک عورتیں

وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ

پاک مردوں کے لیے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے ہیں وہ لوگ اس سے پاک ہیں جو یہ

وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٢٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ ع ۹

کہتے ہیں ان کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔ اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور کسی کے

حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ

گھروں میں نہ جایا کرو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو یہ تمہارے لیے بہتر ہے

تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ

تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو اندر نہ جاؤ جب تک کہ تمہیں اجازت نہ دی

لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا

جائے اور اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو واپس چلے جاؤ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور جو کچھ تم کرتے

تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ

ہو اللہ جانتا ہے۔ تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جہاں کوئی نہیں بستا ان میں تمہارا

مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٢٩﴾

سامان ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ
ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کو بھی محفوظ رکھیں یہ ان کے لیے
اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۳۰ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ
بہت پاکیزہ ہے بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہ نیچی
مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا
رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو
ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪ وَلَا يُبْدِيْنَ
جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں اور اپنی زینت
زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ
ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں
اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ
یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر
اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ
یا اپنے غلاموں پر یا ان خدمت گاروں پر جنہیں عورت کی حاجت نہیں
مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪
یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں
وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْٓا
اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہوجائے اور
اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۱ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى
اے مسلمانو تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔ اور جو تم میں مُجرّد ہوں اور جو تمہارے غلام
مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ
اور لونڈیاں نیک ہوں سب کے نکاح کرادو اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے
يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۳۲ وَلْيَسْتَعْفِفِ
انہیں غنی کر دے گا اور اللہ کشائش والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور چاہیے کہ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۰ تا ۳۱۔ انسدادِ معصیت (گناہوں سے بچنے) کے لیے مومنین و مومنات کو خصوصی ہدایات و نصائح خداوندی پر عمل کرنے کا تاکیدی، اصلاحی اظہار و بیان (اور اس حوالے سے بعض استثنائی احکام کا ذکر۔

۳۲۔ نکاح کے حاجت مندوں (مرد و زن، آزاد غلام، مطلقہ یا بیوہ کوئی بھی) کے لیے ان کی اہم ضرورت پوری (نکاح) کرنے کا ترغیبی حکم اور اس اقدام پر خدائی اعانتِ خاص (خصوصی نصرت و مدد) کا تسلی آمیز وعدہ۔

پردے کے حوالہ سے اسلامی تعلیمات اور بے پردگی و آوارہ ذہنی کے نتائج بد

(زیر مطالعہ سورۃ النور آیت نمبر ۳۱)

آج کی دنیا کے مسائل اور سوچ وفکر کے پیمانے دورِ قدیم سے واضح مختلف ہیں ۔ وہ معاملات جو پہلے دور میں کوئی سوچنے کا روادار نہیں تھا وہ رونما ہو چکے ہیں ۔ معاشرتی رہن سہن، وضع قطع، تہذیبی اور اخلاقی صورتحال اس حد تک یکسر تبدیل ہو چکی ہے کہ ذی فہم اور صاحب بصیرت لوگ محو حیرت ہیں کہ ایسا منظر دیکھنا ان کے مقدر میں لکھا تھا ۔ مرد وزن کے مابین امتیازی لکیریں مٹا دی گئی ہیں ، شرم وحیاء کے سارئے پردے چاک کردئے گئے ہیں ۔ فہم وبصیرت کی جگہ جذبات نے لے لی ہے ہم مسلمان بھی تقلید مغرب اور تہذیب یورپ میں ان سے شانہ بشانہ آخری حد تک چلنے کیلئے عملاً بے تاب رہتے ہیں ۔ اسلامی روایات کا جنازہ بڑی دھوم سے (معاذ اللہ) نکالا جارہا ہے ۔ عورت کا نیم عریاں لباس اب کوئی اخلاق باختگی نہیں سمجھی جاتی ۔ بلا دھڑک اور بے باکی سے مرد وزن کی باہمی گفتگو خود اعتمادی (Confidence) کی عمدہ مثال کہی جاتی ہے، حالات خواہ اس سے کہیں زیادہ ناگفتہ بہ اور بدترین صورتحال کے آئینہ دار ہوں مگر اسلامی احکامات واخلاقی روایات اپنی جگہ اٹل حقیقت سے موجود ہیں (اور رہیں گی ان شاء اللہ) ۔ جیسے حالات کے بدلنے سے جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ قرار (یا سمجھا) نہیں جاسکتا ایسے ہی بے حیائی اور بے شرمی کے اعلانیہ مظاہروں کو خود اعتمادی نام بھی نہیں دیا جاسکتا، اسلام نے عُریانی فحاشی اور بے حیائی کے تمام لوازمات کو حرام قرار دیتے ہوئے اسے معاشرتی اخلاقی تباہی کا بنیادی جرم اور سبب ٹھہرایا ہے ۔ ایک عورت مکمل لباس اور باپردہ بھی ہو تب بھی قرآنی تعلیم یہ ہے کہ، ترجمہ:۔ مؤمن مردوں سے کہیں کہ اپنی نگاہیں پست (جھکا کر) رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں (سورۃ نور آیت نمبر ۳۰)۔ دوسری طرف عورتوں کو بھی اسی تاکیدی حکم کی تلقین کی گئی ہے کہ عورتوں سے (بھی) کہہ دیں کہ وہ نگاہیں جھکا کر چلا کریں اور اپنی عزت (شرمگاہوں) کی حفاظت کیا کریں اس حکم کی مخفی حکمت بھی واضح ہو رہی ہے کہ عورت اگرچہ مکمل لباس اور پردے میں بھی ہو تب بھی اس کی طرف نگاہ کا اٹھانا فتنے سے خالی

نہیں تو بے پردگی سے فتنہ انگیزی کی اشاعت میں کیا گنجائش باقی رہے گی ؟ بطور خاص آج کل بظاہر نقاب پوش فیشنی برقعے مزید باعث کشش بنا دیے گئے ہیں کہ ان کے پہننے سے مرد کی میلی نگاہ بار بار اس کی طرف اٹھنے کا وہ باعث بنتے ہیں ہر ایسا پرکشش لباس یا برقعہ جو عورت کی جسمانی ساخت یا ظاہری حسن کو نمایاں کرنے یا مردوں کے ان کی طرف میلان کا باعث بنتا ہو وہ بھی ایسا ہی قابل مواخذہ ہے جیسا کہ ظاہری حصوں کو ویسے ہی برہنہ رکھنا۔ برقعوں پر نقش نگاری یا نقابوں کی خصوصی پرکشش ڈیزائننگ اسی زمرے میں آتی ہے۔ بعض پڑھے لکھے جاہل لوگوں کا یہ استدلال کتنا مضحکہ خیز ہے کہ پردہ آنکھ کا ہوتا ہے آنکھ پاک ہونی چاہئے بلکہ دل ودماغ صاف ہونے چاہئیں ظاہری پردوں میں کیا رکھا ہے ؟۔ ان جاہلوں سے کوئی پوچھے آپ اس حقیقت سے زیادہ باخبر ہیں یا وہ ذات اقدس جو ساری کائنات سمیت انسان (مرد وزن) کا خالق ہے ؟ اسی کی طرف سے مرد وعورت دونوں کو آنکھ کے جھکا کر رکھنے اور مکمل لباس کے پردہ کا حکم فرمایا ہے یعنی عورت لباس میں اپنے سارے جسم کو مخفی رکھے۔ ہاں مگر ذی رحم رشتہ داروں (اور شوہر سمیت) کی ایک ترتیب وار قرآن کریم میں لسٹ بیان کی گئی جن کے سامنے عورت شرم وحیاء کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے زیب وزینت کے اظہار پر نا قابل مواخدہ ٹھہرائی گئی ہے۔ آج معاشرتی بے راہ روی کی بنیادی وجہ عورت کی آوارہ ذہنی بے پردگی اور عریانی و فحاشی ہے۔ یہ جسم اس کی اپنی تخلیق نہیں کہ مرضی بھی اسی کی ہی چلے، خالق کائنات نے ہی سب کچھ تخلیق فرمایا ہے ہم پر اصل حکمرانی اسی کی ہے اور اس کے قانون کی اطاعت کے ہم پابند ہیں۔ انسانی ہدایت اور اصلاحی قوانین کے سرچشمہ قرآن کریم میں عورتوں کے حقوق اور پردہ داری کا ذکرِ خاص بلکہ ان سے موسوم مستقل عنوانات پر مبنی دونوں سورتوں کا نزول ہوا (سورۃ النساء، سورۃ الطلاق)۔ جب ایک چیز بلا ضرورت ظاہر ہی نہ کی جائے گی تو کسی کو چوری یا ڈاکہ مارنے کی کیسے جرأت ہوگی۔ کیا کوئی مرد عورت اپنے گھر میں موجود سونے چاندی ہیرے جواہرات اور اپنی مخفی دولت کا لوگوں کے سامنے اظہار کرتا ہے ؟ اگر کوئی ایسی حماقت کرتا ہے تو اگلے دن چوری یا ڈاکہ ڈالنے کا خود سے موقع فراہم کرتا ہے۔ اسلام عورت کی عزت کو قیمتی سرمایہ سمجھتے ہوئے

اس کی مخفی حفاظت اور پردہ داری کا تاکیدی حکم دیتا ہے تاکہ کسی آوارہ فکر ڈاکو کو چادر اور چار دیواری کے تقدس پامال کرنے کا موقع ہی نہ مل سکے۔ ایک عورت جب خود سے اپنی زیب و زینت کے ساتھ مزین پرکشش سمیت بے پردہ ہوکر گھر سے باہر قدم رکھے گی تو بقیہ معاشرتی بے راہ روی سے وہ خود کو کیسے محفوظ رکھ سکے گی؟ آوارہ فکر لوگوں کی نظر میں پردہ (معاذ اللہ) تنگ نظری اور ترقی کے راستے میں رکاوٹ کا باعث ہے۔ اگر وہ ترقی سے مراد بے حیائی و بے شرمی پر مبنی معاشرتی بے راہ روی کا بلند گراف لیتے ہیں تو بلا شبہ اسلامی تعلیمات ایسی فکری گمراہی کے آگے مزاحمت (رکاوٹ) کرتی ہیں اور اگر ملازمت یا ناگزیر خدماتی سروسز کے ذرائع (ایجوکیشن وغیرہ) کا تعلق ہے تو اسلام مخصوص شرائط کی پابندی کے ساتھ اس کی نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ بعضے حالات میں ضروری قرار دیتا ہے۔ پردہ بے حیائی میں رکاوٹ اور عزت کا محافظ ہے۔ بے پردگی فحاشی عریانی کی راہ کھولنے اور معاشرتی بے راہ روی کا سب سے زیادہ خطرناک شیطانی جال ہے جس کے نتائج بد ساری دنیا دیکھ رہی ہے بلکہ اس بے پردگی کی وجہ سے لگی آگ گھریلو خاندانی نظام اور معاشرے جل کر خاکستر اور تباہ ہو رہے ہیں۔ لیکن شیطانی میڈیا اس پر الٹا پیٹرول ڈال کر اس کے اشتعال انگیزی کو بڑھانے میں دن رات ایک کئے ہوئے ہے۔ اصولِ غیرت کی حوصلہ شکنی جب کہ بے شرمی و بے حیائی کے اقدامات کی بھرپور حوصلہ افزائی (کوریج) کی جارہی ہے۔ مگر تمام تر حشر سامانیوں کے باوجود اصحاب فہم وبصیرت اہل علم کی ذمہ داری ہے کہ اس لگی آگ کو بجھانے کیلئے اپنی ممکنہ جدوجہد جاری رکھیں جس کے وہ مکلف (ذمہ دار) ہیں۔ باقی نتائج کا لازماً برآمد ہونا ہمارے موضوع سے باہر ہے۔ زیادہ دُور کی بات نہیں کہ والدین، بھائی، خاندان اور معاشرے کے ذی ہوش افراد اپنی بیٹیوں، بہنوں اور خاندان کی بقیہ عورتوں کے حوالہ سے اتنے حساس ہوتے ہیں کہ کسی بہن بیٹی کو گھر کے دروزے یا چھت سے تانک جھانک برداشت نہیں کرتے تھے۔ غیروں کے سامنے بہن، بیٹی کے نمودار ہونے کو خلاف غیرت سمجھتے تھے۔ آج کوئی اس جرأت اظہار کی کسی درجہ میں تاویل کرسکتا ہے کہ جس ماں باپ بھائی وغیرہ نے بہن، بیٹی کو سبق غیرت سکھانا ہے وہ اپنی زیر نگرانی

اپنی بیوی ، بیٹی بھائی اپنی بہن کی نیم عریاں لباس میں بازار سے شاپنگ اور پارک میں سیر وسیاحت کروا رہے ہیں تو نئی نسل سے اس اخلاقی شرعی غیرت کے نکالنے کا ذمہ دار کس کو ٹھہرایا جائے ۔اس کا جواب ماں باپ ، بھائی اور خاندان کے ذی عقل افراد دوسروں کی بجائے خود سے کریں تو حقیقت کے آشکارا ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی اور اصحاب علم وفہم اگر بیانات میں واقعات اور قصوں کے ذریعے اپنے آپ اور قوم کو بہلانے سے فرصت حاصل کرسکیں تو وہ بھی مسلمان قوم کی اخلاقی تربیت کرنے کا فرض منصبی کا احساس کرتے ہوئے اس بے راہ روی کے عام ہونے کے اسباب کا ضرور جائزہ لیں ۔شکریہ!

الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ
پاک دامن رہیں وہ جو نکاح کی توفیق نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے اور
يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ
تمہارے غلاموں میں سے جو لوگ مال دے کر آزادی کی تحریر چاہیں تو انہیں لکھ دو بشرطیکہ ان میں
خَيْرًا ۖۗ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ
بہتری کے آثار پاؤ اور انہیں اللہ کے مال میں سے دو جو اس نے تمہیں دیا ہے اور تمہاری لونڈیاں جو
عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ
پاک دامن رہنا چاہتی ہیں انہیں دنیا کی زندگی کے فائدہ کی غرض سے زنا پر مجبور نہ کرو اور جو انہیں مجبور
مَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ
کرے گا تو اللہ ان کے مجبور ہونے کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۔ اور البتہ
اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ
ہم نے تمہارے پاس روشن آیتیں بھیج دی ہیں اور جن میں تم سے پہلوں کے حالات ہیں اور جو پرہیز
ع ۱۰ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ
گاروں کے لیے نصیحت ہیں۔ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایسی ہے
كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا
جیسے طاق میں چراغ ہو چراغ شیشے کی قندیل میں ہے قندیل گویا کہ موتی کی طرح چمکتا ہوا
كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا
ستارا ہے زیتون کے مبارک درخت سے روشن کیا جاتا ہے نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ
غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ
مغرب کی طرف اس کا تیل قریب ہے کہ روشن ہو جائے اگرچہ اسے آگ نے نہ چھوا ہو روشنی پر روشنی
يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ
ہے اللہ جسے چاہتا ہے اپنی روشنی کی راہ دکھاتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے
وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ
اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ ان گھروں میں جن کی تعظیم کرنے اور ان میں اس کا نام یاد کرنے کا

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۳۔ نکاحی ضروریات پر قدرت حاصل ہونے تک اپنے آپ کو قابو میں رکھنے کا تاکیدی اظہار۔

الف) عقدِ کتابت (مال کے بدلے آزادی حاصل کرنے) کے خواہشمند غلاموں کے متعلق حکمت آمیز نصیحت اور ان سے مالی تعاون کرنے کی ترغیب۔

ج) لونڈیوں کے ذریعہ حصولِ مال کی پست ذہنی اور ان سے جبر و اکراہ کے فعلِ قبیح کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے ان کی بے بسی کی صورت میں (ارتکابِ جرم پر) خدائی گرفت کے قانون میں نرمی کا احسانی اشارہ خاص کا ذکر۔

۳۴۔ واضح احکام و ہدایات کے نزول کا احسانی اظہار اور اقوامِ سابقہ کی عبرتی احوال سے تنبیہ حاصل کر کے اپنے اندر خدا خوفی پیدا کرنے کا ناصحانہ اظہار و بیان۔

۳۵۔ آسمان و زمین کے خدائی نورِ خاص کا مثالیاتی طرزِ تفہیم (سمجھانے کے طریقہ کار) سے اظہار و بیان (اور استعمالِ مثال کا بھی حکمتی اظہار)

فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿٣٦﴾ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ
اللہ نے حکم دیا ان میں صبح اور شام اللہ کی تسبیح پڑھتے ہیں۔ ایسے آدمی جنہیں سوداگری اور خرید و فروخت
تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ
اللہ کے ذکر اور نماز کے پڑھنے اور زکوٰۃ کے دینے سے غافل نہیں کرتی اس دن سے ڈرتے ہیں جس
يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿٣٧﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ
میں دل اور آنکھیں اُلٹ جائیں گی۔ تاکہ اللہ انہیں
اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ
ان کے عمل کا اچھا بدلہ دے اور انہیں اپنے فضل سے اور بھی دے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب
بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ
روزی دیتا ہے۔ اور جو کافر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے جنگل میں چمکتی ہوئی ریت ہو جسے پیاسا
الظَّمْاٰنُ مَآءً ۗ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ
پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے اسے کچھ بھی نہیں پاتا اور اللہ ہی کو اپنے پاس پاتا
فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٣٩﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ
ہے پھر اللہ نے اس کا حساب پورا کر دیا اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ یا جیسے گہرے دریا میں
لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ
اندھیرے ہوں اس پر ایک لہر چڑھ آتی ہے اس پر ایک اور لہر ہے اس کے اوپر بادل ہے اوپر تلے بہت
بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ
سے اندھیرے ہیں جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسے کچھ بھی دکھ نہ سکے اور جسے اللہ ہی نے نور نہ دیا ہو اس
اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿٤٠﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي ع
کے لیے کہیں نور نہیں ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں اور زمین کے رہنے والے اور پرند جو پر
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ
پھیلائے اڑتے ہیں سب اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہیں ہر ایک نے اپنی نماز اور
تَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٤١﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ
تسبیح سمجھ رکھی ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۶۔ بیوتِ الٰہی (خدائی گھر، مساجد، عبادت خانے) کے حوالہ سے خصوصی آداب و ہدایات خداوندی کا زوردار حکمی بیان۔

۳۷ تا ۳۸۔ مؤمنین کی صفاتِ حسنہ کا توصیفی اظہار اور ان پر خصوصی فضل و کرم الٰہی کا احسانی ذکر۔

۳۹ تا ۴۰۔ کفار و مشرکین کی اپنے اپنے فکری و عملی نظریات کے پس منظر میں خوش فہمی کا مثالیاتی طرزِ خاص سے تردیدی اظہار و بیان۔

وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿٤٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ

ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا اللہ ہی بادل کو چلاتا ہے پھر اسے ملاتا ہے

ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ وَيُنَزِّلُ مِنَ

پھر اسے تہہ بر تہہ کرتا ہے پھر تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اس کے بیچ میں سے نکلتی ہے اور آسمان سے جوان

السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ

میں اولوں کے پہاڑ ہیں ان میں سے اولے برساتا ہے پھر انہیں جس پر چاہتا ہے گراتا ہے اور جس

عَنْ مَنْ يَشَاءُ ۖ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ﴿٤٣﴾ يُقَلِّبُ اللَّهُ

سے چاہتا ہے روک لیتا ہے قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک آنکھوں کو لے جائے۔ اللہ ہی رات اور

اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ ﴿٤٤﴾ وَاللَّهُ خَلَقَ

دن کو بدلتا ہے بے شک اس میں آنکھوں والوں کے لیے عبرت ہے۔ اور اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے

كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَاءٍ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ ۖ وَمِنْهُمْ مَنْ

بنایا ہے سو بعض ان میں سے اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ان میں سے

يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ ۖ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللَّهُ

دو پاؤں پر چلتے ہیں اور اور بعض ان میں سے چار پاؤں پر چلتے ہیں

مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤٥﴾ لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ مُبَيِّنَاتٍ ۚ

اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ البتہ ہم نے کھلی کھلی آیتیں نازل کر دی

وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٤٦﴾ وَيَقُولُونَ آمَنَّا

ہیں اور اللہ جسے چاہے سیدھے راستہ پر چلاتا ہے۔ اور کہتے ہیں ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے

بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ

اور ہم فرمانبردار ہو گئے پھر ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے

وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ

اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں۔ اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تاکہ ان میں

بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٤٨﴾ وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا

فیصلہ کرے تب ہی ایک گروہ ان میں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور اگر انہیں حق پہنچتا ہو تو اس کی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۱ تا ۴۵۔ مشاہداتی عقلی حقائق و تخلیقی احسانات خاص کے ذریعہ دعوتِ توحید (و اصلاحِ عقیدہ) کا تنبیہاتی اظہار و بیان۔

۴۶۔ اتنے واضح دلائل کے اظہار کے ذریعہ حُجت پوری ہوجانے اور ہدایت کے حوالے سے خدائی تکوینی (مخفی) فیصلے کا ذکر۔

۴۷ تا ۵۰۔ منافق قسم کے لوگوں کے معاملاتی بگاڑ اور اس حوالے سے ان کے من پسند فیصلہ جاتی چاہت کی فکری و عملی، باغیانہ روش کا (واقعاتی حقائق کے پس منظر میں) مذمتی ذکر۔

إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿٤٩﴾ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ

طرف گردن جھکائے آتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک میں پڑے ہیں یا ڈرتے ہیں

أَن يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّمَا ع

اس سے کہ ان پر اللہ اور اس کا رسول ظلم کرے گا بلکہ وہی ظالم ہیں۔ مومنوں کی بات تو

كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ

یہی ہوتی ہے جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ

أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ وَمَن يُطِعِ

کرے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول

اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٥٢﴾

کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہے بس وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُل

اور اللہ کی پکی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آپ انہیں حکم دیں تو سب کچھ چھوڑ کر نکل جائیں کہہ دو قسمیں

لَّا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَّعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٥٣﴾ قُلْ

نہ کھاؤ دستور کے موافق فرمانبرداری چاہیئے بے شک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ کہہ دو

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ

اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو پھر اگر منہ پھیرو گے تو پیغمبر تو وہی ہے جس کا وہ ذمہ دار ہے

وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا

اور تم پر وہ ہے جو تمہارے ذمہ لازم کیا گیا ہے اور اگر اس کی فرمانبرداری کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور

الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٥٤﴾ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

رسول کے ذمہ صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔ اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ

ایمان لائے اور نیک عمل کیے کہ انہیں ضرور ملک کی حکومت عطا کرے گا جیسا کہ ان سے پہلوں کو عطا

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن

کی تھی اور ان کے لیے جس دین کو پسند کیا ہے اسے ضرور مستحکم کر دے گا اور البتہ ان کے خوف کو امن

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۱۔ اُن کے برعکس خالص مؤمنین کی اطاعت شعاری و فرمانبرداری کا توصیفی ذکر۔

۵۲۔ اطاعتِ الٰہی و اتباعِ رسول کرتے ہوئے خداخوفی و تقویٰ کی زندگی اپنانے والوں کے لیے خدائی رضا مندی و حتمی کامیابی کی خوشخبری کا ذکر۔

۵۳تا۵۴۔ منافقین کی (ظاہری) اطاعت آمیز حلفیہ قسموں کا سخت نوٹس (گرفت) اور زبانی جمع خرچ (لفاظی سے اطاعت کی یقین دہانی) کی بجائے واقعی اللہ و رسول کی عملی اطاعت کا تاکیدی حکم، حکم سے اعراض کی صورت میں فقط فریضۂ تبلیغ نبھا دینے کا ناصحانہ اظہار و بیان۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۵۔ دین پر عمل پیرا اہل ایمان کے لیے خلافت ارضی (حکومت و اقتدار) عطا کرنے کا وعدہ اور ان کی بعد از حکومت بنیادی ذمہ داریوں، نیز خوف کو امن سے بدل دینے کی خوشخبری کا ذکر۔

۵۶۔ بنیادی ارکان کی ادائیگی، احکامات خدا اور رسول کی اطاعت رحمتِ الٰہی کا ذریعہ ہونے کا اظہار۔

۵۷۔ غلبۂ حق کے فیصلے میں کفار کی دُنیوی و اُخروی ناکامی کا ذکر (جبکہ مؤمنین کیلئے مستقبل کے حوالے سے تسلی وخوشخبری کا اظہار)۔

(ایک مؤمن کے لیے خدا اور رسول کی اطاعت ہی کامیابی کی اصل منزل ہے۔ اسی سلسلۂ اطاعت کی ایک کڑی مسئلہ اِستیذان (گھر میں آتے وقت اجازت طلب کرنے) پر عمل کرنا بھی ہے۔

۵۸۔ گھریلو خدمت گذار غلام (و نوکر) اور نابالغ لڑکوں کو تین مخصوص اوقات میں اپنے گھر داخلے کے وقت اجازت طلب کرنے کا انتظامی و اخلاقی حکم۔

۵۹۔ بعد از بلوغت لڑکوں کے لیے اجازت کے حوالے سے حکم میں مزید تاکیدِ خاص کا حکم۔

بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۚ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۚ وَمَنْ كَفَرَ

سے بدل دے گا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور جو اس کے

بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

بعد ناشکری کرے وہی فاسق ہوں گے۔ اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو

وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور رسول کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ کافروں کی نسبت یہ خیال نہ کرنا کہ

مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ ع

ملک میں عاجز کر دیں گے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ

اے ایمان والو تمہارے غلام اور تمہارے وہ لڑکے جو ابھی

لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

بالغ نہیں ہوئے تم سے ان تین وقتوں میں اجازت لے کر آیا کریں صبح کی نماز سے پہلے

وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ

اور دوپہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار دیتے ہو اور

الْعِشَاۗءِ ڵ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ

عشا کی نماز کے بعد یہ تین وقت تمہارے پردوں کے ہیں ان کے بعد تم پر اور نہ ان پر کوئی الزام ہے

بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ

تم آپس میں ایک دوسرے کے پاس آنے جانے والے ہو اسی طرح اللہ تمہارے لیے آیتیں کھول کر

اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ

بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور جب تمہارے لڑکے بلوغ کو پہنچ جائیں انہیں بھی

الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذٰلِكَ

اجازت لے کر آنا چاہیے جس طرح کہ ان سے پہلے لوگ اجازت لے کر آتے ہیں اللہ اس طرح

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاۗءِ

تمہارے لیے کھول کر احکام بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور وہ بڑی بوڑھی عورتیں

الّٰتِیۡ لَا یَرۡجُوۡنَ نِکَاحًا فَلَیۡسَ عَلَیۡہِنَّ جُنَاحٌ اَنۡ یَّضَعۡنَ ثِیَابَہُنَّ
جو نکاح کی رغبت نہیں رکھتیں ان پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ اپنے کپڑے اتار رکھیں بشرطیکہ
غَیۡرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیۡنَۃٍ ؕ وَ اَنۡ یَّسۡتَعۡفِفۡنَ خَیۡرٌ لَّہُنَّ ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ
زینت کا اظہار نہ کریں اور اس سے بھی بچیں تو ان کے لیے بہتر ہے اور اللہ سننے والا
عَلِیۡمٌ ﴿۶۰﴾ لَیۡسَ عَلَی الۡاَعۡمٰی حَرَجٌ وَّ لَا عَلَی الۡاَعۡرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا
جاننے والا ہے۔ اندھے پر اور لنگڑے پر اور بیمار پر اور خود تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے
عَلَی الۡمَرِیۡضِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ اَنۡ تَاۡکُلُوۡا مِنۡۢ بُیُوۡتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ
گھروں سے کھانا کھاؤ یا اپنے باپ کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے
اٰبَآئِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اُمَّہٰتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اِخۡوَانِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اَخَوٰتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ
گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے
اَعۡمَامِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ عَمّٰتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اَخۡوَالِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ خٰلٰتِکُمۡ اَوۡ مَا
گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جنکی
مَلَکۡتُمۡ مَّفَاتِحَہٗۤ اَوۡ صَدِیۡقِکُمۡ ؕ لَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَاۡکُلُوۡا جَمِیۡعًا
کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے تم پر کوئی گناہ نہیں کہ مل کر کھاؤ یا الگ
اَوۡ اَشۡتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلۡتُمۡ بُیُوۡتًا فَسَلِّمُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ تَحِیَّۃً مِّنۡ عِنۡدِ
الگ کھاؤ پھر جب گھروں میں داخل ہونا چاہو تو اپنے لوگوں سے سلام کیا کرو جو اللہ کی طرف سے
اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۱﴾ ع ۸ ۱۴
مبارک اور عمدہ دعا ہے اسی طرح اللہ تمہارے لیے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو۔
اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ اِذَا کَانُوۡا مَعَہٗ عَلٰۤی
مومن تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور جب وہ اس کے ساتھ کسی جمع ہونے
اَمۡرٍ جَامِعٍ لَّمۡ یَذۡہَبُوۡا حَتّٰی یَسۡتَاۡذِنُوۡہُ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَسۡتَاۡذِنُوۡنَکَ
کے کام میں ہوتے ہیں تو چلے نہیں جاتے جب تک اس سے اجازت نہ لیں جو لوگ تجھ سے اجازت
اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ ۚ فَاِذَا اسۡتَاۡذَنُوۡکَ لِبَعۡضِ
لیتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں پھر جب تجھ سے اپنے کسی کام کے لیے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۶۰۔ سن رسیدہ (بوڑھی) عورتوں کے لیے مشروط تخفیفی (سہولت و نرمی والا) حکم اور احتیاطی مشورہ کا ذکر و بیان۔

۶۱۔ مسئلہ استیذان کے بعد مخصوص افراد (جن کا ذکر اس آیت میں بطور خاص موجود ہے) کے لیے کھانے پینے کے احکام کے حوالہ سے نرمی و سہولت (اجازت) کا شفقت آمیز حکم۔

”حکومت الٰہیہ اور اس کے لئے نظریاتی جدوجہد“

(زیر مطالعہ سورۃ النور آیت نمبر ۵۵)

یہ ہماری نظریاتی وفکری کمزوری اور کوتاہی کا نتیجہ ہے یا اسلامی حقائق سے مطالعاتی بے خبری کہ ہم آج اسلام کو ایمان وفرائض کی حد تک کچھ معلومات رکھتے ہیں اور بقیہ دینی حوالوں سے ہماری معلومات اور خاص طور پر تاریخِ صداقت کے وہ حقائق جن پر اب تک کی ساری تاریخ متفق ہے، ہم نوے (90) فیصد مسلمان ناواقف ہیں ایسا کیوں ہے؟ یہ ایک چُبھتا ہوا سوال ہے جس کا جواب گو تلخ ہے مگر سچ ہے کہ ہمارے نصابِ تعلیم کی کمزوری اور اس کے حوالہ سے فیصلہ سازی کے ذمہ دار حضرات کی عدم توجہ کے باعث نئی نسل اپنے روشن اور تابناک ماضی سے انتہائی طور پر نابلد (ناواقف ہے)، افسوسناک المیہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کا تعارف اس قدر اختصار کے ساتھ سمیٹ دیا گیا ہے کہ ہماری اکثریت چند نمبروں تک محدود ہو کر رہ گئی اور بقیہ اصحاب علم کی اکثریت اپنے محدود مطالعہ کے ساتھ قدیم اسباق کے تکرار میں اتنے مصروف کار رہے کہ اکثر جدید تقاضوں کے حوالہ سے اسلامی راہنمائی کے فرض منصبی کے ادا کرنے کی ذمہ داری کا لفظ تک سننے کے روادار نہیں ہوتے ۔ خیر ہمیں حقائق واقعیہ کے پس منظر میں جائزہ لینا ہے کہ فرمان الٰہی ہے ،ترجمہ:۔ وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک عمل کیے البتہ ضرور بالضرور خلیفہ بنائیں گے ان کو زمین میں جیسا کہ خلیفہ بنایا ان سے پہلے لوگوں کو اور عطا کریں گے ان کو قوت اس دین میں جو ان کے لئے پسند کیا اور عطا کریں گے ان کو خوف کے بعد امن، میری عبادت کرو اور نہ شریک ٹھہراؤ میرے ساتھ کچھ بھی اور وہ شخص جس نے کفر کیا بعد اس کے پس یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں ۔ (سورۃ النور آیت نمبر ۵۵) ۔ یہ وعدہ برحق اپنی تمام تر جزئیات سمیت ایک دفعہ تو عملاً خلفائے راشدین کے دور میں پورا ہو چکا ہے مزید کے متعلق کوئی حتمی

رائے قائم کرنا اس واسطے مشکل ہے کہ بعد میں آج تک جتنی حکومتیں آئیں وہ گو مجموعی طور پر اسلامی حکومتیں کہلائیں مگر کوئی بھی حکمران خلفائے راشدین کی مکمل اتباع نہ کرسکا۔ البتہ بعض حکمران اپنے ذاتی اوصاف میں منفرد خوبیوں کے باوصف ممتاز ثابت ہوئے۔ جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، صلاح الدین ایوبیؒ وغیرہ خاص طور پر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے مختصر دورِ حکومت میں خلفائے راشدین کی جھلک نُمایاں اور خُوب دیکھی گئی۔ تاہم قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور امام مہدی علیہ الرضوان کے دور میں دوبارہ ان شاء اللہ وہی خلافت الٰہیہ دیکھنے کو ملے گی۔ قرآن کریم نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کی ہمہ جہتی عملی اتباع کی تاکیدی تعلیم دی ہے ﴿لقد کان لکم فی رسول اللہ أسوۃ حسنۃ﴾ ہم کھانے پینے لباس نشست وبرخاست اور بقیہ آسان عمل سنتوں کا اہتمام کرنے پر بہت زور دیتے ہیں (جو بہت اچھا ترغیبی طریقہ عمل ہے) مگر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مقدسہ کے ایک مقصد عظیم جس کو منفرد طور پر مہتمم بالشان طرز (تاکیدی اہمیت) سے بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی بعثت کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ تمام ادیانِ باطلہ پر دین حق کو غالب کردیں۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلبہ حق کی عملی جدوجہد کرکے خود راہنمائی فرمائی اور حضرات خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی اتباع میں جہاد اور اقتدار (حکومت) کے ذریعہ حکومت الٰہیہ کو قائم فرمایا۔ دین کی سربلندی ﴿کلمة اللہ هی العلیا﴾ اور حکومت الٰہیہ کا قیام بذریعہ اقتدار کا عنوان وبیان اب ہماری زبانوں پر ثقیل (بوجھل) ہوگیا ہے۔ اس کی کچھ ظاہری وجوہ ہوسکتی ہیں تن آسانی / مصلحت وقت کے نام پر اپنی من پسند عافیت کی راہ، یا واقعی انحراف (خدانخواستہ) کا دور چلنا شروع ہوگیا ہے۔ اکثریت اس عنوان ہی سے خائف ہے یا پھر اس کے نتیجہ میں آنے والی مشکلات کے تحمل کا ہم حوصلہ نہیں رکھتے؟ اگر کوئی (اس راقم جیسا) اس حوالے سے طبعی کمزوری کی وجہ سے معذرت خواہ ہے تو امید یکہ دین کے جس دوسرے شعبے سے عملاً وابستہ ہے وہ اس کے لئے ان شاء اللہ بخشش ورحمت کا

ذریعہ بنے گا یا کوئی ان حالات میں کسی دلیل اجتہادی کی بنا پر دوسری دینی ضروریات کو ترجیح دیتا ہے۔ (لیکن قرآنی حقیقت وحکم کو تسلیم بھی کرتا ہے) تو ان شاء اللہ وہ بھی (عنداللہ) اجر پائے گا۔ مگر یاد رکھیئے کہ دین کی سربلندی کا عملی راستہ اور حکومت الٰہیہ کے قیام کی صبر آزما طویل جدوجہد چونکہ عزیمت وحوصلہ سے عبارت ہے اس لیے مشکل ترین حالت میں بھی اس کو مخلصانہ طریقہ سے جاری رکھنے والے حضرات کی نظریاتی نصرت سب دینی حلقوں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ جیسے بقیہ دین کے شعبوں میں تقسیم کار کے تحت مصروفیت مستحسن عمل کہلاتا ہے ایسے ہی حکومت الٰہیہ کے قیام کے لئے ممکنہ جدوجہد خواہ سیاسی ہو یا نظریاتی طور پر اس کی کوئی دوسری صورت ہو اس میں مصروف کار حضرات کو بھی مستحسن نظروں سے دیکھنا چاہیے بلکہ غنیمت جاننا کہ یہ بھی گویا ایک فرض کفایہ ہے جس کو وہ صاحب عزیمت حضرات نبھا رہے ہیں نہ جانے ہم نے سیاست کو دین سے جدا یا پھر شجر ممنوعہ کیوں سمجھ رکھا ہے؟ ہم جتنے بھی مخلص اور بھر پور محنت کرنے والے بن جائیں مگر خلفائے راشدین اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اخلاص/جدوجہد اور اتباع سنت کے عملی جذبے سے کبھی نہیں بڑھ سکتے۔ وہ حضرات تو جہاد/حکومت/تبلیغ سب شعبوں کو ساتھ لے کر چل رہے تھے۔ ایک ہم ہیں کہ سرے سے بعض فکری وعملی حقائق سے انکار کے مجرم بن کر نہ جانے کونسی دینی خدمت پر اپنے گمان میں خوش ہو رہے ہوتے ہیں اسلام میں اسطرح کے افراط وتفریط بلکہ تفردات کو ہمیشہ قابل اصلاح قرار دیا گیا ہے۔ اپنے کسی شعبہ میں غُلُوّ/تعصب وشدت پسندی کا رجحان ہمارے اہل حق اسلاف میں نہیں پایا جاتا ہر دور میں ہمارے اسلاف نے اپنے طور پر دین کی سربلندی اور غلبہ حق کی مختلف اجتہادی سوچ کے ساتھ کوششیں کی۔ اسلام کی اشاعت کا کوئی متعین طریقہ اب کسی کو وحی کے ذریعہ نہیں بتایا جاسکتا۔ زیادہ سے زیادہ اہل فکر کی باہمی مشاورت سے اکابر کی زیر نگرانی دینی جدوجہد کو عصر حاضر کے تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر ممکنہ حد تک شرعی اصولوں اور حقائق کے مطابق جاری رکھا جاسکتا ہے۔ لیکن اس پر

انحصار واصرار مزید یہ کہ دوسرے طریقہ کار سے (اختلاف رائے کی بجائے سرے سے) انکار ایک غلط فکر بلکہ نظریاتی بگاڑ ہے جس کی اصلاح ضروری ہے۔ عصر حاضر کے صاحب بصیرت اور اس شعبہ عزیمت سے وابستہ حضرات کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ وہ حکومت الٰہیہ کے لئے ممکنہ جدوجہد کو جاری رکھنے کی مساعئ جمیلہ کرتے رہیں۔ نتائج کا کوئی بھی مکلف نہیں مخلصانہ کوشش (درست طریقہ کار سے) پر ان شاء اللہ عنداللہ اجر حاصل ہوگا۔ دین کے تمام شعبوں کو زندہ رکھنا اور تمام تر دینی حقائق اور عصری تقاضوں پر توجہ ونگاہ رکھنا اصحاب علم وتحریکی کارکنوں کی مشترکہ ضرورت ہے۔ اللہ پاک ہمیں اتباعِ سلف صالحین نصیب فرمادے اور خاتمہ بالخیر فرمادے۔ آمین!

شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اجازت مانگیں تو ان میں سے جسے تو چاہے اجازت دے اور ان کے لیے اللہ سے بخشش کی دعا کر اللہ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۶۲ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ
بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کے بلانے جیسا نہ سمجھو اللہ
قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ
انہیں جانتا ہے جو تم میں سے چھپ کر کھسک جاتے ہیں سو جو لوگ اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں
عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۶۳ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ
انہیں اس سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت آئے یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے۔ خبردار
مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ
اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اسے معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جس دن اس کی
ع ۴ ۱۵ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۶۴
طرف پھیر لائے جائیں گے تو انہیں بتائے گا جو کچھ وہ کرتے تھے اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعٌ وَسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۱
وہ بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تاکہ تمام جہان کے لیے ڈرانے والا ہو۔
الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ
وہ جس کی آسمانوں اور زمین میں سلطنت ہے اور اس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ کوئی
لَّهٗ شَرِيْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۲
سلطنت میں اس کا شریک ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اندازہ پر قائم کر دیا۔
وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَ
اور انہوں نے اللہ کے سوا ایسے معبود بنا رکھے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے حالانکہ وہ خود پیدا کیے گئے
لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً
ہیں اور وہ اپنی ذات کے لیے نقصان اور نفع کے مالک نہیں اور موت اور زندگی اور دوبارہ اٹھنے کے بھی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۶۲ تا ۶۳۔ اہل ایمان کے مخصوص تعارف کے پس منظر میں ان کو صحبتِ رسول کے آداب کی رعایت رکھنے کی انتظامی اور اخلاقی تعلیم و تربیت نیز خاتم الانبیاء سے مخاطب ہونے کی آدابِ خاص کا ناصحانہ بیان اور اطاعت خدا اور رسول سے انکار کے خطرناک (دنیوی و اخروی) نتائج کا تنبیہی ذکر۔

۶۴۔ آسمان و زمین کے مالک کے علمِ خاص کے پس منظر میں تنبیہی نصیحتِ خاص کا اظہار۔

سورة الفرقان

۱۔ عظیم بابرکت ذات کیطرف سے اپنے بندۂ مقرب و خاص (خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ) پر نزولِ فرقان (قرآن کریم) کا احسانی و حکمتی اظہار و بیان۔

۲۔ خدائی صفاتِ خاصہ کا توحیدی اعتقاد سے بیان۔

وَّلَا نُشُوْرًا ۝۳ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ۨ افْتَرٰىهُ

مالک نہیں۔اور کافر کہتے ہیں کہ یہ تو محض جھوٹ ہے جسے اس نے بنا لیا ہے

معانقة وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚۛ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۝۴ ۚۛ وَ

اور دوسرے لوگوں نے اس میں اس کی مدد کی ہے پس وہ بڑے ظلم اور جھوٹ پر اتر آئے ہیں۔اور

قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّ

کہتے ہیں کہ پہلوں کی کہانیاں ہیں کہ جنہیں اس نے لکھ رکھا ہے پس وہی اس پر صبح اور شام

اَصِيْلًا ۝۵ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

پڑھی جاتی ہیں۔ کہہ دو کہ اسے تو اس نے نازل کیا ہے جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں جانتا ہے

اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۶ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ

بے شک وہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔اور کہتے ہیں اس رسول کو کیا ہوگیا کہ کھانا کھاتا

الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ

اور بازاروں میں پھرتا ہے اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا کہ اس کے ساتھ وہ

مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝۷ ۙ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَ

بھی ڈرانے والا ہوتا۔ یا اس کے پاس کوئی خزانہ آجاتا یا اس کے لیے باغ ہوتا جس میں سے کھاتا اور

قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝۸ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا

بے انصافوں نے کہا کہ تم تو بس ایک ایسے شخص کے تابع ہوگئے جس پر جادو کیا گیا ہے۔دیکھو تو

لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝۹ ۧ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ ع ۱ ۱۶

تمہارے لیے کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں پس وہ ایسے گمراہ ہوئے کہ راستہ بھی نہیں پا سکتے۔بڑی

شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ

برکت ہے اس کی جو چاہے تو تیرے لیے اس سے بہتر باغ بنا دے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں

وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝۱۰ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ

اور تیرے لیے محل بنا دے۔ بلکہ انہوں نے تو قیامت کو جھوٹ سمجھ لیا ہے اور ہم نے اس کے لیے آگ

بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝۱۱ ۚ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا

تیار کی ہے جو قیامت کو جھٹلاتا ہے۔ جب وہ انہیں دور سے دیکھے گی تو اس کے جوش وخروش کی آواز

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۔ کفار کے معبودان باطلہ کی بے بسی اور عدم قدرت (کسی شے کی قدرت نہ ہونے) کا چشم کشا اعتقادی اظہار۔

۴تا۶۔ کتاب حق (قرآن مقدس) کے حوالہ سے کفار ومشرکین کے بے ہودہ اعتراضات اور اس کا اعتقادی جواب۔

۷تا۹۔ کفار کے مزید بے جا اعتراضات وسوالات کا مذمتی ذکر اور جوابِ حق کا بیان۔

۱۰تا۱۴۔ کفار کے بے جا اعتراضات کے ضمن میں آپ ﷺ کے لیے تسلی آمیز وعدہ اور کفار کی بدعقیدگی کا مذمتی ذکر نیز ان کے لیے دردناک اُخروی عذاب کا غضبیہ اظہار وبیان۔

وَزَفِيرًا ﴿١٢﴾ وَإِذَآ أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿١٣﴾
سنیں گے۔ اور جب وہ اس کے کسی تنگ مکان میں جکڑ کر ڈال دیے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے۔
لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ﴿١٤﴾ قُلْ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ
آج ایک موت کو نہ پکارو اور بہت سی موتوں کو پکارو۔ کہہ دو کیا یہ بہتر ہے
أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَمَصِيرًا ﴿١٥﴾
یا وہ بہشت جس کا پرہیز گاروں کے لیے وعدہ کیا گیا ہے جو ان کا بدلہ اور ٹھکانہ ہوگی۔
لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَآءُونَ خَٰلِدِينَ ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔولًا ﴿١٦﴾
وہاں انہیں جو چاہیں گے ملے گا وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ وعدہ تیرے رب کے ذمہ ہے جو قابل
وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ ءَأَنتُمْ
درخواست ہے۔ اور جس دن انہیں اور ان کے معبودوں کو جمع کرے گا جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے تو
أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰٓؤُلَآءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ﴿١٧﴾ قَالُوا سُبْحَٰنَكَ
فرمائے گا کیا تم ہی نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا وہ خود راستہ بھول گئے تھے۔ کہیں گے تو پاک
مَا كَانَ يَنۢبَغِي لَنَآ أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَآءَ وَلَٰكِن
ہے ہمیں یہ کب لائق تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو کارساز بناتے لیکن تو نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو
مَّتَّعْتَهُمْ وَءَابَآءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًۢا بُورًا ﴿١٨﴾ فَقَدْ
یہاں تک آسودگی دی تھی کہ وہ یاد کرنا بھول گئے اور یہ لوگ تباہ ہونے والے تھے۔ سو تمہارے
كَذَّبُوكُم بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَن
معبودوں نے تمہاری باتوں میں تمہیں جھٹلا دیا سو تم نہ تو ٹال سکتے ہو اور نہ مدد دے سکتے ہو اور جو تم میں
يَظْلِم مِّنكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ﴿١٩﴾ وَمَآ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ
سے ظلم کرے گا ہم اسے بڑا عذاب چکھائیں گے۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے جتنے
الْمُرْسَلِينَ إِلَّآ إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَ
پیغمبر بھیجے وہ کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے اور ہم نے تمہیں
جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ﴿٢٠﴾ ع ۲ ۱۱ ۱۷
ایک دوسرے کے لیے آزمائش بنایا کیا تم ثابت قدم رہتے ہو اور تیرا رب سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۵تا۱۶۔ نافرمانی کی بجائے فرمانبرداری کے نتائج حسنہ اور انعامات کے یقینی وعدۂ الٰہی کا ذکر۔

۱۷تا۱۹۔ روزِ محشر کفار کے خود ساختہ معبودان سے خدائی باز پرس جواباً ان کی حقیقت آمیز وضاحت کا ذکر اور معبودانِ باطلہ سے اعلانِ بیزاری کے بعد خدائی (طنز آمیز) تنبیہ کا برہمی اظہار اور کفار کو انکے کفریہ عقائد کا مزہ چکھانے کا تنبیہاتی بیان۔

۲۰۔ آپ ﷺ سمیت جملہ انبیاء ورسل کی بشریت اور ان کے بشری تقاضوں کا ذکرِ خاص اور اہلِ حق و باطل کا ایک دوسرے کے لیے باعثِ آزمائش ہونے کا حکمتی اظہار اور صبر خاص کا ذکر۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ
اوران لوگوں نے کہا جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہ بھیجے گئے یا ہم
اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ۭ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾
اپنے رب کو دیکھ لیتے البتہ انہوں نے اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھ لیا ہے اور بہت بڑی سرکشی کی ہے۔
يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ
جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے اس دن مجرموں کے لیے کوئی خوشی نہیں ہو گی اور کہیں گے
حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ
آڑ کر دی جائے۔ اور جو عمل انہوں نے کیے تھے ہم ان کی طرف متوجہ ہوں گے پھر انہیں اڑتی ہوئی
هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ
خاک کر دیں گے۔ اس دن بہشتیوں کا ٹھکانا بہتر ہوگا اور دوپہر کی آرام گاہ بھی
مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾
عمدہ ہوگی۔ اور جس دن آسمان بادل سے پھٹ جائے گا اور فرشتے بکثرت اتارے جائیں گے۔
اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾
اس دن حقیقی حکومت رحمٰن ہی کی ہوگی اور وہ دن کافروں پر بڑا سخت ہوگا۔
وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ
اور اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا کہے گا اے کاش میں بھی
الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾
رسول کے ساتھ راہ چلتا۔ ہائے میری شامت کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔
لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ
اسی نے تو نصیحت کے آنے کے بعد مجھے بہکا دیا اور شیطان تو انسان کو رسوا کرنے
خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ
والا ہی ہے۔ اور رسول کہے گا اے میرے رب بیشک میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر
مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَ
رکھا تھا۔ اور ہم اسی طرح مجرموں کو ہر ایک نبی کا دشمن بناتے رہے ہیں اور

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۱ تا ۲۲۔ منکرینِ آخرت کے بے ہودہ مطالبات کا مذمتی ذکر اور سخت لب ولہجہ سے جوابی اظہار و بیان۔

۲۳۔ کفار کے بعض اعمال حسنہ کے وقوعی انجام بد کا عبرتی اظہار۔

۲۴۔ اہل ایمان کے اکرام خاص کا ذکر۔

۲۵ تا ۲۹۔ روز قیامت کی ہولناکی اور اس وقت کفار کے بے موقع اظہار حسرت کا ذکر و بیان۔

۳۰۔ روزِ محشر رسولِ عظیم ﷺ کی بارگاہِ الٰہی میں کفار و مشرکین کے خلاف شکایتِ خاص کا تنبیہاتی ذکر۔

كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿٣١﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ

ہدایت کرنے اور مدد کرنے کے لیے تیرا رب کافی ہے۔اور کافر کہتے ہیں کہ اس پر یکبارگی قرآن کیوں

عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ

نازل نہیں کیا گیا اسی طرح اتارا گیا تا کہ ہم اس سے تیرے دل کو اطمینان دیں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر

رَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ

پڑھ سنایا۔اور جو انوکھی بات تیرے سامنے لائیں گے ہم بھی تمہیں اس کا بہت ٹھیک جواب اور بہت عمدہ

تَفْسِيْرًا ﴿٣٣﴾ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ

حل بتائیں گے۔جو لوگ مونہوں کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالیں جائیں گے یہی برے

شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ

درجے والے ہیں اور بہت ہی بڑے گمراہ ہیں۔اور البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ہم نے اس

جَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿٣٥﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ

کے ساتھ اس کے بھائی ہارون کو وزیر بنایا۔پھر ہم نے کہا تم دونو ان لوگوں کی طرف جاؤ جنہوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿٣٦﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا

ہماری آیتیں جھٹلائی ہیں پھر ہم نے انہیں جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔اور نوح کی قوم کو بھی جب انہوں

الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَّاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ

نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور ہم نے انہیں لوگوں کے لیے نشانی بنا دیا اور ہم نے

عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿٣٧﴾ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ

ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔اور عاد اور ثمود اور کنوئیں والوں کو بھی اور بہت سے دور جو

ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿٣٨﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿٣٩﴾ وَ

ان کے درمیان تھے۔اور ہم نے ہر ایک کو مثالیں دے کر سمجھایا تھا اور سب کو ہم نے ہلاک کر دیا۔اور

لَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا

یہ اس بستی پر بھی گزرے ہیں جس پر بری طرح پتھر برسائے گئے سو کیا یہ لوگ اسے دیکھتے نہیں

يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿٤٠﴾ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ

رہتے بلکہ یہ لوگ مر کر زندہ ہونے کی امید ہی نہیں رکھتے۔اور جب یہ لوگ تمہیں دیکھتے ہیں تو بس تم سے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٣١۔انبیاء و رسل سے کفار کی قدیمی عداوت کا حوالہ جاتی اظہار اور آپ ﷺ کو تسلی کا ذکر۔

٣٢ تا ٣٣۔ تدریجی (آہستہ آہستہ ضرورت کے مطابق) نزولِ قرآن پر کفار کے بے جا اعتراض کا حکمت آمیز جواب۔

٣٤۔روز جزا منکرینِ حق کے انجام بد کا عبرتناک اظہار۔

(حق و باطل کی جاری قدیمی کشمکش کے پس منظر میں گزشتہ دور کی اقوام میں دعوتِ حق کے لیے انبیاء و رسل کی بعثت کا سلسلہ وار ذکر)

٣٥ تا ٣٦۔حضرت موسیٰ و حضرت ہارونؑ کی قوم فرعون کی طرف آمد اور ان کی تکذیبی روش پر سخت خدائی گرفت کا اظہار۔

٣٧۔قوم نوح کی سرکشی اور اس کے انجام بد کا عبرتناک بیان۔

٣٨ تا ٣٩۔قومِ عاد، قوم ثمود، اصحٰب الرس اور دیگر قوموں کی یکے بعد دیگرے (ایک کے بعد دوسری) آمد، عروج و زوال اور تکذیب حق کے نتیجہ میں ہلاکت و بربادی کا عبرتی بیان۔

٤٠۔کفار و مشرکین کے ہلاک شدہ علاقوں کے مشاہدہ کے باوجود عبرت حاصل نہ کرنے کا مذمتی ذکر۔

اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝۴۱ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ

مذاق کرنے لگتے ہیں کیا یہی ہے جسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا۔ اس نے تو ہمیں ہمارے معبودوں سے

اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۭ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ

ہٹا ہی دیا ہوتا اگر ہم ان پر قائم نہ رہتے اور انہیں جلدی معلوم ہوجائے گا جب

الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝۴۲ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ۭ

عذاب دیکھیں گے کہ کون شخص گمراہ تھا۔ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنا خدا اپنی خوہشات نفسانی

اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝۴۳ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ

کو بنا رکھا ہے پھر کیا تو اس کا ذمہ دار ہو سکتا ہے۔ یا تو خیال کرتا ہے کہ اکثر ان میں سے سنتے

اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۭ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝۴۴ اَلَمْ ع

یا سمجھتے ہیں یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ کیا

تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَاۗءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا

تو نے اپنے رب کی طرف نہیں دیکھا کہ اس نے سایہ کو کیسے پھیلایا ہے اور اگر چاہتا تو اسے ٹھہرا رکھتا پھر

الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۝۴۵ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ۝۴۶ وَهُوَ

ہم نے سورج کو اس کا سبب بنا دیا ہے۔ پھر ہم اسے آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹتے ہیں۔ اور وہی ہے

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ

جس نے تمہارے لیے رات کو اوڑھنا اور نیند کو راحت بنا دیا اور دن چلنے پھرنے کے

نُشُوْرًا ۝۴۷ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ

لیے بنایا۔ اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت سے پہلے خوشخبری لانے والی ہوائیں چلاتا ہے

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً طَهُوْرًا ۝۴۸ لِّنُحْيِ ـۧ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ

اور ہم نے آسمان سے پاک پانی نازل فرمایا۔ تاکہ ہم اس سے مرے ہوئے شہر کو زندہ کریں اور اسے اپنی

مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ۝۴۹ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ

پیدا کی ہوئی چیزوں، چارپایوں اور بہت سے آدمیوں کو پلائیں۔ اور ہم نے اسے لوگوں میں بانٹ دیا

لِيَذَّكَّرُوْا ڮ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝۵۰ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ

ہے تاکہ نصیحت حاصل کریں پس بہت سے آدمی ناشکری کیے بغیر نہ رہے۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہر گاؤں

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۱تا۴۲۔ کفار کی امام الانبیاء ﷺ کیساتھ گستاخانہ اور منفی فکری کی روش کا سخت خدائی نوٹس (گرفت) اور ان سے اظہار انتقام کا برہمی ذکر (غصے اور ناراضگی سے بیان)۔

۴۳۔ خواہشات کو معبود بنانے والے بدعقیدہ لوگوں کو خاطر میں نہ لانے کا ناصحانہ اظہار۔

۴۴۔ کفار و مشرکین کی حد سے زیادہ گری ہوئی انتہائی پست فکری (بدعقیدگی) کا برہمی لہجہ سے اظہار و بیان۔

۴۵تا۴۹۔ (اثبات توحید) کے مختلف آفاقی و مشاہداتی دلائل و انعامات خاص کا سلسلہ وار احسانی اظہار و بیان۔

۵۰۔ پانی کی حکمتی تقسیم کا خصوصی احسانی ذکر، اور لوگوں کی اکثریت کے ناشکری و بےقدری کا شکایاتی و مذمتی ذکر۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۱تا۵۲۔ کفار کے بے ہودہ اعتراض کا حکمتی طرز خاص سے جواب دیتے ہوئے قرآنی صداقت و دلائل حق کے ذریعہ باطل لوگوں کے خلاف پوری قوت سے جدوجہد جاری رکھنے کا حکم۔

۵۳تا۵۴۔ حیرت انگیز و خصوصی مشاہداتِ قدرت کے ذریعہ دعوتِ فکر کا احسانی اظہار۔

۵۵۔ مشاہداتی دلائل کے باوجود انکارِ حق اور اپنے ربِ کریم کے مقابلہ میں شیطانی معاونت کا مذمتی ذکر۔

۵۶تا۵۸۔ کفار کی بے ہودہ فکری کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے بے لوث تبلیغِ حق کا فریضۂ رسالت ادا کرتے رہنے اور توکل علی اللہ اختیار کرنے کا ناصحانہ اظہار نیز مجرم لوگوں سے نمٹ لینے کا تنبیہی ذکر۔

۵۹۔ تخلیقِ کائنات کا معجزاتی و احسانی اظہار اور عرش پر استوا (جو اس کی شان کے لائق ہے) کا پُر ہیبت ذکر، نیز حصولِ تحقیق کے لیے کسی باخبر شخص سے رجوع کرنے کا ناصحانہ مشورہ۔

۶۰۔ رحمٰن کو سجدہ کرنے کے حکم پر کفار کی جہالت و لاعلمی پر مبنی فکری پستی کا مذمتی ذکر۔

كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾
میں ایک ڈرانے والا بھیج دیتے۔ پس کافروں کا کہنا مان اس کے ساتھ بڑے زور سے ان کا مقابلہ کر۔
وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ
اور وہی ہے جس نے دو دریاؤں کو آپس میں ملا دیا یہ میٹھا خوشگوار ہے اور یہ کھاری کڑوا ہے
وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ
اور ان دونوں میں ایک پردہ اور مستحکم آڑ بنادی۔ اور وہی ہے جس نے انسان کو پانی سے پیدا کیا پھر اس
الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾ وَيَعْبُدُوْنَ
کے لیے رشتہ نسب اور دامادی قائم کیا اور تیرا رب ہر چیز پر قادر ہے۔ اور وہ اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہیں
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ
جو انہیں نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور کافر اپنے رب کی طرف پیٹھ پھیرنے
ظَهِيْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ
والا ہے۔ اور ہم نے تمہیں محض خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ کہہ دو میں اس پر تم سے
مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى
کوئی مزدوری نہیں مانگتا مگر جو شخص اپنے رب کی طرف راستہ معلوم کرنا چاہے۔ اور تم اس زندہ خدا پر
الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ
بھروسہ رکھو جو کبھی نہ مرے گا اور اس کی تسبیح اور حمد کرتے رہو اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی
ثُمُن خَبِيْرًا ﴿۵۸﴾ ۨ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ
خبردار ہے۔ جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے چھ دن میں بنایا
ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۛ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ
پھر عرش پر قائم ہوا وہ رحمٰن ہے پس اس کی شان کسی خبردار سے پوچھو۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے
لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَ
کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں رحمٰن کیا ہے کیا ہم اسے سجدہ کریں جس کے لیے تو کہہ دے اور اس سے
ع ۱۶/۳ سجدہ زَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ
انہیں اور زیادہ نفرت ہوتی ہے۔ بڑا برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں ستارے بنائے اور اس میں

فِيهَا سِرَاجًا وَّقَمَرًا مُّنِيرًا ﴿٦١﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً

چراغ اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا۔ اور وہی ہے جس نے رات اور دن یکے بعد دیگرے آنے والے بنائے

لِّمَنْ أَرَادَ أَنْ يَّذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ﴿٦٢﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِينَ

یہ اس کے لیے ہے جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے۔ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں

يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَّإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُونَ قَالُوا

چلتے ہیں اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں

سَلٰمًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِينَ

سلام ہے۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور کھڑے ہو کر رات گزارتے ہیں۔ اور وہ

يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ

لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے بے شک اس کا عذاب پوری

غَرَامًا ﴿٦٥﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا

تباہی ہے۔ بے شک وہ برا ٹھکانا اور بری قیام گاہ ہے۔ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی

لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِينَ

نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔ اور وہ جو اللہ

لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ

کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے

اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ

اللہ نے حرام کر دیا ہے اور زنا نہیں کرتے اور جس شخص نے یہ کیا وہ گناہ میں جا پڑا۔ قیامت کے

لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ

دن اسے دگنا عذاب ہوگا اس میں ذلیل ہو کر پڑا رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ

کیے سو انہیں اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں بدل دے گا

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کیے تو وہ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٦١ تا ٦٢۔ خالقِ کائنات کے عظیم آفاقی و مشاہداتی انعامات و احسانات کا ذکرِ خاص (توحید باری کا آفاقی دلائل سے اثبات)

٦٣۔ عاجزی سے چلنے کی ترغیب، اور جاہل لوگوں سے بحث و تمحیص سے پرہیز کا مشورہ۔

٦٤۔ شب بیداری کے ذریعہ عبادتِ الٰہیہ کے کمال درجے کی تحسین و توصیف۔

٦٥ تا ٦٦۔ عذابِ جہنم سے پناہ مانگتے رہنے کی ناصحانہ تلقین و دعا اور وجہِ دعا کا ذکر۔

٦٧۔ اسراف اور بخل کی بجائے اعتدال کے ساتھ انفاق فی سبیل اللہ کی تعریف۔

٦٨ تا ٦٩۔ عقائد میں سے شرک اور اعمال میں سے بطورِ خاص قتلِ ناحق اور فعلِ زنا کے قباحتِ جرم کا بمعہ سخت سزا کا تنبیہی بیان۔

٧٠ تا ٧١۔ توبہ کا دروازہ کھلا رکھتے ہوئے مغفرت کا رحمت افزا اظہار و بیان۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٧٢۔ جھوٹ اور فضولیات سے اعراض کی ناصحانہ تلقین کا لطیف پیرائے سے اظہار۔

٧٣۔ تدبر اور فہم و بصیرت کام میں لانے کی ترغیب۔

٧٤۔ اہل و عیال کے حوالے سے صالح تمنا و دعا کا ترغیبی اظہار۔

٧٥ تا ٧٦۔ عباد الرحمٰن کے اعمالِ صالحہ پر آخرت میں خدائی کرمِ خاص کا احسانی اظہار۔

نوٹ: ان تمام تر مذکورہ صفاتِ حسنہ کے اولین مصداق حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، گویا ہم سب کو اُن کی تقلیدِ محمود کی تاکیدی رہنمائی کرنا بھی مقصود ہے۔

٧٧۔ تکذیبِ حق پر کفار کی (صفتِ خاص کے اظہار کے ساتھ) سرزنش و تنبیہ کا ذکر۔

سورۃ الشعراء

١۔ حروف مقطعات سے آغاز (جن کا حقیقی مفہوم اللہ ہی بہتر جانتے ہیں)۔

٢۔ کتاب (قرآن مقدس) کے واضح اور روشن دلائل و احکام پر تصدیق خداوندی کا ذکر۔

٣ تا ٤۔ خاتم الانبیاء ﷺ اُمت کیلئے بے تاب و غمگین رہتے تھے۔ آپ ﷺ کی باطنی حالتِ زار پر حکمت آمیز تبصرہ جبکہ کفار کے اعراضِ حق کا مذمتی ذکر نیز ان کی تکذیبی روش کے نتائج جلد واضح ہونے کا تنبیہاتی اظہار و بیان۔

إِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ
اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور جو بے ہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب بیہودہ باتوں کے
مَرُّوا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا
پاس سے گزریں تو شریفانہ طور سے گزرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے
صُمًّا وَعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا
سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ ہمارے رب ہمیں ہماری
وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴿٧٤﴾ أُولَٰئِكَ
بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا دے۔ یہی لوگ ہیں
يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ﴿٧٥﴾
جنہیں ان کے صبر کے بدلہ میں جنت کے بالا خانے دیے جائیں گے اور ان کا وہاں دعا اور سلام سے استقبال
خَالِدِينَ فِيهَا ۚ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ
کیا جائے گا۔ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے ٹھہرنے اور رہنے کی خوب جگہ ہے۔ کہہ دو میرا رب
ع ١٧ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۖ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾
تمہاری پروا نہیں کرتا اگر تم اسے نہ پکارو سو تم جھٹلا تو چکے ہو پھر اب تو اس کا وبال پڑ کر رہے گا۔

سُورَةُ الشُّعَرَاءِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ وَسَبْعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ — وَفِيهَا أَحَدَ عَشَرَ رُكُوعًا

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
طسم ﴿١﴾ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ﴿٢﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا
طسم۔ یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں۔ شاید تو اپنی جان ہلاک کرنے والا ہے اس لیے
يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٣﴾ إِنْ نَشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ
کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔ اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایسی نشانی نازل کریں کہ اس کے
أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ ﴿٤﴾ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنَ الرَّحْمَٰنِ
آگے ان کی گردنیں جھک جائیں۔ اور ان کے پاس رحمٰن کی طرف سے کوئی نئی بات نصیحت کی ایسی نہیں
مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ﴿٥﴾ فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ
آئی کہ وہ اس سے منہ نہ موڑ لیتے ہوں۔ سو یہ جھٹلا تو چکے اب ان کے پاس اس چیز کی حقیقت آئے گی

مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑥ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا
جس پر ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔ کیا وہ زمین کو نہیں دیکھتے ہم نے
فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑦ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
اس میں ہر ایک قسم کی کتنی عمدہ چیزیں اُگائی ہیں۔ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر
مُّؤْمِنِيْنَ ⑧ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑨ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ ع
ایمان لانے والے نہیں۔ اور بے شک تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے۔ اور جب تیرے رب نے
مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑩ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ⑪
موسیٰ کو پکارا کہ اس ظالم قوم کے پاس جا۔ فرعون کی قوم کے پاس کیا وہ ڈرتے نہیں۔
قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ⑫ ؕ وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا
عرض کی اے میرے رب میں ڈرتا ہوں کہ مجھے جھٹلا دیں۔ اور میرا سینہ تنگ ہو جائے اور
يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ⑬ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ
میری زبان نہ چلے پس ہارون کو پیغام دے۔ اور میرے ذمہ ان کا ایک گناہ بھی ہے سو میں ڈرتا ہوں کہ
اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ⑭ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ⑮
مجھے مار نہ ڈالیں۔ فرمایا ہرگز نہیں تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ سننے والے ہیں۔
فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑯ ۙ اَنْ اَرْسِلْ
سو فرعون کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم پروردگار عالم کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ یہ کہ ہمارے ساتھ بنی
مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ⑰ ؕ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ
اسرائیل کو بھیج دے۔ کہا کیا ہم نے تمہیں بچپن میں پرورش نہیں کیا اور تو نے ہم میں
فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ⑱ ۙ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَ
اپنی عمر کے کئی سال گزارے۔ اور تو اپنا وہ کام کر گیا جو کر گیا اور تو
اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ⑲ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ⑳ ؕ
ناشکروں میں سے ہے۔ کہا جب میں نے وہ کام کیا تھا تو میں بیخبر تھا۔
فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ
پھر میں تم سے تمہارے ڈر کے مارے بھاگ گیا تب مجھے میرے رب نے دانائی عطا کی اور

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۷۔ قبول حق کے لیے بڑی نشانیوں کے طلبگاروں کو موجود خدائی احسانات و مشاہداتی انعامات پر غور و فکر کی دعوت اور انکارِ حق پر اظہارِ افسوس کا ذکر۔

۸ تا ۹۔ فوری عدمِ گرفت کے پس منظر میں خدائی صفاتِ خاص کا حکمت آمیز بیان (خدائی انعامات اور دعوتِ توحید کے پس منظر میں حضرت موسیٰ کی فرعونیوں کی طرف دعوتِ حق و اصلاحِ احوال کے لیے بعثت کا قدرے تفصیلی ذکر)

۱۰ تا ۱۱۔ حضرت موسیٰ کو ظالم فرعونی قوم کی طرف (اظہارِ حق) کے لیے جانے کا خدائی حکم۔

۱۲ تا ۱۴۔ حضرت موسیٰ کا بعض تحفظاتِ خاص کا اظہار اور اپنے بھائی کو پیغام رسالت میں شامل کرنے کی استدعا (درخواست) جواباً خدائی تسلی و یقین دہانی کا ذکر۔

۱۶ تا ۱۷۔ دونوں (پیغمبر) بھائیوں کو فرعون کے پاس جا کر پیغامِ حق سنانے اور بطورِ خاص قومی آزادی کی (بنی اسرائیلیوں کی غلامی کے خلاف) پُر زور احتجاجی صدا بلند کرنے کا حکم کا ذکر۔

۱۸ تا ۱۹۔ فرعون کا آوازِ حق پر مثبت رد عمل کی بجائے حضرت موسیٰ پر اپنے احسانات گنوانے کا طعن آمیز اظہار۔

جذبۂ اصلاح و دردِ دل

(زیرِ مطالعہ سورۃ الشعراء آیت نمبر ۳)

کوئی انسان خطرناک جنگل یا طویل بیابان وصحرا سے تنہا سفر کرنے (عبور کرنے) کا عزم کیے ہوئے ہوتو سمجھانے والے اسے اس کی دشوار گذاری سے خبردار کرتے ہیں۔ مگر بعض لوگ مہم جوئی میں بڑے حوصلہ مند اور اتنے پُرعزم ہوا کرتے ہیں۔ بلکہ خطرات سے کھیلنے کو شغل قرار دیتے نظر آتے ہیں اور یوں وہ اکیلے جنگل و بیابان سے گذرتے، طوفان کی بھیانک موجوں سے کھیلتے، مزید گرتے پڑتے، چلتے پھرتے ہمالیہ جیسی چوٹی سر کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس میں جذبوں کی اولوالعزمی، استقامت اور بلند حوصلہ اور خونِ دل درکار ہوتا ہے، یہ مثال ہے دنیا کی اس مہم جوئی کی جس کا تعلق فقط ریکارڈ بنانے، شہرت یا جذباتی شغل سے ہے، اس میں کسی ثواب و رضائے الٰہی کا کوئی پہلو پیشِ نظر نہیں ہوتا، اس کے برعکس دینی تحریک، تبلیغ و وعظ، اصلاحی جدوجہد میں جذبے اور دردِ دل کی وہ تپش کام کر رہی ہوتی ہے جو کسی لمحے چین نہیں لینے دیتی، نیند تک نہیں آتی، کھانے پینے اور دیگر معمولات زندگی بے ترتیب ہوکر رہ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم جب صداقتِ حق (قرآن کریم) میں انبیاء ورسل کی تبلیغی و اصلاحی جدوجہد کا جائزہ لیتے ہیں، تو ان کی اُولوالعزمی، ثابت قدمی، حوصلہ مندی اور سخت ترین دشمن ماحول میں تنِ تنہا، جرأت وشجاعت سے تمام تر طوفانوں سے نبرد آزما ہونے کا غیر معمولی دل گردہ رکھنے والے انسان دکھائی دیتے ہیں۔ یا خدایا وہ تیرے کیسے بندے تھے جو تیری رضا اور جذبۂ اصلاح میں اپنا سب کچھ قربان کر کے بھی ''حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا'' کہتے دکھائی دیتے، یا رب ایک دو سال یا نصف صدی کا قصہ نہیں بلکہ ساڑھے نو سو برس تک تیرا اک مقرب ومحبوب بندہ (حضرت نوح علیہ السلام) تیری محبت اور جذبۂ اصلاح کی پُرخطر وادیوں میں دن رات کلمہ توحید لاالہ الااللہ) بلند کرتا رہا اور تمام تر زخم کھا کے بھی بے مزہ نہ ہوتا، اور اگلے دن تازہ دم ہوکر (پہلے سے زیادہ پُرعزم ہوکر) لوگوں کے دروازوں پر اُنہی رستے زخموں کے ساتھ اُنہی ظالم لوگوں کے دروازوں پر دعوتِ حق دیتے نظر آتا ہے۔ یہ دو چار ماہ یا چند سالوں کی دُنیوی مہم جوئی نہ تھی جو بالآخر تھک ہار جاتی ہے اور حوصلے جواب دے جاتے ہیں۔ انبیاء و رسل کی جدوجہدِ حق، جذبۂ جنوں (برحق جنون) کی وہ لازوال داستانیں ہیں۔ جن کی مثال چشمِ فلک نے پھر نہیں دیکھی یہ لفاظی نہیں حقیقت ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے جذبہ دعوتِ

حق کا ذکر سورۃ نوح میں انہی کی اپنی زبانی مذکور ہے، ترجمہ: ''کہا اے میرے رب! میں نے اپنی قوم کو رات اور دن بلایا پھر وہ میرے بلانے سے اور بھی زیادہ بھاگتے رہے'' (آیت نمبر ۶)۔ یہ ایک آدھ مثال نہیں، تقریباً ہر دور میں انبیاء و رسل کو اسی صورتِ حال کا سامنا رہا تھا۔ الغرض راہِ حق و عزیمت میں آج اگر دینی فکر کی دعوت رتبلیغ رجہاد وغیرہ میں اُس سابقہ جیسی مکمل صورتحال کا سامنا تو نہیں، مگر کسی بھی دینی کام میں جذبہ جنوں کی آج بھی ضرورت ہے۔ دنیوی کام بھی سخت محنت کا تقاضا کرتے ہیں، ترجمہ: ''اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اُس نے کمایا'' (سورۃ النجم آیت نمبر ۳۹)۔ گویا یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے آگے اس کا استعمال دین و دنیا کے اعتبار سے الگ الگ نتائج کا حامل ہے۔ مگر دینی جدوجہد میں محنت و مشقت کے ساتھ جذبہ ہمدردی، اخلاص وللّٰہیت، اولعزمی، ثابت قدمی، صبر و حلم بھی ضروری ہے۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ دردِ دل کے حوالہ سے قرآن کریم میں باری تعالیٰ کا فرمان ہے، ترجمہ: ''شاید تو اپنی جان ہلاک کرنے والا ہے اس لیے کہ وہ ایمان نہیں لاتے'' (سورۃ الشعراء آیت نمبر ۳)۔ حد سے بڑھے ہوئے دردِ دل کی کیفیت اور غم پر شفقت بھری تنبیہ خاص اشارہ ہے کہ اصلاح قوم کے حوالے سے پیغمبرِ حق کے باطنی احوال کس قدر جذبۂ درد سے لبریز تھے، ان کے جانشین حضرات علماء، مشائخ و مصلحین کو بھی ہر دور میں اپنے اپنے علاقوں میں قوم و ملت کی اصلاح کے لیے اسی جذبہ صالح کی تقلید میں دعوتِ فکر کو لیکر چلنا ہے۔ بعض اوقات کسی شعبۂ دین سے وابستہ افراد کی طرف سے ایسے درد بھرے کلمات (جو حدِّ اعتدال سے باہر دکھائی دیتے ہیں) سننے کو ملتے ہیں، اسکے پسِ منظر میں بھی عموماً اسی جذبۂ جنوں کا عمل دخل ہوتا ہے، لیکن ایک فرق ہے کہ انبیاء و رسل کے جذبات ہر طرح سے برحق اور حدِ اعتدال کا آئینہ دار ہوتے تھے۔ جبکہ دوسرے افراد خواہ وہ دینی خدمات میں جتنے بھی مخلص اور محنتی ہوں، ان کے فکری جذبات میں افراط و تفریط کا اختلاط ہو جاتا ہے۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر جذبۂ عمل اسوۂ حسنہ ہے باقی عصرِ حاضر کے کسی دینی رہنما کے حدِ اعتدال سے باہر جذبۂ جنوں کو واجب التقلید نہیں بنانا چاہیے۔ اُسے زیادہ سے زیادہ مجذوبیت کا مہذب عنوان دیا جا سکتا ہے۔ (اور مجذوب لوگوں کی اتباع شرعاً درست نہیں کیونکہ وہ معذور شمار ہوتے ہیں) البتہ اتنی بات ثابت شدہ اور مسلمہ ہے کہ دینی جدوجہد میں جذبۂ غم اور دردِ دل سے لبریز دعوتِ فکر و تبلیغ ضروری امر ہے۔ تن آسانی اور سہولت پسندی راہِ حق میں رکاوٹ کا سبب بنتی ہے اور ویسے بھی جذبۂ دردِ دل اور غم خود بھی سہولت پسندی کو اپنے راستہ کا کانٹا سمجھتا ہے۔ اسے تن آسانیوں سے کچھ غرض نہیں ہوتی، وہ شہرت، ریاکاری نمود و نمائش سے آگے

رضائے الٰہی کی لذت سے آشنا فکرِ آخرت کا مجذوب بن کر اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشَ الْاٰخِرَۃ کا نغمہ گن گناتا رہتا ہے۔ یہ وہ اسوۂ حسنہ کی فکری تعلیم ہے، جسے ہم نظر انداز کر کے اکثر ترجیحاتِ دُنیوی کو مطمع نظر بناتے نظر آتے ہیں اور پھر ہمیں اصرار یہ بھی ہے کہ ہم سنتِ رسول اور اسوۂ حسنہ کے عملی ترجمان ہیں یا للعجب! اس فکر کی اصلاح ضروری ہے۔ اسلام اعتدال پسند کے فکر کا امین ہے اس میں تفردات اور افراط وتفریط پر مبنی افکار کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ اسلام کا اجتماعی نظام ہر پہلو کے اعتبار سے جامع حقائق کا آئینہ دار ہے اس کی تعلیمات میں انفرادی انتہا پسندی یا بے اعتدالی کا دُور دُور کوئی دخل نہیں، ایک عالمی، آفاقی، ہمہ جہتی حقیقت پسندانہ اصول پر مبنی معتدل فکر وعمل کا سچا مذہب ہے جو ہر شعبہ عمل میں فکری حقائق کی آنکھیں کھلی رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ دین کے ہر شعبے کو عملی طور پر زندہ رکھنے کے لیے وہی دردِ دل چاہیے۔ جو تبلیغ، دعوتِ حق، ذکر وفکر جہاد وغیرہ میں دیکھا جاتا ہے۔ اسلام کے بعض شعبے فکر و نظر ہر دو اعتبار سے متروک العمل ہو چکے ہیں۔ ان کا احیاء (زندہ کرنا عمل کرنا) فساد امت کے ان مراحل میں ضروری ہے اور اس کی اصل ذمہ داری علمائے وقت، مصلحین ومشائخ پر (ہر دور میں) ہے۔ یاد رکھیے! امر بالمعروف ونہی عن المنکر دینی نکتہ نگاہ سے انتہائی جامع مفہوم کا حامل ہے پورا دین اسی عنوان کے ذیل میں آتا ہے۔ یہ دین دو چار نمبروں کے اردگرد نہیں گھومتا۔ اس کی جامعیت محدثین وفقہاء سے پوچھیے! جنھوں نے ابوابِ دین کی توضیح وتشریح میں اتنی کتابیں لکھی ہیں کہ لائبریوں کا دامن تنگ ہونے لگتا ہے انہوں نے ان ابواب کے ذیل میں کوئی (معاذ اللہ) فضول نغمہ آرائی یا زائد از ضرورت ابحاث نہیں چھیڑیں۔ بلکہ اسی دردِ دل کے ساتھ ان دینی حقائق کو موضوع بحث بنایا ہے۔ جو امت کے انفرادی واجتماعی نظمِ حیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ محدثین کرام وفقہائے عظام کا طبقہ نہ ہوتا تو ہمارا حشر بھی (معاذ اللہ) یہود ونصاریٰ جیسا ہو جاتا (جن کا نوّے فیصد سے زیادہ عقیدہ ونظریہ تحریف کا شکار ہو چکا ہے)، آج امتِ مسلمہ میں دینی عقائد واعمال کا شعور کسی حد تک موجود (محفوظ ہے) تو اس کا سہرا انہی دردِ دل رکھنے والے علماء، مفسرین، محدثین، فقہاء اور حق پرست مصلحینِ اُمت کے سر ہے۔ جن کی فکری ونظریاتی جدو جہد نے دین کے اصل حقائق کا علمی سرمایہ شروع ہی سے محفوظ کر لیا تھا، اور بتوفیقہٖ تعالیٰ دین کی بنیادی اور نظریاتی حقائق کے چشمے (تمام تر) شیطانی ودجالی کوششوں کے باوجود محفوظ چلے آ رہے ہیں اور یوں خدائی وعدہ برحق ترجمہ: ''ہم نے ہی خود اِس نصیحت کو اُتارا ہے اور ہم ہی اِس کے محافظ ہیں'' (سورۃ الحجر) کا مشاہدہ ہر مسلمان کر رہا ہے۔ اس کے ظاہری اسباب حفاظت میں ہمارے اکابر واسلاف

کا وہ دردِ دل کام آیا کہ دینی حقائق کی حفاظت کا فریضہ ان کی ذمہ داری ہے۔ اگر اس میں غفلت برتی گئی تو آنے والی نسلیں فکری وعملی انحراف کا شکار ہو جائیں گی۔ کسی بھی وقت اگر دینی حقائق کے بیان میں کوئی بڑے سے بڑا عالم، شیخ وقت، واعظ افراط وتفریط کا مرتکب ہو رہا ہو تو وقت کے حق پرست علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس غلط فکر وعمل کی پُر زور تردید کیا کریں۔ ورنہ نظریاتی وعملی تحریف کے مشاہدہ پر خاموشی کی سزا کے مستحق ٹھہریں گے۔ دینی حقائق کی حفاظت شخصیات سے اہم ہے نظریات کے تقدس اور ان کی حفاظت میں کوتاہی یا غفلت عند اللہ قابل مؤاخذہ ہے اور اسمیں خودساختہ مصلحت پسندی کا عذر لنگ تلاش نہیں کرنا چاہیے۔ اور یہ حقیقت بھی پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے کہ علماء ومصلحین اور مشائخ کی مثال کسی ادارے کے سربراہ کی طرح ہے جو ادارے کی ہر شے کا نگران ومنتظم ہوتا ہے۔ اسکی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ہر ضرورت پر ہمہ جہتی نگاہ رکھے اور جو امور ادارے کے لیے نقصان دہ ہوتے ہیں۔ ان سے ادارے کو بچا کر رکھے۔ اسلام اور دین کے حوالے سے علماء ومصلحین کی نگاہ اسی پسِ منظر میں دوطرفہ بلکہ ہمہ جہتی ہونی چاہیے کہ نہ صرف اسلام کے ہر شعبہ کو آباد رکھنے کی فکر و درد رکھیں اور کسی وقت اسلامی شعبوں کو غیر اہم یا سرے سے نفی کر رہا ہو تو اس کی بھی سرکوبی کرتے رہیں تاکہ اسلام کی جامع صفات کی پوری طرح حفاظت ہو سکے۔ اس سے صرفِ نظر کرنا بہت بڑی کوتاہی ہے جس کا ازالہ ہر دور میں ضروری ہے۔

مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢١﴾ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ

مجھے رسول بنایا۔ اور یہ احسان جو تو مجھ پر رکھتا ہے اسی لیے تو نے بنی اسرائیل کو غلام

اِسْرَآءِيْلَ ﴿٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٣﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

بنا رکھا ہے۔ فرعون نے کہا رب العالمین کیا چیز ہے۔ فرمایا آسمانوں اور زمین

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿٢٤﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ

اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا پروردگار ہے اگر تمہیں یقین آئے۔ اپنے گرد والوں سے کہا کیا

اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٦﴾ قَالَ

سنتے نہیں ہو۔ فرمایا تمہارا در تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٢٧﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ

بے شک تمہارا رسول جو تمہارے پاس بھیجا گیا ہے ضرور دیوانہ ہے۔ فرمایا مشرق مغرب اور جو ان کے

وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ

درمیان ہے سب کا پروردگار ہے اگر تم عقل رکھتے ہو۔ کہا اگر تو نے میرے سوا اور

اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿٢٩﴾ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ

کوئی معبود بنایا تو تمہیں قید میں ڈال دوں گا۔ فرمایا اگرچہ میں تیرے پاس ایک

بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٣١﴾

روشن چیز لے آؤں۔ کہا اگر تو سچا ہے تو وہ چیز لا

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿٣٢﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا

پھر اس نے اپنا عصا ڈال دیا سو اسی وقت وہ صریح اژدھا ہوگیا۔ اور اپنا ہاتھ نکالا سو اسی وقت وہ دیکھنے

ع ٢ هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿٣٣﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ

والوں کو چمکتا ہوا دکھائی دیا۔ اپنے گرد کے سرداروں سے کہا کہ بے شک یہ

عَلِيْمٌ ﴿٣٤﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا

ماہر جادوگر ہے۔ چاہتا ہے کہ تمہیں تمہارے دیس سے اپنے جادو کے زور سے نکال دے پھر تم

تَاْمُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿٣٦﴾

رائے دیتے ہو۔ کہا اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دو اور شہروں میں چپڑاسیوں کو بھیج دیجیے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٢٠ تا ٢١۔ حضرت موسیٰ کا گزشتہ واقعۂ خاص کے متعلق حقیقت آمیز جوابی اظہار اور بعد میں خدائی عطیہ خاص (نبوت و رسالت کا عطا ہونے) کا احسانی ذکر خاص۔

٢٢۔ فرعون کے احسانات جتلانے کے جواب میں حضرت موسیٰ کا فرعونی ظلم خاص کا جراٴت مندانہ اظہار۔

٢٣۔ فرعون کا پینترا بدلتے ہوئے (سوال کا اصل جواب دینے کی بجائے چالاکی سے دوسرے عنوان کو چھیڑتے ہوئے) رب العالمین کی حقیقت کے بارے میں جاہلانہ سوال۔

٢٤۔ جواب میں حضرت موسیٰ کا اپنے رب کے صفاتی تعارف کا حقیقی اظہار۔

٢٥۔ فرعون کا اپنی قوم کے سامنے حضرت موسیٰ کے جواب کے بارے میں طنزیہ اظہار۔

٢٦۔ حضرت موسیٰ کا الٰہ حقیقی کے متعلق مزید اعتقادی اظہار۔

٢٧۔ اس پر فرعون کا گستاخانہ لہجے سے منفی تبصرہ کا اظہار۔

٢٨۔ حضرت موسیٰ کا مزید صفاتِ الٰہیہ کے حقیقت آمیز اظہار کا ذکر۔

٢٩۔ فرعون کا دھمکی آمیز جوابی بیان۔

٣٠۔ حضرت موسیٰ کا اظہارِ حق کی دلیل پیش کرنے کا پر عزم اظہار۔

٣١ تا ٣٣۔ فرعون کا جوابا نشانی خاص ظاہر کرنے کا چیلنج جس پر حضرت موسیٰ کے اظہارِ حق کی خاص نشانیاں سب کے سامنے ظاہر کر دینے اور اس کے نتیجۂ خاص کا معجزاتی بیان۔

اسلام اور تصور غلامی

(زیر مطالعہ سورۃ الشعراء آیت نمبر ۲۲)

غلامی کا آغاز کب سے ہوا۔ صحیح طور پر کسی کو معلوم نہیں جو کچھ تاریخی کتب میں مذکور ہے محض اندازے اور ایسے منقول حوالے ہیں جو سچائی کی سند سے عاری ہیں البتہ سب سے بڑی معتبر ترین صداقت کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دربار فرعون میں دیگر کفریہ مظالم سمیت بنی اسرائیلی قوم کو غلام بنالینے کے ظالمانہ اقدام کو بھی بھرپور احتجاجی لہجے سے اُٹھایا تھا اس سے پہلے بھی عملاً غلامی کا اقدام کسی قوم کے ہاں پایا جاتا تھا یا نہیں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ کسی حد تک اس تجزیہ سے اتفاق کیا جاسکتا ہے کہ اس کا پس منظر کسی وقت دیگر سزاؤں کی طرح یہ اقدام بھی سزا کے طور پر اٹھایا گیا ہوگا جو دیگر غلط روایات کی طرح آنے والی اقوام میں رواج پاتا گیا۔ جب بھی قوموں کے مابین جنگ ہوتی دوران جنگ دشمن کے جو لوگ گرفتار ہوتے رہتے ان میں سے مردوں کو غلام اور عورتوں کو باندیاں (لونڈیاں) بنالیا جاتا تھا۔ اسلام کا سورج جب طلوع ہوا اس وقت بھی غلامی کا تسلسل جو پیچھے سے چلا آرہا تھا وہ فوری طور پر ختم تو نہ ہوسکا البتہ غلاموں اور لونڈیوں کے انسانی حقوق کا سلسلہ وار آغاز اس طرح کیا گیا کہ غلاموں کے حوالہ سے سابقہ فکری و عملی ظالمانہ اقدام کو ختم کردیا گیا۔ مثلاً دور جاہلیت میں غلاموں کو جانوروں سے بدتر سمجھا جاتا باندیوں کی حقیقت بھیڑ بکریوں سے زیادہ نہ تھی۔ معمولی بات پر ان کو قتل کردیا جانا کوئی جرم نہیں سمجھا جاتا تھا۔ ان کے کوئی حقوق نہ تھے یہ اسلام ہی ہے جس نے آتے ہی غلامی کو انسانیت کا بھرپور احترام دیا ان کے حقوق متعین کئے ان کی عزت وآبرو کو آزاد انسانوں کی مانند قرار دیا۔ ان کے قتل کو آزاد مرد وعورت کی طرح حرام قرار دیا آزادی کی مختلف راہیں دکھائیں مختلف جنایات پر غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کرنے جیسے احکام سے مسلمانوں کو متعارف کروایا۔ غلاموں سے محبت واحترام اور حسن سلوک کی وہ روایات اور مثالیں قائم کیں جو دنیائے انسانیت میں منفرد اور انوکھی کہی جاسکتی ہیں۔ حضرت زیدؓ (جن کا ذکر قرآن مقدس میں ہے) آپ کے آزاد کردہ غلام ہی تو تھے حالت غلامی میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو اتنا پیار ومحبت ملا کہ اپنے باپ کے ساتھ واپس جانے سے انکار کردیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ایک عرصہ تک انکو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ بولا بیٹا سمجھا جاتا رہا اسی وجہ سے انکے صاحبزادے حضرت اسامہؓ آپکے انتہائی لاڈلے اور عزیز ترین گھر کے فرد شمار

کیے جاتے تھے ۔ دورِ جاہلیت کے بعد طلوع اسلام کے آغاز ہی سے غلاموں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ مختلف حیلوں ، بہانوں سے غلامی کا رواج ختم کرنے کی ترغیب دی گئی تو غلامی کو غیر فطری اقدام کی نظر سے دیکھا جانے لگا ۔ یہ فکر و عمل ایک بڑی انقلابی تبدیلی کے طور پر سمجھا گیا ان کو مکاتب بنانے آزاد کرنے کی بھرپور ترغیب (اجروثواب کے ساتھ) دی گئی ۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہ پہلا موقع تھا جب آپ ﷺ کے پاکیزہ دور میں غلامی کے خاتمے کی بنیاد رکھی جارہی تھی ۔ بعدازاں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ کی تعلیمات اور ترغیبات کی روشنی میں ہزاروں کی تعداد میں غلام آزاد کیے ۔ اسلام میں غلاموں اور لونڈیوں کیساتھ حسن سلوک ، اور احترام کو انتہائی اہمیت کے طور پر لیا گیا۔ آج کہنے کو تو شخصی غلامی کے خاتمہ کا دور کہا جاسکتا ہے ۔ مگر فکراً و عملاً تین طرح کی غلامی کا وجود تا حال جاری ہے ۔

(۱)۔ معاشی غلامی : مضبوط معیشت کے حامل طاقتور ممالک نے کمزور ممالک کو اپنا معاشی غلام بنا رکھنے کی پالیسی ابتک لاگو کر رکھی ہے ۔ یاد رکھیئے مقروض قوم قرض دینے والے کے سامنے آنکھ اُٹھانے کی سکت نہیں رکھتی ۔ اس لئے مضبوط ممالک انکو اپنا باج گزار سمجھتے ہیں ۔ اور ان پر اپنے فیصلے مسلط کرتے ہیں جس سے کمزور اقوام (اور ممالک) انکار نہیں کرسکتے یہی مثال انفرادی سطح پر بھی لی جاسکتی ہے ۔

(۲)۔ فوجی غلامی : معاشی طاقت کے نتیجہ میں مضبوط فوجی قوت کے حامل ممالک (واقوام) کمزور دفاع کے حامل ممالک (واقوام) کو اپنے زیرنگیں رکھنے کیلئے جارحانہ وتوسیع پسندانہ اقدامات کرتے رہتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اگر انکے سامنے سر اُٹھایا تو بزورِ قوت کچل دیے جائیں گے ۔

(۳)۔ ذہنی وتہذیبی غلامی : بظاہر مضبوط معیشت اور مضبوط فوجی قوت رکھنے والی اقوام اپنے آپکو بقیہ عالمی اقوام پر بالادست قوت (سپر پاور) قرار دینے کے ساتھ اپنی تہذیب کو بھی بالادست سمجھتے ہیں یوں اپنی بالادستی کے قیام کیلئے وہ کمزور ممالک پر اپنی تعلیمی وتہذیبی پالیسیاں زبردستی نافذ کرنے کے اقدامات کرتے رہتے ہیں ۔ جس کے نتیجے میں کمزور معاشی وفوجی قوت رکھنے والی اقوام (ممالک) بڑی قوتوں سے ذہنی طور پر مرعوب ہونے لگتے ہیں ۔ اور انکے تہذیبی افکار کو مہذب دنیا کے طور پر دیکھنے لگتے ہیں ۔ مذکورہ تینوں طرح کی غلامی (جو فکراً و عملاً ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہیں) تا حال چل رہی ہے

جو شخصی غلامی سے بھی بدتر غلامی کہی جاسکتی ہے۔

(۴)۔ نظاموں کی غلامی: کوئی قوم باوجود اپنے مذہبی پس منظر کے دوسروں کے نظام کے اعتبار سے غلامی اختیار کرتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ بہت ساری اقوام نے غیر مذہبی تعلیمی اور معاشی نظاموں کی وجہ سے ذہنی غلامی اسطور پر اختیار کرلی کہ غیر اسلامی نظاموں کو قبول کرلیا۔ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد سوشلزم، کیمونزم اور مغربی سرمایہ دارانہ نظام کی غلامی کو قبول کئے نظر آتی ہے۔ سودی نظام، جمہوری نظام ہو یا مطلق العنان تصور حکمرانی یہ افکار ونظریات اسلامی نظریات ونظام سے متصادم ہیں۔ یہ بھی ایک طرح کی غلامی ہے اسلام آفاقی وعالمی ضابطۂ نظام حیات کا حامل ہے۔ جداگانہ نظریاتی وعملی افکار کا اعلیٰ ترین مذہب ہے وہ شخصی غلامی کی طرح مذکورہ چاروں طرح کی غلامیوں کا بھی سخت ترین مخالف ہے وہ معاشی اقدامات کی طرح مضبوط فوجی استعداد قوت کی بلند تر تعلیمات واقدامات کا حکم دیتا ہے۔ اور اس حوالے سے کبھی کسی طرح کا معمولی سی ڈکٹیشن بھی ہرگز قبول نہیں کرتا اور نہ ہی مسلمانوں کو دوسروں کی تہذیبی روایات کی نقالی یا مرعوبیت کی اجازت دیتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم شخصی غلامی کی طرح دیگر معاشی، فوجی اور تہذیبی غلامی کو بھی نفرت سے دیکھتے رہیں۔ اور ساری دنیا کو اسلامی تعلیمات میں موجود فکری وعملی حریت سے بھی ہمیشہ آگاہ کرتے رہیں۔

يَأْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿٣٧﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٣٨﴾

کہ تیرے پاس بڑے ماہر جادوگروں کو لے آئیں۔ پھر سب جادوگر ایک مقرر دن پر جمع کیے گئے۔

وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ

اور لوگوں سے کہا گیا کیا تم بھی اکٹھے ہوتے ہو۔ تاکہ اگر جادوگر غالب آجائیں

اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ

تو ہم انہی کی راہ پر رہیں۔ پھر جب جادوگر آئے تو فرعون سے کہا

اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤١﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ

اگر ہم غالب آگئے تو کیا ہمیں کوئی بڑا انعام ملے گا۔ کہا ہاں اور بیشک تم اس وقت

اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٤٢﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿٤٣﴾

مقربوں میں داخل ہو جاؤ گے۔ موسیٰ نے ان سے کہا ڈالو جو تم ڈالتے ہو۔

فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ

پھر انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈال دیں اور کہا فرعون کے اقبال سے

الْغٰلِبُوْنَ ﴿٤٤﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿٤٥﴾

ہماری فتح ہے۔ پھر موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا پھر وہ فوراً ہی نگلنے لگا جو انہوں نے جھوٹ بنایا تھا۔

فَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿٤٦﴾ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٧﴾ رَبِّ

پھر جادوگر سجدے میں گر پڑے۔ کہا ہم رب العالمین پر ایمان لائے۔ جو موسیٰ

مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿٤٨﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّهٗ

اور ہارون کا رب ہے۔ کہا کیا تم میری اجازت سے پہلے ہی ایمان لے آئے بے شک وہ تمہارا استاد ہے

لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِىْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ لَاُقَطِّعَنَّ

جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے سو تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا البتہ میں تمہارا

اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٩﴾

ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹ دوں گا اور تم سب کو سولی پر چڑھا دوں گا۔

قَالُوْا لَا ضَيْرَ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿٥٠﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا

کہا کچھ حرج نہیں بے شک ہم اپنے رب کے پاس پہنچنے والے ہوں گے۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارا رب

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٣٤ تا ٣٧۔ مشائد و دلیل حق پر فرعون کے منفی ردعمل کا بیان اور درباریوں کے مشورۂ خاص کا ذکر۔

٣٨ تا ٤٠۔ وقتِ متعین پر فرعونی جادوگروں کی آمد اور دیگر لوگوں کی حاضری کے لیے منادی (اعلان) نیز فرعونیوں کی اپنی کامیابی کے لیے پُرعزم توقع خاص کا اظہار۔

٤١ تا ٤٢۔ جادوگروں کی کامیابی کی صورت میں صلۂ خاص کی درخواست جواباً فرعون کا انہیں تمغۂ قرب عطا کرنے کا پُرمسرت اعلان۔

رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٥١ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى
ہمارے گناہوں کو معاف کر دے گا اس لیے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ اور ہم نے
اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝٥٢ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ
موسیٰ کو حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو رات کو لے نکل البتہ تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔ پھر فرعون نے شہروں
حٰشِرِيْنَ ۝٥٣ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝٥٤ وَاِنَّهُمْ لَنَا
میں چپڑاسی بھیجے۔ کہ یہ ایک تھوڑی سی جماعت ہے۔ اور انہوں نے ہمیں
لَغَاۗىِٕظُوْنَ ۝٥٥ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝٥٦ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ
بہت غصہ دلایا ہے۔ اور بے شک ہم سب ہتھیار بند ہیں۔ پھر ہم نے انہیں باغوں اور چشموں سے نکال
وَّعُيُوْنٍ ۝٥٧ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝٥٨ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ
باہر کیا۔ اور خزانوں اور عمدہ مکانوں سے۔ اسی طرح ہوا اور ہم نے ان چیزوں کا بنی اسرائیل
اِسْرَاۗءِيْلَ ۝٥٩ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝٦٠ فَلَمَّا تَرَاۗءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ
کو وارث بنایا۔ پھر سورج نکلنے کے وقت ان کے پیچھے پڑے۔ پھر جب دونوں جماعتوں نے ایک
اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝٦١ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ
دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا ہم تو پکڑے گئے۔ کہا ہرگز نہیں میرا رب میرے ساتھ ہے
سَيَهْدِيْنِ ۝٦٢ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ
وہ مجھے راہ بتائے گا۔ پھر ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ اپنی لاٹھی کو دریا پر مار پھر
فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝٦٣ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ
پھٹ گیا پھر ہر ٹکڑا بڑے ٹیلے کی طرح ہو گیا۔ اور ہم نے اس جگہ
الْاٰخَرِيْنَ ۝٦٤ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝٦٥ ثُمَّ
دوسروں کو پہنچا دیا۔ اور ہم نے موسیٰ کو اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو نجات دی۔ پھر
اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝٦٦ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا۔ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے
مُّؤْمِنِيْنَ ۝٦٧ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝٦٨ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ
والے نہیں۔ اور بے شک تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے۔ اور انہیں ابراہیم

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۳تا۵۱۔ آگے رزمِ حق و باطل کے واقعاتی احوال کا سلسلہ وار تفصیلی اظہار و بیان۔

۵۲تا۶۸۔ فرعونی مظالم کے منطقی انجام کا عبرتی اور واقعاتی تسلسل کا مرحلہ وار تفصیلی ذکرو بیان۔

إِبْرٰهِيمَ ﴿٦٩﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا نَعْبُدُ
کی خبر سنا دے۔ جب اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تم کس کو پوجتے ہو۔ کہنے لگے ہم
أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِينَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ
بتوں کو پوجتے ہیں پھر انہی کے گرد رہا کرتے ہیں۔ کہا کیا وہ تمہاری بات سنتے ہیں جب تم
تَدْعُونَ ﴿٧٢﴾ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ﴿٧٣﴾ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا
پکارتے ہو۔ یا تمہیں کچھ نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ کہنے لگے بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو
كَذٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿٧٤﴾ قَالَ أَفَرَءَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٧٥﴾ أَنْتُمْ وَ
ایسا کرتے پایا ہے۔ کہا کیا تمہیں خبر ہے جنہیں تم پوجتے ہو۔ تم اور تمہارے
آبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ﴿٧٦﴾ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِينَ ﴿٧٧﴾
پہلے باپ دادا جنہیں پوجتے تھے۔ سو وہ سوائے رب العالمین کے میرے دشمن ہیں۔
الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ﴿٧٩﴾
جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی مجھے راہ دکھاتا ہے۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔
وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿٨١﴾
اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا۔
وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ﴿٨٢﴾ رَبِّ هَبْ لِي
اور وہ جو مجھے امید ہے کہ میرے گناہ قیامت کے دن مجھے بخش دے گا۔ اے میرے رب
حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصّٰلِحِينَ ﴿٨٣﴾ وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي
مجھے کمال علم عطا فرما اور مجھے نیکوں کے ساتھ شامل کر۔ اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکرِ
الْآخِرِينَ ﴿٨٤﴾ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ﴿٨٥﴾ وَاغْفِرْ لِأَبِي
خیر باقی رکھ۔ اور مجھے نعمت کے باغ کے وارثوں میں کر دے۔ اور میرے باپ کو بخش دے
إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ لَا
کہ وہ گمراہوں میں سے تھا۔ اور مجھے ذلیل نہ کر جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے۔ جس دن مال اور
يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾ وَأُزْلِفَتِ
اولاد نفع نہیں دے گی۔ مگر جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آیا۔ اور پرہیز گاروں

وقف لازم

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۶۹۔ (حضرت موسیٰ سے قبل جد الانبیاء حضرت ابراہیمؑ کے متعلق بعض احوالِ خاص کا ذکر)

۷۰ تا ۷۴۔ حضرت ابراہیمؑ کے اپنی قوم سے بت پرستی کے متعلق سرزنشی مکالمہ کا بیان اور قوم کے جاہلانہ اعتقادی جواب کا ذکر۔

۷۵ تا ۷۶۔ حضرت ابراہیمؑ کا اپنی قوم کی طرف سے بداعتقادی کے اظہار پہ سخت (اصلاحی) ردعمل اور حقیقت آمیز صفاتِ الٰہیہ کے ذریعہ اپنے مضبوط اعتقاد کا دوٹوک اظہار و بیان۔

۸۳ تا ۸۷۔ حضرت ابراہیمؑ کی بارگاہِ الٰہی میں تفصیلی التجا و استدعا کا ذکرِ خاص۔

۸۸ تا ۸۹۔ روزِ محشر مادی وسائل کی بجائے (شرک سے پاک) قلبِ سلیم کام آنے کا تنبیہی بیان۔

الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٩٠﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿٩١﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا
کے لیے جنت قریب لائی جائے گی۔ اور دوزخ سرکشوں کے لیے ظاہر کی جائے گی۔ اور انہیں کہا جائے
كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٩٢﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿٩٣﴾
گا کہاں ہیں جنہیں تم پوجتے تھے۔ اللہ کے سوا کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا بدلہ لے سکتے ہیں؟
فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿٩٤﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿٩٥﴾ قَالُوْا
پھر وہ اور سب گمراہ اس میں اوندھے ڈال دیے جائیں گے۔ اور شیطان کے سارے لشکروں کو بھی۔
وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٩٦﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٩٧﴾ اِذْ
اور وہ وہاں آپس میں جھگڑتے ہوئے کہیں گے۔ اللہ کی قسم بیشک ہم صریح گمراہی میں تھے۔ جب ہم
نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا
تمہیں رب العالمین کے برابر کیا کرتے تھے۔ اور ہمیں ان بدکاروں کے سوا کسی نے گمراہ نہیں کیا۔ پھر
مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ
کوئی ہماری سفارش کرنے والا نہیں۔ اور نہ کوئی مخلص دوست ہے۔ پھر اگر ہمیں دوبارہ جانا ملے تو ہم
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٢﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
ایمان والوں میں شامل ہوں۔ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٤﴾ ع كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ
ایمان لانے والے نہیں۔ اور بے شک تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے۔ نوح کی قوم نے
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٠٥﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٠٦﴾ اِنِّيْ لَكُمْ
پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان کے بھائی نوح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لیے امانت دار
رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٠٨﴾ وَمَآ اَسْـَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ
رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی
اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١١٠﴾
مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔ سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔
قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا
انہوں نے کہا کیا ہم تجھ پر ایمان لائیں حالانکہ تیرے تابع تو کمینے لوگ ہوئے ہیں۔ کہا اور مجھے کیا خبر کہ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۹۰ تا ۹۱۔ جنت کو اہلِ تقویٰ کے اعزاز میں قریب لانے اور جہنم کو (اُس کے بھیانک و المناک مناظر سمیت) کفار کے سامنے لانے کا تنبیہی اظہار۔

۹۲ تا ۹۵۔ کفار و مشرکین کو اس روز سخت خدائی ڈانٹ ڈپٹ کا برہمی ذکر اور ان کے اپنے آقاؤں سمیت تمام دشمنانِ حق کے جہنم میں داخلے کا المناک اظہار و بیان۔

۹۶ تا ۱۰۲۔ جہنم میں کفار کے حسرت آمیز باہمی تنازعہ اور بے موقع اعتراف جرم کا عبرتی ذکر نیز دوبارہ واپس لوٹ کر ایمانی راہ اپنانے کے بے محل اظہار کا بیان۔

۱۰۳ تا ۱۰۴۔ جملہ حقائق کا تجزیہ آمیز اظہار اور لوگوں کی اکثریت کے انکاری روش پر اظہارِ افسوس کا ذکر۔

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١١٢﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿١١٣﴾ وَ
وہ کیا کرتے تھے۔ ان کا حساب تو میرے رب ہی کے ذمہ ہے کاش کہ تم سمجھتے۔ اور
مَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٤﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١١٥﴾ قَالُوْا لَئِنْ
میں ایمان والوں کو دور کرنے والانہیں ہوں۔ میں تو بس کھول کر ڈرانے والا ہوں۔ کہنے لگے
لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿١١٦﴾ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ
اے نوح اگر تو باز نہ آیا تو ضرور سنگسار کیا جائے گا۔ کہا اے میرے رب میری قوم نے
كَذَّبُوْنِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ النصف
مجھے جھٹلایا ہے۔ پس تو میرے اوران کے درمیان فیصلہ ہی کر دے اور مجھے اور جو میرے ساتھ ایمان
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٨﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ
والے ہیں نجات دے۔ پھر ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ بھری کشتی میں تھے بچا لیا۔ پھر
اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ﴿١٢٠﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
ہم نے اس کے بعد باقی لوگوں کوغرق کر دیا۔ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اوران میں سے اکثر ایمان
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٢١﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٢٢﴾ كَذَّبَتْ عَادُ ع ١٨ ١٠
لانے والے نہیں۔ اور بے شک تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے۔ قوم عاد نے
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٢٣﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٢٤﴾ اِنِّيْ لَكُمْ
پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا کہ تم کیوں نہیں ڈرتے۔ البتہ میں تمہارے
رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٢٦﴾ وَمَآ اَسْـَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ
لیے امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا
اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢٧﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ
میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تم ہر اونچی زمین پر کھیلنے کے لیے
اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿١٢٩﴾ وَاِذَا
ایک نشان بناتے ہو۔ اور بڑے بڑے محل بناتے ہو شاید کہ تم ہمیشہ رہو گے۔ اور جب
بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿١٣٠﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٣١﴾ وَاتَّقُوا
ہاتھ ڈالتے ہو تو بڑی سختی سے پکڑتے ہو۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور اس سے ڈرو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

١٠٥ تا ١٢٠۔ حضرت ابراہیمؑ سے قبل حضرت نوحؑ کی اپنی قوم میں انتھک، بے لوث اور طویل ترین اصلاحی جدوجہد، قوم کی طرف سے مسلسل تکذیب و استہزائی روش (ہتک آمیز رویہ) سخت ترین نفرت، اور بدترین عداوت کا اظہار، انجام کار حضرت نوحؑ کی (بعداز اطلاع عذاب) قوم کے خلاف بد دعا کے نتیجہ میں قوم کی عبرتناک ہلاکت، جبکہ اہل ایمان کی نجات کا واقعاتی ذکر وبیان۔

١٢١ تا ١٢٢۔ عبرتناک حالات واقعات سے بھی اکثر لوگوں کے سبق حاصل نہ کرنے کا شکوہ اور اس پس منظر میں خدائی صفات کا واعظانہ اظہار۔

الَّذِیٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَجَنّٰتٍ
جس نے تمہاری ان چیزوں سے مدد کی ہے جنہیں تم بھی جانتے ہو۔ چار پایوں اور اولاد سے۔ اور
وَّعُیُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّیٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ
باغوں اور چشموں سے تمہیں مدد دی۔ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ کہنے لگے تو
عَلَیْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ
نصیحت کر یا نہ کر ہمارے لیے سب برابر ہے۔ یہ تو بس پہلے لوگوں کی ایک
الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّ فِیْ
عادت ہے۔ اور ہمیں عذاب نہیں ہوگا۔ پھر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا تب ہم نے انہیں ہلاک کردیا البتہ
ذٰلِكَ لَاٰیَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ
اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں۔ اور بے شک تیرا رب زبردست رحم
ع الرَّحِیْمُ ﴿۱۴۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ
کرنے والا ہے۔ قوم ثمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان سے ان کے بھائی صالحؑ نے کہا
اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ وَ
کیا تم ڈرتے نہیں؟ میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں
مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۴۵﴾
تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔
اَتُتْرَكُوْنَ فِیْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِیْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّزُرُوْعٍ
کیا تمہیں ان چیزوں میں یہاں بے فکری سے رہنے دیا جائے گا۔ یعنی باغوں اور چشموں میں۔ اور
وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِیْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا فٰرِهِیْنَ ﴿۱۴۹﴾
کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا خوشہ ملائم ہے۔ اور تم پہاڑوں کو تراش کر تکلف کے گھر بناتے ہو۔
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾ وَلَا تُطِیْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِیْنَ
پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور ان حد سے نکلنے والوں کا کہا مت مانو۔ جو
یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ
زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔ کہنے لگے تم پر تو کسی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۲۳تا۱۴۰۔ قوم عاد میں حضرت ہودؑ کی بے لوث اصلاحی محنت، عقائد کی اصلاح پر زور، ان کی مادی ترقی اور ظالمانہ منفی سوچ پر اصلاحی تنبیہ، احسانات الٰہی و خدا خوفی کی بار بار یاد دہانی، جواب میں قوم کے منفی و باغیانہ ردعمل اور مسلسل تکذیبی روش، آخر کار خدائی عذاب کا کوڑا برسنے کا عبرتی اظہار و بیان۔ نیز عبرتناک حالات و واقعات سے بھی اکثر لوگوں کے سبق حاصل نہ کرنے کا شکوہ اور اس پس منظر میں خدائی صفات کا واعظانہ اظہار۔

الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٥٣﴾ مَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِن كُنتَ مِنَ
نے جادو کیا ہے۔ تو بھی ہم جیسا ایک آدمی ہے سو کوئی نشانی لے آ اگر
الصَّادِقِينَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿١٥٥﴾
تو سچا ہے۔ کہا یہ اونٹنی ہے اسکے پینے کا ایک دن ہے اور یک دن معین تمہارے پینے کے لیے ہے۔
وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوهَا
اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ تمہیں بڑے دن کا عذاب آ پکڑے گا۔ سو انہوں نے اس کے پاؤں
فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ﴿١٥٧﴾ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَ
کاٹ ڈالے پھر پشیمان ہوئے۔ پھر انہیں عذاب نے آ پکڑا البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں
مَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٥٨﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٥٩﴾ كَذَّبَتْ ع ٨ ١٩ ١٢
سے اکثر ایمان لانے والے نہیں۔ اور بے شک تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے۔
قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾
لوط کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب انہیں ان کے بھائی لوط نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں؟
إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ
میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے اس پر
عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ
کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو بس اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تم دنیا کے لوگوں میں لڑکوں پر
مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُم مِّنْ أَزْوَاجِكُم ۚ بَلْ أَنتُمْ
گرے پڑتے ہو۔ اور تمہارے رب نے جو تمہارے لیے بیویاں پیدا کر دی ہیں انہیں چھوڑ دیتے ہو بلکہ تم حد
قَوْمٌ عَادُونَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾
سے گزرنے والے لوگ ہو۔ کہنے لگے اے لوط اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو ضرور تو نکال دیا جائے گا۔
قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُم مِّنَ الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾
کہا میں تو تمہارے کام سے سخت بیزار ہوں۔ اے میرے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو اس کے وبال سے
فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا
نجات دے جو وہ کرتے ہیں۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے سارے کنبے کو بچا لیا۔ مگر ایک بڑھیا جو پیچھے رہ گئی تھی۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

١٤١ تا ١٥٩۔ قوم ثمود کی طرف حضرت صالحؑ کی بعثت، بے لوث تبلیغی جدوجہد، اصلاح عقائد و اعمال کی بھرپور انتھک محنت، احسانات خداوندی کی یاد دہانی، قوم کا جواب میں گستاخانہ رویہ اور منفی ردعمل نیز نشانی خاص کا مطالبہ، حضرت صالحؑ کی نشانی خاص کے ظہور پر قوم کو اس کے متعلق ہدایتِ خاص، جواباً قوم کا ہتک آمیز بغاوتی اقدام، انجام کار سخت خدائی گرفت میں قوم کی المناک ہلاکت کا عبرتی اظہار و بیان، نیز عبرتناک حالات و واقعات سے بھی اکثر لوگوں کے سبق حاصل نہ کرنے کا شکوہ اور اس پس منظر میں خدائی صفات کا واعظانہ اظہار۔

الْاٰخَرِيْنَ ﴿١٧٢﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٣﴾

پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان پر مینہ برسایا پھر ڈرائے ہوؤں پر بُرا مینہ برسا۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٤﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ

البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں۔ اور بیشک تیرا رب

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٧٥﴾ ع كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧٦﴾ اِذْ قَالَ

زبردست رحم کرنے والا ہے۔ بن والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان سے

لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

شعیب نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے

وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٧٩﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي

ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو بس

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٠﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوْا

رب العالمین کے ذمہ ہے۔ پیمانہ پورا دو اور نقصان دینے والے نہ بنو۔ اور صحیح

بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا

ترازو سے تولا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دو اور ملک میں

فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٨٤﴾

فساد مچاتے نہ پھرو۔ اور اس سے ڈرو جس نے تمہیں اور پہلی خلقت کو بنایا۔

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٨٥﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ

کہنے لگے کہ تم پر تو کسی نے جادو کر دیا۔ اور تو بھی ہم جیسا ایک آدمی ہے اور ہمارے

نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿١٨٦﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ

خیال میں تو تو جھوٹا ہے۔ سو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٨﴾ فَكَذَّبُوْهُ

اگر تو سچا ہے۔ کہا میرا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ پھر اسے جھٹلایا

فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٨٩﴾

پھر انہیں سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا بے شک وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

١٦٠تا١٧٥۔ قومِ لوطؑ کی طرف حضرت لوطؑ کی آمد، اصلاحِ عقائد سمیت اُن کے مخصوص اخلاقی بگاڑ (عملِ لواطت) پر سرزنش وتنبیہ سے بھرپور وعظ ونصیحت، جواب میں اخلاقی بگاڑ میں مست قوم کا باغیانہ وہتک آمیز رویّہ، نتیجتاً خدائی سخت گرفت میں قومِ لوطؑ کی دردناک ہلاکت کا عبرتی ذکر وبیان۔

١٧٦تا١٩١۔ اصحٰب ایکہ (مدین والوں) کی طرف حضرت شعیبؑ کی بعثت، ان کی بے لوث مخلصانہ اصلاحی جدوجہد، اصلاحِ عقائد سمیت ان کے مخصوص معاشرتی ظلم (ناپ تول میں کمی) پر بھرپور احتجاج، جواب میں (دیگر قوموں کی طرح) قومِ شعیبؑ کا منفی درعمل اور ہتک آمیز رویّہ کا اظہار نتیجہ میں عبرتناک عذاب میں ان کی المناک ہلاکت کا دردآمیز اظہار وبیان، نیز عبرتناک حالات وواقعات سے بھی اکثر لوگوں کے سبق حاصل نہ کرنے کا شکوہ اور اس پس منظر میں خدائی صفات کا واعظانہ اظہار۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٩٠﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ
البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں۔ اور بے شک تیرا رب
لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٩١﴾ وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ ع ۱۰ ۱۶ ۱۷
زبردست رحم کرنے والا ہے۔ اور یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے۔ اسے امانت دار
الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ
فرشتہ لے کر آیا ہے۔ تیرے دل پر تاکہ تو ڈرانے والوں میں سے ہو۔ صاف
عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾ أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً
عربی زبان میں۔ اور البتہ اس کی خبر پہلوں کی کتابوں میں بھی ہے۔ کیا ان کے لیے نشانی کافی نہیں کہ
أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٩٧﴾ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ
اسے بنی اسرائیل کے علماء بھی جانتے ہیں۔ اور اگر ہم اسے کسی عجمی پر
الْأَعْجَمِينَ ﴿١٩٨﴾ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِم مَّا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١٩٩﴾ كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ
نازل کرتے۔ پھر وہ اسے ان کے سامنے پڑھتا تو بھی ایمان نہ لاتے۔ اسی طرح ہم نے اس انکار کو
فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٠٠﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٢٠١﴾
گناہگاروں کے دل میں ڈال رکھا ہے۔ وہ دردناک عذاب دیکھے بغیر اس پر ایمان نہیں لائیں گے۔
فَيَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ ﴿٢٠٣﴾
پھر وہ ان پر اچانک آئے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی۔ پھر کہیں گے کیا ہمیں مہلت مل سکتی ہے؟
أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿٢٠٤﴾ أَفَرَأَيْتَ إِن مَّتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ﴿٢٠٥﴾ ثُمَّ جَاءَهُم
کیا ہمارے عذاب کو جلد چاہتے ہیں؟ بھلا دیکھو اگر ہم انہیں چند سال فائدہ اٹھانے دیں۔ پھر ان کے پاس وہ
مَّا كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٢٠٦﴾ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يُمَتَّعُونَ ﴿٢٠٧﴾ وَمَا أَهْلَكْنَا
عذاب آئے جس کا وعدہ دیے جاتے ہیں۔ تو جو انہوں نے فائدہ اٹھایا ہے کیا ان کے کچھ کام بھی آئے گا۔ اور ہم نے
مِن قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ ﴿٢٠٨﴾ ذِكْرَىٰ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا
ایسی کوئی بستی ہلاک نہیں کی جس کے لیے ڈرانے والے نہ آئے ہوں۔ نصیحت دینے کے لیے اور ہم ظالم نہیں تھے۔
تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ﴿٢١٠﴾ وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٢١١﴾ إِنَّهُمْ
اور قرآن کو شیطان لے کر نہیں نازل ہوئے۔ اور نہ یہ ان کا کام ہے اور نہ وہ اسے کر سکتے ہیں۔ وہ تو سننے کی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۹۲۔ دیگر انبیاء مذکورہ کی طرح خاتم الانبیاء ﷺ پر نزول وحی اور خاص طور پر قرآن کریم کی تصدیق الٰہی کا بیان۔

۱۹۳ تا ۱۹۶۔ خدائی خاص پیغام رساں (حضرت جبرائیل) کی صفت امانت کا توصیفی ذکر اور نزول قرآن کے مقصد خاص کا حکمت آمیز اظہار نیز قرآن کی لسان (زبان) عربی میں ہونے اور اس کے حقائق کا پہلے صحیفوں میں موجود ہونے کا احسانی ذکر۔

۱۹۷۔ اس کی تصدیقی حقیقت کے متعلق حق پسند علمائے بنی اسرائیل کے اعتراف علم کا ذکر۔

۱۹۸ تا ۱۹۹۔ عربوں کے بجائے عجمیوں پر نزول قرآن کے نتیجۂ خاص کے خدشاتی اظہار کا بیان۔

۲۰۰ تا ۲۰۲۔ تکذیب کے عادی مجرموں پر خدائی ناراضگی کا حکمت آمیز ذکر اور ان پر اچانک خدائی گرفت کا تنبیہاتی اظہار۔

۲۰۳ تا ۲۰۷۔ مشاہدۂ عذاب پر مجرموں کی طرف سے طلب مہلت پر خدائی بازپرس اور تاخیر گرفت کے منفی نتائج کا بصیرت افروز ذکر۔

۲۰۸ تا ۲۰۹۔ مجرمین کی ہلاکت سے اتمام حجت کے متعلق عادت (قانون) الٰہیہ کا اظہار۔

۲۱۰ تا ۲۱۲۔ منکرین کے افکار باطل اور شیطانی شبہات کی حقیقت آمیز تردید کا ذکر۔

عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ

جگہ سے بھی دور کر دیے گئے ہیں۔ سو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکار ورنہ تو بھی عذاب میں

مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ

مبتلا ہو جائے گا۔ اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈرا۔ اور جو ایمان

جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ

لانے والے تیرے ساتھ ہیں ان کے لیے اپنا بازو جھکائے رکھ۔ پھر اگر تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے

اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِىْ

میں تمہارے کام سے بیزار ہوں۔ اور زبردست رحم والے پر بھروسہ کر۔ جو تجھے

يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾

دیکھتا ہے جب تو اٹھتا ہے۔ اور نمازیوں میں تیری نشست و برخاست دیکھتا ہے۔ بیشک وہ سننے والا

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ

جاننے والا ہے۔ کیا میں تمہیں بتاؤں شیطان کس پر اترتے ہیں۔ ہر جھوٹے گناہگار پر اترتے ہیں۔ وہ سنی ہوئی

اَثِيْمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾

باتیں پہنچاتے ہیں اور اکثر ان میں سے جھوٹے ہوتے ہیں۔ اور شاعروں کی پیروی تو گمراہ ہی کرتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِىْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اور جو وہ کہتے ہیں کرتے نہیں۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ

مگر وہ جو ایمان لائے اور نیک کام کیے اور اللہ کو بہت یاد کیا اور مظلوم

ع ۱۵ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾

ہونے کے بعد بدلہ لیا اور ظالموں کو ابھی معلوم ہو جائے گا کہ کس کروٹ پر پڑتے ہیں۔

سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِىَ ثَلٰثٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾ هُدًى وَّبُشْرٰى

طس۔ یہ آیتیں قرآن کی اور کتاب روشن کی ہیں۔ ایمان داروں کے لیے ہدایت

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۱۳ تا ۲۱۴۔ شرک سے دور رہنے کی تنبیہ خاص اور قریبی رشتہ داروں کی طرف بطورِ خاص اصلاحی توجہ کی ضرورت پر زوردار نصیحت۔

۲۱۵ تا ۲۱۷۔ اپنے فرمانبرداروں کی خصوصی حوصلہ افزائی و شفقتِ خاص کا ناصحانہ ذکر اور نافرمانی کرنے والوں سے فکری و عملی بیزاری کے اظہار کا حکم نیز ہر حال میں توکل بنامِ خدا اختیار کرنے کا بیان۔

۲۱۸ تا ۲۲۰۔ خاتم الانبیاء ﷺ پر براہِ راست خدائی توجہٗ خاص کا احسانی و اعزازی اظہار۔

۲۲۱ تا ۲۲۳۔ خاتم النبیین ﷺ پر وحی کے حوالہ سے منکرین کے زعمِ باطل (جھوٹے خیالات) کی طرزِ خاص سے مذمتی تردید اور شیاطین کی گمراہ کن پھرتیوں (چالاکیوں) کی چشم کشا حقیقت کا ذکر۔

۲۲۴ تا ۲۲۷۔ شاعری پسند لوگوں کی فکری قباحتوں کا مذمتی اظہار اور صالح اہل ایمان کی حقیقت پسندانہ اور بامقصد شاعری کا توصیفی ذکر، نیز ظالم لوگوں کو ان کے برے انجام کی تنبیہی اطلاع کا ذکر۔

سورۃ النمل

۱ تا ۲۔ رموزِ کلامِ الٰہی سے آغاز اور قرآن مقدس کی صفاتی طرز سے تصدیق الٰہی کا ذکر۔

لِلْمُؤْمِنِينَ ۝٢ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَوٰةَ وَهُم
اور خوشخبری ہے۔ جو نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ
بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝٣ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ
آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ البتہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے اعمال ان کے لیے
أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ۝٤ أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ
اچھے کر دکھائے ہیں پس وہ سرگرداں پھرتے ہیں۔ وہی ہیں جنہیں برا عذاب ہونا ہے اور وہ آخرت میں
فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ۝٥ وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِن لَّدُنْ
بڑے ہی خسارہ میں ہوں گے۔ اور تجھے بڑے حکمت والے علم والے کی طرف سے قرآن
حَكِيمٍ عَلِيمٍ ۝٦ إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِۦٓ إِنِّيٓ ءَانَسْتُ نَارًا سَـَٔاتِيكُم
دیا جا رہا ہے۔ جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے میں ابھی وہاں سے
مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ ءَاتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝٧
تمہارے پاس کوئی خبر لاتا ہوں یا کوئی انگارا سلگا کر لاتا ہوں تاکہ تم سینکو۔
فَلَمَّا جَآءَهَا نُودِيَ أَنۢ بُورِكَ مَن فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَٰنَ
پھر جب موسیٰ وہاں آئے تو آواز آئی کہ جو آگ میں اور اس کے پاس ہے وہ بابرکت ہے اور اللہ پاک
اللَّهِ رَبِّ الْعَٰلَمِينَ ۝٨ يَٰمُوسَىٰٓ إِنَّهُۥٓ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝٩
ہے جو تمام جہان کا رب ہے۔ اے موسیٰ وہ میں اللہ ہوں زبردست حکمت والا۔
وَأَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَءَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَآنٌّ وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ
اور اپنی لاٹھی ڈال دے پھر جب اسے دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح چل رہی ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگا
يَٰمُوسَىٰ لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ۝١٠ إِلَّا مَن ظَلَمَ
اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا اے موسیٰ ڈر مت کیونکہ میرے حضور میں رسول ڈرا نہیں کرتے۔ مگر جس نے ظلم
ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوٓءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝١١ وَأَدْخِلْ يَدَكَ
کیا پھر برائی کے بعد اسے نیکی سے بدل دیا ہو تو میں بخشنے والا مہربان ہوں۔ اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان
فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوٓءٍ فِي تِسْعِ ءَايَٰتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ
میں ڈال دے وہ سفید بے عیب نکلے گا یہ دونوں ملا کر نو نشانیاں فرعون

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۔ مؤمنین کی عملی و اعتقادی صفاتِ حسنہ کا توصیفی ذکر۔

۴تا۵۔ منکرینِ آخرت پر خدائی ناراضگی اور ان کے اخروی انجام کا مذمتی اظہار۔

۶۔ کوئی تسلیمِ حق کرے یا انکار، آپ ﷺ پر نزولِ قرآن کی مہر تصدیق اور تسلی کا زوردار ذکر۔

(نزولِ وحی کے پس منظر میں سابقہ دور کے تاجدارِ نبوت حضرت موسیٰؑ پر اول وحی کے واقعاتی طرز سے احوال کا سلسلہ وار ذکر)

۷۔ حضرت موسیٰؑ پر نزولِ وحی کے ابتدائی مرحلہ کا پس منظر۔

۸تا۹۔ ظاہری آگ کے حصول کے لیے قریب ہوتے ہی خدائی ندائے خاص اور کلامِ خاص کا عظمتی اظہار و بیان۔

۱۰تا۱۱۔ (اظہارِ تربیت کی تمہید کے طور پر) حضرت موسیٰؑ کو لاٹھی ڈالنے کا حکم اور اس کے نتیجۂ خاص کا تعجب آمیز ذکر جس پر حضرت موسیٰؑ کو نصیحتِ خاص کا خدائی وعظ۔

فضول شاعری اور بامقصد افکار

(زیرِ مطالعہ سورۃ الشعراء آیت نمبر ۲۲۴)

انسان کو اللہ پاک نے جو حواس خمسہ عطا کیے ہیں ان میں سے زبان کو دوہری صلاحیت سے نوازا ہے ایک تو کسی چیز کے ذائقہ کو چکھنے جیسی خوبی دوسری قوت گویائی (بولنے کی صلاحیت) انسانی افکار (خواہ مثبت ہوں یا منفی) کی ترجمان زبان ہوتی ہے، جب دل، دماغ کنٹرول میں نہ ہوں (فکر و نظر کے حوالہ سے) تو ان کی نمائندہ زبان بھی بے قابو ہو جاتی ہے، ظاہراً یہ خودمختار بھی نظر آتی ہے کہ پیغمبر اعظم ﷺ نے زبان کو قابو میں رکھنے کا حکم دیا ہے۔ لیکن باطناً یہ دل، دماغ اور بقیہ اعضاء کی خواہشات کے تابع بھی دکھائی دیتی ہے، اسکی دونوں حقیقتیں اپنی جگہ بجا مگر یہ امر بہر حال نہایت قابلِ فکر ہے کہ اسکو کنٹرول کیسے کیا جائے؟ فکر و نظر کی بڑی اہمیت ہے، عقیدہ کی درستگی افکارِ صحیحہ پیدا کرنے میں بہت معاون ثابت ہوتی ہے، اصلاحِ عقیدہ سے زبان اس قدر شتر بے مہار نہیں ہوتی جتنی بد عقیدہ ہونے کی وجہ سے بے لگام نظر آتی ہے۔ ہاں فکری اعتدال کے باوجود بعض اوقات جوش جذبات یا طبعی اشتعال بھی زبان کی بے اعتدالی کا سبب بن جاتا ہے جو نہیں ہونا چاہیے۔ الغرض ہر دور میں شاعری بھی فکر و نظر کے اظہار کا ایک اہم ذریعہ چلی آ رہی ہے، جس کے متعلق یہ عمومی تاثر مبنی بر حقیقت ہے کہ یہ اکثر افراط و تفریط اور بے اعتدالی کا چربہ ہوتی ہے تاہم سنجیدہ فکری اور بامقصد اظہارِ خیال کا احسن ذریعہ بھی ثابت ہو سکتی ہے (اگر شاعر کوئی واقعی سنجیدہ نظر اور صالح العقیدہ ہو) تو اس کا استثنا خود باری تعالیٰ نے فرمایا ہے، ترجمہ: ''اور شاعروں کی پیروی تو گمراہ ہی کرتے ہیں کیا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ ہر میدان میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور جو وہ کہتے ہیں کرتے نہیں۔ (ہاں) مگر وہ جو ایمان لائے اور نیک کام کیے اور اللہ کو بہت یاد کیا اور مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لیا'' (سورۃ الشعراء آیت نمبر ۲۲۷)۔ یاد رکھیے! ہر حقیقت کے خالق و موجد اللہ پاک ہیں۔ تو امورِ فطرت کی تخلیق بھی خدائے لم یزل ہی نے کی ہے وہ انسانی فطرت کے حقائق کو بہتر جانتا ہے۔ انسان جتنا مرضی اپنے عقل و فہم اور مدبرانہ صلاحیتوں کا غیر معمولی اظہار کرتا ہے پھر وہ شعر و ادب کو فطرت کی حقیقی ترجمانی کے دعوے کرتا پھرے مگر اصل حقیقت وہی ہے جس کا اظہار خود باری تعالیٰ نے فرما دیا ہے وہ ایسا تجزیہ برحق ہے جو ہر طرح کے افراط و تفریط سے پاک ہے انسانی مختلف افکار اس کی ذاتی رائے، ذاتی جذبات/خیالات و تجربات تو کہے جا سکتے ہیں (یہی وجہ ہے کہ ہر شاعر و ادیب کی رائے، خیالات اپنی اپنی الگ نظر و فکر کا نچوڑ ہوتے ہیں متفقہ نہیں) جبکہ اللہ و رسول کے بیان کردہ حقائق ان بے اعتدالیوں سے بالکل صاف و پاک ہوتے ہیں۔ شاعروں کی شاعری عمومی (اکثریت کی) الف ب فرضی محبوب (وہ بھی عورت) کے حسن و جمال سے شروع ہو کر گھومتی گھماتی (بذریعہ جام و ساقی) اسی پر آ کر ختم ہوتی ہے اور واہ واہ کی داد ان کی روحانی

غذا قرار پاتی ہے۔ اس بے مقصد کلام و شاعری میں اگر کچھ بھی حقیقت ہوتی تو خالق فطرت کی طرف سے اس کی اتنی مذمت کیوں کی جاتی، اوپر سے کچھ تو واہ واہ کی حوصلہ افزائی آتی کہ کیا خوب حسن و جمال کی فطرتی ترجمانی کا کمال حق ادا کیا گیا، (معاذ اللہ) ہرگز نہیں بلکہ فرمایا گیا کہ یہ بھکی وادیوں میں بے مقصد گھومتے رہتے ہیں، اور بے عمل قسم کے لوگ ہیں، بس ان سے وہی لوگ مستثنیٰ ہیں جو ایمان اور اعمال صالحہ کی حقیقت سے آگاہ ہیں اور یادِ خدا گویا انکا اوڑھنا بچھونا ہے وہ اگر شاعری بھی کرتے ہیں تو دینی نصرت اور مظلوم لوگوں کی آواز کو سربلند رکھنے کے مقصد سے کرتے ہیں، کوئی مسلمانوں اور دینِ برحق کی مخالفت اور دشمنی میں اپنی زبان و قلم چلاتا ہے تو یہ ان کا جواب سنجیدہ فکر ونظر سے اس طرح بامقصد انداز سے دیتے ہیں کہ ان کا ہر جملہ/شعر دشمنانِ حق پر بجلی بن کر گرتا ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ گستاخانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ترچھی شاعری کے ذریعہ تیر (وار) چلایا کرتے تھے، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم برابر اُن کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے اور ساتھ ہی دعا بھی دیتے تھے، اور یہ امر بھی انتہائی اہم اور قابل ملاحظہ ہے کہ شاعری اور ادب کسی بھی نظریہ کے اظہار کا ایک ذریعہ تو ہے مگر کسی کے ذاتی افکار (یا ذاتی نظریات) مذہب نہیں کہلا سکتے، شاعری عام طور سے مبالغہ آمیزی اور جذباتی فکر کی ترجمان ہوتی ہے۔ اس کے مفہوم کو بھی کسی مذہب/دین کے معنی میں (بلا دلیل) قبول کرنا فکری گمراہی کی مانند ہے کوئی کتنا بڑا شاعر ہے۔ اس کے ذاتی افکار وتخیلات تکنیکی/ادبی لحاظ سے یا قواعد گرائمر کے لحاظ سے بلند معیار تو کہے جاسکتے ہیں نظریات کے حوالہ سے نہیں، البتہ اگر وہ شاعر ادیب بھی ہے ساتھ ہی اسلامی عقائد و اعمال کی حقیقت سے پوری طرح واقف ہے۔ تو اس کی بامقصد شاعری کی حوصلہ افزائی اور قابلِ عمل حقائق پر توجہ دینی چاہیے، کوئی مظلوم لوگوں کی آواز بنتا ہے ظالموں کے خلاف انقلابی جدوجہد کا حصہ بن کر شاعری کے ذریعہ عوام میں فکری شعور کا جذبہ اُبھارتا ہے یا اپنے حقوق کے حصول میں کھڑے ہونے کی ترغیب دیتا ہے۔ ظالم حکمرانوں کو ظلم سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے تو وہ شاعر (و ادیب) بھی عوامی اصطلاح میں شاعرِ انقلاب یا آوازِ شعور کا ترجمان کہلانے کا بجا طور پر مستحق ہوتا ہے (البتہ اس کے مذہبی عقائد سے انحراف یا عملی بغاوت کے اظہار کو یکسر مسترد کرنا ضروری ہوتا ہے) بعض لوگ اپنی قومی زبان کے تحفظ یا اُس کی ادبی فکر ونظر کے حوالے سے نوک پلک سنوانے کی جو اپنی حد تک کوشش کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کا مقصد تہذیبِ کلام ولغت ہے۔ تو اُس کو بھی مناسب حد تک بامقصد ادبی خدمت قرار دینے میں کوئی حرج نہیں۔ قرآن مقدس میں اختلافِ اَلسِنَہ (زبانوں کا مختلف ہونا) آیات کے درجہ میں (خدائی نعمت وقدرت) فرمایا گیا ہے۔ اس لیے ہر قوم کے ادیبوں کو اپنی قومی زبان کے تحفظ کے لیے سنجیدہ فکری کے ساتھ اس طرح تہذیب و ادب پر مبنی فکری و شعوری کوشش کا حق ہوتا ہے جس پر بلاضرورت و بلاوجہ سخت نکیر (گرفت وتنقید) درست نہیں لیکن اسی میں اپنی زندگی کھپا دینا یا اسی کو مقصدِ زندگی بنا کر وقت کا ضیاع بھی غلط ہے۔

وَقَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿١٢﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً
اور اس کی قوم کی طرف لے کر جا کیونکہ وہ بدکار لوگ ہیں۔ پھر جب ان کے پاس آنکھیں کھولنے والی
قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٣﴾ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا
ہماری نشانیاں آئیں تو کہنے لگے یہ تو صاف جادو ہے۔ اور انہوں نے انکا ظلم اور تکبر سے انکار کر دیا
وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا
حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے پھر دیکھ مفسدوں کا انجام کیسا ہوا۔ اور ہم نے
دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى
داؤد اور سلیمان کو علم دیا اور کہنے لگے اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں بہت سے
كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٥﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ
ایمان دار بندوں پر فضیلت دی۔ اور سلیمان داؤد کا وارث ہوا
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ
اور کہا اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہمیں ہر قسم کے ساز و سامان دیے گئے ہیں بے شک
هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿١٦﴾ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ
یہ صریح فضیلت ہے۔ اور سلیمان کے پاس اس کے لشکر جن
وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٧﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ
اور انسان اور پرندے جمع کیے جاتے پھر انکی جماعتیں بنائی جاتیں۔ یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے
قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ
میدان پر پہنچے ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو اپنے گھروں میں گھس جاؤ تمہیں سلیمان اور اس کی فوجیں نہ
وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ
پیس ڈالیں اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔ پھر اس کی بات سے مسکرا کر ہنس پڑا اور کہا اے میرے رب مجھے توفیق
رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ
دے کہ میں تیرے احسان کا شکر کروں جو تُو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا
وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ
اور یہ کہ میں نیک کام کروں جو تو پسند کرے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

١٢۔ مزید معجزاتی نشانیوں کے اظہار کے لیے عملی تربیتی مظاہرے کا خدائی حکم اور ان نو نشانیوں کو فرعون اور اس کی قوم کے لیے بطورِ خاص بھیجنے کا ذکر۔

١٣۔ معجزاتی نشانیوں کے اظہار پر فرعونیوں کے منفی ردِ عمل کا مذمتی اظہار۔

١٤۔ معجزاتی حقیقت کی یقینی سوجھ کے باوجود فرعونیوں کے متکبرانہ و باغیانہ انکار پر سخت خدائی ردِ عمل کا تنبیہاتی اظہار و بیان۔

١٥۔ حضرت موسیٰؑ کے واقعاتی پس منظر میں حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ پر خصوصی خدائی عطیۂ خاص (علم و حکمت، امور حکومت کی بصیرتِ خاص نیز غیر معمولی اقتدار و شاہی سلطنت کے عطا ہونے) کا اظہار اور اس پر دونوں (باپ بیٹے) کا خدائی بارگاہ میں اظہار تشکر کا ذکرِ خاص۔

١٦۔ حضرت داؤدؑ کے بعد حضرت سلیمانؑ کو نبوت و اقتدار خاص کی منتقلی، نیز جانوروں سے مکالمہ کی قدرتِ خاص عطا ہونے کے خدائی فضل و کرم کا احسانی ذکر۔

١٧۔ جن و انس پر حضرت سلیمانؑ کے اقتدار خاص اور ان کی اجتماعی تابعداری و حاضر باشی (پیش ہونے) کا بیان۔

الصّٰلِحِيْنَ ۝١٩ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ
شامل کر لے۔ اور پرندوں کی حاضری لی تو کہا کیا بات ہے جو میں ہدہد کو نہیں دیکھتا کیا
مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ۝٢٠ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ
وہ غیر حاضر ہے۔ میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر دوں گا یا وہ میرے پاس کوئی صاف
بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝٢١ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ
دلیل بیان کرے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ہد ہد حاضر ہوا اور کہا کہ میں حضور کے پاس وہ خبر لایا ہوں جو
بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۢ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ۝٢٢ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ
حضور کو معلوم نہیں اور سبا سے آپ کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت کو پایا جوان پر
وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۝٢٣ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا
بادشاہی کرتی ہے اور اسے ہر چیز دی گئی ہے اور اس کا بڑا تخت ہے۔ میں نے پایا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ
يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ
کے سوا سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال کو انہیں آراستہ کر دکھایا ہے
فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝٢٤ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ
اور انہیں راستہ سے روک دیا ہے سو وہ راہ پر نہیں چلتے۔ اللہ ہی کو کیوں نہ سجدہ کریں
الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَ
جو آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو ظاہر کرتا ہے اور جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو سب کو
مَا تُعْلِنُوْنَ ۝٢٥ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝٢٦ قَالَ سَنَنْظُرُ السجدة
جانتا ہے۔ اللہ ہی ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ کہا ہم ابھی دیکھ
اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٢٧ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ
لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے۔ میرا یہ خط لے جا اور ان کی طرف ڈال دے پھر ان
ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ۝٢٨ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ
کے ہاں سے واپس آ جا پھر دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ کہنے لگی اے دربار والو میرے پاس ایک معزز
اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝٢٩ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝٣٠
خط ڈالا گیا ہے۔ وہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بے حد

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۸تا۱۹۔ حضرت سلیمانؑ کی چیونٹیوں کے مقام سے گذرتے ہوئے ان سے مکالمہ خاص کا خصوصی و غیر معمولی واقعاتی ذکر اور آخر میں حضرت سلیمانؑ کا خدائی بارگاہ میں تشکرِ خاص و التجاء کا اظہار و بیان۔

۲۰تا۲۱۔ دربار سلیمانی میں تمام جانوروں کی حاضری کے دوران ہدہد پرندے کی غیر موجودگی کا سخت نوٹس اور بلاوجہ غیر حاضری کی صورت میں سخت ایکشن لینے (سزا دینے) کا عزمیہ اظہار۔

۲۲تا۲۶۔ تھوڑی دیر بعد ہد ہد کی پیشی اور غیر حاضری کے غیر معمولی عذر کا (مشاہداتی واقعاتِ عجیبہ کا) حیرت آمیز اور تعجب خیز طرز سے قدرے تفصیلی اظہار و بیان اور انسانوں کی بدفکری (عورت کو حکمران تسلیم کرنا) اور بدعقیدگی (اللہ تعالیٰ کی بجائے سورج کی پوجا کرنے) پر اپنے یادگار احتجاج کا پُر زور اظہارِ خاص۔

۲۷تا۲۸۔ حضرت سلیمانؑ کا بیان کردہ واقعاتی صداقت جاننے اور تحقیقِ حال کے لیے ہد ہد کو فوری ملکۂ سبا کے پاس خط لیجانے کا حکم اور واپسی جواب کا انتظار کرنے کی تاکید کا اظہار۔

۲۹تا۳۲۔ ملکۂ سبا کا اپنے مشیروں کے سامنے حضرت سلیمانؑ کے مکتوب خاص کے مندرجات (درج شدہ تحریر) کا اظہار اور اس خط کے حوالہ سے مشورۂ خاص دینے کی تلقین کا ذکر (اور ساتھ ہی وزیروں مشیروں کی فہم و بصیرت کی حوصلہ افزائی کا بحوالہ ذکر۔

عورت کی حکمرانی پر پہلی احتجاجی آواز ۔۔۔ایک پرندے کی طرف سے

(زیر مطالعہ سورۃ النمل آیت نمبر ۲۳)

اللہ پاک نے مرد وزن ہر ایک کو الگ الگ ہیئت ترکیبی اور صفاتِ مخصوصہ سے نوازا ہے، طاقت وقوت میں بھی جداگانہ وممتاز حیثیت عطا کی ہے، نظام فطرت کے حقائق اوراس کے لوازمات کو خود خالق کائنات ہی بہتر جانتے ہیں، کہ کون کس کام کے زیادہ لائق ہے، آج اگر خالق حقیقی کے وضع کردہ نظام سے بغاوت عام ہوگئی ہے، تو اسکا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اصول فطرت ہی بدل دیئے گئے ہیں۔انسان اگر انسانیت کی بجائے حیوانیت کی طرف معاذاللہ راغب ہوگیا ہے اور اپنی جنسی ذوق کی تسکین کیلئے گھوڑے اور کتوں/ بندروں تک کے استعمال پر اتر آیا ہے، تو ہم کیا سمجھیں کہ دنیا میں سرے سے فطرت ہی مسخ ہوگئی؟ ہرگز نہیں، بس یہ اصل فکری حقیقت ہے جس کی طرف توجہ انتہائی ضروری ہے کہ ہمیں یہ نہیں دیکھنا کہ اکثریت کیا نظریہ رکھتی ہے قوم یا عوام کیا سوچتے ہیں، بلکہ اس پر اعتقادی یقین رکھنا ہے کہ حقائق فطرت واحکام الٰہی ہی اصل انسانی ہدایت کا بہترین سرچشمہ ہیں (چاہے دنیا ادھر سے اُدھر ہوجائے)۔ مرد وزن کے مابین تقسیم کار کے فطرتی فارمولے میں عورت پر اس کی طبعی کمزوری کے باعث کم سے کم گھریلو اور امور خانہ داری کی ذمہ داریاں، محنت ومشقت کے جتنے کام تھے وہ مردانہ ہمت کے سپرد کئے گئے، نان ونفقہ کی ذمہ داریاں مرد پر اسی پس منظر میں لاگو کی گئی ہیں، جو عورت بعض اوقات بچوں کی پرورش اور گھریلو ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے میں کمزور ہمت نظر آرہی ہوتی ہے، اس کے ذمہ نظام حکومت سپرد کردیا جائے اور وہ امور سلطنت کی نگران قرار دے دی جائے اس قوم کا اللہ ہی حافظ ہے،ایسی قوم ہرگز فلاح نہیں پاسکتی، یہی حق کی آواز اور فطرت حق کی صداقت ہے جس کاادراک کرنے میں آج کی اکثریت کوتاہ نظر واقع ہوگئی ہے تو اس میں نظام فطرت کا کیا قصور؟

کوئی دور تھا کہ انسان تو انسان تھے جانور بھی اس فطرتی مسخ پر حیران وپریشان ہورہے تھے اور اس واقعاتی حقیقت کی گواہی خود خالق کائنات نے اپنی مقدس کتاب میں دی ہے، کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو غیر معمولی شاہی اقتدار عطا فرمایا تھا، اس میں انسانوں کے ساتھ جانوروں اور جنوں پر قابو وقُدرت سے نوازا تھا، ایک دن جانوروں کی حاضری کے دوران ہد ہد پرندے کی غیر حاضری کا نوٹس لیا،تو کچھ دیر کے بعد وہ حاضر ہوکر اپنی غیر حاضری کا حیران کن عذر پیش کرنے لگا کہ تاخیر ہوئی تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا، بادشاہ سلامت آپ کو دو ایسی خاص خبروں سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جس کا آپ کو اب تک علم نہ ہوسکا ہے، پہلی انتہائی اہم حیران کن اطلاع یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں ایک قوم ایسی بھی دیکھنے میں آئی ہے، جس نے اپنی امورِ سلطنت کی باگ ڈور عورت کے سپرد کررکھی ہے اور وہ انکی ملکہ ہے۔ دوسری اطلاع یہ ہے کہ اس قوم کو دیکھا کہ وہ معبودِ برحق کی بجائے سورج کے پجاری ہیں، حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک پرندے کی اس اطلاع کا فوری نوٹس لیتے ہوئے نا صرف تحقیق احوال کا حکم دیا، بلکہ بعد از ثبوت صداقت اس قوم کی ملکہ کے اقتدار کے خاتمہ کیلئے عملی اقدام بھی کیا، وہ ایک تاریخی واقعہ صادقہ کا اہم حصہ کے طور پر قرآن کریم میں تا قیامت محفوظ ہے، عورت کی حکمرانی کے خلاف پہلی احتجاجی صدا ایک چھوٹے سے پرندے ہد ہد (جس کا نام بھی

قرآن مقدس میں مذکور ہے) نے بلند کی تھی، اس غیر فطری حکمرانی کے خلاف بادشاہ سلامت (حضرت سلیمان علیہ السلام) کی طرف سے ایکشن (Action) لیا گیا، اس واقعہ خاص کو نقل کرنے اور تاقیامت محفوظ رکھنے کا مقصد ہر آنے والی نسل وقوم کو آگاہ کرنا کہ اپنے امورِ سلطنت کو کسی عورت کے سپرد کرنا غیر فطری حقیقت ہے، اور ایسے نظام کو برقرار رکھنا یا اس پر خاموش رہنا دانشمند وصاحب عقل وفہم لوگوں کو زیب نہیں دیتا، کم از کم انسان کو ایک چھوٹے پرندے کی فہم وشعور سے تو بالافراست کا مظاہرہ کرنا چاہئے، جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ دنیا میں آج اس طرح کی تنگ نظری اور دقیانوسی فکر کی کہیں پزیرائی نہیں بلکہ عالمی دنیا ایسے امتیازی افکار کو مسترد کر چکی ہے، اب یہ کوئی ایشو نہیں رہا تو اس کا سادہ سا عام فہم جواب یہ ہے کہ دنیا فحاشی وعریانی کو کوئی ایشو نہیں سمجھتی، سود جیسے ظالمانہ استیصالی نظام کو قبول ہی نہیں، بلکہ جبری قانونی طرز سے لاگو کر چکی ہے۔

مظلوم اقوام کے خلاف ظالمانہ حملوں کو تحفظ ومعاونت فراہم کر چکی ہے، جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا جنگل کا قانون دنیا کے کئی خطوں میں عملاً نافذ نظر آرہا ہے، اس پر عالمی ضمیر خواب خرگوش کی طرح سویا ہوا ہے (وغیرہ)۔ تو کیا یہ جملہ ظالمانہ اقدامات اب ساری انسانیت کیلئے باعث حجت ہے؟ یا اس پر صدائے احتجاج بلند کرنا، جدوجہد کرنا دانشمند انسانوں کے فرض منصبی میں شامل سمجھا جائے گا، کیا بے ضمیری اور بزدلی یا پھر حالات کے جبر کے باعث بے بسی پر مبنی خاموشی کا دوسرا مفہوم ومطلب جملہ غلط اقدامات کو درست تسلیم کر لینا ہوتا ہے ہرگز نہیں، علامہ اقبال مرحوم رحمہ اللہ نے سچ فرمایا تھا:ـــ

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم آذاں لا الہ الا اللہ

یہ قرآن کے صداقت سے لبریز واقعہ خاص کے پیغام فطرت کو اگلی نسلوں اور باشعور افراد کے ضمیر وفراست پر دستک دیتے رہنا اہل علم کی ذمہ داری ہے، وہ قوم کو آگاہ کرتے رہیں کہ "چلو تم ادھر کو جدھر کی ہوا ہے" کو دلیل حق نہ سمجھا جائے یہ کمزور طبع اور بے ہمت افراد کی بے بسی یا وقتی مصلحتی آواز تو کہی جاسکتی ہے، انسانیت کی اجتماعی فکری و نظریاتی صداقت نہیں کہی جاسکتی، عالمی دنیا کیا سوچتی ہے کیا کہتی ہے کس ظلم وجبر پر خاموش رہتی ہے اس کے مفاداتی فیصلے کیا ہیں وہ کس نظریے کو دہشت گردی سے تعبیر کرتی ہے، کس تحریک کو حریت وآزادی سے تعبیر کرتی ہے، یہ ہمارا موضوع نہیں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ دن کو دن اور رات کو رات ہی کہا جائے، علم وجہالت کے فرق کو سمجھا جائے جھوٹ اور سچ کے امتیازی فرق کو مٹایا نہ جائے، دلائل کی صداقت اور وزن کو پرکھا جائے، شوروغل اور پروپیگنڈے کے تاریک ماحول میں ضمیرِ حق کی شمع کو روشن رکھا جائے۔ اللّٰہ أکبر کبیرا۔ کسی نے اولوالعزمی کی صحیح تصویر کھینچی ہے کہ ــ

حالات کے قدموں پہ قلندر نہیں گرتا
گر ٹوٹے بھی جو تارا تو زمیں پر نہیں گرتا

خدائے لم یزل ہر طرح کی اعتقادی، اخلاقی اور فکر وعمل کی پستی سے ہمیشہ (ہر ایک کو) محفوظ رکھے۔

(آمین)!

ع ۱۷ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿٣١﴾ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي
مہربان نہایت رحم والا ہے۔ میرے سامنے تکبر نہ کرو اور میرے پاس مطیع ہو کر چلی آؤ۔ کہنے لگی اے دربار والو
أَمْرِي مَا كُنتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ ﴿٣٢﴾ قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَ
مجھے میرے کام میں مشورہ دو میں کوئی بات تمہارے حاضر ہوئے بغیر طے نہیں کرتی۔ کہنے لگے ہم بڑے
أُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ ﴿٣٣﴾ قَالَتْ إِنَّ
طاقتور اور بڑے لڑنے والے ہیں اور کام تیرے اختیار میں ہے سو دیکھ لے جو حکم دیتا ہے۔ کہنے لگی بادشاہ
الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۖ وَكَذَٰلِكَ
جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اسے خراب کر دیتے ہیں اور وہاں کے سرداروں کو بے عزت کرتے
يَفْعَلُونَ ﴿٣٤﴾ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ
ہیں اور ایسا ہی کریں گے۔ اور میں ان کی طرف کچھ تحفہ بھیجتی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ ایلچی کیا جواب لے
الْمُرْسَلُونَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ
کر آتے ہیں۔ پھر جب سلیمان کے پاس آیا فرمایا کیا تم میری مال سے مدد کرنا چاہتے ہو سو جو کچھ مجھے
خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُم بَلْ أَنتُم بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿٣٦﴾ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ
اللہ نے دیا ہے اس سے بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش رہو۔ ان کی طرف واپس
فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُم بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم مِّنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ
جاؤ ہم ان پر ایسے لشکر لے کر پہنچیں گے جن کا وہ مقابلہ نہ کر سکیں گے اور ہم انہیں وہاں سے ذلیل کر کے
صَاغِرُونَ ﴿٣٧﴾ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَن يَأْتُونِي
نکال دیں گے۔ کہا اے دربار والو تم میں کوئی ہے کہ میرے پاس اس کا تخت لے آئے اس سے پہلے کہ وہ
مُسْلِمِينَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن تَقُومَ مِن
میرے پاس فرمانبردار ہو کر آئیں۔ جنوں میں سے ایک دیو نے کہا میں تمہیں وہ لا دیتا ہوں اس سے
مَّقَامِكَ ۖ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ﴿٣٩﴾ قَالَ الَّذِي عِندَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ
پہلے کہ تو اپنی جگہ سے اٹھے اور میں اس کے لیے طاقتور امانت دار ہوں۔ اس شخص نے کہا جس کے پاس
أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِندَهُ
کتاب کا علم تھا میں اسے تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے لا دیتا ہوں پھر جب اسے اپنے روبرو رکھا دیکھا تو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۳۔ مشیرانِ خاص کا اقتداری قوت کے پسِ منظر کا اظہار اور حکم پر عملدر آمد کی یقین دہانی۔

۳۴۔ ملکہ کا شاہی جنگوں کے نتائج کا بصیرت افروز تجزیہ و تجربۂ خاص کا دانشمندانہ اظہار۔

۳۵۔ ملکہ کا جنگ سے قبل سفارتی آداب سے کام لینے اور غداکراتی راستہ اپنانے کا دانشمندانہ فیصلہ۔

۳۶۔ حضرت سلیمانؑ کا سفارتی وفد کے سامنے اپنی فوجی و اقتصادی قوت کا زوردار اظہار اور ملکہ کے مالی تحائف کو نظرِ استغناء سے رد کرنے کے شاہی فرمان کا اظہار۔

۳۷۔ سفارتی وفد کو سخت پیغام دے کر واپس لوٹ جانے کا حکم دیتے ہوئے، ملکہ کے اقتدار (عورت کی حکمرانی) کے خلاف ایکشن لینے (اقدام کرنے) کا عزمیہ اظہار۔

۳۸۔ وفد کو واپس بھیجتے ہی حضرت سلیمانؑ کے اپنے فوجی کمانڈروں سے ارجنٹ (فوری) ایکشن لینے کے عزمیہ اظہار پر ایک بڑے جن کی زوردار قوت کے پس منظر میں تختِ ملکہ کو اختتامِ مجلس سے قبل اٹھا کر لانے کی پیش کش۔

۳۹۔ حضرت سلیمانؑ کے صحابیؓ خاص (جس کے پاس علم خاص تھا) کا آنکھ جھپکنے سے قبل تخت کو دربار سلیمانی میں حاضر کرنے کی پیشکش اور عملدر آمد کا ذکر۔

قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ
یہ میرے رب کا ایک فضل ہے تا کہ میری آزمائش کرے کیا میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو شخص شکر کرتا ہے
فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا
اپنے ہی نفع کے لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بھی بے پرواہ عزت والا ہے۔ کہا اس کے
لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾
لیے اس کے تخت کی صورت بدل دو ہم دیکھیں کیا اسے پتہ لگتا ہے یا انہی میں ہوتی ہے جنہیں پتہ نہیں لگتا۔
فَلَمَّا جَاۗءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ
پھر جب آئی کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے کہنے لگی گویا کہ یہ وہی ہے اور ہمیں تو پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا
مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ
اور ہم فرمانبردار ہو چکے ہیں۔ اور اسے ان چیزوں سے روک دیا جنہیں اللہ کے سوا پوجتی تھی بے شک وہ
اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ
کافروں میں سے تھی۔ اسے کہا گیا اس محل میں داخل ہو پھر جب اسے دیکھا خیال کیا کہ وہ گہرا پانی ہے
لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ڛ قَالَتْ
اور اپنی پنڈلیاں کھولیں کہا یہ تو ایسا محل ہے جس میں شیشے جڑے ہوئے ہیں کہنے لگی اے میرے رب میں
رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ ع ۳ ۱۸
نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا اور میں سلیمان کے ساتھ اللہ کی فرمانبردار ہوئی جو سارے جہاں کا رب ہے۔
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ
اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہ اللہ کی بندگی کرو پھر وہ دو فریق ہو کر آپس میں
فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ
جھگڑنے لگے۔ کہا اے میری قوم بھلائی سے پہلے برائی کو کیوں جلدی مانگتے ہو اللہ سے گناہ
الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَ
کیوں نہیں بخشواتے تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ کہنے لگے ہمیں تو تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے نحوست
بِمَنْ مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰۗىِٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ
معلوم ہوئی کہا تمہاری نحوست اللہ کی طرف سے ہے بلکہ تم لوگ آزمائش میں ڈالے گئے ہو اور

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۰۔ حضرت سلیمانؑ کا تختِ ملکہ کو اپنے سامنے دیکھتے ہی بارگاہِ الٰہی میں اس غیر معمولی عنایت خداوندی کا اظہارِ تشکر اور حقیقت آمیز اعتقادی بیان کا ذکر۔

۴۱۔ ملکہ کے فہم و فراست کے امتحان لینے کی غرض سے تخت میں تبدیلئ خاص کا حکم۔

۴۲ تا ۴۳۔ ملکہ کی دربارِ سلیمانی میں حاضری پر تخت کے حوالہ سے امتحانی سوال و جواب اور ملکہ کی سابقہ گمراہی کے سبب خاص کا اظہار۔

۴۴۔ امتحانِ مزید کے لیے ملکہ کو تختِ مخصوص (نیچے پانی اوپر شیشے کا فرش) سے گذرنے اور اس کی فطری احتیاط کا ذکر، حضرت سلمانؑ کا فرش خاص کی حقیقت ظاہر کرنے کا اظہار نیز ظاہری و باطنی انکشافِ حقیقت کے جواب کا ذکر اور ملکہ کا اعترافِ ظلم (شرک) کرتے ہوئے حقیقتِ حق قبول کرنے کا برملا اعلان۔

۴۵ تا ۴۷۔ حضرت صالحؑ کی قوم ثمود میں بعثت اور ان کی تبلیغ حق کے نتیجہ میں دو گروہوں کا وجود (ایک ایماندار دوسرا منکرین حق کا گروہ) حضرت صالحؑ کی اپنی قوم میں بھرپور اصلاحی جدو جہد اور وعظ و نصیحت پر قوم کا منفی فکر و عمل کے باغیانہ اظہار اور حضرت صالحؑ کا حقیقت آمیز جواب۔

كَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿٤٨﴾
اس شہر میں نو آدمی ایسے تھے جو زمین میں فساد کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔
قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا
کہنے لگے آپس میں اللہ کی قسم کھاؤ کہ صالح اور اس کے گھر والوں پر شبخوں ماریں پھر اس کے وارث سے کہہ دیں ہم
مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿٤٩﴾ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ
تو اس کے کنبہ کی ہلاکت کے وقت موجود ہی نہ تھے اور بے شک ہم سچے ہیں۔ اور انہوں نے ایک داؤ کیا اور ہم نے
لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٠﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ
بھی ایسا داؤ کیا کہ انہیں خبر بھی نہ ہوتی۔ پھر دیکھو ان کے داؤ کا کیا انجام ہوا کہ ہم نے انہیں اور ان کی ساری
أَجْمَعِينَ ﴿٥١﴾ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ
قوم کو ہلاک کر دیا۔ سو یہ ان کے گھر ہیں جو ان کے ظلم کے سبب سے ویران پڑے ہیں بے شک اس میں
يَعْلَمُونَ ﴿٥٢﴾ وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٥٣﴾ وَلُوطًا إِذْ قَالَ
دانشمندوں کے لیے عبرت ہے۔ اور ہم نے ایمان اور تقویٰ والوں کو نجات دی۔ اور لوط کو جب اس نے
لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ﴿٥٤﴾ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ
اپنی قوم کو کہا کیا تم بے حیائی کرتے ہو حالانکہ تم سمجھ دار ہو۔ کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر
شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿٥٥﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ
خواہش کر کے آتے ہو بلکہ تم لوگ جاہل ہو۔ پھر اس کی قوم کا اور کوئی جواب نہ تھا
قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِنْ قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ
سوائے اس کے کہ یہ کہا لوط کے گھر والوں کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ بڑے
يَتَطَهَّرُونَ ﴿٥٦﴾ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٥٧﴾
پاک بنتے ہیں۔ پھر ہم نے لوط اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی بیوی کے بچا لیا ہم اس کو پیچھے رہنے
وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿٥٨﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ع ٤ ١٩
والوں میں ٹھہرا چکے تھے۔ اور ہم نے ان پر مینہ برسایا پھر ڈرائے ہوؤں کا مینہ برا تھا۔ کہہ دے سب تعریف
وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۗ آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٥٩﴾
اللہ کے لیے ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہے بھلا اللہ بہتر ہے یا جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۸ تا ۴۹۔ قوم کے سرکش و شر پسند نو (۹) غنڈوں کے مظالم و بدمعاشی کا مذمتی ذکر اور حضرت صالحؑ کے جملہ خاندان پر شب خاص میں انکی اجتماعی یلغار کرنے کی حلفیہ سازش کا ذکر۔

۵۰ تا ۵۱۔ سرکشوں کی محلاتی سازش کے جواب میں مخفی خدائی تدبیر و حکم کا عبرت آمیز اظہار اور ان شر پسندوں کی المناک ہلاکت کا تنبیہاتی اظہار و بیان۔

۵۲ تا ۵۳۔ ان شر پسندوں کی ہلاک شدہ بستیوں کا عبرتی اظہار اور اہل ایمان کی نجاتِ خاص کا احسانی ذکر۔

۵۴ تا ۵۸۔ حضرت لوطؑ کی اپنی قوم میں اعتقادی و عملی اصلاح کی پُر خلوص محنت اور خاص طور پر اس قوم کی اجتماعی فعل قبیح (عمل لواطت) میں ملوث ہونے پر حضرت لوطؑ کی ناصحانہ سرزنش (تنبیہ) جواباً قوم کا باغیانہ ردعمل اور منفی فکر کا اظہار نتیجتاً سخت خدائی گرفت میں ان کی المناک ہلاکت کا عبرتی بیان (اور حضرت لوطؑ کی اپنے فرمانبرداروں سمیت نجات کا احسانی اظہار)۔

۵۹۔ تمام تر حقائق کے اظہار کے پس منظر میں خدائی اظہار حمد اور اس کے مقرب بندوں پر سلامتی خاص کا احسانی ذکر و بیان نیز شرک کی بجائے توحید باری تعالیٰ ہی کو حق سمجھنے کی تاکید۔

ظاہر الفاظ اوران کے معانی ومفہوم میں بُعْدَ المَشْرِقَین (عظیم تفاوت) غلط فہمی کا ازالہ

(زیر مطالعہ سورۃ النمل، آیت نمبر ۵۰)

اللہ رب العزت نے بعض حقائق کو واضح کرنے کیلئے مثالوں کا محاوراتی طرزِ بیان اختیار فرمایا ہے تا کہ کسی کو اگر علمی طرزِ استدلال راس نہیں آرہا یا پھر بے شک کم فہم انسان ہے مگر مشاہداتی حقائق کو کم ازکم سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو وہ بھی نظریاتی اور فکری طور پر محروم ہدایت نہ رہ جائے۔ اس لئے اتمام حجت کیلئے ہر وہ سنجیدہ طرزِ بیان واستدلال اپنایا گیا ہے جس کا ادراک (تقریباً) ہر ذی شعور انسان کیلئے آسان فہم ہوسکتا ہے اس حوالہ سے قرآن مقدس میں مختلف حوالوں سے (کم وبیش) (21) اکیس آیات ایسی ملتی ہیں جو مثالیاتی طرز سے ان حقائق کی وضاحت کیلئے لائی گئی ہیں۔اور وہ اپنے سیاق وسباق کے ذیل میں کسی اصلاحی فکر ونظر کی نشاندہی کی غمازی کرتی ہیں۔علم اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے شرط یہ ہے کہ اس میں کسی تعلّی (دوسروں کو کم فہم سمجھتے ہوئے اپنی عقلی بالادستی کی روحانی مرض میں مبتلا ہونے) کا عمل دخل نہ ہو۔علمی دنیا میں شیطان (ابلیس) کو بھی اسی عقلی بالادستی پر مبنی عُجب اور غیر واقع علمی تفوّق نے (معاذ اللہ) بارگاہ ربی میں ناحق جرأت ومباحثہ پر برانگیختہ کیا تھا۔آپ کے پاس اگر علمی استدلال کی معقول ومحدود پونجی موجود ہے تو اس کا استعمال ذرا ہوشمندی سے کیجئے۔کسی علمی موضوع پر (پہلے) اپنے اہل حق اکابر واسلاف کے علمی ورثے کو زیر مطالعہ لائیے اس میں اگر کوئی امر آپ کے فہم سے بالاتر ہے تو اس کا مفہوم ومطلب اپنے موجود اساتذہ یا اس موضوع پر دسترس رکھنے والے کسی ماہر اہل علم سے معلوم کیجئے۔خدا نہ کرے کہ کوئی اپنے ہی عقل وفہم پر بھروسہ کر کے اس علمی عنوان یا مطلب کی کوئی ایسی تعبیر وتشریح کرتا پھرے جو سلف صالحین کے اجماعی نظریہ یا جمہور اہل حق کے فکر کے بالکل برعکس ہو۔جس سے اعتقادی نظریات وافکار پر منفی اثرات پڑنا شروع ہوجائیں تو ایسے میں آگے بڑھنے سے رک جایئے اسی میں بھلائی ہے۔ ھم رجال ونحن رجال (وہ اسلاف اہل علم بھی ہمارے طرح کے ہی انسان تھے اور ہم بھی انہیں کی طرح عقل وفہم رکھتے ہیں) کے تشبیہی طرزِ فکر کو اپنی تعلّی کیلئے مت استعمال کیجئے۔کسی بھی فکری نقطہ نگاہ کے حوالہ سے اپنے اکابر واسلاف پر عدم اعتماد نظریاتی بے اعتدالی کی پہلی سیڑھی سمجھی جاتی ہے۔ قرآن مقدس میں کچھ الفاظ ایسے آئے ہیں جن کے مفہوم ومطلب کی وضاحت کیلئے بعض اہل علم نے تعلّی پر مبنی تفرد کی راہ اپنا کر خود کو بھی جادۂ اعتدال سے ہٹایا تو دوسروں کو بھی تقلیدِ مذموم کی لت میں ڈالا۔ امیرالمومنین سیدنا حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ نے خوارج سے بحث ومباحثہ کیلئے جانے والے اپنے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جو نصیحت فرمائی تھی وہ رہتی دنیا تک اہل علم کیلئے تقلید محمود کی حیثیت

رکھتی ہے۔ (خلاصہ مفہوم کے طور پر نقل کر رہے ہیں)'' آپؓ نے فرمایا کہ خوارج سے بحث کرتے وقت صرف قرآن کریم کی آیات کے مفہوم پر ہی بطورِ دلیل اکتفانہ کرنا کیونکہ قرآن کریم کے بعض ظاہری الفاظ ایسے مشترکہ مفہوم رکھتے ہیں جس سے دوسرے (باطل الفکر) لوگ بھی اپنے مطلب کیلئے استدلال کرسکتے ہیں۔ اس لئے انکو سنت رسول ﷺ کی عملی حقیقت سے علمی طور پر لاجواب کیجئے گا''۔ (کیا خوب نصیحت تھی جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے) گویا سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امت کو فکری طور پر ایک انمول حقیقت کی راہنمائی فرمائی کہ کسی قرآنی آیت کے اصلی مفہوم کی بہترین وضاحت سنت رسول اللہ ﷺ (احادیث صحیحہ کے) ذریعہ معلوم کی جائے۔ الگ طور پر کسی انفرادی رائے (تفرد) کو قبول نہ کیا جائے۔ قرآن کریم کے ایسے الفاظ جن کے قطعی مفہوم کو منجانب الٰہی مخفی رکھا گیا ہے اور سلف سے اس پر کوئی حتمی مفہوم منقول نہیں بلکہ **واللہ أعلم بمراده بذلک الحروف** کہہ کر وہ سرنڈر کرتے (علمی ہتھیار پھینکتے) نظر آتے ہیں (ہمارے لئے بھی اسی کی اتباع وتقلید لازم ہے)۔ آگے بڑھئے قرآن کریم کے وہ الفاظ جو تشبیہی امر کی تفہیم کیلئے استعمال ہوئے ہیں ان کے حوالہ سے علماء سلف نے بڑی محتاط راہ اپنائی ہے کہ یہاں فقط لفظی مُشابہت ومُشاکلت ہے معنوی (مشابہت) مراد نہیں۔ مشابہت ومشاکلت لفظی کا مطلب ہے کہ کسی جگہ دو الفاظ (بالمقابل) ایک جیسے لغوی مادہ کے تحت استعمال ہوئے ہوں اور دونوں کا لغوی معنیٰ بھی بظاہر ایک طرح کا ہو مگر دونوں کے حقیقی معنیٰ ومفہوم میں بعد المشرقین (عظیم ترین فرق پایا جائے)۔ قرآن کریم میں اس طرح کے مشابہاتی جملے مختلف الحقیقت مفہوم ومطلب کے آئینہ دار ہیں۔ مثلاً منافقین کا مسلمانوں کے حوالہ سے یہ کہنا ﴿إنما نحن مستهزءون﴾ ترجمہ:۔ ہم تو مسلمانوں کا محض تمسخر (مذاق) اُڑا رہے ہیں، جواباً ارشاد ربانی ہے ﴿الله يستهزئ بهم﴾ ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ بھی ان سے مذاق (ہنسی) کرتے ہیں۔ عام فہم امر ہے کہ منافقین کا مسلمانوں سے (استہزا، مذاق) کرنا اپنے معاشرتی محاورے پر دلالت کرتا ہے جبکہ استہزا منجانب الٰہی کا مفہوم بھی کیا وہی ہوسکتا ہے؟ جبکہ باری تعالیٰ ایسے عیوب سے پاک ہیں (جو جملہ مخلوق میں پائے جاتے ہیں)۔ ایک اور مقام پر کسی انسان کے دوسرے انسان کے ساتھ ظلم وزیادتی پر عدالتی نظام کے موافق بدلہ چکانے کے قانون کے متعلق جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ یہ ہیں۔ ﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا﴾ یہاں بھی بظاہر الفاظ کا معنیٰ یہ ہے کہ برائی کی جزا برائی ہے حالانکہ جزا تو نظام عدل کا حصہ ہے تو عدل کیسے بُرا ٹھہرا یہاں بھی لفظی مشابہت تو ہے مگر مفہوم جداگانہ ہے۔ اسی طرح ﴿ومكروا مكرا ومكرنا مكرا وهم لا يشعرون﴾ ترجمہ:۔ وہ کفار بھی خفیہ تدبیر (جاری) رکھے ہوئے ہیں اور ہم بھی خفیہ تدبیر کرچکے (سورۃ النمل، آیت نمبر ۵۰) ظاہر ہے کہ یہاں معنوی مفہوم ہرگز یکساں نہیں ہے۔ آگے چلئے ﴿فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدى عليكم﴾، ﴿إنهم يكيدون كيدا وأكيد كيدا﴾ میں بھی لفظی

مشابہت اور مشاکلت ہے مفہوم ومطلب میں ہرگز نہیں ،اسی طرح ﴿إنک میت و إنھم میتون﴾ ترجمہ:۔ اے پیغمبر آپ کو بھی دنیا سے رخصت ہونا ہے (آپ کی وفات کے بعد) کفار کو بھی مرجانا ہے (گویا وہ کونسے پیچھے ہمیشہ زندہ رہیں گے)۔ ذرا فکری ہوشمندی کے ساتھ سنجیدگی سے جائزہ لیا جائے کہ آیا پیغمبر حق (خاتم الانبیاء ﷺ) کی موت وفات اور کفار کی موت ایک جیسی مراد لی جاسکتی ہے؟ (معاذاللہ) ۔ جبکہ اللہ عزوجل نے اپنے عام صاحب عزیمت محبوب بندوں (انبیاء ورسل تو بہت اونچے درجے پر عنداللہ فائز ہیں) کی موت اور فساق وفجار کی موت کے فرق اور طرزِ موت کو جداگانہ طرز سے بیان فرمایا ہے ۔تو خاتم الانبیاء ﷺ پر وفات کے حکم کا اطلاق کس اعزاز ومرتبے سے ہوا ہوگا (کیا کوئی فرق لحاظ نہ ہے؟) ذرا کفار وفساق پر موت کی منظر کشی جو قرآن میں بیان فرمائی گئی ہے وہ سنئے ۔ ترجمہ:۔ اور اگر تو دیکھے جس وقت ظالم موت کی سختی میں ہونگے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھانے والے ہونگے کہ اپنی جانوں کو نکالو آج تمہیں ذلت کا عذاب ملے گا اس سبب سے کہ تم اللہ پر جھوٹی باتیں کہتے تھے اور اس کی آیتوں کے ماننے سے تکبر کرتے تھے (سورۃ الانعام آیت نمبر ۹۳)۔ اسی طرح انہی کفار کے حوالہ سے دوسرے مقام پر فرمایا۔ترجمہ:۔ اور اگر تو دیکھے جس وقت فرشتے کافروں کی جان قبض کرتے ہیں ان کے موتہوں اور پیٹھوں پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں جلنے کا عذاب چکھو (سورۃ الانفال آیت نمبر ۵۰)۔اس کے برعکس راہ خدا میں مجاہدہ کرتے کرتے انجام کار اپنی جان تک قربان کرنے والوں کو فرشتے جس طرزِ اعزاز سے انکی ارواح کا استقبال کرتے ہیں وہ بھی ملاحظہ فرمایئے۔ترجمہ :۔ بلا شبہ وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور غم نہ کرو اور جنت میں خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا ۔ہم تمہارے دنیا میں بھی دوست تھے اور آخرت میں بھی اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے جس کو تمہارا دل چاہے اور تم جو وہاں مانگو گے ملے گا بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے (سورۃ حم السجدہ ،آیت نمبر ۳۰ تا ۳۱) ۔ خدائے لم یزل کے ہاں نافرمانوں اور فرمانبرداروں کے مابین عندالموت متضاد رویے کا اس قدر فرق سمجھ لینے کے بعد خاتم الانبیاء ﷺ کی موت ووفات کا موازنہ کفار کی موت سے کرنا (بھلا معاذاللہ) کوئی معنی رکھتا ہے؟ حالانکہ الفاظ تو یہاں بھی ایک جیسے لائے گئے ہیں ﴿إنک میت و إنھم میتون﴾ سارے مفسرین اور اہل علم کے ہاں ظاہری الفاظ کے مفہوم ومطلب میں بعدالمشرقین سے زیادہ فرق کو پایا جاتا ہے۔کوئی بھی ظاہری الفاظ کے تحت مفہوم کو مشترکہ کہنے کی گستاخی کا تصور بھی نہیں کرسکتا کیونکہ ان جیسے تمام تر جملوں میں استعمال کئے گئے الفاظ کی مشابہت ومشاکلت پر ایک جیسی علمی تاویل (برائے افہام وتفہیم) استعمال میں لائی جاتی ہے (کہ یہاں لفظی مشابہت ومشاکلت (ظاہرا) الفاظ کا محاوراتی طرز سے مشابہتی استعمال مراد ہے)اسی طرح دیگر ان جیسے

مقامات پر دونوں الفاظ میں مفہوم کی مشابہت ومشاکلت کوئی بھی مراد نہیں لیتا تو یہاں ﴿إنک میت و إنهم میتون﴾ کون ہے جو ظاہرِ الفاظ سے کفار اور خاتم الانبیاء ﷺ پر وقوعِ موت کو یکساں طور پر سمجھنے کی گستاخی کا مرتکب ہو (معاذاللہ)۔اس قدر تفصیلی وضاحت سے کم از کم اس نظریاتی غلط فہمی کا ازالہ لازماً ہوجانا چاہئے جو بعض لوگوں کے نزدیک عمومِ الفاظ میں معنوی اشتراک جیسی فکری غلطی میں اس خاص علمی اصطلاح سے عدم واقفیت کی بناء پر عوام کو دھوکہ ہوسکتا ہے۔علمی قاعدے اور استدلال کی دنیا میں اس مقامِ خاص پر اس قدر فکری پستی کا مظاہرہ کرنا (معاذاللہ) ایک ایمان والے شخص کو کیسے روا ہوسکتا ہے ۔ جبکہ معاملہ خاتم الانبیاء ﷺ کی ذات اقدس کا ہو اور آپکی وفات یا موت کو معاذاللہ عام موت سے تشبیہی طرز کے ساتھ ثابت کرنے کی جسارت پر اصرار جاری رکھا جائے (استغفراللہ)۔ جیسے کسی نبی اور کافر کی حیات دنیوی نظریۃً ،فکراً وعملاً ایک جیسی نہیں تھی ایسے ہی بعد از وفات آپ ﷺ کا روضہ اطہر میں محفوظ جسم کے ساتھ غیر معمولی وجود جب مُسلّمہ حقیقت ہے تو قبر مبارک میں برزخی طرزِ حیات کو معاذاللہ عام انسانوں کی مانند سمجھنا انتہائی خطرناک نظریاتی گمراہی ہے ۔ حیات انبیاء علیہم السلام کے متعلق علماء حق کے اجماعی عقیدہ (اثبات حیات) میں تردّد ہرگز نہ رکھا جائے اور بیان کردہ عام فہم فکری حقائق پر مبنی استدلال کو مکررّ زیر مطالعہ (زیر غور) لاتے ہوئے اس حوالہ سے غلط فہمی کا ازالہ واصلاح از حد ضروری ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو اس نظریاتی حقیقت کے حوالہ سے اپنے اکابر واسلاف کے نقش قدم کی تقلیدِ محمود اور فہم سلیم عطا فرمائے ۔ آمین !

نوٹ :۔ مذکورہ مضمون فقط حقیقت الفاظ اور معانی ومفہوم کے حوالے سے فقط عام اور سادہ لفظوں میں غلط فہمی کے ازالہ کیلئے زیر مطالعہ لایا گیا ہے ۔ ورنہ اس حوالہ سے کسی بحث وتمحیص یا مناظرہ بازی (کسی فریق کی طرف سے) علمی انتہاپسندی (افراط وتفریط) کے زمرہ میں آتی ہے ۔اس حوالہ سے فقط حقائق علمی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اجمالی درجے میں عقیدہ حیات النبی ﷺ پر علماء حق کے موقف کو درست تسلیم کرنا صائب راہ ہے اس کی کُنہ ، کیفیت اور برزخی حقیقت پر بلا ضرورت شدت اختیار کرنا غیر مناسب امر ہے نہ ہی روزِ محشر اس کی تفصیلات پر کوئی سوال ہونا ہے اس لئے محتاط اور معتدل فکر اپنانا چاہئے ۔

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
بھلا کس نے آسمان اور زمین بنائے اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اُتارا
فَأَنْبَتْنَا بِهٖ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَهَا
پھر ہم نے اس سے رونق والے باغ اگائے تمہارا کام نہ تھا کہ ان کے درخت اگاتے
ءَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ﴿٦٠﴾ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ
کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے بلکہ یہ لوگ کجروی کر رہے ہیں۔ بھلا زمین کو ٹھہرنے کی جگہ
قَرَارًا وَجَعَلَ خِلٰلَهَا أَنْهٰرًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ
کس نے بنایا اور اس میں ندیاں جاری کیں اور زمین کے لنگر بنائے اور دو دریاؤں میں
الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾
پردہ رکھا کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے بلکہ اکثر ان میں بے سمجھ ہیں۔
أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ
بھلا کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے اور برائی کو دور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں
خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ءَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾
نائب بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے تم بہت ہی کم سمجھتے ہو۔
أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ
بھلا کون ہے جو تمہیں جنگل اور دریا کے اندھیروں میں راستہ بتاتا ہے اور اپنی رحمت سے پہلے کون
بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ءَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا
خوشخبری کی ہوائیں چلاتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اللہ ان کے شرک کرنے سے
يُشْرِكُونَ ﴿٦٣﴾ أَمَّنْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهٗ وَمَنْ يَرْزُقُكُمْ
بہت بلند ہے۔ بھلا کون ہے جو ازسرِ نو خلقت کو پیدا کرتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا اور کون ہے وہ جو
مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ءَإِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ
تمہیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے کہہ دے اپنی دلیل لاؤ
إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿٦٤﴾ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
اگر تم سچے ہو۔ کہہ دے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا اور انہیں اس

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۶۰ تا ۶۴۔ آسمان و زمین کی شاہکار تخلیق اور پانی کے ذریعہ انعامات، ارضی (زمین سے مختلف چیزوں کے پیدا ہونے) کا احسانی ذکر، نیز ہر چیز پر اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کا اعتقادی بیان، مختلف چیزوں کی تخلیق اور انعاماتِ خداوندی کا احسانی ذکر و بیان (سب بیان کردہ تخلیقی انعامات میں توحیدی اعتقاد کا ہی (بذریعہ مشاہداتی دلائل) ثبوت ہے گویا دلائل توحید کا اظہار وثبوت مختلف لاجواب سوالات کے ذریعہ کیا گیا ہے)

الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝٦٥ بَلِ ادّٰرَكَ

کی بھی خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ بلکہ آخرت

عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ هُمْ

کے معاملے میں تو ان کی سمجھ گئی گزری ہے بلکہ وہ اس سے شک میں ہیں بلکہ وہ اس سے

ع مِّنْهَا عَمُونَ ۝٦٦ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَاؤُنَا اَئِنَّا

اندھے ہی ہیں۔ اور کافر کہتے ہیں کہ کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہوگئے کیا ہم زمین سے نکالے

لَمُخْرَجُونَ ۝٦٧ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ

جائیں گے۔ اس کا تو ہم سے اور ہمارے پہلے باپ دادا سے وعدہ ہوتا آیا ہے

هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيرُ الْاَوَّلِينَ ۝٦٨ قُلْ سِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوا

یہ تو صرف پہلوں کی کہانیاں ہیں۔ کہہ دے تم زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ۝٦٩ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ

گناہگاروں کا کیا انجام ہوا۔ اور ان پر غم نہ کر اور ان کے فریب کرنے

فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ۝٧٠ وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

سے تنگ دل نہ ہو۔ اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم

صٰدِقِينَ ۝٧١ قُلْ عَسٰى اَنْ يَّكُونَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي

سچے ہو۔ کہہ دے شاید بعض وہ چیزیں جن کی تم جلدی کرتے ہو تمہاری پیٹھ کے پیچھے

تَسْتَعْجِلُونَ ۝٧٢ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ

آ لگی ہوں۔ اور بے شک تیرا رب تو لوگوں پر فضل کرتا ہے لیکن ان میں سے

اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ۝٧٣ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ

اکثر شکر نہیں کرتے۔ اور بے شک تیرا رب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے

صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝٧٤ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ

اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور آسمان اور زمین میں ایسی کوئی پوشیدہ

وَالْاَرْضِ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ۝٧٥ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى

بات نہیں جو روشن کتاب میں نہ ہو۔ بے شک یہ قرآن

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٦٥۔ علم غیب کا کلی احاطہ (ہر طرح سے) اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی خاص ہونے کا اعتقادی بیان اور مخلوق میں سے کسی کو دوبارہ زندہ اٹھائے جانے کے متعلق حتمی علم نہ ہونے کی خبرِ صادق کا اظہار۔

٦٦۔ منکرین حق کے آخرت کے حوالے سے علمی انحطاط (کمزور فکر) اور تردد و شک کی دلدل میں دھنس جانے کا مذمتی ذکر۔

٦٧ تا ٦٨۔ منکرین کے عقیدۂ آخرت کے حوالے سے گمراہ کن نظریۂ باطل کا مذمتی اظہار و بیان۔

٦٩ تا ٧٠۔ بدعقیدہ لوگوں کو تکذیبِ حق کے مجرموں کے عبرتناک انجام سے سبق حاصل کرنے کا ناصحانہ مشورہ اور خاتم الانبیاء ﷺ کے لیے تسلی آمیز اور مشفقانہ نصیحت کا اظہار۔

٧١ تا ٧٣۔ کفار و مشرکین کا خدائی وعدہ کے متعلق سوال باطل اور ان کے جواب میں حقیقت آمیز حکمتی اظہار۔

٧٤ تا ٧٥۔ خدائی علم (عام و خاص) کا اعتقادی ذکر و بیان۔

بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَکْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَاِنَّهٗ
بنی اسرائیل پر اکثر ان باتوں کو ظاہر کرتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔اور بے شک وہ
لَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۷۷﴾ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ
ایمانداروں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔بے شک تیرا رب ان کے درمیان اپنے حکم سے فیصلہ
بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ ﴿۷۸﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّكَ عَلَى
کرے گا اور وہ غالب علم والا ہے۔سو اللہ پر بھروسہ کر بے شک تو
الْحَقِّ الْمُبِیْنِ ﴿۷۹﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ
صریح حق پر ہے۔البتہ تُو مردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتا ہے
اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ
جب وہ پیٹھ پھیر کر لوٹیں۔اور نہ تو اندھوں کو اُن کی گمراہی دور کر کے ہدایت کر سکتا ہے تو اُن ہی کو سنا سکتا
اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَاِذَا وَقَعَ
ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لائیں سو وہی مان بھی لیتے ہیں۔اور جب ان پر
الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ
وعدہ پورا ہوگا تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو اُن سے باتیں کرے گا کہ لوگ
ع ۶ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَیَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ
ہماری آیتوں پر یقین نہیں لاتے تھے۔اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گروہ ان لوگوں کا جمع کریں
فَوْجًا مِّمَّنْ یُّكَذِّبُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ
گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے پھر ان کی جماعت بندی ہوگی۔یہاں تک کہ جب سب حاضر ہوں
قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰیٰتِیْ وَلَمْ تُحِیْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ
گے کہے گا کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تم اُنہیں سمجھے بھی نہ تھے یا کیا کرتے
تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا یَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾
رہے ہو۔اور ان کے ظلم سے ان پر الزام قائم ہو جائے گا پھر وہ بول بھی نہ سکیں گے۔
اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ لِیَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ
کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے رات بنائی تا کہ اس میں چین حاصل کریں اور دیکھنے کو دن بنایا البتہ اس میں

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۷۶تا۷۷۔قرآن مقدس کی بعض صفاتی حقائق کا احسانی ذکر و بیان۔

۷۸۔ اختلافی معاملات کے حوالے سے حتمی فیصلے کے متعلق خدائی اختیار خاص کا اظہار۔

۷۹۔آپ ﷺ کی صداقت کی پُر زور تصدیق کرنے اور آپ ﷺ کو خدائی بھروسہ سے اپنا کام جاری رکھنے کی تلقین کا ذکر۔

۸۰تا۸۱۔آپ ﷺ کے تبلیغی فرض منصبی کو طرزِ خاص سے واضح کرنے اور ہدایت و گمراہی کے حوالے سے نصائح کے فائدہ یا عدم فائدہ کے متعلق تشبیہ خاص کے ذریعہ اظہارِ حقیقت کا ذکر (یاد رہے ان آیات کا تعلق اس دور کی جاری بحث و تمحیص (مردے سنتے ہیں یا نہیں) سے نہیں بلکہ آپ ﷺ کے تبلیغی فرض منصبی کی ایک حد کو بیان کرنے سے ہے، کیونکہ اس دور میں یہ بحث ہی نہیں تھی کہ جس کی تردید کے لیے ان آیات کو نازل کرنے کی ضرورت پیش آتی اور سیاق و سباق بھی اس فکر کی نفی کر رہا ہے)۔

۸۲۔ قربِ قیامت کی ایک نشانی خاص (مخصوص جانور) کے ظہور اور اس کی انسانوں سے غیر معمولی کلام کا معجزاتی اظہار۔

۸۳تا۸۵۔ روزِ محشر منکرینِ حق کی مختلف جماعتوں کی بارگاہِ خداوندی میں اجتماعی حاضری اور خدائی باز پرس کا تنبیہاتی ذکر نیز ان مجرمین پر لاجواب گرفت کا بیان۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٨٦﴾ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي

ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو جو کوئی آسمان

الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ

میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے سب ہی گھبرائیں گے مگر جسے

شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ﴿٨٧﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً

اللہ چاہے اور سب اس کے پاس عاجز ہو کر چلے آئیں گے۔اور تو جو پہاڑوں کو جمے ہوئے دیکھ رہا ہے

وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ

یہ تو بادلوں کی طرح اڑتے پھریں گے اُس اللہ کی کاریگری سے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنا رکھا ہے

إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ﴿٨٨﴾ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا

اسے خبر ہے جو تم کرتے ہو۔جو نیکی لائے گا سوا سے اس سے بہتر بدلہ ملے گا

وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ﴿٨٩﴾ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ

اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں ہوں گے۔اور جو برائی لائے گا سو اُن کے منہ آگ میں

وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٠﴾

اوندھے ڈالے جائیں گے تمہیں وہی بدلہ مل رہا ہے جو تم کرتے تھے۔

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ

مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ اس شہر کے مالک کی بندگی کروں جس نے اسے عزت دی ہے اور ہر ایک چیز

كُلُّ شَيْءٍ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٩١﴾ وَأَنْ أَتْلُوَ

اُسی کی ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں رہوں۔اور یہ بھی کہ

الْقُرْآنَ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ

قرآن سنا دوں پھر جو کوئی راہ پر آ گیا تو وہ اپنے بھلے کو راہ پر آتا ہے اور جو گمراہ ہوا تو

فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنْذِرِينَ ﴿٩٢﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ

کہہ دو میں تو صرف ڈرانے والوں میں سے ہوں۔اور کہہ دو سب تعریف اللہ کے لیے ہے تمہیں عنقریب اپنی

فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ ع ۷

نشانیاں دکھا دے گا پھر تم انہیں پہچان لو گے اور تیرا رب اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۸۶۔کل پچھتاوے کی بجائے آج ہی موجود خدائی نعمتوں پر غور وفکر کرتے ہوئے دعوتِ حق قبول کرنے کی ترغیب اور مومنین کے مثبت فکر کا توصیفی ذکر۔

۸۷تا۸۸۔روزِ محشر کے بعض ہولناک مناظر خاص کا تنبیہاتی اظہار۔

۸۹تا۹۰۔خیر و شر کے نمائندوں کے الگ الگ انجام کا تنبیہی ذکر۔

۹۱تا۹۲۔خاتم الانبیاء ﷺ کی طرف سے خدائی اطاعت (مخصوص صفتِ الٰہی کے اظہار سے) کا اعتقادی بیان اور تلاوتِ قرآن کے مقصدِ خاص کا اظہار۔

۹۳۔حمدِ باری تعالیٰ کا حکمی اظہار اور مزید خدائی نشانیوں کے ظاہر کرنے کا وعدہ حق اور باقی جملہ معاملات پر خدائی نظرِ برحق کا اعتقادی بیان۔

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ

طسم۔ یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں۔ ہم تجھے ایمان داروں کے فائدے کے لیے

نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ

موسیٰ اور فرعون کا کچھ صحیح حال سناتے ہیں۔ بے شک

فِرْعَوْنَ عَلَا فِى الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ

فرعون زمین پر سرکش ہو گیا تھا اور وہاں کے لوگوں کے کئی گروہ کر دیے تھے ان میں سے ایک گروہ کو کمزور

طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۗ اِنَّهٗ

کر رکھا تھا ان کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا بے شک

كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴﴾ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

وہ مفسدوں میں سے تھا۔ اور ہم چاہتے تھے کہ ان پر احسان کریں جو ملک میں کمزور کیے گئے تھے اور

فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵﴾ وَ

انہیں سردار بنا دیں اور انہیں وارث کریں۔ اور

نُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا

انہیں ملک پر قابض کریں اور فرعون ہامان اور ان کے لشکروں کو

مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ﴿۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ

وہ چیز دکھا دیں جس کا وہ خطرہ کرتے تھے۔ اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو حکم بھیجا کہ اسے دودھ پلا پھر جب

اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ

تجھے اس کا خوف ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور کچھ خوف اور غم نہ کر بے شک ہم اسے تیرے پاس

وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷﴾

واپس پہنچا دیں گے اور اسے رسولوں میں سے بنانے والے ہیں۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ القصص

۱تا۲۔ رموزِ کلامِ الٰہی سے آغاز اور واضح قرآنی آیات کی تصدیق خداوندی کا ذکر۔

۳۔ حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے حوالے سے خبرِ صادق پر اہلِ ایمان کے یقین کا توصیفی ذکر۔

۴۔ فرعون کی سرکشی اور قوم پر بے رحمانہ مظالم کا مذمتی اظہار و بیان۔

۵تا۶۔ فرعونی مظالم سے تنگ، مظلوم اور کمزور طبقات پر ظاہری و باطنی خدائی احسان کا ذکرِ خاص۔

۷تا۸۔ حضرت موسیٰؑ کی والدہ محترمہ کو حضرت موسیٰؑ کے حوالہ سے خصوصی ہدایتِ الٰہی کا واقعاتی ذکر (حضرت موسیٰؑ کا بچپنے میں فرعون کے گھر پہنچنا اور آلِ فرعون کا ان کو پرورش کے لیے اپنے پاس رکھنے اور اس کے بالآخر انجام کی (پیشگی خبر کا) اظہار نیز فرعون و ہامان کا مذمتی ذکر۔

فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۗ إِنَّ
پھر اسے فرعون کے گھر والوں نے اٹھا لیا تاکہ بالآخر وہ ان کا دشمن اور غم کا باعث بنے بے شک
فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ ﴿٨﴾ وَقَالَتِ امْرَأَتُ
فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر خطا کار تھے۔ اور فرعون کی عورت نے کہا
فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَىٰ أَن يَنفَعَنَا
یہ تو میرے اور تیرے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو شاید ہمارے کام آئے
أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾ وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ
یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور انہیں کچھ خبر نہ تھی۔ اور صبح کو موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا
مُوسَىٰ فَارِغًا ۖ إِن كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَن رَّبَطْنَا عَلَىٰ
قریب تھی کہ بے قراری ظاہر کر دے اگر ہم اس کے دل کو صبر نہ دیتے تاکہ
قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠﴾ وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ ۖ
اسے ہمارے وعدے کا یقین رہے۔ اور اس کی بہن سے کہا اس کے پیچھے چلی جا پھر
فَبَصُرَتْ بِهِ عَن جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١١﴾ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ
وہ اسے اجنبی ہو کر دیکھتی رہی اور انہیں خبر نہ ہوئی۔ اور ہم نے پہلے سے اس پر دائیوں کا دودھ
الْمَرَاضِعَ مِن قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ
حرام کر دیا تھا پھر بولی میں تمہیں ایسے گھر والے بتاؤں جو اس کی تمہارے لیے
يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ﴿١٢﴾ فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ
پرورش کریں اور وہ اس کے خیر خواہ ہوں۔ پھر ہم نے اسے اس کی ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ اس کی
تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ
آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور غمگین نہ ہو اور جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن
أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٣﴾ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ ع ۱
اکثر آدمی نہیں جانتے۔ اور جب اپنی جوانی کو پہنچا اور پورا توانا ہوا تو ہم نے
حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٤﴾ وَدَخَلَ
اسے حکمت اور علم دیا اور ہم نیکوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور شہر میں

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۹۔ اہلیۂ فرعون کا حضرت موسیٰ کے قتل میں رکاوٹ بنتے ہوئے اُسے اپنا چہیتا بیٹا بنا کر رکھنے کا خواہشاتی اظہار۔

۱۰۔ حضرت موسیٰ کی والدہ محترمہ کا اظہارِ بے چینی اور اس پر خصوصی باطنی ثابت قدمی کے احسانِ الٰہی کا بیان۔

۱۱۔ اُمّ موسیٰ کا اپنی بیٹی (حضرت موسیٰ کی بہن) کو فرعون کے محل میں مخفی طور پر جانے کی تلقین کا ذکر۔

۱۲۔ حضرت موسیٰ کا (ابتدا ہی سے) دائیوں کے دودھ پینے سے اعراض (منہ موڑ لینے) اس پر اُن کی بہن کا (اپنا تعارف مخفی رکھتے ہوئے) مخصوص گھرانے سے دودھ پلوانے کے ہمدردانہ مشورہ کا ذکر۔

۱۳۔ وعدۂ الٰہی کے مطابق حضرت موسیٰ کا اپنی والدہ کی گود میں لوٹ آنا اور ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جانا نیز خدائی وعدۂ برحق کا اعتقادی بیان۔

۱۴۔ بھرپور جوانی میں قدم رکھتے ہی حضرت موسیٰ پر خصوصی خدائی عنایت (فضل و کرم) کا احسانی اظہار۔

الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا
لوگوں کی بے خبری کے وقت داخل ہوا پھر وہاں
رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَٰذَا مِن شِيعَتِهِ وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ ۖ فَاسْتَغَاثَهُ
دو شخصوں کو لڑتے ہوئے پایا یہ ایک اس کی جماعت کا تھا اور یہ دوسرا اس کے دشمنوں میں سے تھا پھر اس
الَّذِي مِن شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ
نے جو اس کی جماعت کا تھا اپنے دشمن پر اس سے مدد چاہی تب موسیٰ نے اس پر مکا مارا
فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۖ قَالَ هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ
پس اس کا کام تمام کر دیا، کہا یہ تو شیطانی حرکت ہے بے شک وہ کھلا دشمن اور گمراہ کرنے
مُّبِينٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ ۚ
والا ہے۔ کہا اے میرے رب! بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا سو مجھے بخش دے پھر اسے بخش دیا
إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ
بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کہا اے میرے رب! جیسا تو نے مجھ پر فضل کیا ہے پھر میں
أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ ﴿۱۷﴾ فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا
گناہگاروں کا کبھی مددگار نہیں ہوں گا۔ پھر شہر میں ڈرتا انتظار کرتا ہوا صبح کو گیا
يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ ۚ قَالَ
پھر وہی شخص جس نے کل اس سے مدد مانگی تھی اسے پکار رہا ہے موسیٰ نے اس سے کہا
لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَن يَبْطِشَ
کہ بے شک تو صریح گمراہ ہے۔ پھر جب ارادہ کیا کہ اس پر ہاتھ ڈالے
بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ يَا مُوسَىٰ أَتُرِيدُ أَن تَقْتُلَنِي
جو ان دونوں کا دشمن تھا کہا اے موسیٰ! کیا تو چاہتا ہے کہ مجھے مار ڈالے
كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ ۖ إِن تُرِيدُ إِلَّا أَن تَكُونَ جَبَّارًا
جیسا تو نے کل ایک آدمی کو مار ڈالا ہے تو یہی چاہتا ہے کہ ملک میں زبردستی کرتا
فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَن تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ﴿۱۹﴾ وَ
پھرے اور تو نہیں چاہتا کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو۔ اور

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۵ تا ۱۷۔ قبطی قوم اور بنی اسرائیل کے ایک فرد کے مابین تنازعہ کے دوران حضرت موسیٰ کی آمد و مداخلت اور ظالم کو تنبیہ خاص میں حادثۃً قتل پیش آجانے کا واقعاتی ذکر اور اس پر حضرت موسیٰ کا اظہارِ افسوس نیز بارگاہِ الٰہی میں دُعائے مغفرت اور قبولیتِ دعا پر آئندہ ایسے اقدام سے پرہیز کے پُرعزم وعدہ کا ذکر۔

۱۸ تا ۱۹۔ اگلے دن مزید خاص واقعہ پیش آجانے کا سلسلہ وار بیان۔

جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ
شہر کے پرلے سرے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا کہا اے موسیٰ!
الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ
دربار والے تیرے متعلق مشورہ کرتے ہیں کہ تجھ کو مار ڈالیں سو نکل بے شک میں تیرا بھلا چاہنے
النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ
والا ہوں۔ پھر وہاں سے ڈرتا انتظار کرتا ہوا نکلا کہا اے میرے رب!
ع ۵ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى
مجھے ظالم قوم سے بچا لے۔ اور جب مدین کی طرف رخ کیا تو کہا امید ہے کہ
رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ
میرا رب مجھے سیدھا راستہ بتا دے گا۔ اور جب مدین کے پانی پر پہنچا
وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۟ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ
وہاں لوگوں کی ایک جماعت کو پانی پلاتے ہوئے پایا اور ان سے ورے
امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى
دو عورتوں کو پایا جو اپنے جانور روکے ہوئے کھڑی تھیں کہا تمہارا کیا حال ہے بولیں جب تک چرواہے نہیں
يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى
ہٹ جاتے ہم نہیں پلاتیں اور ہمارا باپ بوڑھا بڑی عمر کا ہے۔ پھر ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر سایہ کی
الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾
طرف ہٹ کر آیا پس کہا اے میرے رب تو میری طرف جو اچھی چیز اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔
فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ
پھر ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس شرم سے چلتی ہوئی آئی کہا میرے باپ نے تمہیں بلایا ہے کہ
لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ
تمہیں پلائی کی اجرت دے پھر جب اس کے پاس پہنچا اور اس کے تمام حال
الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾
بیان کیا کہا خوف نہ کر تو اس بے انصاف قوم سے بچ آیا ہے۔

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۰ تا ۲۱۔ واقعۂ خاص کے بعد دربارِ فرعون کے اک خاص ہمدرد شخص کی حضرت موسیٰ کی طرف ناصحانہ پیغام لیکر آمد اور حضرت موسیٰ کا شہر سے باہر چلے جانے کا اقدام اور ایسے میں حضرت موسیٰ کی بارگاہِ الٰہی میں التجائے خاص کا ذکر۔

۲۲۔ حضرت موسیٰ کی مدین کی طرف آمد اور (اجنبی علاقے میں ہونے کی وجہ سے) خدائی بارگاہ سے خصوصی راہنمائی حاصل ہونے کی امیدِ خاص کا اظہار۔

۲۳ تا ۲۴۔ حضرت موسیٰ کی کنویں پر آمد اور لوگوں کے اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلانے کیلئے باری لیتے وقت دو نوجوان عورتوں کا اپنے ریوڑ (بھیڑ بکریاں) سمیت علیحدگی میں بیٹھ کر انتظار کرتے دیکھ کر حضرت موسیٰ کا اُن سے تحقیق حال کے لیے سوال اور ان کا اظہار حقیقت سے جواب، اس پر حضرت موسیٰ کا اُن عورتوں سے عملی ہمدردی و مدد خاص کا اقدام اِس کے بعد علیحدگی میں خدائی بارگاہ میں ہی اپنی احتیاجی کے اظہار کا (واقعاتی تسلسل میں) ذکر۔

۲۵۔ دونوں میں سے ایک بہن کی باحیاء طرزِ خاص سے حضرت موسیٰ کو گھر آنے کی بامقصد دعوت کا اظہار اور حضرت موسیٰ کی حضرت شعیبؑ کے گھر تشریف آوری اور حقیقتِ حال کا ذکر، جواب میں حضرت شعیبؑ کے تسلی آمیز اظہارِ خاص کا بیان۔

قَالَتْ إِحْدٰىهُمَا يٰٓأَبَتِ اسْتَـْٔجِرْهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَـْٔجَرْتَ الْقَوِيُّ

ان دونوں میں سے ایک بولی اے باپ! اسے نوکر رکھ لے بے شک بہتر نوکر جسے تو رکھنا چاہے وہ ہے جو

الْأَمِينُ ﴿٢٦﴾ قَالَ إِنِّيٓ أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ

زور آور امانت دار ہو۔ کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا تجھ سے نکاح کر دوں

عَلٰىٓ أَن تَأْجُرَنِي ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۖ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِندِكَ ۖ

اس شرط پر کہ تو آٹھ برس تک میری نوکری کرے پھر اگر تو دس پورے کر دے تو تیری طرف سے احسان

وَمَآ أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ۚ سَتَجِدُنِيٓ إِن شَآءَ اللَّهُ مِنَ

ہے اور میں نہیں چاہتا کہ تجھے تکلیف میں ڈالوں اگر اللہ نے چاہا تو مجھے نیک بختوں

الصّٰلِحِينَ ﴿٢٧﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۖ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ

سے پائے گا۔ کہا میرے اور تیرے درمیان یہ وعدہ ہو چکا ان دونوں مدتوں میں سے جونسی پوری کر دوں

فَلَا عُدْوٰنَ عَلَيَّ ۖ وَاللَّهُ عَلٰى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٢٨﴾ فَلَمَّا قَضٰى مُوسَى ع

تو مجھ پر زیادتی نہ ہو اور اللہ ہمارے قول پر گواہ ہے۔ پھر جب موسیٰ وہ مدت

الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِۦٓ ءَانَسَ مِن جَانِبِ الطُّورِ نَارًا ۖ قَالَ

پوری کر چکا اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلا کوہِ طور کی طرف سے ایک آگ دیکھی اپنے گھر والوں سے کہا

لِأَهْلِهِ امْكُثُوٓا إِنِّيٓ ءَانَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيٓ ءَاتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ

ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا

جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿٢٩﴾ فَلَمَّآ أَتٰىهَا نُودِيَ مِن

آگ کا انگارہ لے آؤں تاکہ تم سینکو۔ پھر جب اس کے پاس پہنچا

شٰطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَن

تو میدان کے داہنے کنارے سے برکت والی جگہ میں ایک درخت سے آواز آئی کہ

يٰمُوسٰىٓ إِنِّيٓ أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ ﴿٣٠﴾ وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ فَلَمَّا

اے موسیٰ! میں اللہ جہان کا رب ہوں۔ اور یہ کہ اپنی لاٹھی ڈال دے پھر جب

رَءَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَآنٌّ وَلّٰى مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يٰمُوسٰىٓ أَقْبِلْ

اسے دیکھا کہ سانپ کی طرح لہرا رہا ہے تو منہ پھیر کر الٹا بھاگا اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا اے موسیٰ! سامنے آ

خلاصہ مفہوم آیات مطابق آیت نمبر

۲۶تا۲۸۔ حضرت شعیبؑ کی ایک صاحبزادی کا اپنے والد گرامی کے سامنے مشورہ خاص کا اظہار، جس پر حضرت شعیبؑ کی حضرت موسیٰؑ کو اپنی ایک صاحبزادی کے ساتھ نکاح کی (مہر مخصوص پر) مشفقانہ پیشکش اور خصوصی حُسنِ اخلاق کا اظہار، جواباً حضرت موسیٰؑ کی طرف سے قبولِ عقد کا مسرتی اظہار اور عہدِ خاص نبھانے کے احسانی وعدہ کا اظہار۔

۲۹تا۳۰۔ معاہدہ کی تکمیل کے بعد حضرت موسیٰؑ کی مدین سے واپسی کے سفرِ خاص کے دوران واقعہ عظیم کا سلسلہ وار (قدرے تفصیلی) ذکر و بیان (اپنی اہلیہ کی ضرورت کے لیے آگ کی تلاش میں جانا اور آگے خدائی نورِ خاص کا مشاہدۂ عجیب اور اپنے رب کریم سے ہمکلامی کا شرف خاص عطا ہونے کا اظہار و بیان۔

وَلَا تَخَفْ ۖ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ ﴿٣١﴾ اسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ
اور ڈر نہیں بے شک تو امن والوں سے ہے۔ اپنے گریبان میں اپنا ہاتھ ڈال وہ بغیر کسی عیب
تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ
کے چمکتا ہوا نکلے گا اور رفعِ خوف کے لیے اپنا بازو اپنی طرف ملا
الرَّهْبِ ۖ فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ ۚ
سو تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں کے لیے یہ دو سندیں ہیں
إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا
بے شک وہ نافرمان لوگ ہیں۔ کہا اے میرے رب! میں نے ان کے ایک آدمی کو قتل کیا ہے پس میں
فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ﴿٣٣﴾ وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا
ڈرتا ہوں کہ مجھے مار ڈالیں گے۔ اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے اسے میرے
فَأَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِي ۖ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ﴿٣٤﴾
ساتھ مددگار بنا کر بھیج کہ میری تصدیق کرے کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔
قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَانًا فَلَا
فرمایا ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے مضبوط کر دیں گے اور تمہیں غلبہ دیں گے پھر وہ تم تک پہنچ نہیں
معانقہ يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا ۚ بِآيَاتِنَا ۚ أَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغَالِبُونَ ﴿٣٥﴾
سکیں گے ہماری نشانیوں کے سبب سے تم اور تمہارے تابعدار غالب رہیں گے۔
فَلَمَّا جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ
پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری کھلی نشانیاں لے کر آیا تو کہنے لگے کہ یہ تو محض ایک بنایا ہوا جادو ہے
مُفْتَرًى وَمَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ﴿٣٦﴾ وَقَالَ
اور ہم نے اسے اپنے پہلے باپ دادا سے سنا ہی نہیں ہے۔ اور موسیٰ نے کہا
مُوسَىٰ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ مِنْ عِنْدِهِ وَمَنْ
میرا رب خوب جانتا ہے جو اس کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہے
تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿٣٧﴾ وَقَالَ
اور جس کے لیے آخرت کا گھر ہے بے شک ظالم نجات نہیں پائیں گے۔ اور فرعون نے کہا

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۱تا۳۲۔ خاص معجزات کے ظہور کی تربیتی و عملی مشق کے دوران حضرت موسیٰ کے فطری خوف پر خدائی تسلی اور مزید اظہارِ معجزہ کا احسانی ذکر کرتے ہوئے انکو (حضرت موسیٰ) کو نشانیوں سمیت فرعونی دربار میں تبلیغ حق کے لیے جانے کا حکم۔

۳۳تا۳۵۔ خدائی حکمِ خاص پر حضرت موسیٰ کا اپنے خصوصی تحفظات (خدشات) کا اظہار اور اپنے اس فریضۂ خاص میں اپنے بھائی حضرت ہارونؑ کو بھی (بوجہ خاص) معاونتی شریکِ کار بنانے کی خواہش کا ذکر، جواب میں قبولیتِ استدعا کا احسانی اظہار کرتے ہوئے خصوصی تسلی دینے اور مستقبل میں انجام کار غلبۂ حق کی پیشگی خبر کا بیان۔

۳۶تا۳۸۔ حضرت موسیٰ (و حضرت ہارون) کی دربار فرعون میں خاص نشانیوں سے اظہارِ حق اور فرعونیوں کے منفی تبصروں کا اعتقادِ خاص سے جواب، اس پر فرعون کا درباریوں کے سامنے اپنے حوالہ سے تعلی (الوہیت کے باطل دعویٰ) کا اظہار نیز اپنے وزیر خاص (ہامان) کو متکبرانہ طرز سے احمقانہ حکم۔

فِرۡعَوۡنُ يٰۤاَيُّهَا الۡمَلَاُ مَا عَلِمۡتُ لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرِىۡۚ فَاَوۡقِدۡ لِىۡ
نے سردارو! میں نہیں جانتا کہ میرے سوا تمہارا اور کوئی معبود ہے پس اے ہامان! تو میرے لیے
يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيۡنِ فَاجۡعَلْ لِّىۡ صَرۡحًا لَّعَلِّىۡۤ اَطَّلِعُ اِلٰٓى
گارا پکوا پھر میرے لیے ایک بلند محل بنوا کہ میں موسیٰ کے
اِلٰهِ مُوۡسٰى ۙ وَاِنِّىۡ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ‏ ﴿۳۸﴾ وَاسۡتَكۡبَرَ هُوَ
خدا کو جھانکوں اور بے شک میں اسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔اور اس نے اور اس کے
وَجُنُوۡدُهٗ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ وَظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ اِلَـيۡنَا
لشکروں نے زمین پر ناحق تکبر کیا اور خیال کیا کہ وہ ہماری طرف لوٹ کر
لَا يُرۡجَعُوۡنَ‏ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذۡنٰهُ وَجُنُوۡدَهٗ فَنَبَذۡنٰهُمۡ فِى الۡيَمِّۚ فَانْظُرۡ
نہیں آئیں گے۔پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا پھر انہیں دریا میں پھینک دیا سو دیکھ لو
كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيۡنَ‏ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلۡنٰهُمۡ اَـئِمَّةً يَّدۡعُوۡنَ اِلَى
ظالموں کا کیا انجام ہوا۔اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا وہ دوزخ کی طرف بلاتے تھے
النَّارِۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ لَا يُنۡصَرُوۡنَ‏ ﴿۴۱﴾ وَاَتۡبَعۡنٰهُمۡ فِىۡ هٰذِهِ
اور قیامت کے دن انہیں مدد نہیں ملے گی۔اور ہم نے اس دنیا میں
الدُّنۡيَا لَـعۡنَةً ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ هُمۡ مِّنَ الۡمَقۡبُوۡحِيۡنَ‏ ﴿۴۲﴾ ع ۴ ۱۴ ۷
ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور وہ قیامت کے دن بھی بدحالوں میں ہوں گے۔
وَلَـقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡـكِتٰبَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَهۡلَكۡنَا الۡقُرُوۡنَ
اور ہم نے موسیٰ کو پہلی امتوں کے ہلاک کرنے کے بعد کتاب دی تھی
الۡاُوۡلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحۡمَةً لَّعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ‏ ﴿۴۳﴾
جو لوگوں کے لیے بینائی اور ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ سمجھیں۔
وَمَا كُنۡتَ بِجَانِبِ الۡـغَرۡبِىِّ اِذۡ قَضَيۡنَاۤ اِلٰى مُوۡسَى الۡاَمۡرَ
اور تم غربی جانب نہیں تھے جب ہم نے موسیٰ کی طرف حکم بھیجا
وَمَا كُنۡتَ مِنَ الشّٰهِدِيۡنَۙ‏ ﴿۴۴﴾ وَلٰـكِنَّاۤ اَنۡشَاۡنَا قُرُوۡنًا فَتَطَاوَلَ
اور نہ اس واقعہ کو دیکھنے والے تھے۔لیکن ہم نے بہت سی نسلیں پیدا کیں

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۹۔فرعونیوں کی ناحق اور متکبرانہ روش، نیز ان کے اعتقادِ باطل کا مذمتی اظہار۔

۴۰ تا ۴۲۔فرعون اور اس کے لشکروں پر خدائی عبرتناک سزا کا تنبیہی ذکر اور روزِ محشر ان کی بے بسی کا بیان، نیز ان پر دُنیا و آخرت میں خُدائی لعنت کا برہمی (غصے سے) اظہار۔

۴۳۔اقوامِ سابقہ کی ہلاکتوں کے وقفہ کے بعد حضرت موسیٰؑ کی تورات سمیت بعثت کا مقصدِ خاص سے ذکر۔

۴۴ تا ۴۶۔بعض واقعاتِ خاص کے ظہور کے وقت آپ ﷺ کی عدم موجودگی کو بطورِ دلیل نبوت و صداقت کے پس منظر میں خاص پیرائے سے اظہار و بیان۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۷تا۴۸۔ نبیؐ برحق کی بعثت کا حکمت آمیز احسانی اظہار کرتے ہوئے (بعد از آمد خاتم الانبیاءﷺ) ان کے منفی رد عمل کا باحوالہ (سابقہ دور) مذمتی ذکر۔

۴۹تا۵۰۔ کفار کو دلیل حق کی کوئی متبادل راہ پیش کرنے کا زوردار اور لاجواب منہ توڑ چیلنج، چیلنج کا جواب نہ دینے پر انکی ناحق اتباع نفس کا مذمتی و تنبیہی اظہار وبیان۔

عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُو
پھر ان پر مدت دراز گزاری اور تو مدین والوں میں نہیں رہتا تھا کہ انہیں ہماری آیتیں سناتا

عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَلَٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴿٤٥﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ
لیکن ہم رسول بھیجتے رہے۔ اور تو طور کے کنارے پر نہ تھا

الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَٰكِنْ رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا
جب ہم نے آواز دی لیکن تیرے رب کا یہ انعام ہے تا کہ ان لوگوں

مَا أَتَاهُمْ مِنْ نَذِيرٍ مِنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٤٦﴾
کو ڈرائے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

وَلَوْلَا أَنْ تُصِيبَهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا
اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان کے اپنے ہی اعمال کے سبب سے ان پر مصیبت نازل ہو جائے پھر کہتے

رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ وَنَكُونَ مِنَ
اے ہمارے رب! تو نے ہمارے پاس رسول کیوں نہ بھیجا تا کہ ہم تیرے حکموں کی تابعداری کرتے اور

الْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَا
ایمان والوں میں ہوتے۔ پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آ پہنچا تو کہنے لگے کیوں نہیں دیا

أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَىٰ ۚ أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ
گیا جیسا موسیٰ کو دیا گیا تھا کیا انہوں نے اس چیز کا انکار نہیں کیا تھا جو موسیٰ کو

مِنْ قَبْلُ ۖ قَالُوا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وَقَالُوا إِنَّا بِكُلٍّ
اس سے پہلے دی گئی تھی کہنے لگے دونوں جادوگر آپس میں موافق ہیں اور کہا ہم کسی کو بھی

كَافِرُونَ ﴿٤٨﴾ قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا
نہیں مانتے۔ کہہ دو پس اللہ کے ہاں سے کوئی ایسی کتاب لاؤ جو ان دونوں سے ہدایت میں بڑھ کر ہو کہ

أَتَّبِعْهُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٩﴾ فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ
میں اس پر چلوں اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر تمہارا کہنا نہ مانیں تو جان لو کہ وہ صرف اپنی خواہشوں کے تابع ہیں

أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ
اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو اللہ کی ہدایت چھوڑ کر اپنی خواہشوں

هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۰ وَلَقَدْ ع ۵
پر چلتا ہو بے شک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔اور البتہ
وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۵۱ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ
ہم ان کے پاس ہدایت بھیجتے رہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔جن لوگوں کو ہم نے اس سے
الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝۵۲ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا النصف
پہلے کتاب دی ہے وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔اور جب ان پر پڑھا جاتا ہے کہتے ہیں
اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۝۵۳
ہم اس پر ایمان لائے ہمارے رب کی طرف سے یہ حق ہے ہم تو اسے پہلے ہی مانتے تھے۔
اُولٰۗىِٕكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ
یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کی وجہ سے دگنا بدلہ ملے گا اور بھلائی سے برائی کو دور کرتے ہیں اور جو ہم
السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۵۴ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا
نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔اور جب بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے
عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۡ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۡ
منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لے ہمارے اعمال تمہارے لیے تمہارے اعمال تم پر سلام ہو
لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ۝۵۵ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ
ہم بے سمجھوں کو نہیں چاہتے۔بے شک تو ہدایت نہیں کر سکتا جسے تو چاہے لیکن
اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۵۶ وَقَالُوْٓا
اللہ ہدایت کرتا ہے جسے چاہے اور وہ ہدایت والوں کو خوب جانتا ہے۔اور کہتے ہیں
اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ۭ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ
اگر ہم تیرے ساتھ ہدایت پر چلیں تو اپنے ملک سے اچک لیے جائیں کیا ہم نے انہیں حرم میں جگہ نہیں
لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا
دی جو امن کا مقام ہے جہاں ہر قسم کے میووں کا رزق ہماری طرف سے پہنچایا جاتا ہے
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۵۷ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ
لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے۔اور ہم نے بہت سی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۱۔ ہدایاتی تسلسل کو قائم رکھنے کا حکمتی طرز سے ذکر۔

۵۲ تا ۵۵۔ اہل کتاب کے بعض حقیقت پسند لوگوں کے قبول حق اور صفاتِ حسنہ کا توصیفی ذکر نیز ان کے لیے بھرپور خدائی حوصلہ افزائی کا احسانی اظہار۔

۵۶۔ ہدایت کا عطا ہونا کوئی سفارشی یا من پسند چاہتی امر (حقیقت) نہیں بلکہ خالص خدائی اختیار ہے جو وہ اپنے علم خاص کے پس منظر میں ہی عطا کرتا ہے۔

۵۷۔ مشرکین مکہ کے قبول حق نہ کرنے کی ناحق بہانہ سازی کا دلیل خاص سے رد کا ذکر۔

مَعِيشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسَٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَن مِّنۢ بَعْدِهِمْ إِلَّا
جو اپنے سامان عیش پر نازاں تھے سو یہ ان کے گھر ہیں کہ ان کے بعد آباد نہیں ہوئے
قَلِيلًا ۖ وَكُنَّا نَحْنُ ٱلْوَٰرِثِينَ ﴿۵۸﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ ٱلْقُرَىٰ
مگر بہت کم اور ہم ہی وارث ہوئے۔ اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک ان کے بڑے
حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِىٓ أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُوا۟ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا
شہر میں پیغمبر نہ بھیج لے جو انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے مگر اس
مُهْلِكِى ٱلْقُرَىٰٓ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَٰلِمُونَ ﴿۵۹﴾ وَمَآ أُوتِيتُم مِّن
حالت میں کہ وہاں کے باشندے ظالم ہوں۔ اور جو چیز تمہیں دی گئی ہے
شَىْءٍ فَمَتَٰعُ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتُهَا ۚ وَمَا عِندَ ٱللَّهِ خَيْرٌ
وہ دنیا کی زندگی کا فائدہ اور اس کی زینت ہے جو چیز اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر
ع وَأَبْقَىٰٓ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۶۰﴾ أَفَمَن وَعَدْنَٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ
اور باقی رہنے والی ہے کیا تم نہیں سمجھتے۔ پھر کیا وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہو سو وہ اسے پانے
لَٰقِيهِ كَمَن مَّتَّعْنَٰهُ مَتَٰعَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ
والا بھی ہو اس کے برابر ہے جسے ہم نے دنیا کی زندگی کا فائدہ دیا پھر وہ قیامت کے دن
مِنَ ٱلْمُحْضَرِينَ ﴿۶۱﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَآءِىَ
پکڑا ہوا آئے گا۔ اور جس دن انہیں پکارے گا پھر کہے گا میرے شریک کہاں ہیں
ٱلَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿۶۲﴾ قَالَ ٱلَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ ٱلْقَوْلُ رَبَّنَا
جن کا تم دعویٰ کرتے تھے۔ جن پر الزام قائم ہوگا وہ کہیں گے اے رب ہمارے! وہ یہی ہیں جنہیں ہم
هَٰٓؤُلَآءِ ٱلَّذِينَ أَغْوَيْنَآ أَغْوَيْنَٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۖ تَبَرَّأْنَآ إِلَيْكَ ۖ
نے بہکایا تھا انہیں ہم نے گمراہ کیا تھا جیسا کہ ہم گمراہ تھے ہم تیرے رو برو بیزار ہوتے ہیں
مَا كَانُوٓا۟ إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ﴿۶۳﴾ وَقِيلَ ٱدْعُوا۟ شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ
یہ ہمیں نہیں پوجتے تھے۔ اور کہا جائے گا اپنے شریکوں کو پکارو پھر انہیں پکاریں گے تو وہ انہیں جواب نہ
فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا۟ لَهُمْ وَرَأَوُا۟ ٱلْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا۟ يَهْتَدُونَ ﴿۶۴﴾
دیں گے اور عذاب دیکھیں گے کاش یہ لوگ ہدایت پر ہوتے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۸۔ ہلاک شدہ سابقہ اقوام کے محلاتِ خاص کے عبرتی مناظر کا نصیحت آمیز اظہار۔

۵۹۔ قوموں کی ہلاکت کے فلسفۂ خاص (قانونِ الٰہی) کا تنبیہاتی ذکر و بیان۔

۶۰۔ چند روزہ دنیوی چمک دمک کو اخروی دائمی انعامات پر ترجیح دینے کی غیر دانشمندانہ سوچ پر ناصحانہ تنبیہ کا ذکر۔

۶۱۔ دنیا و آخرت کے حوالے سے مومن اور کافر کی بنیادی سوچ اور انجام کار حقیقت کے امتیاز (فرق) کا سوالیہ تنبیہ سے ذکر۔

۶۲ تا ۶۳۔ روزِ محشر کفار اور باری تعالیٰ کے مابین مکالمہ خاص کا تنبیہاتی اظہار و بیان۔

۶۴۔ روزِ قیامت منکرین حق کو اپنے معبودانِ باطلہ سے مدد طلب کرنے کا طنزیہ حکمی اظہار اور جواب میں عذاب کے سوا کچھ ہاتھ نہ آنے کا حیرت آمیز ذکر۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ

اور جس دن انہیں پکارے گا پھر کہے گا تم نے پیغام پہچانے والوں کو کیا جواب دیا تھا۔ پھر اس دن

عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿٦٦﴾ فَأَمَّا مَنْ تَابَ

انہیں کوئی بات نہیں سوجھے گی پھر وہ آپس میں بھی نہیں پوچھ سکیں گے۔ پھر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا

وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾

اور نیک عمل کیے سو امید ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں سے ہوگا۔

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَانَ

اور تیرا رب جو چاہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہے پسند کرے انہیں کوئی اختیار نہیں ہے اللہ ان کے شرک

اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ

سے پاک اور برتر ہے۔ اور تیرا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے

وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ

اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ اور وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے

وَالْآخِرَةِ ۖ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٧٠﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ

اور اسی کی حکومت ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ کہہ دو بھلا یہ

جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ

تو بتاؤ اگر اللہ تم پر ہمیشہ کے لیے قیامت تک رات ہی رہنے دے تو اللہ کے سوا کون سا

إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِضِيَاءٍ ۖ أَفَلَا تَسْمَعُونَ ﴿٧١﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ

معبود ہے جو تمہارے لیے روشنی لائے کیا تم سنتے نہیں ہو۔ کہہ دو بھلا یہ تو بتاؤ

إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ

اگر اللہ تم پر ہمیشہ کے لیے قیامت تک دن ہی رہنے دے تو

إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٧٢﴾

اللہ کے سوا کون سا معبود ہے جو تمہارے لیے رات لائے جس میں آرام پاؤ کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔

وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ

اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم اس میں آرام پاؤ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۶۵ تا ۶۶۔ روزِ قیامت کفار سے انبیاء و رسل ﷺ کے پیغامِ حق کے حوالے سے خدائی باز پرس اور ان کے (کفار کے) لاجواب رہنے کا (پُر ہیبت) ذکر۔

۶۷۔ بُرے انجام سے قبل ایمان و توبہ کے ذریعہ فلاح دارین حاصل کرنے کے ناصحانہ نسخہ کا ذکر۔

۶۸۔ تخلیقِ اشیاء (چیزوں کو پیدا کرنے کے) کے خدائی اختیار و مشیت کا اعتقادی اثبات اور مخلوق کے اختیار کی نفی (شرک کی تردید) کا ذکر نیز صفتِ الٰہی کا عظمتی اظہار۔

۶۹ تا ۷۰۔ خدائی احاطۂ علم اور توحیدی صفاتِ خاصہ کا اعتقادی بیان۔

۷۱ تا ۷۲۔ مخلوق کو عطا کردہ سہولیات و احسانات موقوف کرنے (روک دینے) کے خدائی اختیار و قدرت کا تنبیہی طرز سے اظہار و بیان۔

وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۷۳﴾ وَيَوۡمَ يُنَادِيۡهِمۡ
اور اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور تا کہ تم شکر کرو۔اور جس دن انہیں پکارے گا
فَيَقُوۡلُ اَيۡنَ شُرَكَآءِىَ الَّذِيۡنَ كُنۡتُمۡ تَزۡعُمُوۡنَ ﴿۷۴﴾ وَنَزَعۡنَا
پھر کہے گا وہ کہاں ہیں جنہیں تم میرا شریک سمجھتے تھے۔اور ہم ہر امت
مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيۡدًا فَقُلۡنَا هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ فَعَلِمُوۡۤا اَنَّ الۡحَقَّ
میں سے ایک گواہ نکال کر لائیں گے پھر کہیں گے کہ اپنی دلیل پیش کرو تب جان لیں گے کہ سچی بات اللہ
لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ ﴿۷۵﴾ ع ۱۵/۷ اِنَّ قَارُوۡنَ كَانَ مِنۡ
ہی کی تھی اور جو جھوٹ بنایا کرتے تھے ان سے جاتا رہے گا۔بے شک قارون
قَوۡمِ مُوۡسٰى فَبَغٰى عَلَيۡهِمۡ وَاٰتَيۡنٰهُ مِنَ الۡكُنُوۡزِ مَاۤ اِنَّ
موسیٰ کی قوم میں سے تھا پھر ان پر اکڑنے لگا اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیے تھے کہ اسکی
مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوۡۤاُ بِالۡعُصۡبَةِ اُولِى الۡقُوَّةِ اِذۡ قَالَ لَهٗ قَوۡمُهٗ
کنجیاں ایک طاقت ور جماعت کو اٹھانی مشکل ہوتیں جب اس سے اس کی قوم نے کہا
لَا تَفۡرَحۡ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡفَرِحِيۡنَ ﴿۷۶﴾ وَابۡتَغِ فِيۡمَاۤ اٰتٰٮكَ
اِترا مت بے شک اللہ اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے
اللّٰهُ الدَّارَ الۡاٰخِرَةَ وَلَا تَنۡسَ نَصِيۡبَكَ مِنَ الدُّنۡيَا وَاَحۡسِنۡ
اس سے آخرت کا گھر حاصل کر اور اپنا حصہ دنیا میں سے نہ بھول اور بھلائی کر
كَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰهُ اِلَيۡكَ وَلَا تَبۡغِ الۡفَسَادَ فِى الۡاَرۡضِ ؕ اِنَّ
جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو بے شک
اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿۷۷﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوۡتِيۡتُهٗ عَلٰى عِلۡمٍ
اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔کہا یہ تو مجھے ایک ہنر سے ملا ہے جو میرے
عِنۡدِىۡ ؕ اَوَلَمۡ يَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ قَدۡ اَهۡلَكَ مِنۡ قَبۡلِهٖ مِنَ
پاس ہے کیا اسے معلوم نہیں کہ اللہ نے اس سے پہلے بہت سی امتیں
الۡقُرُوۡنِ مَنۡ هُوَ اَشَدُّ مِنۡهُ قُوَّةً وَّاَكۡثَرُ جَمۡعًا ؕ وَلَا يُسۡـَٔلُ
جو اس سے قوت میں بڑھ کر اور جمعیت میں زیادہ تھیں ہلاک کر ڈالی ہیں اور گناہگاروں سے ان کے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۷۳۔رات دن کی تبدیلی میں مخفی حکمت خداوندی کا احساتی اظہار۔

۷۴۔روزِ محشر کفار سے ان کے معبودانِ باطلہ کے حوالہ سے خدائی باز پرس کا ذکر۔

۷۵۔روزِ قیامت ہر امت کے خلاف گواہانِ حق کی طلبی اور پیغامِ حق سے انکار پر کفار سے سخت خدائی باز پرس (پوچھ گچھ) پر ان کے سامنے انکشافِ حقیقت (حق واضح ہونے) کا حسرت آمیز ذکر۔

عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِىْ زِيْنَتِهٖ
گناہوں کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا۔اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سے نکلا جولوگ دنیا کی
قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ
زندگی کے طالب تھے کہنے لگے اے کاش ہمارے لیے بھی ویسا ہوتا جیسا کہ
اُوْتِىَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ
قارون کو دیا گیا ہے بے شک وہ بڑے نصیب والا ہے۔اور علم والوں نے کہا
اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ
تم پر افسوس ہے اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لیے جو ایمان لایا اور
صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ
نیک کام کیا اور یہ بات انہیں کے دل میں پڑتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں۔پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر
الْاَرْضَ ۗ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۖ
کو زمین میں دھنسا دیا پھر اس کی ایسی کوئی جماعت نہ تھی جو اسے اللہ سے بچا لیتی
وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ
اور نہ وہ خود بچ سکا۔اور وہ لوگ جو کل اس کے مرتبہ کی تمنا کرتے تھے
بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ
آج صبح کو کہنے لگے کہ ہائے شامت! اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے روزی کشادہ کر
مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ
دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے اگر ہم پر اللہ کا احسان نہ ہوتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا
وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا ع ۸/۷ ۱۱
ہائے! کافر نجات نہیں پا سکتے۔ یہ آخرت کا گھر ہم انہیں کو دیتے ہیں
لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ
جو ملک میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور نیک انجام تو
لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ
پرہیز گاروں ہی کا ہے۔جو بھلائی لے کر آیا اسے اس سے بہتر ملے گا اور جو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۷۶ تا ۸۱۔ مجرمین کے اخروی انجام کے پسِ منظر میں ایک سابقہ مجرمِ خاص (قارون) کے متعلق کچھ احوال وانجام کے عبرتی واقعہ کا ذکر وبیان (قارون کی بے بہا دولت کا ذکر، حضرت موسیٰؑ کی اس کو نصیحتِ خاص، جواباً اس کا باغیانہ ردعمل، اس پر سابقہ بڑی قوتوں والے لوگوں کی عبرت آمیز ہلاکتوں کا باحوالہ تنبیہاتی اظہار، قارون کا اپنی شان و شوکت کا فخریہ اظہار اور کمزور فکر لوگوں کا اس پر حسرتی اظہار جبکہ اہل علم کی ان کو ناصحانہ تنبیہ، نتیجتاً قارون پر عبرتناک خدائی گرفت کا نصیحت آمیز ذکر وبیان۔

۸۲۔ قارون کے انجام پر اگلے دن قارون کی دولت پر رشک کرنے والے لوگوں کا (بعد از تنبیہ) اعترافِ حقیقت اور عبرتی ہلاکت سے نجات نیز خدائی احسان پر اظہارِ تشکر کا ذکر۔

۸۳۔ اخروی انجام خیر کو پیش نظر رکھنے والے عاجزی پسند مؤمنین کا توصیفی ذکر اور متقین کے بہترین صلہ عظیم کا احسانی اظہار۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۸۴۔آخرت میں نیکی و بدی کے اعتبار سے جزا و سزا کے قانونِ الٰہی کا ذکرِ خاص۔

۸۵۔قرآن جیسی کتابِ عظیم کے مُحسن (اللہ پاک) کی طرف سے خاتم الانبیاء ﷺ کو بہتر مستقبل عطا کرنے کی خوشخبری اور ہدایت و گمراہی کے حوالے سے خدائی تکوینی فیصلہ کا تنبیہی ذکر۔

۸۶تا۸۸۔آپ ﷺ پر خصوصی خدائی فضل و احسان کے پسِ منظر میں مختلف نصائح کا ذکرِ خاص اور آخر میں توحیدِ الٰہی کا اعتقادی اظہار و بیان۔

سورۃ العنکبوت

۱۔رموزِ کلامِ الٰہی سے آغاز۔

۲تا۳۔رزمِ حق و باطل میں اہلِ حق کی امتحانی آزمائش کے حوالہ سے قدیمی عادتِ الٰہیہ (قانونِ خداوندی) کا باحوالہ زوردار اظہار و بیان (اہلِ ایمان کو راہِ حق کے لیے مال و جان کی قربانی کے لیے ہر لحظہ تیار رہنے کا ناصحانہ و تنبیہی اظہار گویا خدمتِ دینِ حق میں ابتلاء و آزمائش معیارِ (مضبوط) ایمان کا حصہ چلی آ رہی ہے)

بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا

برائی لے کر آیا پس برائیاں کرنے والوں کو وہی سزا ملے گی جو کچھ

يَعْمَلُونَ ﴿٨٤﴾ إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ

وہ کرتے تھے۔جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں لوٹنے کی جگہ پھیر

مَعَادٍ ۚ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ مَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ هُوَ فِي

لائے گا کہہ دو میرا رب خوب جانتا ہے کہ ہدایت کون لے کر آیا ہے اور کون صریح گمراہی

ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٨٥﴾ وَمَا كُنْتَ تَرْجُو أَنْ يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ

میں پڑا ہواہے۔اور تمہیں امید نہ تھی کہ تم پر کتاب اتاری جائے گی

إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِلْكَافِرِينَ ﴿٨٦﴾

مگر تمہارے رب کی مہربانی ہوئی پھر تم کافروں کی طرفداری نہ کرنا۔

وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أُنْزِلَتْ إِلَيْكَ ۖ وَادْعُ

اور وہ تمہیں اللہ کی آیتوں سے بعد اس کے کہ تم پر نازل ہو چکی ہیں روک نہ دیں اور

إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ

اپنے رب کی طرف بلا اور مشرکوں میں ہرگز شامل نہ ہو۔اور اللہ کے ساتھ اور کسی

إِلَٰهًا آخَرَ ۘ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ (وقف لازم)

معبود کو نہ پکار اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے

لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٨﴾ ع

اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔

سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — تِسْعٌ وَسِتُّونَ آيَةً سَبْعُ رُكُوعَاتٍ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الم ﴿١﴾ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ

الم۔کیا لوگ خیال کرتے ہیں یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لائے ہیں چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کی

لَا يُفْتَنُونَ ﴿٢﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ فَلَيَعْلَمَنَّ

آزمائش نہیں کی جائے گی؟اور جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں ہم نے انہیں بھی آزمایا تھا سو اللہ انہیں

اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ لَیَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِیْنَ ۝٣ اَمْ حَسِبَ
ضرور معلوم کرے گا جو سچے ہیں اور ان کو بھی جو جھوٹے ہیں۔کیا وہ لوگ
الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ۝٤
جو برے کام کرتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے قابو سے نکل جائیں گے برا ہے جو فیصلہ کرتے ہیں۔
مَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَ هُوَ
جو شخص اللہ سے ملنے کی امید رکھتا ہو سو اللہ کا وعدہ آ رہا ہے اور وہ
السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝٥ وَ مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ
سننے والا جاننے والا ہے۔اور جو شخص کوشش کرتا ہے تو اپنے ہی بھلے کے لیے کرتا ہے
اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝٦ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا
بے شک اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔اور جو لوگ ایمان لائے اور
الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ لَنَجْزِیَنَّهُمْ اَحْسَنَ
نیک کام کیے ہم ان کے گناہوں کو ان سے دور کریں گیاور انہیں ان کے
الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝٧ وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ
اعمال کا بہت اچھا بدلہ دیں گے۔اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم
حُسْنًا ؕ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ
دیا ہے اور اگر وہ تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ اسے شریک بنائے جسے تو جانتا بھی نہیں تو
فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٨
ان کا کہنا نہ مان تم سب نے لوٹ کر میرے ہاں ہی آنا ہے تب میں تمہیں بتادوں گا جو کچھ تم کرتے تھے۔
وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ ۝٩
اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے ہم انہیں ضرور نیک بندوں میں داخل کریں گے۔
وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَاۤ اُوْذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ
اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب انہیں اللہ کی راہ میں کوئی تکلیف
فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَ لَىِٕنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ
پہنچتی ہے لوگوں کی تکلیف کو اللہ کے عذاب کے برابر سمجھتے ہیں اور اگر تیرے رب کی طرف سے مدد پہنچے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۔ اہل باطل کو طرزِ خاص سے تنبیہ کا ذکر۔

۵۔ آخرت پر یقین والے رضا کارانِ حق کو جلد رحمتِ الٰہیہ سے نوازنے کی اطلاع خاص کا بیان۔

۶۔ راہِ خدا میں مشقتیں جھیلنے کے فوائد کا حقیقت آمیز تجزیہ اور خدائی صفتِ خاص کا اظہار۔

۷۔ مؤمنین صالحین کے لیے خدائی اکرام ورحمتِ خاص کا بیان۔

۸۔ والدین کی اولاد کے لیے محنت و مشقت (قربانیوں) کے پس منظر میں ان کے خصوصی مقام ومنزلت (درجہ) کا ذکر کرتے ہوئے ان کے غیر معروف (خدا کی نافرمانی والے) احکامات کے علاوہ بقیہ جملہ معاشرتی معاملات میں انکی حوصلہ افزائی کا اظہار و بیان۔

۹۔ مخلص رضا کارانِ حق کو اپنے مقرب بندوں میں شامل کرنے کی خوشخبری کا ذکر۔

راہ حق میں مصائب وتکالیف کا آنا

(زیر مطالعہ سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۲)

قرآن پاک کی صداقت پر جب لاریب فیہ کی مُہر حق لگا دی گئی ہے تو لفظ لفظ اور حرف حرف کی انفرادی اور جملہ احکامات و واقعات کی اجتمائی تصدیق بھی ثابت شدہ حقیقت ہے۔ افسوس چونکہ آج زیادہ تر قرآن مقدس تلاوت وحصول برکات تک محدود کر دیا گیا ہے۔ ورنہ تو ہر ہر حکم اور ہر ہر واقعہ وعظ وعبرت سے لبریز ہے۔ رک رک کے پڑھنے سننے اور سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ عدمِ تفکر وتدبر (غوروفکر نہ کرنے) کا نتیجہ یہ سامنے آرہا ہے کہ عوام تو عوام ہیں خواص (علماء ومشائخ) بھی تن آسانی کی نت نئی راہیں ایجاد کر کے حُصول جنت ورضائے الٰہی کو اس قدر سستا اور آسان لے رہے ہیں گویا جنت ہماری راہ تک رہی ہے۔ اور ہم سب کچھ کھا پی کر ہضم کر کے ڈکار مارتے (بھاگتے بھاگتے) اسمیں داخل ہو جائیں گے۔ یہ تو عیش پرست منکرین حق کا نظریہ تھا کہ دنیا میں بھی ہماری ہی موج ہے اور بالفرض اگر آخرت واقع ہوئی تو وہاں بھی ہماری ہی عزت افزائی ہوگی۔ان کے اس نظریۂ باطل کو قرآن نے مذمتی طور پر تنبیہ خاص سے بیان فرمایا ہے۔ترجمہ:۔ اور اس دن کو یاد رکھو! جب ان کافروں کو آگ کے سامنے پیش کیا جائے گا (اور کہا جائے گا) کہ تم نے اپنے حصہ کی اچھی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں ختم کر ڈالی اور ان سے خوب مزا لے لیا لہذا آج تمہیں بدلہ میں ذلت کی سزا ملیں گی ۔(سورۃ الااحقاف آیت نمبر ۲۰)۔ گو آیت کا تعلق کفار سے ہے مگر ان کو حوالہ ان کی عیش پرستی کے ساتھ ہی دیا گیا ہے۔ یہ بھی پیغام ہے کہ جہاں بد اعتقادی اور گمراہی باعث عذاب بنے گی ۔ وہی حد سے بڑھی عیش پرستی بھی قابل احتساب ٹھہرے گی بھلے ہم مسلمان ہیں لیکن ہمارا طرز زندگی عیش پرستی کی آخری حدوں کو چھو رہا ہے۔ اور ہمارے بعض خواص بھی اس عیش پرستی کو اپنے اوپر فضل رَبّی اور انعام باری تعالیٰ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور خود ساختہ اُصول رحمت الٰہیہ سنا رہے ہوتے ہیں۔وہ بھول جاتے ہیں کہ قرآن کریم میں راہ حق کے لئے دنیوی زندگی میں عیش وعشرت یا سہولیات دینے کا وعدہ کہیں مذکور نہیں البتہ مصائب و پریشانیاں اور قربانیوں کا نیز راہ حق میں امتحانات اور آزمائش کا ذکر تنبیہاتی طرز میں ملتا ہے۔ارشاد ربانی ہے۔ ترجمہ: اور دیکھو ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے کبھی خوف سے اور (کبھی) بھوک سے اور (کبھی) مال وجان اور

پھلوں میں کمی کر کے اور جو لوگ (ایسے حالات میں) صبر سے کام لیں ان کو خوشخبری سنا دو (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۵۵،۱۵۶) دوسرے مقام پر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو براہ راست مخاطب کرتے ہوئے۔تنبیہا ارشاد فرمایا (ترجمہ) مسلمانو! کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم جنت میں (یونہی) داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تمہیں اس جیسے حالات پیش نہیں آئے۔جیسے ان لوگوں کو پیش آئے تھے جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں ان پر سختیاں اور تکلیفیں آئیں اور انہیں ہلا ڈالا یہاں تک کے رسول اور ان کے ایمان والے ساتھی بول اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ یاد رکھو اللہ کی مدد قریب ہے۔(سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۱۴)۔ اور اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے،ترجمہ: بھلا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (یونہی) جنت کے اندر جا پہنچو گے؟ حالانکہ ابھی تک اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو جانچ کر نہیں دیکھا جو جہاد کریں اور ان کو جانچ کر دیکھا ہے کہ جو ثابت قدم رہنے والے ہیں۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۴۲ پارہ نمبر ۴) سورۃ العنکبوت کا آغاز ہی آیات امتحان سے ہوتا ہے فرمایا،ترجمہ: کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ کہنے سے ہم ایمان لے آئے ہیں چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی اور جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں ہم نے انہیں بھی آزمایا تھا سو اللہ انہیں ضرور معلوم کرے گا جو سچے ہیں اور ان کو جو جھوٹے ہیں۔ چاروں آیات اپنے اپنے مفہوم کے اعتبار سے واضح تنبیہاتی پیغام کی حامل ہیں کہ رضائے الٰہی اور حصول جنت کم از کم اتنی آسان نہیں جتنی ہم لے رہے ہیں۔ بلکہ عیش پرستی کے عنوان کو خدائی کرم خاص قرار دیکر بعضے آسان اعمال و وظائف کے ذریعے بھاگم بھاگ دوسروں کو بھی بانٹتے نظر آ رہے ہیں۔ ہزاروں انبیاء و رسل (ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار) میں سے قرآن کریم میں فقط پانچ انبیائے کرام کو اقتدار ملنے کا تذکرہ ملتا ہے۔حضرت ذو القرنینؑ،حضرت داؤدؑ،حضرت سلیمانؑ (دونوں باپ بیٹا) حضرت یوسفؑ، حضرت ذوالقرنینؑ اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، اور حضرت طالوتؑ کے متعلق اختلاف ہے کہ وہ بادشاہ صالح ہونے کے ساتھ نبی بھی تھے یا نہیں، یہ جلیل القدر انبیاء بھی بذریعہ جہاد و مشقت ہی سے آخر کار اقتدار خاص سے نوازے گئے تھے۔حضرت یوسف علیہ السلام کا آخری دور بلا شبہ اقتدار کا دور تھا مگر لڑکپن سے جوانی کے اختتام تک پوری زندگی مشقت امتحان و مصائب سے عبارت ہے۔ حضرت داؤد ،سلیمان علیہما السلام اقتدار پر بیٹھنے سے پہلے اور بعد میں جہادی سرگرمیوں میں مصروف

رہے۔اور جہاد کوئی من پسند پکوانوں سے بھرے دستر خوانوں کا نام تو نہیں ۔بلکہ مشقت و مصائب کا دوسرا نام ہے۔جہاں تک امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا تعلق ہے وہ ابتدا سے آخر تک عزیمت و جہاد اور فقر و مصائب سے بھری ہوئی ہے۔آخری چند سالوں میں بھر پور قوت و اقتدار بھی آپکی مجاہدانہ وعزیمت کے فکر وعمل میں ادنی تبدیلی بھی نہ لا سکا اور یہ تاجدار ختم نبوت وسعت رزق کے تمام ذرائع و اسباب ہر قدرت کے باوجود فقیرانہ طرز حیات کا لباس اوڑھے دنیوی و اُخروی جنت کے مکین بن گئے ۔اب ذرا اس آیت کے مفہوم خاص تک پہنچنے اور سمجھنے کی باہوش وحواس کوشش کیجئے کہ آخر اس آیت کے نقل کرنے کی کیا حکمت ہوسکتی ہے ۔اور ہم عیش پرست دینداروں کو کیا سبق آمیز پیغام دینا مقصود ہے ۔ترجمہ: یہاں تک کہ جب رسول ناامید ہونے لگے اور خیال کیا کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا تب انہیں ہماری مدد پہنچی پھر جنہیں ہم نے چاہا بچا لیا اور ہمارے عذاب کو نافرمانوں سے کوئی بھی روک نہیں سکتا۔(سورۃ یوسف آیت نمبر ۱۱۰) زیادہ نہیں تو کم از کم ان آیات کے مفہوم میں راہ حق کے علمبرداروں (خواہ وہ کسی شعبہ میں خدمات سرانجام دے رہے ہوں) کیلئے عزیمت و مشقت کی زندگی نہ سہی مگر رخصت کے نام پر عیش پسندی اورتن آسانی کا کوئی ادنی پہلو بھی بطور دلیل کے نہیں مل سکتا۔خود ساختہ اور دل بہلانے کیلئے دیگر عمومی واقعات کو اپنی طرز حیات پر بطور دلیل کے اصرار مضحکہ خیز استدلال کہا جاسکتا ہے۔کم از کم ہم اسے خوبی کی بجائے طبعی کمزوری و ایمانی ضعف تو سمجھیں ورنہ قرآن و حدیث کے واضح دلائل، تنبیہات اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سمیت سلف صالحین کی زندگی سے ہماری زندگی کا کوئی جوڑ نہیں متضاد فکر وعمل کے اظہار کے باعث نئی نسل آج اپنے اسلاف کی طرز حیات کے مطالعہ کے بعد ہمارا موازنہ کرتی ہے تو سوائے خجالت و شرمندگی کے ہمارے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ اور میدان عمل میں ہمارا ہر اٹھتا قدم اسی طرز حیات کے باعث پیچھے کی طرف جاتا نظر آتا ہے۔کہ ہم ادنی عزیمت و مشقت کے تحمل کے بھی روادار نہیں تو ایسے میں اپنی کمزوریوں کی وجہ سے حالات سے سمجھوتہ کرنے پر مجبور نظر آتے ہیں۔ اور ہر ایک کے پاس اپنے اپنے مطلب کے خود ساختہ دلائل کا وہ انبار ہے جنہیں سن کر غصہ آئے نہ آئے مگر ہنسی ضرور آجاتی ہے۔کہ ہم اس قدر سطحی دلائل پر بھی دل بہلانے میں کوئی خفت محسوس نہیں کرتے ۔ایک حدیث میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فقراء و مساکین کو اغنیاء (مالداروں اور دولت مندوں) سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جانے کی بشارت سنائی ہے۔(ترمذی)۔ اب اغنیاء میں یہ فرق بیان نہیں کیا گیا کہ وہ دیندار ہوں یا فقط دنیا دار اگر دیندار و دنیا دار تمام تر حقوق اللہ وحقوق العباد میں اللہ کے فضل و کرم سے کامیاب بھی قرار پا جائیں تب بھی فقراء و مساکین (صلحاء) ان سے جنت میں پانچ سو سال پہلے جنت میں جا رہے ہوگے تو انتظار کی ایک ایک گھڑی کتنی گراں گزرے گی وہ ناقابل بیان ہے۔غنی کی شرعی تعریف کے پس منظر میں آج دیندار، دنیا دار ہر دو عیش و عشرت اور سہولیات سے مستفید ہو رہے ہیں کوئی کم کوئی زیادہ ۔قرآن کریم کی ان آیات میں جو بحوالہ نقل کی گئی ہیں ۔ ان کے مطالعہ سے تو سچ یہ ہے کہ ہم اپنے اندر اس معیار ایمان کی جستجو کریں تو اکثر ظاہری مسلمان کہلانے کیلئے بھی تجدید ایمان کرتے رہنے (بار بار کلمہ پڑھنے) کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے امام الانبیاءﷺ کی طرز حیات کو ہی امت کیلئے اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہﷺ کی طرز زندگی کے الگ الگ انداز سے انفرادی و اجتماعی ترجمان نظر آتے ہیں۔ خیر القرون کے بعد کے لوگوں کی زندگی اور طرز حیات میں افراط و تفریط دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس لئے انفرادی طور پر کسی کے طرز عمل کو حجت بنانے کی بجائے امام الانبیاءﷺ کے اسوۂ حسنہ کو معیار عمل بنا کر سادہ طرز زندگی کو اپناتے ہوئے قرآنی حقائق کے مطابق اپنے اندر فکر آخرت پر توجہ مرکوز رکھی جائے۔

لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۚ أَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ

تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ تھے اور کیا اللہ جہان والوں کے دلوں کی باتوں سے اچھی طرح واقف

الْعٰلَمِينَ ﴿۱۰﴾ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِينَ ﴿۱۱﴾

نہیں ہے۔اور البتہ اللہ انہیں ضرور معلوم کرے گا جو ایمان لائے اور البتہ منافقوں کو بھی معلوم کر کے

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ

رہے گا۔اور کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں کہ تم ہمارے طریقہ پر چلو اور ہم تمہارے

خَطٰيٰكُمْ ۖ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِينَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنَّهُمْ

گناہ اٹھا لیں گے حالانکہ وہ ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی اٹھانے والے نہیں بے شک

لَكٰذِبُونَ ﴿۱۲﴾ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ ۖ وَ

وہ جھوٹے ہیں۔اور البتہ اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھ کے ساتھ اور کتنے بوجھ اور البتہ قیامت

ع ۱۳ لَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۱۳﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا

کے دن ان سے ضرور پوچھا جائے گا ان باتوں کے متعلق جو وہ بناتے تھے۔اور ہم نے نوح کو اس کی قوم

إِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا ۖ فَأَخَذَهُمُ

کی طرف بھیجا پھر وہ ان میں پچاس برس کم ہزار برس رہے پھر انہیں

الطُّوفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُونَ ﴿۱۴﴾ فَأَنْجَيْنٰهُ وَأَصْحٰبَ السَّفِينَةِ وَ

طوفان نے آ پکڑا اور وہ ظالم تھے۔پھر ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو نجات دی اور

جَعَلْنٰهَا اٰيَةً لِلْعٰلَمِينَ ﴿۱۵﴾ وَإِبْرٰهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا

ہم نے کشتی کو جہان والوں کے لیے نشانی بنا دیا۔اور ابراہیم کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی

اللّٰهَ وَاتَّقُوهُ ۖ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۶﴾ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ

عبادت کرو اور اس سے ڈرو اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو تمہارے لیے یہی بہتر ہے۔تم

مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ

اللہ کے سوا بتوں ہی کی عبادت کرتے ہو اور جھوٹ بناتے ہو جنہیں تم

مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ

اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری روزی کے مالک نہیں سو تم اللہ ہی سے روزی مانگو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۰۔منافقین کے دوغلے پن کا مذمتی ذکر اوران کے باطنی احوال سے باخبر ہونے کا تنبیہی اظہار۔

۱۱۔مستقبل میں اہل ایمان اور منافقین کے مابین انکے عملی کردار کے پس منظر میں امتیازی لکیر واضح کر دینے کا اظہار۔

۱۲۔کفار کی اہل ایمان کو احمقانہ دعوتِ اتباع اور دُنیوی مصائب کم ہوجانے نیز گرفت کی صورت میں تمام تر ذمہ داری اپنے سر لینے کی جھوٹی یقین دہانی کا ذکر۔

۱۳۔اہلِ باطل پر دوہرے بوجھ (دوگنا عذاب) اور آخرت میں سخت باز پرس کی تنبیہ کا ذکر۔

۱۴تا۱۵۔راہِ حق میں طویل ترین امتحانی مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے والے صاحبِ عزیمت نبی حضرت نوحؑ کی اپنی قوم میں ساڑھے نو سو برس محنت، جدوجہد کا بیان اور قوم کی مسلسل بغاوت و نافرمانی کی وجہ سے اُن کفار پر خدائی عبرتناک گرفت کا تنبیہی ذکر۔

حضرت نوحؑ اور بقیہ اہل ایمان کی طوفانِ عظیم سے نجات اور کشتیِ نوحؑ کو یادگارِ عبرتی تذکرے کی تاریخ میں محفوظ کر دینے کا اظہارِ خاص۔

وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ۖ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿١٧﴾ وَإِن تُكَذِّبُوا فَقَدْ
اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو اسی کے پاس لوٹائے جاؤ گے۔ اور اگر تم جھٹلاؤ تو تم سے پہلے
كَذَّبَ أُمَمٌ مِّن قَبْلِكُمْ ۖ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿١٨﴾
بہت سی جماعتیں جھٹلا چکی ہیں اور رسول کے ذمہ تو بس کھول کر پہنچا دینا ہی ہے۔
أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى
کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ کس طرح پہلی دفعہ مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا بے شک یہ
اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١٩﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ
اللہ پر آسان ہے۔ کہہ دو ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ اس نے کس طرح مخلوق کو پہلی دفعہ پیدا کیا
ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾
پھر اللہ آخری دفعہ بھی پیدا کرے گا بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔
يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَن يَشَاءُ ۖ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ﴿٢١﴾
جسے چاہے گا عذاب دے گا اور جس پر چاہے رحم کرے گا اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔
وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۖ وَمَا لَكُم
اور تم زمین اور آسمان میں عاجز نہیں کر سکتے اور
مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٢٢﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ ع ۲
اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے۔ اور جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں
اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَٰئِكَ يَئِسُوا مِن رَّحْمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ
اور اس کے ملنے سے انکار کیا وہ میری رحمت سے ناامید ہو گئے ہیں اور ان کے لیے
عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٣﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا اقْتُلُوهُ
دردناک عذاب ہے۔ پھر اس کی قوم کا اس کے سوا اور کوئی جواب نہ تھا کہ اسے مار ڈالو یا جلا ڈالو پھر اللہ
أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ
نے اسے آگ سے نجات دی بے شک اس میں ان کے لیے نشانیاں ہیں
يُؤْمِنُونَ ﴿٢٤﴾ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ
جو ایماندار ہیں۔ اور کہا تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو لیے بیٹھے ہو تمہاری آپس کی محبت

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۶ تا ۱۸۔ حضرت نوحؑ کے بعد حضرت ابراہیمؑ کی اپنی قوم میں جرأتمندانہ تبلیغ اور وعظ و نصیحت کا مدلل اور جامع تذکرہ۔

۱۹۔ (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کے لیے) انسان کو خود اپنی اول پیدائش پر غور و فکر کرنے اور پھر دوبارہ زندہ اٹھائے جانے کو سمجھنے کی دعوتِ بصیرت کا ذکر۔

۲۰۔ باقی مشاہداتی دلائل (پیدا ہونے، فنا ہونے پھر دوبارہ پیدا ہونے) سے بھی سبق حاصل کر لینے کی دعوتِ فکر اور خدائی قدرتِ کاملہ کا بیان۔

۲۱۔ روزِ قیامت اپنے اپنے کردار و عمل کے پس منظر میں خدائی مشیت (مرضی) کے فیصلوں کا عبرتی اظہار۔

۲۲۔ خدائی گرفت پر کسی بھی جگہ پناہ نہ ملنے اور نہ ہی کسی سے مدد و نصرت ملنے کی امید کا تنبیہی ذکر۔

۲۳۔ منکرینِ حق کے لیے آخرت میں مایوس کن صورتِ حال اور سخت عذاب کا تنبیہی اظہار۔

۲۴۔ تمام تر مدلل تبلیغِ حق کے باوجود قومِ ابراہیمؑ کے منفی اور باغیانہ ردِعمل کا ذکر اور حضرت ابراہیمؑ کی بھڑکتی آگ سے صحیح سلامت نجات کا احسانی اظہار۔

جرم مع اسباب جرم قابل گرفت

(زیرِ مطالعہ سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۱۳)

دنیا کے ماہرینِ قانون اس امر پر متفق ہیں کہ جو جرم قابلِ گرفت و لائق سزا ہے۔ اسکی معاونت بھی جرم کے زمرے میں آتی ہے۔ ناحق قتل سخت جرم ہے تو اس میں معاونت و مشاورت بھی اسی طرح کا جُرم ہے۔ خلیفۂ برحق حضرت عمرؓ کے فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے کسی ایک انسان کے قتل میں قبیلہ صنعاء کے افراد سے بھی شریک ومعاون نظرآئیں گے تو میں سب کو قاتل قرار دے کر ان سے قصاص وصول کروں گا (مؤطا امام مالک)۔ وجہ ظاہر ہے کہ معاونتِ جُرم کا گھناؤنا عمل بھی اتنا ہی خطرناک ہے جتنا کہ خود جرم (گویا ذرائع جُرم بھی قابلِ گرفت ہیں) اللہ تعالیٰ ہی انسانی نفسیات کا خالق ہے۔ اُس نے شروع سے رہتی دنیا تک کے لیے اس قانون کا اجرا فرمادیا ہے جو امر شرعاً یا اخلاقاً قابلِ مواخذہ ہے۔ اس میں کسی طرح کی معاونت، مشاورت قابلِ گرفت ہو گی بلکہ آگے بڑھ کر ذرائع جُرم (گناہ) پر بھی پابندی عائد کر دی۔ زنا حرام ہے تو جو امور زنا کا باعث یا اس کے لیے سبب بنتے ہیں وہ بھی حرام ٹھہرائے گئے ہیں۔ دین بیزار لوگوں کو ہر شے میں تنگ نظری کا شکوہ ہونے لگتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ عورت کا جسم (گویا ہر حصہ بدن) پردہ کے درجہ میں ہے ہی اُس کی آواز کو بھی پردے کے حکم میں اسی واسطہ رکھا گیا ہے کہ آوازِ عورت بھی فتنہ ہے۔ مرد کے جذبات کو اپنی طرف قلبی میلان یا کشش کا باعث بنتی ہے۔ تو اونچی آواز سے تلاوت قرآن تک منع ہے۔ (یہ گویا سبب کا سدِ باب ہے) عورت کا فیشن ایبل لباس، پرکشش حجاب اور میک اپ کا استعمال یا باعث کشش بننے والے پرفیوم کا استعمال سب اسی واسطے گناہ اور سبب گناہ کے طور پر لیے گئے ہیں کہ وہ بالآخر حرام جُرم کی طرف لے جاتے ہیں۔ عورت ہو یا مرد کوئی ایسی نمائشی چیز اختیار کرے جس کا مقصد (خواہ بلانیت بھی ہو) تاہم وہ گناہ کا ذریعہ بنتا ہو، اپنی طرف رغبت دلاتا ہو، ریاکاری، نمود و نمائش، سب قابلِ مواخذہ ہیں۔ (گناہ کے زمرے میں آتے ہیں) حدیث شریف میں وعید (تنبیہ) آئی ہے۔ اِنَّ یسیر الرِیاءِ شِرکٌ (سنن ابن ماجہ، شعب الایمان، معجم اوسط و صغیر) تحقیق معمولی سا دکھلاوا (ریاکاری) شرک ہے۔ (خواہ عبادت میں ہو، معاملات میں ہو یا محض نمود و نمائش کی غرض سے ہو) آگے چلیے ربوا (سود حرام ہے۔ شبہ ربوا بھی حرام ہے۔ جو جو امور نتیجۃً ربا جیسے نتائج کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور شرعی قواعد کی خلاف ورزی کے تحت بنائے جاتے ہیں۔ وہ سب قابل مواخذہ و لائق سزا ہیں۔ سود ایسا جرم ہے جو لینا تو جرم ہے ہی دینا بھی جرم (حرام) اس کا گواہ بننا، دستاویز لکھ کر دینا بھی حرام ہے۔ بینکنگ کی نوکری (Job) اسی معاونتِ ربا (سود میں تعاون) کی وجہ سے علماء حضرات کے ہاں ممنوع ہے)، جب ربا حرام

ہے تو اس کے لیے کسی درجہ کی قانون سازی (جائز بنانے کی غرض سے) اور معاونت و مشاورت بھی حرام ہے۔ ظلم جھوٹ، دجل و فریب حرام ہے۔ اس کی تصدیق، اسکے لیے معاونت و مشاورت بھی ناجائز و حرام ہے۔ عقائد میں کفر و شرک واضح حرام ہے تو اس کے وہ اسباب یا ذرائع جو نتیجتاً شرک اور کفر کا سبب بنتے ہیں وہ بھی حرام ہیں۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے جو منکرینِ حق اور مشرکین کے حوالہ سے قرآن میں نقل کی گئی ہے کہ کفار بتوں (مورتیوں) کو براہِ راست معبود نہیں مانتے تھے۔ بلکہ ان کو ذریعہ قربِ الٰہی سمجھتے تھے انکا دعویٰ تھا ﴿مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰى﴾} ترجمہ: ''ہم ان بتوں کو (براہِ راست) نہیں پوجتے بلکہ ہمارا مقصد تو ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا و قرب حاصل کرنا ہے'' (سورۃ الزمر آیت نمبر ۳)۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ کو بھی حرام قرار دے کر اسے بھی شرک کہا ہے۔ بات واضح ہوگئی جیسے براہِ راست اللہ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا کفر ہے ایسے ہی وہ ذرائع و اسباب جو کفر و شرک کی طرف لے جاتے ہیں۔ وہ بھی حرام قرار دیے گئے۔ غیر اللہ کو تعظیمی سجدہ اسی سبب سے حرام قرار دیا گیا۔ بلکہ اصل وجہ جب عظمت و تقدس ٹھہر جائے تو پھر سجدہ کرنا تو حرام ہی ہے۔ رکوع کے قریب درجہ میں جھکنا بھی حرام ہے جیسے بعض غیر مسلم ممالک میں لوگ ہاتھ باندھ کر دوسروں کو جھکتے ہوئے سلام کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اسلام میں اس طرح کا مُشابہتی احترام و سلام ناجائز ہے (کیونکہ یہ بھی ایک ناجائز ذریعہ ہے تعظیمی شرک کا) معاملات میں بھی اسی فلسفۂ جُرم و سببِ جُرم کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے وضاحت کی گئی کہ ﴿وَ لَا تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ﴾ (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۲)۔ اسی طرح ارشادِ ربانی ہے: ﴿وَ لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَـكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ وَتُدۡلُوۡا بِهَاۤ اِلَى الۡحُـكَّامِ لِتَاۡكُلُوۡا فَرِيۡقًا مِّنۡ اَمۡوَالِ النَّاسِ الخ﴾ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۸) دونوں طرح کے مُمانعتی احکامات میں وجہِ جُرم مُعاونتِ جُرم ہے۔ رشوت کو اسی فلسفہ جُرم کے تحت حرام قرار دیا گیا ہے کہ رشوت دینے والا اور لینے والا اصل حقدار کے حق پر براہِ راست یا سبب کے درجہ میں ڈاکہ زنی کے گھناؤنے جُرم کا مرتکب ٹھہرتا ہے۔ چوری، ڈاکہ زنی جیسے براہِ راست حرام ہے ایسے ہی اس میں کسی درجہ کی معاونت و مشاورت بھی جُرم اور گناہ ہے۔ اسی طرح امورِ خیر کو بجالانا نیکی اور خیر ہے۔ اسی طرح اس میں معاونت و مشاورت بھی درجہ بدرجہ نیکی و بھلائی شمار ہوتی ہے۔ اللہ سبحانہ و تقدس نے خیر و بھلائی میں معاونت و تعاون کا حکم فرمایا ہے ارشادِ ربانی ہے ﴿تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰى﴾۔ اسی طرح فرمانِ نبوی ﷺ ہے اَلدَّالُ عَلَى الۡخَيۡرِ كَفَاعِلِهٖ (مسند احمد، ترمذی، و ابو داوٗد) ترجمہ: ''کسی کو نیکی کی راہ دکھانا گویا (وہ) نیکی خود بجالانا ہے''۔ یہ سب اُصولی درجے کے مثبت یا منفی حقائق ہیں۔ جس کا انکار عقل و شعور کی نفی کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ پاک فکراً و عملاً خیر و بھلائی کی دائمی توفیق سے وابستہ رکھے (آمین)!

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۵۔ آگ سے نجات کے بعد حضرت ابراہیمؑ کی پھر سے جراتمندانہ تبلیغی محنت اور اصلاحِ عقائد کے حوالہ سے بصیرت آمیز حقائق کا تنبیہی اظہار۔

۲۶۔ حضرت لوطؑ کا فوری قبولِ حق کرنے اور حفاظتِ دین کے لیے وطن سے ہجرت کا اعلان۔

۲۷۔ حضرت ابراہیمؑ پر خصوصی (ظاہری و باطنی) عنایاتِ خداوندی کا احسانی بیان۔

۲۸ تا ۲۹۔ حضرت لوطؑ کا اپنی قوم میں اصلاحِ عقیدہ سمیت انکے (قوم کے) سخت اخلاقی بگاڑ پر سرزنش کا ذکر اور نافرمان قوم کے باغیانہ فکری کا مذمتی اظہار۔

۳۰۔ حضرت لوطؑ کی (ان کی مسلسل نافرمانی پر بارگاہِ الٰہی میں) التجائے خاص کا ذکر۔

بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ
دنیا کی زندگی میں ہے پھر قیامت کے دن ایک دوسرے کا انکار کرے گا
بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا
اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا اور تمہارا ٹھکانہ آگ ہوگا اور تمہارے لیے
لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۲۵ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ
کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔ پھر اس پر لوط ایمان لایا اور ابراہیم نے کہا بے شک میں اپنے رب کی طرف
اِلٰى رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲۶ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَ
ہجرت کرنے والا ہوں بے شک وہ غالب حکمت والا ہے۔اور ہم نے اسے اسحاق اور
يَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ
یعقوب عطا کیا اور اس کی نسل میں نبوت اور کتاب مقرر کردی اور ہم نے
اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۲۷
اسے اس کا بدلہ دنیا میں دیا اور وہ آخرت میں بھی البتہ نیکوں میں سے ہو گا۔
وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۡ مَا
اور لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم وہ بے حیائی کرتے ہو جو
سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۸ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ
تم سے پہلے کسی نے نہیں کی۔کیا تم
الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ
مردوں کے پاس جاتے ہو اور تم ڈاکے ڈالتے ہو اور اپنی مجلس میں برا کام
الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا
کرتے ہو پھر اس کی قوم کے پاس اس کے سوا کوئی جواب نہ تھا کہ تو ہم پر
بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۲۹ قَالَ رَبِّ
اللہ کا عذاب لے آ اگر تو سچا ہے۔ کہا اے میرے رب
ع انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۳۰ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ
ان شریر لوگوں پر میری مدد کر۔ اور جب ہمارے بھیجے ہوئے

إِبْرٰهِيمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوٓا إِنَّا مُهْلِكُوٓا أَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ
ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے کہنے لگے ہم اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے والے ہیں
إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظٰلِمِينَ ۝۳۱ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا ۚ قَالُوا
یہاں کے لوگ بڑے ظالم ہیں۔ کہا اس میں لوط بھی ہے کہنے لگے
نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا ۖ لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ
ہم خوب جانتے ہیں جو اس میں ہے ہم لوط اور اس کے کنبہ کو بچا لیں گے مگر اس کی بیوی
كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِينَ ۝۳۲ وَلَمَّآ أَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِىٓءَ
وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہو گی۔ اور جب ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس آئے
بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۗ
تو اسے ان کا آنا برا معلوم ہوا اور تنگدل ہوئے فرشتوں نے کہا خوف نہ کر اور غم نہ کھا
إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِينَ ۝۳۳
بے شک ہم تجھے اور تیرے کنبہ کو بچا لیں گے مگر تیری بیوی پیچھے رہنے والوں میں ہوگی۔
إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلٰٓى أَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِنَ السَّمَآءِ
ہم اس بستی والوں پر اس لیے کہ بدکاری کرتے رہے ہیں آسمان سے
بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝۳۴ وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِقَوْمٍ
عذاب نازل کرنے والے ہیں۔ اور ہم نے عقلمندوں کے لیے اس بستی کا نشان نظر آتا ہوا
يَعْقِلُونَ ۝۳۵ وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا
چھوڑ دیا۔ اور مدین کے پاس ان کے بھائی شعیب کو بھیجا پس کہا اے میری قوم!
اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝۳۶
اللہ کی عبادت کرو اور قیامت کے دن کی امید رکھو اور ملک میں فساد نہ مچاؤ۔
فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِى دَارِهِمْ جٰثِمِينَ ۝۳۷
سو انہوں نے اسے جھٹلایا تب انہیں زلزلہ نے آ پکڑا پھر وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔
وَعَادًا وَّثَمُودَا۠ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۗ وَزَيَّنَ لَهُمُ
اور ہم نے عاد اور ثمود کو ہلاک کیا اور تمہیں ان کے کچھ مکانات بھی دکھائی دیتے ہیں اور

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۱۔ فرشتوں کی حضرت ابراہیمؑ کے گھر خوشخبری کا پیغام لانے اور قومِ لوطؑ کے حوالے سے ہلاکت کی اطلاع دینے کا ذکر۔

۳۲۔ حضرت ابراہیمؑ کا فرشتوں سے خاص سوال و جواب کا بیان۔

۳۳ تا ۳۴۔ فرشتوں کی حضرت لوطؑ کے پاس خوبصورت انسانی شکلوں میں آمد اور حضرت لوطؑ کی (بوجہ خاص) پریشانی پر فرشتوں کا اصل حقیقت آمیز صورتِ حال کی خبرِ خاص دینے کا ذکر۔

۳۵۔ ہلاک شدہ قوم لوط کی بچی کھچی نشانی سے اہلِ عقل کو سبق حاصل کرنے کے ناصحانہ مشورہ کا اظہار۔

۳۶۔ قوم مدین کی طرف حضرت شعیبؑ کی بعثت اور ان کو اصلاحِ عقیدہ سمیت ان کے معاشرتی فساد سے (ناپ تول میں کمی) باز رہنے کی نصیحتِ خاص کا ذکر۔

۳۷۔ قومِ شعیب کے باغیانہ ردِعمل کے نتیجہ میں ان پر سخت گرفت و انتقام کا عبرتناک بیان۔

الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾

شیطان نے ان کے اعمال انہیں آراستہ کر دکھائے اور انہیں راہ سے روک دیا حالانکہ وہ سمجھدار تھے۔

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۖ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ

اور قارون اور فرعون اور ہامان کو ہلاک کیا اور البتہ ان کے پاس موسیٰ نشانیاں بھی لے کر آئے تھے

فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا

پھر انہوں نے ملک میں سرکشی کی اور وہ بھاگ کر نہ جا سکے۔ پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے

بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ

گناہ پر پکڑا پھر کسی پر تو ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا اور ان میں سے

اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ

کسی کو کڑک نے آ پکڑا اور کسی کو ان میں سے زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو ان میں سے

مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ

غرق کر دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے لیکن وہی

يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ

اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے۔ ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا حمایتی کار بنا رکھے ہیں

الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ

مکڑی کی سی مثال ہے جس نے گھر بنایا اور بے شک سب گھروں سے کمزور گھر

الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ وقف لازم

مکڑی کا ہے کاش وہ جانتے۔ بیشک اللہ جانتا ہے جسے وہ اس کے

دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ

سوا پکارتے ہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ اور یہ مثالیں ہیں جنہیں

نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ

ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں اور انہیں وہی سمجھتے ہیں جو علم والے ہیں۔ اللہ نے آسمانوں اور

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۗ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ ع ۱۴ ۱۶

زمین کو مناسب طور پر بنایا ہے بے شک اس میں ایمان والوں کے لیے بڑی نشانی ہے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۸۔ قوم عاد و ثمود کی تباہی کے آثار کا عبرتی ذکر اور ان کی دنیوی سمجھ داری کے باوجود حق سے بغاوت کا مذمتی بیان۔

۳۹۔ قارون، فرعون، اور ہامان جیسے لوگوں کو حضرت موسیٰ کی ہمدردانہ نصائح لیکن ان کی متکبرانہ فکر پر خدائی ناراضگی کا ذکر۔

۴۰۔ نافرمان اور سرکش قوموں پر مختلف صورتوں میں خدائی گرفت کا تنبیہاتی اظہار و بیان۔

۴۱ تا ۴۲۔ کفار کو معبودانِ باطلہ کے حوالہ سے انکی بے بسی سے سبق حاصل کرنے کا مثالیاتی انداز سے اظہار اور جملہ معبودانِ باطلہ کے حوالے سے ان کی اصل حقیقت کے متعلق خدائی علمِ خاص کا ذکر۔

۴۳ تا ۴۴۔ مثالیاتی طرز سے اظہار و بیان کا حکمت آمیز تذکرہ اور بامقصد تخلیق آسمان و زمین کے حوالے سے مؤمنین کی مثبت فکری کا توصیفی اظہار۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ
جو کتاب تیری طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھا کرو اور نماز کے پابند رہو بے شک نماز
تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
بے حیائی اور بری بات سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے اور اللہ جانتا ہے
مَا تَصْنَعُوْنَ ۝٤٥ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ
جو تم کرتے ہو۔ اور اہل کتاب سے نہ جھگڑو مگر ایسے طریقے سے جو
اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ
عمدہ ہو مگر جو ان میں بے انصاف ہیں اور کہہ دو ہم اس پر ایمان لائے جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور تمہاری
اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝٤٦
طرف نازل کیا گیا اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہونے والے ہیں۔
وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
اور اسی طرح ہم نے تیری طرف کتاب نازل کی ہے پھر جنہیں ہم نے کتاب دی تھی وہ تو اس پر ایمان
يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا يَجْحَدُ
لائے ہیں اور ان میں سے بھی کچھ لوگ اس پر ایمان لائے ہیں اور ہماری آیتوں کا
بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝٤٧ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ
کافر ہی انکار کیا کرتے ہیں۔ اور اس سے پہلے نہ تُو کوئی کتاب پڑھتا
كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝٤٨ بَلْ
تھا اور نہ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتا تھا اس وقت البتہ باطل پرست شک کرتے۔ بلکہ
هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ
وہ روشن آیتیں ہیں ان کے دلوں میں جنہیں علم دیا گیا ہے اور ہماری آیتوں کا
بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝٤٩ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ
صرف ظالم ہی انکار کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اس پر اس کے رب کی طرف سے نشانیاں کیوں نہ اتریں
رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٥٠
کہہ دو نشانیاں تو اللہ ہی کے اختیار میں ہیں اور میں تو بس کھول کر سنا دینے والا ہوں۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۵۔ وحیِ الٰہی کے مطابق تلاوت کتاب (تبلیغ ونصائح) اور اطاعتِ احکامِ الٰہی کا تاکیدی اظہار (بطورِ خاص نماز کا اہتمام کرنے اور اس کے ثمرۂ خاص کا عظمتی اظہار و بیان)۔

۴۶۔ اہل کتاب سے ضروری و ناگریز بحث و تمحیص کی صورت میں اعلیٰ اخلاقی قدروں کو پیش نظر رکھنے کا ذکر (مگر سرکش اور ہٹ دھرم لوگوں پر اخلاقی قدروں کا کچھ اثر نہیں ہوتا) اور اہل ایمان کو اپنے ٹھوس عقیدے کے اظہار کا حکم۔

۴۷۔ کتب سابقہ کی طرح قرآنِ مقدس کے نزول پر تصدیق و تکذیب کے اعتبار سے لوگوں کے مختلف رویّوں کا بیان اور منکرینِ حق کا مذمتی ذکر۔

۴۸۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی صداقت اور دلیلِ نبوت کا طرزِ خاص سے اظہار اور اہلِ باطل کے نظریۂ فاسد کی تردید کا ذکر۔

۴۹۔ قرآنی آیات کی خدائی تصدیق اور حفاظتِ قرآن کے مخفی نظامِ خاص کا ذکر اور انکارِ آیات کے مجرمین کا مذمتی اظہار۔

۵۰۔ منکرینِ حق کے بے جا مطالبہ پر حقیقت آمیز جواب کا اظہار۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۱۔ قبولِ حق کے لیے نزول کتاب کو عظیم نشانی سمجھنے اور اسکی صفاتِ خاصہ کو پیش نظر رکھنے کا زوردار تنبیہی بیان۔

۵۲۔ آپ ﷺ کی تصدیق رسالت کے لیے خدائی شہادت ہی کافی ہونے کا ذکر اور اہل باطل کے انجام کار خسارے کا تنبیہاتی اظہار۔

۵۳ تا ۵۵۔ منکرین حق کی عذاب کے حوالہ سے جلد بازی پر سخت خدائی برہمی کا اظہار اور اس کے اخروی نتائج کا المناک بیان۔

۵۶ تا ۵۷۔ حفاظتِ جان و ایمان کے لیے ہجرت کا حکمی اظہار اور زندگی کے اختتام کی چشم کشا حقیقت کا تنبیہی و اعتقادی بیان۔

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَـٰبَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ
کیا ان کے لیے یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر کتاب نازل کی جو ان پر پڑھی جاتی ہے بے شک
فِى ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾ قُلْ كَفَىٰ بِٱللَّهِ
اس میں رحمت ہے اور ایمان والوں کے لیے نصیحت ہے۔ کہہ دو اللہ
بَيْنِى وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۖ يَعْلَمُ مَا فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۗ
میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے جانتا ہے
وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱلْبَـٰطِلِ وَكَفَرُوا۟ بِٱللَّهِ أُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْخَـٰسِرُونَ ﴿٥٢﴾
اور جو لوگ جھوٹ پر ایمان لائے اور اللہ کا انکار کیا وہی نقصان پانے والے ہیں۔
وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِٱلْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَآ أَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ
اور تجھ سے عذاب جلدی مانگتے ہیں اور اگر ایک وعدہ مقرر نہ ہوتا تو ان پر عذاب
ٱلْعَذَابُ ۚ وَلَيَأْتِيَنَّهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٣﴾ يَسْتَعْجِلُونَكَ
آ جاتا اور البتہ ان پر اچانک آئے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہو گی۔ تجھ سے عذاب
بِٱلْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌۢ بِٱلْكَـٰفِرِينَ ﴿٥٤﴾ يَوْمَ يَغْشَىٰهُمُ
جلدی مانگتے ہیں اور بے شک دوزخ کافروں کو گھیر لینے والی ہے۔ جس دن
ٱلْعَذَابُ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا۟
عذاب انہیں ان کے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے گھیر لے گا اور کہے گا
مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٥﴾ يَـٰعِبَادِىَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِنَّ أَرْضِى
جو تم کیا کرتے تھے اس کا مزہ چکھو۔ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین
وَٰسِعَةٌ فَإِيَّـٰىَ فَٱعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ ٱلْمَوْتِ ۖ
کشادہ ہے پس میری ہی عبادت کرو۔ ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے
ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿٥٧﴾ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ
پھر ہمارے ہی پاس پھر کر آؤ گے۔ اور جو ایمان لائے اور نیک کام کیے البتہ ہم انہیں جنت کے بالا
لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ ٱلْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَـٰرُ
خانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى
وہاں ہمیشہ رہیں گے عمل کرنے والوں کا کیا اچھا بدلہ ہے۔ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے
رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ
رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے اللہ ہی انہیں اور
اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ
تمہیں رزق دیتا ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اور البتہ اگر تو ان سے پوچھے
مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے کام میں لگایا
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
تو ضرور کہیں گے اللہ نے پھر کہاں الٹے جارہے ہیں۔ اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا
يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾
ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے بے شک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ
اور البتہ اگر تو ان سے پوچھے آسمان سے کس نے پانی اتارا پھر اس سے زمین کو اس کے
مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۗ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۗ بَلْ اَكْثَرُهُمْ
مرنے کے بعد زندہ کیا کہیں گے اللہ نے، کہہ دو سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے لیکن ان میں سے
لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۚ وَ ع
اکثر نہیں سمجھتے۔ اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے اور
اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاِذَا
اصل زندگی عالم آخرت کی ہے کاش وہ سمجھتے۔ پھر جب
رَكِبُوْا فِى الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ
کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خالص اعتقاد سے اللہ ہی کو پکارتے ہیں پھر جب انہیں نجات دے کر خشکی
اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا
کی طرف لے آتا ہے فوراً ہی شرک کرنے لگتے ہیں۔ تاکہ ناشکری کریں اس نعمت کی جو ہم نے انہیں دی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۸ تا ۵۹۔ مؤمنین صالحین کے لیے خدائی اعزاز خاص کا احسانی اظہار اور ان کے صبر و توکل کا توصیفی ذکر۔

۶۰۔ کوئی وطن میں رہے یا ہجرت کرے رزّاق ذات کی طرف سے عطائے رزق کے (باحوالہ) وعدۂ برحق کا اعتقادی بیان۔

۶۱۔ آسمان و زمین کی شاہکار تخلیق کے حوالے سے اعتقادی حقیقت کا طرزِ خاص سے اظہار۔

۶۲۔ تقسیم رزق کے متعلق خدائی صفت کا حکیمانہ اسلوب سے بیان۔

۶۳۔ آسمان سے بارش کے ذریعہ پانی کا نزول اور اس کے ذریعہ مردہ (بنجر) زمین کی آبادی کے پس منظر کا حقیقت آمیز ذکر اور اس حوالے سے کفار کے جزوی اعترافِ حق (لاجواب ہونے) پر حمدِ باری تعالیٰ کا اظہار۔

۶۴۔ دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی دائمی حیات کا حقیقت آمیز بیان۔

۶۵ تا ۶۶۔ کفار کے دورانِ سفر مشکل وقت میں خالص توحیدی نظریہ کا اظہار اور نجات پر پھر سے اظہار شرک کا مذمتی ذکر اور اس کے عواقبات (نتائج بد) کا تنبیہی اظہار۔

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ
تھی اور مزے اڑاتے رہیں عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو امن کی
النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۚ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ
جگہ بنا دیا ہے اور لوگ ان کے آس پاس سے اچک لیے جاتے ہیں کیا یہ لوگ جھوٹ پر ایمان رکھتے ہیں
يَكْفُرُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ
اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا
كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ۚ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى
حق کو جھٹلائے جب اس کے پاس آئے کیا دوزخ میں کافروں کا
لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ
ٹھکانہ نہیں ہے۔ اور جنہوں نے ہمارے لیے کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سمجھا دیں گے
وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٦٩﴾ ع ۷
اور بے شک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔

سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
الٓمّٓ ﴿١﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿٢﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
الم۔ روم مغلوب ہو گئے۔ نزدیک کے ملک میں اور وہ مغلوب ہونے کے بعد
غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿٣﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۗ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ
عنقریب غالب آجائیں گے۔ چند ہی سال میں، پہلے اور پچھلے سب کام اللہ کے
وَمِنْۢ بَعْدُ ۗ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿٤﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۗ يَنْصُرُ
ہاتھ میں ہیں، اور اس دن مسلمان خوش ہوں گے۔ اللہ کی مدد سے، مدد کرتا ہے
مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٥﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ۗ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ
جس کی چاہتا ہے اور وہ غالب رحم والا ہے۔ اللہ کا وعدہ ہو چکا اللہ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرے گا

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۶۷۔ مشرکین مکہ پر خصوصی خدائی احسان کا ذکر خاص اور ان کے کفرانِ نعمت پر سخت خدائی برہمی کا اظہار۔

۶۸۔ خدا پاک پر جھوٹ گھڑنے اور تکذیبِ حق کے سبب سے بڑے مجرم (ظالم) کے لیے خدائی عذاب کی (سخت لب ولہجہ سے) تنبیہ کا ذکر۔

۶۹۔ اس کے برعکس دینِ حق کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے والے مخلصین پر (مستقبل کے حوالے سے) سہولیات وانعامات کی راہیں کھول دینے کے وعدۂ خاص کا ذکر۔

سورۃ الروم

۱۔ رموزِ کلام کے آغاز۔

۲ تا ۶۔ مکی زندگی میں مشرکین کے نظریاتی ہمنوا اہلِ فارس کے وقتی غلبہ اور رومیوں کی شکست پر خوشی کے شادیانے بجانے والے کفار پر واقعۂ بدر کے نتیجہ میں اہل ایمان کی فتح اور دوسری طرف فارسی مشرکوں پر رومیوں (اہل کتاب) کے غلبہ کے متعلق خبر خاص کی اطلاعی خوشخبری کا (واقعاتی پس منظر سے) ذکر خاص۔

وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦﴾ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا
لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔ دنیا کی زندگی کی ظاہر باتیں
مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٧﴾ اَوَلَمْ
جانتے ہیں اور وہ آخرت سے غافل ہی ہیں۔ کیا وہ
يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
اپنے دل میں خیال نہیں کرتے کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو
وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ
اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے عمدگی سے اور وقت مقرر تک کے لیے بنایا ہے اور بے شک بہت
النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ﴿٨﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ
سے لوگ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہیں۔ کیا انہوں نے ملک میں پھر کر نہیں دیکھا کہ
فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ كَانُوْٓا اَشَدَّ
ان سے پہلوں کا کیسا انجام ہوا وہ ان سے بھی بڑھ کر
مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا
قوت والے تھے اور انہوں نے زمین کو جوتا تھا اور ان سے بہت زیادہ آباد کیا تھا
وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۗ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ
اور ان کے پاس ان کے رسول معجزات لے کر بھی آئے تھے پھر اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ
كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٩﴾ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا
وہی اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔ پھر برا کرنے والوں کا انجام بھی
السُّوْٓآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٠﴾ ع اَللّٰهُ
برا ہی ہوا اس لیے کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور ان کی ہنسی اڑاتے رہے۔ اللہ
يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿١١﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ
ہی مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہ اسے دوبارہ پیدا کرے گا پھر اس کے پاس لوٹ کر آؤ گے۔ اور جس دن
يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا
قیامت قائم ہوگی گناہگار ناامید ہو جائیں گے۔ اور ان کے معبودوں میں سے کوئی ان کی سفارش کرنے والا نہ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۷۔ لوگوں کی چند روزہ معاش دنیا میں غیر معمولی دلچسپی اور اُخروی (دائمی) زندگی سے بے خبری و لاپرواہی پر سخت اظہار افسوس کا ذکر۔

۸۔ انسان کی اپنی ذات اور دیگر مشاہداتی حقائق میں غور و فکر کے ذریعہ اصلیت جان لینے کی طرف توجہ خاص دینے کا تنبیہاتی طرز سے اظہار اور اکثر لوگوں کے قبولِ حق کی بجائے انکاری روش پر سخت افسوس کا شکایاتی ذکر۔

۹۔ منکرین کو انتہائی طاقتور اقوامِ سابقہ کے انبیاء و رسل کے ساتھ تکذیبی روش اور اس پر سخت خدائی گرفت کے عبرتناک انجام سے سبق حاصل کرنے کے باحوالہ تنبیہی اظہار۔

۱۰۔ کفار کی تکذیبِ حق اور استہزائی طرز کے اظہار پر ان کے انجام کا عبرتی بیان۔

۱۱۔ تخلیق کی ابتداء ہو یا انتہا یا پھر آخرت میں دوبارہ زندہ اٹھانا سب کچھ خدا پاک کے اختیار میں ہے۔

راہ حق کی تحریکات کے فیصلہ کن نتائج میں جلد بازی

(زیر مطالعہ سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۶۹)

قرآن مقدس ایسی عظیم کتاب ہے جس میں راہنما اصولوں کے حوالے سے ارشاد فرمایا کہ ''ہم نے آپ پر (ایسی) کتاب (ہدایت) اتاری ہے جس میں ہر شے کی وضاحت ہے اور یہ (کتاب) ہدایت ورحمت اور خوشخبری ہے مسلمانوں کیلئے۔ (سورۃ النحل آیت نمبر ۸۹ پارہ نمبر ۱۴)۔ گویا (تقریباً جملہ امورِ ہدایت ورحمت کے واضح راہنما اصول ودستور العمل کی نشاندہی موجود ہے، دین حق سے وابستہ فکر ونظر اور عملاً جدوجہد کرنے والے عشاق اور راہ عزیمت پر کمربستہ علماء، صلحاء، مشائخ وراہنما اور ان سے نسبت وتعلق رکھنے والے مخلص کارکنان کا عمومی طور پر مراحل تربیت وعمل کے دوران ایک ایسا عرصہ امتحان ضرور آتا ہے جس میں وہ رک رک کر اپنے محاسبہ فکر وعمل کا جائزہ بھی لے رہے ہوتے ہیں اور ساتھ ہی اس امتحانی صورتحال کے پس منظر میں سخت پریشان دکھائی دیتے ہیں کہ ہم جب حق پر ہیں اور بظاہر قیادت بھی مخلص وصالح ہے۔ تو پھر نصرتِ حق کا نزول (جو خدائی وعدہ ہے) کیوں نہیں ہورہا؟ فیصلہ کن نتائج میں اتنی تاخیر؟ وغیرہ۔ گویا تردد، تشکیکی وساوس کا بار بار آتے رہنا اور مایوس کن صورتحال میں قدم قدم دل شکستگی، یارب آپ کیلئے کیا مشکل ہے؟ آپ کی نصرت اہل حق کے لئے نہیں آئے گی تو کس کے لئے سب وعدے اور یقین دہانیاں ہیں؟ ہمیشہ تیرے نام لیواؤں کے تڑپتے لاشے دیکھنے کو ملتے ہیں مصائب کے پہاڑ اور قدم قدم مسائل والجھنیں قید وبند کی صعوبتیں، فقر وفاقے بندگان مقرب کا مقدر ٹھہرے ہیں؟ ایسے میں شیطان اور اس کے حواری بغلیں بجارہے ہوتے ہیں اور اہل حق بے بسی کی تصویر بنے ہوئے امید کے جھروکوں سے نصرتِ الٰہی کو جھانکتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں فریادی آہ بھر کر درخواست گزار ہوتے ہیں ﴿متیٰ نصر اللہ﴾ جواب میں رحمت حق کو بھی اپنے محبوب بندوں کے جذبہ صبر واستقامت پر ضرور ترس آتا ہے اور مخفی طرز سے اعلان ہوتا ہے ﴿ألا إن نصر اللہ قریب﴾ لیکن ہمیں تربیتی فکر ونظر سے پہلے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھنا ضروری ہے کہ کسی ملک کے مسلح افواج کی ذہنی وعملی تربیت کمزور ہو یا ادھوری تو اس کو معرکہ آرائی کیلئے میدان میں اتارنے کے نتائج ہمیشہ خطرناک دیکھنے کو ملتے ہیں۔ دینی جدوجہد اور تحریکی راہوں پر گامزن ہونے سے قبل قرآنی نظریہ صداقت وتاریخ حق کا مطالعہ اور اکابر تحریک کے عملی تجربات سے راہنمائی لئے بغیر اس میں ہماری جذباتی چھلانگیں بہت جلد جسمانی اور ذہنی شکستگی کا باعث بن جاتی ہیں۔ ہمارے ہاں نظریاتی وفکری تربیت کا عملاً وجود دکھائی نہیں دیتا، مدارس کا نصاب اور اکابر حق کی

صحبتیں اس سبق آمیز حقیقت سے تقریباً خالی ہیں۔کوئی مردِ حق آگاہ اگر اس فکر ونظر کا پرچار کرنا چاہے تو اس کو خارج از نصاب یا عنوان سمجھ کر وقت کا ضیاع قرار دیا جاتا ہے۔گویا حق شناسی اور تاریخ کا نصیحت آمیز عنوان ہماری سردردی نہیں، قرآنی طرز تدریس کے سطحی پن اور غیر اہم اساتذہ کے ذریعہ اس کے لفظی ترجمہ، شان نزول اور ربط تک مختصر ومحدود فکر سے پڑھانے (پارٹانے) سے حضرت شیخ الہندؒ اور مولانا عبید اللہ سندھی جیسے فکری حریت کے علمبرداروں کا (اب) پیدا ہونا ایک دیوانے کا خواب ہی کہا جاسکتا ہے۔قرآن وسنت کی راہنمائی اور جدوجہد حق سے وابستہ اکابر کی تربیت کے بغیر جب کارکنان (خواہ وہ کتنے ہی مخلص کیوں نہ ہوں) انفرادی فکر وعمل سے (خود اپنی ہی فہم وسوچ سے) فیصلے اور اس پر عملدرآمد کرینگے تو ایسے سوالات اور جلد بازی کے تبصرے ضرور سننے کو ملیں گے۔ہم نے تاریخ حق ومطالعہ قرآن میں دیکھا کہ امام الانبیاء ﷺ کی پاکیزہ اور مخلص ترین قیادتِ عظیم کی موجودگی میں غزوہ احد وغزوہ حنین میں صحابہ کرامؓ جیسے جانثار طاعت شعار مجاہدین مصائب وابتلاء کی صورتحال میں دو چار ہورہے ہیں، خود خاتم النبیین ﷺ پر کونسی مصیبت کی قسم تھی جس کا سامنا آپ کو نہیں کرنا پڑا۔جنہوں نے اپنی نئی نسل کی عزیمتی جدوجہد کے حوالہ سے سخت جان نظریاتی وعملی تربیت کرنا تھی وہ اکثر مشائخ ہوں یا علماء ان کو کسی ایئر کنڈیشنڈ بڑی گاڑی اور ایئر کنڈیشنڈ ہال میں روحانی طرز کا دھیما دھیما بیان کرانا چاہتے ہوں تو وہ شاید اس پر رضا مند ہوجائیں لیکن نظریاتی وفکری معرکہ آرائی کی تربیت انکا موضوع اظہار وبیان مصیبت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ یاد رکھئے قرآن عظیم اور تاریخ دعوت وعزیمت کی حقیقت آمیز صداقت ہی اصل فکری راہنمائی کا ذریعہ ہے۔بقیہ معلومات میں افراط وتفریط یا شخصی تفردات دیکھنے کو ملیں گے اصل ذرائع راہنمائی سے بے خبری اور خود ساختہ اصول تربیت کے ذریعہ ہم ناقص فہم کس حد تک شیطانی سازشوں اور انکے بچھائے ہوئے جال سے اپنا دامن چھڑا سکتے ہیں؟ اس سوال سمیت مایوس کن صورتحال میں تحریکات دینیہ کے تسلسل کو برقرار رکھنے کی پرعزم جدوجہد اور بنیادی تربیت کے اہم ضروری تقاضے کیا ہیں؟ اس کے جواب کو سمجھنے کیلئے ہمیں اس بحث کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑیگا (۱)۔پہلی یہ کہ قیادت کی صفات کیا ہونی چاہئیں؟ (قیادت کیسی ہو؟) کیونکہ قیادت ہی کارکنوں کی تربیتی امور کی ذمہ داری ہوتی ہے (۲)۔کارکنان جدوجہد کی نظریاتی وتجرباتی تربیت کا بنیادی ماخذ (مواد) واصول کیا ہیں؟ اور کارکنوں کو کن صفات کا حامل ہونا ضروری ہے؟ پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ قیادت کی بنیادی صفات حسنہ کیا ہیں۔

(۱)۔راسخ فی العلم ہو (کہ بے علم خدارا شناخت) علم سے فقط سرسری آگاہی نہیں بلکہ اس حد تک رسوخ ہو کہ اہل علم کی مجلس میں بیٹھ کر امور بحث میں شرمندگی نہ ہو اور مضبوط علمی استدلال سے اصحاب فہم وبصیرت کو سنجیدہ

فکری سے قائل کرنیکی صلاحیت کا حامل انسان ہو۔(۳)۔ رسوخ فی الروحانیت ہماری دینی تحریک کی قیادت باگ ڈور صاحب نسبت صلحاء کے پاس تھی (جاہل صوفیاء تو ویسے ہی اس فکر ونظر سے آزاد ہوتے ہیں) روحانیت کے بغیر استقامت آتی ہے نہ جذبہ شجاعت۔ قیادت کا کارکنوں سے رابطہ اور انکی بھرپور راہنمائی خود قرآن کریم میں ہے فرمایا(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۵۹) ترجمہ:۔ اور اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو البتہ تیرے گرد سے بھاگ جاتے پس انہیں معاف کردے اوران کے واسطے بخشش مانگ اور کام میں ان سے مشورہ لیا کر۔ (۴)۔ رسوخ فی التجربہ، قیادت خود تربیت یافتہ ہو اور تمام تر مراحل سے سلسلہ وار انکا گزر اور واسطہ رہا ہو اوپر سے فقط علمی یا روحانی شہرت ونسبت ہی وجہ انتخاب یا ترجیح کا باعث نہ بنے نچلی سطح سے اوپر تک جانے اور تجرباتی حقائق سے گزرنے میں مہارت کے لئے حضرت معاویہؓ کی واضح ہدایت موجود ہے :**لاحکیم إلا ذو تجربة**(گویا دانائی کیلئے تجربہ از حد ضروری ہے)(بخاری)۔ہاں بزرگوں اور صلحاء کی سرپرستی اور ان سے دعاؤں کا حصول بھی ایک اہم تقاضا ہے ۔ جو قیادت کے مسلمہ اصولوں پر عمل پیرا ہوتے ہوئے آسانی سے حاصل ہوتا رہتا ہے۔ بزرگوں کو سرپرستی اور دعاؤں کے اہتمام سے کارکنوں کو حوصلہ ملتا ہے مگر قیادت بہرحال اس میدان کے تجربہ کار انسان کے پاس ہونی چاہئے ۔(۵)۔ رسوخ فی الشجاعت ،قیادت کسی باہمت بہادر اور دل گردہ رکھنے والے کے پاس ہونی چاہئے بزدل حالات سے جلد گھبرا جانے والے کے پاس قیادت ہونے کا مطلب تحریک کا قبل از وقت اختتام ہوتا ہے ۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی استاد اپنے شاگرد کو دوران تعلیم ہر طرح کی تربیتی اصولوں سے ڈرائیوری سکھاتا ہے مگر کبھی کبھار ایسی ہنگامی صورتحال سامنے آجاتی ہے کہ شاگرد ڈرائیور کو موقع کی نزاکت کے باعث فوری فیصلہ کرنا ہوتا ہے (وہ اس موقع پر اپنے کسی استاد سے مشورہ کا وقت نہیں رکھتا) مگر شرط یہ ہے کہ وہ فیصلہ کرنے والا ڈرائیور اناڑی اور جذباتی نہ ہو اپنے ہوش وحواس برقرار رکھ کر صورتحال کنٹرول کرنے کی صلاحیت واہلیت رکھتا ہو۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ قیادت باعلم ، باعمل ، زیرک ،معاملہ فہم ، تجربہ کار، بدلتے حالات کا ادراک وشعور رکھنے والی حوصلہ مند وحلیم الطبع اور باصلاحیت و مدبر انسان کے پاس ہونی چاہئے۔تب بھی فقط امید رکھی جاسکتی ہے کہ اگر خدائی حکمت میں اس کے فوری نتائج کا ظہور طے شدہ ہے تو ہم شاید اس کے اثرات وبرکات دیکھ سکیں ورنہ قرآنی حقائق تو ہمیں آگاہ کرتے ہیں کہ کبھی تمام تر خوبی ذرائع اور صالح ترین قیادتوں کے باوجود تحریکات صالح ودینی وجہد کا دورانیہ اس قدر طویل بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے نتائج کے مشاہدہ کے لئے عمر نوح بھی درکار ہوسکتی ہے ۔ یا پھر اتنی صبر آزما ہوسکتی ہے کہ **حتیٰ یقول الرسول والذین آمنوا معه متی نصر الله** بلکہ اس سے آگے **حتی إذا استیئس الرسل وظنوا أنهم قد کذبوا** کا

سامنا انبیاء ورسل کو کرنا پڑ گیا تھا تو ہم کیا ہیں؟ یہ بات تجربات سے ثابت ہے کہ کسی بھی دینی جماعت اور تحریک سے وابستہ کارکنان انتہائی مخلص پرجوش اور پرعزم ہوتے ہیں وہ اپنے حُسنِ نیت اور اخلاص کی بدولت امید ہے کہ آخرت میں بھی ان شاءَ اللہ سرخرو رہیں گے شرط یہ کہ وہ اپنے فیصلے خود سے نہ کریں (جذبات اور محض جوش کی بجائے) عقل وہوش اور فہم وبصیرت سے کام لیں۔ اگر قیادت بااصول وصالح ہے، حسن تدبر، حوصلہ مندی اور معاملہ فہمی اور تجرباتی حقائق سے باخبر ہے تو ایسی قیادت کو غنیمت سمجھتے ہوئے اس کی اتباع کی جائے اس پر اعتماد کیا جائے، اس کے فیصلوں کو اپنے لئے واجب العمل سمجھا جائے، کیونکہ امام ہوتا ہے تقلید واتباع کیلئے تو کوئی مقتدی اپنے امام کے کسی عمل کی مخالفت کرے یا قبل از وقت بجالانے کی حرکت کرے تو اس کی نماز ہی فاسد ہے۔ ایسے کارکنوں کی فکری ونظریاتی تربیت کے اہتمام دوران اس نقطے پر بطور خاص توجہ مرکوز کی جائے کہ کارکنان مقتدی رہیں، امام نہ بنیں، ہر مقتدی بھلا امام کیسے بن سکتا ہے۔ تحریکی جدوجہد کے درمیان کارکنوں کی اپنی قیادتوں سے بغاوتی فکر کے انتہائی خطرناک نتائج دیکھنے کو ملتے رہے ہیں۔ یہ دراصل عدم تربیت کے نتائج فاسدہ ہوتے ہیں۔ کارکن اس حقیقت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ فیصلوں کی (بعد از مشاورت) ذمہ داری قیادت پر ہوگی۔ ایسا ممکن ہے کہ اصول مشاورت پر عمل پیرا ہوکر کارکنوں کو اعتماد میں لے کر ایک فیصلہ کرلیا جاتا ہے اور نتائج اس کے برعکس آتے ہیں تو اس پر چونکہ، چنانچہ، گویا کے تبصروں کے لاحاصل جملے وقت کا ضیاع ہیں۔ قیادت اصول وحقائق کی روشنی میں اپنے طور پر درست فیصلوں کی پابند ہوتی ہے، نتائج کی ذمہ دار نہیں۔ البتہ ہر طرح سے مشاورت کی روشنی میں درست فیصلے کے بعد یکدم کوئی ایسی ہنگامی صورتحال پیش آسکتی ہے جس میں قیادت کو اپنے مخلص مشیروں اور کارکنوں کو اعتماد میں لئے بغیر فیصلہ کرنا پڑسکتا ہے ایسے میں حسب توقع نتائج پر ہی نہ توجہ مرکوز کی جائے۔ قرآن کریم میں قیادت کو بعد از مشاورت نتائج کے حوالہ سے توکل اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا: ﴿وشاورھم فی الأمر فإذا عزمت فتوکل علی اللہ﴾ بہر حال قیادت باصلاحیت واہلیت کی حامل ہے تو یہ اس کی ذمہ اداری ہے کہ وہ ان کی فکری وعملی تربیت کا مکمل اہتمام وانصرام کرے۔ کوئی فوجی جنرل ادھوری تربیت کی حامل فوج سے میدان مارنے کی غلطی نہیں کرتا، ایسا اقدام خودکشی کے مترادف ہوتا ہے اسی طرح کارکنوں کو تربیت کے بغیر عملی میدان میں اتارنا نظریاتی خودخوشی کی مانند ہے۔

خدا پاک ہمیں توفیق فہم نصیب کرے (آمین)!

شُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾
ہوگا اور اپنے معبودوں سے منکر ہو جائیں گے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن لوگ جدا جدا ہو جائیں
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾
گے۔ پھر جو ایمان لائے اور نیک کام کیے سو وہ بہشت میں خوش حال ہوں گے۔
وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي
اور جنہوں نے انکار کیا اور ہماری آیتوں اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا وہ
الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾
عذاب میں ڈالے جائیں گے۔ پھر اللہ کی تسبیح کرو جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو۔
وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾
اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی تعریف ہے اور پچھلے پہر بھی اور جب دوپہر ہو۔
يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ
زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو
ع ۵ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ
اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے
خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ
کہ تمہیں مٹی سے بنایا پھر تم انسان بن کر پھیل رہے ہو۔ اور اس کی نشانیوں
اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ
میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لیے تمہیں میں سے بیویاں پیدا کیں تا کہ ان کے پاس چین سے رہو اور
مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ
تمہارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لیے اس میں نشانیاں ہیں۔ اور
اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ
اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا مختلف ہونا ہے۔ بے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ
شک اس میں علم والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے تمہارا رات

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۲ تا ۱۴۔ روزِ محشر کفار کی مایوسی، اپنے معبودانِ باطلہ سے بیزاری اور نیک و بد لوگوں کی الگ الگ امتیازی تقسیم کا تنبیہاتی ذکر۔

۱۵ تا ۱۶۔ مؤمنین صالحین اور کفار کے انجامِ خیر و بد کا جداگانہ اظہار۔

۱۷ تا ۱۸۔ تسبیح (وعبادت) کے اوقاتِ مخصوصہ کا ترغیبی بیان۔

۱۹۔ خدائی صفاتِ عجیبہ کا یکے بعد دیگرے اعتقادی اظہار۔

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۰ تا ۲۷۔ خدائی صفات و قدرت اور اس کی مشاہداتی و تخلیقی مختلف نشانیوں کا سلسلہ وار انعامی و احسانی اظہار و بیان۔
۲۸۔ شرک کی قباحت اور اس کے باطل ثابت ہونے کی مثالیاتی و مشاہداتی طرز خاص سے وضاحتی ذکر و بیان۔

وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
اور دن میں سونا اور اس کے فضل کا تلاش کرنا ہے بے شک اس میں سننے والوں کے لیے
يَّسْمَعُوْنَ ۝۲۳ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ
نشانیاں ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تمہیں خوف اور امید دلانے کو بجلی دکھاتا ہے اور اوپر
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْىٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ
سے پانی برساتا ہے پھر اس سے زمین خشک ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے بے شک اس میں عقلمندوں
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۲۴ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ
کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں
بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝۲۵
پھر جب تمہیں پکار کر زمین میں سے بلائے گا اسی وقت تم نکل آؤ گے۔
وَلَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝۲۶ وَهُوَ الَّذِىْ
اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسکے حکم کے تابع ہیں۔ اور وہی ہے
يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ
جو پہلی بار بناتا ہے پھر اسے لوٹائے گا اور وہ اس پر آسان ہے اور آسمانوں اور زمین میں
الْاَعْلٰى فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲۷ ع ضَرَبَ
اس کی شان نہایت بلند ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ وہ تمہارے
لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
لیے تمہارے ہی حال کی ایک مثال بیان فرماتا ہے کیا جن کے تم مالک ہو وہ اس میں جو ہم نے تمہیں دیا
مِّنْ شُرَكَآءَ فِىْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ
ہے تمہارے شریک ہیں پھر اس میں تم برابر ہو تم ان سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح اپنوں سے
كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۲۸
ڈرتے ہو اس طرح ہم عقل والوں کے لیے آیتیں کھول کر بیان کرتے ہیں۔
بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِىْ
بلکہ یہ بے انصاف بے سمجھے اپنی خواہشوں پر چلتے ہیں پھر کون ہدایت کر سکتا ہے

مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ

جسے اللہ نے گمراہ کر دیا اور ان کا کوئی بھی مددگار نہیں۔ سو تو ایک طرف کا ہو کر دین پر سیدھا منہ کیے چلا جا

حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ

اللہ کی دی ہوئی قابلیت پر جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ کی بناوٹ میں

اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٠﴾

رد و بدل نہیں ، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٣١﴾

اسی کی طرف رجوع کیے رہو اور اس سے ڈرو اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ

جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کئی فرقے ہو گئے سب فرقے اسی سے خوش ہیں جو ان

فَرِحُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ

کے پاس ہے۔ اور لوگوں کو جب کوئی دکھ پہنچتا ہے تو اپنے رب کی طرف رجوع ہو کر اسے پکارتے ہیں

اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَاۤ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ

پھر جب وہ انہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھاتا ہے تو ایک گروہ ان میں سے اپنے رب سے

يُشْرِكُوْنَ ﴿٣٣﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ٝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٤﴾ اَمْ

شرک کرنے لگتا ہے۔ تاکہ جو ہم نے انہیں دیا ہے اس کی ناشکری کریں سو فائدہ اٹھا لو عنقریب تمہیں معلوم ہو

اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَاِذَاۤ

جائے گا۔ کیا ہم نے ان کے لیے کوئی سند بھیجی ہے کہ وہ انہیں شرک کرنا بتا رہی ہے۔

اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ

اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو اس پر خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں ان کے گذشتہ

اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿٣٦﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

اعمال کے سبب سے دکھ پہنچتا ہے تو فوراً نا امید ہو جاتے ہیں۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اللہ جس کے لیے چاہتا

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٣٧﴾ فَاٰتِ

ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے بے شک اس میں ایمان لانے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۹۔ ظالم لوگوں کے قبول حق کے متعلق منفی فکر و عمل کا مذمتی اظہار۔

۳۰۔ تمام ادیانِ باطلہ کو چھوڑ کر دین حنیف (حق) کی اتباع کا حکم اور فطرت کے حوالہ سے لازوال خدائی اصول کا طرز خاص سے بیان۔

۳۱۔ شرک سے دور رہتے ہوئے خدائی اطاعتِ خاص کا حکمی بیان۔

۳۲۔ دین کا حلیہ بگاڑنے والے اہلِ باطل کی فرقہ بندی اور انکی ناحق خوش فہمی کا مذمتی ذکر۔

۳۳ تا ۳۴۔ اہل باطل کی مصائب کے وقت توحیدی طرز سے فریاد اور نجات کے بعد دوغلے پن کا مذمتی اظہار اور کفرانِ نعمت پر تنبیہ خاص کا بیان۔

۳۵۔ ناحق اور بلا دلیل اظہار شرک پر بازپرس کا تنبیہاتی ذکر۔

۳۶۔ انسانوں کی طبعی بے اعتدالی (ایک حالت پر نہ رہنے) کا شکایاتی ذکر۔

ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ
پھر رشتہ دار اور محتاج اور مسافر کو اس کا حق دے یہ بہتر ہے ان کے لیے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ
اور وہی نجات پانے والے ہیں۔ اور جو سود پر تم دیتے ہو
مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ
تاکہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے سو اللہ کے ہاں وہ نہیں بڑھتا اور جو زکوٰۃ دیتے ہو جس سے اللہ کی
اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾
رضا چاہتے ہو سو یہ وہی لوگ ہیں جن کے دوگنے ہوئے۔
اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ
اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا کیا
مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى
تمہارے معبودوں میں سے بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کرسکے وہ پاک ہے اور ان
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي ع
کے شریکوں سے بلند ہے۔ خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب سے فساد
النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ
پھیل گیا ہے تاکہ اللہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے تاکہ وہ باز آجائیں۔ کہہ دو
سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ
ملک میں چلو پھرو اور دیکھو جو لوگ پہلے گزرے ہیں ان کا کیسا انجام ہوا
كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ
ان میں سے اکثر مشرک ہی تھے۔ سو تو اپنا منہ سیدھی راہ پر سیدھا رکھ اس سے
قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَىِٕذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾
پہلے کہ وہ دن آپہنچے جسے اللہ کی طرف سے پھرنا نہیں اس دن لوگ جدا جدا ہوں گے۔
مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ
جس نے کفر کیا سو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے اور جس نے اچھے کام کیے تو وہ اپنے لیے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۷۔ خدائی صفت کا حکمتی وتنبیہی ذکر اور ان خاص نشانیوں پر اہل ایمان کے مثبت فکر کا بیان۔

۳۸۔ امیری وغریبی کے حکمتی پس منظر میں مالدار لوگوں کو اپنے حاجت مندوں قریبی عزیزوں، مساکین اور مسافروں پر خرچ کرنے کا ترغیبی اظہار اور اس کے ثمراتِ صالحہ کا بیان۔

۳۹۔ سود کے نتائجِ بد کا مذمتی ذکر اور زکوٰۃ کے نتائجِ حسنہ کا توصیفی اظہار۔

۴۰۔ خدائی صفات و قدرتِ برحق کا اعتقادی ذکر اور معبودانِ باطلہ کی مکمل بے بسی کا اظہار نیز خاص صفتِ الٰہیہ کا عظمتی بیان۔

۴۱۔ بحر و بر (سمندر، دریا اور خشکی) پر مصائب و حادثات کے پسِ منظر کا حقیقت آمیز تنبیہی اظہار۔

۴۲۔ نافرمان لوگوں کو سابقہ نافرمانوں کے انجام سے سبق حاصل کرنے کی تاکیدِ خاص کا ذکر۔

۴۳۔ روزِ محشر سے قبل ہی دینِ حق کی اطاعت پر پختگی سے قائم رہنے کا تاکیدی اظہار۔

قواعد اور اصول (قوانین فطرت) وقتی نہیں ہوتے

(زیر مطالعہ سورۃ الروم آیت نمبر ۳۰)

نوٹ:۔ یہاں ﴿فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا﴾ کی وضاحت تفسیری نقطہ نگاہ سے (علمی پیرائے میں) مقصود نہیں بلکہ محض اس فکری اصلاح کے حوالے سے ہے جس کا عمومی طور پر اظہار وقعاتی بیانات کے ذیل میں بعض کم علم (یا کم فہم) لوگوں کی طرف سے غُلو (بے جا شِدّت) پر مبنی نظریات سے کیا جاتا ہے۔ یہاں فطرۃ کو فقط قاعدہ واُصول (قانون) کے درجہ میں لیتے ہوئے عمومی طرزِ عنوان سے زیر مطالعہ سمجھا جائے (باقی فطرۃ اللہ اور اگلے جملے خلق اللہ سے کیا مراد ہے اس کی علمی تشریح تفسیری کتب ہی سے دیکھی جائے شکریہ!)۔ ہمارے علمی ماحول اور تدریسی حلقوں میں ایک حقیقت آمیز جملہ (جو فطری حقائق کا دانشمندانہ تجزیہ بھی ہے) بڑا معروف ہے کہ ''چیزوں کی حقیقتیں ثابت ہیں''۔

مذکورہ جملہ ایک مسلمہ قاعدہ واُصول کی راہنمائی کرتا ہے جیسے دو جمع دو چار کا قاعدہ سچ ہے، آگ کی تپش وحرارت اور اس کی صفتِ تحریق (جلانے کی فطرت) ایک سچائی ہے، ہوا، پانی اور دیگر اشیاء کی اپنی تاثیرات حقیقت رکھتی ہیں۔ بلکہ دنیا میں کُل خدائی نظامِ کائنات کے پیچھے فطرت الٰہیہ کے حقائق ہی کی تاثیرات کا عمل دخل چلا آرہا ہے۔ (الگ امر ہے کہ ایسے مخفی امور کے ادراک سے ہر شخص باخبر نہیں ہوتا) اور تازیست اسی طے شدہ حقیقت کو نافذ العمل رہنا ہے۔ ہمارے ہاں غیر معمولی واقعات (جو معجزاتی کیفیت کے حامل ہوتے ہیں) سننے سنانے کا رواج عام ہوگیا ہے۔ جس سے عمومی تربیت کا منفی پیغام پہنچتا ہے کہ شاید قواعدِ فطرتِ الٰہیہ کی تبدیلی ایک معمول کی حقیقت ہے۔ اور ہر شخص قیاسِ فاسدہ کے ذریعے ذہن بناتا دکھائی دینے لگتا ہے کہ میرے لئے بھی کسی لمحے معجزہ ظاہر ہوا چاہتا ہے اور اللہ پاک کیلئے ایسا کرنا کیا مشکل ہے؟ گویا قُدرتِ خداوندی جو ایک اعتقادی وایمانی حقیقت کا موضوع ہے اسے عام مفہوم میں لے کر اللہ پاک ہی کے طے کردہ نظامِ فطرت کو جگہ جگہ تبدیل کرنے پر زور صرف کرنا حقائق شریعہ سے انکار

کے مترادف ہے جس کی اصلاح ازحد ضروری ہے۔ایک مسلمان جب لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کر لیتا ہے تو اس کا صاف مطلب ہے کہ وہ ذات باری تعالیٰ کے حوالہ سے تمام تر صفاتِ الٰہیہ کو اعتقادی حقائق سے قبول کر چکا ہے ۔گویا وہ اس حقیقت پر بھی ایمان رکھتا ہے کہ اس کا کل نظامِ کائنات کا خالق ومدبِر اللہ تعالیٰ ہی ہے ۔ وہی خالق فطرت بھی ہے تمام تر آسمانی کتب، صحائف اور آخری کتاب قرآن نازل کرنے والا بھی وہی ہے۔قرآن مقدس میں ہی اُمورِ فطرت اور تدبیری اُصولِ فطرت کے تحت بیان فرمایا ہے ۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ اُمورِ دنیا میں تو جملہ ذرائع واسباب کو اُمورِ فطرتِ الٰہیہ کا (فکراً وعملاً) حصہ مانتے ہیں لیکن دینی امور میں اسے قوانین وقواعد سے ہٹ کر بعض معجزاتی واقعات کے بیان میں (وضاحت حقیقت کئے بغیر) اسے عمومی عادت یا قانونِ الٰہیہ کے طور پر لیتے (بلکہ سمجھتے ہوئے) نظر آتے ہیں (یہ درست طریقہ نہیں) ہم سب اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ قرآن کریم میں انبیاء علیہم السلام کی اعتقادی ونظریاتی نیز معاشرتی اصلاح کے حوالہ سے محنت وجدوجہد کے ضمن میں جو واقعاتی حقائق منقول ہیں اس میں عذاب الٰہیہ سے قبل کے تمام احوال میں انبیاء ورسل کو جن جن امور سے واسطہ پڑا اس میں فطری اصول معطل ہوتے نظر نہیں آتے الاّ یہ کہ (مگر ایسا بہت کم ہوا) کسی قوم نے کسی دور میں کسی مخصوص معجزاتی نشانی کا مطالبہ کیا یا پھر کسی نبی کو ازخود سے کچھ مخصوص معجزاتی نشانیوں سمیت بھیجا گیا ورنہ ننانوے فیصد واقعات واحوال میں انبیاء ورسل کو دورانِ جدوجہد مصائب، مشکلات اور الجھنوں سے واسطہ پڑا (بلکہ امتحانات وابتلا کی حیران کن طوالت کا سامنا کرنا پڑا) ۔ اس حوالہ سے ایک مستقل مضمون بھی سورۃ العنکبوت کی ابتدائی آیات کے ذیل میں دیا گیا ہے (وہاں مطالعہ کرلیا جائے) یہاں فقط اللہ تعالیٰ کے طے کردہ قواعد واُصول کے حوالہ سے غیر مبدل حقائق کی نشاندہی کرتے ہوئے عوام میں پائے جانے والے (یا غلط فہمی کی بنا پر پھیلائے جانے والے) تأثر کی اصلاح مقصود ہے کہ قرآن وسنت کے مسلمہ حقائق کی روشنی میں معجزاتی واقعات پر ایمان رکھتے ہوئے ان کے وقوع کو اتنا عام نہ سمجھ لیا جائے کہ ہر کس وناکس کی خواہش پر ان کا صدور (ظہور) ہوتا رہتا ہے یا پھر قواعد واصولِ فطرت (جو اللہ تعالیٰ ہی کے طے کردہ ہیں) کو عام طور پر معطل

کر کے روز روز معجزات وکرامات کا ظہور ہونا شروع ہوجائے ایسا ہرگز نہیں ۔ اللہ تعالیٰ کو ہر امر پر قدرتِ مطلقہ (اختیار عام) حاصل ہے وہ جب چاہے کسی کو کلمہ کُن سے ہلاک کر کے رکھ دے اس قانونِ فطرت کے تحت کسی نظام امتحان وابتلا کی کوئی ضرورت تھی نہ اب ہونی چاہئے ۔ دنیا میں کفر وشرک کا وجود ہی سرے سے نہ ہوتا انبیاء ورسل کو ان مصائب ومشکلات کا سامنا ہی نہ کرنا پڑتا (جس کا ذکر خود قرآن مقدس میں ہے)۔ وقوعِ آخرت اور نظام احتساب کے اس ترازو کے قیام کی ضرورت ہی نہ ہوتی جو روزِ قیامت ہوکر رہنا ہے ۔نظامِ کائنات میں جاری تمام ذرائع واسباب کا وجود ہی غیر ضروری ٹھہرتا ہے ۔ خدا کے بندو! اللہ تعالیٰ کی قدرت وسلطنت کاملہ پر ایمان رکھتے ہوئے اس کی بقیہ کلّی صفات پر بھی ایمان رکھو ۔اس کے قائم کردہ نظام اور قواعد واُصول کو مت ٹھکراؤ جو امورِ دین ودنیا کے حوالے سے اسی ہی کے وضع کردہ اور نافذ شدہ ہیں ۔ وعظ ونصائح میں شرعی حقائق کو بیان کردہ اُمورِ حق کو قبول کرنے اور اعمال صالحہ پر جو وعدے آخرت کیلئے اٹھا رکھے گئے ہیں ان کی غیر معمولی وڈیوز دنیوی زندگی میں ہی مت چلانا شروع کرو۔ دودھ اور شہد کی جو نہریں جنت میں بہتی ہیں دنیا کی ساری حکومتیں پورا زور صرف کر کے بھی دنیا میں نہیں بہا سکتیں۔ آخرت کی اصل حیاتِ طیبہ کی منظر کشی خود قرآن مقدس میں کردی گئی ہے لیکن دنیا میں اہل حق کیلئے جس کٹھن اور مشکلات سے گھری زندگی گے عارضی احوال (یا وعدۂ امتحان) کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے ﴿ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع﴾ کسی دوسرے پہلو کی غمازی کرتا ہے۔ اس معجزاتی ظہورِ نصرت کی بجائے مصائب ومشکلات کے اشارے کنائے ہی نہیں دوٹوک پیغام دیے گئے ہیں ایسے میں قرآنی حقائق کی بجائے فقط غیر قطعی واقعات کو ایمانی طرز کا معیار ثابت کرنے پر زور نہ صرف کرو (یہ حقیقت بھی پیش نظر رکھی جائے کہ غیر قطعی واقعات سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا)۔ جو امور اور نتائج قرآن وسنت سے قطعی حقائق کے ساتھ ثابت ہیں انکو پوری ایمانی حقیقت سے بیان کرو۔ اللہ تعالیٰ کی ہمہ جہتی صفاتِ مطلقہ کو پورے غور سے پڑھو، سنو اور سمجھو۔ خود ساختہ اصولِ فطرت سے عاداتِ الٰہیہ وقوانینِ خداوندی کے حقائق کو مسخ نہ کرو (ایسا کرنا نظریاتی تحریف کے زمرے میں آسکتا ہے) اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی مقدس کتاب میں لوگوں کو راہ

راست پر لانے کیلئے آفاقی وانفسی دلائل ومشاہدات کا بار بار حوالہ اس لئے (مستدل اندازسے) دیا ہے تاکہ انسانوں کو خدائی نظریاتی نظام کے حقائق کو آسانی سے سمجھا جاسکے۔ ہمیں بھی قرآن کریم کے بیان کردہ قصص (واقعات واحوال) کو ان کے اصل حقائق ہی سے بیان کرنا چاہئے ہم اپنے گھریلو امور کاروبارِ دنیا کیلئے تو شب وروز کی محنت ومشقت میں منہمک ہیں لیکن امورِ آخرت کے ایسے پہلو جو عزیمت اور مصائب سے عبارت ہیں وہاں غیر واقعی توکل یا پھر معجزاتی ظہورِ نصرت کے سپرد کرتے نظر آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے وہ خود ہی اس کا کوئی بندوبست فرما دے گا۔ کیا یہ عقیدہ انبیا ورسل اور ان کے صحابہ کرام کا نہ تھا انہوں نے تو کبھی بھی ایسا نہ کہا اور نہ اس کی تربیت کی کیا ہم پر کوئی اعتقادی تعبیر منکشف ہوئی ہے جس کا اظہار ہم (جاہلانہ طرزِ فکر سے) کرتے رہتے ہیں۔ اس امر کی اصلاح کیلئے ایسے اہل حق علماء ومصلحین کی صحبت ضروری ہے جو دین کے جملہ امور کی سوجھ بوجھ (ادراک وشعور) رکھتے ہیں ورنہ ایسے افکار ونظریات اگلے وقتوں میں جاکر نئے سے نئے فتنے جنم دینے کا باعث بن جاتے ہیں۔ یہ امر بھی ہمیشہ یاد رکھا جائے کہ حالات وواقعات اور غیر معمولی معجزات کا ظہور کوئی قیاسی عمل نہیں کہ کوئی یہ سمجھے (یا بیان کرے) کہ جیسے فلاں موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ دکھایا تھا آپ بھی ایسا کریں تو وہی معجزہ اب بھی ظاہر ہوگا (ایسا کوئی قاعدہ کلیہ شریعت میں بیان نہیں ہوا) اور یہ حقیقت بھی ہمیشہ پیش نظر رکھی جائے کہ جیسے ثابت شدہ (بلکہ نافذ العمل) قواعد واُصول (مثلاً دوجمع دو چار ہی ہوتے ہیں وغیرہ) وقتی نہیں بلکہ دائمی ہیں ایسے ہی اللہ تعالیٰ طے کردہ فطری اُصول وحقائق بھی دائمی ہیں آئے روز بدلتے نہیں اِلّا یہ کہ معجزاتی حقیقت سے وقتی طور پر اس قاعدے کو معطل کرکے کوئی غیر معمولی حقیقت ظاہر کردی جائے تاہم یہ بھی طے شدہ اُصول ہے کہ معجزات روز روز ظاہر نہیں ہوا کرتے۔ اس لئے خوش فہمی پر مبنی زندگی کے خول سے نکل کر حقائق شرعیہ کو نہ صرف قبول کیا جائے بلکہ اسے عام ہی کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جملہ حقائق شرعیہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بحر و بر میں سبب فساد کا تجزیۂ برحق

(زیر مطالعہ سورۃ الروم آیت نمبر ۴۱)

دنیا اس امر کا شروع سے مشاہدہ کرتی چلی آرہی ہے کہ زمین و پہاڑ انگڑائی (زلزلے کی صورت میں) لیتے ہیں تو کبھی سمندر و دریا بپھرتے نظر آتے ہیں۔ لاکھوں سال بعد سائنس کی تحقیق اس کے ظاہری اسباب پر ادھوری ریسرچ کے نتائج کا انکشاف کررہی ہے جو ظاہر ہے کہ فقط اسی فیلڈ کے ماہرین کو ہی سمجھ آنے والی بات ہے۔ اس میں انسانی عقل کتنے حقائق کا ادراک کرسکتی ہے؟ یا اس میں کتنی صداقت ہے؟ اسباب ہلاکت میں کتنے فیصد ان کی تحقیقات درست ہیں؟ یہ تینوں امور ہمارا موضوع نہیں (چونکہ انسان ایک ہو یا زیادہ جتنے بھی شہ دماغ ہوں بہر حال انسانی عقل کی سوچ وفکر اور اس کی ریسرچ محدود نتائج کی حامل ہے)۔ اس پس منظر میں ہمارے سامنے سو فیصد سے بڑھ کر صداقت آمیز ایک تجزیہ برحق ہے جس کو چیلنج کرنے کے اتھارٹی کسی کے پاس نہیں۔ جبکہ اس تجزیہ برحق کا اظہار بھی خود خالق کائنات کی طرف سے کیا گیا ہے۔ بھلا اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش کیسے ممکن ہے؟ جیسے دنیا میں کسی بھی نئی مشینری کا موجد (ظاہرا بنانے والا) اس کی خرابی پر کوئی وجہ خرابی کا سبب بتلائے اور اس کے درست ہونے کا طریقہ بھی بتلائے تو کیا غیر متعلقہ شخص اس کو چیلنج کرنے کی پوزیشن رکھتا ہے؟ (ہرگز نہیں) کُل کائنات (بحر و بر، حجر و شجر اور افلاک سمیت ہر شے) کے خالق نے اپنی پیدا کردہ مخلوق بحر و بر (سمندر و زمین) پر رونما ہونے والی انگڑائیاں (تباہی و ہلاکت) کے حوالہ سے خود ہی تجزیہ برحق ظاہر فرمادیا ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ:۔ پھیل پڑی ہے خرابی جنگل میں اور دریا میں لوگوں کے ہاتھ کی کمائی سے چکھانا چاہیے ان کو کچھ مزہ ان کے کام کا تاکہ وہ پھر آئیں۔ (سورۃ الروم آیت نمبر ۴۱)۔ سائنس ظاہری اسباب کے حوالہ سے جو مرضی تحقیقات سامنے لاتی رہے اس پر ایمان لانا کوئی حقیقت نہیں رکھتا لیکن خالق کائنات (اللہ عزوجل) کے ہر فرمان کی طرح اس تجزیہ برحق کی صداقت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے کہ دنیا میں جو بھی تباہی و بربادی دیکھنے کو ملتی ہے اس کے پس منظر میں خالق

نتیجے میں اپنے فضل وکرم سے مصائب وحوادثات کو روک لیتا ہے ۔ اللہ کرے ہمیں توفیق توبہ واستغفار نصیب ہوتی رہے اور دعا ہے کہ رب کریم ہم سب کو ایمان کی تمام جزئیات و حقائق کو قبول کرنے اور سمجھنے کی توفیق سے نوازے ۔ آمین !

يَمْهَدُونَ ﴿٤٤﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ
سامان کر رہے ہیں۔ تاکہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اللہ انہیں اپنے فضل سے بدلہ دے بے شک
اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ
اللہ ناشکروں کو پسند نہیں کرتا۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ خوشخبری لانے والی ہوائیں چلاتا
وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ
ہے اور تاکہ تمہیں اپنی مہربانی کا کچھ مزہ چکھادے اور تاکہ کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تاکہ اس کے
فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا
فضل سے تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔ اور ہم تم سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس بھیج چکے ہیں
اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا
سو ان کے پاس نشانیاں لے کر آئے پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا جو گناہگار تھے
وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ
اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی۔ اللہ وہ ہے جو ہوائیں چلاتا ہے
فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا
پھر وہ بادل کو اٹھاتی ہیں پھر اسے آسمان میں جس طرح چاہے پھیلا دیتا ہے اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا
فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ
ہے پھر تو مینہ کو دیکھے گا کہ اس کے اندر سے نکلتا ہے پھر جب اسے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے
مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ
پہنچاتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ اور اگرچہ ان کے
اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿٤٩﴾ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ
برسنے سے پہلے وہ ناامید تھے۔ پھر تو اللہ کی رحمت کی نشانیوں کو دیکھ
اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ
کہ زمین کو خشک ہونے کے بعد کس طرح سرسبز کرتا ہے بے شک وہی مردوں کو پھر زندہ کرنے والا ہے
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٥٠﴾ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا
اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اگر ہم ایسی ہوا چلائیں کہ جس سے وہ کھیتی کو زرد دیکھیں تو اس کے بعد وہ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۴ تا ۴۵۔ کفر اور ایمان کے نتائج کے حوالے سے تجزیۂ برحق کا اظہار اور اہلِ ایمان کے لیے جزائے خیر اور کفار سے اظہارِ نفرت کا بیان۔

۴۶۔ بندوں پر خدائی انعاماتِ خاص کا احسانی اظہار۔

۴۷۔ ظاہری انعامات کے پس منظر میں بندوں پر باطنی احسانات کا (گذشتہ دور میں قوموں کی اصلاح کے لیے ان کی طرف انبیاء و رُسل کی بعثت کا اظہار) اور باغی مزاج لوگوں کے انکارِ حق پر خدائی گرفت و انتقام کا تنبیہی ذکر نیز مومنین سے خدائی نصرت کے وعدۂ برحق کا بیان۔

۴۸ تا ۴۹۔ بندوں پر خصوصی فضل و انعام کا صفاتِ الٰہیہ کے پس منظر میں احسانی ذکر۔

۵۰۔ موت و حیات کا مشاہداتی مثال سے بصیرت افروز اعتقادی اظہار۔

لَظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ۝۵۱ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ
ناشکری کرنے لگ جائیں۔ بے شک تو مُردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ
الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝۵۲ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ
بہروں کو آواز سنا سکتا ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر پھر جائیں۔ اور تم اندھوں کو ان کے اُلٹے راستے سے سیدھے راستہ
ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۵۳ ع
پر نہیں لا سکتے تم تو بس انہیں لوگوں کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں سو وہی ماننے والے ہیں۔
اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ
اللہ ہی ہے جس نے تمہیں کمزوری کی حالت میں پیدا کیا پھر کمزوری کے بعد
قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ
قوت عطا کی پھر قوت کے بعد ضعف اور بڑھاپا بنایا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے
وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ۝۵۴ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ڏ
اور وہی جاننے والا قدرت والا ہے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی گناہگار قسمیں کھائیں گے کہ ہم ایک
مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ۝۵۵ وَقَالَ الَّذِيْنَ
گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے تھے اسی طرح وہ اُلٹے جاتے تھے۔ اور جن لوگوں کو
اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۡ
علم اور ایمان دیا گیا تھا کہیں گے کہ اللہ کی کتاب کے مطابق تم قیامت تک رہے ہو
فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۵۶ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ
سو یہ قیامت کا ہی دن ہے لیکن تمہیں اس کا یقین ہی نہ تھا۔ تو اس دن
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝۵۷ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا
ظالموں کو ان کا عذر کچھ فائدہ نہ دے گا اور نہ ان سے توبہ قبول کی جائے گی۔ اور ہم نے لوگوں کے لیے
لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ
اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے اور اگر تم ان کے سامنے کوئی نشانی پیش کرو
لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۝۵۸ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ
تو کافر یہ کہہ دیں گے کہ تم تو جھوٹے ہو۔ جو لوگ یقین نہیں کرتے اللہ

حفص بضم الضاد وفتحها الا الدلالة لكن الضم مختار ۱۲۵

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۱۔ کسی مرحلے پر ناموافق حالات میں بندوں کی ناشکری کا شکایاتی اظہار۔

۵۲ تا ۵۳۔ تمام تر مشاہداتی حقائق کے باوجود کفار کی انکاری روش پر آپ ﷺ کو مثالیاتی طرزِ خاص سے تسلی کا ذکر بیان۔

نوٹ: ان آیات کا مُردوں کے سماع اور عدمِ سماع کی بحث سے کوئی تعلق نہیں۔ مذکورہ آیات کا سیاق و سباق و مفہوم اس کی نفی کیلئے کافی ہے۔

۵۴۔ روزِ قیامت کفار کی بدحواسی کا تنبیہاتی ذکر۔

۵۶۔ ایماندار اہل علم کی طرف سے روزِ قیامت کفار کے (قیامِ دنیا و برزخ کے متعلق) نظریہ باطل کی تردید کا حقیقت آمیز اظہار و بیان۔

۵۷۔ روزِ قیامت ظالموں (مجرموں) کی معذرت و توبہ کو رد کر دینے کا غضبیہ ذکر۔

۵۸۔ قرآن کریم میں حق و صداقت کے لیے ہر طرح کی مثالیاتی طرز کے استعمال کا حکمت آمیز اظہار اور معجزاتی نشانی کے اظہار کی صورت میں بھی کفار کے متوقع منفی ردعمل کا ذکر۔

عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٩﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ

ان کے دلوں پر یونہی مہر کر دیتا ہے۔ سوتو صبر کر بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور

لَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿٦٠﴾ ع ۶

جولوگ یقین نہیں رکھتے وہ تجھے بے برداشت نہ بنا دیں۔

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿١﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿٢﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣﴾

الم۔ یہ آیتیں حکمت والی کتاب کی ہیں۔ جو نیک بختوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ

وہ جو نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر بھی

هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿٤﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ نجات

الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٥﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ

پانے والے ہیں۔ اور بعض ایسے آدمی بھی ہیں جو کھیل کی باتوں کے خریدار ہیں تا کہ بن سمجھے

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اس کی ہنسی اڑائیں ایسے لوگوں کے لیے

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٦﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ

ذلت کا عذاب ہے۔ اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو تکبر کرتا ہوا منہ موڑ لیتا ہے جیسے اس

لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْۤ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٧﴾

نے سنا ہی نہیں گویا اس کے دونوں کان بہرے ہیں سو اسے دردناک عذاب کی خوشخبری دے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ﴿٨﴾ خٰلِدِيْنَ

بے شک جولوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے ان کے لیے نعمت کے باغ ہیں۔ جہاں ہمیشہ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۹۔ مسلسل سرکشی وانکارِ حق پر اس کے نتیجہ بد کا برہمی اظہار و بیان۔

۶۰۔ استقامتِ حق کا تاکیدی ذکر اور خدائی وعدۂ برحق کا اعتقادی اظہار نیز کفار کی منفی سوچ وفکر کو خاطر میں نہ لانے کی تلقین کا ذکر۔

سورۃ لقمان

۱تا۳۔ رموزِ کلام الٰہی سے آغاز، اور کتاب حکیم کی آیات ہونے کی تصدیق الٰہی اور انکا مؤمنین کے لیے باعث ہدایت ورحمت ہونے کا ذکر خاص۔

۴تا۵۔ محسنین (نیک لوگوں) کی صفاتِ حسنہ کا ذکر اور اُن کے لیے اُخروی کامیابی کی عظیم خوشخبری کا احسانی اظہار۔

۶۔ دین سے دور رکھنے کے لیے لوگوں کو جھوٹے قصے سنانے والوں کے فعلِ قبیح (غلط اقدام) کی مذمت اور اُن کے لیے آخرت میں دردناک عذاب کی برہمی (ناراضگی والی) اطلاع کا ذکر (گویا تمام ایسے فضول امور جو دین حق سے اعراض اور عمل صالح میں رکاوٹ بنتے ہوں ان سب کا استعمال خدائی ناراضگی کا باعث ہے)

۷۔ پیغامِ حق کو سنتے وقت اعراض وتکبر کے مذموم رویہ پر سخت خدائی ناراضگی اور دردناک عذاب کی اطلاع کا ذکر۔

فِيهَا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٩﴾ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ
رہیں گے اللہ کا سچا وعدہ ہو چکا اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔ آسمانوں کو
بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ۖ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ
بے ستون بنایا تم انہیں دیکھ رہے ہو اور زمین میں مضبوط پہاڑ رکھ دیے تا کہ تمہیں لے کر ادھر ادھر نہ جھکے
وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ ۚ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنبَتْنَا
اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیے اور ہم نے آسمان سے مینہ برسایا پھر ہم نے
فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ﴿١٠﴾ هَٰذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ
زمین میں ہر قسم کی عمدہ چیزیں اگائیں۔ یہ تو اللہ کی ساخت ہے پھر مجھے دکھاؤ کہ اس کے سوا غیر نے کیا
الَّذِينَ مِن دُونِهِ ۚ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿١١﴾ وَلَقَدْ ع
پیدا کیا ہے؟ بلکہ ظالم صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور
آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ ۚ وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ
ہم نے لقمان کو دانائی عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کرے گا وہ اپنے
لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿١٢﴾ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ
ذاتی نفع کے لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔ اور جب لقمان نے اپنے بیٹے
وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾
کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ بیٹا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا بے شک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔ اور
وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَ
ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے پیٹ میں
فِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿١٤﴾ وَ لازم
رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہے تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کرے میری ہی طرف لوٹ کر آنا
إِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا
ہے۔ اور اگر تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں تو میرے ساتھ اس کو شریک بنائے جس کو تو جانتا بھی نہ ہو تو ان کا
وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ
کہنا نہ ماں اور دنیا میں ان کے ساتھ نیکی سے پیش آ اور ان لوگوں کی راہ پر چل جو میری طرف رجوع

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۸تا۹۔ مؤمنین صالحین کے آخرت میں خدائی اکرام و اعزاز کا احسانی اظہار۔

۱۰۔ خدائی تخلیقِ عظیم و احسانات کا عظمتی اظہار و بیان اور غیر اللہ کی پرستش کرنے والوں کو اپنے معبودانِ باطلہ کے کسی ایک تخلیقی کارنامہ دکھا دینے کا چیلنج نیز ظالم (کفار) کی صریح گمراہی کا مذمتی ذکر۔

۱۲۔ ظالم لوگوں کی گمراہی کے بعد اصلاح عقائد و اعمال کے لیے حضرت لقمانؑ کو عطائے حکمت و بصیرت کا احسانی اظہار اور ان کو خصوصی تعلیمات الٰہیہ کے اظہار کی تلقین خاص۔

۱۳۔ حضرت لقمانؑ کی اپنے بیٹے کو اعتقادی اصلاح کے لیے نصیحت خاص کا ذکر۔

۱۴۔ انسان کو اپنے والدین سے رویے کے متعلق (خاص طور پر والدہ کی اولاد کے لیے دورانِ حمل و ولادت کی مشقتِ خاص اور دودھ پلانے کے حوالے سے حد درجہ قربانی کے باعث) خصوصی ہدایاتِ الٰہی کا تاکیدی اظہار و بیان۔

اسلام اور تربیتِ اولاد

(زیرِ مطالعہ سورۃ لقمان آیات ۱۲ تا ۱۹)

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ عالیہ میں سے ایک عظیم صفت رب العالمین بھی ہے، اُس نے ہر مخلوق میں عموماً اور جاندار اشیاء میں خصوصاً ایسا فطرتی نظم قائم فرمایا ہے جو صفتِ ربوبیت کا مظہر ہے، چھوٹی سے چھوٹی چیونٹی سے (اُس سے بھی چھوٹی کئی دیگر مخلوقات) لیکر بڑی سے بڑی جاندار مخلوقات کی پیدائش کے مراحل سے انکی موت تک آپ جس امر کا مطالعہ کریں آپکو اللہ تعالیٰ کی صفتِ ربوبیت کے حیران کن مناظر دیکھنے کو ملیں گے۔ ہر جاندار مخلوق اپنی اولاد کی پرورش شفقت و مہربانی سے کرتی ہے، اپنے آپ پر اپنی اولاد کو ترجیح دیتی ہے، جتنا فطرتی شعور وادراک اُنہیں عطا کیا گیا ہے اُسمیں رہتے ہوئے وہ تمام مخلوقات اپنی اولاد کے رہن سہن، رہائش اور خوراک سمیت دیگر تربیتی مراحل پر پوری نظر رکھتے ہیں یہاں تک کہ وہ خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہوجائیں (مزید کسی معاونت کی ضرورت نہ رہے) تو اگلی زندگی میں وہ رشتوں کے تقدس یا پہچان کے شعور وادراک سے بے خبر ذاتی زندگی کو سنبھالتے نظر آتے ہیں۔ اس حد تک تو ہر جاندار کی بقائے زندگی اور لازمی تربیت کی فطرتی ضرورت اور تقاضوں کا ادراک رکھا گیا، تاہم انسانوں اور جنات کو چونکہ فقط بقائے زندگی کے فطرتی نظام کیلئے ہی پیدا نہیں کیا گیا بلکہ اُنہیں اس زندگی سے آگے قبر و آخرت کی زندگی سے بھی آگاہ کیا گیا ہے، اس لیے اُنکے فطری تربیتی مراحل کے ساتھ مزید نظریاتی تقاضوں کو بھی ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے فکری اور شعوری درجے میں امتیازی خصوصیات سے نوازا گیا بلکہ انکو راہِ راست پر رکھنے کیلئے منظم نظریاتی نظام سے وابستہ رکھنے کا بندوبست کیا گیا۔ تمام انبیاءؑ و رسلؑ کی اپنے اپنے زمانوں میں اپنی قوموں کی طرف بعثت اسی اعتقادی و اخلاقی تربیت کے پس منظر میں تھی، اور وحی الٰہی کی صورت میں ہدایاتِ ربانی کا سلسلہ وار نزول اُن اقوام کے نظریاتی و اخلاقی افکار کی اصلاحی غرض سے ہوتا رہا یہاں تک امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم نبوت کے تاج و تخت سے نوازا گیا اور تا قیامت قرآن کریم کو آخری کتابِ حق کے طور پر حتمی ہدایاتِ ربانی کیلئے منتخب کر کے اس کے نظریاتی قانونی نظام کو نافذ العمل قرار دیا گیا ہے۔ سبحان اللہ! قرآنی تعلیمات میں قدم قدم پر ہمیں اعتقادی و اخلاقی اور فکری اصلاح کے لیے ایسی جامع ہدایاتِ ربانی عطا کی گئی ہیں کہ جنکو بغور مطالعہ پڑھ یا سُن لیا جائے تو ہر عقل و شعور رکھنے والا انسان اُسے برحق ماننے پر آمادۂ فکر نظر آنے لگے۔

سر دست تربیتِ اولاد کے اہم اور ضروری عنوان پر ہدایاتِ ربانی کے حسین گلدستے کی مہکتی خوشبو سے لطف اُٹھایئے اور اُس ذاتِ کریم جو حقیقتاً رب العالمین ہے کی طرف سے انسان کو بطور ربّ مجازی اپنی اولاد کے حق میں عمومی، فطرتی، تربیتی تقاضوں میں اضافہ کرتے ہوئے نظریاتی تربیت کے اہتمام کے حوالے سے جو ہدایاتِ برحق لاگو کی گئی ہیں اس کو زیرِ مطالعہ لایئے۔ اس حوالہ سے سورۃ لقمان کی آیات ۱۲ تا ۱۹، اعتقادی، فکری، اخلاقی تربیت کا حسین مرقع اور مختصر اصلاحی ہدایات کا جامع نصاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک عظیم دانشمند بندے (جو مقامِ حکمت و بصیرت کے امام تھے) کے اپنے بیٹے کو کی گئی تربیتی نصائح کا نچوڑ رہتی دنیا تک اس کتابِ ہدایت کا حصہ بنا کر محفوظ کر لیا ہے۔ یہ اعتقادی، فکری و اخلاقی ایسا ہدایت نامہ جو تمام تر انبیاء و رسلؑ کو عطا شدہ تعلیماتِ برحق کا گویا مشترکہ اعلامیہ (بیانیہ) ہے اور قرآن کریم کا حصہ بنا کر اسے نقل کرنے کا مقصد بھی انہی اُصولِ مشترکہ کو تا قیامت تربیتی حوالوں سے نافذ العمل کرنا ہے کہ ہر ماں باپ اپنی اولاد کی جسمانی پرورش کیساتھ روحانی (اعتقادی و اخلاقی) تربیت کا بھی پابند ہے۔ پھر تربیت کن خطوط پر ہونی چاہیے اس حوالہ سے یہ جامع ہدایات گویا ماں باپ کے لیے راہنما اصول پر مبنی اصلاحی کتابچہ ہے، والدین کو سب سے پہلے اولاد کی ابتدائی شعوری زندگی ہی میں اصلاح کیلئے تربیتی جدوجہد کا آغاز کرنا چاہیے، اعتقادی اصلاح تربیتی عنوان کی خشتِ اول ہے، اگر اس میں کمزوری روا رکھی گئی تو اگلی پوری عمارتِ زندگی گویا خطرات سے دوچار رہے گی، کفر و شرک سے دُور رہتے ہوئے عقیدۂ توحید کی گھٹی (پہلی خوراک) ڈالنا ماں باپ کی ہی ذمہ داری ہے، آج ماں باپ کو اپنی اولاد کے حوالے سے بے ادبی، بد اخلاقی اور بد سلوکی کے جو شکوے یا عملی مظاہرے دیکھنے کو مل رہے ہیں وہ اسی بنیادی تربیتی کمزوری کے نتیجہ میں سامنے آرہے ہیں کہ آپ نے اپنی اولاد کو حقیقی رب العالمین کے حوالے سے اعتقادی حقیقت (توحید باری تعالیٰ) سے آگاہ نہیں کیا تو وہ ربّ مجازی (والدین) کی کیا قدر جانیں؟ قرآن میں اولاد کی اعتقادی و اخلاقی اصلاح کیلئے اصلاحی تربیت کا بنیادی فریضہ ماں باپ پر لاگو کیا گیا ہے وہ یہ کام سکول کالج یا مدرسے کے اساتذہ کے سپرد کر کے خود کو فارغ الذمہ سمجھتے ہیں، ذرا غور فرمائیں سکول کالج یا یونیورسٹیز میں ماں باپ یا بزرگوں کے حوالے احترام، عظمت یا انکے حقوق پر کتنا زور دیا جاتا ہے؟ ہاں دینی ماحول اور دینی اداروں میں پھر بھی اس کو اہتمام سے پڑھایا (سمجھایا) جاتا ہے۔ سکول/کالج میں تو اُستاد و شاگرد کے مابین احترام کا فاصلہ ختم کر کے دوستی کا ماحول پروان چڑھایا جاتا ہے۔ وہاں کیسے اخلاقی و اصلاحی تربیت کا سبق مل سکتا ہے جہاں اِس

حوالے سے کسی باقاعدہ نصاب (فکری تعلیم) کا وجود نہیں پایا جاتا، لہٰذا بنیادی غفلت وکوتاہی والدین کی ہے کہ وہ ابتدائی تربیت میں عقائد اور اخلاق کی اصلاح پر سرے سے دھیان ہی نہیں دیتے، حالانکہ اولاد کے حوالے سے دیگر اُمور میں اہم ترین ضرورت اُن کے اعتقادی و اصلاحی تربیت کا اہتمام ہے کیونکہ بچپن میں جو اعتقادی و اخلاقی افکار بچوں کی قلبی تختیوں پر نقش کر دیئے جاتے ہیں وہ اَنمٹ نقوش کی طرح پائیدار ثابت ہوتے ہیں۔ آپ اپنی اولاد کو اپنے حوالے سے ادب و احترام اور اولاد پر ماں باپ کے احسانات کو خود سے نہیں سمجھائیں گے تو اُن کے دلوں میں احترام کے جذبات کیسے پیدا ہوں گے؟ آپ سکول کے اساتذہ پر بھروسہ و اعتماد کرنے کی بجائے اعتقادی اصلاح کے متعلق خود سے اپنے فرض کو ادا کیجئے۔ اُن کو خالقِ حقیقی اور اُس کی صفاتِ عالیہ سے آگاہ کیجئے، توحید کے جام پلایئے اور کوٹ کوٹ کر عقیدۂ توحید اُن کے دلوں دماغ میں ڈالیے۔ کفر وشرک کی حقیقت خود بھی سمجھیے اور اولاد کو بھی بچپن ہی میں سمجھا دیجئے۔ اسلام کے اخلاقی نظام (ہمیشہ سچ بولنا، بڑوں کا ادب و احترام، ہر ایک سے اخلاق کیساتھ پیش آنا، جھوٹ سے نفرت، قانون کا احترام، معاملات کی صفائی، صلہ رحمی، رشتوں کا تقدس وغیرہ) سے آگاہی وشعور کا فریضہ آپ خود ادا کریں (کوئی غیر اُن کو آپ سے بہتر نہیں سمجھا سکتا)۔ اسلامی احکام وعبادات (نماز روزہ وغیرہ) کا بچپن ہی سے اُن کو عادی بنایئے۔ سات سال کی عمر سے اُن کو نماز پڑھایئے (بلکہ اپنے ہمراہ مسجد میں لے جانے کی) عادت ڈالیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اِس حوالے سے موجود ہے کہ دس سال کی عمر تک اگر وہ نماز پڑھنے میں سستی کا مظاہرہ کرتے دکھائی دیں تو تربیتی حکمت سے سختی کرنے کی تاکید کی گئی ہے (سنن ابی داؤد، وترمذی)۔ والدین نے ہی اولاد کو اچھا یا برا ماحول دینا ہوتا ہے جس سے وہ دیکھ دیکھ کر اپنے آپ کو سنوارتے ہیں، اگر والدین خود سے بے نمازی، بداخلاق یا دینی اعتقادات میں کمزور ہوں گے تو وہ اپنی اولاد کے اعتقادی یا اخلاقی حوالوں سے کس خوش فہمی کا شکار رہیں گے؟ اچھے اخلاقی ماحول کی فراہمی والدین کی ہی ذمہ داری ہے۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی ہے کہ ہر بچہ فطرت (اسلامیہ) پر پیدا ہوتا ہے آگے یہ ماں باپ ہیں جو انہیں یہودی یا نصرانی بنائیں (متفق علیہ) یعنی والدین اولاد کو کون سا ماحول یا اخلاقی وفطری تعلیم مہیا کرتے ہیں جسے اپنا کر اولاد وہ فکر وعمل اپناتی ہے، یہ والدین ہی ہیں جو اولاد کے سنوارنے یا بگڑنے کا ذریعہ بنتے ہیں، اگر کوئی کہے کہ کوئی ماں باپ اپنی اولاد کے بگاڑ یا بد اخلاق ہونے کی خواہش نہیں رکھتا (پسند نہیں کرتا) لیکن یاد رکھیے کہ دنیا میں فقط خواہش کوئی حقیقت نہیں رکھتی عملاً ماحول سے وابستگی

ضروری ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماحول اور صحبت کے مسلمہ اثرات کو مثال کے ذریعے سمجھایا، اِسی سے محاورہ ضرب المثل کے طور پر معروف ہے: ''صحبتِ صالح تُرا صالح کند اور صحبتِ طالح تُرا طالح کند'' نیکوں کی صحبت سے انسان عموماً نیک ہی بنتا ہے اور بُرے لوگوں کی صحبت میں انسان برائی ہی اپناتا ہے (یہ حقیقت مسلمہ تجربات پر مبنی اثرات کی حامل ہے)۔ ماں کی گود ایک عظیم درسگاہ ہے، اولاد کی تربیت میں اسی درسگاہ کے بنیادی اثرات کا عمل دخل ہوتا ہے، اگر ماں باپ خود سے نمازی ہیں تو اولاد کو بھی بروقت نماز ادا کرنے کی عملی تلقین کریں گے، ماں خود پردے دار ہے تو اپنی بیٹی کی بے پردگی کو کبھی بھی پسند نہیں کرے گی، باپ اچھے اخلاق کا حامل ہے تو اولاد کو بھی اچھے اخلاق کی تلقین کرے گا۔ امانت، دیانت، شرافت وصداقت کو خود سے اپنایئے اور اپنی اولاد کو اِس کا سبق اچھی طرح ذہن نشین کرایئے۔ بچپن ہی میں اولاد کے قلب ودماغ پر نقش کر دیجیے کہ اسلام اور جھوٹ جمع نہیں ہو سکتے (گویا مسلمان جھوٹ نہیں بولتا)۔ ملاوٹ، خیانت، دجل وفریب، حرام خوری، رشوت، کرپشن (بدیانتی) کی حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے انہیں اِن سے نفرت دلایئے، اُن کے نقصانات کا شعور دلایئے، اپنی اولاد کو اچھے لوگوں کی صحبت میں لے جائیں، اولاد پر ضرورت سے زیادہ (خود اعتمادی کے نام پر) آزاد مت چھوڑیے (اس کے منفی اثرات سب کے سامنے ہیں)۔ الغرض اسلام تربیتِ اولاد کا حکم دیتا ہے، اس حوالے سے والدین کی غفلت، کوتاہی اولاد کے لئے زہرِ قاتل ہے جس کے نتائجِ بد اگلے وقتوں میں والدین کے سامنے آتے ہیں اور پھر وہ شکوہ کرتے نظر آتے ہیں کہ ہماری اولاد نافرمان ہوگئی، بداخلاق ہے وغیرہ۔ اس کی وجوہات کا سدِ باب کرنا ماں باپ کی شرعی اور اخلاقی ذمہ داری ہے جسے بروقت ادا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائضِ منصبی بروقت ادا کرنے کی توفیق فرماتے رہے۔ آمین!

ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ يَا بُنَيَّ إِنَّهَا

ہوگئے پھر تمہیں لوٹ کر میرے ہی پاس آنا ہے پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم کیا کیا کرتے تھے۔ بیٹا اگر

إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي

کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو یا وہ آسمان کے اندر ہو یا زمین کے اندر ہو

السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿١٦﴾

تب بھی اللہ اس کو حاضر کر دے گا بے شک اللہ بڑا باریک بین (اور) باخبر ہے۔

يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ

بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت آئے

عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿١٧﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ

اس پر صبر کیا کر بے شک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہیں۔ اور لوگوں سے

لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ

اپنا رخ نہ پھیر اور زمین پر اترا کر نہ چل بے شک اللہ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے

مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿١٨﴾ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ

کو پسند نہیں کرتا۔ اور اپنے چلنے میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز پست کر

ع ۲ ۸ ۱۱ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴿١٩﴾ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم

بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ

مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَ

زمین میں ہے سب کو اللہ نے تمہارے کام پر لگا رکھا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں اور

بَاطِنَةً ۗ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى

لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اللہ کے معاملے میں جھگڑتے ہیں نہ انہیں علم ہے اور نہ ہدایت ہے اور نہ روشنی

وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ

بخشنے والی کتاب ہے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے اس پر چلو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس پر

مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ

چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے کیا اگرچہ شیطان ان کے بڑوں کو دوزخ کے عذاب کی طرف

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۵۔ والدین کی عظمت واحترام کی حدودِ خاص اور خدائی احکام کی مُطلق اطاعت کا حقیقت افروز ذکر۔

۱۶ تا ۱۹۔ حضرت لقمانؑ کی بقیہ نصائح خاص بسلسلہ اعتقاد، اعمال، اخلاق کا سلسلہ وار جامع اظہار وبیان۔

۲۰۔ نصائحِ خاص کے ذکر کے بعد خدائی ظاہری وباطنی انعامات واحسانات کا اعطانہ طرز سے اظہار، نیز منکرینِ حق کی بے دلیل اور باطل بحث وتمحیص کا حتمی ذکر۔

السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ
بلاتا رہا ہو۔ اور جس نے نیک ہو کر اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا تو اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا اور آخر کار ہر
بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ
معاملہ اللہ ہی کے حضور میں پیش ہوتا ہے۔ اور جس نے انکار کیا پس تو اس کے انکار سے غم نہ کھا انہیں ہمارے
كُفْرُهٗ ۭ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
پاس آنا ہے پھر ہم انہیں بتا دیں گے کہ انہوں نے کیا کیا ہے بے شک اللہ دلوں کے راز جانتا ہے۔ ہم انہیں
الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾
تھوڑا سا عیش دے رہے ہیں پھر ہم انہیں سخت عذاب کی طرف گھسیٹ کر لے جائیں گے۔
وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ
اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے بنایا ہے تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے کہہ دو
الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ
الحمد للہ بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ اَنَّمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ
بے شک اللہ بے نیاز سب خوبیوں والا ہے۔ اور اگر وہ جو زمین میں درخت ہیں سب قلم ہو جائیں
وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ
اور دریا سیاہی اس کے بعد اس دریا میں سات اور دریا سیاہی کے آ ملیں تو بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں بے
اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ
شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ تم سب کا پیدا کرنا اور مرنے کے بعد زندہ کرنا ایسا ہی ہے جیسا ایک
اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ
شخص کا بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو
فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۡ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ
رات میں داخل کرتا ہے اور سورج اور چاند کو کام پر لگا رکھا ہے ہر ایک وقت مقرر تک چلتا رہے گا اور یہ کہ
اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا
اللہ تمہارے کام سے خبردار ہے۔ یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۱۔ کفار و مشرکین کی دعوتِ حق کے جواب میں جاہلانہ واحمقانہ سوچ وفکر کا مذمتی اظہار اور شیطانی اتباع کے بھیانک نتیجہ کا تنبیہاتی ذکر۔

۲۲۔ ان کے برعکس اہل ایمان کے جذبہ اطاعتِ حسنہ کا طرزِ خاص سے توصیفی اظہار۔

۲۳ تا ۲۴۔ کفار کے تکلیف دہ رویہ اور ان کے کفریہ افکار کے نتائج کا تنبیہاتی طرز سے برہمی ذکر اور بعد از مہلت ان پر سخت گرفتِ خداوندی کا غضبیہ اظہار۔

۲۵۔ آسمان و زمین کی تخلیق کے حوالہ سے کفار کے جزوی اعترافِ حقیقت پر حمدِ باری تعالیٰ کا اظہار۔
(سوال کے متعلق لاجواب ہونے پر کفار کی نظریاتی شکست اور حق کی بالادستی پر اظہارِ حمد کا حکم)

۲۶۔ خدائی سلطنت و ملکیتِ عامہ کا صفاتِ خاص سمیت اعتقادی اظہار۔

۲۷۔ خدائی صفاتِ کمال کے لامحدود ہونے کا مثالیاتی طرزِ خاص سے پُرہیبت عظمتی اظہار و بیان۔

۲۸۔ انسانی تخلیق اور اس کی دوبارہ بعثت کے حوالہ سے خدائی قدرتِ برحق کا اظہار۔

۲۹۔ خدائی قدرتِ کاملہ کے مشاہداتی دلائل کا احسانی ذکر۔

ع ۳ ۱۲ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٣٠﴾ اَلَمْ تَرَ

سوا جس کو وہ پکارتے ہیں جھوٹ ہے اور اللہ ہی بلند مرتبہ بزرگ ہے۔ کیا آپ نے نہیں

اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ

دیکھا کہ اللہ ہی کے فضل سے دریا میں کشتیاں چلتی ہیں تا کہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے بے شک اس میں

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿٣١﴾ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا

ہر ایک صابر شاکر کیلئے نشانیاں ہیں۔ اور جب انہیں سائبانوں کی طرح موج ڈھانک لیتی ہے تو خالص اعتقاد

اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا

سے اللہ ہی کو پکارتے ہیں پھر جب انہیں نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو بعض ان میں سے راہِ راست

يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿٣٢﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا

پر رہتے ہیں اور ہماری نشانیوں سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو بدعہد ناشکر گزار ہیں۔ اے لوگو اپنے رب سے

يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ

ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ باپ اپنے بیٹے کے کام آئے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام

شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۥ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ

آئے گا اللہ کا وعدہ سچا ہے پھر دنیا کی زندگی تمہیں دھوکا میں نہ ڈال دے اور نہ دغا باز تمہیں

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿٣٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَ

اللہ سے دھوکہ میں رکھیں۔ بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے

يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ

جو کچھ ماؤں کے پیٹوں میں ہوتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں

ع ۴ ۱۴ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿٣٤﴾

جانتا کہ کس زمین پر مرے گا بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿١﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ ﴿٢﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

الم۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ کتاب جہان کے پالنے والے کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ کیا وہ کہتے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۰۔ دلائلِ حق کے پس منظر میں توحید الٰہی کا زوردار اعتقادی بیان۔

۳۱۔ مناظرِ قدرت کا مشاہداتی حوالوں سے احسانی طرز سے اظہار۔

۳۲۔ مشکلات و مصائب میں کفار کی توحید خالص سے فریاد جبکہ نجات پر ان کے منفی فکر و عمل، انکارِ حق اور (دوہرے طرز عمل) کا باغیانہ صفات کے پس منظر میں مذمتی اظہار۔

۳۳۔ روزِ محشر کے ہولناک مناظر سے قبل ہی دعوتِ حق قبول کر لینے کا ناصحانہ مشورہ اور ظاہری دنیوی زندگی میں مست ہوئے بغیر خدائی وعدۂ برحق پر یقین لانے کا اعتقادی اظہار۔

۳۴۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہی مخصوص علم (مفاتیح الغیب) کا زوردار اعتقادی بیان۔

سورۃ السجدہ

۱۔ رموزِ کلامِ الٰہی سے آغاز۔

۲۔ کتاب لاریب (قرآن مقدس) پر رب العالمین کی جانب سے مُہر تصدیق کا ذکر۔

فْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ

یں کہ اس نے خود بنائی ہے بلکہ یہ سچی کتاب تیرے رب کی طرف سے ہے تاکہ تو اس قوم کو ڈرائے جن

مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿٣﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ راہ پر آئیں۔ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور

الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ

مین کو اور جو کچھ ان میں ہے چھ روز میں بنایا پھر عرش پر قائم ہوا

مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۚ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٤﴾ يُدَبِّرُ

مہارے لیے اس کے سوا نہ کوئی کارساز ہے نہ سفارشی پھر کیا تم نہیں سمجھتے۔ وہ آسمان

الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ

سے لے کر زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے پھر اس دن بھی جس کی مقدار تمہاری گنتی سے ہزار برس ہوگی

مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿٥﴾ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

وہ انتظام اس کی طرف رجوع کرے گا۔ وہی چھپی اور کھلی بات کا جاننے والا

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٦﴾ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ

زبردست مہربان ہے۔ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی اور انسان کی پیدائش

الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ﴿٧﴾ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿٨﴾

مٹی سے شروع کی۔ پھر اس کی اولاد نچڑے ہوئے حقیر پانی سے بنائی۔

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

پھر اس کے اعضا درست کیے اور اس میں اپنی روح پھونکی اور تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل

وَالْاَفْئِدَةَ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿٩﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ

بنایا تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو۔ اور کہتے ہیں کہ ہم جب زمین میں نیست و نابود ہو گئے تو کیا پھر نئے

ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۚ بَلْ هُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٠﴾ قُلْ

سرے سے پیدا ہوں گے بلکہ وہ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہیں۔ کہہ دو تمہاری

يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿١١﴾ ع

جان موت کا وہ فرشتہ قبض کرے گا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے پھر تم اپنے رب کے پاس لوٹائے جاؤ گے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۔ قرآن کریم کے متعلق کفار کے نظریۂ باطل کی پُر زور تردید اور مقصدِ نزول کا حکمتی اظہار۔

۴۔ اللہ پاک کی صفاتِ عظیمہ اور اس کی تخلیقِ عظیم کا اعتقادی بیان۔

۵۔ خدائی تدبیر خاص (کہ جملہ اہم معاملات کے مخفی فیصلے اور ان کے نفاذ کا حکمتی نظام) اور ان کے نتائج کی عند اللہ (اللہ پاک کے ہاں) طے شدہ (مخفی) مقدار کا حکیمانہ اسلوب سے اظہار۔

۶۔ صفاتِ الٰہیہ کا عظمتی اظہار۔

۷ تا ۹۔ تخلیقات و احساناتِ الٰہیہ کا سلسلہ وار احسانی بیان۔

۱۰۔ کفار کے اعتقادی بگاڑ اور اس کی تردید کا حقیقت آمیز اظہار۔

۱۱۔ انسانی زندگی کے ظاہری اختتام کا پسِ منظر اور اس کے نتیجۂ خاص کا اعتقادی و تنبیہی ذکر۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا
اور کبھی تو دیکھے جس وقت منکر اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہوں گے اے رب ہمارے ہم
وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا
نے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں پھر بھیج دے کہ اچھے کام کریں ہمیں یقین آ گیا ہے۔ اور اگر ہم چاہتے تو
كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ
ہر شخص کو ہدایت پر لے آتے لیکن ہماری بات پوری ہو کر رہی کہ ہم
الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ
جنوں اور آدمیوں سے جہنم بھر کر رہیں گے۔ تو اب اس کا مزہ چکھو کہ تم اپنے اس دن کے آنے کو بھول
هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا
گئے تھے ہم نے تمہیں بھلا دیا اور اپنے کیے کے بدلہ میں ہمیشہ کا عذاب چکھو۔ بس
يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ
ہماری آیتوں پر وہ ایمان لاتے ہیں کہ جب انہیں وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں
سجدہ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ
اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ اپنے بستروں سے اٹھ کر اپنے
يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؗ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ
رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور ہمارے دیئے میں سے کچھ خرچ بھی کرتے ہیں۔ پھر کوئی شخص
نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾
نہیں جانتا کہ ان کے عمل کے بدلہ میں ان کی آنکھوں کی کیا ٹھنڈک چھپا رکھی ہے۔
نصف اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؔؕ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا الَّذِيْنَ
کیا مومن اس کے برابر ہے جو نافرمان ہو، برابر نہیں ہو سکتے۔ سو وہ لوگ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۫ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا
جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے تو ان کے ان کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے مہمانی میں ہمیشہ
يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ
رہنے کے باغ ہیں۔ اور جنہوں نے نافرمانی کی ان کا ٹھکانا آگ ہے جب وہاں سے نکلنے کا ارادہ کریں

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۲۔ روزِ محشر ہولناک مشاہدات پر مجرمین کی بے موقع حسرتی تمناؤں کا تنبیہاتی ذکر۔

۱۳۔ اجتماعی عدمِ ہدایت (کہ سب کو ہدایت سے کیوں نہیں نوازا جا رہا؟) کی مخفی حکمت کا تنبیہی اظہار۔

۱۴۔ روز قیامت مجرمین کی بے محل خواہشات کا سخت لب و لہجہ سے برہمی (ناراضگی) کا بیان۔

۱۵ تا ۱۷۔ (مجرمین کے بالمقابل) اہل ایمان کی صفاتِ حسنہ و اعمال صالحہ کا توصیفی (تعریفی) اظہار اور ان کے مخفی انعامِ خاص کا احسانی ذکر۔

۱۸۔ فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے مابین امتیازی لکیر کے واضح ہونے کا تنبیہاتی ذکر۔

۱۹ تا ۲۰۔ مؤمنین صالحین اور کفار (نافرمانوں) کے الگ الگ انجامِ خیر و بد کا تنبیہاتی ذکر۔

يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ
گے تو اس میں پھر لوٹا دیے جائیں گے اور انہیں کہا جائے گا آگ کا وہ عذاب چکھو
كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝٢٠ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ
جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اور ہم انہیں قریب کا عذاب بھی اس
الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝٢١ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ
بڑے عذاب سے پہلے چکھائیں گے تاکہ وہ باز آ جائیں۔ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جسے اس کے
رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ۭ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝٢٢ وَلَقَدْ ع ۲ ۱۱ ۱۵
رب کی آیتوں سے سمجھایا جائے پھر وہ ان سے منہ موڑے ہمیں تو گنہگاروں سے بدلہ لینا ہے۔ اور البتہ
اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗىِٕهٖ وَجَعَلْنٰهُ
ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی پھر آپ اس کے ملنے میں شک نہ کریں اور ہم نے ہی اسے
هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝٢٣ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا
بنی اسرائیل کے لیے راہ نما بنایا تھا۔ اور ہم نے ان میں سے پیشوا بنائے تھے جو ہمارے حکم سے رہنمائی
لَمَّا صَبَرُوْا ڜ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝٢٤ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ
کرتے تھے جب انہوں نے صبر کیا تھا اور وہ ہماری آیتوں پر یقین بھی رکھتے تھے۔ بے شک تیرا رب ہی
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝٢٥ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ
قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ کیا انہیں اس سے بھی
اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ
رہنمائی نہ ہوئی کہ ان سے پہلے ہم نے کتنی جماعتیں ہلاک کر دی ہیں جن کے گھروں میں یہ چلتے پھرتے
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۭ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۝٢٦ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَاۗءَ اِلَى
ہیں بے شک اس میں بڑی نشانیاں ہیں پھر کیا وہ سنتے بھی نہیں۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم پانی کو خشک
الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ۭ
زمین کی طرف رواں کر کے اس سے کھیتی نکالتے ہیں جس سے ان کے چار پائے اور وہ خود بھی کھاتے
اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ۝٢٧ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٢٨
ہیں پھر کیا وہ دیکھتے نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ فیصلہ کب ہوگا۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۱۔ عذاب آخرت سے قبل دنیا میں بھی کفار کو بعض تنبیہاتی سزائیں دینے کا حکمتی ذکر۔

۲۲۔ آیاتِ الٰہیہ ونصائح خداوندی سے اعراض (منہ موڑنے) کرنے والے مجرم (سب سے بڑے ظالم) پر خدائی گرفت کا برملا اظہار۔

۲۳۔ آیاتِ الٰہیہ سے اعراض کے پس منظر میں حضرت موسیٰ کو کتاب (تورات) عطا ہونے (کہ آپ کی طرح ان کو بھی کتاب ہدایت سے نوازا گیا تھا اور نافرماں قوم نے اس وقت بھی آیاتِ الٰہی سے اعراض کیا نیز ان سے ملنے کے حوالہ سے کسی طرح کے تردد (شک) سے دور رہنے کا اشارہ اور اس کتاب (تورات) کی صفتِ خاص کا اظہار۔

۲۴۔ بنی اسرائیلیوں میں سے بعض کو امام ہدایت بنانے اور ان کے حسنِ کردار کا توصیفی ذکر۔

۲۵۔ اختلافِ حق کے مجرموں کے لیے آخرت میں فیصلۂ خاص کا تنبیہاتی اظہار۔

۲۶۔ مجرم لوگوں کے تباہ شدہ محلات و مقامات سے بروقت سبق حاصل کر لینے کے ناصحانہ وتنبیہاتی مشورہ کا ذکر۔

۲۷۔ دنیا میں خدائی نشانیوں (انسانوں پر خدائی انعامات و احسانات) کے مشاہدات پر تنبیہاتی غور وفکر کی ناصحانہ دعوت کا بیان۔

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝۲۹

کہہ دو کہ فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دے گا اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔

فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ إِنَّهُمْ مُنْتَظِرُونَ ۝۳۰ ع ۲ ۱۶

سو ان سے کنارہ کر اور انتظار کر وہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔

سُورَةُ الْأَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ثلٰث وسبعون اٰية وتسع رکوعات

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ ۗ إِنَّ اللَّهَ

اے نبی اللہ سے ڈر اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ مان بے شک اللہ

كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝۱ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۚ إِنَّ اللَّهَ

جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور اس کی تابعداری کر جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف بھیجا گیا ہے

كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝۲ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝۳

بے شک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ اور اللہ پر بھروسہ کر اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔

مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ ۚ وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ

اللہ نے کسی شخص کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے اور نہ اللہ نے تمہاری ان بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے

اللَّائِي تُظَاهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ۚ

ہو تمہاری ماں بنایا ہے اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا بیٹا بنایا ہے

ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ ۖ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ۝۴

یہ تمہارے منہ کی بات ہے اور اللہ سچ فرماتا ہے اور وہی سیدھا راستہ بتاتا ہے۔

ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ ۚ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ

انہیں ان کے اصلی باپوں کے نام سے پکارو اللہ کے ہاں یہی پورا انصاف ہے سو اگر تمہیں ان کے باپ

فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ ۚ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا

معلوم نہ ہوں تو تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں اور تمہیں اس میں بھول چوک ہو جائے تو تم پر کچھ

أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَٰكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝۵

گناہ نہیں لیکن وہ جو تم دل کے ارادہ سے کرو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۸ تا ۳۰۔ کفار کے وقوعِ قیامت کے حوالے سے سوال خاص کا سخت لب و لہجہ سے تنبیہاتی جواب اور فی الحال انتظار کرو کی پالیسی اپنانے کی ہدایت کا ذکر۔

سورۃ الاحزاب

۱۔ خاتم الانبیاء ﷺ کو استقامت علی الحق (حق پر مضبوطی سے چلتے رہنے) کی تاکید اور کفار کی طرح طرح سے فضول اور ناحق تجاویز کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے وحیِ الٰہی کی مکمل اتباع کرتے رہنے کا نصیحت آمیز حکم نیز توکل علی اللہ (خدا پر بھروسہ کامل) کا اعتقادی اظہار۔

۴۔ دل کے متعلق تخلیقی حقیقتِ واقعیہ (کہ ہر انسان میں ایک ہی دل رکھا گیا ہے دو نہیں) کا اظہار نیز مسلۂ ظہار (کہ مرد کا اپنی بیوی کو اپنی ماں کے اعضاء مستورہ سے تشبیہ دینا) اور منہ بولے بیٹے کے متعلق دورِ جاہلیت کے افکارِ فاسدہ کی نظریاتی اصلاح کا زوردار بیان۔

۵۔ منہ بولے بیٹے (متبنیٰ) کے حوالے سے خصوصی ہدایاتِ الٰہیہ کا ناصحانہ اظہار۔

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ۗ وَ
نبی مسلمانوں کے معاملہ میں ان سے بھی زیادہ دخل دینے کا حقدار ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں
أُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ
ہیں اور رشتہ دار اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں بہ نسبت
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَن تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُم مَّعْرُوفًا ۚ كَانَ
دوسرے مومنین اور مہاجرین کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے کچھ سلوک کرنا چاہو یہ بات
ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ﴿٦﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَ
لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔ اور جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا
مِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۖ وَأَخَذْنَا
اور آپ سے اور نوح اور ابراہیمؑ اور موسیٰ اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے بھی اور ان سے
مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ﴿٧﴾ لِّيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَن صِدْقِهِمْ ۚ وَأَعَدَّ
ہم نے پکا عہد لیا تھا۔ تاکہ سچوں سے ان کے سچ کا حال دریافت کرے اور کافروں کے لیے دردناک
لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ ع ۸ ۱۷
عذاب تیار کیا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ کے احسان کو یاد کرو
عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ
جو تم پر ہوا جب تم پر کئی لشکر چڑھ آئے پھر ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی
وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٩﴾ إِذْ جَاءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ
اور وہ لشکر بھیجے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ دیکھ رہا تھا۔ جب وہ لوگ تم پر
أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَ
تمہارے اوپر کی طرف اور نیچے کی طرف سے چڑھ آئے اور جب آنکھیں پتھرا گئی تھیں اور کلیجے منہ کو
تَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ﴿١٠﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا
آنے لگے تھے اور تم اللہ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کر رہے تھے۔ اس موقع پر ایماندار آزمائے گئے
شَدِيدًا ﴿١١﴾ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ
اور سخت ہلا دیے گئے۔ اور جب کہ منافق اور جن کے دلوں میں شک تھا کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۶۔ خاتم الانبیاء ﷺ اور مومنین کے مابین باہمی باطنی روحانی تعلق خاص کا حکمی اعتبار سے بیان اور قرابتداروں (قریبی رشتہ داروں) کے مابین وراثتی نظام کا (ترمیم شدہ) حکمی اظہار۔

۷تا۸۔ انبیائے سابقین (بالخصوص مقربین انبیائے خاص کا نام لیکر) سے لیے گئے عہدِ خاص کی یاددہانی اور عہد کی غرض و غایت (مقصد) کا حکمتی اظہار و بیان۔ رزمِ حق و باطل کی جاری قدیمی کشمکش کے پسِ منظر میں ایک واقعہ خاص (غزوہ احزاب) کا سلسلہ وار ذکر و بیان۔

۹ تا ۲۷۔ پیش آمدہ واقعاتی احوال و منظر کشی کا قدرے تفصیلی ذکر (ہر آنے والی آیت میں واقعاتی کڑیاں اپنی مثال آپ کے پس منظر میں عنوان اور وضاحت کی بہترین آئینہ دار ہیں۔ پڑھتے رہیں اور سر دھنتے رہیں کہ کس طرح رزمِ حق و باطل میں ایسے سخت جاں مراحل پیش آتے ہیں جہاں لڑکھڑاتے قدموں اور مایوس کن حالات میں خدائی نصرتِ حق نمودار (ظاہر) ہوتی ہے، راہِ حق میں مشکلات و مصائب کا جراتمندانہ سامنا اور حکمت و تدبیر نیز صبر و حلم سے استقامت علی الحق،

مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَ اِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ

رسول نے جو ہم سے وعدہ کیا تھا صرف دھوکا ہی تھا۔ اور جب کہ ان میں سے ایک جماعت کہنے لگی اے

یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَ یَسْتَاْذِنُ فَرِیْقٌ مِّنْهُمُ

مدینہ والو! تمہارے لیے ٹھہرنے کا موقع نہیں سو لوٹ چلو اور ان میں سے کچھ لوگ نبی سے رخصت

مع النَّبِیَّ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ ؕۛ وَ مَا هِیَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ

مانگنے لگے کہنے لگے کہ ہمارے گھر اکیلے ہیں اور حالانکہ وہ اکیلے نہ تھے وہ صرف

اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَ لَوْ دُخِلَتْ عَلَیْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُىِٕلُوا

بھاگنا چاہتے تھے۔ اور اگر کسی طرف سے کوئی ان پر گھس آتا پھر ان سے فساد کی درخواست کی جاتی تو

الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَ مَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا یَسِیْرًا ﴿۱۴﴾ وَ لَقَدْ كَانُوْا

فساد پر آمادہ ہو جاتے اور دیر نہ کرتے مگر بہت ہی کم۔ حالانکہ اس سے پہلے

عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَ كَانَ عَهْدُ اللّٰهِ

اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ سے عہد کرنے کی

مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ

باز پرس ہوگی۔ کہہ دو اگر تم موت یا قتل سے بھاگو گے تو تمہیں کوئی فائدہ نہیں

الْقَتْلِ وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُكُمْ

ہوگا اور اس وقت سوائے تھوڑے دنوں کے نفع نہیں اٹھاؤ گے۔ کہہ دو کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچا سکے

مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَ

اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کرنا چاہے یا تم پر مہربانی کرنا چاہے اور

لَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ

اللہ کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔ تحقیق

یَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْكُمْ وَ الْقَآىِٕلِیْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ

اللہ تم میں سے روکنے والوں کو جانتا ہے اور جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس

اِلَیْنَا ۚ وَ لَا یَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَیْكُمْ ۖۚ فَاِذَا

آجاؤ اور لڑائی میں بہت ہی کم آتے ہیں۔ تم سے ہمدردی کرتے ہوئے پھر جب

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

جہاد فی سبیل اللہ کا زادِ راہ (سفر خرچ) ٹھہرتے ہیں۔

ان عزیمت کی کٹھن وادیوں میں قدم قدم خدشات وخطرات سے لڑنا راہِ حق کے راہ رو (مسافروں) کا قدیمی شعار چلا آرہا ہے) جہادِ حق خالی لفاظی اور محض تمنائی آرزوؤں کا نام نہیں یہاں مَن پسند دسترخوان نہیں سجتے بلکہ خونِ دل سے رُخِ برگِ گلاب ایسی نکھارے جاتے ہیں۔

(گویا شجرۂ حق کی آبیاری خونِ مسلم سے ہوتی ہے) پُرعزم وتوانا صالح قیادت کے دانشمندانہ فیصلے اور بہترین جنگی حکمتِ عملی نیز سالارِ لشکر کی اپنے جانبازوں کیساتھ ہر مرحلے میں عملی شرکت، حوصلہ افزائی اور جذبہ شجاعت اور قربانی میں اُن سے بڑھ کر عملی مظاہرہ، اخلاص و للّٰہیّت کی بہترین مثال کہلاتی ہے چشمِ فلک نے یہاں قیادت کی ایک ایسی منفرد مثال بھی دیکھی جس کا تصور بھی بظاہر مشکل دکھائی دیتا ہے کہ کارکنوں نے نڈھال ہونے کے بعد کمر سیدھی رکھنے کے لیے اگر پیٹ پر ایک پتھر باندھ رکھا تھا تو قیادت کے پیٹ پر دو پتھر بندھے نظر آرہے تھے ۔ واقعۂ احزاب جذبات و افکار

جَآءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ كَالَّذِیْ
ڈر کا وقت آجائے تو تو انہیں دیکھے گا کہ تیری طرف دیکھتے ہیں ان کی آنکھیں پھرتی ہیں جیسے کسی پر موت
یُغْشٰی عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ
کی بے ہوشی آئے پھر جب ڈر جاتا رہے تو تمہیں تیز زبانوں سے طعنہ دیتے ہیں
حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَیْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ یُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ
مال کے لالچی ہیں یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو اللہ نے ان کے تمام اعمال ضائع کر دیے
وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ۱۹ یَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ
اور یہ بات اللہ پر بالکل آسان ہے۔ خیال کرتے ہیں کہ فوجیں نہیں گئیں اور اگر فوجیں آجائیں تو آرزو
یَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ یَّاْتِ الْاَحْزَابُ یَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِی
کریں کہ کاش ہم باہر گاؤں میں جا رہیں
الْاَعْرَابِ یَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَلَوْ كَانُوْا فِیْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا
تمہاری خبریں پوچھا کریں اور اگر تم میں بھی رہیں تو بہت ہی
اِلَّا قَلِیْلًا ۲۰ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ ع ۲ ۱۸
کم لڑیں۔ البتہ تمہارے لیے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی
كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا ۲۱ ؕ وَلَمَّا رَاَ
امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔ اور جب
الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ
مومنوں نے فوجوں کو دیکھا تو کہا یہ وہ ہے جس کا ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور
صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا ۲۲ ؕ مِنَ
اس کے رسول نے سچ کہا تھا اور اس سے ان کے ایمان اور فرمانبرداری میں ترقی ہو گئی۔ ایمان والوں
الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ
میں سے ایسے آدمی بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا پھر ان میں سے بعض تو اپنا
قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ۫ؗ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ۲۳ ۙ لِّیَجْزِیَ
کام پورا کر چکے اور بعض منتظر ہیں اور عہد میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ تاکہ

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

مذکورہ سے کہیں بڑھ کر تاریخ حق کی وہ تصویر ہے جسے کھینچنے اور دیکھنے کے لیے بھی دل گردہ چاہیے۔ جنگی حکمتِ عملی میں اسبابی پہلوؤں پر پوری توجہ بھی اہلِ حق کے پیش نظر رہی ہے وہ خندق کھودتے بھی دکھائی دیتے ہیں مگر نتائج کے لیے وہ ہمیشہ نصرتِ الٰہیہ پر ہی توکل کا اعتقاد رکھتے رہے ہیں۔ اس کے بعض مناظر بڑے تکلیف دہ ہیں جب اپنوں کے روپ میں دشمنانِ حق کے نظریاتی ہمنواؤں (منافقین) کی ضرورتِ خاص کے وقت غداری اور منفی فکر و عمل کا اظہار سوہانِ روح (ذہنی اذیت) بنا دکھائی دیتا ہے۔ دشمنانِ حق سے معرکہ آرائی میں کبھی قدموں کیساتھ ایمان بھی متزلزل ہونے لگتا ہے پھر خدا پاک کو شمعِ حق کے ان پروانوں پر رحم و ترس آتا ہے جو عشقِ جہاد میں اپنا سب کچھ لٹوا کر تھکے ہارے نصرتِ الٰہیہ کو مشتاق نظروں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ایسے میں نصرتِ حق کا وہ لمحہ آجاتا ہے جب بظاہر ہاری جنگ کا پانسہ پلٹتا اور باطل بھاگتا نظر آتا ہے۔ کمزور و نڈھال حق پرستوں کی جان میں جان آجاتی ہے اور وہ پھر سے پلٹ کر ایسا وار کرتے ہیں جس کا سہنا اہلِ باطل کے

اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ

اللہ سچوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے اور اگر چاہے تو منافقوں کو عذاب دے

اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۟ۚ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

یا ان کی توبہ قبول کرے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اللہ نے

كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ

کافروں کو ان کے غصہ میں بھرا ہوا لوٹایا انہیں کچھ بھی ہاتھ نہ آیا اور اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اپنے ذمہ

وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۟ۚ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ

لے لی اور اللہ طاقت ور غالب ہے۔ اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی

الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا

انہیں ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں خوف ڈال دیا

تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۟ۚ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَ

بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید کرلیا۔ اور ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا تمہیں

اَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۟ ع ۷ ۱۹

مالک بنا دیا اور زمین کا جس پر تم نے کبھی قدم نہیں رکھا تھا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا

اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش منظور ہے

فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۟ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ

تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھی طرح سے رخصت کر دوں۔ اور اگر تم

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا

اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیک بختوں کے لیے

عَظِيْمًا ۟ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ

بڑا اجر تیار کیا ہے۔ اے نبی کی بیویو تم میں سے جو کوئی کھلی ہوئی بدکاری کرے

يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۟

تو اسے دگنا عذاب دیا جائے گا اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

بس میں نہیں رہتا۔ یوں اہلِ ایمان عَلَمِ حق سر بلند کر کے نعرہ زن ہوتے ہیں جاء الحق و زهق الباطل، ان الباطل كان زهوقا۔

۲۸۔ مسلسل فتوحات کے نتیجے میں کثیر مال و دولت کے جمع ہونے پر ازواج مطہرات کی طرف سے گھریلو اخراجات میں کچھ اضافے کے مطالبہ پر خدائی نوٹس (تنبیہ) کا طرزِ خاص سے ذکر۔

۲۹ تا ۳۰۔ ازواج مطہرات کی عظمتِ خاص کے پس منظر میں دوسری طرف کسی (بالفرض ممکنہ) غلطی کا ارتکاب کی صورت میں سخت گرفتِ خداوندی کا تنبیہاتی اظہار و بیان۔

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ
اور جو تم میں سے اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی تو ہم اسے اس کا
اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ
دہرا اجر دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت کا رزق بھی تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی کی بیویو تم معمولی
كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ
عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ سے ڈرتی رہو تو دبی زبان سے بات نہ کہو کیونکہ
الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ فِيْ
جس کے دل میں مرض ہے وہ طمع کرے گا اور بات معقول کہو اور اپنے گھروں میں
بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ
بیٹھی رہو اور گزشتہ زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو اور
الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ
نماز پڑھو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اللہ یہی چاہتا
اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ
ہے کہ اے اس گھر والو تم سے ناپاکی دور کرے اور تمہیں خوب
تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ
پاک کرے۔ اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیتیں اور حکمت کی باتیں پڑھی جاتی ہیں انہیں یاد رکھو
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ ع
بیشک اللہ راز دان خبردار ہے۔ بیشک اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں اور ایمان دار مردوں اور
وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ
ایماندار عورتوں اور فرمانبردار مردوں اور فرمانبردار عورتوں اور سچے مردوں اور سچی عورتوں اور صبر کرنے
وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ
والے مردوں اور صبر کرنے والی عورتوں اور عاجزی کرنے والے مردوں اور عاجزی کرنے والی عورتوں
وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ
اور خیرات کرنے والے مردوں اور خیرات کرنے والی عورتوں اور روزہ دار مردوں اور روزہ دار عورتوں اور

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۱۔ ازواجِ مطہرات کے اعمالِ صالحہ کی خصوصی عزت افزائی کا عظمتی ذکر۔

۳۲ تا ۳۴۔ ازواجِ مطہرات کو ان کے خصوصی مقام و منزلت کے پس منظر میں تاکیدی احکام کا ناصحانہ ذکر اور خاتم الانبیاء کے اہل بیت ہونے کے باعث انکی مخصوص تطہیر (عظمتی طہارت) اور خدائی عنایتِ خاص کا احسانی اظہار و بیان۔

۳۵۔ ازواجِ مطہرات پر عنایاتِ الٰہیہ کے اظہار کے بعد جملہ مؤمنین و مؤمنات پر اُن کے اعمالِ صالحہ کے پسِ منظر میں خدائی فضل و احسان کا ذکرِ خاص۔

ازواج مطہرات واہل بیت رضوان اللہ عنہم اجمعین

(زیر مطالعہ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۳۳)

انسان کو دنیا میں اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے، جو علی الاطلاق تو درست نہیں جزوی طور پر درست کہا جا سکتا ہے، البتہ یہ امر طے شدہ حقیقت ہے کہ انسان علی الاطلاق احسن المخلوقات ہے جس کو خالق کائنات نے خود سورۃ التین میں چار تاکیدی قسموں کے اظہار سے بیان فرمایا ہے، فی الحال یہ ہمارا اصل موضوع نہیں، بلکہ اس اہم مضمون کو زیر بیان لانا مقصود ہے، کہ جملہ انبیاء کرام علیہم السلام اشرف المخلوقات تھے، اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء قرار پائے ہیں، سابقہ تمام ادیان اور قوانین کو منسوخ قرار دیتے ہوئے اُصول حقائق (اعتقادات واخلاقی اصول) برقرار رکھتے ہوئے آخری حتمی وقطعی دین اسلام کو واجب العمل قرار دیا گیا فرمایا: ﴿ان الدین عنداللہ الاسلام﴾ پہلے ادوار میں انبیاء کرام علیہم السلام کی ازواج (بیویوں) کے حوالہ سے مسلمان ہونا شرط نہیں تھا، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حتمی دین میں یہ شرط بھی لاگو کر دی گئی ہے، کہ نبی تو بہت اونچی ہستی ہے عام مسلمان بھی کسی کافرہ عورت سے نکاح نہیں کرسکتا، البتہ جملہ اہل علم کا اتفاق (اجماع) چلا آرہا ہے کہ پہلے ادوار میں بھی نبی کی بیوی کافرہ تو ہوسکتی تھی، لیکن خدانخواستہ اخلاقی جرم (زناوغیرہ) کی مرتکب نہیں ہوتی تھی (کیونکہ ہر نبی کا نسب ہر لحاظ سے پاکیزہ رہا تھا) بہر حال خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ ازواج مطہرات پر ہر دو طرح سے (قانون شرعی ومعاشرتی اخلاقیات) اعلیٰ اقدار کا عملی نفاذ ہوا اللہ پاک نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ ازواج مطہرات کو پاکیزہ صفات حسنہ سے نوازا، گویا ان کا انتخاب بھی منجانب اللہ ہی ہوا، آپ کا سارا گھرانہ (اہل بیت) اس حوالے سے عام عورتوں سے ممتاز بلکہ منفرد ہے، کہ آپ کی ازواج مطہرات (اہل بیت) کو امہات المؤمنین قرار دیا گیا ہے، جو شرف اور کسی کو حاصل نہیں، ایک مسلمان کے لئے قرآن وسنت کے جملہ حقائق پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے، ہم سمجھ سکتے ہیں کہ جو قرآنی آیات واحکامات کا انکار کرے وہ شرعی لحاظ سے کیسے مسلمان کہلاسکتا ہے؟ یا پھر اس کا ٹھکانا کہاں ہے؟ قرآن کریم میں صاف طور پر ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ﴿یا نساء النبی لستن کأحد من النساء﴾ اے نبی کی بیویو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو (گویا تمہاری امتیازی حیثیت ہے کہ تم اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو) اب ہمیں شرعاً اور معاشرۃ ہر دو طرح (نقل وعقل) سے جاننا چاہیے، کہ اہل بیت کا مصداق اولین کون ہیں؟ تمام مفسرین کا اس حقیقت پر اتفاق ہے کہ جملہ ازواج مطہرات اہل بیت ہیں، اس امر پر کسی کو اختلاف نہیں، کیونکہ آیات کا سیاق وسباق ازواج مطہرات کا ہی ہے،

اگلی متصل آیت ﴿وَاذْکرن مایتلی الخ﴾ بھی انہیں ازواج کے متعلق ہے۔(کوئی بھی قرآنی طرزِ کلام اور انداز خطاب سے واقف شخص اس امر سے انکار کیسے کرسکتا ہے)البتہ چونکہ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کی تحقیق (جوانہوں نے مختلف روایات کے مجموعہ سے اخذ) کی ہے اور اس پر تقریباً اہل علم کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تمام صاحبزادیاں بھی اہل بیت ہیں، جبکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عکرمہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ازواج مطہرات ہی کو اہل بیت قرار دیتے ہیں (تلخیص از معارف القرآن)۔ اب اہل السنت والجماعت اسی نظریے کے قائل ہیں، کہ ازواج مطہرات سمیت آپ ﷺ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اورآپ کا گھرانہ (جن کو آپ نے اپنی چادر کے نیچے اہل بیت کہا تھا) پر اہل بیت کا اطلاق ہوتا ہے، کوئی کچھ کہے مگر قرآنی حقائق سے جو کچھ واضح ہورہا ہے، اورصحیح احادیث سے جو ان کی تشریح وتوضیح ماہر مفسرین سے منقول ہے وہ برحق تسلیم کی جائے، خود ساختہ وغیر حقیقی نظریات عقیدہ نہیں کہلا سکتے، تمام مفسرین کا اس حقیقت پر اجماعی اتفاق ہے کہ معصوم فقط انبیاء ورسل تھے، باقی ازواج مطہرات جملہ صحابہ کرام واہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین معصوم ہونے کی بجائے خصوصی رحمت خداوندی کے باوصف محفوظ عن الخطأ(جو انہی کا تمغہ امتیاز ہے) تھے، اسی پر اہل السنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ چلا آرہا ہے، جب آیت مذکورہ﴿إنما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس الخ﴾ میں ہی تطہیر اہل بیت کا مجموعی ذکر ہے، تو ازواج مطہرات اور چاروں صاحبزادیاں اس اعزازِ خاص میں اولین طور پر جملہ اہل بیت کے ساتھ شامل ہیں، ان کو جب قرآن پاک نے جدا نہیں کیا تو اور کسی کی کیا مجال ہے، کہ وہ ان کوان سے الگ کرسکے، کوئی جتنا مرضی انکار کرے مگر ایک متفقہ سچائی بلکہ International Truth (بین الاقوامی صداقت تسلیم شدہ ہے) کہ ہر دور میں ہر جگہ تمام معاشروں میں اہل بیت کا پہلا مفہوم بیوی اور پھر بیٹے، بیٹیاں شمار ہوتے ہیں، کوئی بھی جب پوچھتا ہے کہ تمہارے گھر والے کدھر گئے ہیں تو کیا اس میں بیوی کو نکال کر بقیہ پوچھے جاتے ہیں؟ ہرگز نہیں بیوی سے کوئی پوچھے تمہارا گھر والا کدھر ہے تو ذرا سچ بتایئے اس سے مراد بچے ہوتے ہیں یا شوہر؟ ایسے ہی شوہر سے کوئی پوچھے تمہارے گھر والے کدھر ہیں تو وہاں بھی پہلے تو بیوی مراد ہوگی پھر بچے، خدا کرے ہم سب کو یہ حقیقت ہی سمجھ آجائے تو عقل سلیم ایسی سچائی کا کبھی انکار نہ کرے۔

نوٹ:۔ایک اہم وضاحت اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں۔شکریہ!

ضروری وضاحت

تمام اہل سنت والجماعت کو یہ حقیقت واضح طور پر جان لینا ضروری ہے، کہ جملہ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؓ، حضرات حسنین کریمینؓ سمیت تمام بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ازواج مطہرات کو دوہری تکریم وعزت اور مقام ومرتبت حاصل ہے، ایک عظمت شرف صحابیت کے باعث ہے، اوردوسری انتہائی عظمت قرابت (خاندان) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنا پر، اس میں کسی طرح کا تردد ہونا غلط ہے، ہمارے اسلاف میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کی نسبت سے احترام وعظمت کے پس منظر میں انتہائی ادب و محبت اور عشق کے واقعات کتب تاریخ میں منقول ہیں، خصوصا امام اعظم ابو حنیفہؒ کے حوالے سے کتب میں بہت کچھ دیکھا جا سکتا ہے، اس لئے افراط وتفریط کی بجائے حقیقت پسندی کے تحت اعتراف حق یہی ہے، کہ شرف صحابیت اور قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو حضرات بھی اس لسٹ میں آتے ہیں، وہ بہرحال دوہرے احترام وعظمت کے مستحق اور واجب التعظیم ہیں، اسی طرح جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خصوصا خلفائے راشدینؓ کے حوالے سے احادیث شریفہ میں جو فضائل ومناقب منقول ہیں اس پر یقین رکھنا بھی سب مسلمانوں پر لازم ہے، ہم اگر اس عام فہم حقیقت پر ہی توجہ کرلیں تو بہت کچھ سمجھ میں آسکتا ہے، کہ کسی بڑے عالم اور بزرگ سے شرف تلمذ اعزاز کی بات سمجھی جاتی ہے مزید یہ کہ کسی کو کسی بڑے بزرگ سے روحانی خلافت یا علمی سند خاص حاصل ہوجائے، تو اسے ہمارے معاشرے میں دوہرے اعزاز کا حامل سمجھا جاتا ہے، تو ہم یہ حقیقت کیوں نہیں سمجھ سکتے، کہ امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے (ایمان کے ساتھ) خاندانی قرابت کا درجہ ہزاروں بزرگوں کی روحانی نسبتوں سے بڑھ کر باعث اعزاز ہے، اس سے بڑی واضح حقیقت اور کیا ہوسکتی ہے، دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو دین کے جملہ حقائق کے حوالے سے انتہا پسندی کی بجائے فکری اعتدال نصیب فرمائے۔ آمین!

فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ
پاک دامن مردوں اور پاک دامن عورتوں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مردوں اور بہت یاد کرنے والی
اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا
عورتوں کے لیے بخشش اور بڑا اجر تیار کیا ہے۔ اور کسی مومن مرد اور
مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ
مومن عورت کو لائق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دے تو انہیں اپنے کام
مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا
میں اختیار باقی رہے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو وہ صریح
مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ
گمراہ ہوا۔ اور جب تو نے اس شخص سے کہا جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا
اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ
اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ اور اللہ سے ڈر اور تو اپنے دل میں ایک چیز چھپاتا تھا جسے
مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى
اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا حالانکہ اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ تو اس سے ڈرے پھر جب
زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ
زید اس سے حاجت پوری کر چکا تو ہم نے تجھ سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ مسلمانوں پر ان کے منہ بولے
فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ
بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی گناہ نہ ہو جب کہ وہ ان سے حاجت پوری کر لیں اور اللہ کا حکم ہو کر
مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ
رہنے والا ہے۔ نبی پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں ہے جو اللہ نے اس کے لیے مقرر کر دی ہے جیسا
سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا
کہ اللہ کا پہلے لوگوں میں دستور تھا اور اللہ کا کام اندازے پر مقرر کیا
مَّقْدُوْرَا ﴿۳۸﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ
ہوا ہے۔ جو لوگ اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے اور اللہ سے ڈرتے رہے اور اللہ کے سوا

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۶۔ اطاعتِ خدا و رسول کے متعلق خصوصی ہدایت کا تاکیدی ذکر (کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ہر فیصلہ کی بے چوں و چرا اطاعت (ایمان والے پر لازم ہے) اور نافرمانی کی صورت میں سخت ناگواری (ناراضگی) کا تنبیہاتی اظہار۔

۳۷ تا ۳۸۔ حضرت زیدؓ (بن حارثہ) اور حضرت زینبؓ کے مابین (بعد از نکاح) ذہنی عدم موافقت (مزاجوں میں فرق کی وجہ سے باہمی کشمکش) کے نتیجہ میں رونما ہونے والے واقعہ خاص کی ابتداء و انتہا کا نصیحت آمیز طرز سے ذکر اور اس پر خصوصی حکم کا حکیمانہ اسلوب سے اظہار و بیان۔

۳۹۔ تبلیغ حق کے حوالہ سے عمومی (جب کہ واقعہ خاص کے پسِ منظر میں) اور خصوصی ناصحانہ ہدایت و تسلّی کا اظہار و بیان۔

۴۰۔ (حضرت زیدؓ جو رسول اللہ ﷺ کے منہ بولے بیٹے کہلاتے تھے نسبی بیٹے نہ تھے) اُن سمیت آپ ﷺ کے بچپن ہی میں وفات پا جانے والے نابالغ بیٹوں کی وجہ سے) آپ ﷺ کے بالغ مردوں میں سے کسی کے حقیقی باپ ہونے کی نفی کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے منصب خاص (رسول اللہ و خاتم الانبیاء ہونے) کا حکیمانہ اسلوب سے عظمتی و اعزازی اظہار و بیان۔

۴۱ تا ۴۲۔ خدائی منفرد انعام خاص (کہ

أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ ۗ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ
اور کسی سے نہ ڈرتے اور اللہ حساب لینے والا کافی ہے۔ محمد تم میں سے کسی
رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ
مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتمے پر ہیں اور اللہ
شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿۴۰﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿۴۱﴾ وَّ ۵ ع ۲
ہر بات جانتا ہے۔ اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کیا کرو۔ اور
سَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهُ
اس کی صبح وشام پاکی بیان کرو۔ وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تا کہ تمہیں
لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّورِ ۗ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ﴿۴۳﴾
اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے اور وہ ایمان والوں پر نہایت رحم والا ہے۔ جس دن
تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلٰمٌ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ﴿۴۴﴾ يٰٓأَيُّهَا
وہ اس سے ملیں گے ان کے لیے سلام کا تحفہ ہوگا اور ان کے لیے عزت کا اجر تیار کر رکھا ہے۔ اے
النَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا إِلَى
نبی ہم نے آپ کو بلاشبہ گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی
اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِّنَ
طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چراغ روشن بنایا ہے۔ اور ایمان والوں کو خوشخبری دے اس بات کی
اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِينَ وَالْمُنٰفِقِينَ وَدَعْ
کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔ اور کفار اور منافقین کا کہنا نہ مانیے اور ان کی ایذا
أَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيلًا ﴿۴۸﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ
رسانی کی پرواہ نہ کیجیے اور اللہ پر بھروسہ کیجیے اور اللہ کارساز کافی ہے۔ اے
اٰمَنُوٓا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ
ایمان والو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں طلاق دے دو اس سے پہلے کہ
تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا ۚ فَمَتِّعُوهُنَّ
تم انہیں چھوؤ تو تمہارے لیے ان پر کوئی عدت نہیں ہے کہ تم ان کی گنتی پوری کرنے لگو سو انہیں کچھ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

محمد رسول اللہ ﷺ کو بطور خاتم النبیین اس امت میں بعثت کے عظیم احسان کے پس منظر میں ہر عام وخاص کو خدائی یاد (کثرت سے اللہ کو یاد کرنا) اور خاص طور پر صبح وشام تسبیحاتِ الٰہی کا ترغیبی حکم سے اظہار۔

۴۳۔ فرمانبردار و اطاعتِ شعار بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاص کا فرشتوں کے ذریعہ سے نزول کا مقصدِ خاص سمیت احسانی ذکر و بیان۔

۴۴۔ آخرت میں مؤمنین کی باہمی سلام ودعا اور ان کے اکرامِ خاص کا احسانی اظہار۔

۴۵ تا ۴۷۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی صفاتِ عظیمہ ومقام رسالت (بمعہ ادائے رسالت) کا عظمتی طرز سے تصدیق و احسانی اظہار و بیان۔

۴۸۔ استقامت علی الحق (ہر حال میں حق پر ہی جم جانے) کا اظہارِ خاص اور منکرین کی طعن وتشنیع کو نظر انداز کرتے ہوئے توکل علی اللہ اختیار کرنے نیز بالآخر محاسبۂ کفار کا تنبیہاتی ذکر (اطاعتِ الٰہیہ ایک مؤمن کے لیے لازمی حقیقت ہے جملہ احکام الٰہی خواہ وہ نکاح کے ہوں یا طلاق وغیرہ کے اپنی مرضی کی بجائے ہدایاتِ خداوندی کی اتباع ضروری ہے)۔

عقیدۂ ختمِ نبوت

(زیرِ مطالعہ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰)

ایمان، عقائد، ہدایت اور اعمالِ صالح وصداقت کے جتنے اصول انسانوں کو حاصل ہوئے وہ ہر نبی و رسول یا مصلح وقت کی معرفت ملے، یہ سلسلۂ خیر وصداقت بذریعہ وحی حضرت آدمؑ سے خاتم الانبیاء ﷺ تک چلتا رہا یہاں تک کہ امام الانبیاء ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر جب مبعوث فرمایا گیا تو آپ ﷺ کے بعد نبوت اور وحی کا سلسلہ ختم فرما کر اسلام کو آخری دینِ کامل بنانے کا اعلان فرمایا گیا: ترجمہ: ''آج کے دن میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل بنا دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو ہی بطورِ دین چن لیا۔'' (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۳) عقیدۂ ختمِ نبوت امتِ مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے جس پر شروع سے لے کر آج تک کسی کا اختلاف نہیں، اور دیگر فتنوں کی طرح ایک شیطانی فتنہ انکارِ ختمِ نبوت بھی وقتاً فوقتاً سر اُٹھاتا رہا ہے۔ آپ ﷺ کے دور میں ہی مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کر دیا تھا۔ جس کی سرکوبی اور ختمِ نبوت کی حفاظت کے لیے حضرات صحابہ کرامؓ نے لازوال قربانیوں کی ایسی داستان رقم کی جو اب تاریخِ حق کے انمول باب کے طور پر دیکھی جاتی ہے۔ اس کے بعد جس جس نے اس عنوان سے فتنہ برپا کرنے کی کوشش کی وہ اپنے اپنے وقت میں ناکام ونامراد ٹھہرا۔ یہاں تک کہ انیسویں (۱۹) صدی کی ابتداء میں نیا فتنہ ''قادیانیت'' کی بدنما صورت میں نمودار ہوا جس کی پشت پناہی منظم طور پر ایک بڑی سلطنت (حکومتِ برطانیہ) نے سرکاری سطح پر کی بلکہ یہ شجرہ فاسدانہی کا لگایا ہوا تھا اور اب تک دنیا کی ظاہری بڑی طاقتور حکومتوں (امریکہ، برطانیہ، یورپ اور اسرائیل) کے زیرِ نگرانی وہ فتنہ اپنی حشر سامانیوں سمیت کم وبیش اپنا وجود لیے ہوئے ہے اگرچہ ہمارے اکابر علماء و عوام نے اِس فتنہ کی سرکوبی میں پوری جان لگائی ہے اور مثالی تحریک کے ذریعے قانونی طور پر اسے غیرمسلم اقلیت قرار دے رکھا ہے اور عملی طور پر بھی اس کا تعاقب جاری رکھا ہے۔ جس پر وہ خراجِ تحسین کے مستحق ہیں تاہم ختمِ نبوت میں ڈاکہ زنی کی چھوٹی بڑی کوششیں وقتاً فوقتاً جاری رہتی ہیں واضح رہے کہ قرآن مقدس میں عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے بڑی وضاحت کے ساتھ (صریح الفاظ میں) اس کو بیان کیا گیا ہے سب سے پہلے تو سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات میں اس عقیدۂ حق (عقیدہ ختم نبوت) کو

اُجاگر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا کہ ﴿وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَ مَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَ بِالْاٰخِرَۃِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ﴾ ترجمہ: ''مومن لوگ وہ ہیں جو ایمان لائے اس پر جو کچھ اتارا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور جو اس سے قبل اُتارا گیا اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں'' (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۴)۔ اس آیت میں واضح طور پر بیان کر دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کچھ نہیں اتارا جائے گا (اور نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے)۔ کوئی ظلّی بروزی نبی کی اصطلاح قرآن کریم کی کسی آیت اور اتنے وسیع ذخیرہ حدیث میں ایک بھی اشارہ آپ کو نہیں مل سکتا جب کہ اس عقیدہ کی مزید صراحت واضح الفاظ میں سورۃ احزاب آیت نمبر ۴۰ ﴿مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ ترجمہ: ''اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی آدمی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ تو اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں''۔ (یہاں صاف طور پر اس امر کو حتمی طور پر بیان کر دیا گیا ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت آخری ہے اور تمام انبیاءؑ و رسولوں پر آپ مُہر بن کر آئے ہیں۔ اب سلسلہ نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت امتِ مسلمہ کے بنیادی اعتقادات میں سے ہے۔ کیونکہ جس شخص نے کلمہ پڑھا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو اس کو قرآن کی صداقت پر بھی ایمان لانا ہوگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقط رسول اللہ ہی نہیں بلکہ خاتم النبیین بھی ہیں۔ گویا جہاں بھی محمد رسول اللہ ہونے کا اقرار ہے وہاں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا اقرار بھی لازم ہے تبھی کلمۂ توحید اور رسالت کا اعتراف بنتا ہے ورنہ نہیں۔ اب یہ ظلّی بروزی نبوت کی خود ساختہ اصطلاح خالص شیطانی کارستانی ہے۔ جس کا اظہار بھی فقط اسی شیطانی ٹولہ نے کیا ہے اس موضوع (ختم نبوت پر) اکابر علماء کرام نے بڑی ضخیم جلدوں میں مدلل حقائق کے ساتھ وضاحتی کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ جس کا جواب اس مرتد ٹولے کے پاس نہیں ہے۔ بس گھسی پٹی اور رٹی رٹائی گمراہ فکری کی وہ دجالی گفتگو سننے کو ملتی ہے جس پر ان کے اصل سرپرست شیطان کو بھی ہنسی آتی ہوگی۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ''ختمِ نبوت'' کے مقدس عنوان پر جو عملی تصنیف تالیف فرمائی ہے اِس میں سو آیات اور دو سو سے زائد احادیث نیز دیگر سینکڑوں اقوال و اثار سلف سے اِس مسئلہ کو پورا واضح کر دیا ہے۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہ تمام کتب حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ کی یہ روایت صحیح اسناد کے ساتھ منقول ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اُس شخص جیسی ہے جس نے ایک مکان بنایا ہوا اور اس کو خوب

مضبوط اور مزین کیا ہو مگر اس کے ایک کونہ میں (دیوار میں) ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو تو لوگ اس کو دیکھنے کے لیے چلیں پھریں اور تعمیر کو خوب اچھا قرار دیں مگر ساتھ یہ بھی کہیں کہ یہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں پُر نہ کی گئی (جس کی وجہ سے یہ عمارت ناقص نظر آ رہی ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں وہی اینٹ ہوں اور خاتم النبیین ﷺ ہوں اسی طرح دوسری حدیث میں (جو امام بخاریؒ/امام مسلمؒ/ امام احمدؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالے سے ہے) منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''نبی اسرائیل کی سیاست اور انتظام خود انبیاء کے ہاتھ میں تھا جب ایک نبی کی وفات ہو جاتی تو دوسرا نبی اس کی جگہ لے لیتا تھا، اور اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا البتہ میرے خلیفہ کثیر تعداد میں ہونگے) خود امام الانبیاء کی زبان مبارک سے صاف الفاظ کے ساتھ وضاحت کے بعد کسی ظلی بروزی نبوت کی خود ساختہ اصطلاح کی ادنیٰ سی گنجائش باقی نہیں ہو سکتی۔ آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا: ''بے شک رسالت اور نبوت میرے بعد (ہر لحاظ سے) منقطع (ختم) ہو چکی، میرے بعد نہ تو کوئی رسول آئے گا نہ ہی کوئی نبی (مسند احمد، و ترمذی)۔ امام غزالیؒ نے اس کی مزید وضاحت کے لے بڑا جامع تبصرہ فرمایا ہے کہ ''بے شک اُمت نے اس لفظ یعنی انا خاتم النبیین ﷺ لا نبی بعدی سے اور قرائنِ احوال سے بالاجماع یہ سمجھا ہے کہ آپ کے بعد ابد تک نہ تو کوئی نبی ہوگا اور نہ ہی کوئی رسول اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے اور نہ ہی کوئی تخصیص (الاقتصاد فی الاعتقاد)۔ ہم اپنے اس مختصر مضمون کا اختتام حضرت قاضی عیاضؒ کے ان جملوں پر مناسب سمجھتے ہیں جو انہوں نے اپنی کتاب ''**الشفا بتعریف حقوق المصطفی**'' میں ختم نبوت کی بحث میں ارشاد فرمایا (بحوالہ معارف القرآن جلد ہفتم) کہ ''امت نے اجماع کیا ہے کہ اس کلام کو اپنے ظاہر پر محمول کیا جائے اور اس پر (اجماع کیا ہے کہ) اس آیت کا نفسِ مفہوم ہی مراد ہے (بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے) اس لیے ان تمام فرقوں کے کفر میں کوئی شک نہیں (جو کسی مدعی نبوت کی پیروی کریں) بلکہ انکا کفر قطعی طور سے اجماع امت اور نقل یعنی کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ متقدمین اہلِ علم وسلف کے یہ جامع اقوال ایک قاعدہ اور قانون کا درجہ رکھتے ہیں کہ جب بھی کوئی کذاب و دجال جعلی نبوت کا ڈرامہ رچائے تو اس کے سر پر انہی حقائق کی خاک ڈالی جائے اور روز روشن کی طرح واضح دلائل کے نوک دار پتھروں سے ان ڈاکوؤں کو سنگسار کیا جائے۔ اللہ ہمیں صراطِ مستقیم پر استقامت نصیب فرمائے اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں اپنی جانیں اور زندگیاں کھپانے

والے خوش نصیبوں کی نصرت کی توفیق سے نوازے **اَللّٰھُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ وَ أَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَ ارْزُقْنَا اِجْتِنَابَهٗ**۔

جعلی نبوت کے حوالے اہم ترین انکشافی حقیقت: جعلی نبوت ایک ایسا ناگفتہ بہ المیہ ہے کہ یہ گھناؤنا دھندا (بدترین گمراہی پر مبنی نظریاتی و اعتقادی کمینگی) پہلی امتوں میں (باوجود تمام تر نظریاتی تحریفات کے) کہیں نہیں سنا یا پایا گیا۔ یہود و نصاریٰ نے ہر چند کہ بہت کچھ تحریفات لفظی و معنوی کے خطرناک جال بنے مگر یہ جرأت کرنے کا انہیں حوصلہ پھر بھی نہ ہو سکا کہ وہ جعلی (ظلی یا بروزی) نبوت کا دعویٰ کر لیتے۔ حضرت عیسیٰؑ کے رفعِ آسمانی کے بعد طویل درمیانی عرصہ میں (سینکڑوں سال کے وقفہ کے باوجود) انہیں یہ گمراہ دھندہ کرنے کی نہیں سوجھی۔ اللہ تعالیٰ کے نظامِ ابتلاء کی حکمت ہمارے ادراک وشعور سے بالاتر ہے کہ خاتم الانبیاء ﷺ کے آخری دور میں دو کذابوں (مسیلمہ کذاب، اسود عنسی) نے شیطانی فکر کو اس حوالے سے پروان چڑھانے کی کوشش کی تو خطرناک انجام سے دوچار ہوئے۔ اس کے بعد کئی دیگر کذاب (جعلی نبی) آئے۔ ہر ایک کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ تاریخ کا حصہ ہے (اُس کی نشاندہی بھی خود امام الانبیاء ﷺ نے فرما دی تھی)۔ اب بھی یہود و نصاریٰ کو آمدِ مسیح موعود کے حوالے سے اپنے اپنے اعتقادی نظریات کے موجود ہونے کے باوجود ایسی گستاخانہ جرأت اب تک نہیں ہو سکی کہ وہ بھی تاویلی درجہ میں کسی ظلی، بروزی کی چھوٹی سے چھوٹی کھڑکی کھول لیتے۔ افسوس کہ اس مکروہ دھندہ (جعلی نبوت اور نظریاتی و اعتقادی گمراہی) کی کالک اسی آخری اُمت کے بدفطرت اور باطل الفکر مرتدین لوگوں کے مقدر میں لکھی تھی کہ وہ نئے نئے عنوانات سے جعلی نبوت کے مکروہ دھندے کا کاروبار کھولتے رہتے ہیں (معاذ اللہ)۔ یہ بھی انہی فتنوں کا حصہ ہے جس کی خبر خود خاتم الانبیاء ﷺ دے گئے۔ فتنے تو بہرحال فتنے ہی ہوتے ہیں، کچھ جلد اور کچھ دیر سے جا کر ختم ہوتے ہیں اس لئے یہ اشکال ذہن میں نہ لایا جائے کہ قادیانی فتنہ کیوں طوالت اختیار کر گیا اور جلد اپنے منطقی انجام تک کیوں نہیں پہنچ گیا۔ فتنوں کی شکل بدلتی رہے گی، عنوانات بدلتے رہیں گے مگر یاد رکھیں آخری دور (قربِ قیامت والا) فتنوں سے لبریز دور کہلاتا ہے، اس لئے فتنوں سے دور رہنے کا سب سے صائب راستہ یہی ہے کہ صراطِ مستقیم پر چلنے والوں (اہلِ حق علماء وصلحاء) کی صحبت و معیت میں عقائدِ صحیحہ و اعمالِ صالحہ کی تربیت حاصل کرتے رہیں تاکہ باطل الفکر لوگوں کی نظریاتی گمراہی سے محفوظ رہ سکیں۔

وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝٤٩ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ
فائدہ دو اور انہیں اچھی طرح سے رخصت کر دو۔ اے نبی ہم نے آپ کے لیے آپ کی بیویاں حلال کر

الَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ
دیں جن کے آپ مہر ادا کر چکے ہیں اور وہ عورتیں جو تمہاری مملوکہ ہیں جو اللہ نے آپ کو غنیمت میں

وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ
دلوادی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور

اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ
آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی اور اس مسلمان عورت کو بھی جو بلاعوض

إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۗ
اپنے کو پیغمبر کو دے دے بشرطیکہ پیغمبر اس کو نکاح میں لانا چاہے یہ خالص آپ کے لیے ہے نہ کہ اور

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ
مسلمانوں کے لیے ہمیں معلوم ہے جو کچھ ہم نے مسلمانوں پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں

لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝٥٠ تُرْجِي
مقرر کیا ہے تاکہ آپ پر کوئی دقت نہ رہے اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔ آپ ان

مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ ۖ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ
میں سے جسے چاہیں چھوڑ دیں اور جسے چاہیں اپنے پاس جگہ دیں اور ان میں سے جسے آپ چاہیں جنہیں

مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ
آپ نے علیحدہ کر دیا تھا تو آپ پر کوئی گناہ نہیں یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی

وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ
ہوں اور غمزدہ نہ ہوں اور ان سب کو جو آپ دیں اس پر راضی ہوں۔ اور

مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا ۝٥١ لَا يَحِلُّ لَكَ
جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ جانتا ہے اور اللہ جاننے والا بردبار ہے۔ اس کے بعد آپ کے لیے

النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ
عورتیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ آپ ان سے اور عورتیں تبدیل کریں اگرچہ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۹۔ نکاح کے بعد قبل از صحبت طلاق کے حوالے سے حکم شریعت کا بیان۔

۵۰ تا ۵۲۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی ذات عالی ہی سے مخصوص بعض احکامات کا ذکر خاص (ان ترمیمی احکامات اور سہولیات کا تعلق فقط آپ ﷺ کی ذات عالی سے ہے امت کے کسی دوسرے فرد سے نہیں ہے)

اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى

آپ کو ان کا حسن پسند آئے مگر جو آپ کی مملوکہ ہوں اور اللہ ہر ایک

كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ۝۵۲ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ ع

چیز پر نگران ہے۔ اے ایمان والو نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو

النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ

مگر اس وقت کہ تمہیں کھانے کیلئے اجازت دی جائے نہ اس کی تیاری کا انتظام کرتے ہوئے لیکن

اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ

جب تمہیں بلایا جائے تب داخل ہو پھر جب تم کھا چکو تو اٹھ کر چلے جاؤ اور باتوں کے لیے

لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ

جم کر نہ بیٹھو کیوں کہ اس سے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ تم سے شرم کرتا ہے اور حق بات کہنے سے اللہ

لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ

شرم نہیں کرتا اور جب نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو

وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ

اس میں تمہارے اوران کے دلوں کے لیے بہت پاکیزگی ہے اور تمہارے لیے جائز نہیں

اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ

کہ تم رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ تم آپ کی بیویوں سے آپ کے بعد کبھی بھی نکاح کرو

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝۵۳ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ

بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔ اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝۵۴ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَاۗىِٕهِنَّ

تو بے شک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ ان پر اپنے باپوں کے سامنے ہونے میں کوئی گناہ نہیں

وَلَآ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ

اور نہ اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے

اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَاۗىِٕهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ

بھانجوں کے اور نہ اپنی عورتوں کے اور نہ اپنے غلاموں کے اور اللہ سے ڈرتی رہو

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۳۔خاتم الانبیاء ﷺ کے گھرانے سے وابستہ کسی دعوتِ طعام کے حوالے سے خصوصی آداب و دیگر احکام و ہدایات کا ذکرِ خاص (ازواج مطہرات سے نکاح کی ابدی و دائمی حرمت اور ایذا رسول اللہ ﷺ کے مخصوص حکم کو چھوڑ کر باقی ہدایات عام مسلمانوں کے لیے بھی اسی طرح ہیں)

۵۴۔اک مخصوص مخفی تمنا کے حوالہ سے تنبیہاتی پیرائے سے اظہار۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۵۔ ازواج مطہرات کے قریبی محرم رشتہ داروں اور غلاموں سے ان کے پردہ کے متعلق استثنائی حکم اور ہر حال میں تقویٰ کو پیش نظر رکھنے کا تاکیدی اظہار۔

۵۶۔ جملہ اہل ایمان کو حضور ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا حکمت آمیز حکم خاص (کہ جب اللہ پاک اور فرشتے آپ ﷺ پر خصوصی نزولِ رحمت کا اظہار فرماتے ہیں تو اے مؤمنو! تمہارا تو لازمی حق بنتا ہے کہ آپ ﷺ کی ذاتِ عالی پر درود و سلام بھیجتے رہو)

۵۷۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی (کسی درجہ میں) گستاخی کرنے والوں پر دنیا وآخرت میں لعنت (سخت خدائی ناراضگی) اور اُخروی المناک عذاب کا تنبیہاتی اظہار و بیان۔

۵۸۔ عام مسلمانوں (مرد و زن) کو بلا وجہ اور ناحق ایذا رسانی پر بھی سخت خدائی تنبیہ کا ذکر۔

۵۹۔ ازواجِ مطہرات سمیت جملہ مؤمنات کو (شرعی) پردہ کے التزام (لازم کرنے) کا حکمت آمیز حکم۔

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ﴿۵۵﴾ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ
بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی اسپر درود اور
تَسْلِيمًا ﴿۵۶﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي
سلام بھیجو۔ جولوگ اللہ اوراس کے رسول کوایذادیتے ہیں ان پراللہ نے دنیااورآخرت میں لعنت کی ہے
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِينَ
اور ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کیا ہے۔ اور جو
يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا
ایمان دار مردوں اور عورتوں کو ناکردہ گناہوں پر ستاتے ہیں سو وہ اپنے سر بہتان اور
ع ۷ بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِينًا ﴿۵۸﴾ يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ
صریح گناہ لیتے ہیں۔ اے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو
وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلٰبِيبِهِنَّ ۚ ذٰلِكَ
کہ اپنے مونہوں پر نقاب ڈالا کریں یہ اس سے زیادہ
أَدْنٰىٓ أَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿۵۹﴾
قریب ہے کہ پہچانی جائیں پھر نہ ستائی جائیں اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔
لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُونَ
اگر منافق اور وہ جن کے دلوں میں مرض ہے اور مدینہ میں غلط خبریں اڑانے والے
فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا
باز نہ آئیں گے تو آپ کو ہم ان کے پیچھے لگا دیں گے پھر وہ اس شہر میں تیرے پاس نہ
۱۲ قَلِيلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُونِينَ ۛ أَيْنَمَا ثُقِفُوٓا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ﴿۶۱﴾
ٹھہریں گے۔ مگر بہت کم لعنت کیے گئے ہیں جہاں کہیں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور قتل
سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ
کیے جائیں گے۔ یہی اللہ کا قانون ہے ان لوگوں میں جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور آپ اللہ کے

تَبْدِيلًا ﴿٦٢﴾ يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ

قانون میں کوئی تبدیلی ہرگز نہ پائیں گے۔ آپ سے لوگ قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہہ دو اس کا علم تو

اللَّهِ ۚ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللَّهَ

صرف اللہ ہی کو ہے اور آپ کو کیا خبر کہ شاید قیامت قریب ہی ہو۔ بے شک اللہ نے

لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ﴿٦٤﴾ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ

کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے دوزخ تیار کر رکھا ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ کوئی

لَّا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي

دوست پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔ جس دن ان کے منہ

النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ﴿٦٦﴾ وَقَالُوا

آگ میں الٹ دیے جائیں گے کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے

رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ

اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے

اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ﴿٦٨﴾ يَا أَيُّهَا

رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔ اے ایمان والو

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا

تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو ستایا پھر اللہ نے موسیٰ کو

قَالُوا ۚ وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا ﴿٦٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا

ان کی باتوں سے بری کر دیا اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی عزت والا تھا۔ اے ایمان والو

اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو۔ تاکہ وہ تمہارے اعمال کو درست کرے اور تمہارے گناہ معاف کر

ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾

دے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانا سو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ

ہم نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے امانت پیش کی پھر انہوں نے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۶۰ تا ۶۱۔ مدینہ منورہ میں مقیم (اُس وقت کے) بدنیت و بدنظر مفسدین (فسادی لوگوں کو) سخت تنبیہ اور باز نہ آنے کی صورت میں بدترین گرفت و انتقام کا اظہار۔

۶۲۔ باغیانِ حق سے سختی کے ساتھ نمٹنے کے متعلق قدیمی عادتِ الٰہیہ (قانونِ خداوندی) کا تنبیہاتی ذکر۔

۶۳۔ وقوعِ قیامت کے متعلق سوال کرنے والوں کے آگے دوٹوک مؤقف کے اظہار کا حکم

۶۴ تا ۶۷۔ منکرینِ حق (کفار) پر خدائی غیض و غضب کا برہمی اظہار و بیان اور روزِ محشر انکی بے جا تمنا و اعتراف جرم کا حسرت آمیز ذکر۔

۶۸۔ کفار کی اپنے قائدین کو دوگنی سزا دینے کا تجویزی اظہار۔

۶۹۔ اہل ایمان کو بنی اسرائیل کی حضرت موسیٰ کو ایذارسانی جیسے گستاخانہ فکر سے دُور رہنے کی تاکیدی تلقین (حضرت موسیٰ پر جسمانی عیب کے حوالہ سے گستاخانہ الزام پر خدائی براءت کا تصدیقی ذکر اور انکی عنداللہ وجاہت کا اظہار)۔

۷۰ تا ۷۱۔ اہل ایمان کو ہر حال میں تقویٰ اور سچ اختیار کرنے کی تلقین اور اس پر خصوصی کرم کا اظہار نیز اطاعتِ خدا اور رسول کے نتیجۂ حسنہ کا ذکر۔

ناموسِ رسالت (آداب محبت اور عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(زیرِ مطالعہ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۷)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام تر انسانوں میں سے جملہ انبیاء ورسل کو امتیازی مقام وعظمت اور منفرد شان ومرتبہ سے نوازا ہے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جملہ انبیاء ورسل کا امام بنا کر آپ کے مقامِ رسالت کو عالمی و آفاقی رعالمگیر خصوصی حیثیت عطا فرمائی۔ اس لیے آپ کی ناموس رتقدس کی نوعیت بھی آفاقی ہے، اسلام ویسے تو ہر مذہب کے بڑوں سے نامناسب رویہ یا بد اخلاقی سے اجتناب کی تربیت وتلقین کرتا ہے لیکن انبیائے سابقین کی فقط تعظیم واحترام ہی نہیں بلکہ سب پر بلاامتیاز ایمان لانے کا حکم دیتا ہے۔
﴿كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ﴾ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۸۵)
جبکہ امام الانبیاء کی رسالت پر ایمان لانے کے ساتھ آپ کے جملہ احکامات اور تعلیمات کو واجب العمل قرار دیتے ہوئے خصوصاً آپ کی ناموس رعظمت وتقدس کی یقینی حفاظت بلکہ اس پر جان تک کھپا دینے کو مسلمانوں کے لیے باعث اعزاز سمجھتا ہے۔ ہر دور میں مسلمانوں نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس وعظمت کی حفاظت کو اپنی جان، مال عزت و آبرو حتیٰ کہ اولاد پر ترجیح دے کر اپنے ایمان کو بچایا۔ کسی لمحے کسی بدنصیب و بدبخت نے ناموس رسالت پر انفرادی یا اجتماعی حملہ آور ہونے کی جسارت کی تو اس کو اپنے منطقی انجام تک پہنچانے میں تاخیر نہیں برتی گئی حتیٰ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں کئی ایسے ملعونوں کو واصل جہنم کیا گیا۔ چنانچہ یہودی سردار کعب بن اشرف جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اشعار میں ہجو (عیب زنی کرنا) کرتا تھا، صحابی رسول محمد بن مسلمہؓ کے ہاتھوں قتل پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا تھا اَفْلَحَتِ الوجوہ یہ چہرے کامیاب رہیں۔ ان لوگوں (صحابہ کرامؓ) نے عرض کیا: ووجھک یارسول اللہ آپ کا چہرہ بھی اے اللہ کے رسول (بخاری شریف جلد نمبر ۵۷۶)۔ اس بدبخت یہودی کا قتل ہجرت کے پچیسویں مہینے ۱۴ ربیع الاول کو ہوا جبکہ اسلامی ریاست مدینہ میں قائم ہو چکی تھی اسی سے اسلامی قانون کے مطابق کعب بن اشرف کو توہینِ رسالت پر سزائے موت دی گئی اور ابو عفک یہودی کا حضرت سالم بن عمیرؓ کے ہاتھوں قتل ہوا اور دشمن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابورافع یہودی کا حضرت عبداللہ بن عتیک کے ہاتھوں قتل ہوا اور بدبخت عبداللہ بن خطل کا قتل حضرت عمیر بن عدیؓ کے ہاتھوں ہوا یہ کعبے کے پردے میں لپٹا ہوا تھا

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے وہیں قتل کر دو۔ چنانچہ بیت اللہ کے سامنے زم زم اور مقامِ ابراہیم کے درمیان قتل کر دیا گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسلام تحمل مزاجی، بردباری اور حلم کا سبق دیتا ہے۔ تنگ ظرفی، انتہا پسندی رشدت پسندی کا مخالف ہے مگر المیہ یہ ہے کہ اس طرح کا درس دینے والے لوگ اپنی ذات پر ادنیٰ سی بھی تنقید برداشت کرنے کے روا دار نہیں ہوتے، بدلہ، انتقام لینا، عزت کا مسئلہ بناتے ہیں۔ بعض قومی ربرداری و خاندانی مسئلہ اور اُسے عزت کا مسئلہ بنا کر نوبت قتل و غارت تک پہنچا دیتے ہیں کیا وہ سمجھ سکتے ہیں کہ ناموس رسالت ان کی ذات/ برادری/قوم اور خاندان کی نام نہاد عزت سے کہیں زیادہ واقعی اور حقیقی عزت کا سوال ہوتا ہے۔ جس پر سب کچھ قربان کر کے بھی اس کا تحفظ کر لینا سستا سودا کہلاتا ہے۔ تحمل مزاجی ربردباری، صبر، عفو درگزر بہت اچھی صفات ہیں۔ یہ سب کچھ اسلام کی تعلیمات میں شامل ہے اور اکثر ایسا ہی سبق ملتا ہے مگر اسلامی تعلیمات میں بے غیرتی اور بزدلی کا سبق کہیں نہیں ملے گا۔ بلاشبہ اسلام نجی و ذاتی زندگی میں آخری حد تک بردباری، صبر و تحمل کی تلقین کرتا ہے۔ ﴿وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذَالِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُوْر﴾ (سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر ۴۳)۔ اور یہ اسلام ہی کا پڑھایا ہوا وعظ ہے کہ ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَن﴾ ترجمہ: ''برائی کا بدلہ اچھائی سے دیجیے'' (سورۃ السجدہ آیت نمبر ۳۴) (خدائی نصیحت کا ہی حصہ ہے)۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو تلقینی نصیحت کے ضمن میں ارشاد فرمایا: جو تجھ سے توڑے تُو اُس سے جوڑ جو تجھ پر ظلم کرے تُو اُسے معاف کر، جو تجھ سے بُرائی کرے تُو اُس سے بھلائی اختیار کر، جو پیغمبر دوسروں کو درگذر و معاف کرنے کی ترغیب دے رہے تھے وہ خود اس پر عمل کرنے میں کس قدر آگے تھے بیان ہی سے باہر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی صبر وحلم، عفو و درگذر سے عبارت ہے۔ مگر قرآن وسنت کے بعض ایسے حقائق ہیں جن پر کوئی دوسری رائے نہیں بنائی جاسکتی کہ آپ نے امت کو کبھی بھی بے غیرتی کی حد تک برداشت کا سبق نہیں دیا۔ صبر وحلم کے پیکر پیغمبر برحق نے فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان کیا مگر چند افراد کا نام لے کہ کہا کہ جہاں بھی ملیں ان کی گردنیں اڑا دو۔ ایسے لوگوں کے نام یہ ہیں۔ عبد اللہ بن خطل یہ مشہور شاعر تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اشعار کے ذریعہ گستاخی کرتا تھا۔ قرتنیٰ اور قریبہ یہ دونوں ابن خطل کی لونڈیاں تھیں۔ ایک کو قتل کر دیا گیا اور دوسری مسلمان ہو گئی۔ مقیس بن صبا، حویرث بن نقید، ہبار بن الاسود، وحشی بن حرب، کعب بن زہیر، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، عکرمہ بن ابی جہل، حارث بن

طلا طل، عبداللہ بن زبعری، ہبیرہ بن ابی وہب، ہند بند عتبہ زوجہ ابی سفیان۔ یہ پندرہ اشخاص نا قابل عفو مجرم تھے (ان کا جرم نہایت سنگین تھا)۔ جس نے اپنے قصور کا اعتراف کیا اور تائب ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس کو امن ملا اور جو اپنی بغاوت اور سرکشی پر قائم رہا وہ قتل ہوا (بحوالہ سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جلد دوم صفحہ نمبر ۴۱۵ تا ۴۲۱)۔ اسلام نے ذاتیات کو ایک طرف رکھتے ہوئے نظریات کو مقدم رکھنے کا درس دیا ہے۔ ناموس رسالت بھی ذاتی و نجی مسئلہ نہیں اور نظریاتی عقیدے کی روح کا مسئلہ ہے۔ جسم سے اگر روح نکال دی جائے تو باقی جسم بے کار ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی عقائد کے مجموعے میں توحید و رسالت روح کا درجہ رکھتے ہیں۔ لیکن یہ فقط رسالت کا عقیدہ نہیں بلکہ یہ ختم نبوت والی رسالت کا خاص عقیدہ ہے جو سب انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم و رسل سے ممتاز درجے کا ہے۔ اسلام میں کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اجمالی ایمان کا اعتراف ہے اور ﴿و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین﴾ اس اجمال کی تفصیل و تکمیل کا دوسرا عنوان ہے۔ دنیا کی کوئی بھی ریاست اپنے آئین و قانون سے بغاوت برداشت نہیں کرتی بلکہ ایسے باغی شخص کا وجود اپنے وطن کے لیے ناسور سمجھتی ہے۔ اسلام میں ختم نبوت و ناموسِ رسالت کا منکر و باغی ریاستی غداروں سے کہیں زیادہ خطرناک ہے اور کوئی بھی اسلامی ریاست ایسے ناسور کا وجود (جو پورے دین سے مرتد ہو جانے کے مترادف ہے) ہرگز برداشت نہیں کر سکتی۔ غدار وطن کی سزا اگر گردن زنی ہے تو پھر ناموسِ رسالت کی غداری کرنیوالے کی سزا کا نفاذ اس سے کہیں زیادہ عبرتناک انجام کا تقاضہ کرتا ہے۔ یہ محض جذباتی جوش نہیں بلکہ ایسی نظریاتی حقیقت ہے جس پر تمام مسلک ہی نہیں۔ بلکہ ہر بچہ (امتِ مسلمہ کا) اور جوان ہر مرد و زن اعتقادی ایمان رکھتا ہے۔ البتہ یہ رائے درست ہے کہ بنیادی طور پر ایسی عبرتناک سزا کا نفاذ ریاستی ذمہ داری ہے۔ ہر شخص جذبات میں آ کر قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش نہ کرے ورنہ افراتفری کا رجحان پیدا ہوتا ہے تاہم اسلامی ریاست کے صاحبِ اقتدار لوگوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ایسے حساس ایشوز (معاملات) پر اپنے احساسِ ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے ناموس رسالت کے غداروں کو ان کے منطقی انجام تک خود ہی پہنچا کر لوگوں کو جذباتی ہونے سے بچایا کریں تا کہ عوام کو قانون ہاتھ میں لینے کا موقع ہی نہ مل سکے۔ دنیا میں کوئی کسی ملک کے بادشاہ سے اس کا تاج و تخت چھین کر تو دیکھے، بادشاہ/ملکہ کے تخت و تاج پر حملہ، ریاست پر حملہ شمار ہوتا ہے۔ ناموسِ رسالت اور تاج و تختِ ختمِ نبوت پر میلی نگاہ اُٹھانے کا مطلب خدائی سلطنت و اقتدار پر

براہِ راست حملہ ہے اور اسلام اس حملے کے مُجرمین کو نشانِ عبرت بنانے کا حکم دیتا ہے۔ ناموسِ رسالت کا تحفظ اسلامی ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اسلامی شعائر کی حفاظت میں ناکامی کو ریاست کی کمزوری سمجھا جاسکتا ہے جو اپنی نظریاتی و سرحدی دونوں کو خطرے میں ڈالنے کے مترادف ہے، ایسا ہونا سخت خطرے کی گھنٹی سمجھی جاتی ہے۔ ختمِ نبوت و ناموس رسالت پر توہین آمیز کلمات/رویہ گویا پوری اسلامی عمارت کو منہدم کرنے کی مانند ہے اسی لئے قرآن پاک میں ایسے گستاخوں پر خدائی لعنت آئی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ ترجمہ: ''بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے'' (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۷)۔ قرآن کریم میں خاتم النبیین ﷺ کے حوالہ سے آداب کی رعایت نہ کرنے پر حبطِ اعمال (اعمال کی حیثیت بالکل ضائع کردینے) کی سخت تنبیہ وارد ہوئی ہے تو ناموسِ رسالت کے حوالہ سے ادنیٰ گستاخیٔ رسول بلکہ شبہ گستاخی پر حبطِ ایمان یقینی ہے۔ سورۃ الحجرات کی ابتدائی آیات کو غور سے زیر مطالعہ لائیں تو سب حقیقت واضح ہو جائے کہ ناموس رسالت پر خود باری تعالیٰ نے کتنی حساسیت سے ایذاء یا گستاخیٔ رسول بلکہ معمولی بے ادبی کا کتنا سخت نوٹس لیا ہے کیا کوئی کلمہ گو مسلمان گستاخی رسول سوچ سکتا ہے۔ سوچنا بھی حرام ہے اور ارتکاب سے تو وہ دائرہ اسلام سے ہی خارج ہو جاتا ہے۔

ل اسی وجہ سے ہمارے سنجیدہ فکر مدبر علماء کرام عوام پر زور دیتے ہیں، کہ ایسے گستاخ مجرموں کو ریاستی اداروں اور قانون کے سپرد کردینا چاہیے، اور آئینی طریقہ سے سزا دلوانے کیلئے پوری طرح سے قانونی جد و جہد کرنا چاہیے، اور یہ طریقہ کار مناسب ہے، خود اسلامی ریاستوں میں بھی گستاخی رسول ﷺ پر سزائے موت کا قانون پہلے سے نافذ العمل ہے۔

أَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهٗ كَانَ
اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور اسے انسان نے اٹھا لیا بے شک وہ
ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ﴿٧٢﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ
بڑا ظالم بڑا نادان تھا۔ تاکہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں
وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۗ
اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں پر مہربانی کرے
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٣﴾ ع ٩
اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

سُوْرَةُ سَبَاٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ
سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور آخرت میں بھی
الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿١﴾ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي
اسی کے لیے سب تعریف ہے اور وہ حکمت والا خبردار ہے۔ وہ جانتا ہے جو زمین میں
الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ
داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو
فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ﴿٢﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اس میں چڑھتا ہے اور وہ نہایت رحم والا بخشنے والا ہے۔ اور کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی کہہ
لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ
دو ہاں (آئے گی) قسم ہے میرے رب غائب کے جاننے والے کی
لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَ
البتہ تم پر ضرور آئے گی جس سے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز ذرہ کے برابر بھی غائب نہیں

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٧٢۔ انسان پر خدائی امانتِ خاص کے تحمل (امانت کے بوجھ) کا اِک خاص پسِ منظر سے عظمتی اظہار و بیان اور انسان کی وفائے عہد کے متعلق کمزوری کا شکایاتی ذکر۔

٧٣۔ تحملِ امان کی باطنی غرضِ (مقصد) خاص کا تنبیہاتی اظہار و بیان۔

سورۃ سبأ

١۔ انسان کی ادائے امانت کے پسِ منظر میں توحیدی امانت (توحید کی امانت، سینوں میں ہے ہمارے) کا بطور خاص صفاتِ ربی کے ذریعہ عظمتی اور حمدیہ اظہار و بیان۔

٢۔ خدائی صفاتِ عالیہ کا اعتقادی ذکر و بیان۔

لَا أَصْغَرُ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝٣ لِّيَجْزِيَ

اور نہ ذرہ سے چھوٹی اور نہ بڑی کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔ تاکہ

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ

اللہ ان لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے انہیں کے لیے بخشش اور عزت والا

كَرِيمٌ ۝٤ وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

رزق ہے۔ اور جو ہماری آیتوں کے رد کرنے میں کوشش کرتے پھرتے ہیں ان کے لیے

مِّن رِّجْزٍ أَلِيمٌ ۝٥ وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنزِلَ

ذلت کا عذاب ہے۔ اور جنہیں علم دیا گیا ہے وہ خیال کرتے ہیں کہ جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب

إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝٦

کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ ٹھیک ہے اور وہ غالب تعریف کیے ہوئے کی راہ دکھاتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا

اور کافر کہتے ہیں کیا ہم تمہیں وہ آدمی بتائیں جو تمہیں خبر دیتا ہے کہ جب

مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝٧ أَفْتَرَىٰ عَلَى

تم پورے طور پر ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو پھر نئے سرے سے پیدا کیے جاؤ گے؟ کیا اس نے

اللَّهِ كَذِبًا أَم بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي

اللہ پر جھوٹ بنا لیا ہے یا اسے جنون ہے نہیں بلکہ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے

الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ ۝٨ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

وہ عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں۔ کیا وہ آسمان اور زمین کو نہیں دیکھتے جو ان کے آگے

وَمَا خَلْفَهُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِن نَّشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ

اور پیچھے ہے اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں

الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

یا ان پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرا دیں اللہ کی طرف رجوع کرنے والے بندے کے لیے اس میں

لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۝٩ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۚ ع

بڑی نشانیاں ہیں۔ اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بزرگی دی تھی

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۔ کفار کی وقوع قیامت کے حوالہ سے بدعقیدگی کی پُر زور تردید اور اس کے متعلق خدائی احاطۂ علم کا زوردار اعتقادی اظہار۔

۴تا۵۔ وقوع قیامت کی غرض (مقصد) کا حکمت آمیز ذکر (نیک و بدلوگوں کی جزاوسزا کا ذکر خاص)۔

۶۔ اہلِ علم کی طرف سے تصدیقِ حق کا حقیقت آمیز اعترافی اظہار وبیان۔

۷تا۸۔ عقیدۂ معاد (آخرت) کے متعلق کفار کی بداعتقادی اور آپ ﷺ کے حوالے سے گستاخانہ فکر کا مذمتی اظہار اور ان (کفار) کے نظریۂ باطل کے نتیجۂ خاص کا حقیقت آمیز بیان۔

۹۔ خدائی منظم نظام کے پس منظر میں دعوتِ حق (غوروفکر) کا ذکر اور نافرمانی کے ممکنہ خطرناک نتائج کا تنبیہاتی اظہار نیز اطاعت شعار بندوں کی مثبت فکری کا توصیفی بیان (کہ وہ انکار کی بجائے خدائی نشانیوں پر ایمان لاتے ہیں)۔

يٰجِبَالُ اَوِّبِىْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝١٠ اَنِ اعْمَلْ

اے پہاڑو ان کی تسبیح کی آواز کا جواب دیا کرو اور پرندوں کو تابع کر دیا تھا اور ہم نے ان کے لیے لوہا نرم کر دیا تھا۔

سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِى السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور اندازے سے کڑیاں جوڑو اور تم سب نیک کام کرو بے شک میں جو تم کرتے ہو

بَصِيْرٌ ۝١١ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ

خوب دیکھ رہا ہوں۔ اور ہوا کو سلیمان کے تابع کر دیا تھا جس کی صبح کی منزل مہینے بھر کی راہ اور شام کی

وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ

منزل مہینے بھر کی راہ تھی اور ہم نے اس کے لیے تانبے کا چشمہ بہا دیا تھا اور کچھ جن اس کے آگے اس کے

بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ

رب کے حکم سے کام کیا کرتے تھے اور جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم سے پھر جاتا تھا تو ہم اسے آگ کا

السَّعِيْرِ ۝١٢ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ

عذاب چکھاتے تھے۔ جو وہ چاہتا اس کے لیے بناتے تھے قلعے اور تصویریں اور حوض جیسے لگن اور جمی

كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ

رہنے والی دیگیں اے داؤد والو تم شکریہ میں نیک کام کیا کرو اور میرے بندوں میں سے

عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝١٣ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى

شکر گزار تھوڑے ہیں۔ پھر جب ہم نے اس پر موت کا حکم کیا تو انہیں اسکی موت کا پتہ نہ دیا مگر گھن کے

مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَاۗبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ

کیڑے نے جو اس کے عصا کو کھا رہا تھا پھر جب گر پڑا تو

الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ

جنوں نے معلوم کیا کہ اگر وہ غیب کو جانتے ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں

الْمُهِيْنِ ۝١٤ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ

نہ پڑے رہتے۔ بے شک قوم سبا کے لیے ان کی بستی میں ایک نشان تھا

يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ڛ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ

دائیں اور بائیں دو باغ اپنے رب کی روزی کھاؤ اور اس کا شکر کرو عمدہ شہر

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

١٠ تا ١١۔ اللہ کے ایک مقرب ترین عبدِ منیب حضرت داؤدؑ پر منفرد خدائی عنایاتِ خاصہ کا احسانی ذکر۔

١٢۔ انکے (حضرت داؤدؑ) کے فرزندِ عظیم حضرت سلیمانؑ پر بھی خصوصی فضل و احسان اور غیر معمولی سلطنت و گرفت عطا کرنے کے خدائی احسان کا اظہار و بیان۔

١٣۔ سرکش جنوں کے ذریعہ مشکل مہمات (سخت محنت طلب کام) اور غیر معمولی امور پر حضرت سلمانؑ کی قدرتِ خاص کا ذکر اور اس پر آلِ داؤد کو اظہارِ حمد و شکر کا حکمِ خاص۔

١٤۔ حضرت سلیمانؑ کی غیر معمولی موت کے قصہ عجیب کا ذکرِ خاص۔

طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ

رہنے کو اور بخشنے والا رب۔ پھر انہوں نے نافرمانی کی پھر ہم نے ان پر سخت سیلاب بھیج دیا اور ہم نے ان

وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ

کے دونوں باغوں کے بدلے میں دو باغ بد مزہ پھل کے اور جھاؤ کے اور کچھ تھوڑی سی

مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ

بیریوں کے بدل دیے۔ یہ ہم نے ان کی ناشکری کا بدلہ دیا اور ہم ناشکروں ہی کو برا بدلہ

اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا

دیا کرتے ہیں۔ اور ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت رکھی تھی بہت سے

قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ۭ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا

گاؤں آباد کر رکھے تھے جو نظر آتے تھے اور ہم نے ان میں منزلیں مقرر کر دیں تھیں ان میں راتوں اور

اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

دنوں کو امن سے چلو۔ پھر انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہماری منزلوں کو دور دور کر دے اور انہوں نے

فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

اپنی جانوں پر ظلم کیا سو ہم نے انہیں کہانیاں بنا دیا اور ہم نے انہیں پورے طور پر پارہ پارہ کر دیا بے شک

لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ

اس میں ہر ایک صبر شکر کرنے والے کے لیے نشانیاں ہیں۔ اور البتہ شیطان نے ان پر اپنا گمان سچ کر

فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ

دکھایا سوائے ایمان داروں کے ایک گروہ کے سب اس کے تابع ہو گئے۔ حالانکہ ان پر اس کا کوئی زور

مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا

بھی نہیں تھا مگر یہی کہ ہم نے ظاہر کرنا تھا کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون اس سے شک میں پڑا ہوا

فِيْ شَكٍّ ۭ وَرَبُّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ ع

ہے اور تیرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔ کہہ دو اللہ کے سوا جن کا

زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ

تمہیں گھمنڈ ہے انہیں پکارو وہ نہ تو آسمان ہی میں ذرہ بھر اختیار رکھتے ہیں

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۵تا۱۹۔ قوم سبأ پر خدائی احسانات عظیم کا ذکر کرتے ہوئے انکی شدید کفرانِ نعمت کے نتیجہ میں مختلف خدائی عذاب اور گرفت و انتقام کا عبرت آمیز اظہار و بیان۔

۲۰۔ ابلیس (شیطان) کے انسانوں کو ورغلانے کے متعلق خدائی بارگاہ میں اعلانِ بغاوت کے وقوعی نتائج (شیطانی توقع کے مطابق نتیجہ) کا شکایاتی ذکر اور مومنین کی اتباعِ الٰہی کا توصیفی اظہار۔

۲۱۔ انسانوں پر شیطانی مداخلت و اثرات کی باطنی غرض کا تکوینی پیرائے (مخفی حکمت) سے بیان۔

وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ

اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان میں کچھ حصہ ہے اور نہ ان میں سے

مِّنْ ظَهِيرٍ ﴿٢٢﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتَّىٰ

اللہ کا کوئی مددگار ہے۔ اور اس کے ہاں سفارش نفع نہ دے گی مگر اسی کو جس کے لیے وہ اجازت دے گا

إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ

یہاں تک کہ جب ان کے دل سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا وہ کہتے

الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٢٣﴾ قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلِ

ہیں یہی بات فرمائی اور وہی عالیشان سب سے بڑا ہے۔ کہہ دو تمہیں آسمانوں اور زمین سے کون رزق

اللَّهُ وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾ قُلْ

دیتا ہے کہو اللہ اور بے شک ہم یا تم ہدایت پر ہیں یا صریح گمراہی میں۔ کہہ دو نہ تم پوچھے جاؤ گے اس کی

لَّا تُسْأَلُونَ عَمَّا أَجْرَمْنَا وَلَا نُسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٥﴾ قُلْ يَجْمَعُ

نسبت جو ہم نے جرم کیا ہے اور نہ ہم ہی پوچھے جائیں گے اسکی بابت جو تم کرتے ہو۔ کہہ دو ہم سب کو ہمارا

بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ﴿٢٦﴾ قُلْ

رب جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کرے گا اور وہی فیصلہ کرنے والا جاننے والا ہے۔ کہہ

أَرُونِيَ الَّذِينَ أَلْحَقْتُمْ بِهِ شُرَكَاءَ كَلَّا بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٧﴾

دو جنہیں تم نے اس سے شریک بنا کر ملا رکھا ہے مجھے بھی تو دکھاؤ بلکہ وہی اللہ غالب حکمت والا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ

اور ہم نے آپ کو جو بھیجا ہے تو صرف سب لوگوں کو خوشی اور ڈر سنانے کے لیے لیکن اکثر

النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ

لوگ نہیں جانتے۔ اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب ہے اگر تم

صَادِقِينَ ﴿٢٩﴾ قُلْ لَّكُمْ مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً

سچے ہو۔ کہہ دو تمہارے لیے ایک دن کا وعدہ ہے کہ جس سے نہ ایک گھڑی پیچھے ہو سکتے ہو

ع ۳ وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ ﴿٣٠﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْآنِ

اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو۔ اور کافر کہتے ہیں ہم اس قرآن پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اور نہ اس پر جو اس

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۲ تا ۲۳۔ کفار کے اعتقاداتِ فاسدہ کی تردید کے لیے ان کے مذعومہ (انکے گمان کے مطابق) معبودانِ باطلہ کی عدم قدرت و بے بسی کا اظہار اور بطورِ خاص فرشتوں کی خدائی اطاعتِ مطلقہ (بے چون و چرا اطاعت) کا صفاتِ خاصہ کے ذریعہ اعترافِ حق کا بیان۔

۲۴۔ آسمان و زمین سے عطائے رزق کے متعلق لاجواب سوال کے ذریعہ توحیدی اعتقاد کا اظہارِ خاص اور ہدایت و گمراہی کے مختلف نتائج کا حقیقت آمیز تنبیہاتی اظہار۔

۲۵۔ حقائق کے اظہار اور اتمام حجت کے بعد بھی حیل وحجت پر سخت تنبیہاتی جواب کا ذکر۔

۲۶۔ تمام قیل وقال کے حتمی فیصلہ کن مرحلہ کا تنبیہ خاص کے ذریعہ سے بیان۔

۲۷۔ تردیدِ شرک کے لیے خاص سوالیہ گرفت کا ذکرِ خاص اور اظہارِ حقیقت کا بیان۔

۲۸۔ خاتم الانبیاء کی عالمگیر نبوت کا صفاتِ خاص کے ذریعہ احسانی اظہار۔

۲۹ تا ۳۰۔ کفار کے وقوعِ قیامت کے حوالے سے بے جا سوال کا حقیقت آمیز اعتقادی جواب۔

وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ الظَّٰلِمُونَ مَوْقُوفُونَ

سے پہلے موجود ہے اور کاش آپ دیکھتے جب کہ ظالم اپنے رب کے حضور میں کھڑے کیے جائیں گے

عِندَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ

ایک ان میں سے دوسرے کی بات کو رد کر رہا ہوگا جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ ان سے کہیں گے

اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَآ أَنتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ

جو بڑے بنتے تھے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایمان دار ہوتے۔

الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوٓا أَنَحْنُ صَدَدْنَٰكُمْ عَنِ

جو لوگ بڑے بنتے تھے ان سے کہیں گے جو کمزور سمجھے جاتے تھے کیا ہم نے تمہیں

الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَآءَكُم ۖ بَلْ كُنتُم مُّجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ الَّذِينَ

ہدایت سے روکا تھا بعد اس کے کہ وہ تمہارے پاس آچکی تھی بلکہ تم خود ہی مجرم تھے۔ اور جو لوگ کمزور سمجھے

اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَآ

جاتے تھے وہ ان سے کہیں گے جو متکبر تھے بلکہ (تمہارے) رات اور دن کے فریب نے جب تم ہمیں

أَن نَّكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُۥٓ أَندَادًا ۚ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا

حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اللہ کا انکار کردیں اور اس کے لیے شریک ٹھیرائیں اور دل میں بڑے پشیمان

الْعَذَابَ ۚ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَٰلَ فِيٓ أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ

ہوں گے جب عذاب کو سامنے دیکھیں گے اور کافروں کی گردنوں میں ہم طوق ڈالیں گے جو کچھ وہ کیا

إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٣٣﴾ وَمَآ أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا

کرتے تھے اسی کا تو بدلہ پا رہے ہیں۔ اور ہم نے جس کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے

قَالَ مُتْرَفُوهَآ إِنَّا بِمَآ أُرْسِلْتُم بِهِۦ كَٰفِرُونَ ﴿٣٤﴾ وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ

دولتمندوں نے یہی کہا کہ تم جو لے کر آئے ہو ہم نہیں مانتے۔ اور یہ بھی کہا کہ ہم

أَمْوَٰلًا وَأَوْلَٰدًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿٣٥﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ

مال اور اولاد میں تم سے بڑھ کر ہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہ دیا جائے گا۔ کہہ دو میرا رب جس کے لیے

الرِّزْقَ لِمَن يَشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾ وَ ع ١٠

چاہتا ہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور کم کر دیتا ہے اور لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔ اور

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۱ تا ۳۳۔ کفار کا قرآن کریم اور سابقہ کتبِ سماوی (تورات، زبور، انجیل وغیرہ) کے برملا انکار کا ذکر اور روزِ قیامت ان کی بدحواسی میں باہمی طور پر بے موقع تنازعاتی (ایک دوسرے کے موردِ الزام ٹھہرانے کا مکالمہ) نیز مشاہدہ عذاب پر ان کی عبرتناک حالتِ زار کا تنبیہاتی اظہار وبیان۔

۳۴۔ ہر دور کے عیش پرست باغیانِ حق کا دعوتِ حق پر یکساں منفی ردعمل کے اظہار کا مذمتی ذکر۔

۳۵۔ ہر دور کے مالدار نافرمانوں کا اپنی معاشرتی برتری کے ناحق فخریہ اظہار کا ذکر۔

۳۶۔ رزق میں کمی بیشی کے متعلق اعتقادِ حق کا اظہار وبیان۔

مَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَىٰ إِلَّا مَنْ

تمہارے مال اور اولاد ایسی چیز نہیں جو تمہیں مرتبہ میں ہمارے قریب کر دے مگر جو

آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَ

ایمان لایا اور نیک کام کیے پس وہی لوگ ہیں جن کے لئے دگنا بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا اور

هُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ

وہی بالا خانوں میں امن سے ہوں گے۔ اور وہ جو ہماری آیتوں کے رد کرنے میں کوشش کرتے ہیں وہ

أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ﴿٣٨﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ

عذاب میں پکڑ کر حاضر کیے جائیں گے۔ کہہ دو بے شک میرا رب ہی اپنے بندوں میں سے

لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ

جسے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور جسے چاہے تنگ کر دیتا ہے اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرتے ہو سو

فَهُوَ يُخْلِفُهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٣٩﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ

وہی اس کا عوض دیتا ہے اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے

يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿٤٠﴾ قَالُوا سُبْحَانَكَ

گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہی ہیں جو تمہاری عبادت کیا کرتے تھے۔ وہ عرض کریں گے تو پاک

أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ ۖ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُمْ

ہے ہمارا تو تجھ سے ہی تعلق ہے نہ کہ ان سے بلکہ یہ شیطانوں کی عبادت کرتے تھے ان میں سے اکثر انہیں

بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ﴿٤١﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا

کے معتقد تھے۔ پھر آج تم میں سے کوئی کسی کے نفع اور نقصان کا مالک

ضَرًّا وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا

نہیں اور ہم ظالموں سے کہیں گے تم اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم

تُكَذِّبُونَ ﴿٤٢﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا

جھٹلایا کرتے تھے۔ اور جب انہیں ہماری واضح آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ محض ایسا شخص ہے

رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ وَقَالُوا مَا هَٰذَا

جو چاہتا ہے کہ تمہیں ان چیزوں سے روک دے جنہیں تمہارے باپ دادا پوجتے تھے اور (قرآن کی

خلاصہ مفہوم آیات مطابق آیت نمبر

۳۷۔ مال و اولاد کی کثرت کو خدائی قرب کا ذریعہ سمجھنے والے لوگوں کے نظریہ فاسد کی تردید اور قرب الٰہی کی اصل حقیقت نیز مقرب بندوں کے لیے خدائی اعزاز و انعام کا اظہار و بیان۔

۳۸۔ منکرین حق پر خدائی ناراضگی کے نتائج کا برہمی ذکر۔

۳۹۔ رزق میں کمی یا اضافہ کے حوالے سے حکمت آمیز اظہارِ حقیقت اور راہِ خدا میں خرچ کرنے کے فائدہ کا ترغیبی بیان۔

۴۰تا۴۱۔ روزِ قیامت جملہ مشرکین کی بارگاہِ الٰہی میں پیشی اور بطورِ خاص فرشتوں سے ان کی پرستش کے حوالے سے سوال جبکہ فرشتوں کیجانب سے اصل حقیقت کا صداقت بھرا عاجزانہ جوابی اظہار۔

۴۲۔ اس موقع پر مشرکین کے سامنے چشم کشا اظہارِ حقیقت اور کفار کو اپنے کیے کی سزا بھگتنے کے غضبیہ حکم کا بیان۔

إِلَّآ إِفْكٌ مُّفْتَرًى ۚ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ إِنْ
نسبت) کہتے ہیں کہ یہ محض ایک تراشا ہوا جھوٹ ہے اور کافروں نے حق کے متعلق کہا جب ان کے
هَٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٣﴾ وَمَآ ءَاتَيْنَٰهُم مِّن كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا وَمَآ
پاس آیا کہ یہ محض ایک صریح جادو ہے۔ اور ہم نے انہیں کوئی کتاب نہیں دی کہ وہ اسے پڑھتے ہوں اور
أَرْسَلْنَآ إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِن نَّذِيرٍ ﴿٤٤﴾ وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ
ہم نے ان کی طرف آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا۔ اور ان لوگوں نے بھی جھٹلایا جو ان سے پہلے تھے اور
وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ مَآ ءَاتَيْنَٰهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِى ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٥﴾ ع
یہ لوگ اس کے دسویں حصہ کو نہیں پہنچے جو ہم نے انہیں دیا تھا پس انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا پھر میرا کیسا
قُلْ إِنَّمَآ أَعِظُكُم بِوَٰحِدَةٍ ۖ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَٰدَىٰ ثُمَّ
عذاب ہوا۔ کہہ دو میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لیے دو دو ایک ایک کھڑے ہو کر غور
تَتَفَكَّرُوا ۚ مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ
کرو کہ تمہارے اس ساتھی کو جنون تو نہیں ہے وہ تمہیں ایک سخت عذاب آنے
يَدَىْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ﴿٤٦﴾ قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ
سے پہلے ڈرانے والا ہے۔ کہہ دو اس پر جو اجرت میں نے تم سے مانگی ہو وہ تمہارے ہی پاس رہے
إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ ﴿٤٧﴾ قُلْ
میری مزدوری تو اللہ ہی پر ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ کہہ دو
إِنَّ رَبِّى يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّٰمُ الْغُيُوبِ ﴿٤٨﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا
میرا رب سچا دین برسا رہا ہے اور وہ چھپی ہوئی چیزوں کو خوب جانتا ہے۔ کہہ دو حق آ گیا ہے اور جھوٹے
يُبْدِئُ الْبَٰطِلُ وَمَا يُعِيدُ ﴿٤٩﴾ قُلْ إِن ضَلَلْتُ فَإِنَّمَآ أَضِلُّ
معبود نہ پہلی بار پیدا کرتے ہیں اور نہ دوبارہ پیدا کریں گے۔ کہہ دو اگر میں غلط راستہ پر ہوں تو میری غلطی
عَلَىٰ نَفْسِى ۖ وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِىٓ إِلَىَّ رَبِّىٓ ۚ إِنَّهُۥ سَمِيعٌ
کا وبال مجھ ہی پر ہوگا اور اگر میں سیدھی راہ پر ہوں تو اسلیے کہ میرا رب میری طرف وحی کرتا ہے بے شک
قَرِيبٌ ﴿٥٠﴾ وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِن مَّكَانٍ
وہ سننے والا قریب ہے۔ اور کاش آپ دیکھیں جب کہ وہ گھبرائے ہوئے ہوں گے پس نہ بچ سکیں گے اور

خلاصہ مفہوم آیات بہ مطابق آیت نمبر

۴۳۔ کفار کے آپس میں خاتم الانبیاء ﷺ کے متعلق کیے گئے مختلف منفی تبصروں (بداعتقادی) کا مذمتی ذکر۔

۴۴۔ مشرکین مکہ کی جہالت ولاعلمی کے پس منظر کا تنبیہاتی ذکر۔

۴۵۔ ان کفار سے کہیں زیادہ (دس گنا زیادہ) طاقتور اور سرکش اقوامِ سابقہ کی ہلاکت وبربادی کا عبرتی اظہار۔

۴۶۔ کفار کو انفرادی (تنہائی) یا اجتماعی (باہم مل بیٹھ کر) دلائل حقہ میں غور وفکر کی دعوت اور اسکے نتیجہ صداقت کا حقیقت آمیز اظہار وبیان۔

۴۷۔ پیغمبر حق کے بے لوث جذبۂ حق کا ترغیبی ذکر۔

۴۸۔ علام الغیوب (مخفی حقائق سے آگاہ) ذات کی طرف سے غلبۂ حق کے نتیجہ خیز اقدامات کا حکمی ذکر۔

۴۹۔ مستقبل قریب و بعید (ہر دونوں حالات میں) غلبۂ حق اور مغلوبیتِ باطل (باطل کی شکست) کی خبر صادق (سچی خبر) کا اظہار۔

۵۰۔ ہدایت وضلالت (گمراہی) کے فکر انگیز نتائج کا حقیقت آمیز تجزیاتی (کسی شے کے حاصل وخلاصہ کا) اظہار وبیان۔

قَرِيبٍ ﴿٥١﴾ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ

پاس ہی سے پکڑ لیے جائیں گے۔ اور کہیں گے ہم اس (قرآن) پر ایمان لے آئے ہیں اور اتنی دور سے

بَعِيْدٍ ﴿٥٢﴾ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ

(ایمان کا) ان کے ہاتھ آنا کہاں ممکن ہے۔ حالانکہ پہلے تو اس کا انکار کرتے رہے اور بے تحقیق باتیں

مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ﴿٥٣﴾ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ

دور ہی دور سے ہانکا کرتے تھے۔ اور ان میں اور ان کی خواہش میں آڑ کر دی جائے گی جیسا کہ ان کے

ع ۱۲ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿٥٤﴾

ہم خیال لوگوں کے ساتھ اس سے پہلے کیا گیا بے شک وہ بھی حیرت انگیز شک میں پڑے ہوئے تھے۔

سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ ۔۔۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔۔۔ رُكُوْعَاتٌ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا

سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے فرشتوں کو رسول

اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ

بنانے والا ہے جن کے دو دو تین تین چار چار پر ہیں وہ پیدائش میں جو چاہے زیادہ کر دیتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١﴾ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ

بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ بندوں کے لیے جو رحمت کھولتا ہے

فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ۭ وَ

اسے کوئی بند نہیں کر سکتا اور جسے وہ بند کر دے تو اس کے بعد کوئی کھولنے والا نہیں

هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ

اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔ اے لوگو اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو تم پر ہے بھلا اللہ کے سوا کوئی اور

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ

بھی خالق ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہو

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڮ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٣﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ

اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں پھر کہاں الٹے جا رہے ہو۔ اور اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو آپ سے پہلے بھی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۱ تا ۵۴ ۔ روزِ محشر منکرینِ حق کی بدحواسی اور ہولناک مناظر کے نتائج و احوال کا تنبیہاتی و عبرتی ذکر۔

سورۃ فاطر

۱۔ خالق ارض و سماء کی تخلیقِ عجیب (فرشتوں کے مختلف روپ، رنگ ڈھنگ) وحکمت پر حمدیہ اظہار اور اسکی قدرتِ کاملہ کا بیان۔

۲۔ فتحِ خیر (خیر کا عطا کرنا) اور امساکِ خیر (بھلائی کو روک لینے) کے حوالے سے خدائی حکمتِ لطیف (مخفی تدبیر) کا اعتقادی اظہار و بیان۔

۳۔ خدائی انعامات و احسانات پر اظہار تشکر کا حکم اور عطائے رزق کے متعلق اعتقادی حقیقت کا بیان (عقیدہ توحید کا اظہار اور شرک کی پُر زور تردید)۔

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿۴﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ
کئی رسول جھٹلائے گئے اور اللہ ہی کی طرف سب کام لوٹائے جاتے ہیں۔ اے لوگو بے شک اللہ کا وعدہ
وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۖ وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ
سچا ہے پھر تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ باز دھوکا
الْغَرُورُ ﴿۵﴾ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو
نہ دے۔ بے شک شیطان تو تمہارا دشمن ہے سو تم بھی اسے دشمن سمجھو وہ تو
حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ﴿۶﴾ الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ
اپنی جماعت کو بلاتا ہے تاکہ وہ دوزخیوں میں سے ہو جائیں۔ جن لوگوں نے انکار کیا ان کے لیے سخت
شَدِيدٌ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ
عذاب ہے اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے انہیں کے لیے بخشش اور بڑا
كَبِيرٌ ﴿۷﴾ أَفَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا ۖ فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ ع ۱۲
اجر ہے۔ بھلا جس کے برے کام بھلے کر دکھائے ہوں پھر وہ ان کو اچھا بھی جانتا ہو (نیک کے برابر ہو
مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ
سکتا ہے) پھر اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے پھر آپ ان پر افسوس کھا
حَسَرَاتٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿۸﴾ وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ
کھا کر ہلاک نہ ہو جائیں کیوں کہ اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ اور اللہ ہی وہ ہے جو ہوائیں
الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَسُقْنَاهُ إِلَىٰ بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ
چلاتا ہے پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں پھر ہم اسے مرے ہوئے شہروں کی طرف چلاتے ہیں پھر ہم اس سے
الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ كَذَٰلِكَ النُّشُورُ ﴿۹﴾ مَن كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ
زمین کو مرنے کے بعد زندہ کرتے ہیں اسی طرح دوبارہ اٹھایا جانا ہے۔ جو شخص عزت چاہتا ہو سو اللہ ہی
فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ۚ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ
کے لیے سب عزت ہے اسی کی طرف سب پاکیزہ باتیں چڑھتی ہیں اور نیک عمل اس کو بلند کرتا ہے اور جو
يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَ
لوگ بری تدبیریں کرتے ہیں انہی کے لیے سخت عذاب ہے اور

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۔ تکذیبِ رسالت کے ہلاکت خیز نتائج کا باحوالہ تنبیہاتی ذکر۔

۵ تا ۶۔ خدائی وعدۂ برحق کو پیش نظر رکھنے اور شیطانی عداوت سے خبردار رہتے ہوئے اُسکی اتباع کے ہلاکت خیز نتائج کو فراموش نہ کرنے کا واعظانہ و تنبیہاتی اظہار و بیان۔

۷۔ باغیانِ حق اور فرمانبرداران حق کے الگ الگ نتائج کا تنبیہی و ترغیبی ذکر۔

۸۔ خطرناک باطنی مرض کی نشاندہی کا تنبیہی ذکر (کہ شیطانی اثرات اور وسوسوں کی وجہ سے بُرے اعمال کو انسان اچھائی سے تعبیر کرنے لگے یا نیکی و بدی کی تمیز ہی سلب ہونے لگے (معاذ اللہ) الف۔ گمراہی و ہدایت کے متعلق قانونِ خداوندی کا اظہار۔

ب۔ نیز آپ ﷺ کے لیے خصوصی تسلی کا بیان۔

۹۔ بقائے زندگی کے لیے خدائی عنایات (ذرائع و وسائل) کا احسانی اظہار اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کا مثالیاتی قیاس سے ثبوت کا بیان۔

فلسفۂ عزت وذلت

(زیر مطالعہ سورۃ فاطر آیت نمبر ۱۰)

ایک معاشرتی محاورہ ہے جو عام طور پر سننے کو ملتا ہے، مال ودولت جان پر قربان کی جاتی ہے۔اور عزت جان سے زیادہ قیمتی شے ہے،اس لئے جان عزت پر قربان کرنا پڑ جائے تو کر دی جائے۔ جاننا چاہیے کہ عزت کی حقیقت کیا ہے؟ عزت نام کی کوئی چیز ہے بھی سہی یا تصوراتی فکر ہے؟ اگر ہے تو کس کی ہے؟ کس کی نہیں؟ واضح رہے کہ عزت ایک ایسی حقیقت ہے جو دراصل دیگر صفات عظیم کی طرح خدائے عزوجل کی ذات کو روا ہے۔ اس کی شان کے لائق ہے۔عزت کے سارے خزانے بھی اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ یا پھر وہ عزت کا مستحق ہے جس کو وہ عظیم ذات نوازے۔وہ کون ہیں جو بارگاہ الٰہی میں لائق و مستحق عزت قرار پاتے ہیں؟ یہ ہمارا موضوع ہے جس کو سمجھنا از حد ضروری ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے،ترجمہ:۔ جو شخص بھی عزت کا طلبگار ہے وہ کان کھول کر سن لے (یا جان لے) کہ عزت ساری کی ساری اللہ پاک کیلئے ہی ہے (سورۃ فاطر آیت نمبر ۱۰)۔دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا، ترجمہ:۔ ساری عزتوں کا حقیقی مالک اللہ پاک ہی ہے (سورۃ یونس آیت نمبر ۶۵)۔ یہ دونوں آیات عزت کی اصل حقیقت واستحقاق کی نشاندہی کر رہی ہیں۔ البتہ پھر اللہ پاک نے مخلوقات میں سے فرشتوں ،انبیاء اور اپنے مومن بندوں کو عزت کا مستحق قرار دیا ہے۔فرمایا، ترجمہ:۔عزت اللہ پاک کے لئے ہے اس کے رسول کیلئے ہے اور مؤمنین کیلئے ہے (سورۃ المنافقون آیت نمبر ۸)۔جبکہ فرشتوں اور کل انبیائے کرام علیہم السلام کے حوالہ سے القاب عزت قرآن کے مختلف مقامات میں موجود ہیں یہ ہے وہ اصل حقیقت جس کا اظہار خدائے پاک نے اپنے کلام میں فرمایا ہے۔البتہ ایک آیت میں یہ بھی ارشاد فرمایا: ترجمہ:۔ کہو کہ اے اللہ، اے اقتدار کے مالک تو جسکو چاہتا ہے اقتدار بخشتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اقتدار چھین لیتا ہے۔ اور جسکو چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جسکو چاہتا ہے رسوا کر دیتا ہے،تمام تر بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ یقیناً آپ ہر چیز پر قادر ہیں (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲۶)۔ یہ وہ آیت ہے جو عام طور پر ہر وہ انسان حوالہ کے طور پر پیش کرتا ہے جس کو معاشرتی ومعاشی طور

پر ترقی ملتی ہے ۔لوگوں کی نظریں اپنے مال و دولت یا عہدے کے سبب با عزت سمجھا جاتا ہے خواہ وہ کیسا ہی کیوں نہ (عرف عام میں لوگ اسے باعزت کہتے اور سمجھتے ہیں) ان دو امور کی طرف انتہائی توجہ کی اشد ضرورت ہے کہ مال و دولت اور عہدہ واقتدار عنداللہ (اللہ پاک کے نزدیک) قابل عزت نہیں اور اصل فلسفہ عزت وذلت عنداللہ کیا ہے؟ سچ یہی ہے کہ خدائی فلسفہ عزت وذلت اور معاشرتی فلسفہ عزت وذلت کے مابین تضاد (واضح فرق) بلکہ برعکس ہے ۔لوگ جسے عزت کہتے یا سمجھتے ہیں وہ دینی معیار سے ہٹ کر ہے ۔تونتیجہ میں وہ باعث ذلت ٹھہرتی ہے۔ جبکہ جوانسان راہ خدا میں مصائب وتکالیف کے ساتھ معاشرتی بے عزتی کا شکار ہے لوگ اسے نفرت اور حقارت سے دیکھتے ہیں ۔طنزومزاح کا نشانہ بناتے ہیں ۔اقتصادی ومعاشی لحاظ سے وہ تنگ دستی وفقر سے دوچار رہتا ہے ۔ مزید یہ کہ وہ اپنے نظریہ حق پر کسی طرح کے سمجھوتہ کرنے کی بجائے استقامت کیساتھ سارے ایسے حالات کا سامنا کرتا رہتا ہے ۔ جولوگوں کی نظروں میں باعث ذلت سمجھے جاتے ہیں۔ وہ درحقیقت بارگاہ الٰہی میں اتنا مقبول وباعزت ہے کہ دنیا کی ساری نام نہاد عزتیں اس پر قربان کردی جائیں ۔آخرت میں اپنی انہی تکالیف ومصائب کی وجہ سے اس قدر اعزاز واکرام کا مستحق ٹھہرے گا کہ لوگ حسرت کریں گے کہ کاش دنیا میں وہ بھی راہ خدا میں اس سے زیادہ بے عزت کیے جاتے ۔قرآن مقدس میں جابجا مؤمنین صالحین کیلئے انعامات اخروی کا جہاں تذکرہ آتا ہے وہاں انکے لئے دنیوی اعمال کا حوالہ بھی ملتا ہے کہ یہ بدلہ ہوگا ان کے صبر کا (وغیرہ) توجوراہ حق میں جس قدر زیادہ ستایا گیا ہوگا آخر میں وہ اتنا ہی زیادہ باعث عزت قرار پائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ آخرت میں سب سے بلند مرتبہ پر انبیاء اور رسل ہونگے ۔ دوسرے نمبر پر صدیقین پھر شہدائے فی سبیل اللہ اور درجہ بدرجہ صلحاء اور مؤمنین ۔ پہلے تین درجات کے یہ عظیم انسان دنیا میں راہ حق میں جس قدر مصائب وتکالیف کا سامنا کر چکے ہیں قرآنی واقعات اور حقائق اس کے گواہ ہیں مزید بیان کی ضرورت نہیں ۔دنیوی عزت وجاہت میں آخری درجہ بادشاہ وقت کا ہوتا ہے ۔ قرآنی واقعات کی صداقت سے بڑھ کر کوئی تاریخی سچائی دنیا میں دستیاب نہیں ۔ جتنے ظالم متکبر منکرین حق بادشاہ (جن کا تذکرہ قرآن مقدس میں موجود ہے) گزرے ہیں ان کا انجام اتنا عبرتناک اور ذلت آمیز ہے کہ درس عبرت رکھنے والے پڑھتے اور سنتے ہوئے کانوں کو ہاتھ

لگاتے ہیں ۔ ان کے علاوہ ہر دور کے بعضے معروف ظالم وجابر متکبر حکمرانون کے انجام بد سے تاریخ عبرت سے بھری پڑی ہے۔ کیا یہ اپنے وقت میں لوگون کی نظروں میں سب سے زیادہ باعزت شمار نہیں کئے جاتے تھے؟ ۔ جن کے متعلق خود خالق کائنات عبرتی تنبیہ خاص سے سب کو جھنجھوڑتے ہوئے فرماتے ہیں، ترجمہ :۔ کیا آپ ان میں سے کسی ایک کی آہٹ یا بھنک محسوس کر (یا سن) سکتے ہیں ؟ (سورۃ مریم آیت نمبر ۹۸) مطلب آج ان کا نام ونشان تک مٹ چکا ہے یہ انجام ہے۔ اُس فلسفہ عزت کا جو لوگوں کے ہاں ترقی کی معراج سمجھا جاتا ہے۔ اور جس کے حصول کیلئے لوگ دن رات ایک کئے ہوئے ہیں۔ اور اس ظاہری عزت کے جملہ ذرائع کے حصول (مال ودولت /شہرت/ درجہ بدرجہ عہدہ واقتدار) کیلئے ایسے ایسے پاپڑ بیلتے نظر آتے ہیں کہ **الامان والحفیظ**۔ جہاں تک لوگوں اور معاشرہ میں معروف عزت واقتدار ملنے کے حوالہ سے قرآنی آیت ﴿**وتعز من تشاء وتذل من تشاء**﴾ (کہ اے رب تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے اس کے پس منظر (شان نزول) سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہ آیت علی الاطلاق (عمومی) عزت وذلت کے فلسفے کے متعلق نہیں بلکہ بیان کردہ اصلاحی مفہوم وتنبیہ خاص کے زمرہ میں نازل ہوئی تھی۔ اب ہر ظالم وجابر اور متکبر حکمران/ بادشاہ یہ کہے کہ یہ عزت واقتدار مجھے میرے رب نے عطا کیا ہے۔ یا کوئی حرام کی کمائی (سود/ کرپشن/ جملہ ناجائز ذرائع) پر بنی دولت کو خدائی عطا (بلکہ معاذاللہ فضل ربی) قرار دینا / سمجھنا شروع کردے تو اس مضحکہ خیز احمقانہ دلیل پر سوائے اظہار افسوس کے کیا کہا جاسکتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے، اقتدار معاشرتی عزت ، مال ودولت اور عرف عام کی مروجہ شہرت نہ معیار عزت ہے نہ عنداللہ ترقی ومقبولیت کی سند ہے ۔ بلکہ یہ سب چیزیں اگر کفر وشرک سمیت چل رہی ہیں تو انجام کار باعث عذاب وذلت ہیں ۔ اور ایمان واعمال صالحہ کی توفیق کے ساتھ بھی اگر یہ ذرائع عزت وشہرت عطا ہوئے ہیں تب بھی باعث امتحان اور خطرے سے خالی نہیں ہیں ۔ بلکہ دیندار لوگوں کیلئے ایسی سہولیات ونعمتوں کی فراوانی انتہائی فکر مندی کی خطرناک علامت سمجھنی چاہیے کہ حضرت عبدالرحمن ؓ بن عوف جیسے جلیل القدر (عشرہ مبشرہ میں شمار) صحابی دولت کے حصول ودستیابی پر آنسو بہاتے ہوئے تنبیہائی تجزیہ فرمارہے تھے کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے (دولت عطا کرکے) ہمیں دنیا میں ہی ہماری نیکوں کا صلہ تو عطا نہیں کردیا۔ (ہائے کس قدر حساس دل تھے امام الانبیاء

صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ یہ عظیم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین)۔

صحیح یہی ہے کہ جسے معاشرہ عزت سمجھتا ہے وہ عزت نہیں اس کے حصول کیلئے ہلکان ہونا (فضول جان کھپانا) ایسا ہی ہے جیسے کوئی شکاری بلی کو خرگوش سمجھ کر پیچھا کرتا رہے اور طویل بھاگ دوڑ کے بعد جب ہاتھ میں وہ شکار آئے تو پتہ چلے کہ میرا تو ہدف ہی غلط تھا۔ کوئی ایسے پیاسے شخص سے پوچھے کہ اس پر کیا گزرتی ہے جو سخت دھوپ میں سراب (چمکتی ریت) کو پانی سمجھ کر اسکے حصول کیلئے پر امید چلتا رہتا ہے کہ آگے جاکر پانی مل جائے گا۔ مگر جان بلب پیاسا آگے کچھ نہ پائے تو وہ آگے جانے کے قابل نہ پیچھے لوٹنے کی ہمت۔ ہماری طلب عزت کی ساری کاوشیں اسی پس منظر کی عکاس ہیں۔ لہذا ان کو ترک کرتے ہوئے حقیقی عزت کے حصول (اخروی اعزاز واکرام) کیلئے اپنی جان کھپانی چاہیے۔ جس کا نتیجہ یقیناً سراب اور دھوکہ سے خالی ہوگا۔ ان شاء اللہ الرحمن!

مَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ ﴿١٠﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ

ان کی بری تدبیر ہی برباد ہوگی۔ اور اللہ ہی نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تمہیں جوڑے بنایا

ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۚ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ

اور کوئی مادہ حاملہ نہیں ہوتی اور نہ وہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے

وَمَا يُعَمَّرُ مِن مُّعَمَّرٍ وَلَا يُنقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ

اور نہ کوئی بڑی عمر والا عمر دیا جاتا ہے اور نہ اس کی عمر کم کی جاتی ہے مگر وہ کتاب میں درج ہے بے شک یہ

ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١١﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ

بات اللہ پر آسان ہے۔ اور دو سمندر برابر نہیں ہوتے یہ ایک میٹھا پیاس بجھانے والا ہے کہ اسکا پینا

سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۖ وَمِن كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا

خوشگوار ہے اور یہ دوسرا کھاری کڑوا ہے اور ہر ایک میں سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو

وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۖ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ

جو تم پہنتے ہو اور تو جہازوں کو دیکھتا ہے کہ اس میں پانی کو پھاڑتے جاتے ہیں

لِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢﴾ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ

تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ اس کا شکر کرو۔ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے

وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي

اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے ہر ایک وقت مقرر تک

لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ

چل رہا ہے یہی اللہ تمہارا رب ہے اسی کی بادشاہی ہے اور جنہیں تم اس کے سوا پکارتے ہو

مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ ﴿١٣﴾ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا

وہ ایک گٹھلی کے چھلکے کے مالک نہیں۔ اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار کو نہیں سنتے اور اگر وہ سن بھی لیں

دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ

تو تمہیں جواب نہیں دیتے اور قیامت کے دن تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے اور تمہیں خبر رکھنے والے

ع بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴿١٤﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ

کی طرح کوئی نہیں بتائے گا۔ اے لوگو تم اللہ کی طرف محتاج ہو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۰۔ کفار کے مزعومہ (ان کے اپنے گمان کے مطابق) فلسفۂ عزت کی تردید اور حقیقی عزت کا نصیحت آمیز اظہار۔

الف۔ پاکیزہ کلام (ذکر اللہ، دعا، تلاوت قرآن وغیرہ) اور جملہ اعمال صالحہ کی قبولیت کے متعلق فکر انگیز اظہار۔

ب۔ منکرین حق کی اہل ایمان کے خلاف سازشی تدبیروں پر سخت گرفت و ہلاکت کا تنبیہاتی بیان۔

۱۱۔ انسانی تخلیق کے مختلف مراحل کا احسانی اظہار اور اس کے متعلق حقائق واقعہ کا اعتقادی اظہار و بیان۔

۱۲تا۱۳۔ خدائی آفاقی ومشاہداتی (تعجب خیز) نشانیوں اور مختلف انعاماتِ عظیم کا احسانی اظہار اور ان کے ذریعہ اعتقادِ حق (عقیدہ توحید کا ثبوت اور تردید شرک) کا مستدل (دلیل سے) بیان۔ نیز معبودانِ باطلہ کے حوالہ سے ان کی عدم قدرت (کسی شے کی قدرت وطاقت کا بالکل نہ ہونے) کا اعتقادی بیان۔

۱۴۔ معبودانِ باطلہ (لکڑی کے ہوں یا پتھروں سے تراشیدہ بت و بے جان مجسمے یا بے شک جاندار ہوں) کی ہر طرح سے بے بسی اور روزِ محشر ان کی طرف سے اظہار حقیقت کا ذکر (بس اک ذات علیم وخبیر ہی ہے جو سب حقائق کو واضح کرتی ہے)

إِلَى اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿١٥﴾ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ

اور اللہ بے نیاز تعریف کیا ہوا ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق

جَدِيدٍ ﴿١٦﴾ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿١٧﴾ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ

لے آئے۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں

أُخْرَىٰ ۚ وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ

اٹھائے گا اور اگر کوئی بوجھ والا اپنے بوجھ کی طرف بلائے گا تو اس کے بوجھ میں سے کچھ بھی اٹھایا نہ جائے گا

كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۗ إِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا

اگرچہ قریبی رشتہ داری ہو بے شک آپ انہی لوگوں کو ڈراتے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور

الصَّلَاةَ ۚ وَمَنْ تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿١٨﴾

نماز قائم کرتے ہیں اور جو پاک ہوتا ہے سو وہ اپنے ہی لیے پاک ہوتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ﴿١٩﴾ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ﴿٢٠﴾ وَ

اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہے۔ اور نہ اندھیرے اور نہ روشنی۔ اور

لَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ﴿٢١﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ

نہ سایہ اور نہ دھوپ۔ اور زندے اور مردے برابر نہیں ہیں بے شک

اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ ﴿٢٢﴾ إِنْ أَنْتَ

اللہ سناتا ہے جسے چاہے اور آپ انہیں سنانے والے نہیں جو قبروں میں ہیں۔ نہیں ہیں آپ

إِلَّا نَذِيرٌ ﴿٢٣﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ

مگر ڈرانے والے۔ بے شک ہم نے آپ کو سچا دین دے کر خوشخبری اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی

إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾ وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ

امت نہیں گزری مگر اس میں ایک ڈرانے والا گزر چکا ہے۔ اور اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو ان لوگوں نے بھی جھٹلایا

قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ

ہے جو ان سے پہلے ہوئے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلیلیں اور صحیفے اور کتاب روشن لے کر آئے۔

أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٢٦﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ ع ١٢ ١٥

پھر میں نے انہیں پکڑا جو منکر ہوئے پھر میرا عذاب کیسا ہوا۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۵ تا ۱۷۔ انسانوں کی محتاجی اور اللہ پاک کے غنی ہونے اور اس ذات کی قدرتِ کاملہ کا اعتقادی اظہار و بیان۔

۱۸ تا ۲۳۔ روزِ محشر ہر انسان کے الگ الگ محاسبہ اعمال کا حقیقت آمیز تنبیہاتی اظہار اور آپ ﷺ کے تبلیغی فرض منصبی کے فوائد و ثمرات کا تسلی آمیز ذکر نیز مشاہداتی و مثالیاتی حقائق کے ذریعہ آپ ﷺ کو تبلیغ حق کے فائدہ یا عدم فائدہ کے حوالہ سے نشاندہی کا فکر انگیز اظہار و تسلی (کہ آپ ﷺ کا کام پیغامِ حق سنا دینا ہے خواہ کوئی اس سے فائدہ اٹھائے یا نہ، اس کے متعلق آپ ﷺ سے کوئی باز پرس نہ ہوگی۔

۲۴۔ آپ ﷺ کے مقام رسالت اور فرضِ منصبی کا صفاتی طرز سے اظہار اور ہر بڑی قوم میں بلاواسطہ (انبیائے سابقین) و بالواسطہ (مبلغین حق و داعیان دین) پیغام الٰہی سنانے والے (ڈرانے والے) بھیجنے کا ذکر۔

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ

آسمان سے پانی اتارتا ہے پھر ہم اس کے ذریعے سے پھل نکالتے ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں

الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾

اور پہاڑوں میں مختلف رنگتوں کے کچھ تو سفید اور کچھ سرخ اور بہت سیاہ بھی ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ

اور اسی طرح آدمیوں اور زمین پر چلنے والے جانوروں اور چوپایوں کے بھی مختلف رنگ ہیں بے شک

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾

اللہ سے اس کے بندوں میں سے عالم ہی ڈرتے ہیں بے شک اللہ غالب بخشنے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا

بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور پوشیدہ اور ظاہر اس میں سے خرچ

رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ

کرتے ہیں جو ہم نے انہیں دیا ہے وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں کہ اس میں خسارہ نہیں۔ تا کہ اللہ

اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ وَالَّذِيْٓ

انہیں ان کے اجر پورے دے اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ دے بے شک وہ بخشنے والا قدر دان ہے۔ اور وہ

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ

کتاب جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے وہ ٹھیک ہے اس کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس

اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌ بَصِيْرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ

سے پہلے آ چکی بے شک اللہ اپنے بندوں سے باخبر دیکھنے والا ہے۔ پھر ہم نے اپنی کتاب کا ان کو وارث

اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ

بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض

وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾

ان میں سے میانہ رو ہیں اور بعض ان میں سے اللہ کے حکم سے نیکیوں میں پیش قدمی کرنے والے ہیں یہی تو اللہ کا

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ

بڑا فضل ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں وہ ان میں داخل ہوں گے انہیں وہاں سونے کے کنگن اور موتی

خلاصہ مفہوم آیات مطابق آیت نمبر

۲۷تا۲۸۔ غور و فکر کے ذریعہ دعوتی اسلوب (طریقہ) اور اثباتِ توحید کے مختلف مشاہداتی دلائل و مناظر قدرت کا فکر انگیز اظہار و بیان اور خدائی برحق نشانیوں پر اعتقاد کے ساتھ عملی طور خشیتِ الٰہی (خداخوفی) میں سب سے آگے بڑھنے والے طبقہ خاص (علماء صالحین) کا توصیفی ذکر نیز خدائی صفات کا امید افزا اظہار۔

۲۹تا۳۰۔ اطاعت شعار (فرمانبردار) لوگوں کی صفاتِ حسنہ کا توصیفی ذکر اور ان پر خدائی فضل و کرم کا احسانی اظہار۔

۳۱۔ حقانیت کتاب اللہ (قرآن کریم) کا تصدیقی اظہار و بیان اور صفاتِ الٰہیہ کا تنبیہاتی ذکر۔

۳۲۔ کتب سابقہ کے بعد آخری کتاب (قرآن کریم) کے منتخب علمی و عملی وارثین کے احوالِ مختلفہ کا فکر انگیز ذکر۔

لُؤۡلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمۡ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٣٣﴾ وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِيٓ أَذۡهَبَ
پہنائیں جائیں گے اور اس میں ان کا لباس ریشم کا ہوگا۔ اور وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے
عَنَّا الۡحَزَنَ ۖ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٣٤﴾ الَّذِيٓ أَحَلَّنَا دَارَ الۡمُقَامَةِ
غم دور کر دیا بے شک ہمارا رب بخشنے والا قدردان ہے۔ وہ جس نے اپنے فضل سے ہمیں سدا رہنے کی
مِنۡ فَضۡلِهِۦ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ ﴿٣٥﴾
جگہ میں اتارا جہاں ہمیں نہ کوئی رنج پہنچتا ہے اور نہ کوئی تکلیف۔
وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمۡ نَارُ جَهَنَّمَ ۖ لَا يُقۡضَىٰ عَلَيۡهِمۡ فَيَمُوتُوا وَ
اور جو منکر ہو گئے ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے نہ ان پر قضا آئے گی کہ مر جائیں اور نہ ہی ان سے اس
لَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمۡ مِنۡ عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجۡزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿٣٦﴾ وَهُمۡ
کا عذاب ہلکا کیا جائے گا اس طرح ہم ہر ناشکرے کو سزا دیا کرتے ہیں۔ اور وہ
يَصۡطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَآ أَخۡرِجۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا غَيۡرَ الَّذِي كُنَّا
اس میں چلائیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں نکال ہم نیک کام کریں برخلاف ان کاموں کے جو کیا
نَعۡمَلُ ۚ أَوَلَمۡ نُعَمِّرۡكُمۡ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنۡ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ
کرتے تھے کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں سمجھنے والا سمجھ سکتا تھا اور تمہارے پاس ڈرانے
فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنۡ نَصِيرٍ ﴿٣٧﴾ إِنَّ اللّٰهَ عَٰلِمُ غَيۡبِ السَّمَٰوَٰتِ ع ۱۶
والا آیا تھا پس مزہ چکھو پس ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کے غیب جانتا
وَالۡأَرۡضِ ۚ إِنَّهُۥ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٣٨﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمۡ
ہے بے شک وہ سینوں کے بھید خوب جانتا ہے۔ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں
خَلَٰٓئِفَ فِي الۡأَرۡضِ ۚ فَمَنۡ كَفَرَ فَعَلَيۡهِ كُفۡرُهُۥ ۖ وَلَا يَزِيدُ الۡكَٰفِرِينَ
قائم مقام بنایا پس جو کفر کرے گا اس کے کفر کا وبال اسی پر ہوگا اور کافروں
كُفۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ إِلَّا مَقۡتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الۡكَٰفِرِينَ كُفۡرُهُمۡ إِلَّا
کا کفران کے رب کے ہاں ناراضگی کے سوا اور کچھ نہیں، اور نہیں زیادہ کرتا کافروں پر ان کا کفر سوائے نقصان کے
خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلۡ أَرَءَيۡتُمۡ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِينَ تَدۡعُونَ مِنۡ دُونِ اللّٰهِ
کرتا۔ کہہ دو کیا تم نے اپنے ان معبودوں کو بھی دیکھا جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۳۔ مقربین و فائزین کے درجات عالیہ اور اکرام خاص کا احسانی اظہار۔

۳۴ تا ۳۵۔ مشاہدہ انعامات پر آخرت میں مؤمنین صالحین کی طرف سے اظہار حمد و تشکر (شکر ادا کرنے) کا اظہار۔

۳۶۔ مؤمنین کے برعکس کفار پر سخت خدائی عذاب و گرفت کا عبرتی اظہار و بیان۔

۳۷۔ جہنم میں کفار کی المناک چیخ و پکار اور بے موقع اطاعت و فرمانبرداری کی حسرتی فریاد اور جواب میں سخت خدائی سرزنش کا برہمی اظہار۔

۳۸۔ خدائی صفات خاصہ و کاملہ کا طرز خاص سے بیان۔

۳۹۔ انسانوں کو یکے بعد دیگرے خلافت ارضی کا (عمومی خلافت کہ پہلے لوگوں کے گزر جانے کے بعد دوسرے لوگوں کی سلسلہ وار آمد یا محدود مدت تک بدلتا اختیار و اقتدار کا) عطا ہونا اور انسانوں کی ناشکری و کفران نعمت کے انجام بد کا تنبیہاتی طرز سے ذکر۔

أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ أَمْ

مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے یا ان کا کچھ حصہ آسمانوں میں بھی ہے یا انہیں ہم نے

آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتٍ مِنْهُ ۚ بَلْ إِنْ يَعِدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ

کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اس کی سند رکھتے ہیں (نہیں) بلکہ ظالم آپس میں ایک دوسرے کو

بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا ﴿٤٠﴾ إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۚ

دھوکہ دیتے ہیں۔ بے شک اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے اس سے کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل

وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا

جائیں اور اگر وہ دونوں اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو ان کو کوئی بھی اس کے بعد روک نہیں سکتا بے شک وہ

غَفُورًا ﴿٤١﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ

بردبار بخشنے والا ہے۔ اور وہ اللہ کی پختہ قسمیں کھاتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی بھی ڈرانے والا آیا تو ہر

لَيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَا زَادَهُمْ

ایک امت سے زیادہ ہدایت پر ہوں گے پھر جب ان کے پاس ڈرانے والا آیا تو اس سے ان کو اور بھی

إِلَّا نُفُورًا ﴿٤٢﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ

نفرت بڑھ گئی۔ کہ ملک میں سرکشی اور بری تدبیریں کرنے لگ گئے اور بری تدبیر تو تدبیر کرنے والے

السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ

ہی پر الٹ پڑتی ہے پھر کیا وہ اسی برتاؤ کے منتظر ہیں جو پہلے لوگوں سے برتا گیا پس تو اللہ کے قانون میں

لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ﴿٤٣﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا

کوئی تبدیلی نہیں پائے گا اور تو اللہ کے قانوں میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔ کیا انہوں نے

فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوا

زمین میں سیر نہیں کی کہ وہ دیکھتے ان لوگوں کا کیسا برا انجام ہوا جو ان سے پہلے تھے اور

أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ

وہ ان سے زیادہ طاقتور تھے اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ اسے کوئی چیز آسمانوں میں

وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ﴿٤٤﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ

اور نہ زمین میں عاجز کر دے بے شک وہ جاننے والا قدرت والا ہے۔ اور اگر اللہ لوگوں سے ان کے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۰۔ توحید کے اثبات اور تردید شرک کا دلائل خاص کے ذریعہ سے تنبیہاتی لاجواب سوال کا ذکر اور مشرکین کے اعتقادی فساد کا مذمتی اظہار۔

۴۱۔ نظامِ کائنات کے غیر معمولی و منظم استحکام پر خدائی گرفت (قابو میں ہونے) کا پر ہیبت ذکر و بیان۔

۴۲۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی آمد سے قبل کفار و مشرکین کی اطاعت حق کے لیے حلفیہ عزائم کا ذکر اور بعد از آمد انکے منفی فکر و عمل کا مذمتی اظہار و بیان۔

۴۳۔ انکارِ حق کی وجوہاتِ فاسدہ کا مذمتی ذکر اور اس کے نتائج بد کے متعلق پہلے سے جاری غیر مُبدّل (تبدیل نہ ہونے والی) عادتِ الٰہیہ (قانون خداوندی) کا تنبیہاتی بیان۔

۴۴۔ منکرین حق کو پہلے سے ہلاک شدہ انتہائی طاقتور اقوام سابقہ سے عبرتی سبق حاصل کرنے کی بروقت ناصحانہ تنبیہ اور محاسبہ و گرفت کے متعلق خدائی قدرتِ کاملہ کا اعتقادی صفات خاصہ کے ذریعہ اظہار و بیان۔

بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ

اعمال پر گرفت کرتا تو سطح زمین پر کوئی جاندار نہ چھوڑتا لیکن وہ انہیں ایک وقت مقرر تک ڈھیل دیتا ہے

مُّسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ﴿٤٥﴾ ع ۵ ۱۷

پس جب انکا وقت مقرر آجائے گا تو بے شک اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے۔

سُورَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلَاثٌ وَثَمَانُونَ آيَةً وَخَمْسُ رُكُوعَاتٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يسٓ ﴿١﴾ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ﴿٢﴾ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٣﴾ عَلَىٰ

یٰس۔ قرآن حکمت والے کی قسم ہے۔ بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔ سیدھے

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٤﴾ تَنزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٥﴾ لِتُنذِرَ قَوْمًا

راستے پر۔ غالب رحمت والے کا اتارا ہوا ہے۔ تاکہ آپ اس قوم کو

مَّا أُنذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ ﴿٦﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ

ڈرائیں جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے سو وہ غافل ہیں۔ ان میں سے اکثر پر خدا کا فرمان

عَلَىٰ أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٧﴾ إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ

پورا ہو چکا ہے پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ بے شک ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں

أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُم مُّقْمَحُونَ ﴿٨﴾ وَجَعَلْنَا مِن

پس وہ ٹھوڑیوں تک ہیں سو وہ اوپر کو سر اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے

بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ

ان کے سامنے ایک دیوار بنادی ہے اور ان کے پیچھے بھی ایک دیوار ہے پھر ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے

فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿٩﴾ وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ

کہ وہ دیکھ نہیں سکتے۔ اور ان پر برابر ہے کیا آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں

تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾ إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ

وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ بے شک آپ اسی کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے اور بن دیکھے

خلاصہ مفہوم آیات مطابق آیت نمبر

۴۵۔ باغیانِ حق پر فوری گرفت نہ کرنے کا حکمتی طرز خاص سے اظہار اور وقت متعینہ پر ہی ان کے حتمی احتساب کا تنبیہاتی ذکر۔

سورۃ یٰس

۱ تا ۴۔ رموزِ کلام الٰہی سے آغاز اور حکمت والے مضبوط و مستحکم قرآن کی قسم کے ذریعے آپ ﷺ کی تصدیق رسالت اور صراطِ مستقیم پر ہونے کی زوردار شہادت کا ذکر۔

۵ تا ۶۔ پیغمبر برحق ﷺ کی تصدیق کے ساتھ قرآن مقدس پر مہر تصدیق کا بیان اور مقصد نزول کا حکمتی اظہار۔

۷۔ کفار کی اکثریت کے ایمان قبول نہ کرنے کے تکوینی فیصلے کا زور دار اظہار۔

۸ تا ۱۰۔ مسلسل حق سے اعراض، ضد و ہٹ دھرمی اور سرکشی و بغاوت کے تحت باطنی نتائج کا غضب آمیز اظہار و بیان (کہ قبول حق کی صلاحیت ہی سلب کر لی جائے جسکی وجہ سے کوئی نصیحت اور خیر خواہی اثر انداز نہ ہو سکے (معاذ اللہ)۔

سنت اور بدعت

(زیرِ مطالعہ سورۃ الفاطر آیت نمبر ۴۳)

قرآن کریم میں بھی لفظ سنت استعمال ہوا ہے فرمایا ﴿سنة الله﴾۔ سنتِ الٰہیہ بمعنیٰ عادت و قانون خداوندی ہے جہاں یہ لفظ استعمال ہوا ہے وہ سیاق و سباق کے حوالہ سے مختلف مطلب و مفہوم کا آئینہ دار ہے یہ لفظ طریقہ کار کے معنی میں (عرفِ عام میں) لیا جاتا ہے۔ اللہ پاک نے خاتم النبیین ﷺ کی اسوۂ حسنہ کو تا قیامت (بطورِ نمونہ حیات) پوری امتِ مسلمہ کے لیے رہنمائے ہدایت نافذ فرما رکھا ہے۔ اسوۂ حسنہ ہمہ جہتی ہدایت نامہ ہے جو تمام تر عقائد، عبادات، اعمال حسنہ، اخلاقیات، معاملات، سیاسیات، حکومت، قوانین وغیرہ سب امور کا احاطہ کیے ہوئے ہے فقط وضع قطع، رہن سہن اور کھانے پینے کی عاداتِ حسنہ یا اسکے حوالے سے مسنون دعاؤں کے اہتمام کا نام اسوۂ حسنہ رکھنا نظریاتی اعتبار سے فکری غلطی ہے۔ سنت اللہ بمعنیٰ عاداتِ الٰہیہ کا جملہ قرآن کریم میں تین چار مقامات پر آیا ہے وہ بھی قانون، طریقہ کار اور دستور کے مفہوم میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ سنت کا اصل مفہوم دستور العمل، قانون اور عملی طریقہ کار ہے۔ جو اللہ کے آخری پیغمبر و خاتم الانبیاء ﷺ کے ذریعہ امتِ مسلمہ کو جامع نظامِ حیات کی صورت میں عطا کیا گیا ہے افسوس کہ ہماری اکثریت (اس سنت) کے جامع مفہوم سے ناواقف ہے اور چند مخصوص عادات تک (جو عام طور پر کھانے پینے وغیرہ کی حد تک) اُس کو سمیٹ کر رکھ دیا گیا جو آپ ﷺ کے جامع طرزِ حیات کے برعکس ہے (مفہوم کے اعتبار سے) آپ سنت کا جامع مفہوم و مطلب سمجھنا چاہتے ہیں۔ تو مفسرین و محدثین سے پوچھیے جنہوں نے اس کی تشریح و توضیح کا درست انداز سے حق ادا کرنے اور پوری ترجمانی کرنے کی ممکنہ حد تک کمال کوشش کی ہے، محدثین نے تو عقائد و نظریات اور عبادات سے لیکر آخر تک سینکڑوں نہیں کئی ہزار ابواب اسی امر کی وضاحت میں قائم فرما دیے کہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کی جامعیت کا کوئی پہلو امتِ مسلمہ سے اوجھل نہ رہے یہ ہے اصل عشق رسول ﷺ جس کا فیض و سبق رہتی دنیا تک امتِ مسلمہ کو اتباع سنت کی صورت (صدقہ جاریہ کے طور پر) ملتا رہے گا۔ پھر فقہائے امت کا کمال عشقِ رسولؐ دیکھیے جنہوں نے خاتم الانبیاء ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور جامع سیرت کے ایک ایک پہلو پر اپنے اپنے فکر و نظر کے زاویہ میں تحقیقات کا

وہ دروازہ کھولا کہ ہر معاملہ میں جائز و ناجائز ہونے کا علم اور دلائل کی راہنمائی امتِ مسلمہ کے حصے میں آئی ورنہ (اس کے بغیر) امتِ مسلمہ کی عمومی جہالت مزید گمراہی کی تاریکیوں میں کھو جانے کا خطرہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فقہاء اُمت کو اپنی شایانِ شان جزائے عظیم عطا فرمائے کہ انہوں نے حلال وحرام (جائز و ناجائز) کے امتیاز کا وہ فریضہ سرانجام دیا کہ آج علمی تحقیقات میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ طور پر دستیاب ہو رہا ہے۔ یہ نکتہ انتہائی قابلِ غور ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جامع زندگی کے نظریاتی و عملی ترجمان وشارح (وضاحت کرنے والے) مفسرین، محدثین اور فقہائے کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کی وضاحت میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور ہر پہلو کے اعتبار سے سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجاگر و نمایاں کیا ہے، پیدائش سے لیکر مرنے تک امتِ مسلمہ کو رہنما اصول مرتب کر کے دکھلا دیے، ان کے وضع کردہ اصول وحقائق کی روشنی میں سنت اور بدعت میں امتیاز وفرق واضح ہو جاتا ہے۔ یاد رکھیے کہ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتباعِ شریعت کی عملی تفسیر ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور مبارک (آپ کی حیاتِ طیبہ) میں کونسی ایسی چیز ہے جو پیش نہ آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر قولاً یا عملاً راہنمائی نہ فرمائی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکمیلِ دین کی عظیم نعمت سے نوازا گیا، آج فقط وہ امور مجتہد فیہ جن میں علمائے فقہ کو اجتہاد کی روشنی میں وضاحت کی اجازت دی گئی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں اس طرح کی شکل میں موجود نہ تھے (مثلاً معاملات میں بینکنگ کا نظام، جدید معاشیاتی اصول وتجارتی صورتیں وغیرہ) جہاں تک عقائد وعبادات کا تعلق ہے وہ تو اجتہادی دائرہ اختیار سے باہر ہیں، کسی مجتہد کو بذریعہ اجتہاد کسی سنت کو بدعت میں بدلنے کی اجازت نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دورِ مبارک میں لوگ پیدا بھی ہوئے، اور وفات بھی پاتے رہے (یا شہید ہوئے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مریضوں کی تیمارداری فرمائی، وفات پانے والوں کے گھر میں جا کر تعزیت فرمائی، حضراتِ صحابہ کرامؓ کے نکاح ہوئے، شادیاں ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عملی طور پر سب معاملات میں رہنمائی کی۔ اب سوال یہ ہے کہ سنت یا شریعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال واعمال کی اتباع کا نام ہے، یا ہماری خود ساختہ رسومات وبدعات کا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین، صحابہ کرام، تابعین بعد میں فقہائے کرام، محدثین، مفسرین یہ حضراتِ دین کے حقائق اور سنتِ رسول اللہ کو زیادہ بہتر سمجھنے والے تھے یا ہم؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دین کامل کر دیا گیا یا کچھ (معاذ اللہ) ناقص چھوڑ دیا گیا تھا۔ جس کو آج کا جاہل ملاں کامل بنا رہا ہے (استغفر اللہ) ہمارا دین کامل (برحق) جس کی تکمیل

رسول اللہ کے دور میں ہو گئی تھی، بعد میں خلفائے راشدین وصحابہ کرام، تابعین اور فقہائے امت نے اس پر نہ صرف عمل کیا بلکہ اگلی نسلوں تک علمی وعملی لحاظ سے منتقل بھی کیا۔ کہیں بھی آپ کو قدیم کتب فقہ، کتبِ احادیث میں (کسی ایک بات میں بھی) ان رسومات اور بدعات کا وجود نظر نہیں آئیگا، جو آج (بذریعہ جاہل ملاؤں کے) جاری ہیں۔ اب دو ہی اصولی سوال ہیں یا تو کہا جائے کہ وہ طریقہ کار (سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) معاذ اللہ ناقص تھا اور ہمارا طریقہ کار (بدعت والا) زیادہ بہتر ہے (استغفراللہ) ظاہر ہے ایسا کہنے کی کوئی جرأت نہیں کرسکتا یا پھر تسلیم کرلیا جائے کہ اصل طریقہ (سنت رسول اللہ) وہی برحق تھا اور جو ہمارا طریقہ کار ہے وہ غلط (بدعت پر مبنی) ہے (اور اصل حقیقت بھی یہی ہے) اتباعِ شریعت کا دوسرا نام سنتِ رسول اللہ ہے اور اس کے برعکس خود ساختہ طریقہ کار (جن کو عبادت کے درجہ میں سمجھ کر اختیار کیا جاتا ہے) بدعت ہے یاد رہے کہ یہ سوال کہ رسول اللہ کے دور میں اس طرح کے مدارس ان میں اس طرح کے نصاب اور منظم تعلیمی طریقہ کار رائج نہ تھا جو آج سب چلا رہے ہیں، یہ بھی تو بدعت کے زمرہ میں آتا ہے۔ اس کا عام طور پر جواب علمی طریقہ سے دیا جاتا ہے کہ ایک ہے بدعت فی الدِّین دوسری صورت ہے بدعت للدِّین یاد رکھیے! علماء اور علم کی اصطلاحِ عام میں بدعت سے مراد ایسے امور ہیں، جن کا تعلق براہِ راست عبادات سے ہے اور ان کو عبادت یا عبادت کا اضافی حصہ سمجھ کر کیا جائے (یہ تعریف علمی الفاظ سے نہیں بلکہ فقط عام فہم مفہوم کے اعتبار سے کی جارہی ہے تا کہ مفہوم کا سمجھنا آسان ہو) ہمارے ہاں بدعات جو عبادت کے عنوان سے جاری ہیں جن کو جاہل ملاؤں نے عوام کے سامنے اس طرح لازمی حصہ کے طور پر دین میں شامل کرا دیا ہے کہ لوگوں کے ہاں اگر وہ طریقہ اختیار نہ کیا جائے تو وہ سمجھتے ہیں کہ دین کا اہم حصہ چھوڑ دیا گیا ہے وہ رسم نہیں سمجھتے بلکہ عبادت سمجھتے ہیں یہی اصل تحریف ہے اور سنت کی جگہ بدعت کا نظریاتی وعملی فروغ ہے جس کا سارا بوجھ جاہل واعظین اور ملاؤں کو اٹھانا پڑے گا۔ یہ تو امورِ بدعت کے حوالہ سے وضاحت کا پہلو ہے۔ علمائے فقہ نے تو یہاں تک کہا ہے کہ جو امر مستحب کے درجہ میں ہو اور لوگ اسے واجب کا درجہ دینا شروع کردیں تو اس کا ترک کر دینا (عوام کے سامنے) بہتر ہے تا کہ لوگ اسے کہیں لازم نہ سمجھنا شروع کریں۔ اس حوالہ سے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بڑے جامع انداز میں عوام کو سنت کے اہتمام اور بدعت سے دور رہنے کی زور دار تنبیہ فرمائی ہے۔ ترجمہ مکتوبات امام ربانیؒ دفتر دوم مکتوب نمبر ۵۴ وصول الی اللہ کا دوسرا راستہ (جو

ولایت سے بھی قریب تر ہے) اس فقیر کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی سنت کی پیروی کرنا ہے اور بدعت کے نام و رسم سے بھی اجتناب کرنا ہے۔ آدمی جب تک بدعت سیئہ (بری بدعت) کی طرح بدعتِ حسنہ سے بھی پرہیز نہ کرے اس دولت کی بُو بھی اس کے مشام جان تک نہیں پہنچ سکتی۔ یہ بات آج کل از بس دشوار ہے جہاں کا جہاں دریائے بدعت میں ڈوبا ہوا اور بدعت کی تاریکیوں میں آرام پکڑے ہوئے ہے کس کی مجال ہے کہ بدعت کی ممانعت کا دم مارے یا کسی صفت کو زندہ کرنے میں لب کشائی کرے اس دور کے اکثر علماء بدعات کو رواج دینے والے اور سنت کو مٹانے والے ہیں جو بدعتیں چاروں طرف پھیل گئی ہیں ان کو مخلوق کا تعامل سمجھ کر ان کے جواز بلکہ استحسان کا فتوٰی دیتے ہیں اور بدعات کی طرف لوگوں کی راہنمائی کرتے ہیں، حضرت مجدد الف ثانیؒ کی یہ زوردار اور فکر انگیز تنبیہ ہم سب کے لیے باعث سبق ہے (خصوصاً ان لوگوں کے لیے جو ان کی عقیدت کا خوب دم بھرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر عمل میں اتباع سنت نصیب فرمادے اور بدعات سے لازمی اجتناب کی توفیق عطا فرمادے۔ نیز سنت کے مقابلہ میں بدعات کو اختیار کرنے کے حوالہ سے آخرت میں اس کے خطرناک نتیجہ کو واضح کرنے کے لیے فقط ایک حدیث کے نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہوئے سب کو فکر مندی سے متوجہ کرنا مقصود ہے۔ حدیث کا ترجمہ: میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا، جو شخص میرے پاس آئے گا وہ اس کا پانی پیئے گا اور جو ایک بار پی لے گا، پھر اسے کبھی پیاس نہیں ہوگی۔ کچھ لوگ میرے پاس وہاں آئیں گے، جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، مگر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی جائے گی، میں کہوں گا کہ یہ تو میرے آدمی ہیں، مجھے جواب ملے گا کہ آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ یہ جواب سن کر میں کہوں گا: ''پھٹکار! پھٹکار! اُن لوگوں کیلئے جنہوں نے میرے بعد میرا طریقہ بدل ڈالا'' (متفق علیہ)۔

نظریات اور شخصیات کے حوالہ سے فکری حقیقت

(زیر مطالعہ سورۃ یٰسین آیت نمبر ۱۴ تا ۱۹)

اللہ تعالیٰ نے روزِ اول سے جس مستحکم حقیقت سے اپنے قائم کردہ نظامِ کائنات اور نظامِ اعتقادات کو لاگو فرمایا ہے وہ اپنے اسی قاعدے و اُصول سے نافذ العمل چلا آرہا ہے۔ ہر شئے میں جو تاثیر، فطرت، فوائد اور نقصانات کا قانون طے فرمادیا وہ بھی اسی حقیقت سے قائم ہے (اور رہے گا)۔ آسمان وزمین، سورج، چاند، ستارے، شجر و حجر (پہاڑ) اسی کے پیدا کردہ ہیں ان کی تاثیرات وفوائد یا ظاہری وباطنی نتائج بھی اُسی ذات ہی کے حکم سے مرتب شدہ ہیں۔حضرت آدم علیہ السلام واماں حوا سلام اللہ علیہا کے ذریعے جس انسانی وجود اور ہدایات کے سلسلہ کا آغاز ہوا وہ اپنے بالمقابل شیطانی فطرت کے تمام تر لوازمات سمیت زندہ چلا آرہا ہے۔ اورقرب قیامت میں اس ابلیسی نظام کے مکمل غالب آجانے پر وقوع قیامت بھی طے شدہ (تکوینی) فیصلہ ہے۔ سرِ دست ہمیں اس امر کا جائزہ لینا ہے کہ رزمِ حق وباطل کی معرکہ آرائی (خواہ نظریاتی ہو یا عملی) میں رحمانی قوتوں کے نمائندگانِ برحق (ہر دور کے اہل حق) اور ابلیسی گروہوں کی طرف سے برسرِ پیکار کفریہ طاقتوں کے مابین جو اعتقادی وفکری جدوجہد چلی آرہی ہے اس میں تاریخ حق (قرآن مقدس اور ثابت شدہ صحیح سند کے ساتھ کتب) کے بقول ہمیشہ مقدس شخصیات نظریات برحق پر قربان ہوتی رہی ہیں (اور ہوتی رہیں گی) کسی لمحے کسی عظیم ترین مقدس شخصیت (انبیاء ورُسل اور ہر دور کے مقربین صلحاء) کی خاطر نظریات (اعتقادی حقائق واصول دین) پر سمجھوتہ کرنے یا نرمی کا کوئی ادنیٰ سا پہلو بھی (ڈھونڈنے سے بھی) نہیں ملتا۔ انبیاء ورسل جیسی مقرب برگزیدہ شخصیات کے قتل ناحق پر قرآنی شہادت موجود ہے کہ ﴿ویقتلون النبیین بغیر حق﴾ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲۱) (باطل قوتوں کے نمائندگان انبیاء کو ناحق قتل کرتے رہے۔قرآن میں بیان کردہ انبیاء ورُسل اقوام سابقہ کے مابین نظریاتی (اعتقادی) کشمکش کے ضمن میں اس کی مثبت اورمنفی نتائج کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔جس سے ایک مشترکہ ثابت شدہ اصل کھل کر سامنے آتی ہے کہ کسی بھی لمحے کسی مقدس سے مقدس ترین عظیم ہستی کی خاطر قانون الٰہی (اعتقادی اُصول وقواعد کو)

معطل نہیں کیا گیا بلکہ چشمِ فلک نے بارہا اُن عظیم برگزیدہ شخصیات کو خاک وخون میں غلطاں دیکھا۔ الٹا باطل لوگوں کی طرف سے قتل ناحق پر جشن مناتے کے مناظر پائے گئے اور یہ سب کچھ قدرتِ حق کے مشاہدہ وعلم میں تھا۔ فوری طور پر نہ آسمان بدلا نہ زمین البتہ ایک حد سے آگے بڑھنے پر طے شدہ قانونِ الٰہی حرکت میں آیا اور مختلف اقوام کو مختلف قسم کے عذابوں کے ذریعے گرفت میں لے کر نشان عبرت بنا دیا گیا۔ ہر دور کے رزمِ حق وباطل کے انجام کار مختلف نتائج میں قوانین خداوندی (سنت اللہ) بہر حال قائم رہے۔ یہی مرکزی نقطہ فکر ہے اس ساری تمہید کا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے طے کردہ (نافذ شدہ اُصول) اعتقادی حقائق کس قدر عظمت واہمیت کے حامل چلے آرہے ہیں کہ حالات خواہ جیسے بھی رہے انبیاء ورُسل جیسے نفوس قدسیہ کو بھی نظریات برحق پر استقامت کے ساتھ چلتے رہنے کا برابر حکم دیا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ امام الانبیاء وخاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حکم دیا گیا﴿واستقم کما أمرت﴾(جو حکم دیا گیا ہے اس پر آپ بہر حال قائم رہیں)(سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۱۵)۔ گویا آخر لمحے تک کیلئے پیغام خداوندی نافذ العمل ہے کہ شخصیات کو نظریات برحق کے حوالہ سے کوئی استثنا حاصل نہیں کہ وقتی طور پر یا کسی مقدس شخصیت کی جان بچانے کیلئے اعتقادی حقیقت پر (نرمی یا مصلحت کے نام پر) سمجھوتہ کرلیا جائے، ہرگز نہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ انبیاء ورُسل پر جس قدر مصائب، امتحانات، صبر آزما حالات آئے وہ کوئی جعلی امتحانات کی مانند نہ تھے قتل (شہادت) سے بڑھ کر بھی کوئی آزمائش ہے؟ اِس کو تو ظاہری امتحان قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کسی نبی کو پیشگی طور پر آگاہ نہیں کیا گیا کہ آپ پر آنے والا امتحان فقط ظاہری ہے نتیجہ میں آپ کو کوئی نقصان یا غم نہیں پہنچے گا، آگ میں ڈالا گیا، بیٹے کو ذبح کرنے جیسے ابتلائی صورتحال میں بھلا کب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیشگی اطلاع دی گئی کہ نتیجہ کیا ہوگا؟ (وہ امتحان ہی کیا جس کا نتیجہ پہلے سے ہی بتلا دیا جائے)۔ صبر ایوب علیہ السلام اور دیگر انبیاء حضرت نوح علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام وغیرہ کے واقعات میں امتحانی صورتحال میں کوئی جعلی قسم کی کہانیاں تو (معاذ اللہ) نہیں۔ سب حالاتِ واقعیہ میں اُصول وقواعدِ خداوندی قائم رہے، انبیاء ورُسل اور ہر دور کے مصلحین دینِ حق پر قربان ہوتے رہے (بے گھر ہوئے، جلاوطن ہوئے، فقر وفاقہ کی صورتحال سمیت طویل عرصہ تک ابتلائی صورتحال سے دوچار رہے) کہیں تو خدائے لم یزل اپنے نافذ

کردہ نظام میں کوئی استثنا لاتے ہوئے (معاذاللہ) وقتی طور پر مصلحتی کفر وشرک اپنانے کا حکم دے کر ان عظیم شخصیات کو اپنی جان بچا لینے یا اُصول سے دستبردار ہونے کی تدبیری نرمی کی اجازت مرحمت فرما دیتے، ایسا ہرگز نہیں ہوا۔قصہ مختصر یہ ہے کہ اعتقادی حقائق سمیت پورے دین کے نظریاتی اُصول آج بھی شخصیات پر مقدم ہیں۔آج بھی یہی قانون الٰہی نافذ ہے ﴿فلن تجد لسنت اللہ تبدیلا﴾ پس تو اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا(سورۃ فاطر آیت نمبر ۴۳)۔کہ کبھی ایسا مرحلہ آجائے جب نظریات خطرے میں پڑے ہوئے ہوں اور اس کے بالمقابل کوئی وقت کی بڑی شخصیت کی جان بچانے کا مسئلہ درپیش ہوتو راہِ عزیمت یہی چلا آرہا ہے کہ نظریات کی حفاظت میں شخصیات کو قربان کرنے میں مت ہچکچاؤ۔افسوس ناک المیہ یہ ہے کہ آج ہم نے شخصیات کو اس طرح مقدس بنالیا ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ فلاں بڑی شخصیت نے یہ موقف اپنایا ہے تو گویا وہی نظریہ سچ ہوگا، ہرگز نہیں اُصول وحقائق مسلمہ حقیقت ہیں۔شخصیات نظریاتی حقائق کی تابع ہیں۔نظریات کبھی شخصیات کے تابع نہیں رہے۔جب کبھی کسی قوم نے اس فکری حقیقت کو توڑا تو اللہ پاک نے ان کی سخت ترین لب ولہجہ سے مذمت فرما کر ان کی باطل فکری کو غلط قرار دے دیا۔قرآن مقدس میں شخصیت پرست لوگوں کے حوالہ سے ارشاد باری ہے :ترجمہ:۔انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ہے (سورۃ التوبہ آیت نمبر ۳۱)۔اس آیت کے نزول پر حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا تھا کہ ہم نے تو کبھی اپنے علماء واحبار (مقدس بزرگ شخصیات کو) اللہ کے سوا رب (خدا) کا درجہ نہیں دیا تو آپ ﷺ نے جو جواب دیا وہ آج بھی شخصیات پرست لوگوں کے منہ پر نظریاتی طمانچے کی مانند ہے (حوالہ از معالم العرفان)۔یہ نظریاتی وفکری تنبیہ دائمی حقیقت پر مبنی اُصولی رہنمائی ہے کہ دینی حقائق ونظریات کے بالمقابل شخصی اتباع کی ہرگز اجازت نہیں خواہ وہ اعتقادی فکر سے ہو یا اصلاح نظریہ کے تحت۔اصل قانون یہ ہے کہ دیکھو کیا کہہ رہا ہے کس حوالے سے بات کررہا ہے، سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹ بول رہا ہے۔سچ ہے تو قبول کرو، جھوٹ ہے تو رد کردو۔اس فکری اُصول سے روگردانی کا نتیجہ بدعام طور سے یہی دیکھنے کو ملے گا کہ طویل عرصے تک ناحق شخصی خول پر مبنی صحبتوں کے نتائج میں نظریات حق قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ صلحاء برحق کی صحبتوں سے بھی دوری اختیار کرلی

جائے (خدانخواستہ ایسا ہر گز نہیں) بلکہ ناحق نظریات کی حامل شخصی صحبتوں سے دور رہ کر نظریات برحق کے داعی مصلحین بزرگان دین کی صحبتوں کو اختیار کیا جائے کیونکہ وہ اپنے آپ کی بجائے دین برحق ونظریات پر چلنے کی راہ دکھاتے ہیں ان کی صحبت میں بیٹھ کر اصلاح احوال کا حکم خود خدائے لم یزل نے دیا ہے، ترجمہ:۔اے ایمان والواللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو (سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۱۹)۔ صادقین کون ہیں ہر دور کے ایسے علماء صلحاء ومشائخ جو عقائد صحیحہ واعمال صالحہ کی راہ دکھاتے ہیں باعمل ومتقی لوگ ہیں ۔شرک، کفر اور بدعت کی راہوں سے ہٹا کر سنت حسنہ کی تقلید خود بھی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اسی اساسی فکر کی راہ دکھانے کی جدوجہد کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مذکورہ نظریاتی حقیقت کو سمجھنے، ماننے اور اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝۱۱ اِنَّا نَحْنُ
رحمٰن سے ڈرے پس خوشخبری دے دو اس کو بخشش اور اجر کی جو عزت والا ہے۔ بے شک ہم
نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ (وقف غفران)
ہی مردوں کو زندہ کریں گے اور جو انھوں نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا اس کو لکھتے ہیں اور ہم نے ہر چیز
(ع ۱۲ / ۱۸) اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۲ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ
کو کتاب واضح (لوح محفوظ) میں محفوظ کر رکھا ہے۔ اور ان سے بستی والوں کا حال مثال کے طور پر بیان
(وقف لازم) الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَاۗءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝۱۳ ۚ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ
کر جب کہ ان کے پاس رسول آئے۔ جب ہم نے ان کے پاس دو کو بھیجا انھوں نے
فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝۱۴ قَالُوْا
ان کو جھٹلایا پھر ہم نے تیسرے سے مدد کی پھر انہوں نے کہا ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ انہوں نے
مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ
کہا تم کچھ اور نہیں ہو مگر ہماری طرح انسان ہو اور رحمٰن نے کوئی چیز نہیں اتاری تم اور کچھ نہیں ہو مگر
اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝۱۵ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝۱۶
جھوٹ بول رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں۔
وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝۱۷ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ
اور ہمارے ذمے کھلم کھلا پہنچا دینا ہی ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے تو تمہیں منحوس سمجھا ہے اگر تم باز نہ آؤ
تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۸ قَالُوْا
گے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور تمہیں ہمارے ہاتھ سے ضرور دردناک عذاب پہنچے گا۔ انہوں نے کہا
طَاۗىِٕرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَىِٕنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝۱۹
تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہے کیا اگر تمہیں نصیحت کی جائے (تو اسے نحوست سمجھتے ہو) بلکہ تم حد سے
وَجَاۗءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا
بڑھنے والے ہو۔ اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا کہا اے میری قوم رسولوں کی
الْمُرْسَلِيْنَ ۝۲۰ ۙ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔـلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۲۱
پیروی کرو۔ ان کی پیروی کرو جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے اور وہ ہدایت پانے والے ہیں۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۱۔ قبولِ حق کی طرف رغبت رکھنے والے خدا خوف لوگوں پر نصائح کے اثر انداز ہونے اور اس پر خدائی بشارت وحوصلہ افزائی کا احسانی اظہار۔

۱۲۔ جزائے خیر و شر کیلئے انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے کا حکیمانہ ذکر اور انسانوں کے ہر عمل کی ثبوت سمیت پوری نگرانی کا تنبیہاتی اظہار۔

۱۳ تا ۲۱۔ اک بستی خاص کے لوگوں کا خدائی پیغام رسانوں کی دعوتِ حق پر ان سے بغاوت، سرکشی اور انکی سخت ترین مخالفت کے حوالے سے واقعہ خاص کا قدرے تفصیلی، نصیحت آمیز وعبرتی ذکر، تین پیغام رسانِ حق کی مخصوص بستی میں آمد، لوگوں کی اصلاح کیلئے خیر خواہانہ وعظ ونصیحت، جواب میں لوگوں کے اُن پر بے جا اعتراضات، تکذیبی و دھمکی آمیز رویہ کا باغیانہ اظہار، اس پر بستی کے رجل صالح (نیک انسان کی) ناصحانہ مداخلت اور قوم کو پیغمبرانِ حق کی مخالفت کی بجائے اتباع کی تلقین کا ذکر۔

وَمَالِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝٢٢ ءَأَتَّخِذُ مِن
اور میرے لیے کیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ
دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً إِن يُرِدْنِ الرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّي شَفَٰعَتُهُمْ
گے۔ کیا میں اس کے سوا اوروں کو معبود بناؤں کہ اگر رحمٰن مجھے تکلیف دینے کا ارادہ کرے تو ان کی سفارش کچھ
شَيْـًٔا وَلَا يُنقِذُونِ ۝٢٣ إِنِّيٓ إِذًا لَّفِي ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ۝٢٤ إِنِّيٓ ءَامَنتُ
بھی میرے کام نہ آئے اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں۔ بے شک تب میں صریح گمراہی میں ہوں گا۔ بے شک میں
بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ ۝٢٥ قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۖ قَالَ يَٰلَيْتَ قَوْمِي
تمہارے رب پر ایمان لایا پس میری بات سنو۔ کہا گیا جنت میں داخل ہو جا اس نے کہا اے کاش! میری
يَعْلَمُونَ ۝٢٦ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ۝٢٧ وَمَآ
قوم بھی جان لیتی۔ کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے عزت والوں میں کر دیا۔ اور
أَنزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِۦ مِنۢ بَعْدِهِۦ مِن جُندٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا
ہم نے اس کی قوم پر اس کے بعد کوئی فوج آسمان سے نہ اتاری اور نہ ہم اتارنے
مُنزِلِينَ ۝٢٨ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَٰحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَٰمِدُونَ ۝٢٩
والے تھے۔ صرف ایک ہی چیخ تھی کہ جس سے وہ بجھ کر رہ گئے۔
يَٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِۦ
کیا افسوس ہے بندوں پر ان کے پاس ایسا کوئی بھی رسول نہیں آیا جس سے انہوں نے
يَسْتَهْزِءُونَ ۝٣٠ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ
ہنسی نہ کی ہو۔ کیا یہ نہیں دیکھ چکے کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا وہ ان کے
إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝٣١ وَإِن كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝٣٢ ع وَ
پاس لوٹ کر نہیں آئے۔ اور سب کے سب ہمارے پاس حاضر ہیں۔ اور
ءَايَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَٰهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ
ان کے لیے خشک زمین بھی ایک نشانی ہے جسے ہم نے زندہ کیا اور اس سے اناج نکالا جس سے
يَأْكُلُونَ ۝٣٣ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّٰتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَٰبٍ وَفَجَّرْنَا
وہ کھاتے ہیں۔ اور اس میں ہم نے کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے اور ان میں

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۲ تا ۲۵۔ اُس رجل صالح کی قوم کے سامنے جرأتمندانہ تبلیغ اور ٹھوس عقاید حقہ کا زوردار اظہار۔

۲۶ تا ۲۷۔ (قوم کی اس رجل صالح پر بے رحمانہ یلغار کے نتیجہ میں شہادت پر) اس کیلئے داخلۂ جنت کی فوری عظیم بشارت کا احسانی اظہار جس پر اسکا (بعد از مشاہدہ انعاماتِ جنت) قوم کیلئے حسرت آمیز دردِ دلی کا اظہار (کہ کاش قوم کو تائیدِ حق پر خدائی اکرام کا کسی طرح علم ہو جائے تو وہ بھی توبہ تائب ہو کر راہِ حق پر آجائیں)۔

۲۸ تا ۳۰۔ اس وقت کے منکرین حق پر سخت خدائی گرفت کا عبرت آمیز تجزیہ و تنبیہاتی اظہار نیز اس قوم کے اپنے وقت میں رسولوں سے استہزائی (گستاخانہ) رویہ کے نتیجہ پر اظہار افسوس کا ذکر۔

۳۲۔ اقوامِ سابقہ کی ہلاکت و بربادی اور پھر آخرت میں انکی بارگاہِ الٰہی میں اجتماعی واحتسابی پیشی کا تنبیہی ذکر۔

فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ ﴿٣٤﴾ لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ
چشمے جاری کیے۔ تاکہ وہ اس کے پھل کھائیں اور یہ چیزیں ان کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی نہیں ہیں پھر
أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٣٥﴾ سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنبِتُ
کیوں شکر نہیں کرتے۔ وہ ذات پاک ہے جس نے زمین سے اگنے والی چیزوں کو گونا گوں بنایا اور خود ان
الْأَرْضُ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾ وَآيَةٌ لَّهُمُ اللَّيْلُ
میں سے بھی اور ان چیزوں میں سے بھی جنہیں وہ نہیں جانتے۔ اور ان کے لیے رات بھی ایک نشانی ہے
نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُم مُّظْلِمُونَ ﴿٣٧﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا
کہ ہم اس کے اوپر سے دن کو اتار دیتے ہیں پھر ناگہاں وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔ اور سورج
ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٣٨﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ
اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے یہ زبردست خبردار کا اندازہ کیا ہوا ہے۔ اور ہم نے چاند کی منزلیں
كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ﴿٣٩﴾ لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ
مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہ سورج کی مجال ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور
وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿٤٠﴾ وَآيَةٌ لَّهُمْ
نہ رات ہی دن سے پہلے آ سکتی ہے اور ہر ایک آسمان میں تیرتا پھرتا ہے۔ اور ان کے لیے یہ بھی
أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿٤١﴾ وَخَلَقْنَا لَهُم مِّن مِّثْلِهِ
نشانی ہے ہم نے ان کی نسل کو بھری کشتی میں سوار کیا۔ اور اُن کے لیے اسی طرح کی اور بھی چیزیں بنائی ہیں جن
مَا يَرْكَبُونَ ﴿٤٢﴾ وَإِن نَّشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنقَذُونَ ﴿٤٣﴾
پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم چاہتے تو انہیں ڈبو دیتے پھر نہ اُن کا کوئی فریادرس ہوتا اور نہ وہ بچائے جاتے۔
إِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ﴿٤٤﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا
مگر یہ ہماری مہربانی ہے اور انہیں ایک مدت تک فائدہ دینا ہے۔ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اپنے
بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٤٥﴾ وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ
سامنے اور پیچھے آنے والے عذاب سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور اُن کے پاس اُن کے پروردگار کی
آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿٤٦﴾ وَإِذَا قِيلَ
کوئی نشانی نہیں آتی مگر اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۳ تا ۳۶۔ روزمرہ مشاہداتی نشانیوں کے ذریعہ موت و حیات کے فلسفہ کو آسان فہم طریقے سے سمجھانے کا فکر انگیز اظہار اور بندوں پر خدائی انعاماتِ عظیم کا احسانی اظہار۔

۳۷ تا ۴۱۔ مزید مشاہداتی آفاقی دلائل کا احسانی ذکر (جملہ دلائل توحیدِ باری تعالیٰ کا تبین (واضح) ثبوت ہیں۔

۴۲۔ کشتی جیسی دیگر سواریوں (اونٹ، گھوڑے، خچر وغیرہ مزید آج کل کی جملہ جدید سواریاں) کے استعمال کا احسانی بیان۔

۴۳ تا ۴۴۔ عطا شدہ نعمت (کشتی) کے ذریعہ ہی عذابی گرفت میں لے لینے اور خدائی فضل و کرم کے بغیر کسی کے بچ نہ سکنے کا تنبیہاتی اظہار۔

۴۵۔ مستقبل قریب و بعید میں خدائی (احتسابی) گرفت کو پیش نظر رکھنے کا تنبیہاتی بیان۔

۴۶۔ کفار کے مسلسل اعراضِ حق کا مذمتی اظہار۔

لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
کہ اللہ کے رزق میں سے کچھ خرچ کیا کرو تو کافر ایمانداروں سے کہتے ہیں کیا ہم اسے کھلائیں کہ اگر اللہ
اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾
چاہتا تو خود اسے کھلا سکتا تھا تم جو ہو تو صاف گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ مَا يَنْظُرُوْنَ
اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو۔ وہ صرف ایک چیخ ہی کا انتظار کر رہے ہیں
اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
جو انہیں آ لے گی اور وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے۔ پس نہ تو وہ وصیت کر سکیں گے
تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ ع ۱۸ ۲
اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس جا سکیں گے۔ اور صور پھونکا جائے گا تو وہ فوراً اپنی قبروں سے نکل کر
مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ
اپنے رب کی طرف دوڑے چلے آئیں گے۔ کہیں گے ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے
مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ
اٹھایا یہی ہے جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔ وہ تو صرف
اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَالْيَوْمَ
ایک ہی زور کی آواز ہوگی پھر وہ سب ہمارے سامنے حاضر کیے جائیں گے۔ پھر اس دن
لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ
کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور تم اسی کا بدلہ پاؤ گے جو کیا کرتے تھے۔ بے شک بہشتی اس دن مزہ
الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى
سے دل بہلا رہے ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے
الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾
ہوئے بیٹھے ہوں گے۔ اُن کے لیے وہاں میوہ ہوگا اور انہیں ملے گا جو وہ مانگیں گے۔
سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾
پروردگار نہایت رحم والے کی طرف سے انہیں سلام فرمایا جاوے گا۔ اے مجرمو! آج الگ ہو جاؤ۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۷۔ انفاق کی ترغیب پر کفار کی منفی سوچ اور پست ذہنیت کا مذمتی ذکر۔

۴۸تا۵۰۔ وقوع قیامت کے متعلق کفار کے (منفی) سوال کا زور دار طرز سے تنبیہاتی جواب۔

۵۱تا۵۴۔ وقوع قیامت کے بعض ہولناک احوال کی منظر کشی کا تنبیہی ذکر۔

۵۵تا۵۸۔ روز محشر اہل جنت پر خصوصی انعاماتِ الٰہیہ کا احسانی اظہار و بیان۔

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَٰبَنِىٓ ءَادَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا۟ ٱلشَّيْطَٰنَ ۖ إِنَّهُۥ لَكُمْ
اے آدم کی اولاد! کیا میں نے تمہیں تاکید نہ کر دی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا صریح
عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنِ ٱعْبُدُونِى ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ
دشمن ہے۔ اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہ سیدھا راستہ ہے۔ اور البتہ
أَضَلَّ مِنكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا۟ تَعْقِلُونَ ﴿٦٢﴾ هَٰذِهِۦ جَهَنَّمُ
اُس نے تم میں سے بہت لوگوں کو گمراہ کیا تھا کیا پس تم نہیں سمجھتے تھے۔ یہی دوزخ ہے جس کا تم سے
ٱلَّتِى كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٦٣﴾ ٱصْلَوْهَا ٱلْيَوْمَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٦٤﴾ ٱلْيَوْمَ
وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اس میں داخل ہو جاؤ اس کے بدلے جو تم کفر کیا کرتے تھے۔ آج
نَخْتِمُ عَلَىٰٓ أَفْوَٰهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا
ہم اُن کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ہمارے ساتھ اُن کے ہاتھ بولیں گے اور اُن کے پاؤں شہادت
كَانُوا۟ يَكْسِبُونَ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰٓ أَعْيُنِهِمْ فَٱسْتَبَقُوا۟ ٱلصِّرَٰطَ
دیں گے اس پر جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور اگر ہم چاہیں تو اُن کی آنکھیں مٹا ڈالیں پس وہ راستہ کی طرف
فَأَنَّىٰ يُبْصِرُونَ ﴿٦٦﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنَٰهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا ٱسْتَطَٰعُوا۟
دوڑیں پھر وہ کیوں کر دیکھ سکیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی صورتیں ان کی جگہوں پر مسخ کر دیں پس نہ وہ
مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ﴿٦٧﴾ وَمَن نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِى ٱلْخَلْقِ ۖ أَفَلَا
آگے چل سکیں اور نہ ہی واپس لوٹ سکیں۔ اور ہم جس کی عمر زیادہ کرتے ہیں بناوٹ میں اسے الٹا
يَعْقِلُونَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَّمْنَٰهُ ٱلشِّعْرَ وَمَا يَنۢبَغِى لَهُۥٓ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ
گھٹاتے چلے جاتے ہیں کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے۔ اور ہم نے نبی کو شعر نہیں سکھایا اور نہ یہ اس کے مناسب ہی
وَقُرْءَانٌ مُّبِينٌ ﴿٦٩﴾ لِّيُنذِرَ مَن كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ ٱلْقَوْلُ عَلَى
تھا یہ تو صرف نصیحت اور واضح قرآن ہے۔ تاکہ جو زندہ ہے اسے ڈرائے اور کافروں پر الزام
ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿٧٠﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا۟ أَنَّا خَلَقْنَا لَهُم مِّمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَآ أَنْعَٰمًا
ثابت ہو جائے۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان کے لیے اپنے ہاتھوں سے چار پائے بنائے جن
فَهُمْ لَهَا مَٰلِكُونَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنَٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا
کے وہ مالک ہیں۔ اور انہیں ان کے بس میں کر دیا ہے پھر ان میں سے کسی پر چڑھتے ہیں اور کسی کو کھاتے

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۹ تا ۶۵۔ روزِ قیامت مجرمین (منکرین حق) کی اہلِ حق سے جداگانہ وامتیازی جماعت بندی (الگ الگ صفیں) اور ان پر (کفار پر) سخت خدائی سرزنش وطنز آمیز (تکلیف دہ) گرفت کا برہمی اظہار وبیان۔

۶۶ تا ۶۷۔ دنیا میں ہی ممکنہ خدائی گرفت وسزا کا تنبیہاتی اظہار۔

۶۸۔ خود انسان کو اپنی ابتدائی وانتہائی حالت پر ہی غور کر لینے کا ناصحانہ تنبیہی مشورہ۔

۶۹ تا ۷۰۔ مشرکین کے بے جا الزام کا حقیقت آمیز جواب اور مقصدِ نزولِ قرآن کا حکمتی اظہار۔

۷۱ تا ۷۳۔ خالص خدائی قدرت سے پیدا شدہ مختلف جانوروں اور ان کے فوائدِ کثیرہ کا احسانی اظہار وبیان۔

يَأْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوْا

ہیں۔ اور اُن کے لیے ان میں اور بہت سے فائدے اور پینے کی چیزیں ہیں پھر کیوں شکر نہیں کرتے۔

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ

اور اللہ کے سوا انہوں نے اور معبود بنا رکھے ہیں تا کہ وہ اُن کی مدد کریں۔ وہ اُن کی مدد نہیں کر سکیں گے اور وہ اُن کے

وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا (وقف لازم)

حق میں ایک فریق (مخالف) ہوں گے جو حاضر کیے جائیں گے۔ پھر آپ ان کی بات سے غمزدہ نہ ہوں بے

يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٦﴾ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ

شک ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ کیا آدمی نہیں جانتا کہ ہم نے اسے منی کے ایک

فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ

قطرے سے بنایا ہے پھر وہ کھلم کھلا دشمن بن کر جھگڑنے لگا۔ اور ہماری نسبت باتیں بنانے لگا اور اپنا پیدا ہونا بھول

مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ

گیا کہنے لگا بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے۔ کہہ دو انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا

مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ﴿٧٩﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ

کیا تھا اور وہ سب کچھ بنانا جانتا ہے۔ وہ جس نے تمہارے لیے سبز درخت سے آگ پیدا کر دی کہ تم

الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿٨٠﴾ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ

جھٹ پٹ اس سے آگ سلگا لیتے ہو۔ کیا وہ جس نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ڲ بَلٰي ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ

آسمانوں اور زمین کو بنا دیا اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے اور بنائے کیوں نہیں وہ بہت کچھ بنانے والا

الْعَلِيْمُ ﴿٨١﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٨٢﴾

ماہر ہے۔ اس کی تو یہ شان ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اتنا ہی فرما دیتا ہے کہ ہو سو وہ ہو جاتی ہے۔

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ

پس وہ ذات پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا کامل اختیار ہے اور اسی کی طرف

تُرْجَعُوْنَ ﴿٨٣﴾ ع ۵

تم لوٹائے جاؤ گے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۷۴۔ بے انتہا خدائی احسانات کے باوجود کفار کی بدعقیدگی اور اظہار شرک کا مذمتی ذکر۔

۷۵۔ معبودانِ باطلہ کی روزِ محشر بے بسی ان کی خدائی بارگاہ میں باز پُرس کے لیے پیشی کا تنبیہی ذکر۔

۷۶۔ خاتم الانبیاء ﷺ کو کفار کی ایذا رسانی خاطر میں نہ لانے اور ان سے خود ہی نمٹ لینے کا تسلی آمیز اظہار۔

۷۷۔ انسان کو اپنی ذات کے تخلیقی مادہ پر غور و فکر کی تنبیہی دعوت کا ذکر۔

۷۸تا۷۹۔ انسان (کفار کی دوبارہ بعثت (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے) پر عقلی اعتراض کا ٹھوس اعتقادی طرزِ خاص سے جوابی اظہار و بیان۔

۸۰۔ سبز درختوں سے آگ کے غیر معمولی تخلیقی احسان کا فکر انگیز بیان۔

۸۱۔ دوبارہ تخلیقِ انسانی کی لاجواب قیاسی مثال کا زوردار اور مستدل (دلیل سے) ذکر و بیان (جو ذات بغیر کسی مادہ کے پہلی بار پیدا کرنے پر قدرت رکھتی ہے اس کا دوسری بار کسی شئی کی نقل بنانا کیا مشکل ہو سکتا ہے)

۸۲۔ کلمہ کن کے ذریعہ کسی بھی شئی کے وجود کی قدرتِ خاصہ کا اعتقادی بیان۔

۸۳۔ خالقِ کائنات کی حقیقی شہنشاہی کا صفتِ خاص سے عظمتی اظہار۔

سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثِنْتَانِ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۳﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ

صف باندھ کر کھڑے ہونے والوں کی قسم ہے۔ پھر جھڑک کر ڈانٹنے والوں کی۔ پھر ذکر الٰہی کے تلاوت کرنے

لَوَاحِدٌ ؕ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ؕ﴿۵﴾

والوں کی۔ البتہ تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ آسمانوں اور زمین اور اس کے اندر کی سب چیزوں کا اور مشارق کا رب

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ۙ﴿۶﴾ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ

ہے۔ ہم نے نیچے کے آسمان کو ستاروں سے سجایا ہے۔ اور اسے ہر ایک سرکش شیطان سے محفوظ

مَّارِدٍ ۚ﴿۷﴾ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ

رکھا ہے۔ وہ عالم بالا کی باتیں نہیں سن سکتے اور اُن پر ہر طرف سے (انگارے) پھینکے

جَانِبٍ ۖ﴿۸﴾ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ﴿۹﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ

جاتے ہیں۔ بھگانے کے لیے اور اُن پر ہمیشہ کا عذاب ہے۔ مگر جو کوئی اچک لے جائے تو اُس کے پیچھے دہکتا ہوا

فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ

انگارہ پڑتا ہے۔ پس اُن سے پوچھیے کیا ان کا بنانا زیادہ مشکل ہے یا اُن کا جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے بے شک

خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾

ہم نے انہیں لیسدار مٹی سے پیدا کیا ہے۔ بلکہ آپ نے تو تعجب کیا ہے اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں۔ اور جب انہیں

وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ

نصیحت کی جاتی ہے تو قبول نہیں کرتے۔ اور جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو ہنسی کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں یہ تو

هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۚ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۙ﴿۱۶﴾

محض صریح جادو ہے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر اٹھائے

اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دٰخِرُوْنَ ۚ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ

جائیں گے؟ اور کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی؟ کہہ دو ہاں اور تم ذلیل ہونے والے ہوگے۔ پس وہ تو

وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾

ایک زور کی آواز ہوگی پس ناگہاں وہ دیکھنے لگیں گے۔ اور کہیں گے ہائے ہماری کمبختی! جزا کا دن یہی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ الصّٰفّٰت

١تا٥۔ خدائی اطاعتِ مطلقہ (بے چون وچرا اطاعت) میں ہمہ وقت مصروف فرشتوں کی مخصوص صفات کا قسمیہ ذکر اور توحیدِ الٰہی کا عظمتی صفات سے اظہار وبیان۔

٦تا١٠۔ آسمانِ دنیا کی کواکب (ستاروں) کیساتھ (فوائد آمیز) زیب و زینت کا احسانی اظہار اور سرکش شیاطین کی مخفی واردات سے ہر طرح کے قدرتی حفاظتی اقداماتِ خاص کا حکمت آمیز بیان۔

١١۔ منکرین بعث (دوبارہ زندہ اٹھائے جانے کے منکرین) سے لاجواب سوال کا تنبیہاتی اظہار۔

١٢تا١٧۔ آپ ﷺ کے تعجب خاص اور کفار کے استہزائی رویّہ سمیت ان کی بقیہ بدعقیدگیوں کا ذکر و بیان۔

١٨تا٢١۔ ان کے جواب میں گرفت آمیز حقائق کا تنبیہاتی اظہار اور کفار کے حسرت آمیز اعترافِ حقائق کا عبرتی ذکر۔

هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢١﴾ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ
ہے۔ یہی فیصلے کا دن ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اُنہیں جمع کر دو جنہوں نے

ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿٢٢﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ
ظلم کیا اور اُن کی بیویوں کو اور جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ سوائے اللہ کے پھر انہیں جہنم کے راستے کی

اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿٢٣﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿٢٤﴾ مَا لَكُمْ
طرف ہانک کر لے جاؤ۔ اور انہیں کھڑا کر دو ان سے دریافت کرنا ہے۔ تمہیں کیا ہوا کہ آپس میں ایک

لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿٢٥﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ
دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ بلکہ آج کے دن وہ سر جھکائے کھڑے ہوں گے۔ اور ایک دوسرے کی

عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿٢٧﴾ قَالُوْا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿٢٨﴾
طرف متوجہ ہو کر پوچھے گا۔ کہیں گے بے شک تم ہمارے پاس دائیں طرف سے آتے تھے۔

قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٩﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ
کہیں گے بلکہ تم خود ہی ایمان والے نہیں تھے۔ اور ہمیں تم پر کوئی زور نہیں تھا

بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿٣١﴾
بلکہ تم ہی سرکش لوگ تھے۔ پھر ہم سب پر ہمارے رب کا قول پورا ہو گیا کہ ہم سب عذاب چکھنے والے

فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿٣٢﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ
ہیں۔ پھر ہم نے تمہیں بھی گمراہ کیا ہم خود بھی گمراہ تھے۔ پھر اُس دن عذاب میں وہ سب یکساں

مُشْتَرِكُوْنَ ﴿٣٣﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿٣٤﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا
ہوں گے۔ بے شک ہم مجرموں سے ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں۔ بے شک وہ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا

قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا
جاتا تھا کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کیا کرتے تھے۔ اور وہ کہتے تھے کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک

اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿٣٦﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٣٧﴾
شاعر دیوانہ کے کہنے سے چھوڑ دیں گے۔ بلکہ وہ حق لایا ہے اور اس نے سب رسولوں کی تصدیق کی ہے۔

اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿٣٨﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ
بے شک اب تم دردناک عذاب چکھو گے۔ اور تمہیں وہی بدلہ دیا جائے گا جو تم

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٢٢ تا ٢٤۔ ظالموں اور ان کے ہمنواؤں کو ان کے معبودانِ باطلہ سمیت فیصلے کے دن (روزِ محشر) جہنم میں داخلہ سے پہلے جمع ہونے اور پوچھ گچھ کے لیے روک لینے کا حکم۔

٢٥ تا ٣٢۔ سناٹے کے عالم میں خدائی باز پرس کا طنز آمیز اظہار اور اس موقع پر کفار کی ایک دوسرے کو ملامت اور باہمی الزام تراشی کا عبرتی اظہار و بیان۔

٣٣ تا ٣٦۔ گمراہ کرنے والے اور ہونے والوں کا عذاب میں اکٹھے ہونے اور مجرمین سے خدائی سلوک کا تنبیہاتی ذکر نیز کفار کے دنیوی زندگی میں خاتم الانبیاء ﷺ کے ساتھ اختیار کیے گئے منفی فکر و عمل کا مذمتی ذکر۔

٣٧ تا ٣٩۔ کفار کی خاتم الانبیاء ﷺ کے متعلق افکارِ فاسدہ کی پُر زور تردید اور اظہارِ حقیقت کا ذکر اور اُن کو (کفار کو) اب اپنے کیے کی سزا بھگتنے کا عبرتی اظہار و بیان۔

تَعْمَلُونَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ

کیا کرتے تھے۔ مگر جو اللہ کے خاص بندے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے رزق

مَعْلُومٌ ﴿٤١﴾ فَوَاكِهُ ۖ وَهُمْ مُكْرَمُونَ ﴿٤٢﴾ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٤٣﴾ عَلَىٰ

معلوم ہے۔ میوے اور انہیں کوعزت دی جائے گی۔ نعمتوں کے باغوں میں۔ ایک

سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ﴿٤٤﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِنْ مَعِينٍ ﴿٤٥﴾ بَيْضَاءَ

دوسرے کے سامنے تختوں پر۔ ان میں صاف شراب کا دور چل رہا ہوگا۔ سفید پینے

لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ ﴿٤٦﴾ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ ﴿٤٧﴾ وَ

والوں کے لیے لذیذ ہوگی۔ نہ اُس میں دردِ سر ہوگا اور نہ اُنہیں اُس سے نشہ ہوگا۔ اور

عِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ ﴿٤٨﴾ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَكْنُونٌ ﴿٤٩﴾

ان کے پاس نیچی نگاہ والی بڑی آنکھوں والی ہوں گی۔ گویا کہ وہ پردہ میں رکھے ہوئے انڈے ہیں۔

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٥٠﴾ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ

پس وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں سوال کریں گے۔ ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا

إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ﴿٥١﴾ يَقُولُ أَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ ﴿٥٢﴾ أَإِذَا مِتْنَا

کہ میرا ایک ساتھی تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ کیا تو تصدیق کرنے والوں میں ہے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے

وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَدِينُونَ ﴿٥٣﴾ قَالَ هَلْ أَنْتُمْ مُطَّلِعُونَ ﴿٥٤﴾

اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں بدلہ دیا جائے گا۔ کہے گا کیا تم بھی دیکھنا چاہتے ہو۔

فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ ﴿٥٥﴾ قَالَ تَاللَّهِ إِنْ كِدْتَ لَتُرْدِينِ ﴿٥٦﴾

پس وہ جھانکے گا تو اسے دوزخ کے درمیان دیکھے گا۔ کہے گا اللہ کی قسم! تو تو قریب تھا کہ مجھے ہلاک ہی کر دے۔ اور

وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ﴿٥٧﴾ أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ ﴿٥٨﴾

اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی حاضر کیے ہوئے مجرموں میں ہوتا۔ پس کیا اب ہم مرنے والے نہیں۔

إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿٥٩﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ

مگر ہمارا پہلی بار کا مرنا اور ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔ بے شک یہی بڑی

الْعَظِيمُ ﴿٦٠﴾ لِمِثْلِ هَٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ ﴿٦١﴾ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ نُزُلًا

کامیابی ہے۔ ایسی ہی کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔ کیا یہ اچھی مہمانی ہے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۰تا۴۹۔ مخلص اور فرمانبردار بندوں کے لیے خصوصی خدائی اکرام و اعزاز کا پُرمسرت احسانی اظہار۔

۵۰تا۶۰۔ جنت میں اہلِ ایمان کے اپنے بعض دنیوی ہم مجلس رفقاء کا ان کے اعتقادات فاسدہ سمیت تذکرہ اور دیکھنے کی تمنا اس پر انکے سامنے ان باغیانِ حق کی جہنم میں عذاب و گرفت کا مشاہدہ کرنے اور ان کے خود عذابِ الٰہی سے نجات پر اظہارِ تشکر سے حقیقت آمیز خیالات کا اعترافی ذکر و بیان۔

۶۱۔ کامیاب زندگی کے لیے اعمالِ حسنہ کی تقلید کا ترغیبی حکم۔

أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ﴿٦٢﴾ إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِّلظَّالِمِينَ ﴿٦٣﴾ إِنَّهَا شَجَرَةٌ

یا تھوہر کا درخت۔ بے شک ہم نے اسے ظالموں کے لئے آزمائش بنایا ہے۔ بے شک وہ ایک درخت

تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ﴿٦٤﴾ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ﴿٦٥﴾

ہے جو دوزخ کی جڑ میں اُگتا ہے۔ اس کا پھل گویا کہ سانپوں کے پھن ہیں۔

فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٦٦﴾ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ

پس بے شک وہ اس میں سے کھائیں گے پھر اس سے اپنے پیٹ بھر لیں گے۔ پھر اس پر ان کو کھولتا ہوا

عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ﴿٦٨﴾

پانی (پیپ وغیرہ سے) ملا کر دیا جائے گا۔ پھر بے شک دوزخ کی طرف ان کا لوٹنا ہوگا۔

إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ﴿٦٩﴾ فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَقَدْ

کیونکہ انہوں نے اپنے باپ دادوں کو گمراہ پایا تھا۔ پھر وہ ان کے پیچھے دوڑتے چلے گئے۔ اور البتہ ان

ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٧١﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِم مُّنذِرِينَ ﴿٧٢﴾

سے پہلے بہت سے اگلے لوگ گمراہ ہو چکے ہیں۔ اور البتہ ہم نے ان میں ڈرانے والے بھیجے تھے۔

فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنذَرِينَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿٧٤﴾ ع

پھر دیکھ جنہیں ڈرایا گیا تھا ان کا کیا انجام ہوا۔ مگر اللہ کے خالص بندے۔

وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ﴿٧٥﴾ وَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ

اور ہمیں نوح نے پکارا پس ہم کیا خوب جواب دینے والے ہیں۔ اور ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں

الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿٧٦﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ﴿٧٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ

کو بڑی مصیبت سے نجات دی۔ اور ہم نے اس کی اولاد ہی کو باقی رہنے والی کر دیا۔ اور ہم نے ان کے لیے پیچھے

فِي الْآخِرِينَ ﴿٧٨﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ﴿٧٩﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي

آنے والے لوگوں میں یہ بات رہنے دی۔ کہ سارے جہان میں نوح پر سلام ہو۔ بے شک ہم نیکوکاروں کو ایسا

الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٠﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿٨١﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿٨٢﴾

ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں تھے۔ پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا۔

وَإِنَّ مِن شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ ﴿٨٣﴾ إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٤﴾ وقف لازم

اور بے شک اسی کے طریق پر چلنے والوں میں ابراہیم بھی تھا۔ جب کہ وہ پاک دل سے اپنے رب کی طرف رجوع

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۶۲ تا ۶۸۔ جنتی عیش وعشرت اور جہنمی عذاب (اور وہ بھی زقوم جیسے کڑوے پھل کی ابتداء سے) کے واضح امتیاز کا تنبیہی سوال اور زقوم کے حوالہ سے حقیقت آمیز تلخ انکشاف نیز باقی تکلیف دہ سزا کا عبرتی ذکر۔

۶۹ تا ۷۱۔ قدیمی جہالت وضلالت (گمراہی) کا مذمتی ذکر۔

۷۲ تا ۷۴۔ گذشتہ اقوام کی اصلاح کے لیے ان میں مبلغین حق بھیجنے مگر قوموں کی مسلسل تکذیبی (جھٹلانے) رویہ کی وجہ سے ان پر خدائی گرفت کا عبرتی اظہار (البتہ ان میں سے خوش بخت مخلص بندوں کی نجات کا احسانی ذکر)۔

۷۵ تا ۷۸۔ خدا کے مقرب ترین مخلص بندے حضرت نوحؑ کا توصیفی ذکر اور ان کے فرمانبردار گھرانے سمیت عظیم مصیبت سے نجات نیز ان کی اولاد کی بقاء کا (باقی رہنے اور انسے نسلِ نو سے آگے آغاز کا) احسانی اظہار۔

۷۹ تا ۸۲۔ حضرت نوحؑ پر خدائی سلامتی اور انکی عنداللہ عظمتِ خاص کا توصیفی ذکر اور بقیہ سب نافرمانوں کی ہلاکت وبربادی کا مذمتی بیان۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ ﴿٨٥﴾ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ

ہوا۔ جب کہ اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو۔ کیا تم جھوٹے معبودوں کو

اللَّهِ تُرِيدُونَ ﴿٨٦﴾ فَمَا ظَنُّكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٨٧﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي

اللہ کے سوا چاہتے ہو۔ پھر تمہارا پروردگار عالم کی نسبت کیا خیال ہے۔ پھر اس نے ایک بار ستاروں میں غور سے

النُّجُومِ ﴿٨٨﴾ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ﴿٨٩﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ﴿٩٠﴾ فَرَاغَ إِلَىٰ

دیکھا۔ پھر کہا بے شک میں بیمار ہوں۔ پس وہ لوگ اس کے ہاں سے پیٹھ پھیر کر واپس پھرے۔ پس وہ چپکے

آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿٩١﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنطِقُونَ ﴿٩٢﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ

سے ان کے معبودوں کے پاس گیا پھر کہا کیا تم کھاتے نہیں۔ تمہیں کیا ہوا کہ تم بولتے نہیں۔ پھر وہ بڑے زور کے

ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ﴿٩٣﴾ فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ ﴿٩٤﴾ قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا

ساتھ دائیں ہاتھ سے ان کے توڑنے پر پل پڑا۔ پھر وہ اس کی طرف دوڑتے ہوئے بڑھے۔ کہا کیا تم پوجتے ہو

تَنْحِتُونَ ﴿٩٥﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا

جنہیں تم خود تراشتے ہو۔ حالانکہ اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا اور جو تم بناتے ہو۔ انہوں نے کہا اس کے لیے ایک

فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ﴿٩٧﴾ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ﴿٩٨﴾

مکان بناؤ پھر اس کو آگ میں ڈال دو۔ پس انہوں نے اس سے داؤ کرنے کا ارادہ کیا سو ہم نے انہیں ذلیل کر دیا۔

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٩٩﴾ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ

اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے راہ بتائے گا۔ اے میرے رب! مجھے ایک

الصَّالِحِينَ ﴿١٠٠﴾ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ

صالح (لڑکا) عطا کر۔ پس ہم نے اسے ایک لڑکے حلم والے کی خوشخبری دی۔ پھر جب وہ اس کے ہمراہ

يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ

چلنے پھرنے لگا کہا اے بیٹے! بے شک میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں پس دیکھ تیری

يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ﴿١٠٢﴾

کیا رائے ہے کہا اے ابا! جو حکم آپ کو ہوا ہے کر دیجیے آپ مجھے انشاءاللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ﴿١٠٣﴾ وَنَادَيْنَاهُ أَن يَا إِبْرَاهِيمُ ﴿١٠٤﴾ قَدْ

پس جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل ڈال دیا۔ اور ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیمؑ۔ تو

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۸۳تا۱۰۰۔ راہِ حق کے اسی سلسلۃ الذہب (عظیم مقدس گروہ) کے گوہر تابدار حضرت ابراہیمؑ کا ذکر خیر اوران کی تبلیغی مساعئ جمیلہ واظہارِ حق کا سلسلہ وار بیان (گویا پوری کارگذاری اورنتیجہ خیز عبرتی داستانِ حق وباطل کا بیان)

۱۰۱تا۱۱۳۔ بعد از ہجرت حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں پر ان کو بڑھاپے میں بُردبار صاحبزادے کی خوشخبری کا ذکر اور انکے دوڑنے بھاگنے کی عمر میں حضرت ابراہیمؑ کے غیر معمولی خواب، اس پر عملدرآمد ونتیجہ خاص کا واقعاتی ذکر نیز حضرت ابراہیمؑ پر مزید خدائی احسانات، فضل وکرم کا عظمتی اظہار وبیان۔

صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ
نے خواب سچا کر دکھایا بے شک ہم اسی طرح نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ البتہ یہ صریح
الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ﴿١٠٦﴾ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ﴿١٠٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي
آزمائش ہے۔ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اسکے عوض دیا۔ اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات
الْآخِرِينَ ﴿١٠٨﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿١٠٩﴾ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١١٠﴾
ان کے لیے رہنے دی۔ ابراہیمؑ پر سلام ہو۔ اسی طرح ہم نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔
إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١١﴾ وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِنَ
بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے۔ اور ہم نے اسے اسحاق کی بشارت دی کہ وہ نبی (اور) نیک
الصَّالِحِينَ ﴿١١٢﴾ وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ ۚ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ
لوگوں میں سے ہوگا۔ اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسحاق پر برکتیں نازل کیں اور ان کی اولاد میں سے کوئی نیک بھی
وَظَالِمٌ لِنَفْسِهِ مُبِينٌ ﴿١١٣﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿١١٤﴾ ع ۳ ۳۹ ۷
ہیں اور کوئی اپنے آپ پر کھلا ظلم کرنے والے ہیں۔ اور البتہ ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا۔
وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿١١٥﴾ وَنَصَرْنَاهُمْ فَكَانُوا
اور ہم نے ان دونوں کو اور اُن کی قوم کو بڑی مصیبت سے نجات دی۔ اور ہم نے اُن کی مدد کی پس وہی
هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿١١٦﴾ وَآتَيْنَاهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ ﴿١١٧﴾ وَهَدَيْنَاهُمَا
غالب رہے۔ اور ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب دی۔ اور ہم نے دونوں کو
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١١٨﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ﴿١١٩﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ
راہِ راست پر چلایا۔ اور ان کے لیے آئندہ نسلوں میں یہ باقی رکھا۔ کہ موسیٰ اور ہارون
مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿١٢٠﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢١﴾ إِنَّهُمَا مِنْ
پر سلام ہو۔ بے شک ہم اسی طرح نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک وہ دونوں ہمارے ایماندار
عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٢٢﴾ وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ
بندوں میں سے تھے۔ اور بے شک الیاس رسولوں میں سے تھا۔ جب کہ اس نے اپنی قوم سے کہا
أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ﴿١٢٥﴾ اللَّهَ
کیا تم ڈرتے نہیں۔ کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور سب سے بہتر بنانے والے کو چھوڑ دیتے ہو۔ اللہ کو

خلاصہ مفہوم آیات برطابق آیت نمبر

۱۱۴ تا ۱۲۲۔ حضرت موسیٰؑ و حضرت ہارونؑ پر خدائی عنایات، ان کو اپنی فرمانبردار قوم سمیت نجات ونصرت سے نوازنے نیز کتابِ مبین (تورات) عطا کرنے جیسے خصوصی ظاہری و باطنی عنایاتِ ربانی کا احسانی اظہار و بیان۔

۱۲۳ تا ۱۳۲۔ حضرت الیاسؑ (جو کہ اپنے وقت میں رسولِ خدا تھے) کی اپنی قوم میں تبلیغ حق اور اصلاحِ عقائد کے لیے ان کی خدمات جلیلہ کا ذکر خاص، قوم کے تکذیبی اور باغیانہ رویے پر ان کی گرفت کا عبرتی ذکر اور فرمانبرداروں پر خدائی کرم خاص اور حضرت الیاسؑ کا توصیفی اظہار و تذکرہ۔

خواب اور اس کی شرعی حقیقت

(زیر مطالعہ سورۃ الصٰفٰت آیت نمبر ۱۰۲)

اللہ پاک نے انسان کو اپنی قدرتِ خاص سے پیدا فرمایا ہے اور اس میں فطرۃً مثبت و منفی صفات رکھیں اور ہر ایک کو نظام امتحان سے وابستہ کر دیا۔ اس کو سوجھ بوجھ، عقل وفہم کے امتیازی وصف سے نوازا، وہ کام کرنے میں محنت، مشقت بھی برداشت کر لیتا ہے، اور بعض اوقات اس قدر تھک ہار جاتا ہے کہ مزید کسی کام کا کرنا اس کے بس میں نہیں رہتا۔ اُسے آرام کی ضرورت ہوتی ہے۔ قدرت نے اس کے لیے نیند کو راحت و سکون کا ذریعہ بنا دیا تاکہ وہ اپنی تھکاوٹ دور کر کے پھر تازہ دم اور ہشاش بشاش اپنے اپنے کام میں لگا رہے، یہ نیند موت کی عارضی قسم ہے۔ جو روز اس پر طاری ہوتی ہے، اس عارضی موت کے بعد اس انسان کو پھر سے زندہ اٹھا کر اللہ پاک بتاتے رہتے ہیں کہ میں موت کے بعد تمہیں دوبارہ زندہ کیسے کرونگا۔ جب انسان نیند میں ہوتا ہے، تو اس کی قوتِ خیالیہ یا روح عجیب طرح سیر کر رہی ہوتی ہے (جس میں وہ طرح طرح کے خوابوں کا نظارہ کر رہی ہوتی ہے)۔ یہ خواب مختلف اقسام کے ہوتے ہیں جسے عام انسان دیکھتا ہے، کبھی تو وہ حالت بیداری میں جو کچھ سوچتا یا دیکھتا ہے۔ وہی چیزیں خواب میں بھی نظر آ رہی ہوتی ہیں۔ اس کو حدیث مبارک میں حدیث النفس کہا گیا ہے یا پھر انسان کا ازلی دشمن شیطان اُسے خواب و خیال کے ذریعہ مختلف قسم کے ڈراؤنے مناظر یا غیر معمولی حالات (جو فکر و نظر کے اعتبار سے انسان کے لیے پریشانی کا باعث بنتے ہیں) دکھاتا ہے۔ اس کو تسویل الشیطان سے تعبیر کیا گیا ہے یہ دونوں مذکورہ خواب کی صورتیں قابل توجہ نہیں ہوتیں بلکہ ان کو جھٹک دینا اور خیالات سے محو کر دینے میں ہی بھلائی ہے اور علاج شیطان کے منہ پر تھوک دینا (أعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھنا) ہے۔ تیسری قسم خاص جس کو من جانب اللہ رحمت و کرم/الہام کے مفہوم میں سمجھا جاتا ہے۔ خواب صادق کے ذریعہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو بعض آگے والے حقائق سے پیشگی اطلاع یا غیب کی بعض چیزیں اپنے نیک بندوں کے قلب و دماغ میں ڈال دیتے ہیں، اِسی طرح کسی خیر کے کام کی طرف راہنمائی کرنی مقصود ہوسکتی ہے، لیکن یہ حقیقت یاد رکھنی چاہیے کہ یہ خاص قسم کے خواب جو عام مسلمان یا بے شک صالح افراد بھی دیکھیں۔ (جو مبشرات بھی کہلاتے ہیں) حُجتِ شرعیہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ خواب جتنا بھی اچھا ہو اس کی تعبیر سمجھنے میں غلطی ہوسکتی ہے، یا پھر ان کے خوابوں میں طبعی اور نفسیاتی صورتوں کی آمیزش ہوسکتی ہے۔ اس لیے کوئی اپنے خوابوں کی بناء پر لوگوں کو اپنے پیچھے لگانے کی حجت بازی نہ کرے اور نہ ہی لوگوں کو ایسے کسی خوابوں کے شہزادے کی تقلید کرنی چاہیے جو ایسے خوابوں کو حجت بنا کر محلات تعمیر کرنا شروع کر دے۔ دنیا میں ایک نبی کی ذات ایسی ہوتی تھی جس کا خواب بھی وحی الٰہی اور حجتِ قطعیہ کا درجہ رکھتا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے خواب ہی دیکھا تھا کہ ﴿اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُکَ﴾ اور پھر اس کی بناء پر حکمِ خداوندی کی اطاعت پر عملدرآمد فرمانے لگے تھے کہ پردۂ غیب سے آواز آئی ﴿یٰۤاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا﴾ حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کے بچپنے کے خواب کی تعبیر خاص سمجھ کر ہی فرما دیا تھا ﴿لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰۤی اِخْوَتِكَ﴾

البتہ خواب کی تعبیر بعض اوقات غیر متعینہ وقتِ خاص کے (جو عند اللہ تو طے ہوتا ہے لیکن مقرب و خاص بندوں کی اس وقت سے آگاہ نہیں کیا جاتا) ظہور کا علم مخفی ہونے کی وجہ سے اس کی عملی تعبیر (وجودِ اظہار) بہت دیر بعد بھی ہو سکتا ہے۔ ایسا انبیاء کے ساتھ بھی ہوا جیسے حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ دونوں کے ساتھ ہوا۔ باپ بھی نبی اور بیٹا بھی نبی حضرت یوسفؑ نے جو خواب دیکھا اس کی تعبیر حضرت یعقوبؑ جان چکے تھے مگر اظہارِ تعبیر میں برسوں انتظار کرنا پڑا، امام الانبیاء و خاتم النبیین ﷺ نے خواب دیکھا کہ وہ عمرہ فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ قافلہ سمیت مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے گئے اور مقام حدیبیہ سے عمرہ کیے بغیر واپس تشریف لائے اور اگلے سال عمرة القضاء ہوا، گویا اس کی عملی تعبیر اگلے برس ظاہر ہوئی، جب ایسا نبی برحق کے ساتھ ہوا تھا تو بعد کے صلحاء و بزرگان کے مبشّراتِ صالحہ کی حیثیت ثانوی درجہ کی ہے کہ آیا ان کا دیکھا جانے والا خواب واقعی ہر طرح کے طبعی نفسانی آمیزش سے پاک ہے تو کیا اس کی تعبیر درست کی گئی؟ اگر درست بھی ہو تو وہ خواب اس بزرگ و صالح انسان کی اپنی ذات کے لیے تو خوشخبری قرار پا سکتا ہے مگر دوسروں کے لیے حُجتِ شرعیہ نہیں بن سکتا، آپ ﷺ نے کسی بھی خواب کو ہر شخص کے سامنے بیان کرنے سے روکا ہے کیونکہ ہر شخص خواب کی تعبیر جاننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ یہ ایک مستقل علم وفن ہے جو کسی کسی کو حاصل ہوتا ہے، خواب کی تعبیر گویا تقدیرِ مُعلّق کے درجہ میں ہوتی ہے۔ آپ کسی ایسے شخص کے سامنے جب اس کو (خواب کو) بیان کریں گے۔ تو جو وہ اس پر تبصرہ کرے گا وہی اس کی تعبیر بن جائے گی۔ یہاں یہ امر انتہائی قابلِ توجہ ہے کہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: نبوت کا کوئی جز سوائے مُبشّرات کے باقی نہیں رہے گا۔ سوال کیا گیا کہ مُبشّرات سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، سچے خواب (متفق علیہ) اس روایتِ صحیحہ کی بناء پر کوئی دجّال اُٹھے اور کہے کہ نبوت کی ایک جُز چونکہ باقی ہے اس لیے وہ یہ دعویٰ کرنا شروع کردے کہ (معاذ اللہ) اُسے خواب میں نبوت (ظلّی بروزی وغیرہ) کی بشارت دی گئی ہے۔ یہ اس کا دعویٰ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ کہلائیگا۔ کیونکہ قرآن کریم میں حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین کہہ دیا گیا ہے، اس کے بعد خوابوں کے ذریعے یا شیطانی القا کسی بھی صورت میں دعویٰ نبوت دجّالیت کی بدترین شکل ہے۔ پہلے لوگ خیالی پلاؤ پکانے یا خوابوں میں محلات تعبیر کرنے جیسے مہمل (لاحاصل) جُملے سن کر ہنس لیتے تھے لیکن خیالی نبوت اور خوابوں میں دین کی نئی تعبیرات حاصل ہونے کا مُضحکہ خیز لطیفہ دجّالی نمائندوں سے پہلی دفعہ سننے کو ملا، جس پر اہلِ علم و بصیرت ایسے مخبوط الحواس لوگوں کا مذاق نہ اُڑائیں تو کیا کریں؟ قرآن وسنت کے تمام تر اظہر من الشمس (روز روشن سے بڑھ کر) دلائل کے ساتھ ساتھ عام عقل والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ کسی مشین کے ایک پرزہ کی موجودگی کو جیسے مشین قرار دینا جہالت وحماقت کی بدترین مثال کہی جاتی ہے۔ ایسے ہی کسی دجّال شخص کا دعویٰ نبوت کرنا پاگل پن اور حماقت کی بدترین صورت سمجھی جائے گی اور ایسے کسی بھی شخص کو براہِ راست پاگل خانے میں داخل کروا کر مخبوط الحواس قرار دے دیا جائے، یہ اس کا عارضی علاج ہے یا مستقل علاج اہلِ علم وصاحب فتویٰ حضرات سے پوچھ لیا جائے۔

رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

جو تمہارا رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا رب ہے۔ پس انہوں نے اس کو جھٹلایا پس بے شک وہ حاضر کیے

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾

جائیں گے۔ مگر جو اللہ کے خالص بندے ہیں۔ اور ہم نے اس پر پچھلے لوگوں میں چھوڑا۔

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ

کہ الیاس پر سلام ہو۔ بے شک ہم اسی طرح نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک وہ

مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ

ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا۔ اور بے شک لوط بھی رسولوں میں سے تھا۔ جب کہ

نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ

ہم نے اس کو اور اس کے سب گھر والوں کو نجات دی۔ مگر ایک بڑھیا کو جو عذاب پانے والوں میں رہ گئی۔ پھر

دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيْلِ

ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا۔ اور بے شک تم ان کے پاس سے صبح کے وقت گزرتے ہو۔ اور رات میں

ع ۴ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى

بھی پس کیا تم عقل نہیں رکھتے۔ اور بے شک یونس بھی رسولوں میں سے تھا۔ جب کہ وہ بھاگ گیا اس

الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ

کشتی کی طرف جو بھری ہوئی تھی۔ پھر قرعہ ڈالا تو وہی قرعے میں مغلوب ہوا تھا۔ پھر اسے مچھلی نے لقمہ بنا لیا

الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ

اور وہ پشیمان تھا۔ پس اگر یہ بات نہ ہوتی کہ وہ تسبیح کرنے والوں میں سے تھا۔ تو وہ اس کے پیٹ میں

نصف فِي بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾

اس دن تک رہتا جس میں لوگ اٹھائے جائیں گے۔ پھر ہم نے اسے میدان میں ڈال دیا اور وہ بیمار تھا۔

وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ

اور ہم نے اس پر ایک درخت بیلدار اگا دیا۔ اور ہم نے اس کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں

اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ

کے پاس بھیجا۔ پس وہ لوگ ایمان لائے پھر ہم نے انہیں ایک وقت تک فائدہ اٹھانے دیا۔ پس ان

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۳۳تا۱۳۸۔ حضرت لوطؑ (جو کہ اپنے وقت کے رسول خدا تھے) کی قوم لوط پر عذاب کے وقت اپنے جملہ خاندان سمیت (انکی بوڑھی اہلیہ کے علاوہ) نجات کا ذکرِ خیر اور بقیہ نافرمانوں کی ہلاکت کا عبرتی اظہار نیز قریش مکہ کو ان مقامات پر نگاہ عبرت ڈال کر سبق حاصل کرنے کا تنبیہاتی ذکر۔

۱۳۹تا۱۴۸۔ حضرت یونسؑ (جو اپنے وقت میں رسولِ خدا تھے) کے واقعۂ خاص کا فکر انگیز اظہار و بیان اور بعد از صحت ان کی دوسری قوم کی طرف بعثت کا نتیجہ خیز ذکر۔

الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ﴿١٤٩﴾ أَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ إِنَاثًا وَّهُمْ

سے پوچھیے کیا آپ کے رب کے لیے تو لڑکیاں ہیں اور ان کے لیے لڑکے۔ کیا ہم نے فرشتوں کو

شَاهِدُونَ ﴿١٥٠﴾ أَلَآ إِنَّهُمْ مِّنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ ﴿١٥١﴾ وَلَدَ اللّٰهُ وَإِنَّهُمْ

عورتیں بنایا ہے اور وہ دیکھ رہے تھے۔ خبردار! بے شک وہ اپنے جھوٹ سے کہتے ہیں۔ کہ اللہ کی اولاد

لَكٰذِبُونَ ﴿١٥٢﴾ أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ ﴿١٥٣﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ

ہے اور بے شک وہ جھوٹے ہیں۔ کیا اُس نے بیٹیوں کو بیٹوں سے زیادہ پسند کیا ہے۔ تمہیں کیا ہوا کیسا

تَحْكُمُونَ ﴿١٥٤﴾ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٥٥﴾ أَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِينٌ ﴿١٥٦﴾ فَأْتُوا

فیصلہ کرتے ہو۔ پس کیا تم غور نہیں کرتے۔ یا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے۔ پس اپنی

بِكِتٰبِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿١٥٧﴾ وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا

کتاب لے آؤ اگر تم سچے ہو۔ اور انہوں نے اُس کے اور جنّوں کے درمیان رشتہ قائم کر دیا ہے اور جنوں

وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿١٥٨﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٥٩﴾

کو معلوم ہے کہ وہ ضرور حاضر کیے جائیں گے۔ اللہ پاک ہے اُن باتوں سے جو وہ بناتے ہیں۔

إِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٠﴾ فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ﴿١٦١﴾ مَآ أَنْتُمْ

مگر اللہ کے خاص بندے۔ پس بے شک تم اور جنہیں تم پوجتے ہو۔ کسی کو گمراہ

عَلَيْهِ بِفٰتِنِينَ ﴿١٦٢﴾ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا مِنَّآ إِلَّا لَهُ

نہیں کر سکتے۔ مگر اسی کو خود جو دوزخ میں جانے والا ہے۔ اور ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس کے لیے ایک درجہ

مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ﴿١٦٤﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّونَ ﴿١٦٥﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ﴿١٦٦﴾

معین نہ ہو۔ اور بے شک ہم صف باندھے کھڑے رہنے والے ہیں۔ اور بے شک ہم ہی تسبیح کرنے والے ہیں۔

وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ ﴿١٦٧﴾ لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٦٨﴾

اور وہ تو کہا کرتے تھے۔ اگر ہمارے پاس پہلے لوگوں کی کوئی کتاب ہوتی۔

لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٩﴾ فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿١٧٠﴾

تو ہم اللہ کے خالص بندے ہوتے۔ پس انہوں نے اس کا انکار کیا سو وہ جان لیں گے۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧١﴾ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ﴿١٧٢﴾

اور ہمارا حکم ہمارے بندوں کے حق میں جو رسول ہیں پہلے سے ہو چکا ہے۔ بے شک وہی مدد دیے جائیں گے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

١٤٩ تا ١٥٧۔ فرشتوں کے متعلق کفار کی بدعقیدگی کا سخت نوٹس (گرفت) اور ان کے فکری فساد پر اظہار برہمی۔

١٥٨ تا ١٥٩۔ مشرکین کے مزید اعتقادی فساد کا مذمتی ذکر اور خدائی صفتِ خاصہ سے تردیدِ شرک کا اظہار۔

١٦٠۔ اللہ کے مخلص بندوں کی انجام کار کامیابی کا توصیفی ذکر۔

١٦١ تا ١٦٣۔ کفار اور ان کے معبودان کی عدم قدرت کا ذکر مگر ازلی بدبختوں کا ان کے بہکاوے میں آجانے کا مذمتی اظہار۔

١٦٤ تا ١٦٦۔ فرشتوں کی اپنی زبانی ان کی اطاعتِ مطلقہ (بے چون و چراں فرمانبرداری) کا اعتقادی بیانِ خاص۔

١٦٧ تا ١٧٠۔ قبل از بعثت خاتم الانبیاء ﷺ مشرکین کی تمنائے خاص کا اظہار اور بعد از آمد امام الانبیاء ﷺ ان کے انکارِ حق کا بمعہ انجام کے تنبیہاتی ذکر۔

وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٤﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ

اور بیشک ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا۔ پھر آپ ان سے کچھ مدت تک منہ موڑ لیجیئے۔ اور انہیں دیکھتے

فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٥﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٧٦﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ

رہیئے پس وہ بھی دیکھ لیں گے۔ کیا وہ ہمارا عذاب جلدی مانگتے ہیں۔ پس جب ان کے میدان میں آ

فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٧﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٨﴾ وَّاَبْصِرْ

نازل ہوگا تو کیسی بری صبح ہوگی ان کی جو ڈرائے گئے۔ اور ان سے کچھ مدت منہ موڑ لیجیے۔ اور دیکھتے

فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٩﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٨٠﴾

رہیے سو وہ بھی دیکھ لیں گے۔ آپ کا رب پاک ہے عزت کا مالک ان باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٢﴾ ع ٩

اور رسولوں پر سلام ہو۔ اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — وَفِيْهَا خَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِى الذِّكْرِ ﴿١﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِىْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴿٢﴾

قرآن کی قسم ہے جو سراسر نصیحت ہے۔ بلکہ جو لوگ منکر ہیں وہ محض تکبر اور مخالفت میں پڑے ہیں۔

كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿٣﴾ وَ

ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کر دی ہیں سو انہوں نے بڑی ہائے پکار کی اور وہ وقت خلاصی کا نہ تھا۔ اور

عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٤﴾

انہوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ڈرانے والا آیا اور منکروں نے کہا کہ یہ تو ایک بڑا جھوٹا جادوگر

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عُجَابٌ ﴿٥﴾ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ

ہے۔ کیا اس نے کئی معبودوں کو صرف ایک معبود بنایا ہے بے شک یہ بڑی عجیب بات ہے۔ اور ان میں

مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۖ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ يُّرَادُ ﴿٦﴾

سے سردار یہ کہتے ہوئے چل پڑے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو بے شک اس میں کچھ غرض ہے۔

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِى الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۖ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ﴿٧﴾ ءَاُنْزِلَ

ہم نے یہ بات اپنے پچھلے دین میں نہیں سنی یہ تو ایک بنائی ہوئی بات ہے۔ کیا ہم میں سے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۷۱ تا ۱۷۵۔ طے شدہ خدائی تکوینی فیصلوں کا حقیقت آمیز اظہار اور فی الحال آپ ﷺ کو انتظار کا حکمت آمیز حکم۔

۱۷۶ تا ۱۷۹۔ عذاب کے حوالہ سے کفار کی جلد بازی کا سخت تنبیہاتی جواب اور ایک وقت تک خدائی مہلت کا برہمی ذکر۔

۱۸۰ تا ۱۸۲۔ خدائی صفتِ عظیم کا تنزیہی (شرک سے پاک) اظہار اور رسولانِ برحق پر خدائی سلام نیز جملہ ظاہری و باطنی نعمتوں پر رب العالمین کی بارگاہِ عالی میں حمدیہ اظہارِ تشکر۔

سورۃ ص

۱۔ نصیحت آمیز کتاب قرآن کی حلفیہ حقیقت سے آپ ﷺ کے تبلیغی فرض منصبی کے صحیح بجالانے کی تصدیق۔

۲۔ کفار کی اصل انکاری حقیقت کا چشم کشا انکشاف۔

۳۔ گذشتہ منکرین حق پر خدائی گرفت کا عبرتی اظہار۔

۴ تا ۵۔ کفار کی اعتقادی گمراہی اور احمقانہ تعجب کا مذمتی ذکر۔

۶ تا ۷۔ باطل گروہ کے فکری بگاڑ اور اعراضِ حق پر ہٹ دھرمی کا مذمتی اظہار۔

عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِي ۚ بَلْ لَّمَّا
اسی پر نصیحت اتاری گئی بلکہ انہیں تو میری نصیحت میں بھی شک ہے بلکہ انہوں نے میرا
يَذُوقُوا عَذَابِ ۸ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ ۹
ابھی عذاب بھی نہیں چکھا۔ کیا ان کے پاس تیرے خدائے غالب فیاض کی رحمت کے خزانے ہیں۔
أَمْ لَهُمْ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ۱۰
یا انہیں آسمانوں اور زمین کی حکومت اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے حاصل ہے تو سیڑھیاں لگا کر چڑھ جائیں۔
جُنْدٌ مَا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِنَ الْأَحْزَابِ ۱۱ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ
وہاں اُن کے لشکر شکست پائیں گے۔ ان سے پہلے قوم نوح اور عاد
وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ۱۲ وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ لْئَيْكَةِ ۚ
اور میخوں والا فرعون۔ اور ثمود اور لوط کی قوم اور بن والے بھی جھٹلا چکے ہیں
ع ۱۰ أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ ۱۳ إِنْ كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۱۴ وَ
یہی وہ لشکر ہیں۔ ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا پس میرا عذاب آ موجود ہوا۔ اور
مَا يَنْظُرُ هَٰؤُلَاءِ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مَا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۱۵ وَقَالُوا
یہ ایک ہی چیخ کے منتظر ہیں جسے کچھ دیر نہیں لگے گی۔ اور کہتے ہیں
رَبَّنَا عَجِّلْ لَنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۱۶ اصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ
اے رب ہمارے! ہمارا حصہ ہمیں حساب کے دن سے پہلے ہی دے دے۔ ان کی ان باتوں پر صبر کر اور ہمارے
وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الْأَيْدِ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۱۷ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ
بندے داؤد کو یاد کر جو بڑا طاقتور تھا بے شک وہ رجوع کرنے والا تھا۔ بے شک ہم نے پہاڑوں کو اس کے تابع کر دیا
يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ۱۸ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ ۱۹ وَ
تھا کہ وہ شام اور صبح کو تسبیح کرتے تھے۔ اور پرندوں کو بھی جو جمع ہو جاتے تھے ہر ایک اس کے تابع تھا۔ اور ہم نے
شَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۲۰ وَهَلْ أَتَاكَ
اس کی سلطنت کو مضبوط کر دیا تھا اور ہم نے اسے نبوت دی تھی اور مقدمات کے فیصلے کرنے کا سلیقہ (دیا تھا)۔ اور کیا
نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۲۱ إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ وقف لازم
آپ کو دو جھگڑنے والوں کی خبر بھی پہنچی جب وہ عبادت خانہ کی دیوار پھاند کر آئے۔ جب وہ داؤد کے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۸۔ کفار کے خاتم الانبیاء ﷺ پر ناحق اعتراض کا سخت نوٹس (گرفت) اور اس پر سخت ایکشن لینے (سزا دینے) کا تنبیہاتی بیان۔

۹ تا ۱۰۔ کفار و مشرکین کے خاتم الانبیاء ﷺ سے بغض و عناد پر ان کی سخت سرزنش کا (لاجواب حقیقت سے) تنبیہی اظہار۔

۱۱۔ نظریاتی و عملی شکست زدہ باطل گروہ کا مذمتی ذکر۔

۱۲ تا ۱۴۔ ان سے قبل طاقتور سابقہ اقوام و باطل لشکروں کی تکذیبی (جھٹلانے) روش پر سخت خدائی گرفت و عذاب کا عبرتی بیان۔

۱۵۔ کفار کو اچانک خدائی گرفت (بلا مہلت و اطلاع) کی سرزنش و تنبیہ کا ذکر۔

۱۶ تا ۱۷۔ کفار کے عذاب کے متعلق جلد بازی کا مذمتی اظہار اور آپ ﷺ کو فی الحال صبر و حلم کی تلقین نیز آپ ﷺ کو حضرت داؤد کی صبر و حلم کی حقیقت افروز حیات طیبہ پیش نظر رکھنے کا حکیمانہ طرز سے ذکر و بیان۔

۱۸ تا ۲۰۔ حضرت داؤد پر غیر معمولی اور خصوصی عنایات الٰہیہ کا احسانی اظہار و بیان۔

قَالُوا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ
پاس آئے تو وہ اُن سے گھبرا گیا کہا ڈر نہیں دو جھگڑنے والے ہیں ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے پس آپ
وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ﴿٢٢﴾ إِنَّ هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَ
ہمارے درمیان انصاف کا فیصلہ کیجیے اور بات کو دور نہ ڈالیے اور ہمیں سیدھی راہ پر چلائیے۔ بیشک یہ میرا بھائی ہے
تِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي
اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے پس اس نے کہا مجھے وہ بھی دے
الْخِطَابِ ﴿٢٣﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا
دے اور اس نے مجھے گفتگو میں دبا لیا ہے۔ کہا البتہ اس نے تجھ پر ظلم کیا جو تیری دنبی کو اپنی دنبیوں میں
مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
ملانے کا سوال کیا اور اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کیا کرتے ہیں مگر جو ایماندار ہیں اور انہوں نے
الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَ
نیک کام بھی کیے اور وہ بہت ہی کم ہیں اور داؤد سمجھ گیا کہ ہم نے اسے آزمایا ہے پھر اس نے اپنے رب
خَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۩ ﴿٢٤﴾ فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَ (سجدہ)
سے معافی مانگی اور سجدہ میں گر پڑا اور توبہ کی۔ پھر ہم نے اس کی یہ غلطی معاف کر دی اور اس کے لیے
حُسْنَ مَآبٍ ﴿٢٥﴾ يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ
ہمارے ہاں مرتبہ اور اچھا ٹھکانہ ہے۔ اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں بادشاہ بنایا ہے پس تم لوگوں میں
النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّ
انصاف سے فیصلہ کیا کرو اور نفس کی خواہش کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دے گی بے
الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ
شک جو لوگ اللہ کی راہ سے گمراہ ہوتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے کہ وہ حساب کے
ع ١٢ الْحِسَابِ ﴿٢٦﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذَٰلِكَ ظَنُّ
دن کو بھول گئے۔ اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے بیکار تو پیدا نہیں کیا یہ تو ان کا
الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ﴿٢٧﴾ أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ
خیال ہے جو کافر ہیں پھر کافروں کے لیے ہلاکت ہے جو آگ ہے۔ کیا ہم کر دیں گے ان کو جو ایمان

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۱ تا ۲۵۔ حضرت داؤدؑ کے عبادت خانہ میں دو فریقوں کی (دورانِ عبادت) مداخلت کے قصہ عجیب (امتحانی و آزمائشی قصہ) کا واقعاتی پیرائے سے نصیحت آمیز ذکر۔

۲۶۔ اللہ پاک کے مقرب و برگزیدہ نبی حضرت داؤدؑ کو خدائی نصیحتِ خاص کا سبق آموز اظہار و بیان۔

۲۷۔ حقائقِ قدرت کا فکر انگیز ذکر اور نظریہ کفار کا مذمتی اظہار۔

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ

لائے اور نیک کام کیے ان کی طرح جو زمین میں فساد کرتے ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں

كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا

گے۔ ایک کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی بڑی برکت والی تاکہ وہ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ

الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ اِذْ

عقلمند نصیحت حاصل کریں۔ اور ہم نے داؤدؑ کو سلیمان عطا کیا کیسا اچھا بندہ تھا بیشک وہ رجوع کرنے والا تھا۔ جب

عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّىْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ

اس کے سامنے شام کے وقت تیز رو گھوڑے حاضر کیے گئے۔ تو کہا میں نے مال کی محبت کو یادِ الٰہی سے

الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ

عزیز سمجھا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ ان کو میرے پاس لوٹا لاؤ پس پنڈلیوں

مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي

اور گردنوں پر (تلوار) پھیرنے لگا۔ اور ہم نے سلیمان کو آزمایا تھا اور اس کی کرسی پر ایک

كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا

دھڑ ڈال دیا تھا پھر وہ رجوع ہوا۔ کہا اے میرے رب! مجھے معاف کر اور مجھے ایسی حکومت عنایت فرما

يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ

کہ کسی کو میرے بعد شایاں نہ ہو بے شک تو بہت بڑا عنایت کرنے والا ہے۔ پھر ہم نے ہوا کو اُس کے

تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاۗءٍ وَّ

تابع کر دیا کہ وہ اُس کے حکم سے بڑی نرمی سے چلتی تھی جہاں اُسے پہنچنا ہوتا تھا۔ اور شیطانوں کو جو سب

غَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَاۗؤُنَا فَامْنُنْ

معمار اور غوطہ زن تھے۔ اور دوسروں کو جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ یہ ہماری بخشش ہے پس احسان

اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ ع

کر یا اپنے پاس رکھ کوئی حساب نہیں۔ اور البتہ (سلیمان) کے لیے ہمارے پاس مرتبہ اور عمدہ مقام ہے۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ

اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کر جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے تکلیف اور عذاب

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۸۔ حق و باطل اور نیک و بد کے مابین امتیازی حقیقت کا تنبیہ آمیز ناصحانہ اظہار و بیان۔

۲۹۔ قرآنِ مقدس کے مقصدِ نزول کا حکمت آمیز ذکر۔

۳۰۔ حضرت داؤدؑ کو حضرت سلیمانؑ جیسا فرمانبردار بیٹا عطا کرنے کا احسانی اظہار۔

۳۱ تا ۳۳۔ جہادی مقاصد کے لیے پیش کیے گئے گھوڑوں میں غیر معمولی دلچسپی کا اظہار اور اس سلسلۂ خیر میں مصروفیت کے باعث دوسری عبادت میں تاخیر پر حضرت سلیمانؑ کے ردِعمل کا اظہار و بیان۔

۳۴ تا ۳۵۔ حضرت سلیمانؑ کی آزمائش خاص اور اس کے نتیجہ کا واقعاتی اشارہ اور اس پر حضرت سلیمانؑ کی بارگاہِ الٰہی میں انابت (رجوع) نیز التجائے خاص کا اظہار و بیان۔

۳۶ تا ۴۰۔ قبولیتِ دعا کے نتیجہ میں حضرت سلیمانؑ پر غیر معمولی عنایاتِ خداوندی کا عظمتی و احسانی اظہار۔

وَّعَذَابٍ ﴿٤١﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿٤٢﴾ وَ

پہنچایا ہے۔ اپنا پاؤں (زمین پر مار) یہ ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو ہے۔ اور ہم نے اُن کو

وَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿٤٣﴾

اُن کے اہل وعیال اور کتنے ہی اور بھی اپنی مہربانی سے عنایت فرمائے اور عقلمندوں کے لیے نصیحت ہے۔

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۗ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۚ

اور اپنے ہاتھ میں جھاڑو کا مٹھا لے کر مار اور قسم نہ توڑ بے شک ہم نے ایوب کو صابر پایا وہ بڑے اچھے

نِعْمَ الْعَبْدُ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿٤٤﴾ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

بندے اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کر جو ہاتھوں

اُولِى الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ﴿٤٥﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿٤٦﴾ ۚ

اور آنکھوں والے تھے۔ بے شک ہم نے اُنہیں ایک خاص فضیلت دی یعنی ذکر آخرت کے لیے چن لیا تھا۔

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿٤٧﴾ ۗ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ

اور بے شک وہ ہمارے نزدیک برگزیدہ نیک بندوں میں سے تھے۔ اور اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو بھی یاد

وَذَا الْكِفْلِ ۗ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿٤٨﴾ ۗ هٰذَا ذِكْرٌ ۗ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ

کر اور یہ سب نیک لوگوں میں سے تھے۔ یہ نصیحت ہے اور بے شک پرہیز گاروں کے لئے اچھا

مَاٰبٍ ﴿٤٩﴾ ۙ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿٥٠﴾ ۚ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ

ٹھکانا ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان کے لئے ان کے دروازے کھولے جائیں گے۔ وہاں تکیہ لگا کر بیٹھیں

فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿٥١﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿٥٢﴾

گے وہاں بہت سے میوے اور شراب طلب کریں گے۔ اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر عورتیں ہوں گی۔ یہی

الثلٰثة هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٥٣﴾ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿٥٤﴾ ۚ

ہے جس کا تم سے حساب کے دن کے لیے وعدہ کیا جاتا ہے۔ بے شک یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

هٰذَا ۗ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿٥٥﴾ ۙ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾

یہی بات ہے اور بے شک سرکشوں کے لیے برا ٹھکانا ہے۔ یعنی دوزخ جس میں وہ گریں گے پس وہ کیسی بری جگہ

هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ ۙ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ﴿٥٨﴾ ۭ هٰذَا

ہے۔ یہ ہے پھر وہ اس کو چکھیں جو کھولتا ہوا پانی اور پیپ ہے۔ اور اس شکل کی اور بھی کئی طرح کی چیزیں ہونگی۔ یہ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۱۔ حضرت ایوبؑ کی بارگاہِ الٰہی میں اپنی پریشانی خاص کے حوالے سے مشکل کشائی کی فریاد کا ذکر۔

۴۲ تا ۴۳۔ جواب میں خدائی حکم کا حکمت آمیز اظہار نیز غیر معمولی صبر پر حضرت ایوبؑ کو انعاماتِ خاص سے نوازنے کا احسانی ذکر و بیان۔

۴۴۔ حضرت ایوبؑ کی قسم خاص کو پورا کرنے کی غرض سے خدائی عطا کردہ سہولتِ خاص (حیلہ شرعی) کا حکمی اظہار اور صبر بے مثال پر حضرت ایوبؑ کو خدائی خراجِ تحسین کا ذکرِ خیر۔

۴۵ تا ۴۷۔ اللہ پاک کے مقربین خاص وبرگزیدہ رسولوں حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا انکی امتیازی خوبیوں سمیت احسانی اظہار اور عنداللہ ان کے درجہ عظیم کا توصیفی بیان۔

۴۸ تا ۵۴۔ اللہ پاک کے مزید مقربین خاص (و برگزیدہ رسول) حضرت اسماعیلؑ، حضرت الیسعؑ اور حضرت ذوالکفل کے مقام خاص کا تذکرہ خیر اور اس کے بعد دیگر متقین (خدا خوف اور فرمانبردار لوگوں) کے انجام حسنہ نیز آخرت میں ان پر خصوصی عنایاتِ خداوندی کا احسانی اظہار و بیان۔

۵۵۔ ان کے برعکس سرکش و نافرمانوں پر خدائی عتاب کے نتائج بد کا غضبیہ ذکر۔

فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿٥٩﴾ قَالُوا بَلْ أَنتُمْ

ایک جماعت ہے جو تمہارے ساتھ دوزخ میں داخل ہونے والی ہے (متبوع کہیں گے) ان پر خدا کی مار یہ بھی

لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٦٠﴾ قَالُوا رَبَّنَا مَن

دوزخ ہی میں آ رہے ہیں۔ (تابع ہونے والے) کہیں گے بلکہ تم پر خدا کی مار تم ہی تو اس بلا کو ہمارے سامنے

قَدَّمَ لَنَا هَٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿٦١﴾ وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرَىٰ

لائے جو بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ تابع کہیں گے اے ہمارے رب! جو اس بلا کو ہمارے آگے لایا اسے آگ میں دگنا عذاب

رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُم مِّنَ الْأَشْرَارِ ﴿٦٢﴾ أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ

دے۔ اور کہیں گے کہ جن لوگوں کو ہم دنیا میں برا سمجھتے تھے ہمیں دکھائی کیوں نہیں دیتے۔ کیا ہم ان سے (ناحق)

الْأَبْصَارُ ﴿٦٣﴾ إِنَّ ذَٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ﴿٦٤﴾ قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنذِرٌ ۖ وَ ع ٤ ١٤

تمسخر کرتے تھے یا ان سے ہماری نگاہیں پھر گئی ہیں۔ بے شک یہ دوزخیوں کا آپس میں جھگڑنا بالکل سچی بات

مَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا

ہے۔ کہہ دو میں تو ایک ڈرانے والا ہوں اور اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے ایک ہے بڑا غالب۔ آسمانوں اور زمین

بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ﴿٦٦﴾ قُلْ هُوَ نَبَأٌ عَظِيمٌ ﴿٦٧﴾ أَنتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ﴿٦٨﴾

کا پروردگار اور جو کچھ ان کے درمیان ہے غالب بڑا معاف کرنے والا ہے۔ کہہ دو یہ ایک بڑی خبر ہے۔ تم اس سے

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٦٩﴾ إِن يُوحَىٰ إِلَيَّ

منہ پھیرنے والے ہو۔ مجھے فرشتوں کے متعلق کوئی علم نہیں تھا جب کہ وہ جھگڑ رہے تھے۔ مجھے تو یہی وحی کی

إِلَّا أَنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٧٠﴾ إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا

گئی ہے کہ میں تمہیں صاف صاف ڈراؤں۔ جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک انسان

مِّن طِينٍ ﴿٧١﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ

مٹی سے بنانے والا ہوں۔ پھر جب میں اسے پورے طور پر بنالوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو

سَاجِدِينَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ

اس کے لیے سجدہ میں گر پڑنا۔ پھر سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے نہ کیا تکبر کیا اور

وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ

کافروں میں سے ہو گیا۔ فرمایا اے ابلیس! تمہیں اس کو سجدہ کرنے سے کس نے منع کیا جسے میں نے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۶ تا ۶۴۔ داخلۂ جہنم کے وقت کی المناک صورت حال اور بعد میں اہل جہنم کے باہمی تنازعہ (جھگڑا بازی) کا پس منظر سمیت عبرتی ذکرِ صادق کا بیان۔

۶۵ تا ۶۶۔ آپ ﷺ کو اپنے فرض منصبی کے حوالے سے اظہارِ حقیقت کا حکم اور ٹھوس عقیدہ توحید کا صفاتی اظہار۔

۶۷ تا ۶۸۔ قیامت اور اس کے احوال کی خبرِ عظیم کا تنبیہی ذکر اور کفار کے اعراضِ حق کا مذمتی اظہار۔

۶۹ تا ۷۰۔ فرشتوں کی مجالس اعلیٰ میں تکوینی فیصلوں پر ان کی باہمی قیل وقال سے بے خبری کا اظہار کرتے ہوئے اپنے فرض منصبی (پیغامِ رسالت) کا حقیقت آمیز ذکر۔

۷۱ تا ۷۲۔ فرشتوں کے سامنے تخلیق انسانی کے تکوینی فیصلے کا اظہار اور ان کو احترامِ انسانی کے مخصوص حکم کا اظہار۔

۷۳ تا ۷۴۔ حکمِ الٰہی کے مطابق فرشتوں کی اطاعتِ عام مگر ابلیس کا باغیانہ انکار۔

۷۵ تا ۷۸۔ انکارِ حکم کی وجہ سے شیطان سے باز پرس، اس کی باغیانہ قیل وقال (گستاخانہ بحث وتمحیص) جواب میں اس پر ازلی پھٹکار کا مذمتی اور برہمی اظہار۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۷۹تا۸۱۔ شیطان کی (ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے) قیامت تک مہلت دیے جانے کی استدعا خاص جواباً وقت مقررہ تک مہلت دینے کی منظوری کا ذکر۔

۸۲تا۸۵۔ اس پر شیطان کی بارگاہِ خداوندی میں گستاخانہ مکالمہ بازی جواب میں خدائی تکوینی فیصلے کا اظہار۔

۸۶تا۸۷۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی تصنع اور بناوٹ سے پاک بے لوث تبلیغِ حق کا اظہار اور قرآنی صداقت کا ذکرِ خاص۔

۸۸۔ اعراضِ حق کے خطرناک نتیجہ کا تنبیہاتی ذکر۔

سورۃ الزمر

۱۔ قرآنِ مقدس کا نزول، صفاتِ عظیمہ والی ذات کی طرف سے ہونے کی تصدیق کا ذکرِ خاص۔

۲۔ امام الانبیاء ﷺ پر کتاب حق (قرآن کریم) اتارنے کی مہر تصدیق (تصدیق رسالت) اور آپ ﷺ کو توحیدی اعتقاد ہی سے عبادت کرنے کا حکم (جو ہر طرح کے شرک سے پاک ہو)

۳۔ بارگاہِ خداوندی میں اخلاص فی العبادات (شرک و ریاری سے مکمل پاک) ہی کو قبول کرنے کا تنبیہی ذکر۔

الف) کفار و مشرکین کے نظریہ عبادت کی تردید و مذمت۔

بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ ﴿٧٥﴾ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي

اپنے ہاتھوں سے بنایا کیا تو نے تکبر کیا یا تو بڑوں میں سے تھا۔ اس نے عرض کی میں اس سے بہتر ہوں

مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ﴿٧٦﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٧٧﴾

مجھے تو نے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا۔ فرمایا پھر تو یہاں سے نکل جا کیونکہ تو راندہ گیا ہے۔

وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ﴿٧٨﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ

اور تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے۔ عرض کی اے میرے رب! پھر مجھے مُردوں کے زندہ ہونے تک

يُبْعَثُونَ ﴿٧٩﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿٨٠﴾ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٨١﴾

مہلت دے۔ فرمایا پس تمہیں مہلت ہے۔ وقت معین کے دن تک۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾

عرض کی تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو گمراہ کردوں گا۔ مگر ان میں جو تیرے خالص بندے ہوں گے۔

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ﴿٨٤﴾ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ

فرمایا حق بات یہ ہے اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں۔ میں تجھ سے اور ان میں سے جو تیرے تابع ہوں گے سب

أَجْمَعِينَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ﴿٨٦﴾

سے جہنم بھر دوں گا۔ کہہ دو میں اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں ہوں۔

ع ۵ ۱۴ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ﴿٨٨﴾

یہ قرآن تو تمام جہان کے لیے نصیحت ہے۔ اور تم کچھ مدت کے بعد اس کا حال ضرور جان لوگے۔

سُورَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — سَبْعُونَ وَخَمْسٌ ثَمَانِي رُكُوعَاتٍ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَنزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١﴾ إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ

یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل کی گئی ہے جو غالب حکمت والا ہے۔ بے شک ہم نے یہ کتاب ٹھیک طور پر آپ کی

بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ ﴿٢﴾ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ۚ

طرف نازل کی ہے پس تو خالص اللہ ہی کی فرمانبرداری مدِ نظر رکھ کر اسی کی عبادت کر۔ خبردار! خالص فرمانبرداری

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى

اللہ ہی کے لیے ہے جنہوں نے اس کے سوا اور کارساز بنا لیے ہیں ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لیے

اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِىْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ

کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کردیں بے شک اللہ ان کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ

اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝٣ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا

اختلاف کرتے تھے بے شک اللہ اسے ہدایت نہیں کرتا جو جھوٹا ناشکرگزار ہو۔ اگر اللہ چاہتا کہ کسی کو فرزند

لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝٤

بنائے تو اپنی مخلوقات میں سے جسے چاہتا چن لیتا وہ پاک ہے وہ اللہ ایک بڑا غالب ہے۔ اس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ

آسمانوں اور زمین کو حکمت سے پیدا کیا وہ رات کو دن پر لپیٹ دیتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے

النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِىْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

اور اُس نے سورج اور چاند کو تابع کر دیا ہے ہر ایک وقت مقرر تک چل رہا ہے

اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝٥ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ

خبردار وہی غالب بخشنے والا ہے۔ اُس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اُس نے اُس سے اُس کی

مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ

بیوی بنائی اور تمہارے لیے آٹھ نر اور مادہ چار پایوں کے پیدا کیے وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں

فِىْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِىْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ

ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت پر تین اندھیروں میں بناتا ہے یہی

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝٦ اِنْ

اللہ تمہارا رب ہے اُسی کی بادشاہی ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم کہاں پھرے جا رہے ہو۔ اگر تم

تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنْكُمْ ۟ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ

انکار کرو تو بے شک اللہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے

تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ

تمہارے لیے پسند کرتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر اپنے رب ہی کی طرف تمہیں

مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٧

لوٹ کر جانا ہے سو وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو بے شک وہ سینوں کے بھید جاننے والا ہے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

ب) اگر یہ اپنے اعتقاد فاسد پر ہی ڈٹے رہے تو روزِ محشر حقیقت کا فیصلہ دیکھ لیں گے۔

ج) ضدی وہٹ دھرم لوگوں کے متعلق عادتِ الٰہیہ کے تکوینی (مخفی) فیصلے کا تنبیہاتی اظہار (کہ ایسوں کو اللہ پاک کی طرف سے توفیقِ ہدایت نصیب نہیں ہوتی)۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عظیم کا اولاد سے پاک ہونے کا اعتقادی اظہار اور توحید کا زوردار اثبات (مخلوق میں سے کوئی چیز خدا پاک کی اولاد بن ہی نہیں سکتی)

۵۔ دلائلِ آفاقیہ (بڑی مخلوقات جو سب کے مشاہدات میں ہیں) اور منظم نظام کائنات کے ذریعہ اثباتِ توحید باری تعالیٰ کا استدلالی (دلیل سے واضح) اظہار و بیان۔

۶۔ انسانی شاہکار تخلیق سمیت دیگر مخلوقات کی حیرت انگیز پیدائش کا احسانی اظہار اور دلائلِ حق کے ذریعہ توحیدِ باری کا زوردار اعتقادی بیان۔

۷۔ کفریہ اعتقاد سے خدائی نفرت اور اعتقادِ حق رکھنے والوں سے رضامندی کا فکر انگیز اظہار نیز ہر ایک سے الگ الگ احتساب کرنے کے قانونِ خداوندی کا تنبیہاتی ذکر۔

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً
اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو اس کی طرف رجوع کر کے پکارتا ہے پھر جب وہ اُسے کوئی نعمت
مِنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَنْدَادًا لِيُضِلَّ
اپنی طرف سے عطا کرتا ہے تو جس کے لیے پہلے پکارتا تھا اُسے بھول جاتا ہے اور اس کے لیے شریک بناتا ہے
عَنْ سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ﴿٨﴾
تا کہ اس کی راہ سے گمراہ کرے۔ کہہ دو اپنے کفر میں تھوڑی مدت فائدہ اٹھالے بیشک تو دوزخیوں میں سے ہے۔
أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو
(کیا کافر بہتر ہے) یا وہ جو رات کے اوقات میں سجدہ اور قیام کی حالت میں عبادت کر رہا ہو آخرت
رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ
سے ڈر رہا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید کر رہا ہو کہہ دو کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں
ع ۱ ۱۵ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٩﴾ قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ
سمجھتے وہی ہیں جو عقل والے ہیں۔ کہہ دو اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو اپنے رب سے ڈرو ان کے
لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا
لیے جنھوں نے اس دنیا میں نیکی کی ہے اچھا بدلہ ہے اور اللہ کی زمین کشادہ ہے بے شک صبر کرنے
يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿١٠﴾ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ
والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔ کہہ دو مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ
اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ﴿١١﴾ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٢﴾ قُلْ
عبادت کو اُس کے لیے خالص رکھوں۔ اور مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلا فرمانبردار بنوں۔ کہہ دو
إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٣﴾ قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ
میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں۔ کہہ دو میں خالص اللہ ہی کی
مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ﴿١٤﴾ فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ ۗ قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ
اطاعت کرتے ہوئے اُس کی عبادت کرتا ہوں۔ پھر تم اُس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو کہہ دو خسارہ
الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ
اٹھانے والے وہ ہیں جنھوں نے اپنی جان اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے روز خسارہ میں ڈال دیا یاد رکھو! یہ

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۸۔ انسانی فطرت کے دوغلے پن اور کفرانِ نعمت کا سخت نوٹس (گرفت) اور اس کے نتیجۂ بد کا برملا اظہار۔

۹۔ فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے مابین واضح امتیاز کی لکیر کھینچتے ہوئے عالم و جاہل کے تقابلی جائزہ کا حقیقت آمیز اظہار اور اہل بصیرت کی دانشمندی کا توصیفی ذکر۔

۱۰۔ اہل ایمان کو اپنے اعمال میں تقویٰ اپنانے کا تاکیدی حکم۔

الف) نیکی کا بدلہ دنیا و آخرت میں عطا کرنے کا وعدۂ حق۔

ب) نامساعد حالات (سخت پریشان صورتحال) میں ایمان و جان کی حفاظت کی خاطر ہجرت کا مشورہ۔

ج) ناموافق حالات میں بھی استقامت علی الحق (حق پر جم کر رہنے) کی بھرپور خدائی حوصلہ افزائی کا تسلی آمیز وعدۂ حق۔

۱۱ تا ۱۳۔ خالص توحیدی اعتقاد سے عبادت کا حکمی اظہار اور ہر حال میں اس کی مکمل اطاعت کا تاکیدی ذکر، نیز (بالفرض والمحال) تصورِ نافرمانی پر بھی خدائی گرفت کے خوف کا فکر انگیز تنبیہی بیان۔

۱۴۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی طرف سے شرک سے پاک عبادت و اطاعت کاملہ کا اعتقادی اظہار۔

الْمُبِيْنُ ﴿۱۵﴾ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ذٰلِكَ
صریح خسارہ ہے۔ اِن کے اوپر بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور اُن کے نیچے بھی سائبان ہوں گے یہی
يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ
بات ہے جس کا اللہ اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے ڈرتے رہو۔ اور جو لوگ شیطانوں کو
اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ
پوجنے سے بچتے رہے اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے اُن کے لیے خوشخبری ہے پس میرے بندوں کو خوشخبری دے
يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ
دو۔ جو توجہ سے بات کو سنتے ہیں پھر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں یہی ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت کی ہے
وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ
اور یہی عقل والے ہیں۔ پس کیا جسے عذاب کا حکم ہو چکا ہے (نجات والے کے برابر ہے) کیا آپ
اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِى النَّارِ ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ
اسے چھوڑ سکتے ہیں جو آگ میں ہے۔ لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے اُن کے لیے بالا خانے
فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ
ہیں جن کے اوپر اور بالا خانے بنے ہوئے ہیں اُن کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ
اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِى
اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی آسمان سے پانی اُتارتا ہے پھر اُسے چشمے بنا
الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا
کر زمین میں چلا دیتا ہے پھر اُس کے ذریعے سے کھیتی مختلف رنگوں کی اگاتا ہے پھر خوب ابھرتی ہے پھر آپ اُسے
ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ ع ۲ ۱۶
زرد شدہ دیکھتے ہیں پھر اُسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے بے شک اس میں عقل مندوں کے لیے عبرت ہے۔ بھلا
شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ
جس کا سینہ اللہ نے دین اسلام کے لئے کھول دیا ہے سو وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی میں ہے سو جن لوگوں
قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ
کے دل اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے ان کے لیے بڑی خرابی ہے یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ اللہ ہی نے

خلاصہ مفہوم آیات مطابق آیت نمبر

۱۵۔ مسلسل اعراض و نافرمانی کے نتیجہ میں کفار کو اپنے حال پر چھوڑنے اور اس کے مستقبل میں نقصانات کا برہمی و تنبیہی ذکر۔

۱۶۔ جہنم کے ہولناک منظر کشی کے پس منظر میں بندگانِ خدا کو متوجہ کرنے کا حکمت آمیز تنبیہی اظہار۔

۱۷۔ شیطانی و طاغوتی اطاعت سے انکاری خوش نصیب لوگوں کی بھرپور حوصلہ افزائی کا احسانی ذکر۔

۱۸۔ اطاعت شعار لوگوں کی صفتِ حسنہ اور اسکے انعامِ خاص کا احسانی و توصیفی اظہار۔

۱۹۔ نافرمانوں کے متعلق طے شدہ خدائی فیصلہ کا برہمی ذکر۔

۲۰۔ فرمانبرداروں پر خصوصی انعامی عنایاتِ الٰہیہ کا ترغیبی و احسانی اظہار۔

۲۱۔ انسانوں کو خدائی احسانات و انعامات پر خصوصی غور و فکر کی دعوت کا استدلالی (دلیل سے سمجھانے کا) اظہار و بیان۔

۲۲۔ نورِ ہدایت کی توفیقِ خاص کا احسانی اظہار اور گمراہ فکری کے نتیجۂ بد کا مذمتی ذکر۔

۲۳۔ انسانوں کیلئے مینارۂ نور کتاب (قرآن کریم) کی صفات و تاثیراتِ خاص کا احسانی اظہار و بیان۔

اسلام اور نظریۂ تعلیم وفن

(زیرِ مطالعہ سورۃ الزمر آیت نمبر ۹)

کتابُ اللہ اور اسلامی تعلیمات سے دُوری نے آج یہ نظریاتی انحطاط دکھا رکھا ہے کہ ہم اسلام کو چند نمبروں (عبادات اور وظائف وتسبیحات) کا دین سمجھ بیٹھے ہیں۔ جس دین کی جامعیت و حقیقت یہ ہے کہ خود باری تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے ﴿اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَام﴾ ترجمہ: تحقیق دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ دوسرے مقام پر ارشادِ مبارک ہے ﴿ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ و ھو فی الاٰخرۃ من الخسرین﴾ ترجمہ: ''اور جو کوئی چاہے سوا دینِ اسلام کے اور کوئی دین سو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خراب ہے'' (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۸۵)۔ اسلام ایک جامع عملی نظریہ حیات ہے جو ہر شعبۂ زندگی میں نہ صرف اپنی قانونی راہنمائی کرتا ہے بلکہ اس سے انحراف کو دینی تعلیمات وخدائی احکامات سے بغاوت قرار دیتا ہے۔ ساری دنیا میں جاری نظام کے پیچھے انسانی ضروریات و تقاضوں کا عمل دخل ہے۔ ضروریات کا حصول بذریعہ علم وفن ہی ممکن ہوتا ہے۔ اسلام بھلا کیسے انسانی بنیادی ضروریات سے بے خبر ہو سکتا ہے۔ جبکہ اسلامی تعلیمات کا اصل سرمایہ و سرچشمہ وحیِ الٰہی ہی ہے۔ خالقِ کائنات نے انسانوں کے لیے جس آخری کتاب (قرآن مجید) کا انتخاب فرمایا۔ اس کی پہلی وحی ہی علم وتعلیم کے حوالہ سے تھی ﴿اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ★ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ★ اِقۡرَاۡ وَرَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ ★ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ★ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَالَمۡ یَعۡلَمۡ ★﴾ ترجمہ: ''پڑھ اپنے رب کے نام سے جو سب کا بنانے والا بنایا آدمی کو جمے ہوئے خون سے۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے علم سکھایا قلم سے۔ سکھلایا آدمی کو جو وہ نہ جانتا تھا'' (سورۃ العلق آیت نمبر ۱ تا ۵)۔ آغاز علم وتعلیم بذریعہ قلم خود خالقِ فطرت کا عظیم الشان فیصلہ تھا جو رہتی دنیا تک اپنے فطرتی حقائق سمیت نافذ العمل ہو چکا ہے۔ انسان جتنا بھی ترقی کی منزلیں طے کرتا جائے اُسکی بنیاد قلم ہی رہے گی۔ قرآن مقدس کا معلّم اوّل براہِ راست اللہ پاک ہے۔ جس کے متعلق واضح طور پر ارشادِ ربانی ہے: ﴿اَلرَّحۡمٰنُ ★ عَلَّمَ

القُرٰان★خَلَقَ الْاِنسَان★ عَلَّمَهُ الْبَیَان★﴾ ترجمہ: (خدائے رحمن) نے سکھایا(اپنے بندوں کو) قرآن، اُسی نے پیدا فرمایا انسان کو اُسے بات کرنا سکھایا، یہاں ایک اہم نقطے کی طرف توجہ مطلوب ہے کہ ہم نے قرآنی آیات میں فنون پر بھی علم و تعلیم کا مشترکہ اطلاق پایا ہے۔ جیسے قرآن مقدس میں شکاری کتوں کے حوالے سے(جوظاہراً فن کہلاتا ہے)۔فرمانِ ربانی ہے ﴿وَما علمتم من الجوارح مکلبین تعلّمونھن مما علّمکم اللہ﴾ (سورۃ المائدہ:۴) ترجمہ: اور جو سدھاؤ شکاری جانور شکار پر دوڑانے کو کہ ان کوسکھاتے ہو اس میں سے جو اللہ نے تم کوسکھایا ہے۔عقدرہن کے حوالہ سے دستاویزی تحریر کے متعلق اصولی ہدایات کے ضمن میں فرمایا ﴿و لا یأب کاتب أن یکتب کماعلمہ اللہ﴾ ترجمہ: اور انکار نہ کرے لکھنے والا اس سے لکھ دیوے جیسا سکھایا اس کو اللہ نے (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۸۲)۔اسی طرح حضرت داؤدعلیہ السلام کے حوالہ سے ارشادِ ربانی ہے: ''اور اس کوسکھلایا ہم نے بنانا ایک تمہارا لباس کہ بچاؤ ہوتم کوتمہاری لڑائی میں''(سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۸۰)۔علم اور تعلیم کے ضمن میں ایک اور مقام پر حضرت سلیمانؑ کی کلام میں بھی ﴿وَ عُلِمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ﴾ کے الفاظ آئے ہیں۔ یہاں بھی پرندوں کی بولیاں سمجھنے، جاننے پر تعلیم کا اطلاق کیا گیا ہے۔ جبکہ عُرفِ عام میں اسے فن سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کُتوں کو سُدھارنا/شکارسکھلاناہو یا طریقۂ تحریر۔ ہمارے ہاں فن کہلاتا ہے جبکہ قرآن کریم میں اس فن پر بھی علم وتعلیم کا اطلاق کیا گیا ہے۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ علم بنیادی طور پر معلومات کے درجہ میں سیکھنے سکھانے کا نام ہے آگے تقاضوں اور رجحانات پر منحصر ہے کہ انسان کیا سیکھتا ہے علمِ دین یاعلمِ دنیا۔ واضح رہے کہ انبیاء ورسل کو اصلاًاصلاحِ عقائد و اعمال اور اصلاح معاشرہ کیلئے معبوث فرمایا گیا تھا۔فنونِ مستعملہ انکا موضوعِ بحث نہیں ہوتے تھے۔تو اصلاً علومِ نبوت اب قرآن وسنت نیز فقہ ہی کہلائیں گے۔ تاہم لغوی طور پر سب فنون پرعلم کا اطلاق کیا جاسکتا ہے(گو اصطلاحی نہ سہی) اللہ تعالیٰ کی ذات ہی انسانی فطرتی حقائق سے اصل باخبر ہے وہ ازل سے جانتا تھا کہ انسان کو اپنی ضروریات اور تقاضوں کو جب اپنے نظامِ محنت کے ذریعہ حاصل کرنا ہے تو اس کی بنیاد سیکھنے سے ہوتی ہے۔ حضرت آدمؑ کو انسانی فطرتی ضرورت کے ذرائع (علم

الاشیاء) کے حوالے سے ارشاد فرمایا: اور سکھلا دیئے اللہ نے آدم کو نام سب چیزوں کے (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۳۱)۔ ظاہر ہے کہ یہ علم عقائد و دیگر اعمالِ صالحہ سے ہٹ کو خود انسانی ضروریات کے ذرائع (اشیاء) کا علم تھا جو ہمارے عرف میں ایک فن کہلاتا ہے۔ حالانکہ خود باری تعالیٰ نے اس پر گویا علم کا اطلاق کیا ہے۔ یقیناً اہلِ علم نے اس نقطۂ نظر پر علمی تحقیقات کی ہونگیں۔ ابتداءً علم وفن پر کوئی واضح تقسیم نہیں پائی گئی، کسی دور میں اس کی جداگانہ تعریف منظرِ عام پر متعارف کرائی گئی ہو گی۔ آج ہمارے علمی طبقۂ فکر میں قرآن، حدیث، فقہ اور ان کے لوازمات (اصولِ حدیث، اصولِ فقہ) کو علومِ عالیہ جبکہ دیگر فنون کی کتابوں) کو علومِ آلیہ (ذرائع حصولِ علم) سے تعبیر کیا جانا متعارف ہے۔ تاہم یونانی فلسفہ اور دیگر غیر ضروری ادبی تخلیقات وغیرہ کا تعلق معلومات سے تو ہے اصلاً علم سے نہ ہے۔ البتہ ہمارے مدارس میں بھی فلکیات کے متعلقہ معلومات کو علمِ فلکیات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ قدیمی دور کی علمی درسگاہوں میں دونوں طرح کے علوم کو یکجا کر کے جامع نصاب (پڑھنے پڑھانے کے لیے) رائج کیا گیا تھا (عرب ممالک میں آج بھی بنیادی درسگاہوں میں (میٹرک سطح تک) دینی عصری علوم یکجا و یکساں نصاب کے طور پر نافذ العمل ہیں) علمی وفنی نصاب کی جداگانہ تقسیم و جداگانہ درسگاہوں کا منصوبہ برطانوی راج میں نافذ العمل کیا گیا جس کے دوررس اثرات و منفی نتائج کا ادراک کم از کم اہلِ علم پر مخفی نہ ہونا چاہیے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ ذرا اس فکری پروپیگنڈا کا جائزہ لیا جائے کہ اسلام کا نظریہ تعلیم (جو وہ دینی مدارس کے نصابِ تعلیم کی بناء پر) منفی فکر سے لیتے ہیں۔ تنگ نظری پر مبنی ہے اس میں خواتین کی تعلیم اور عصری علوم وفنون کی مخالفت پائی جاتی ہے۔ یہ پروپیگنڈا اسلامی علم و تعلیم پر سراسر بہتان کے سوا کچھ نہیں۔ کیونکہ اسلام تو شرعی حکومت و خلافت کے قیام کا داعی ہے اس سے قبل خلافتِ راشدہ کے دور میں اسلام نے عملاً چھیاسٹھ لاکھ مربع میل سے زیادہ علاقوں پر کامیاب مثالی حکومت قائم کی تو کیا وہ سب اسلامی حکمران اور عمال (افسران) زیورِ علم و تعلیم اور رموزِ حکمرانی سے بے خبر تھے؟ وہ منظم نظامِ حکومت کے باعث رہتی دنیا تک کے لیے آئیڈیل حکمران قرار پائے۔ تو اس کے پسِ منظر میں ان کی بصیرت و حکمت و تجربہ اور رموزِ مملکت سے مکمل آگہی بھی تھی۔ اس کے بعد بھی جہاں جہاں

اسلامی حکومتوں کا قیام رہا۔ سب اسلامی حکمرانوں نے (اپنی ذاتی کمزوریوں اور کوتاہیوں کے باوجود) وقتی تقاضوں کے عین مطابق دینی وعصری علوم کے نصاب کو یکساں طور پر نافذ العمل رکھا۔ قرآن کریم میں قیامت تک کے لیے سب مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے: تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں پر (سورۃ الانفال آیت نمبر ۶۰)۔ قوت کی قولی و عملی تفسیر اور توضیح خود خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دی: اَلَا اِنَّ الْقُوَّۃَ الرَّمْیُ (مسلم، وترمذی، وابوداود) قربان جایئے اللہ پاک کے فرمان اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دور رس اثرات کے حاملِ حکم اور اُسکی وضاحت پر جو کس قدر جامع حقائق کی حامل ہے۔ سارے مفسرین متفق ہیں کہ رمی کی عملی توضیح ہر دور کے عملی تقاضوں کے مطابق ہی مراد لی جائیگی۔ پرانے دور میں اگر عمومی وقدیمی تیر اندازی مراد تھی تو آج توپ، ٹینک، عام وخاص میزائل، ہمہ قسم راکٹ وغیرہ سب ہی الرمی کا مصداق ہیں۔ اگر اس وقت تیر برسانے کی تربیت لی جاتی تھی۔ تو آج بھی قرآنی حکم کے موافق جدید ٹیکنالوجی کی تعلیم اور اس میں مسابقت کا پہلو بذریعہ جدید علوم ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ جو لوگ علماء وفقہاء کو تنگ نظر ملاؤں کا نام دیتے ہیں وہ بھلا قرآنی حکم ﴿وَ اَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ﴾ کو کیسے فراموش کر سکتے ہیں یا کس طرح جدید سائنسی علوم کے حصول کی مخالفت کر سکتے ہیں۔ جبکہ وہ اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ آج خدائی حکمِ جہاد پر عمل اس دور کے تقاضوں کے مطابق جدید وسائل و آلات میں آگے بڑھے بغیر (درجہ اسباب میں) کفر کی مسلح طاقت کا مقابلہ (کم وسائل سے ہی سہی مگر ضروری تو ہے) مُشکل ہے۔ اس لیے ہر دور میں وقت کے علماء فقہا نے جدید ذرائع علم اور وسائل جہاد کے حصول کو اپنی ترجیحات میں رکھنے کی نہ صرف پوری ترغیب دی۔ بلکہ عملی نصاب بھی مرتب فرمائے۔ کون سا وہ دور ہے جہاں علمائے حقہ نے احکامِ شریعت کو خدانخواستہ پسِ پشت ڈال کر (یہود ونصاریٰ کے مشائخ کی طرح) حقائق سے آنکھیں چُرائی ہیں؟ ہرگز نہیں، خُلفائے راشدین وتابعین کے بعد کی آپ تاریخ دعوت وعزیمت (فقط ایک کتاب کا نام لینا ہی مقصود نہیں) کا مطالعہ کر لیں۔ ہر دور میں علماء وفقہاء نے امت کی فکری وعلمی رہنمائی کا فرضِ منصبی بطریقِ احسن

نبھایا ہر دور میں امت کی راہنمائی کے لیے ان کی لکھی گئی مختلف موضوعات پر مبنی کتبِ علم اس مذکورہ حقیقت کی شہادت دیتی ہیں۔ ممکن ہے کچھ لوگ قرآن کریم میں فن پر علم کے اطلاق سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہیں کہ جب یہ سب (سائنس و ٹیکنالوجی وغیرہ) بھی علوم کے زمرے میں آتے ہیں تو مساجد میں ان کی تعلیم یا سکھانے/پڑھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھنا چاہیے۔ تو یاد رہے کہ مساجد کے حوالہ سے قرآن کریم میں ربِ کریم کا یہ ارشاد صراحۃً منقول ہے کہ ﴿وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (سورۃ الجن آیت ۱۸)۔ دوسری جگہ ارشادِ ربانی ہے کہ ﴿فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ﴾ (سورۃ النور آیت نمبر ۳۶)۔ اس میں صاف پیغامِ ربانی ہے کہ مساجد میں دُنیوی امور سے متعلقہ کام نہ کیے جائیں اگر اس میں سے کسی چیز کی اجازت ہوتی تو خود خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین عملاً اس کو کر کے دکھاتے (تاہم قرآن و حدیث کی تعلیم، امورِ حرب اور قضاء و تحکیم وغیرہ امورِ دین کا حصہ سمجھے جاتے ہیں)۔ لہٰذا جدید عصری فنون/علوم کو مساجد میں (عصری احوال کی روشنی میں) پڑھانے کا جواز اس سے نہیں نکالا جا سکتا۔ خاص طور پر مخلوط نظریہ تعلیم کے ہوتے ہوئے تو ویسے بھی اس فکر و نظر کا اختیار کرنا ناجائز ٹھہرتا ہے ہر چیز کی وضع (بناوٹ) جس کام کے لیے موضوع (بنائی گئی) ہے وہ عمل اُسی جگہ پر کرنا ہی قرینِ عقل و حقیقت کہلاتا ہے۔ آیئے ذرا جائزہ لیں کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلبِ العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم کی روشنی میں کون کون سے امور ایسے ہیں جن کا معلوم کرنا اور جاننا شرعاً ہر انسان کے لیے ضروری ہے (فرضِ عین)۔ ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ اسلام کے عقائدِ صحیحہ کا علم حاصل کرے اور طہارت، نجاست کے احکام سیکھے۔ نماز، روزہ، اور تمام عبادات جو شریعت نے فرض و واجب قرار دی ہیں ان کا علم حاصل کرے۔ جن چیزوں کو حرام یا مکروہ قرار دیا ہے ان کا علم حاصل کرے۔ جس شخص کے پاس بقدر نصاب مال ہو اس پر فرض ہے کہ زکوٰۃ کے مسائل و احکام معلوم کرے۔ جس کو حج پر قدرت ہے اس کے لیے فرضِ عین ہے کہ حج کے احکام و مسائل معلوم کرے۔ جس کو بیع و شراء کرنا پڑے یا تجارت و صنعت یا مزدوری و اُجرت کے کام کرنے پڑیں اس پر فرض عین ہے کہ بیع و اجارہ وغیرہ کے مسائل و احکام سیکھے۔ جب نکاح کرے

تو نکاح کے احکام و مسائل اور طلاق کے احکام و مسائل معلوم کرے۔ غرض جو کام شریعت نے ہر انسان کے ذمہ فرض و واجب کیے ہیں۔ ان کے احکام و مسائل کا علم حاصل کرنا بھی ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ (فرض کفایہ) پورے قرآن مجید کے معانی و مسائل کو سمجھنا، تمام احادیث کو سمجھنا اور ان میں معتبر اور غیر معتبر کی پہچان پیدا کرنا۔ قرآن وسنت سے جو احکام و مسائل نکلتے ہیں ان سب کا علم حاصل کرنا۔ اس میں صحابہؓ وتابعین اور ائمہ مجتہدین کے اقوال و آثار سے واقف ہونا یہ اتنا بڑا کام ہے کہ پوری عمر اور سارا وقت اس میں خرچ کر کے بھی پورا حاصل ہونا آسان نہیں۔ اسلیے شریعت نے اس علم کو فرض کفایہ قرار دیا ہے کہ بقدرِ ضرورت کچھ لوگ یہ سب علوم حاصل کرلیں تو باقی مسلمان سبکدوش ہو جائیں گے (بحوالہ معارف القرآن) جلد نمبر ۴۸۹۔

اسلامی نظریہ فکر اور خواتین کی تعلیم: اسلامی نقطۂ نظر سے ٹکراؤ کے حامل بعض آزاد فکر (نام نہاد) دانشور علماء صلحاء پر الزام لگاتے نہیں تھکتے کہ یہ تنگ نظر مُلّا خواتین کی تعلیم اور معاشرتی ترقی کے مخالف ہیں۔ بلکہ رُکاوٹ ہیں جہاں بقیہ جھوٹ بولنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کی جاتی۔ اسی طرح یہ بہتان تراشی پر مبنی ایسا پروپیگنڈا ہے۔ جس کا ڈھنڈورا جدید ذرائع ابلاغ پر بڑے زور شور سے پیٹا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلامی فکر و نظر کے اعتبار سے خواتین کو (بعض مخصوص شرائط کیساتھ) ہر شعبہ میں خدمت و ترقی کے مواقع دیے جانے میں رُکاوٹ ڈالنے کی کوئی سخت تجویز / رائے علماء وصلحاء کی طرف سے نہیں دی جاتی۔ اُن کا تو شرعی اور معاشرتی حقائق کے پسِ منظر میں واضح موقف فقط ایک اصول پر مبنی ہے کہ شعبۂ تعلیم و خدمت کوئی بھی ہو اُس میں مرد اور خواتین کا اختلاط نہیں ہونا چاہیے۔ دفع شر اور رد الفساد کی اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں۔ مخلوط تعلیمی ماحول کی تباہ کاریوں کے پیش نظر خود خالقِ کائنات نے قرآن مقدس میں اس ابدی حقیقت کی اصلاح کو واضح اور نمایاں طور پر بیان فرمایا ہے۔ حکمِ الٰہی ہے: ''اور ٹک کر رہا کرو تم اپنے گھروں میں اور نہ دکھاتی پھرنا اپنا بناؤ سنگھار (اور اپنی سج دھج) پہلی جاہلیت کے دکھلاوے کی طرح اور تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور فرمانبرداری کرتی رہو اللہ اور اس کے رسول کی (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۳۳)۔ اب اس کی توضیح ﴿مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَ مَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا﴾ (سورۃ الحشر

آیت نمبر ۷) کے قاعدہ و اصول کے تحت فکراً و عملاً یہ تعلیم ملتی ہے کہ پردہ کے احکام نازل ہونے کے بعد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور مردوں کے اختلاطِ مجلس کو (ہمیشہ کیلیے) ممنوع قرار دے دیا عورتوں کو مردوں کے ساتھ گلیوں میں شانہ بشانہ چلنے سے روکتے ہوئے ایک طرف ہو کر گزرنے کو حکم جاری فرمایا۔ اب اگر کوئی اسلامی نظریہ سے بیزار اور آزاد مفکر یہ سوال اُٹھائے کہ مرد و عورت کی مخلوط تعلیم کے حوالہ سے مخالفت کا صریح حکم قرآن کریم میں کہاں آیا ہے تو اُسے یہی کہا جائیگا ﴿مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَ مَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا﴾ (سورۃ الحشر آیت نمبر ۷) کا ابدی حکم قرآن میں ہی ہے۔ جس پر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات خلفائے راشدین، صحابہ کرامؓ و تابعین نے عمل کر کے امت کی رہنمائی کر دی کہ کبھی بھی مخلوط مجالسِ علم، مخلوط خدماتی شعبہ جات نظامِ عمل میں نہ لائے جائیں۔ سائنس و ٹیکنالوجی کی تعلیم ہو یا میڈیکل لائن کی، سروس خواہ کسی شعبہ کی ہو۔ فقط اختلاط سے ہٹ کر جُداگانہ، بندوبست اور احتیاطی تدابیر کے ساتھ (جس میں شرم و حیاء کے تمام تر تقاضوں اور عورتوں کے تقدس (عزت) کا شرعی اور معاشرتی مقام محفوظ رہ سکے) ہر شعبہ میں خواتین اپنی خدمات سرانجام دے سکتی ہیں۔ اسلامی فکر میں ایسی کوئی انتہا پسندی نہیں۔ جس کا شور و غوغا دین بیزار لوگ کرتے ہیں۔ اسلامی نکتہ نگاہ میں خواتین و حضرات (مردوں) کا اختلاط (مخلوط مجالس) خواہ تعلیمی ہوں یا غیر تعلیمی ناجائز ہے (جس کی حکمت معاشرے کو اخلاقی بگاڑ سے محفوظ رکھنا ہے)۔ آج معاشرتی تباہ کاریوں کی دیگر وجوہات میں ایک بڑی وجہ مخلوط تعلیمی سسٹم اور اخلاق باختہ فحاشی و عریانی کا فروغ ہے۔ اور یہ پابندی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نافذ کردہ ہے کسی دوسری انفرادی اتھارٹی کی نہیں کیا کوئی کلمہ گو مسلمان امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم پر اعتراض کر کے مسلمان رہ سکتا ہے؟ عجیب المیہ جس پر حیرت کی انتہاء ہوتی ہے کہ ہمارے سرکاری ادارے (حکومتی سطح پر) قرآن و سنت اور فقہ پر مبنی دینی نصاب کو اپنے ہاں تعلیم ہی نہیں سمجھتے یہ کس قدر فکری و نظریاتی (پستی کی حد سے بڑھی) انتہا پسندی ہے؟ علماء اور دینی طبقہ تو سرکاری اداروں (سکول و کالج) میں پڑھائے جانے والے نصاب تعلیم کو علم و فن سمجھتا ہے۔ لیکن کیا یہ تعصب اور دین بیزاری پر مبنی حکومتی پالیسی حقیقی تعلیم (علم) سے کھلا مذاق نہیں؟ جو علوم (قرآن و

سنت، فقہ) سارے علوم کا سر چشمہ ہیں ان کو سرے سے علمی فہرست سے خارج کر کے (بہانہ سے) فرقہ وارنہ/دہشت گردانہ سوچ کا حامل نصاب قرار دے دینا حقائق کا منہ چڑانا نہیں تو اور کیا ہے؟ اس فکر کی اصلاح ضروری ہے۔ نیز سب مسلمانوں کو یہ اہم نکتہ کبھی فراموش نہ کرنا چاہیے کہ مرنے کے بعد قبر وحشر میں یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تم نے دُنیوی علوم (علم وفن) میں کون کونسی ڈگری حاصل کی تھی۔ اور اس کی بنیاد پر اُخروی درجہ بندی کا میرٹ بنایا جائے گا ہرگز نہیں۔ یہ یقینی حقیقت ہے کہ قبر وآخرت میں عقائد، دینی علوم اور اعمال صالحہ کی ہی اہمیت ہو گی تو پھر اصل علم قرآن وسنت ہے یا دُنیوی علوم؟ اس کا فیصلہ کرنا کوئی مشکل نہیں بشرطیکہ عقل سلامت اور نظر وفکر درست ہو۔

اَلْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ

بہترین کلام نازل کیا ہے یعنی کتاب باہم ملتی جلتی ہے (اس کی آیات) دہرائی جاتی ہیں جس سے خدا

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ

ترس لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں پھران کی کھالیں نرم ہوجاتی ہیں اور دل یادالٰہی کی طرف

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

راغب ہوتے ہیں یہی اللہ کی ہدایت ہے اس کے ذریعے سے جسے چاہے راہ پر لے آتا ہے اور جسے اللہ

مِنْ هَادٍ ﴿٢٣﴾ اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْۗءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَقِيْلَ

گمراہ کردے اسے راہ پر لانے والا کوئی نہیں۔ بھلا جو شخص اپنے منہ کو قیامت کے دن برے عذاب کی

لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿٢٤﴾ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

ڈھال بنائے گا اور ایسے ظالموں کو حکم ہوگا جو کچھ تم کیا کرتے تھے اس کا مزہ چکھو۔ ان سے پہلے لوگوں

فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٥﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ

نے بھی جھٹلایا تھا پھر اُن پر اس طرح عذاب آیا کہ اُن کو خبر بھی نہ ہوئی۔ پھر اللہ نے اُن کو

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾

دنیا ہی کی زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب تو اور بھی زیادہ ہے کاش وہ جانتے

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ

اورہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان کر دی ہے تاکہ وہ

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٧﴾ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٢٨﴾ ضَرَبَ

نصیحت پکڑیں۔ وہ عربی زبان کا بے عیب قرآن ہے تاکہ یہ لوگ ڈریں۔ اللہ نے ایک مثال بیان کی

اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَاۗءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ

ہے ایک غلام ہے جس میں کئی ضدی شریک ہیں اور ایک غلام سالم ایک ہی شخص کا ہے کیا دونوں کی

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ

حالت برابر ہے سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے مگر ان میں سے اکثر نہیں سمجھتے۔ بے شک آپ کو بھی

ع ١٧ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿٣١﴾

مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ پھر بے شک تم قیامت کے دن اپنے رب کے ہاں آپس میں جھگڑو گے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٢٤۔ نافرمانوں اور فرمانبرداروں کے مابین نتائج کے امتیاز کا تنبیہاتی ذکر۔

٢٥ تا ٢٦۔ گزشتہ دور کے نافرمان و سرکش لوگوں پر خدائی گرفت کا عبرتی و تنبیہی اظہار۔

٢٧ تا ٢٨۔ قرآن کریم کی واضح اور غیر مبہم زبان معروف (عربی زبان) میں ہر طرح کی خدائی ہدایات کا حکمت آمیز بیان۔

٢٩۔ شرک اور توحید کے مفہوم کو واضح کرنے کے لیے مشاہداتی مثال خاص کا تنبیہاتی ذکر اور اثباتِ حق پر حمدیہ اظہار۔

٣٠ تا ٣١۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی موت کے منتظر کفار کو حقیقت آمیز جواب اور روزِ قیامت ان کے تنازعۂ خاص کا ذکر

نوٹ: یہ آیت اپنے سیاق و سباق اور شانِ نزول ہر دو اعتبار سے کسی نئی بحث (معاذ اللہ حیات النبی ﷺ کی نفی کرنے کی اس آیت کے ذریعہ استدلال کرنے) کی مکمل نفی کرتی ہے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ

پھر اس سے کون زیادہ ظالم ہے جس نے اللہ پر جھوٹ بولا اور

بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝۳۲

سچی بات کو جھٹلایا جب اس کے پاس آئی کیا دوزخ میں کافروں کا ٹھکانا نہیں ہے؟

وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ

اور جو سچی بات لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی

الْمُتَّقُوْنَ ۝۳۳ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا

پرہیزگار ہیں۔ ان کے لیے جو کچھ وہ چاہیں گے ان کے رب کے پاس موجود ہوگا نیکو کاروں کا

الْمُحْسِنِيْنَ ۝۳۴ ۚ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِىْ عَمِلُوْا

یہی بدلہ ہے۔ تاکہ اللہ ان سے وہ برائیاں دور کر دے جو انہوں نے کی تھیں

وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِىْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۳۵

اور اللہ ان کو ان کا اجر دے ان نیک کاموں کے بدلہ میں جو وہ کیا کرتے تھے۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ

کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں اور وہ آپ کو ان لوگوں سے ڈراتے ہیں جو اس کے

دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝۳۶ ۚ وَمَنْ يَّهْدِ

سوا ہیں اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو اسے راہ پر لانے والا کوئی نہیں۔ اور جسے اللہ راہ پر لے آئے

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِى انْتِقَامٍ ۝۳۷

تو اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں کیا اللہ غالب بدلہ لینے والا نہیں ہے؟

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ

اور اگر آپ ان سے پوچھیں آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے کہہ دو

اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِىَ

بھلا دیکھو تو سہی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی

اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِىْ بِرَحْمَةٍ هَلْ

تکلیف دینا چاہے تو کیا وہ اس کی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں یا وہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۲۔ اللہ پاک پر جھوٹ بولنے اور تکذیب حق سے بڑا کوئی ظلم نہیں ایسے ظالموں کے لیے بدلہ میں جہنم ہی ٹھکانہ متعین کرنے کا تنبیہی ذکر۔

۳۳ تا ۳۴۔ اس کے برعکس سچائی لانے اور تصدیق حق کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام وانعام خاص کا بیان۔

۳۵۔ محسنین (نیک لوگوں پر) مزید کرم خاص کا اظہار۔

۳۶ تا ۳۷۔ مؤمن کو غیر اللہ کا خوف دل سے نکال کر فقط اپنے رب پر ہی بھروسہ رکھنے کی تلقین اور گمراہی و ہدایت کے متعلق خدائی قانون کا صفاتِ الٰہیہ سمیت اظہار و بیان۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۸۔ آسمان وزمین کی تخلیق کے متعلق اعتراف حقیقت کا ذکر اور معبودانِ باطلہ کے حوالہ سے نظریہ کفار کا واضح دلیل سے رد (تردید) کا بیان نیز خدائی توکل کا اعتقادی اظہار۔

۳۹ تا ۴۰۔ ضدی اور ہٹ دھرم کفار کو ان کے حال پر چھوڑتے ہوئے جزائے فکر و عمل کے انتظار کا تنبیہی اظہار و بیان۔

۴۱۔ انسانوں کی ہدایت و راہنمائی کے لیے کتاب حق کو نازل کر کے اتمامِ حجت کا تنبیہاتی ذکر۔

(جس کی مرضی ہے ہدایت قبول کرے یا گمراہی، مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں)

۴۲۔ نیند کے ذریعہ روزمرہ موت و حیات کے مشاہدہ خاص کا فکر انگیز اور سبق آموز بیان۔

(کہ کس طرح عارضی موت (نیند) کے بعد پھر سے زندگی عطا کیے جانے کا روزمرہ مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔ کیا اس میں دوبارہ اٹھائے جانے کا سبق موجود نہیں؟)

۴۳ تا ۴۴۔ کفار کے معبودانِ باطلہ کے حوالے سے نظریۂ سفارش کی پُرزور تردید اور اصل حقیقت کا اعتقادی بیان۔

هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ؕ عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ

وہ اس مہربانی کو روک سکتے ہیں کہہ دو مجھے اللہ کافی ہے توکل کرنے والے اسی پر توکل

الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ

کیا کرتے ہیں۔ کہہ دو اے میری قوم تم اپنی جگہ پر کام کیے جاؤ میں بھی کر رہا ہوں

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَ یَحِلُّ عَلَیْهِ

پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کردے اور کس

عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ

پر دائمی عذاب اترتا ہے۔ بے شک ہم نے آپ پر یہ کتاب سچی لوگوں کے لیے اتاری ہے

فَمَنِ اهْتَدٰی فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ۚ

پھر جو راہ پر آیا سو اپنے لیے اور جو گمراہ ہوا سو وہ گمراہ ہوتا ہے اپنے برے کو

ع وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ ﴿۴۱﴾ اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ

اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اللہ ہی جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور ان جانوں کو

مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی

بھی جن کی موت ان کے سونے کے وقت نہیں آئی پھر ان جانوں کو روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرما

عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَ یُرْسِلُ الْاُخْرٰۤی اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ

چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک میعاد معین تک بھیج دیتا ہے بے شک

فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ

اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں۔ کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور حمایتی بنا رکھے

اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَ لَوْ كَانُوْا لَا یَمْلِكُوْنَ شَیْـًٔا وَّ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾

ہیں کہہ دو کیا اگرچہ وہ کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ عقل رکھتے ہوں۔

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

کہہ دو ہر طرح کی حمایت اللہ ہی کے اختیار میں ہے آسمانوں اور زمین میں اسی کی حکومت ہے پھر اسی کی

ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ

طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کے

الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۖ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ
دل نفرت کرتے ہیں اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے
إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٤٥﴾ قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
تو فوراً خوش ہو جاتے ہیں۔ کہہ دو اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے
عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا
ہر چھپی اور کھلی بات کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں فیصلہ کرے گا اس بات میں جس میں
كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ
وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ اور اگر ظالموں کے پاس جو کچھ زمین میں ہے سب ہو اور اسی قدر اس کے
جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ
ساتھ اور بھی ہو تو قیامت کے بڑے عذاب کے معاوضہ میں دے کر چھوٹنا
الْقِيَامَةِ ۚ وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ﴿٤٧﴾
چاہیں گے اور اللہ کی طرف سے انہیں وہ پیش آئے گا کہ جس کا انہیں گمان بھی نہ تھا۔
وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ
اور برے کاموں کی برائی ان پر ظاہر ہو جائے گی اور ان کو وہ عذاب کہ جس پر ہنسی کیا کرتے تھے
يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٤٨﴾ فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ
پکڑ لے گا۔ پھر جب آدمی پر کوئی مصیبت آتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے پھر جب
نِعْمَةً مِنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ ۚ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ
ہم اسے اپنی نعمت عطا کرتے ہیں تو کہتا ہے یہ تو مجھے میری عقل سے ملی ہے بلکہ یہ نعمت آزمائش ہے
وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٩﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِنْ
اور لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔ بے شک یہی بات وہ لوگ کہہ چکے ہیں جو ان سے
قَبْلِهِمْ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٥٠﴾ فَأَصَابَهُمْ
پہلے تھے پس ان کے نہ کام آیا جو کچھ وہ کماتے رہے۔ پھر ان پر ان کے
سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا ۚ وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَٰؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ
اعمال کی برائی آ پڑی اور ان میں سے جو لوگ ظلم کر رہے ہیں عنقریب ان کو بھی برے نتائج ان برے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۵۔ مشرکین کی نظریاتی و عملی گمراہی کا مذمتی ذکر۔

۴۶۔ اعتقادی حقائق کے اظہار کا زوردار حکم۔

۴۷ تا ۴۸۔ روز محشر بدعقیدہ لوگوں کی عذاب سے بچنے کی ہر تدبیر فیل (ناکام) ہوجانے کا تنبیہاتی اظہار و بیان اور اپنا کیا ہی اپنے سامنے آجانے کا برملا ذکر۔

۴۹ تا ۵۱۔ انسانی فکر کی بے اعتدالی اور ناشکری کا شکایاتی ذکر اور گذشتہ دور کے لوگوں پر بھی اسی سبب سے وبال آنے کا تنبیہاتی و نصیحت آمیز اظہار۔

سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۵۱ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ

عملوں کے پہنچیں گے اور وہ عاجز کرنے والے نہیں ہیں۔ اور کیا انہیں معلوم نہیں کہ

اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

اللہ ہی روزی کشادہ کرتا ہے جس کی چاہے اور تنگ کرتا ہے بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۵۲ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ع

ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔ کہہ دو اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دے گا

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۵۳ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ

بے شک وہ بخشنے والا رحم والا ہے۔ اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کا حکم مانو

مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝۵۴ وَاتَّبِعُوْٓا

اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہیں مدد بھی نہ مل سکے گی۔ اور ان اچھی باتوں کی پیروی کرو

اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ

جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہیں اس سے پہلے کہ

الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۵۵ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ

تم پر ناگہاں عذاب آ جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ کہیں کوئی نفس کہنے لگے

يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ

ہائے افسوس اس پر جو میں نے اللہ کے حق میں کوتاہی کی اور میں تو ہنسی

السّٰخِرِيْنَ ۝۵۶ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ

ہی کرتا رہ گیا۔ یا کہنے لگے اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں پرہیزگاروں

الْمُتَّقِيْنَ ۝۵۷ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً

میں ہوتا۔ یا کہنے لگے جس وقت عذاب کو دیکھے گا کہ کاش مجھے میسر ہو واپس لوٹنا

فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۵۸ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ

تو میں نیکوکاروں میں سے ہو جاؤں۔ ہاں تیرے پاس میری آیتیں آ چکی تھیں سو تو نے انہیں جھٹلایا

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۲۔ خوشحالی و تنگ دستی کے حوالے سے خدائی قدرتِ خاص کا حکمتی ذکر۔

۵۳۔ ہر طرح کی معصیت (نافرمانی) سے توبہ کرنے والے لوگوں کے لیے عام معافی اور مغفرت و بخشش کا حوصلہ افزا و پُرمسرت خدائی اعلان۔

۵۴تا۵۵۔ توبہ تائب ہو کر آئندہ طاعت کی زندگی اپنانے اور وحی الٰہی کی اتباع کرتے ہوئے آخرت کی تیاری کرنے کا ترغیبی و ترہیبی (خوف پیدا کرنے والا) اظہار و بیان۔

۵۶تا۵۸۔ بعد از وقت (روزِ محشر) بے موقع پچھتانے اور لاحاصل تمناؤں کے بے محل و بے فائدہ اظہار پر تنبیہِ خاص کا ذکر۔

بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى

اور تو نے تکبر کیا اور تو منکروں میں سے تھا۔ اور قیامت کے دن آپ ان لوگوں کو دیکھیں گے

الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ

جو اللہ پر جھوٹے الزام لگاتے ہیں کہ ان کے منہ سیاہ ہوں گے کیا دوزخ میں تکبر کرنے والوں

مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَيُنَجِّى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ

کا ٹھکانا نہیں ہے۔ اور اللہ ان لوگوں کو کامیابی کے ساتھ نجات دے گا جو (شرک وکفر سے) بچتے تھے

لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَىْءٍ ۫

انہیں تکلیف نہیں پہنچے گی اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے

وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ

اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے ہاتھ

وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ ع

میں ہیں اور جو اللہ کی آیتوں کے منکر ہوئے وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّىْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ

کہہ دو اے جاہلو کیا مجھے اللہ کے سوا اور کی عبادت کرنے کا حکم دیتے ہو۔ اور بے شک

اُوْحِىَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ

آپ کی طرف اور ان کی طرف وحی کی جا چکی ہے جو آپ سے پہلے ہو گزرے ہیں کہ اگر تم نے شرک کیا تو

عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ

ضرور تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گے۔ بلکہ اللہ ہی کی

مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا

عبادت کرو اور اُسی کے شکر گزار رہو۔ اور انھوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق

قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ ۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ

ہے اور یہ زمین قیامت کے دن سب اسی کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے

وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِى

ہوں گے وہ پاک اور برتر ہے اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۹۔ بے موقع واویلا کرنے پر اس روز سخت خدائی سرزنش کا تنبیہاتی ذکر۔

۶۰۔ روزِ قیامت مکذبینِ حق پر خدائی پھٹکار کے اثراتِ قبیحہ (قابلِ نفرت) اور بدترین انجام کا برملا بیان۔

۶۱۔ ان کے برعکس فرمانبرداروں کے حُسنِ انجام اور ان پر کرمِ خاص کا احسانی اظہار و بیان۔

۶۲ تا ۶۳۔ توحیدی صفات کے ذریعہ خدائی قدرتِ کاملہ و ملکیتِ عامہ کا عظمتی اظہار اور منکرین حق کے انجام بد کا مذمتی ذکر۔

۶۴ تا ۶۵۔ کفار کے جاہلانہ افکار کو مسترد کرتے ہوئے دائمی خدائی ہدایات کے مطابق عقیدہ توحید پر عمل کرنے کا عزمیہ اظہار اور اسکی خلاف ورزی (بالفرض والمحال) پر خدائی گرفت کا تنبیہاتی اظہار و بیان۔

۶۶۔ عقیدہ توحید کے مطابق ہی عبادت پر کاربند رہتے ہوئے شکرگزاری کا حکم۔

۶۷۔ جملہ کفار کی خدائی عظمت و کبریائی سے عدم معرفت (پہچان سے بے خبری) کا شکایاتی اظہار اور روزِ محشر کل زمین و آسمان اسکے قبضہ قدرت میں ہونے کا عظمتی پُر ہیبت بیان۔

السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ
جائے گا جو کوئی آسمانوں اور جو کوئی زمین میں ہے مگر جسے اللہ چاہے پھر وہ دوسری دفعہ صور پھونکا جائے گا
اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝٦٨ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ
تو یکایک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔ اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی اور کتاب رکھ
رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ
دی جاوے گی اور نبی اور گواہ لائے جاویں گے اور ان میں انصاف سے فیصلہ کیا جاوے گا
بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝٦٩ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا
اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور ہر شخص کو جو کچھ اس نے کیا تھا پورا پورا
ع عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝٧٠ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى
بدلہ دیا جائے گا اور وہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔ اور جو کافر ہیں دوزخ کی طرف گروہ گروہ ہانکے
جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ
جائیں گے یہاں تک کہ جب اسکے پاس آئیں گے تو اس کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور ان سے
خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ
اس کے داروغہ کہیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں تمہارے رب کی آیتیں
وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ
پڑھ کر سناتے تھے اور آج کے دن کے پیش آنے سے تمہیں ڈراتے تھے کہیں گے ہاں لیکن عذاب کا حکم (علم
الْعَذَابِ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝٧١ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ
ازلی میں) منکروں پر ہو چکا تھا۔ کہا جائے گا دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ اس میں سدا رہو گے پس وہ
فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝٧٢ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ
تکبر کرنے والوں کے لیے کیسا برا ٹھکانہ ہے۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے جنت کی طرف گروہ
اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ
گروہ لائے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے
لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝٧٣ وَقَالُوا
ہوں گے اور ان سے اس کے داروغہ کہیں گے تم پر سلام ہو تم اچھے لوگ ہو اس میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٦٨ تا ٧٠۔ صور پھونکنے کے موقع پر ہولناک حالات کے بعض مناظرِ خاص کا پُر ہیبت اظہار و بیان۔

٧١۔ کفار کی روزِ محشر جہنم کی طرف گروہوں کی شکل میں ہتک آمیز آمد اور داخلہ کے وقت داروغۂ جہنم (نگران) کی منکرین حق کو سخت سرزنش کا تنبیہاتی ذکر اور ان کے بے موقع اعترافِ حقیقت کا بیان۔

٧٢۔ منکرینِ حق کو ہتک آمیز رویہ سے جہنم میں چلے جانے کا حکمی اظہار۔

٧٣۔ (اس کے برعکس) اہل ایمان کو جنت میں جماعتوں کی صورت میں (اعزاز سے) لانے اور دروازۂ جنت پر نگران (جنت) کی طرف سے استقبالیہ کلمات کا پُر مسرت اعزازی اظہار۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ
اور وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کر دیا کہ ہم جنت میں
مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَى
جہاں چاہیں رہیں پھر کیا خوب بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔ اور آپ فرشتوں کو حلقہ باندھے ہوئے عرش کے
الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ
گرد دیکھیں گے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھ رہے ہیں اور اُن کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے
وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾ ع ۸
گا اور سب کہیں گے سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۲﴾ غَافِرِ
حٰم۔ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو غالب ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ گناہ
الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ
بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب دینے والا قدرت والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی
اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۳﴾ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ
طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کی آیتوں میں نہیں جھگڑتے مگر وہ لوگ جو
كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿۴﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ
کافر ہیں پس ان کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکا نہ دے۔ ان سے پہلے
نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ
قوم نوح اور ان کے بعد اور فرقے بھی جھٹلا چکے ہیں اور ہر ایک امت نے اپنے رسول کو
لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ
پکڑنے کا ارادہ کیا اور غلط باتوں کے ساتھ بحث کرتے رہے تاکہ اس سے دین حق کو مٹا دیں پھر ہم نے
فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۵﴾ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ
انہیں پکڑ لیا پھر کیسی سزا ہوئی۔ اور اسی طرح منکروں پر اللہ کا کلام پورا

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۷۴۔ اس پر اہل جنت کا اظہار تشکر اور خدائی اکرام و اعزاز کا حقیقت آمیز بیان۔

۷۵۔ فرشتوں کا عرشِ الٰہی کو حفاظتی گھیرے میں لیتے ہوئے تسبیح و تحمید کرنے اور فیصلہ برحق پر خدائی حمد و ثناء کے اجتماعی اظہار کا ذکرِ خاص۔

سورۃ المؤمن

۱تا۲۔ رموزِ کلامِ الٰہی سے آغاز اور خدائی صفات خاصہ کے ساتھ کتاب اللہ (قرآنِ مقدس) کی قطعی مہر تصدیق کا ذکر۔

۳۔ خدائی صفاتِ عظیمہ کا احسانی و تنبیہاتی اظہار اور عقیدہ توحید کا زوردار بیان۔

۴۔ اہل باطل کی انکاری بحث و تمحیص پر سخت ناگواری (ناراضگی) کا اظہار اور ان کی ظاہری کرّ وفرّ (شان و شوکت) جلد پایہ انجام (اختتام) کو پہنچ جانے کا تنبیہی ذکر۔

۵تا۶۔ گزشتہ دور کی بڑی اقوام (قوم نوح سمیت) کی تکذیب حق اور ان کے اپنے رسولوں سے ناحق عداوتی اقدامات کے انجام بد کا عبرتی و تنبیہی ذکر، اور کفار کے متعلق خدائی تکوینی (مخفی) فیصلے کے نفاذ کا تنبیہاتی اظہار۔

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۷تا۹۔ حاملین عرش (وہ آٹھ مقرب فرشتے جو عرش الٰہی کو تھامے ہوئے ہیں) اور دیگر فرشتوں کی تسبیح وتحمید کا عظمتی اظہار نیز ان کی بارگاہِ الٰہی میں اہلِ ایمان کے لیے سفارشی التجاؤں (دعاؤں) کا تفصیلی اظہار۔

۱۰۔ روزِ محشر کفار کی بارگاہِ الٰہی میں پیشی کے دوران اپنے آپ پر ملامتی حسرت کے اظہار پر خدائی ناراضگی و سرزنش کا عبرتی بیان۔

۱۱۔ روزِ قیامت کفار کی بے موقع معذرت واعتراف جرم کا حسرتی والتجائی (درخواست واستدعا) کا اظہار۔

۱۲۔ جواب میں کفار کے دنیا میں دعوتِ حق پر ان کی باغیانہ روش کی یاددھانی و سرزنش کا اظہار اور خدائی فیصلہ برحق کے عملی نفاذ کا تنبیہاتی ذکر۔

وقف لازم / وقف النبی علیہ السلام

كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝٦ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ
ہوا کہ وہ دوزخی ہیں۔ جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد
حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ
کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور ایمانداروں کے لیے بخشش مانگتے ہیں کہ
اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ
اے ہمارے رب تیری رحمت اور تیرا علم سب پر حاوی ہے پھر جن لوگوں نے توبہ کی ہے اور تیرے راستے
تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝٧ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ
پر چلتے ہیں انہیں بخش دے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ اے ہمارے رب اور انہیں
جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ
بہشتوں میں داخل کر جو ہمیشہ رہیں گی جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کو جو ان کے باپ دادوں
اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٨ وَقِهِمُ
اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے نیک ہیں بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔ اور انہیں برائیوں
السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ
سے بچا اور جس کو تو اس دن برائیوں سے بچائے گا سو اس پر تو نے رحم کر دیا اور یہ
ع هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝٩ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ
بڑی کامیابی ہے۔ بے شک جو لوگ کافر ہیں انہیں پکار کر کہا جائے گا جیسی تمہیں (اس وقت) اپنے سے نفرت
اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝١٠
ہے اس سے بڑھ کر اللہ کو (تم سے) نفرت تھی جبکہ تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے پھر نہیں مانا کرتے تھے۔ وہ
قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا
کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں دوبار موت دی اور تو نے ہمیں دوبارہ زندہ کیا پس ہم نے اپنے گناہوں کا
فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝١١ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ
اقرار کر لیا پس کیا نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے۔ یہ عذاب اس لیے ہے کہ جب تمہیں اکیلے اللہ کی طرف بلایا جاتا تھا تو انکار
كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝١٢ هُوَ
کرتے تھے اور جب اس کے ساتھ شریک کیا جاتا تھا تو مان لیتے تھے سو یہ فیصلہ اللہ کا ہے جو عالیشان بڑے رتبے

الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ

والا ہے۔ وہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لیے آسمان سے رزق نازل کرتا ہے اور

إِلَّا مَن يُنِيبُ ﴿١٣﴾ فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ

سمجھتا وہی ہے جو (اللہ کی طرف) رجوع کرتا ہے۔ پس اللہ کو پکارو اس کے لیے عبادت کو خالص کرتے

الْكَافِرُونَ ﴿١٤﴾ رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ

ہوئے اگرچہ کافر برا مانائیں۔ وہ اونچے درجوں والا عرش کا مالک ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں

عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿١٥﴾ يَوْمَ هُم بَارِزُونَ ۖ

سے جس کے پاس چاہتا ہے وحی بھیجتا ہے تا کہ وہ ملاقات (قیامت) کے دن سے ڈرائے۔ جس دن وہ

لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ

سب نکل کھڑے ہوں گے اللہ پر ان کی کوئی بات چھپی نہ رہے گی آج کس کی حکومت ہے اللہ ہی کی جو

الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ

ایک ہے بڑا غالب۔ آج کے دن ہر شخص اپنے کیے کا بدلہ پائے گا آج کچھ ظلم نہ ہوگا بے شک اللہ جلد

إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٧﴾ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ

حساب لینے والا ہے۔ اور انہیں قریب آنے والی (مصیبت) کے دن سے ڈرا جب کہ غم کے مارے کلیجے

لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ

منہ کو آ رہے ہوں گے ظالموں کا کوئی حمایتی نہیں ہوگا اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات

يُطَاعُ ﴿١٨﴾ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ﴿١٩﴾ وَاللَّهُ

مانی جائے۔ وہ آنکھوں کی خیانت اور دل کے بھید جانتا ہے۔ اور اللہ ہی

يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَقْضُونَ

انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور جنہیں وہ اس کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی فیصلہ نہیں

بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿٢٠﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي ع ۲

کر سکتے بے شک اللہ ہی سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی کہ وہ دیکھتے

الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ ۚ

ان لوگوں کا انجام کیسا تھا جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں وہ قوت میں ان سے بڑھ کر تھے اور زمین میں

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۳۔ خدائی خاص نشانیوں کا احسانی و عظمتی اظہار اور اس پر غور وفکر کرنے والوں کا توصیفی ذکر۔

۱۴۔ خالص عقیدہ توحید سے ہی عباداتی اعمال بجالانے کا تاکیدی حکم۔

۱۵۔ خدائی صفاتِ عظیمہ کے پسِ منظر میں اس کے اپنی مشیت (مرضی) کے مطابق اقدامِ خاص کا فکر آمیز حکمتی اظہار۔

۱۶۔ روزِ محشر سب کی پیشی اور اس موقع پر خدائی قہر و جلال کا پُر ہیبت عظمتی اظہار۔

۱۷۔ روزِ جزا ہر شخص کو اُس کے کیے کا بدلہ دیے جانے کا عادلانہ اظہار و بیان۔

۱۸۔ آخرت کی ہولناکیوں سے امت کو آگاہ کر دینے کا تنبیہی حکم۔

۱۹تا۲۰۔ ہر شے پر نگاہ رکھنے کی قدرتِ خاص کے پسِ منظر میں اُس کے عادلانہ فیصلے اور معبودانِ باطلہ کی ہر طرح سے بے بسی کا اعتقادی اظہار و بیان۔

كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ
آثار کے اعتبار سے بھی پھر اللہ نے انہیں ان کے گناہوں کے سبب سے پکڑ لیا اور ان کے لیے اللہ سے
بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ
کوئی بچانے والا نہ تھا۔ یہ اس لیے کہ ان کے پاس ان کے
تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ
رسول روشن دلیلیں لے کر آتے تھے تو وہ انکار کرتے تھے پس انہیں اللہ نے پکڑ لیا بے شک وہ بڑا قوت
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾
والا سخت عذاب دینے والا ہے۔ اور ہم نے موسیٰ کو اپنے معجزات اور واضح دلیل دے کر بھیجا تھا۔
اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا
فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف تو وہ کہنے لگے بڑا جھوٹا جادوگر ہے۔ پس جب
جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وہ ان کے پاس ہماری طرف سے سچا دین لائے تو کہنے لگے ان لوگوں کے بیٹوں کو قتل کر دو جو موسیٰ پر
مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾
ایمان لائے ہیں اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دو اور کافروں کے داؤ تو محض غلط ہوا کرتے ہیں۔
وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ
اور فرعون نے کہا مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کر دوں اور وہ اپنے رب کو پکارے میں ڈرتا ہوں کہ وہ
اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَقَالَ
تمہارے دین کو بدل ڈالے گا یا یہ کہ زمین میں فساد پھیلائے گا۔ اور موسیٰ نے کہا
مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ
میں تو اپنی اور تمہارے رب کی پناہ لے چکا ہوں ہر ایک متکبر سے جو حساب کے دن
بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ ع وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ
پر یقین نہیں رکھتا۔ اور فرعون کی قوم میں سے ایک ایمان دار آدمی نے کہا جو اپنا ایمان چھپاتا تھا کیا تم
اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ
ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس وہ روشن دلیلیں تمہارے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۱ تا ۲۲۔ گذشتہ دور کی انتہائی طاقتور اور مغرور اقوام کی خدائی نافرمانی کے باعث عبرتناک ہلاکت و بربادی کا نصیحت آمیز تنبیہاتی ذکر۔

۲۳ تا ۲۴۔ (دیگر اقوام کی طرف رسولوں کی بعثت کے پسِ منظر میں) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنے معجزات سمیت فرعون، ہامان اور قارون جیسے متکبرین کی طرف اصلاح فکر و عمل کی غرض سے آمد اور ان کے منفی ردعمل کا واقعاتی سلسلہ بیان۔

۲۵۔ پیغامِ حق کے ردعمل میں فرعون کے انتہائی ظالمانہ اقدام کا مذمتی ذکر۔

۲۶۔ جوش جذبات میں فرعونی ہذیان (بکواسات) کا متکبرانہ اظہار۔

۲۷۔ جواب میں حضرت موسیٰؑ کا بارگاہِ الٰہی میں حفاظتی حصار کا اعتقادی اظہار۔

بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ

رب کی طرف سے لایا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اسی پر اس کے جھوٹ کا وبال ہے اور اگر وہ سچا ہے تو

يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ

تمہیں کچھ نہ کچھ وہ (عذاب) جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے پہنچے گا اور اللہ اس کو راہ پر نہیں لاتا جو حد سے

مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ

بڑھنے والا بڑا جھوٹا ہے۔ اے میری قوم آج تو تمہاری حکومت ہے

فِي الْاَرْضِ ۫ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ

تم ملک میں غالب ہو ہماری کون مدد کرے گا اگر ہم پر اللہ کا عذاب آگیا فرعون نے کہا

فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ

میں تو تمہیں وہی سوجھاتا ہوں جو مجھے سوجھی ہے اور میں تمہیں سیدھا ہی راستہ

الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ

بتاتا ہوں۔ اور اس شخص نے کہا جو ایمان لایا تھا کہ اے میری قوم مجھے تو تمہاری نسبت (پہلی) امتوں

يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ

جیسے دن کا اندیشہ ہو رہا ہے۔ جیسا کہ قوم نوح اور عاد اور ثمود اور ان سے

مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ

پچھلوں کا حال ہوا اور اللہ تو بندوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرنا چاہتا۔ اور اے میری قوم مجھے تم پر چیخ و پکار

عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

(قیامت) کے دن کا اندیشہ ہے۔ جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے اللہ سے تمہیں کوئی بچانے والا نہیں

مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ

ہوگا اور جسے اللہ گمراہ کر دے پھر اسے کوئی راہ بتانے والا نہیں۔ اور تمہارے پاس

يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ

یوسف بھی اس سے پہلے واضح دلیلیں لے کر آچکا پس تم ہمیشہ اس سے شک میں رہے جو وہ تمہارے پاس

حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ

لایا یہاں تک کہ جب وہ فوت ہوگیا تو تم نے کہا کہ اللہ اس کے بعد کوئی رسول ہرگز نہیں بھیجے گا اسی طرح

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۸ تا ۳۵۔ آل فرعون میں سے ایک مردِ مؤمن کا (جس نے پہلے اپنے ایمان کا اظہار نہیں کیا تھا) اس موقع پر جوشِ ایمان میں جرأتمندانہ نصیحت آمیز حقائق کا برملا تفصیلی اظہار و بیان اور احقاقِ حق (حق کو مکمل کر واضح کر دینے) پر مبنی یادگار و تاریخی کلماتِ حق کے بے باکانہ خطابِ لاجواب کا تحسینی ذکرِ خاص۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۴ تا ۳۷۔ مردِ مؤمن کے چشم کُشا بیانِ حق کے ردعمل میں فرعونی غیض وغضب کا متکبرانہ اظہار اور اس کے واہی تباہی کلمات (فضول بکواسات) کے حقیقت آمیز تجزیہ صادق کا تنبیہاتی ذکر۔

۳۸ تا ۴۴۔ اسی مردِ مومن کا فرعونیوں کو مزید حقائق کا آئینہ دکھانے کی کوشش اور خیر خواہانہ نصائح کا تفصیلی و تنبیہاتی خطاب۔

يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ۳۴ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ
اللہ گمراہ کرتا ہے اس کو جو حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ہے۔ جو لوگ اللہ کی آیتوں میں کسی دلیل

اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ
کے سوا جو ان کے پاس پہنچی ہو جھگڑتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کے نزدیک (یہ) بڑی نازیبا بات ہے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۳۵
اللہ ہر ایک متکبر سرکش کے دل پر اسی طرح مہر کر دیا کرتا ہے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۳۶
اور فرعون نے کہا اے ہامان میرے لیے ایک محل بنا تاکہ میں راستوں پر پہنچوں۔

اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّىْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ
یعنی آسمان کے راستوں پر پھر موسیٰ کے خدا کی طرف جھانک کر دیکھوں اور میں تو اسے جھوٹا خیال کرتا

زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ
ہوں اور اسی طرح فرعون کو اس کا برا عمل اچھا معلوم ہوا اور وہ راستہ سے روکا گیا تھا اور

ع ۴ ۹ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۳۷ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ
فرعون کی ہر تدبیر غارت ہی گئی۔ اور اس شخص نے کہا جو ایمان لایا تھا اے میری قوم تم میری پیروی کرو

اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۳۸ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ
میں تمہیں نیکی کی راہ بتاؤں گا۔ اے میری قوم دنیا کی زندگی بس (چند روزہ) فائدے ہیں اور آخرت کا

وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِىَ دَارُ الْقَرَارِ ۳۹ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى
گھر ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ جس نے برا کام کیا تو اتنی ہی سزا

اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ
پائے گا اور جس نے نیک کام کیا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایماندار بھی ہو

فَاُولٰۗىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۴۰ وَ
سو وہ جنت میں داخل ہوں گے جہاں انہیں بے حساب روزی ملے گی۔ اور

نصف يٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ۴۱
اے میری قوم کیا بات ہے میں تو تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو۔

تَدْعُوْنَنِیْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ اُشْرِكَ بِهٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ٘ وَّ اَنَا

تم مجھے اس بات کی طرف بلاتے ہو کہ میں اللہ کا منکر ہو جاؤں اور اس کے ساتھ اسے شریک کروں جسے

اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ۝۴۲ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ لَیْسَ

میں جانتا بھی نہیں اور میں تمہیں غالب بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں ۔ بے شک تم مجھے جس کی طرف

لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَا فِی الْاٰخِرَةِ وَ اَنَّ مَرَدَّنَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اَنَّ

بلاتے ہو وہ نہ دنیا میں بلانے کے قابل ہے اور نہ آخرت میں اور بیشک ہمیں اللہ کی طرف لوٹ کر جانا

الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝۴۳ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ

ہے اور بے شک حد سے بڑھنے والے ہی دوزخی ہیں ۔ پھر تم میری بات کو یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ

وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۴۴ فَوَقٰىهُ

اللہ کے سپرد کرتا ہوں بے شک اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اللہ نے اسے

اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝۴۵

تو ان کے فریبوں کی برائی سے بچایا اور خود فرعونیوں پر سخت عذاب آ پڑا۔

اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا ۚ وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫

وہ صبح اور شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا)

اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝۴۶ وَ اِذْ یَتَحَآجُّوْنَ فِی النَّارِ

فرعونیوں کو سخت عذاب میں لے جاؤ۔ اور جب دوزخی آپس میں جھگڑیں گے

فَیَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ

پھر کمزور سرکشوں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے پیرو تھے پھر کیا

اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِیْبًا مِّنَ النَّارِ ۝۴۷ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا

تم ہم سے کچھ بھی آگ دور کر سکتے ہو۔ سرکش کہیں گے ہم

اِنَّا كُلٌّ فِیْهَاۤ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَیْنَ الْعِبَادِ ۝۴۸ وَ قَالَ الَّذِیْنَ

تم بھی اس میں پڑے ہوئے ہیں بے شک اللہ اپنے بندوں میں فیصلہ کر چکا ہے۔ اور دوزخی جہنم کے

فِی النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ یُخَفِّفْ عَنَّا یَوْمًا مِّنَ

داروغہ سے کہیں گے کہ تم اپنے رب سے عرض کرو کہ وہ ہم سے کسی روز تو عذاب ہلکا کر

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۵۔ آخر کار وہی ہوا جو ہوتا چلا آرہا تھا (کہ مرد مؤمن سمیت تمام اہل ایمان نجات پا گئے اور آل فرعون اپنے سربراہان سمیت خدائی گرفت میں ہلاک ہوگئے)۔

۴۶۔ فرعون اور اس کے ہمنواؤں کے عالم برزخ میں عارضی عذاب اور بعداز قیامت مستقل سخت عذاب کا عبرتی بیان۔

۴۷تا۴۸۔ دوزخ میں جہنمیوں کے مابین ایک دوسرے کو موردِ الزام ٹھہراتے ہوئے طعن وتشنیع (لعنت وملامت) کا عبرتی ذکر وبیان۔

الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوْا

دیا کرے۔ وہ کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول نشانیاں لے کر نہ آئے تھے کہیں گے ہاں

ع ۵ ۱۲ ۱۰ بَلٰى ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ اِنَّا

(آئے تھے) کہیں گے پس پکارو اور کافروں کا پکارنا محض بے سود ہو گا۔ ہم

لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ

اپنے رسولوں اور ایمانداروں کے دنیا کی زندگی میں بھی مددگار ہیں اور اس دن جب کہ گواہ کھڑے

الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ

ہوں گے۔ جس دن ظالموں کو ان کا عذر کرنا کچھ بھی نفع نہ دے گا اور ان پر پھٹکار پڑے گی اور ان کے

وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا

لیے برا گھر ہو گا۔ اور ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی تھی اور ہم نے

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾

بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کر دیا تھا۔ جو عقلمندوں کے لیے ہدایت اور نصیحت تھی۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ

پس صبر کر بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہ کی معافی مانگ اور شام اور صبح

رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ

اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کر۔ بے شک جو لوگ اللہ کی آیتوں میں بغیر اس کے کہ ان کے پاس

بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ

کوئی دلیل آئی ہو جھگڑتے ہیں اور کچھ نہیں بس ان کے دل میں بڑائی ہے کہ وہ اس تک کبھی پہنچنے والے

بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ

نہیں سو اللہ سے پناہ مانگو کیوں کہ وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ البتہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا آدمیوں کے پیدا کرنے کی نسبت بڑا کام ہے لیکن

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ

اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں اور جو لوگ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۹ تا ۵۰۔ اہل جہنم کی داروغہ جہنم کو تخفیف عذاب کی سفارش کرنے کی استدعا جواب میں جہنم کے اہلکاروں کی طرف سے اہل جہنم کو الٹا سرزنش کرنے کا تنبیہاتی اظہار و بیان۔

۵۱۔ اپنے اپنے وقت میں انبیاء و رسل سے اور بقیہ اہل ایمان سے بھی دنیا و آخرت میں نصرتِ حق کا تسلی آمیز وعدہ کا ذکر۔

۵۲۔ روزِ محشر ظالموں کی معذرت و توبہ مسترد کرنے بلکہ الٹا خدائی پھٹکار پڑنے کا برہمی اظہار۔

۵۳ تا ۵۴۔ گذشتہ دور میں حضرت موسیٰ کو بصیرتِ خاص عطا کرنے اور بنی اسرائیل کو کتابِ ہدایت (تورات) سے نوازنے کا حکمت آمیز (باحوالہ) اظہار و بیان۔

۵۵۔ آپ ﷺ کو خدائی وعدہ برحق پر ثابت قدمی سے جم جانے اور استغفار خاص و تسبیح کے صبح و شام اہتمام کا تاکیدی حکم۔

۵۶۔ آیات الٰہی میں ناحق و بلادلیل بحث و تمحیص کرنے والوں کے (نامراد و ناکام) بغض باطن کا مذمتی ذکر اور سمیع و بصیر ذات کی طرف سے حفاظت میں رہنے کے وظیفہ خاص (استعاذہ باللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرنے کا) حکم۔

۵۷۔ بعث بعد الموت (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ اٹھانے جانے) کی آسان فہم وضاحت خاص کا حکیمانہ اسلوب سے اظہار۔

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾
ایمان لائے اور نیک کام کیے وہ اور بدکار برابر نہیں تم بہت ہی کم سمجھتے ہو۔
اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
بے شک قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ یقین
لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ
نہیں کرتے۔ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بے شک جو لوگ
الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ ع
میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے۔
اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ
اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن کو ہر چیز دکھانے والا بنایا
اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
بے شک اللہ لوگوں پر بڑے فضل والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر
لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
نہیں کرتے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے ہر چیز کا پیدا کرنے والا اس کے سوا کوئی معبود نہیں
هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
پھر کہاں اُلٹے جا رہے ہو۔ اسی طرح وہ لوگ بھی اُلٹے چلا کرتے تھے جو اللہ کی نشانیوں کا انکار
يَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاۗءَ
کیا کرتے تھے۔ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو آرام گاہ بنایا اور آسمان کو چھت اور تمہاری
بِنَاۗءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ
اچھی صورتیں بنائیں اور پاکیزہ چیزوں سے تمہیں رزق دیا
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ
وہی اللہ تمہارا پالنے والا ہے پس سارے جہانوں کا پالنے والا اللہ بابرکت ہے۔ وہی ہمیشہ زندہ ہے اس
اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
کے سوا کوئی معبود نہیں پس اسی کو پکارو خاص اسی کی بندگی کرتے ہوئے سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۸۔ مشاہداتی حقیقت کے ذریعہ نیک و بد کے مابین واضح امتیاز کا بصیرت آموز ذکر۔

۵۹۔ قیامت کے یقینی وقوع کا اعتقادی بیان۔

۶۰۔ بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ بلند کرتے رہنے (دعا) کا تاکیدی حکم اور اس سے اعراض و تکبر کے مجرمین پر سخت خدائی ناراضگی کا غضبیہ اظہار۔

۶۱ تا ۶۳۔ انسانوں پر خدائی احسانات، فضل و کرم کا توحیدی اعتقاد کے ذریعہ اظہار و بیان اور سابقہ لوگوں کی گمراہ فکری کا مذمتی ذکر۔

۶۴ تا ۶۵۔ خدائی آفاقی نشانیوں (انعامات) اور تخلیقی احسانات وغیرہ کا دعوتی اسلوب سے (دلائل توحید کے ذریعہ) بیان اور عقیدہ توحید کا زوردار فکرانگیز اظہار نیز اثباتِ حق پر حمدیہ اظہار و بیان۔

اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنا (دعا) اور اس کے ممکنہ نتائج

(زیر مطالعہ سورۃ المؤمن آیت نمبر ۶۰)

اللہ پاک نے جتنے انبیاء ورسل کو مبعوث فرمایا تھا ان کی دعوتِ حق کی بنیاد عقیدہ توحید پر تھی اسی عقیدہ توحید پر انہیں حد سے زیادہ محنت ومشقت اُٹھانا پڑی حتیٰ کہ جان تک قربان کرنا پڑی۔ وہ مسلسل یہی دعوت دیتے رہے کہ ہر مشکل ہر غم ہر حاجت میں اپنے رب ہی سے مانگو وہی سب کا داتا اور مشکل کشا ہے۔ جو رب آسمان وزمین اور اتنی بڑی مخلوقات کا خالق ومالک ہے اس کے لئے تمہیں اولاد عطا کرنا اور چھوٹی چھوٹی مشکلات کا حل کرنا کیا مشکل ہے؟ مگر خدا کی پناہ ایسی ضد اور ہٹ دھرمی پر مبنی گمراہی کہ ہر مشرک انسان مرتے دم تک وہ اس عام فہم حقیقت کا ادراک نہ کرسکا اور کفر وشرک کے کفن میں ہی مرنا اور لپٹنا پسند کیا (أعاذنا اللہ جمیعا) بہر حال دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے۔ شرک اور جہالت سے وابستہ گمراہ فکر لوگوں کی شروع سے پست ذہنی چلی آرہی ہے کہ ہم براہ راست خدا سے مانگنے کے روا دار نہیں۔ اس لئے ہماری ان بزرگوں (بتوں) کے آگے فریاد ہے اور وہ آگے ہماری سفارش کرتے ہیں اس جیسے نظریہ باطل اور عقیدہ فاسد کی اصلاح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ترجمہ:اور جب سوال کرتا ہے مجھ سے میرا بندہ پس بے شک میں اس کے قریب ہوتا ہوں میں قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی پکار کو جب وہ مجھے پکارتا ہے (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۶)۔ ایک مسلمان مؤمن کا بنیادی عقیدہ ہے کہ جب ہمارا رب حی وقیوم ہے وہ ہر لحہ ہر بندے کی فریاد کو سنتا اور اس کو اپنی حکمت کے موافق پورا فرماتا ہے۔ مشہور محاورہ ہے کہ خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں، دعا کے حوالہ سے چند اصولی حقائق سے آگاہی ضروری ہے۔ (۱)۔ رزق حلال کا اہتمام کرنا کیونکہ حرام رزق استعمال کرنے والوں کی دعا قبول نہیں کی جاتی۔ یہ امر خود حدیث قدسی سے ثابت ہے۔ (۲)۔ آداب دعا کا اہتمام کرنا غفلت ولا پرواہی سے مانگی جانے والی دعا قابل توجہ نہیں ہوتی

اس کا ذکر بھی حدیث میں ہے۔(۳)۔خود انسان کا اپنے رب وخالق سے تعلق واعتقاد کا بھی دخل ہوتا ہے۔ بے یقینی بد اعتقادی کے اثرات بھی آخر رنگ دکھاتے ہیں۔(۴)۔ وقت خاص کی مقبول گھڑیاں جیسے تہجد کے وقت تنہائی میں پورے انہاک سے اپنے رب سے مانگنا اسی طرح وہ اوقات/حالات یا مقاماتِ خاص جہاں دعاؤں کی قبولیت کا ذکر احادیث میں مذکور ہے۔(۵)۔ انتہائی اہم نکتہ قابل توجہ جس کی طرف ہمارا دھیان ہی بہت کم جاتا ہے وہ یہ کہ صالح انسان اگر تمام تر امور کا خیال بھی رکھے پھر بھی دعاؤں کی قبولیت کی چار صورتیں جن کا ادراک (علم) نہ ہونے کی وجہ سے اچھے بھلے لوگ مایوسی کا شکار دکھائی دیتے ہیں۔ یاد رکھیئے کہ اگر ہم ہر لحاظ سے اصول دعا کا اہتمام کریں تو پھر یہ اعتقاد بھی رکھیں کہ ہماری دعا اللہ پاک نے سن لی ہے البتہ اس کے نتائج کا ظہور چار طرح سے ہوگا۔(۱)۔ اگر اللہ پاک کے ہاں مصلحت فوری قبول کرنے میں ہوتو بعض اوقات اس کی قبولیت کے اثرات فوری ظاہر ہوجاتے ہیں (ہمیں چونکہ مصلحت کا علم نہیں ہوتا اس لئے ہم سمجھنے لگتے ہیں کہ شاید دعا رد کردی گئی ہے)۔ (۲)۔مصلحت اگر دیر سے قبول کرنے میں ہوتو اس کے اثرات ونتائج دیر سے ظاہر ہوتے ہیں (مصلحتی تاخیر کی وجہ سے ہم سمجھنے لگتے ہیں کہ دعا شاید قبول نہیں ہوئی)۔(۳)۔ دعا کے بدلے آنے والی آفات ومصائب سے حفاظت ہوتی رہتی ہے روزانہ کتنی آفات کا نزول ہوتا ہے جن کا ہمیں علم نہیں ہوتا۔یہ بھی مانگی جانے والی دعاؤں کا مخفی ثمرہ (نتیجہ) ہوتا ہے کہ انسان مصیبت وآفت سے محفوظ رہتا ہے۔(۴)۔آخرت میں بظاہر دنیا میں قبولیت کے اثرات نہ دکھانے والی دعاؤں کے بدلہ میں (مصیبت کی اس خاص گھڑی میں) اللہ پاک جنت کا صلہ عطا فرما دیں گے اورانسان اس وقت جتنا اس انعام اور رحمتِ الٰہیہ پر خوش ہوگا اس کا اندازہ آج ہمیں کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ حقیقت بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ ہماری ہر دعا قابل قبول نہیں ہوتی۔ ہم جو بچوں کی طرح چاند کھیلنے کو مانگیں تو بھلا ایسی خواہش کیسے قبول کی جائے؟ اللہ پاک کو علم ہوتا ہے کہ اس کی جو خواہش ہے وہ اس کو عطا کرنا مصلحت کے ہی خلاف ہے۔ اس لئے فضول

خواہشات جیسے غلط کہلاتی ہیں ایسے فضول دعائیں بھی لاحاصل نتیجہ پر مبنی ہوتی ہیں۔ تاہم یہ سمجھ لینا ہی ساری ذہنی بے چینی ختم کرنے کیلئے کافی ہے کہ ہر دعا کا کوئی نہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے (بشرطیکہ فضول نہ ہو) چاہے وہ نتیجہ فوری حاصل ہو یا دیر سے، ہر دعا کا بدلہ بھی اللہ پاک ضرور عطا فرمادیں گے چاہے دنیا میں یا آخرت میں، یہ جو ہم سمجھتے ہیں کہ اتنے سال سے ہم دعا مانگ رہے ہیں مگر قبول نہیں ہورہی امید ہے کہ گزشتہ ساری معروضات کو پیش نظر رکھنے سے کم از کم (اس فلسفہ دعا کو سمجھ لینے کے بعد) یہ خود ساختہ شکوہ اور جواب شکوہ کا موقع نہ پیش آئے گا۔ اللہ پاک ہمیں توفیق عمل عطا فرمائے۔ آمین۔ واضح رہے کہ دعا خود مانگنی چاہئے اور اسی یقین سے مانگی چاہئے کہ جیسے ساری مخلوق کا وہ رب ہے میرا بھی وہی رب ہے۔ دعا کو عبادت بھی فرمایا گیا ہے تو اپنی عبادت دوسروں کے ذمہ لگانا؟ تاہم چونکہ دوسروں سے کرانا جائز ہے تو پھر اپنے ماں باپ سے پہلے کروائیں کیونکہ درجہ میں بھی وہ پہلے نمبر پر آتے ہیں۔ جس خلوص وصدق دل سے وہ آپ کے حق میں دعا کرتے ہیں کوئی دوسرا اس طرح نہیں کرتا، پھر چھوٹے معصوم بچوں سے دعا کرائی جائے کہ وہ ابھی گناہوں سے محفوظ سمجھے جاتے ہیں۔ پھر اپنے اساتذہ سے کیونکہ استاد کا درجہ شیخ طریقت سے زیادہ ہوتا ہے۔ پھر درجہ بدرجہ صلحاء وبزرگوں سے، دعا کسی مزدور اور ایسے عام انسان سے بھی کروائی جاسکتی ہے کیونکہ کسی کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے۔ تاہم یہ نکتہ یاد رکھنا چاہئے کہ دعا اس حسن ظن سے کرانی چاہیے کہ ممکن ہے یہ دعا کرنے والا اللہ پاک کا نیک مقرب انسان ہو۔ اسکی مانگی گئی دعا پر اللہ خوش ہوکر میرے حق میں شرف قبولیت کا فیصلہ فرما دیں باقی بزرگوں صلحاء، اولیاء سمیت خواہ کوئی بھی ہو اللہ رب العزت کسی کی دعا قبول کرنے کے پابند نہیں۔ حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت ایوب اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی دعاؤں کا ذکر خود قرآن کریم میں موجود ہے۔ ان کی امت کے حق میں مانگی گئی دعاؤں بلکہ ذاتی حوالوں سے (اولاد وغیرہ کے لئے) بھی ان اثرات ونتائج کا ظہور بڑے عرصہ کے بعد دیکھنے میں آیا جبکہ بعض دعاؤں کا ثمرہ دنیا میں ظاہر ہی نہیں ہوا۔ انبیاء ورسل سے زیادہ

اپنے وقت میں اللہ پاک کا کوئی مقرب نہ تھا لیکن خدائے لم یزل کی ذات بھی بے نیاز ہے مرضی ہے کسی کی دعا قبول کرے یا نہ کرے (یا پھر ان کے اثرات کے ظاہر ہونے کی حکمت اپنائی جائے) بہر حال عوام الناس سمیت سب اپنے رب سے براہ راست خود دعائیں مانگنے کا اہتمام کیا کریں کیونکہ اس ذات کریم کی بارہ گاہ میں جس طرح اپنی حاجات کو خود پیش کر سکتے ہیں کوئی دوسرا نہیں کرسکتا صلحاء بزرگوں، مشائخ کو بھی چاہیے کہ عوام کا اعتقاد درست رکھنے کیلئے یہ وضاحت لازماً کیا کریں کہ ہم آپ کیلئے بارگاہ خداوندی میں ہاتھ اٹھا کر التجاء کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اورآپ کے مسائل حل کرے باقی وہ بے نیاز ہے فوری قبول کرے یا دیر سے وہ ذات کسی کی پابند نہیں ہم سب اسی کے محتاج ہیں بلکہ مشائخ وصوفیاء عوام کو براہ راست خود اپنے رب کریم سے مانگنے کا سلیقہ سکھائیں، ترغیب دیں۔ ان کو اپنے رب کریم کا رحمت والا دروازہ دکھائیں۔ اپنی طرف دوردراز سے (فقط دُعاؤں کیلئے) آنے کی حوصلہ شکنی کیا کریں کہ آپ کا رب اور ہمارا رب ایک ہے سب سے زیادہ آپ کے حق میں آپ کے والدین (خواہ وہ فاسق وفاجر ہی کیوں نہ ہوں) مخلصانہ دعائیں کر سکتے ہیں، معصوم بچوں سے کرائیں تا کہ عوام الناس کا اعتقاد اس حوالہ سے درست ہوسکے۔ کیونکہ عوام الناس کا ذہنی اعتقاد ہوتا ہے کہ بزرگوں (نیک وصالح لوگوں) کی دعا لازماً قبول ہوتی ہے حالانکہ اس کی کوئی شرعی حقیقت نہیں اس لئے اصلاحی فکر سے عوام کی غلط فہمی کو دور کرنے کیلئے اس امر کی وضاحت ضروری ہے۔

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٥﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ کہہ دو مجھے تو ان چیزوں کی عبادت سے منع کیا گیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا

دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ

پکارتے ہو جب کہ میرے رب کی طرف سے میرے پاس کھلی کھلی نشانیاں آچکی ہیں اور مجھے یہ حکم دیا گیا

لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

ہے کہ میں رب العالمین کے سامنے سر جھکاؤں۔ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پھر

نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا

نطفے سے پھر خون بستہ سے پیدا کیا پھر وہ تمہیں بچہ بنا کر نکالتا ہے پھر باقی رکھتا ہے تا کہ تم اپنی جوانی کو

اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ

پہنچو پھر یہاں تک کہ تم بوڑھے ہو جاتے ہو کچھ تم میں اس سے پہلے مر جاتے ہیں

وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ

(بعض کو زندہ رکھتا ہے اور تا کہ تم وقت مقررہ تک پہنچو اور تا کہ تم سمجھو۔ وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا

ع ۷ ۱۲ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٦٨﴾ اَلَمْ

ہے پس جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو صرف اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔ کیا

تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿٦٩﴾ الَّذِيْنَ

آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں وہ کہاں پھرے چلے جا رہے ہیں

كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ڕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٠﴾

وہ لوگ جنہوں نے کتاب کو اور جو کچھ ہم نے رسولوں کو دے کر بھیجا تھا سب کو جھٹلا دیا پس انہیں معلوم ہو

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ﴿٧١﴾ فِي الْحَمِيْمِ

جائیگا۔ جب کہ طوق اور زنجیریں ان کے گلے میں ڈال کر گھسیٹے جائیں گے۔ کھولتے پانی میں

ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

پھر آگ میں جھونکے جائیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں جنھیں تم شریک

تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٣﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا

بتاتے تھے۔ اللہ کے سوا وہ کہیں گے ہم سے وہ کھوئے گئے بلکہ ہم تو اس سے پہلے کسی چیز کو بھی نہیں

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٦٦۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی طرف سے شرک کی سخت تردید اور عقیدہ حق کا اعتقادی اظہار۔

٦٧۔ قدرتِ حق (خالقِ کائنات) کی طرف سے حیران کن انسانی تخلیقی مراحل کا حکمت آمیز احسانی ذکر۔

٦٨۔ خالقِ موت و حیات کی قدرتِ کاملہ وعجیبہ کا اعتقادی اظہار۔

٦٩ تا ٧٢۔ خدائی نشانیوں پر ناحق مجادلہ (بحث و تمحیص) اور تکذیب حق و رسالت کے نتائجِ بد کا تنبیہاتی وغضبیہ اظہار و بیان۔

٧٣ تا ٧٦۔ روزِ محشر کفار سے خدائی بازپرس وسرزنش کے پسِ منظر میں مکالمہ خاص اور نتیجتاً سخت سزا کا عبرتی ذکر۔

مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا ۚ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٤﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

پکارتے تھے اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔ یہ عذاب تمہیں اس لیے ہوا

تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿٧٥﴾ اُدْخُلُوْٓا

کہ تم ملک میں ناحق خوشیاں مناتے تھے اور اس لیے بھی کہ تم اترایا کرتے تھے۔ جہنم کے دروازوں

اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٧٦﴾

میں ہمیشہ رہنے کے لیے داخل ہو جاؤ پھر تکبر کرنے والوں کا کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ

پھر صبر کریے بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے پھر جس (عذاب) کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں کچھ تھوڑا سا اگر

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٧٧﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

ہم آپ کو دکھا دیں یا ہم آپ کو وفات دے دیں تو ہماری طرف ہی سب لوٹائے جائیں گے۔ اور ہم

رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ

نے آپ سے پہلے کئی رسول بھیجے تھے بعض ان میں سے وہ ہیں جن کا حال ہم نے آپ پر بیان کر دیا اور

لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ

بعض وہ ہیں کہ ہم نے آپ پر ان کا حال بیان نہیں کیا اور کسی رسول سے یہ نہ ہو سکا کہ کوئی معجزہ اذن الہیٰ

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ

کے سوا ظاہر کر سکے پھر جس وقت اللہ کا حکم آئے گا ٹھیک ٹھیک فیصلہ ہو جائے گا اور اس وقت باطل پرست

هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿٧٨﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا ع ۸ ۱۳

نقصان اٹھائیں گے۔ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے چوپائے بنائے تاکہ تم ان میں سے بعض پر سوار

مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا

ہو اور بعض کو تم کھاتے ہو۔ اور تمہارے لیے ان میں بہت سے فوائد ہیں اور تاکہ تم ان پر سوار ہو کر اپنی

حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿٨٠﴾ ط

حاجت کو پہنچو جو تمہارے سینوں میں ہے اور ان پر اور نیز کشتیوں پر تم سوار کیے جاتے ہو۔

وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿٨١﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا

اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے پس تم اللہ کی کون کون سی نشانیوں کا انکار کرو گے۔ پس کیا انہوں نے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۷۷۔ صبر کی تلقین کرتے ہوئے خدائی وعدوں کی تکمیل کے متعلق حکمت آمیز تسلی کا اظہار۔

۷۸۔ گذشتہ انبیاء و رسل کے احوال خاص کا حکیمانہ اسلوب سے بیان اور معجزاتی نشانیوں کے اظہار کے متعلق حقیقت آمیز اعتقادی اظہار و بیان۔

۷۹تا۸۱۔ انسانوں پر مشاہداتی خدائی انعامات خاص کا احسانی اظہار و بیان (دلائل توحید کا اثبات)۔

فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ
ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا کیا انجام ہوا وہ لوگ ان سے
كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى
زیادہ تھے اور قوت اور نشانوں میں (بھی) جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں بڑھے ہوئے تھے پس ان کے نہ
عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
کام آیا جو کچھ وہ کماتے تھے۔ پس جب ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں لائے
فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ
تو وہ اپنے علم و دانش پر اترانے لگے اور جس پر وہ ہنسی کرتے تھے وہ ان پر
يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ
اُلٹ پڑا۔ پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے جو ایک ہے
كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ
اور ہم نے ان چیزوں کا انکار کیا جنہیں ہم اس کا شریک ٹھہراتے تھے۔ پس انہیں ان کے ایمان نے نفع
لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَ
نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا یہ سنت الٰہی ہے جو اس کے بندوں میں گزر چکی ہے اور
خَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ ع ۹ ۱۴
اس وقت کافر خسارہ میں رہ گئے۔

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ
حم۔ (یہ کتاب) بڑے مہربان نہایت رحم والے کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ کہ جس کی آیتیں عربی
قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ
زبان میں علم والوں کے لیے واضح ہیں۔ خوشخبری دینے والی ڈرانے والی ہے پھر ان میں سے اکثر نے تو
فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۴﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ
منہ ہی پھیر لیا پھر وہ سنتے بھی نہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارے دل اس بات سے کہ جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۸۲۔ گذشتہ دور کی انتہائی طاقتور اقوام کی ہلاکت و بربادی کا عبرت آمیز بیان۔

۸۳۔ انبیاء و رسل سے سابقہ قوموں کے متکبرانہ استہزائی روش کا مذمتی ذکر اور اسکے خطرناک انجام کا عبرتی ذکر۔

۸۴۔ مشاہدہ عذاب پر ان کے بے موقع اظہارِ ایمان اور کفر سے بیزاری کے بے محل اعلان کا ذکر۔

۸۵۔ گرفت و عذاب کے عین موقع پر قبول ایمان کے عدم نفع (فائدہ مند نہ ہونے) کے قدیم خدائی قانون کا تنبیہاتی اظہار و بیان۔

سورۃ حم سجدۃ

۱ تا ۲۔ رموز کلامِ الٰہی سے آغاز اور رحمٰن و رحیم ذات کی طرف سے قرآن کریم پر مُہر تصدیق کا ذکر۔

۳۔ عربی زبان میں تفصیلی وضاحت سے قرآن نازل کرنے کا حکمت آمیز ذکر۔

۴۔ صفاتِ عظیمہ والے قرآن کریم سے نصیحت حاصل نہ کرنے والے لوگوں سے شکایاتی ذکر۔

وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا
پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان پردہ پڑا ہوا ہے پھر آپ اپنا کام
الثلثة عٰمِلُوْنَ ۝۵ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ
کیے جائیں ہم بھی اپنا کام کر رہے ہیں۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ میں بھی تم جیسا ایک آدمی ہوں میری طرف یہی
وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝۶
حکم آتا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے پھر اس کی طرف سیدھے چلے جاؤ اور اس سے معافی مانگو اور مشرکوں کے لیے
الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۷ اِنَّ
ہلاکت ہے۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں۔ بے شک
ع ۱ ۸ ۱۵ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۸ قُلْ
جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام بھی کیے ان کے لیے بے انتہا اجر ہے۔ کہہ دو
اَىِٕنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ
کیا تم اس کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی اور تم اس کے لیے شریک ٹھہراتے ہو وہی
لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۹ۚ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ
سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور اس نے زمین میں اوپر سے
فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً
پہاڑ رکھے اور اس میں برکت دی اور چار دن میں اس کی غذاؤں کا اندازہ کیا (یہ جواب) پوچھنے والوں
لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝۱۰ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ
کے لیے پورا ہے۔ پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں تھا پس اس کو اور زمین کو فرمایا کہ خوشی سے
لِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ۝۱۱ فَقَضٰىهُنَّ
آؤ یا جبر سے دونوں نے کہا ہم خوشی سے آئے ہیں۔ پھر انہیں دو دن میں
سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا
سات آسمان بنا دیا اور اس نے ہر ایک آسمان میں اس کا کام القا کیا اور ہم نے پہلے آسمان کو چراغوں سے
السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ
زینت دی اور حفاظت کے لیے بھی یہ زبردست ہر چیز کے جاننے والے کا

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۔ منکرین حق کی فضول بہانہ سازی اور فکری گمراہی کے باغیانہ اظہار کا ذکر۔

۶ تا ۷۔ آپ ﷺ کو اپنے حوالہ سے اظہار حقیقت کا حکم اور توحیدی اعتقاد کی وضاحت کا نصیحت آموز اظہار نیز کفار کی بد عملی کا مذمتی بیان۔

۸۔ اس کے برعکس مؤمنین صالحین کے دائمی اجرِ عظیم کا احسانی اظہار۔

۹ تا ۱۰۔ قدرتِ حق سے انعاماتِ عظیمہ کی حیرت انگیز تخلیقات کا احسانی و توحیدی اعتقاد کے پسِ منظر میں دعوتی نظریہ سے اظہار و بیان۔

۱۱۔ ذاتِ باری تعالیٰ کا عرش پر استوا (جو اس کی شانِ عظیم کے لائق ہے) اور آسمان و زمین کو اطاعت کا حکم جواب میں انکی طرف سے بے چوں وچرا تعمیلِ حکم کا اظہار۔

۱۲۔ دو دن میں سات آسمانوں کے تخلیقی عمل کی حیرت انگیز تکمیل کے بعد ہر آسمان کے مناسب انتظامی حکم کا نفاذ اور پہلے آسمان کو ستاروں سے مزین کرنے کا حکمت آمیز اظہار و بیان۔

الْعَلِيمِ ﴿١٢﴾ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ
اندازہ ہے۔ پس اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو میں تمہیں کڑک سے ڈراتا ہوں جیسا کہ
عَادٍ وَثَمُودَ ﴿١٣﴾ إِذْ جَاءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ
قوم عاد اور ثمود پر کڑک آئی تھی۔ جب ان کے پاس رسول آئے ان کے سامنے سے اور ان کے پیچھے
خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً
سے کہ سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہ کرو تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا رب چاہتا تو فرشتے نازل کر دیتا پس
فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ ﴿١٤﴾ فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ
ہم تو اس چیز سے جو تم دے کر بھیجے گئے ہو منکر ہیں۔ پس قوم عاد نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور کہا ہم سے
بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۖ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ
طاقت میں کون زیادہ ہے کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ جس نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے طاقت
الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿١٥﴾
میں کہیں بڑھ کر ہے وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے۔
فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ
پس ہم نے ان پر منحوس دنوں میں تیز آندھی بھیجی تاکہ ہم انہیں ذلت کے عذاب کا مزہ
عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ
دنیا کی زندگی میں چکھا دیں اور آخرت کا عذاب تو اور بھی ذلت کا ہے اور ان کی
وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ ﴿١٦﴾ وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ
مدد نہ کی جائے گی۔ اور وہ جو قوم ثمود تھی ہم نے انہیں ہدایت کی سو انہوں نے گمراہی کو
عَلَى الْهُدَىٰ فَأَخَذَتْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُونِ بِمَا كَانُوا
بمقابلہ ہدایت کے پسند کیا پھر انہیں کڑاکے کے ذلیل کرنے والے عذاب نے آ لیا ان کے
يَكْسِبُونَ ﴿١٧﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿١٨﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ ع ٢ ١٦
اعمال کے سبب سے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہتے تھے ہم نے انہیں بچا لیا۔ اور جس دن
أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ
اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف ہانکیں جائیں گے تو وہ روک لیے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے

خلاصہ مفہوم آیات بر مطابق آیت نمبر

۱۳۔ واضح دلائل کے باوجود کفار کی طرف سے اعراض حق (حق سے منہ موڑنے) کے نتائج بد کا باحوالہ تنبیہاتی ذکر۔

۱۴۔ قوم عاد و ثمود کی طرف یکے بعد دیگرے رسولوں کی پیغامِ توحید کے ساتھ آمد اور جواب میں ان کی طرف سے اعراض و انکار کے باغیانہ رویہ کا مذمتی ذکر۔

۱۵۔ قوم عاد کے ناحق متکبرانہ رویہ کا مذمتی ذکر کرتے ہوئے ان کے فکری بگاڑ کی تنبیہی اصلاح کا باحوالہ اظہار وبیان۔

۱۶۔ قوم عاد پر عبرتناک خدائی گرفت و انتقام کا (بامقصد و تنبیہی) ذکرِ خاص۔

۱۷ تا ۱۸۔ قوم ثمود پر احسان خاص کے باوجود ان کی فکری گمراہی کو ترجیح دینے پر سخت خدائی گرفت کا عبرتی اظہار اور (اس وقت کے) مؤمنین کی عذابِ الٰہی سے نجات کا احسانی اظہار۔

عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٠﴾
پاس آپہنچیں گے تو ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں گواہی دیں گی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔
وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي
وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی وہ کہیں گے کہ ہمیں اللہ نے گویائی دی
أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢١﴾
جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی ہے اور اسی نے پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کیا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔
وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا
اور تم اپنے کانوں اور آنکھوں اور چمڑوں کی اپنے اوپر گواہی دینے سے
أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ
پردہ نہ کرتے تھے لیکن تم نے یہ گمان کیا تھا جو کچھ تم کرتے ہو اس میں سے بہت سی
كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ
چیزوں کو اللہ نہیں جانتا۔ اور تمہارے اسی خیال نے جو تم نے اپنے رب کے حق میں کیا تھا تمہیں برباد کیا
بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٢٣﴾ فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ
پھر تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگئے۔ پس اگر وہ صبر کریں تو بھی ان کا ٹھکانہ آگ
مَثْوًى لَهُمْ ۖ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ ﴿٢٤﴾ وَ
ہی ہے اور اگر وہ معافی چاہیں گے تو انہیں معافی نہیں دی جائے گی۔ اور
قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
ہم نے ان کے لیے کچھ ہم نشین مقرر کر دیے پس انہوں نے ان کو وہ (برے کام) اچھے کر دکھائے جو
وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ
پہلے کر چکے تھے اور جو پیچھے کریں گے اور ان پر حکم الٰہی ثابت ہو چکا تھا پہلی امتوں کے ضمن میں جو ان
الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿٢٥﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا ع ۱۷
سے پہلے جنوں اور انسانوں میں سے گزر چکی تھیں بے شک وہ نقصان اٹھانے والے تھے۔ اور کافروں
لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ﴿٢٦﴾
نے کہا کہ تم اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں غل مچاؤ تاکہ تم غالب ہو جاؤ۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۹ تا ۲۳۔ روزِ محشر دشمنانِ خدا کے جہنم کے قریب جماعت بندی کے ساتھ پیشی کا عبرتی ذکر اور اس وقت جسمانی اعضاء کی ان کے خلاف حیرت انگیز گواہی پر ان کا اظہارِ حیرت سے اپنے ہی اعضاء سے مکالماتی (آپس کی بات چیت) سوال و جواب کا حقیقت آموز تنبیہاتی اظہار و بیان۔

۲۴۔ آخرت کے حوالہ سے صداقت آمیز تنبیہی خبرِ صادق کا ذکر۔

۲۵۔ منکرینِ حق پر شیطانی تسلّط کے اثراتِ بد کا باحوالہ تنبیہاتی اور عبرتی بیان۔

فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ
پس ہم ضرور کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور ہم انہیں ان کے بدترین
أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾ ذَٰلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ
اعمال کا بدلہ دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اللہ کے دشمنوں کی یہی سزا
النَّارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ ۖ جَزَاءً بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا
آگ ہی ہے ان کے لیے اس میں ہمیشہ رہنے کا گھر ہے اس کا بدلہ جو ہماری آیتوں کا انکار
يَجْحَدُونَ ﴿٢٨﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ
کیا کرتے تھے۔ اور کافر کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں وہ لوگ دکھا جنہوں نے
أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا
ہمیں گمراہ کیا تھا جنوں اور انسانوں میں سے ہم انہیں اپنے قدموں کے نیچے ڈال دیں تاکہ
مِنَ الْأَسْفَلِينَ ﴿٢٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا
وہ بہت ہی ذلیل ہوں۔ بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے
تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا
ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور جنت میں
بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي
خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دنیا میں بھی دوست تھے
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ
اور آخرت میں بھی اور بہشت میں تمہارے لیے ہر چیز موجود ہے جس کو تمہارا دل چاہے
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾ وَ ع ۱۸
اور تم جو وہاں مانگو گے ملے گا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے۔ اور
مَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ
اس سے بہتر کس کی بات ہے جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور خود بھی اچھے کام کیے اور کہا بے شک
إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ
میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی (برائی کا)

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۷تا۲۸۔ کفار و مشرکین کے تلاوتِ قرآن کے وقت منفی فکر و عمل (ردعمل) پر سخت ترین خدائی نوٹس اور اس پر آخرت میں دشمنانِ خدا کو سخت ترین عذاب دینے کی دردناک خبر کا تنبیہاتی ذکر۔

۲۹۔ مشاہدہ عذاب جہنم پر کفار کی بے موقع تمنائے خاص کا عبرتی اظہار۔

۳۰تا۳۲۔ ایمان پر استقامت (تمام تر مصائب و مشکلات کے باوجود) و ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے والے شمعِ حق کے پروانوں کے اعزاز و اکرام خاص کا احسانی و ترغیبی ذکر و بیان۔

۳۳۔ دعوتِ حق کے باعمل مُبلّغین کی بھرپور حوصلہ افزائی و دادِ تحسین کا ذکر۔

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ
جواب اس بات سے دیجیے جو اچھی ہو پھر ناگہاں وہ شخص جو تیرے اور اس کے درمیان دشمنی تھی ایسا ہوگا
كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝۳۴ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَ
گویا کہ وہ مخلص دوست ہے۔ اور یہ بات نہیں دی جاتی مگر انہیں جو صابر ہوتے ہیں
مَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝۳۵ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ
اور یہ بات نہیں دی جاتی مگر اس کو جو بڑا بخت والا ہے۔ اور اگر آپ کو
الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۳۶
شیطان سے کوئی وسوسہ آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگیے بے شک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔
وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا
اور اس کی نشانیوں میں سے رات اور دن اور سورج اور چاند ہیں
لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ
سورج کو سجدہ نہ کرو اور نہ چاند کو اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے اگر
كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝۳۷ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ
تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ پھر اگر وہ تکبر کریں تو وہ لوگ جو آپ کے رب کے پاس ہیں
رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ۩ ۝۳۸
رات دن اس کی تسبیح کرتے ہیں اور تھکتے نہیں۔
وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا
اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تو زمین کو دبی ہوئی دیکھتا ہے پھر جب ہم اس پر
الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ
پانی برساتے ہیں تو ابھرتی ہے اور پھولتی ہے بے شک جس نے اسے زندہ کیا وہی مردوں کو زندہ کرے گا
عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۳۹ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا
بے شک وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ بے شک جو لوگ ہماری آیتوں میں کجروی کرتے ہیں
لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا
وہ ہم سے چھپے نہیں رہتے کیا وہ شخص جو آگ میں ڈالا جائے گا بہتر ہے یا وہ جو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۴ تا ۳۵۔ نیکی و بدی کے مابین امتیاز کو واضح کرتے ہوئے مصائب پر صبر کرنے والوں کے لیے حصولِ عزت و محبت کے لازوال نسخہ کمال کا عزیمت آمیز اظہار و بیان۔

۳۶۔ دعوتِ حق کے دوران شیطانی مداخلت پر بہترین دفاع اور توڑ (اپنے رب کریم کے حصار و حفاظت میں آنے کے لیے استعاذہ) کا اظہار و بیان۔

۳۷۔ عظیم آفاقی (جن کا مشاہدہ سب کے سامنے ہے) خدائی نشانیوں (جو خود مخلوقات میں سے ہیں اور مخلوقات کے فائدے کے لیے بنائی گئی ہیں، رات، دن، سورج، چاند وغیرہ) کی بجائے ان کے خالق (اللہ پاک) ہی کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا اعتقادی حکم۔

۳۸۔ تکبر و اعراض (انکار) کی صورت میں اس کے (خدا پاک کے) بے نیاز ہونے کا حقیقت آمیز حوالہ جاتی ذکر (کہ اگر انسانوں میں سے کچھ لوگ اس کی توحیدی حقیقت کا انکار کردیں تو اس سے اُس عظیم ذاتِ اقدس کی جلالت و بڑائی پر کیا فرق پڑ سکتا ہے اس کی عبادت کے لیے تو فرشتوں کی مخلوق ہی کافی ہے)

۳۹۔ موت کے بعد دوبارہ زندگی کی آسان فہم مشاہداتی مثال و حقیقت کا بصیرت آمیز ذکر۔

تنازعات سے بچنے (صبر و حلم) اور دشمن کو دوست بنانے کا قرآنی نسخۂ کیمیا

(زیرِ مطالعہ سورۃ حٰمٓ السجدہ آیت نمبر ۳۴)

شیطان کی اصل اور بنیادی جدو جہد یہ ہے کہ لوگوں کو عقائد باطلہ کے ذریعے ایسی گمراہی کی دلدل میں دھکیل دے کہ اس سے نجات کی کوئی راہ ہی باقی نہ رہے کیونکہ وہ انسانوں کا ازلی دشمن اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ جب کوئی کفر و شرک پر مر گیا تو اس کی اُخروی تباہی کے لیے یہی جرم اور ظلمِ عظیم کافی ہے باقی گناہوں کو وہ ثانوی حیثیت دیتا ہے۔ تاہم اہلِ ایمان پر آخری وقت تک اس کی اصل محنت (گمراہ کرنا) (أعاذنا اللہ) جاری رکھنے کے ساتھ بقیہ خدائی نافرمانیوں کی طرف رغبت دلانے / مبتلا کرنے پر بھی اس کی توجہ آخری حد تک رہتی ہے وہ ہر خدائی نافرمانی پر بغلیں بجاتا (خوش ہوتا) ہے اور ہر نیکی و بھلائی بجالانے پر روسیاہ (پریشان و غمگین) ہوتا ہے۔ اللہ پاک اور شیطان کی رضامندی برعکس اعمال سے وابستہ ہے۔ شیطانی خوشنودی کی انتہا کفر و شرک میں مبتلا ہونے سے ہے۔ جبکہ اللہ پاک کی رضا کا آغاز عقیدۂ توحید و رسالت اور بقیہ ضروری عقائد سے ہے۔ شیطان ہر بُرائی پر اپنے چیلوں کی مساعیٔ فاسدہ پر انہیں حوصلہ افزائی سے نوازتا ہے۔ جبکہ اللہ پاک اپنے بندوں کی اعمالِ خیر کی طرف رغبت و عمل صالحہ پر اسے جزائے خیر عطا فرماتے ہیں۔ شیطان خاوند بیوی اور بھائیوں کو آپس میں لڑوا کر حد سے زیادہ خوشی کا مظاہرہ کرتا ہے اور ایسی شر پسندی کو قابلِ فخر کارنامہ قرار دیتا ہے۔ اس کے برعکس اللہ پاک صلح کے عمل کو کارآمد بنانے کے لیے ہر جدو جہد (حتیٰ کہ اس خاص مصلحت کی خاطر صورۃً جھوٹ تک بولنے) اور محنت کو اس قدر پسندیدہ عمل قرار دیتے ہیں کہ آخرت میں اپنے شایانِ شان اس پر جزائے خیر سے نوازیں گے۔ تنازعات کا سبب بننے والے کئی اُمور ہوسکتے ہیں مگر خاص طور پر انسان کی جذباتی بے صبری، بے جا غصہ اور عدم برداشت کا عنصر غالب رہتا ہے۔ جہاں کہیں شیطانی محنت کے نتیجے میں دو انسانوں میں کوئی تنازعہ کھڑا ہوتا ہے شیطان اس حوالے سے جلتی پر تیل ڈالنے کا زور دار شر پھیلاتا ہے اگر تنازعہ کے دونوں فریق جذباتی یا غصیلے

ہوں تو نوبت انتہائی خطرناک نتائج تک (حتیٰ کہ قتل تک) پہنچ جاتی ہے۔ اگر ایک فریق موقع پر صبر و حلم کا مظاہرہ کر جائے اور دوسرے فریق کی کڑوی غصیلی باتوں کو برداشت کر جائے تو معاملات شر وفساد کی بجائے اصلاح و بھلائی کی طرف جاتے ہیں۔ اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات میں ایک کمال کا نسخہ "اصلاح بین الناس" تجویز کیا گیا ہے۔ جس کا دین میں کوئی نعم البدل نہیں مل سکتا۔ وہ ہے صرف اور صرف صبر و برداشت، حلم و بردباری، برائی کا بدلہ بھلائی سے ہے۔ اللہ پاک خود ارشاد فرماتے ہیں، ترجمہ: "(برائی کا بدلہ بھلائی سے دیں) اس صورت میں آپ کا بدترین دشمن آپ کا جگری دوست بن سکتا ہے مگر اس کی توفیق بڑے صبر والوں اور بڑے دل والوں کو عطا ہوتی ہے" (سورۃ حم السجدہ آیت نمبر ۳۴)۔ بدترین مخالفت اور سخت دشمنی کو دلی دوستی میں بدلنے کی یہ فقط تجویز یا مشورہ نہیں بلکہ خدائی عطا کردہ نسخۂ محبت ومودّت ہے جس پر عمل کرنے کے یقیناً وہی نتائج برآمد ہونگے جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ کیونکہ بداخلاقی پر حسنِ اخلاق کو بہرحال برتری ہے۔ صبر والے شخص کا حلم اخلاقی برتری رکھتا ہے۔ جب ایک غصیل اور بداخلاق و بدزبان انسان کی بدکلامی کا ردعمل حسنِ کلام سے دینگے تو جلد یا بدیر وہ اپنے رویہ پر نادم ہو کر تمہاری اخلاقی برتری کا اعتراف کرتے ہوئے آپ سے معافی کا طلبگار رہے گا۔ یہی وہ فلسفۂ صبر و حلم ہے جس کا ذکر خود خالق کائنات نے اپنی مقدس اور لازوال کتاب میں فرمایا خدا پاک ہم سب کو توفیقِ ہدایت وعمل عطا کرے، آمین!

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴۰﴾

قیامت کے دن امن سے آئے گا جو چاہو کرو جو کچھ تم کرتے ہو وہ دیکھ رہا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾

بیشک وہ لوگ جنہوں نے نصیحت سے انکار کیا جب کہ وہ ان کے پاس آئی اور تحقیق وہ البتہ عزت والی

لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۚ تَنْزِيْلٌ

کتاب ہے۔ جس میں نہ آگے اور نہ پیچھے سے غلطی کا دخل ہے حکمت والے تعریف کیے ہوئے کی طرف

مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ

سے نازل کی گئی ہے۔ آپ سے وہی بات کہی جاتی ہے جو آپ سے پہلے رسولوں سے کہی گئی تھی بے شک

مِنْ قَبْلِكَ ۚ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ

آپ کا رب بخشنے والا اور دردناک عذاب دینے والا بھی ہے۔ اور اگر

جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ۚ ءَاَعْجَمِيٌّ

ہم اسے عجمی زبان کا قرآن بنا دیتے تو کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف بیان کیوں نہیں کی گئیں کیا

وَّعَرَبِيٌّ ۚ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ۚ وَالَّذِيْنَ

عجمی کتاب اور عربی رسول کہہ دو یہ ایمان داروں کے لیے ہدایت اور شفا ہے اور جو لوگ

لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ اُولٰٓئِكَ

ایمان نہیں لاتے ان کے کان بہرے ہیں اور وہ قرآن ان کے حق میں نابینائی ہے وہ لوگ (گویا کہ)

ع ۵ ۱۹ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

دور جگہ سے پکارے جا رہے ہیں۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی پھر اس میں

فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۗ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ

اختلاف کیا گیا اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات صادر نہ ہو چکی ہوتی تو ان کا فیصلہ

بَيْنَهُمْ ۚ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

ہی ہو چکا ہوتا اور انہیں تو قرآن میں قوی شک ہے۔ جو کوئی نیک کام کرتا ہے تو اپنے لیے اور برائی کرتا

فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾

ہے تو اپنے سر پر اور آپ کا رب تو بندوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا۔

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۰۔ منکرینِ حق کو چند روزہ مہلت کے بعد خدائی گرفت میں لینے کا تنبیہاتی اظہار (اس وقت حقیقت کھلے گی کہ مؤمن بہتر ہیں یا اب جہنم میں جانے والے؟)

۴۱ تا ۴۲۔ ہر طرح کی شیطانی مداخلت سے قطعی محفوظ خدائی تصدیق شدہ عظیم کتاب (قرآن کریم) کا منکرین کو پیغامِ تنبیہ۔

۴۳۔ ہر دور میں انبیاء و رسل سے اقوام سابقہ کے قدیمی جاری تکذیبی رویہ کے پس منظر میں آپ ﷺ کے لیے تسلی آمیز پیغام صبر۔

۴۴۔ قرآن کریم کو عربی زبان میں نازل کرنے کا حکمت آمیز تجزیۂ برحق اور اس کے (قرآن کریم کے) عظیم باطنی فوائد (ہدایت و شفا) کا احسانی اظہار نیز منکرینِ حق پر خدائی پھٹکار کا بھی ذکر۔

۴۵۔ حضرت موسیٰ کو کتاب (تورات) عطا کیے جانے پر اُس کی قوم کے اختلافی رویہ کا مذمتی ذکر اور موجودہ کفار کا قرآن کریم کے حوالہ سے ناروا رویہ پر حکمت آمیز تنبیہی اظہار و بیان۔

۴۶۔ نیکی و بدی پر جزا و سزا کے عادلانہ فیصلہ برحق کا تنبیہاتی ذکر۔

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْمَامِهَا وَ
قیامت کی خبر کا اسی کی طرف حوالہ دیا جاتا ہے اور کوئی پھل اپنے غلافوں سے نہیں نکلتا اور نہ کوئی مادہ حاملہ ہوتی ہے

مَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي
اور نہ وضع حمل کرتی ہے مگر اس کے علم سے اور جس دن انہیں پکارے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں کہیں گے ہم نے

قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ ﴿۴۷﴾ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ
آپ سے عرض کر دیا کہ ہم میں سے کسی کو بھی خبر نہیں۔ اور ان سے وہ کھوئے جائیں گے جنہیں اس سے پہلے

مِنْ قَبْلُ ۖ وَظَنُّوا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ ﴿۴۸﴾ لَا يَسْأَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ
پکارتے تھے اور یقین کر لیں گے کہ انہیں کسی طرح بھی چھٹکارا نہیں۔ انسان بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا اور اگر

الْخَيْرِ وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ﴿۴۹﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِنَّا
اسے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو مایوس اور نا امید ہو جاتا ہے۔ اور اگر ہم اسے اس مصیبت کے بعد جو اس پر

مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً
آئی تھی اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو کہتا ہے یہ میرا حق تھا اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت قائم ہوگی

وَلَئِنْ رُجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ لَلْحُسْنَىٰ ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ
اور اگر میں اپنے رب کے پاس گیا بھی تو بے شک میرے لیے اس کے ہاں بھلائی ہی ہوگی ہم کافروں کو

كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿۵۰﴾ وَإِذَا أَنْعَمْنَا
ضرور بتائیں گے جو کچھ وہ کرتے رہے اور ہم ضرور انہیں سخت عذاب چکھائیں گے۔ اور جب ہم نے

عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ
انسان پر انعام کیا تو اس نے منہ پھیر لیا اور کنارہ کش ہو گیا اور جب اس کو تکلیف پہنچی تو لمبی چوڑی دعا

عَرِيضٍ ﴿۵۱﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهِ مَنْ
کرنے لگا۔ کہہ دو بھلا دیکھو تو سہی اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہو پھر تم اس کا انکار کر بیٹھے تو ایسے پرلے

أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَ
درجہ کے ضدی سے کون زیادہ گمراہ ہوگا۔ عنقریب ہم اپنی نشانیاں انہیں دنیا میں دکھائیں گے اور خود ان

فِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ
کے نفس میں یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ وہی حق ہے، کیا ان کے رب کی یہ بات کافی نہیں کہ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۷ تا ۴۸۔ وقوع قیامت کے قطعی علم کے حوالہ سے اعتقادی حقیقت کا اظہار،

الف) خدائی قدرت کے مشاہداتی حقائق کا بصیرت آموز بیان۔

ب) روزِ محشر کفار سے معبودانِ باطلہ کو مدد کے لیے پکارنے اور ان کی طرف سے بے موقع اعترافِ حقیقت کا سبق آموز بیان، نیز اس روز کفار کی حسرت ناک بے بسی کا تنبیہی ذکر۔

۴۹۔ انسان کے طبعی افراط وتفریط (اُتار چڑھاؤ) کا شکایاتی ذکر۔

۵۰۔ خدائی نعمتوں پر اترا کر فخر و غرور میں کفریہ کلمات بولنے والوں پر سخت ترین خدائی عذاب و انتقام کا عبرتی ذکر۔

۵۱۔ انسانوں کے مختلف احوال پر اس کے دوغلے پن (دو رُخی) کا مذمتی اظہار۔

۵۲۔ منکرینِ حق پر اظہارِ حقیقت (چشم کشا احوال کے واضح ہو جانے) کے بعد کی حالتِ زار کا تنبیہی ذکر۔

أَنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿٥٣﴾ أَلَآ إِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ

وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ خبردار انہیں اپنے رب کے پاس حاضر ہونے میں شک ہے

رَبِّهِمْ ۗ أَلَآ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿٥٤﴾ ع ۶

خبردار بے شک وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَلٰثٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ﴿١﴾ عٓسٓقٓ ﴿٢﴾ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ

حم۔عسق۔اسی طرح سے اللہ زبردست حکمت والا آپ کی طرف وحی کرتا ہے اوران کی طرف بھی (کرتا

اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٣﴾ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَهُوَ

تھا) جو آپ سے پہلے تھے۔اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ

الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿٤﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

بلند مرتبہ بزرگی والا ہے۔قریب ہے کہ آسمان اوپر سے پھٹ جائیں اور سب فرشتے اپنے رب کی حمد

يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ أَلَآ إِنَّ

کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اوران کے لیے جو زمین میں ہیں مغفرت مانگتے ہیں خبردار بے شک اللہ ہی

اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٥﴾ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ أَوْلِيَآءَ اللّٰهُ

بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔اور وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا اور کارساز بنا رکھے ہیں اللہ ان کا حال

حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَآ أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿٦﴾ وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَآ

دیکھ رہا ہے اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں۔اور اسی طرح ہم نے آپ پر عربی زبان میں قرآن نازل

إِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ

کیا تاکہ آپ مکہ والوں اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائیں اور قیامت کے دن سے بھی ڈرائیں جس

الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۚ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ﴿٧﴾ وَلَوْ

میں کوئی شبہ نہیں (اس روز) ایک جماعت جنت میں اور ایک جماعت جہنم میں ہوگی۔اور اگر

شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ

اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک ہی جماعت کر دیتا لیکن اللہ جسے چاہتا ہے

خلاصہ مفہوم آیات مطابق آیت نمبر

۵۳۔مشاہداتی آفاقی اور انفسی (انسان کی اپنی ذات میں) نشانیوں کے ذریعہ انقلابِ حالات (تبدیلی احوال) کی صداقت حق (حقانیت کی سچائی) پر گواہی کا بصیرت آمیز اظہار وبیان، نیز (کوئی تسلیم کرے یا انکار) صرف خدائی شہادت کا ہی صداقت پر مہرِ تصدیق کے کافی ہونے کا ذکر۔

۵۴۔کفار کے انکارِ آخرت پر خدائی گرفت کا تنبیہاتی ذکر وبیان۔

سورۃ الشوریٰ

۱تا۳۔خاتم الانبیاء ﷺ پر پہلے انبیاء و رسل کی طرح وحیِ الٰہی نازل کرنے کا عزیز وحکیم ذات کی طرف سے تصدیقی اظہار۔

۴۔آسمان وزمین پر خدائی سلطنت و قدرت کا عظمتی بیان۔

۵۔خدائی عظمت وجلال کا غیر معمولی طرز سے پُر ہیبت اظہار اور فرشتوں کی بندگی خاص (ہر دم تسبیح وتحمید میں معروفیت) اور اہل زمین کے لیے سفارشی دعاؤں کے اہتمام کا ذکر نیز خدائی صفاتِ خاصہ کے ذریعہ بندوں پر رحم وکرم کا تسلی آمیز بیان۔

۶۔خدا پاک کے ساتھ شرک کی مجرمانہ بداعتقادی پر سخت تنبیہاتی سرزنش کا طرز خاص سے ذکر۔

۷۔خاتم الانبیاء پر نزول وحی کے بعض مقاصدِ خاص کا (نتیجہ آمیز) وفکر انگیز اظہار۔

رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۸ اَمِ اتَّخَذُوْا

اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار ۔کیا انہوں نے

مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُـحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰي

اس کے سوا اور بھی مددگار بنا رکھے ہیں پھر اللہ ہی مددگار ہے اور وہی مُردوں کو زندہ کرے گا اور وہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۹ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى ع

ہر چیز پر قادر ہے ۔اور جس بات میں بھی تم اختلاف کرتے ہو سو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے وہی اللہ میرا

اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ڰ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝۱۰ فَاطِرُ

رب ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں ۔وہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ

آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اسی نے تمہاری جنس سے تمہارے جوڑے بنائے اور چار پایوں

الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ۭ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ

کے بھی جوڑے بنائے تمہیں زمین میں پھیلاتا ہے کوئی چیز اس کی مثل نہیں اور وہ

السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝۱۱ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ

سننے والا دیکھنے والا ہے ۔اس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں روزی کشادہ کرتا ہے جس کی

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۲ شَرَعَ لَكُمْ

چاہے اور تنگ کر دیتا ہے بے شک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے ۔تمہارے لیے

مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا

وہی دین مقرر کیا کہ جس کا نوح کو حکم دیا تھا اور اسی راستہ کی ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے اور اسی کا ہم

وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ

نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ اسی دین پر قائم رہو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا جس چیز کی

لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَي الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ

طرف آپ مشرکوں کو بلاتے ہیں وہ ان پر گراں گزرتی ہے اللہ جسے چاہے

اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝۱۳ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا

اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے راہ دکھاتا ہے ۔اور اہل کتاب جو جدا جدا

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۸۔اجتماعی عدم ہدایت (سب کو ہدایت عطا نہ کرنے) کے خدائی تکوینی فیصلے کا حکیمانہ طرز سے بیان۔

۹۔قادر مطلق ذات کو چھوڑ کر معبودانِ باطلہ کا پیچھا کرنے والوں پر اظہار افسوس۔

۱۰۔جملہ احوال میں مکمل اطاعتِ الٰہی کا تاکیدی حکم اور صرف اسی ذات کی طرف انابت (رجوع) و توکل کا اعتقادی اظہار۔

۱۱۔ذاتِ باری تعالیٰ کے اپنے بندوں پر مختلف احسانات اور خدائی صفاتِ بے مثال کا اعتقادی بیان۔

۱۲۔خدائی سلطنتِ عامہ وکمالِ قدرت کا پُرزور اعتقادی اظہار۔

۱۳۔انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے حوالہ سے جاری وقدیمی طریقہ نصیحت و پیغامِ حق (بذریعہ وحیِ الٰہی کا حوالہ جاتی سلسلہ سے ذکر و بیان)

الف) کفار پر توحیدی پیغام کے گراں (بھاری) پڑنے کا مذمتی ذکر۔

ب) ہدایت عطا کرنے کے متعلق خدائی عادتِ مبارکہ (قانونِ رحمت) کا حکمت آمیز اظہار۔

مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

فرقے ہوئے تو علم آنے کے بعد اپنی باہمی ضد سے ہوئے اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک وقت

مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا

مقرر (قیامت) تک کا وعدہ نہ ہوتا تو ان میں فیصلہ ہو گیا ہوتا اور جو ان کے بعد کتاب کے وارث بنائے

الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿١٤﴾ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ

گئے ہیں (زمانۂ نبوی کے اہل کتاب) وہ اس (دین) کی نسبت حیرت انگیز شک میں ہیں۔ تو آپ اسی دین کی

وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ

طرف بلایئے اور قائم رہیے جیسا آپ کو حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشوں پر نہ چلیے اور کہہ دو کہ میں اس پر یقین لا

اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۗ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۗ لَنَآ

ہوں جو اللہ نے کتاب نازل کی ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں اللہ ہی ہمارا اور

اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۗ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۗ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ

تمہارا پروردگار ہے ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑ

وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿١٥﴾ وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا

نہیں اللہ ہم سب کو جمع کرلے گا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور جو لوگ اللہ (کے دین) کے بارے میں

اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

جھگڑتے ہیں بعد اس کے کہ وہ مان لیا گیا ان لوگوں کی حجت ان کے رب کے ہاں باطل ہے اور ان پر غضب ہے

وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿١٦﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۗ

اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ اللہ ہی ہے جس نے سچی کتاب اور ترازو نازل کی

وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿١٧﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ

اور آپ کو کیا معلوم شاید قیامت قریب ہو۔ اس کی جلدی تو وہی کرتے ہیں جو اس پ

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ

ایمان نہیں رکھتے اور جو ایمان رکھتے ہیں وہ اس سے ڈر رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ برحق ہے

اَنَّهَا الْحَقُّ ۗ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ﴿١٨﴾

خبردار بے شک جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں وہ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۴۔ علم و آگہی کے باوجود اختلاف دین کی اصل حقیقت کا مذمتی ذکر، سرکشوں پر فوری گرفت نہ کرنے کی وجہ خاص کا حکمتی اظہار اور اہل کتاب کے (حقائق جاننے کا باوجود) تشکیکی (شک ظاہر کرنے) رویہ کا شکایاتی و مذمتی بیان۔

۱۵۔ آپ ﷺ کو اہل کتاب (و کفار) کے ناحق پروپیگنڈے (فضول حجت بازی) کو خاطر میں لائے بغیر احکاماتِ الٰہیہ کی مکمل اتباع اور ثابت قدمی سے دینِ حق کے نفاذ و اظہار کا تاکیدی حکم۔

۱۶۔ اظہارِ حق کے بعد بھی باطل حجت بازی پر خدائی (ناراضگی سے) اور گرفت کا برہمی بیان۔

۱۷۔ کتابِ حق (قرآن کریم) کے ذریعہ ظاہری و باطنی نظامِ عدل و صداقت کے نازل کرنے کا احسانی اظہار اور قربِ قیامت کے حوالے سے تنبیہی حقیقت کا ذکر۔

۱۸۔ اہل ایمان اور کفار کے اعتقادی فرق کا اظہار اور منکرین حق کی قیامت کے متعلق انتہائی گمراہی کا مذمتی ذکر۔

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۱۹﴾ ع ۲

اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے جسے (جس قدر) چاہے روزی دیتا ہے اور وہ بڑا طاقتور زبردست ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ

جو کوئی آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس کے لیے اس کھیتی میں برکت دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی کا

يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾

طالب ہو اسے (بقدر مناسب) دنیا میں دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ہوگا۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ

کیا ان کے اور شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے دین کا وہ طریقہ نکالا ہے جس کی اللہ نے اجازت

وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ

نہیں دی اور اگر فیصلہ کا وعدہ نہ ہوا ہوتا تو ان کا دنیا ہی میں فیصلہ ہو گیا ہوتا اور بے شک ظالموں کے لیے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ

دردناک عذاب ہے۔ آپ ظالموں کو (قیامت کے دن) دیکھیں گے کہ اپنے اعمال (کے وبال) سے

وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ

ڈر رہے ہوں گے اور وہ ان پر پڑنے والا ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے وہ

الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾

بہشت کے باغوں میں ہوں گے انہیں جو چاہیں گے اپنے رب کے ہاں سے ملے گا یہی وہ بڑا فضل ہے۔

ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ

یہی وہ (فضل) جس کی اللہ اپنے بندوں کو خوشخبری دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک کام کیے کہہ دو

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۭ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ

میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا بجز رشتہ داری کی محبت کے اور جو نیکی کمائے گا تو ہم اس میں اس

حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾ اَمْ

کے لیے بھلائی زیادہ کردیں گے بے شک اللہ بخشنے والا قدردان ہے۔ کیا

يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى

وہ کہتے ہیں کہ آپ نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے پس اگر اللہ چاہے تو آپ کے دل پر مُہر کردے اور اللہ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۹۔ تقسیمِ رزق کے متعلق خدائی تدبیرِ خاص کا حکمت آمیز بیان۔

۲۰۔ دنیوی و اُخروی مساعی (محنت و کوشش) کے نتائج مختلفہ کا تنبیہی ذکر۔

۲۱۔ خدائی احکام سے ہٹ کر غیر اللہ کی اطاعت پر سخت تنبیہی سرزنش اور کفار پر فوری عدم گرفت (پکڑ نہ کرنے) کا حکمت آمیز ذکر نیز منکرینِ حق پر اُخروی عذاب کا بیان۔

۲۲۔ روزِ محشر کفار اور اہلِ ایمان کے الگ الگ انجام بد و خیر کا تنبیہاتی اظہار و بیان۔

۲۳۔ مؤمنین صالحین کے لیے خدائی خوشخبری کا احسانی ذکر۔

الف) آپ ﷺ کی بے لوث تبلیغِ حق کا توصیفی اظہار۔

ب) اپنے خاندانی و معاشرتی و اخلاقیاتی حق کے توسط سے آپ ﷺ کا قوم کے سامنے ناصحانہ و خیرخواہانہ شفقتی اظہار۔

ج) غفور و شکور ذات کی طرف سے نیکی و بھلائی کی بھرپور حوصلہ افزائی و قدردانی کا احسانی اظہار۔

قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ

باطل کو مٹا دیتا ہے اور سچ کو اپنی کلام سے ثابت کر دیتا ہے بے شک وہ

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ

سینوں کے بھید خوب جانتا ہے ۔اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور

يَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ

ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو ۔اور ان کی دعا قبول کرتا ہے جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ

ایمان لائے اور نیک کام کیے اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ دیتا ہے اور کافروں کے لیے

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا

سخت عذاب ہے ۔اور اگر اللہ اپنے بندوں کی روزی کشادہ کر دے تو زمین پر سرکشی کرنے لگیں لیکن وہ

فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ

ایک اندازے سے اتارتا ہے جتنی چاہتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں سے خوب خبردار

بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ

دیکھنے والا ہے ۔اور وہی ہے جو ناامید ہو جانے کے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے اور

رَحْمَتَهٗ ۭ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ

وہی کارساز حمد کے لائق ہے ۔اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰي جَمْعِهِمْ

اور زمین کو بنایا اور اس پر ہر قسم کے چلنے والے جانور پھیلائے اور وہ جب چاہے گا ان کے جمع

ع ۴ اِذَا يَشَاۗءُ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ

کرنے پر قادر ہے ۔اور تم پر جو مصیبت آتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کیے ہوئے کاموں سے آتی

اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ښ

ہے اور وہ بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے ۔اور تم زمین میں عاجز کرنے والے نہیں

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۳۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ

اور سوائے اللہ کے نہ کوئی تمہارا کارساز ہے اور نہ کوئی مددگار ۔اور اس کی نشانیوں میں سے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۴۔ آپ ﷺ پر جھوٹے الزام کی مذمت۔

الف) قلب پر منفی مہر لگانے کی قدرت کے باوجود آپ ﷺ پر کمال خدائی شفقت و مہربانی کا احسانی اظہار۔

ب) باطل کو مٹانے اور حق کے بول بالا کرنے کی خدائی قدرتِ کاملہ کا صفاتِ خاصہ سے بیان۔

۲۵تا۲۶۔ اللہ مہربان کی اپنے مؤمن بندوں پر خصوصی رحم و کرم اور عفو و درگذر کا احسانی اظہار اور کفار پر ناراضگی کا بیان۔

۲۷۔ تقسیم رزق میں کمی وبیشی کی مخفی مصلحت کا حکمت آمیز اظہار و بیان۔

۲۸۔ پریشان کن صورتحال پر خدائی رحمت کے نزول (بارش برسانے) کا صفاتِ خاصہ کے ساتھ احسانی اظہار۔

۲۹۔ خدائی خاص نشانیوں (آسمان و زمین اور ان میں جاندار مخلوق) کی ابتدائی تخلیق اور فنا ہو جانے کے بعد ان کی تخلیقِ ثانی (دوبارہ پیدا کرنے) کی قدرتِ مطلقہ (وعامہ) کا اعتقادی اظہار و بیان۔

۳۰۔ مصائب و مشکلات کے سبب خاص کا تنبیہی ذکر اور خدائی عفو و درگذر کا احسانی اظہار۔

۳۱۔ گرفتِ الٰہی کی قدرتِ خاص اور اختیارِ کامل کا اعتقادی اظہار۔

الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ إِن يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ

سمندر میں پہاڑوں جیسے جہاز ہیں ۔اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھیرا دے پس وہ اس کی

رَوَاكِدَ عَلَىٰ ظَهْرِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٣٣﴾

سطح پر کھڑے رہ جائیں بے شک اس میں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے نشانیاں ہیں ۔

أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَن كَثِيرٍ ﴿٣٤﴾ وَيَعْلَمَ الَّذِينَ

یا ان کے برے اعمال کے سبب سے انہیں تباہ کر دے اور بہتوں کو معاف بھی کر دیتا ہے ۔اور جان لیں

يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَا أُوتِيتُم مِّن

وہ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں کہ ان کے لیے پناہ کی کوئی جگہ نہیں ۔پھر جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ

شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ

دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور سدا رہنے والا ہے یہ ان کے لیے ہے جو

آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٣٦﴾ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ

ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں ۔اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی سے بچتے

الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِينَ

ہیں اور جب غصے ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں ۔اور وہ جو

اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ

اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور ان کا کام باہمی مشورے سے ہوتا ہے

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ

اور ہمارے دیے ہوئے میں سے کچھ دیا بھی کرتے ہیں ۔اور وہ لوگ جب ان پر ظلم ہوتا ہے

هُمْ يَنتَصِرُونَ ﴿٣٩﴾ وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۖ فَمَنْ عَفَا

تو بدلہ لیتے ہیں ۔اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے پس جس نے معاف کر دیا

وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿٤٠﴾ وَلَمَنِ

اور صلح کر لی تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے بے شک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا ۔اور جو

انتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيلٍ ﴿٤١﴾ إِنَّمَا

کوئی ظلم اٹھانے کے بعد بدلہ لے تو ان پر کوئی الزام نہیں ۔الزام تو ان پر ہے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۲ تا ۳۵۔ خدائی انعاماتِ خاصہ کا احسانی ذکر اور سلبِ انعامات (عطا شدہ نعمتوں کے واپس لینے) کی قدرتِ خاص کا حکمت آمیز تنبیہی اظہار۔

۳۶۔ متاعِ دنیا کی بے ثباتی (فنا ہونے) اور اُخروی انعامات کے دوام (ہمیشہ رہنے) کا تنبیہاتی اظہار نیز ایمان والوں کے جذبہ توکل کا توصیفی ذکر۔

۳۷ تا ۳۹۔ مؤمنین صالحین کی اوصافِ عظیمہ (صفاتِ حسنہ) کا توصیفی اظہار وبیان۔

۴۰۔ بُرائی کے بدلہ کے متعلق قانونی حق کی وضاحت اور عفو و درگذر کا ترغیبی اظہار نیز ناجائز انتقام سے خدائی نفرت کا بیان۔

۴۱ تا ۴۲۔ مظلومیت کی صورت میں جائز انتقامی حق کی اجازت اور ناجائز انتقام پر سخت گرفت کا تنبیہاتی ذکر۔

السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْأَرْضِ
جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق سرکشی کرتے ہیں
بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴿٤٢﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ
یہی ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے ۔اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا
إِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ ﴿٤٣﴾ ع وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ
بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے ۔اور جسے اللہ گمراہ کر دے سو اس کے بعد اس کا کوئی
مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهٖ ۗ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ
کارساز نہیں اور ظالموں کو دیکھیں گے جب وہ عذاب دیکھیں گے
يَقُوْلُوْنَ هَلْ إِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿٤٤﴾ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا
تو کہیں گے کیا واپس جانے کا بھی کوئی راستہ ہے۔اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ دوزخ کے سامنے
خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۗ وَقَالَ الَّذِيْنَ
لائے جائیں گے ایسے حال میں ذلت کے مارے جھکے ہوئے ہوں گے چھپی نگاہ سے دیکھ رہے ہوں گے اور وہ
اٰمَنُوْٓا إِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيْهِمْ يَوْمَ
لوگ کہیں گے جو ایمان لائے تھے بے شک خسارہ اٹھانے والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے
الْقِيٰمَةِ ۗ أَلَآ إِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿٤٥﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ
گھر والوں کو قیامت کے دن خسارہ میں رکھا خبردار بے شک ظالم ہی ہمیشہ عذاب میں ہوں گے۔اور ان کا اللہ
مِّنْ أَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ
کے سوا کوئی بھی حمایتی نہ ہوگا کہ ان کو بچائے اور جسے اللہ گمراہ کرے
فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿٤٦﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَّأْتِيَ
اس کے لیے کوئی بھی راستہ نہیں ۔اس سے پہلے اپنے رب کا حکم مان لو کہ وہ دن آ جائے جو اللہ کی طرف
يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۚ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ
سے ٹلنے والا نہیں اس دن تمہارے لیے کوئی جائے پناہ نہیں ہو گی اور نہ تم
مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿٤٧﴾ فَإِنْ أَعْرَضُوْا فَمَآ أَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۗ إِنْ
انکار کر سکو گے ۔پھر بھی اگر نہ مانیں تو ہم نے آپ کو ان پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا ہے آپ پر تو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۳۔ صبر، عفو و درگذر پر خدائی دادِ تحسین کا توصیفی اظہار۔

۴۴۔ گمراہی کے حوالے سے خدائی تنبیہ خاص اور مشاہدہ عذاب پر ظالموں کی بے جا تمنائے رجوع (واپس لوٹنے) کا حسرتی ذکر۔

۴۵۔ روزِ محشر کفار کی حالتِ زار پر مؤمنین کا حقیقت افروز تجزیۂ برحق اور دوسری طرف خدائی ناراضگی کے باعث دوہرے عذاب کا تنبیہاتی اظہار۔

۴۶۔ اُس روز کفار کی بے بسی کا حسرتناک ذکر اور گمراہی کے حوالہ سے خدائی تنبیہ کا اظہار۔

۴۷۔ روزِ جزا کی مایوس کن صورتحال سے بچنے کے لیے دنیا میں ہی فکرِ آخرت کا ناصحانہ وتنبیہاتی اظہار۔

عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَإِنَّآ إِذَآ أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ

صرف پہنچا دینا ہے اور جب ہم انسان کو اپنی کوئی رحمت چکھاتے ہیں تو اس سے خوش ہو جاتا ہے

وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنسَانَ كَفُورٌ ۝

اور اگر اس پر اس کے اعمال سے اس سے کوئی مصیبت پڑ جاتی ہے تو انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔

لِّلَّهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ يَهَبُ لِمَن يَشَآءُ

آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا

إِنٰثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَآءُ الذُّكُورَ ۝ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنٰثًا ۖ

ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے۔ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے

وَيَجْعَلُ مَن يَشَآءُ عَقِيمًا ۚ إِنَّهُۥ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ۝ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ

اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے بے شک وہ خبردار قدرت والا ہے۔ اور کسی انسان کا حق نہیں کہ اس

أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَآئِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا

سے اللہ کلام کرے مگر بذریعہ وحی یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیج دے کہ وہ اس کے حکم سے القا

فَيُوحِىَ بِإِذْنِهِۦ مَا يَشَآءُ ۚ إِنَّهُۥ عَلِىٌّ حَكِيمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَآ

کرے جو چاہے بے شک وہ بڑا عالیشان حکمت والا ہے۔ اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم

إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنتَ تَدْرِى مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْإِيمٰنُ

سے قرآن نازل کیا، آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے اور لیکن ہم نے قرآن کو ایسا

وَلٰكِن جَعَلْنٰهُ نُورًا نَّهْدِى بِهِۦ مَن نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ

نور بنایا ہے کہ ہم اس کے ذریعہ سے ہم اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اور بیشک

لَتَهْدِىٓ إِلٰى صِرٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ صِرٰطِ اللَّهِ الَّذِى لَهُۥ

آپ سیدھا راستہ بتاتے ہیں۔ اس اللہ کا راستہ جس کے قبضہ میں

مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْأَرْضِ ۗ أَلَآ إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ

آسمانوں اور زمین کی سب چیزیں ہیں خبردار اللہ ہی کی طرف سب کام

الْأُمُورُ ۝ ع ۵

رجوع کرتے ہیں۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۸۔ اعراضِ حق کی صورت میں آپ ﷺ کے فرض منصبی کے متعلق حقیقت آمیز اظہار و بیان نیز خوشحالی اور تنگ حالی پر انسان کے دوہرے ردعمل کا شکایاتی ذکر۔

۴۹ تا ۵۰۔ آسمان و زمین پر خدائی حقیقی شہنشاہیت کا ذکرِ خاص اور کسی کو اولاد عطا کرنے نہ کرنے (بیٹا دے، بیٹی دے، دونوں دے یا کسی کو بالکل نہ دے) کے متعلق خدائی اختیارِ خاص کا حکمت آمیز اعتقادی اظہار۔

۵۱۔ انبیاء و رسل سے مخصوص خدائی ہم کلامی کے مختلف (سابقہ) طریقوں کا وضاحتی اظہار۔

۵۲۔ خاتم الانبیاء ﷺ پر وحیِ الٰہی کے خاص طریقہ سے نزول کا تصدیقی اظہار اور وحی سے قبل آپ ﷺ کے علمی حوالہ سے احوالِ واقعی کا حقیقت آمیز ذکر نیز آپ ﷺ پر نورِ ہدایت کی رحمتِ خاص کا احسانی اظہار (امت کے لیے آپ ﷺ کی خصوصی ہمدردی و خیرخواہی کا ذکرِ خاص)

۵۳۔ خدائی صراطِ مستقیم کا (قدرتِ کاملہ کے پس منظر میں) احسانی ذکر اور عقیدۂ آخرت کا فکر انگیز بیان۔

اولاد ہونے نہ ہونے کے حوالے سے (خصوصاً بیٹیوں کے متعلق) تعلیمات برحق کی نشاندہی

(زیر مطالعہ سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۴۹ تا ۵۰)

اللہ رب العزت کل نظام کائنات کے خالق ہونے کے ساتھ مدبر بھی ہیں۔ اس ذات نے ہر نظام کی تخلیق میں اپنی حکمتی تدبیر کے ایسے پہلو مخفی رکھے ہیں جس سے مکمل آگاہی یا ادراک ہمارے دسترس میں نہیں ۔ ماہرین علم اور محققین نے بعض حکمتوں کے حوالے سے اپنی تجزیاتی تحقیق کا جزوی اظہار کرتے ہوئے بھی احتیاط برتنے میں ہی بہتری سمجھتے ہیں اور حرف آخر بھی لاتے ہیں" واللہ اعلم"۔ من جملہ امور کے ایک اہم پہلو اولاد کے عطا کرنے کے حوالے سے ہے اس کے متعلق ارشاد ربانی ہے ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ ہی کی سلطنت (وحاکمیت) ہے آسمانوں اور زمین میں جو چاہے پیدا کرے جس کو چاہے صرف بیٹیاں دے اور جس کو چاہے صرف بیٹے دے یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں (دونوں) عطا کرے اور جس کو چاہے بانجھ بنا دے بے شک وہ جاننے والا قدرت والا ہے ۔(سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۴۹ تا ۵۰) ۔ ہمارے معاشرے میں انسان کی فکری جہالت کے حوالے سے جہاں بہت ساری دیگر خرافات سننے اور دیکھنے کو ملتی ہیں وہیں اولاد کے ملنے یا نہ ملنے پر اس کے ردِعمل کو بھی (حیران کن طرزِ عمل سے) ملاحظہ کیا جاسکتا ہے ۔ پہلے تو اعتقادی تھی (اور ہے) کہ مشرکین اپنے خود ساختہ مخصوص بتوں سے نذر ونیاز کے ذریعے (منتیں مانتے ہوئے) اولاد مانگا کرتے کہ ان کے بت خوش ہوکر انہیں اولاد عطا کرسکتے ہیں ۔ پھر بیٹیوں کی پیدائش پر جاہلانہ فکر پر مبنی ان کا حیران کن ردِعمل سامنے آتا عموماً ان کو زندہ درگور کردیتے تھے ۔ ان کے اس سفاکانہ اور بے رحمانہ طرزِ عمل کی مذمتی نشاندہی قرآن مقدس میں مذکور ہے ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ، ترجمہ:۔ جب ان میں سے کسی کو خوشخبری ملے بیٹی کی (تو) سارا دن رہے گا منہ اس کا سیاہ اور جی میں ہی گھٹتا رہے چھپتا پھرے لوگوں سے اس عار کے مارے جس کی خوشخبری ملی" (سورۃ النحل آیت نمبر ۵۹ تا ۶۰) ۔ کس قدر پست فکری ذہنیت تھی جس کا شکایاتی طرز سے مذمتی اظہار (منجانب الٰہی) کیا گیا ہے ۔ افسوس کہ اس قدیم فکری ذہنی پستی کے ہمہ جہتی منفی اثرات آج کے اس جدید (ظاہراً) مہذب دور میں بھی تقریباً ویسے ہی موجود ہیں ۔ عموماً لوگ سمجھتے ہیں کہ بیٹیاں بوجھ ہیں بلکہ کئی مرتبہ اولاد کے ذکر میں بیٹیوں کا تذکرہ کرنا بھی پسند نہیں کرتے (گویا معاذاللہ وہ اولاد میں بھی شامل نہیں) حالانکہ بیٹیاں خدا کی رحمت ہیں اور بیٹوں کی طرح خدائی عطیہ ہیں ۔ اس جاہلانہ فکر پر مبنی ذہنی پستی کی اصلاح کیلئے باری تعالیٰ نے اعتقادی تنبیہ فرمائی کہ اولاد کا عطا کرنا یا نہ کرنا خدائی اختیار ہے ۔ جس کو جو چاہے عطا کرے (یا بالکل نہ دے اور بانجھ بنا دے) اب یہ حقیقت سمجھنے کی ہے کہ مرد ہو یا عورت اس میں قابل تولید جرثوموں کی کمی یا اس میں سرے سے صلاحیت کا نہ ہونے میں کسی کا کیا قصور؟ پھر جرثوموں کا صحت مند مقدار کے مطابق موجود ہونے کے باوجود بھی وہ ذات (اللہ تعالیٰ) اگر نہ دینا چاہے تو اس حکیم وعلیم ذات کے سامنے کسی کا کیا جبر چل سکتا ہے؟ بارہا دیکھا گیا ہے کہ بڑھاپے کی عمر میں اولاد عطا کی گئی، ایسا تو خود انبیاء علیہم السلام (حضرت ابراہیمؑ وحضرت زکریاؑ) کے تذکروں میں (خود قرآن مقدس) میں موجود

ہے ضروری نہیں کہ وہ نکاح اور رخصتی کے اگلے سال ہی اولاد عطا کر دے وہ ذات کسی کی پابند تو نہیں کہ ہماری چاہت اور خواہش کے مطابق فوری سب کچھ عطا کرتا جائے۔ وہ کبھی دیر سے اور کبھی جلدی سے عطا کر دیتا ہے اور چاہے تو بالکل عطا نہ کرے (ہاں کسی مرد وعورت میں کسی بیماری یا کمزوری وغیرہ کے علاج کرانے کی کوئی پابندی نہیں وہ ضرور کرا لینا چاہیے)۔اس کے لئے دعاؤں اور علاج کا اہتمام بھی ایک وسیلے کے طور پر لینا چاہیے۔ تاہم نہ ملنے پر تقدیر الٰہی پر رضا وتسلیم کا طرزِ عمل اپناتے ہوئے یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ شاید اللہ تعالیٰ کے ہاں اس میں کوئی مصلحت یا بھلائی ہمارے لئے رکھی گئی ہوگی۔ ایک طرف یہ جاہلانہ طرزِ عمل (اولاد نہ ملنے یا صرف بیٹیوں کے ملنے پر منفی رویہ) پایا جاتا ہے حتیٰ کہ اکثر بے چاری عورتوں کو اس کی پاداش میں طلاق تک دے دی جاتی ہے۔ یہ ردِ عمل شرعاً واخلاقاً انتہائی قابلِ مذمت ہے۔(مصلحین وقت پر اس منفی فکر کی نشاندہی اور اصلاح کرنے کی اپنے تئیں کوشش کرنا ضروری ہے)۔ دوسری طرف اگر اولاد زیادہ ملنا شروع ہوجائے تو مرد حضرات اپنی بیویوں کی نس بندی (خاندانی منصوبہ بندی) کی طرف رجوع کرنا شروع کر دیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ زیادہ اولاد ہونے کی صورت میں ان کا رزق (کھانے پینے) اور دیگر ضروریات کے وسائل کہاں سے لائیں گے۔ اس پست فکری اور اعتقادی کمزوری کی اصلاح کیلئے بھی تنبیہی ممانعت کا خدائی فرمان (قرآن مقدس) میں موجود ہے۔ ارشاد ربانی ہے ترجمہ اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے ہم روزی دیتے ہیں ان کو اور تم کو (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۱)۔ پرانے دور میں بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے کا جو فلسفہ فاسد تھا (معاشرتی عار اور مسائل کا سامنا) وہی فلسفہ آج دوسرے جدید عنوان (کہ زیادہ اولاد تو زیادہ مسائل کا سامنا) کے ساتھ اسی طرح موجود ہے۔ جس کی مذمت وممانعت قرآن مقدس میں کی گئی ہے۔ انسانی صحت کے حوالے سے طبی مسائل پیدا ہونے پر ماہرین طب کی رائے کا اگرچہ فقہاء نے بھی اعتبار کیا ہے کہ کثرت اولاد کے باعث عورت کی صحت یا جان کو اگر خطرات وخدشات لاحق ہوں تو اہل علم (اصحاب فتاویٰ) اس پر جو رخصت تجویز کرتے ہیں وہ قابل عمل سمجھی جاتی ہے۔ تاہم اس حوالے سے قرآنی اور اسلامی تعلیمات کو نظر انداز کرنا (یا انحراف کرنا) آخرت میں قابل مواخذہ ٹھہرے گا۔ فقط اپنی جوانی، بہتر صحت مندی (جسمانی سمارٹنس Smartness) کے لئے اولاد کا باطنی لحاظ سے روکنا (خاندانی منصوبہ بندی) شرعی واخلاقی لحاظ سے پست فکری ہے۔ جس کو (مخصوص حالات کے علاوہ) عادت بنا لینے کے متعلق اہل علم کے تفصیلی فتاویٰ کو غور سے پڑھنے اور سمجھنے کی اشد ضرورت ہے۔ عوام وخواص کو سمجھنا چاہیے کہ اولاد خصوصاً بیٹیوں کی پرورش اور تربیت کے دوران والدین کو جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس پر عنداللہ اجر وثواب عطا کیا جاتا ہے۔ دنیا میں دیگر حالات پیش آنے پر انسان اگر صبر سے سامنا کرتا ہے تو اولاد کے باعث پیش آمدہ مسائل پر بھی صبر ورضا کی راہ اپنا لے تو ان شاء اللہ آخرت میں اس پر جو اجر عظیم عطا ہوگا وہ سب دُنیوی غموں کو بھلا کر رکھ دے گا۔ اللہ ہم سب کو تقدیرِ خداوندی پر کامل ایمان رکھنے اور رضا بہ رضائے الٰہی کی نعمتِ عظیم سے بہرہ ور فرما دے اور ہر طرح کی دُنیوی واُخروی مصائب اور پریشانیوں سے دائمی حفاظت فرما دے۔ آمین!

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ ‍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ‍ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ع حٰمٓ ﴿١﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

حٰم۔ روشن کتاب کی قسم ہے۔ ہم نے اسے عربی زبان میں قرآن بنایا ہے تاکہ

تَعْقِلُوْنَ ﴿٣﴾ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿٤﴾ اَفَنَضْرِبُ

تم سمجھو۔اور یہ کتاب لوح محفوظ میں ہمارے نزدیک بلند مرتبہ حکمت والی ہے۔کیا تمہارے سمجھانے

عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ﴿٥﴾ وَكَمْ اَرْسَلْنَا

سے ہم اس لیے منہ پھیر لیں گے کہ تم بیہودہ لوگ ہو۔ اور پہلے لوگوں میں بھی ہم نے

مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ

بہت سے نبی بھیجے ہیں۔اور ان کے پاس ایسا کوئی نبی نہ آتا تھا کہ جس سے وہ

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٧﴾ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٨﴾

ٹھٹھانہ کرتے تھے۔پھر ہم نے ان میں بڑے زوروالوں کو ہلاک کردیا اور پہلوں کی مثال گزر چکی ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور کہیں گے کہ انہیں اس

الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿٩﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

بڑے زبردست جاننے والے نے پیدا کیا ہے۔وہ جس نے زمین کو تمہارا بچھونا بنایا اور تمہارے لیے اس

فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٠﴾ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ

میں راستے بنائے تاکہ تم راہ پاؤ۔اور وہ جس نے آسمان سے اندازے کے ساتھ پانی اتارا پھر ہم نے

بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿١١﴾ وَالَّذِيْ

اس سے مُردہ بستی کو زندہ کیا تم بھی اس طرح (قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔اور وہ جس نے

خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا

ہر قسم کے جوڑے بنائے اور تمہارے لیے وہ کشتیاں اور چار پائے بنائے جن پر تم

تَرْكَبُوْنَ ﴿١٢﴾ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا

سوار ہوتے ہو۔تاکہ ان کی پیٹھ پر چڑھ کر اپنے رب کا احسان یاد کرو جب کہ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ الزخرف

۱ تا ۳۔ رموزِ کلام الٰہی سے آغاز اور کتابِ مبین کی قسم سے قرآن کو عربی زبان میں نازل کرنے کا حکمت آمیز بیان۔

۴۔ قرآن کریم کی اصل، لوحِ محفوظ (ریکارڈ) میں ہر طرح سے موجود ہونے کا زوردار اعتقادی ذکر۔

۵۔ کوئی تسلیم کرے یا انکار، وعظ و نصیحت جاری رکھنے کا (اتمامِ حجت کے لیے) تنبیہی اظہار۔

۶ تا ۸۔ گذشتہ اقوام میں انبیاء و رسل کی بعثت اور قوموں کے ان سے استہزائی رویہ کے نتیجہ میں سخت خدائی گرفت کا عبرتی اظہار (کہ تم سے کہیں زیادہ طاقتور خدائی گرفت میں نشانِ عبرت بن چکے تو پھر تمہاری کیا اوقات ہے)

۹۔ آسمان و زمین کی تخلیقی حقیقت کا لاجواب اظہار۔

اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحٰنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا

تم ان پر خوب بیٹھ جاؤ اور کہو وہ ذات پاک ہے جس نے ہمارے لیے اسے مطیع کر دیا اور ہم اسے قابو

كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ﴿١٣﴾ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ﴿١٤﴾ وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ

میں لانے والے نہ تھے۔ اور بیشک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اور لوگوں نے اس کے

عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ أَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ ع

بندوں کو اس کی اولاد بنا دیا بے شک انسان صریح ناشکرا ہے۔ کیا اس نے اپنی مخلوقات میں سے بیٹیاں

بَنٰتٍ وَّأَصْفٰكُمْ بِالْبَنِينَ ﴿١٦﴾ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ

لے لیں اور تمہیں بیٹے چن کر دیئے۔ اور جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوشخبری دی جائے جسے

لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيمٌ ﴿١٧﴾ أَوَمَنْ يُنَشَّؤُا

رحمٰن کے لیے ٹھہراتا ہے تو اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ دل میں گھٹتا رہتا ہے۔ کیا اس کے لیے وہ

فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ﴿١٨﴾ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ

ہے جو زیور میں پلتی ہے اور وہ جھگڑنے میں واضح بات نہیں کر سکتی۔ اور فرشتوں کو

الَّذِينَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ

جو رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں فرض کر لیا کیا انھوں نے پیدا ہوتے دیکھا ہے ان کی گواہی لکھی جائے

شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُونَ ﴿١٩﴾ وَقَالُوا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ۗ

گی اور ان سے پوچھا جائے گا۔ اور کہتے ہیں اگر رحمٰن چاہتا تو ہم انہیں نہ پوجتے

مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا

انہیں اس کی کچھ خبر نہیں وہ محض اٹکل دوڑاتے ہیں۔ کیا ہم نے انہیں

مِّنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ ﴿٢١﴾ بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا

اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس پر قائم ہیں۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک

عَلٰٓى أُمَّةٍ وَّإِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُونَ ﴿٢٢﴾ وَكَذٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ

طریقہ پر پایا ہے اور انہیں کے ہم پیرو ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی گاؤں میں بھی کوئی

قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَآ ۙ إِنَّا وَجَدْنَآ

ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے دولت مندوں نے (یہی) کہا کہ ہم نے اپنے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

١٠ تا ١٤۔ انسانوں کی سہولیات اور فوائد کے لیے خدائی انعامات و احسانات کا سلسلہ وار حکمت آمیز احسانی اظہار۔

١٥ تا ١٦۔ مشرکین کی بد اعتقادی اور پست فکری کا مذمتی ذکر۔

١٧۔ مشرکین کی اولاد کے حوالے سے پست ذہنی کے پس منظر میں اُنکے فکری بگاڑ کا پُر زور مذمتی اظہار۔

١٨ تا ١٩۔ کفار و مشرکین کے اعتقادی و فکری بگاڑ پر سخت خدائی باز پرس۔

٢٠ تا ٢٢۔ کفار و مشرکین کے اعتقادی بگاڑ کے متعلق فضول بہانہ سازی اور ہٹ دھری پر مبنی ناحق موقف کی پُر زور تردید۔

اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ
باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم انہیں کے پیرو ہیں۔ رسول نے کہا اگرچہ میں تمہارے پاس اس سے
بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ
بھی بہتر طریقہ لاؤں جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا انہوں نے کہا جو کچھ تو لایا ہے ہم اس کے
كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع
منکر ہیں۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا پھر دیکھ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔
وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖۤ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا
اور جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ بے شک میں ان سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے
الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ
ہو۔ سوائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا سو بے شک وہی مجھ کو راہ دکھائے گا۔ اور یہی بات اپنی
عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى
اولاد میں پیچھے چھوڑ گیا تاکہ وہ رجوع کریں۔ بلکہ میں نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو خوب سامان دیا
جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا
یہاں تک کہ ان کے پاس سچا قرآن اور صاف صاف بتانے والا رسول آیا۔ اور جب ان کے پاس سچا
سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ
قرآن پہنچا تو کہا کہ یہ تو جادو ہے اور ہم اسے نہیں مانتے۔ اور کہا کیوں یہ قرآن ان دو بستیوں کے کسی
مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا
سردار پر نازل نہیں کیا گیا۔ کیا وہ آپ کے رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں ان کی روزی تو ہم نے ان کے
بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ
درمیان دنیا کی زندگی میں تقسیم کی ہے اور ہم نے بعض کے بعض پر
دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا
درجے بلند کیے تاکہ ایک دوسرے کو محکوم بنا کر رکھے اور آپ کے رب کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے جو
يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَاۤ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ
وہ جمع کرتے ہیں۔ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک طریقہ کے ہو جائیں گے (کافر) تو جو اللہ کے منکر

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۳۔ گذشتہ اقوامِ سابقہ کے عیش پرست لوگوں کا اپنے اپنے وقت کے انبیاء ورسل کے سامنے بداعتقادی اور فکری بگاڑ کے اظہار کا مذمتی ذکر۔

۲۴۔ جواب میں اُنکی اصلاحی سرزنش کا تنبیہی ذکر مگر کفار کے پھر بھی ہٹ دھرمی پہ قائم رہنے کا مذمتی اظہار۔

۲۵۔ مُسلسل انکار و بغاوت کے نتیجہ میں خدائی گرفت و انتقام کا عبرتی ذکر۔

۲۶ تا ۲۷۔ حضرت ابراہیمؑ کی (اپنے وقت میں) اپنی قوم اور باپ کے سامنے حق گوئی اور شرک سے بیزاری کا توصیفی اظہار۔

۲۸۔ حضرت ابراہیمؑ کی اپنی اولاد میں کلمۂ خیر کی دائمی نصیحت کا حکمتی اظہار۔

۲۹ تا ۳۱۔ کفار و مشرکین کو محدود مہلت دینے کا حقیقت آمیز اظہار اور خاتم الانبیاء ﷺ کی آمد پر کفار کے منفی فکر اور پست ذہنی کا مذمتی ذکر۔

۳۲۔ جواب میں اُنکی فکری اصلاح کے لیے معاشی و معاشرتی تقسیم کے حوالے سے انتہائی اہم اور حکمت آمیز تجزیۂ برحق کا تنبیہاتی بیان (فلسفۂ معیشت کے متعلق انتہائی اہم حکمت آمیز پالیسی کا بیان)۔

يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿٣٣﴾
ہیں انکے گھروں کی چھت اور ان پر چڑھنے کی سیڑھیاں چاندی کی کر دیتے۔
وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿٣٤﴾ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ
اوران کے گھروں کے دروازے اورتخت بھی چاندی کے کردیتے جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں۔اورسونے کے
ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٥﴾ ع
بھی اور یہ سب کچھ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور آخرت آپ کے رب کے ہاں پرہیزگاروں کے لیے ہے۔
وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿٣٦﴾
اور جواللہ کی یاد سے غافل ہوتا ہے تو ہم اس پر ایک شیطان متعین کرتے ہیں پھر وہ اس کا ساتھی رہتا ہے۔
وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٣٧﴾
اور شیاطین آدمیوں کو راستے سے روکتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم راہِ راست پر ہیں۔
حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ
یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا اے کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب
الْقَرِيْنُ ﴿٣٨﴾ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ
کی دوری ہوتی پس کیسا برا ساتھی ہے۔اور آج تمہیں یہ بات ہرگز نفع نہ دے گی چونکہ تم نے ظلم کیا تھا
مُشْتَرِكُوْنَ ﴿٣٩﴾ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ
بیشک تم عذاب میں شریک ہو۔پس کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں یا اندھوں کو راہ دکھا سکتے ہیں اور انہیں
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٠﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿٤١﴾ اَوْ
جو صریح گمراہی میں ہیں۔پس اگر ہم آپ کو (دنیا سے) اٹھالیں تو بھی ہم ان سے بدلہ لیں گے۔یا اگر
نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿٤٢﴾ فَاسْتَمْسِكْ
ہم آپ کو وہ دکھا بھی دیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے تو ہم ان پر قادر ہیں۔پھر آپ مضبوطی سے
بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤٣﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ
پکڑیں اسے جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے بے شک آپ سیدھے راستہ پر ہیں۔اور بے شک وہ (قرآن) آپ
وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔــلُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَسْـَٔــلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے ایک نصیحت ہے اور تم سب سے اسکی باز پرس ہوگی۔اور آپ ان سب پیغمبروں

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٣٣ تا ٣٥۔ معاشی عدمِ مساوات کے حوالے سے کفار کی سطحی وفکری پستی کے رد میں زوردار فکر انگیز خدائی حکمتِ عملی کا اسلوبِ خاص سے حکیمانہ اظہار و بیان۔

٣٦ تا ٣٧۔ مسلسل حق سے اعراض و انکار کے باطنی نتائج کا فکر انگیز تنبیہاتی اظہار (خیر و بھلائی کی صلاحیت سلب ہونے لگتی ہے جبکہ بُرے کام اچھے نظر آنے لگتے ہیں۔(اعاذنا اللہ)

٣٨ تا ٣٩۔ بُری صحبتوں کے مُشاہداتی نتائج پر روزِ محشر کفار کی بے موقع اظہار حسرت اور جواب میں اُن پر مایوس کن سرزنش کا تنبیہی اظہار۔

٤٠۔ باطنی طور پر بہروں، اندھوں اور گمراہوں پر ہدایت و نصیحت کے اثر انداز نہ ہونے کا برہمی ذکر۔

٤١ تا ٤٢۔ دُشمنانِ حق سے نمٹ لینے کا تنبیہی ذکر۔

٤٣۔ استقامت علی الحق کا تاکیدی اظہار اور آپ ﷺ کی تصدیق کا تائیدی ذکر۔

٤٤۔ آپ ﷺ اور آپکی قوم کے لیے شرف و عزت کا باعث بننے والی کتاب حق کے متعلق منکرین سے باز پرس کا تنبیہی بیان۔

اسلامی فلسفۂ معیشت (امیری و غریبی اور طبقاتی نظام)

(سورۃ الزخرف آیت نمبر ۳۲)

آج دنیا میں مختلف نظام ہائے معیشت رائج ہیں ۔ عالمی سطح پر (غالب نظام) سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism) مسلط ہے ۔جس نے عالمی دنیا کو بڑے اژدھا(سانپ) کے صورت اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے ۔(IMF World Bank)سب اسی نظام باطل کے بنیادی کل پرزے ہیں اس کے بالمقابل اشتراکی نظام جوکیمونزم (Communism)اور سوشل ازم کے دوناموں سے مشہور تھا (اور کسی حد تک ابھی بھی ہے)۔ وہ نوے (۹۰) فیصد تک فرسودہ کہانی بن رہا ہے بقیہ دس (۱۰) فیصد نظام بھی سرمایہ دارانہ نظام سے سمجھوتہ کر کے چلایا جارہا ہے ۔سرمایہ دارانہ نظام درحقیقت دور جاہلیت کے قدیمی ظالمانہ معاشی افکار کا وہ نچوڑ ہے جس میں دو طرح کی غلامی رائج تھی ۔ایک جسمانی غلامی کہ وہ فرد یا قوم کسی پر غلبہ حاصل کرلیتی تو اس آزاد انسان کو غلامی کا طوق پہنا دیتی یوں وہ انسانی حقوق سے محروم ہوکر ایک جانور جیسی زندگی گزارنے پر مجبور تھا۔ غلامی کی دوسری قسم معاشی غلامی تھی جو ہردور کے سرمایہ دار وجاگیر دار غریب اور مفلوک الحال لوگوں کو(آج کے عالمی اداروں کی طرح) سودی طرز کے قرض دینے کی پیش کش کرتے ۔ بیچارے تنگ دست اور مجبورافراد اپنی بھوک اور غربت مٹانے کیلئے ایسے قرض اٹھانے پر مجبور ہوتے ہیں یوں مشروط قرضے سود مرکب (سود در سود) کی شکل اختیار کرلیتے ہیں ۔ نتیجتاً وہ معاشی غلامی بھی جسمانی غلامی کی بنیادی سیڑھی بنتی ہے ۔ دور جاہلیت کی یہ ظالمانہ یادگار آج اپنے پورے نظام جبر کی سخت ترین پابندیوں کے ساتھ ہر فرد / قوم اور ملکوں کو اپنے پنجہ وشکنجہ میں اس طور پر جکڑ چکی ہے کہ ہاتھ مار کر چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں چھوڑی گئی ۔ کیمونزم اور سوشل ازم اسی معاشی استحصال سے باغیانہ ردعمل کے نتیجے میں نمودار ہوا(جس کا بانی بھی جرمن یہودی کارل مارکس تھا) لیکن مساوات کے جذباتی اور بظاہر پرکشش عنوان سے یہ تحریک زیادہ دیر تک اپنا اثر نفوذ اس لئے قائم نہ رکھ سکی کہ یہ نظام بھی غیر فطری اصولوں پر قائم کیا گیا تھا۔ سرمایہ دارانہ نظام کے ردعمل میں اصول فطرت کو نظر انداز کرتے ہوئے ایسے مساواتی معاشی نظام کو لاگو کرنے کیلئے جبری قوانین وضع کیے گئے ۔جس میں ذہین وتعلیم یافتہ افراد کے مزدوروں اور ان پڑھ محنت کشوں کے برابر حقوق رکھے گئے ۔محنت اور مشقت کوئی اٹھائے ملکیت حکومت /سوسائٹی کی قرار پائے ۔ڈاکٹرز انجینئر زسمیت جملہ ہنر مندوں کے اضافی حقوق سلب کرتے ہوئے باقی نجی ملکیت بھی جرم قرار پائی ۔ ظاہر ہے اس غیر فطری نظام کو ٹوٹنا تھا اور اس جبری نظام کی بانی سلطنت روس اپنے سقوط طاقت کے بعد اس نظام کے انہدام کا بھی باعث بنی جس مساوات کا نعرہ لگایا گیا تھا ۔اس کا تقاضا تھا کہ یا تو ساری آبادی طاقت وقوت میں صدر

مملکت قرار پاتی یا صدر مملکت بھی عوام کی طرح ایک مزدور یا چپڑاسی کے فرائض سرانجام دیتا۔سارے ایک ہی دسترخوان پر بلا امتیاز کھاتے پیتے سب کو صدر وزیراعظم جیسی سہولیات اور ہائش گاہیں دستیاب ہوتیں یا یہ سب بڑے عہدیدار بھی غریبوں کے کیمپوں میں سوتے نظر آتے ۔ یہ سب کچھ نظریہ کا واضح کھلا تضاد تھا جس کو یہ فکری لوگ عملاً پورا نہ کرسکتے تھے اور عام فہم سوال میں لاجواب ٹھہرتے تھے ۔ اس طرح یہ سرخ انقلاب کا سفید ریچھ اپنا غیر فطری جبڑا تڑوا بیٹھا (گویا پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا)۔ آیئے اب ان نظام ہائے باطل کے بالمقابل اصل نظام فطرت اور حقیقتاً قابل عمل نظام معیشت کی حقانیت وصداقت کا ہمہ جہتی جائزہ لینے کی کوشش کریں کہ وہ کیسے ان سے برتر وفائق ہے ۔ اسلام ایک جامع نظام حیات ہے جس میں ہمہ جہتی عملی قوانین واصول زندگی کی واضح رہنمائی وہدایات نافذ العمل ہیں اگر کوئی کسی قانون کا باغی ہے یا عمل صالح کی بجائے بدعملی کا مرتکب ہے تو اس میں قانون کی فکری حقیقت کیسے قصور وار ٹھہرائی جاسکتی ہے۔ آج اگر مسلمان عملی طور پر اس صالح وفطری قرآنی نظام معیشت کے تارک (باغی وبدعمل) ہیں ۔تو اس میں اس کی صداقت پر انگلیاں اٹھانا آسمان پر تھوکنے کے برابر ہے ۔ اسلام کا نظام معیشت اعتدالی فکروعمل کا آئینہ دار دستور العمل ہے جس میں میں نہ تو سرے سے نجی ملکیت کا سر کاٹا گیا ہے اور نہ ہی ملکیت کی ایسی سلطنت قائم کی گئی ہے جو غریبوں محنت کشوں اور مزدورں کی جیبیں کاٹ کر اپنے بنک بیلنس بڑھاتے ہوئے امیر تر بنتی ہے اور اپنے ماتحت کو غربت کی دلدل میں دھکیلتی رہے یہ اسلام پر صریح بہتان ہے کہ اسلام بھی سرمایہ دارانہ نظام کا حامی ہے ۔ ہرگز نہیں اسلام کا ظالمانہ قوانین ونظام ہائے باطل سے کیا رشتہ؟ یہ ایک حقیقت پسندانہ اور فطری نظام عمل ہے جو ہر ایسی سوچ ،قوانین اور طرز عمل کا حامی ہے ۔جس میں ظلم جبر دجل وفریب اور کمزور طبقات کے استحصال کی بجائے ان کی ضروریات ، حاجات اور جائز حقوق کا تحفظ کیا گیا ہو۔ اسلام اس حوالہ سے قوانین / ہدایات وراہنمائی کا واحد خود کفیل مذہب ہے جس نے اپنے دستور العمل وضع کرتے ہوئے دیگر نظام ہائے باطل سے کچھ ارہنمائی حاصل کرنے کی بجائے دوسروں کو سلیقے سے جینے مرنے کے اصول سکھائے ہیں ۔یہ مزدورں محنت کشوں کے حوالہ سے اتنا حساس ہے ۔ جوان کے پسینہ خشک ہونے سے قبل ان کی اجرت دینے کا حکم دیتا ہے ۔ آج اگر کہیں یومیہ اجرت نافذ العمل ہے تو اس کے پیچھے بھی اسی اسلامی راہنمائی کی عملی حقیقت وراہنمائی کا دخل ہے۔اسلام کا فلسفہ معیشت امیر طبقہ کے سرمایہ اور کمزور طبقات مزدور،محنت کش ،لوگوں کے درمیان ایک متوازن نظام کا حامی ہے۔جس میں فکری طور پر کسی (امیر طبقہ) کی بالادستی قائم نہ کی جائے بلکہ برابری کی بنا پر انسانی حقوق کوتسلیم کرتے ہوئے باہمی تعاون کے انداز سے عملی جدوجہد کو اپنایا جائے مثلاً اگر مالدار کی دولت کام آرہی ہے تو دوسری طرف محنت کش طبقہ کی افرادی قوت اور خون پسینہ بھی ساتھ ہی کام کررہا ہے ۔اگر محنت کش کی افرادی قوت درمیان سے نکل جائے

تو سرمایہ دار کی دولت کس کام کی؟اس لئے اسلام کے فلسفہِ معیشت میں بنیادی اور مرکزی فکر ایک دوسرے کی معاونت کا جذبہ ہے جس کا واضح اشارہ ﴿لیتخذ بعضھم بعضا سخریا﴾ ترجمہ:۔ کہ ٹھہرتا ہے ایک دوسرے کو مدد گار (سورۃ الزخرف آیت نمبر ۳۲) میں کیا گیا ہے ۔مثلاً ایک مل میں سینکڑوں افراد (مزدوری کے طور پر) کام کررہے ہیں تو وہ مل کے مالک کا ہاتھ بٹا رہے ہیں دوسری طرف مل کا مالک مزدورں کا انکی محنت کے بدلے ہاتھ بٹا رہا ہے(اجرت دینے کے ذریعہ) یہ ایک معتدل فکر وسوچ ہے۔جس میں محنت کش کسی احساس کمتری کا شکار نہیں ہوتا۔اس سے ہٹ کر جبر واستبداد کے اقدامات ظالمانہ ذہنیت کی سخت مزمت کرتے ہوئے ایسے (ناجائز اقدامات کو) نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اسلام ایسی مساوات کے ظاہری پرکشش وعدے اورنعرے کا حامی نہیں جس پر عمل ہی ممکن نہ ہو۔ یادرکھیے دنیا میں معاشی مساوات (عملی طور پر) ناممکن اورغیر فطری حقیقت ہے ۔کیا ایسا ممکن ہے کہ ساری آبادی مزدور ومحنت کش قرار پائے یا سارے لوگ سرکاری عہدہ دار (بلاامتیاز درجہ) تعیناتِ کر دیے جائیں ؟سارے لوگوں میں برابر درجہ کے (بلا امتیاز) مال ودولت کے ذرائع واسباب تقسیم کردیے جائیں تاکہ کوئی غریب باقی نہ رہے اورسب بانسریاں بجاتے نظر آئیں ایسا ہونا نظام فطرت کے ہی منافی ہے ۔ تاہم اسلام کے نظام معیشت کے پیچھے حصول رزق حلال کا جذبہ کارفرما رہتا ہے ۔ وہ حرام ذرائع کا سدباب کرتے ہوئے حد سے بڑی ہوس زر اور دوسروں کی حق تلفی سے ہاتھ روک لینے کا حکم دیتا ہے ۔سود/کرپشن/رشوت خوری کو دنیا وآخرت پر دو لحاظ سے ہلاکت وبربادی قرار دیتا ہے ۔لیکن یہ حقیقت بہر حال پیش نظر رکھنی ضروری ہے کہ دنیا کے اس نظام کو چلانے اور باقی رکھنے کیلئے مختلف طبقاتی محنت کشوں کی لازمی ضرورت ہے ۔ ورنہ یہ ظاہری نظام ایک ہی دن میں مفلوج ہوکر دھڑام سے گرجائے گا۔ جب یہ طبقاتی نظام فطرتی تقاضا ٹھہرا ہے توتحریر وتقریر میں اس طبقاتی نظام سے بغاوت ومخالف کا کیا مطلب؟ ذرا حقیقت سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ اسلام کیسی مساوات کا حامی ہے۔ اورکس طرح سے اس کے نفاذ کو یقینی بنانے کی کوشش کرتا ہے ۔اسلام قانون کے عملی نفاذ میں مساوات کو یقینی بناتا ہے۔ امیروغریب کے فرق کومٹاتے ہوئے جرم کے الزام سے لیکر اسے ثبوت تک اور اگلے عملی نفاذ کے اقدام تک کسی فرق مراتب یا استثناء کی حمایت نہیں کرتا۔عوام سے حکمران تک سب کو برابر درجہ میں احتسابی کٹہرے میں لاکھڑا کرتا ہے۔ (خلفائے راشدین نے اسکی عملی مثالیں قائم کرکے دکھائیں)۔جہاں تک معاشی مساوات کاتعلق ہے وہ فرق مراتب کے فطری تقاضوں کی آئینہ دار ہے ۔اس میں ڈاکٹرز ،انجینئرز، استاذ ومعلم کے ساتھ دیگر شعبہ جات کے چلانے کیلئے الگ الگ باصلاحیت وہنرمندوں کی لازمی ضرورت ہے۔ ظاہر ہے جب صلاحیتوں میں تفاوت ہے تواسکی اجرت وتنخواہوں میں فرق مراتب بھی فطری تقاضا ہے۔ اس حد تک فرق سمجھنے کیلئے کوئی زیادہ ذہانت نہیں چاہیے بلکہ کامن سینس (عام فہم) بات ہے ۔ دوسری طرف

آیئے کہ غریب ومحنت کشوں کی کھپت کیلئے امیر لوگوں کے ذرائع آمدنی (فیکٹریز ، مارکیٹس وغیرہ) کا وجود اک ناگزیر حقیقت ہے ۔تو پھرآپ دولتمندوں کے وجود کو ہی سرے سے کیسے چیلنج کرسکتے ہیں؟۔ البتہ ان کے مظالم، رویے اورحق تلفی کوضرور چیلنج(اپنے حقوق کیلئے آوا زبلند) کرسکتے ہیں (بلکہ لازمی کریں)۔ اسلام ایک ایسی ریاست کی داغ بیل ڈالتا ہے جس کی گود میں عوام کی پرورش ایسی ہو جیسے ماں کرتی ہے (جس طرح ماں سب اولاد کی پرورش میں یکساں محبت وخیر خواہی کا جذبہ رکھتی ہے اور چاہتی ہے کہ اس کی ساری اولاد یکساں سہولیات اورطرز زندگی کی حامل ہو یہ الگ بات ہے کہ ماں باپ تمام ترمادر پدر شفقتوں کے باوجود انکے بخت (مستقبل کو) یکساں نہیں بنا سکتے)تاہم ظاہر ہے کہ ریاست صلاحیت وہنر کے مطابق ہر ایک کی درجہ بدرجہ خدماتی سرگرمیوں کے مطابق ان کی تنخواہیں وسہولیات مہیا کرے گی ۔ البتہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جواسلامی ریاست کی عوام الناس کو یکساں پالیسی کے مطابق سہولیات کی دستیابی یقینی بنائیں وہ ہیں: (۱)۔ روٹی (۲)۔ لباس (۳)۔ رہائش (۴) ۔تعلیم (۵)۔طبی سہولیات (میڈیکل علاج) حضرت عمربن عبدالعزیزؒ کے دور میں دو مزید سہولیات کی دستیابی بھی یقینی بنائی گئی ،غریبوں کے قرض اتارنا اور نکاح کے قابل نوجوانوں کی شادی کا بندوبست کرنا ۔ آج کئی یورپی (غیر اسلامی) ممالک میں ان میں سے بعض سہولیات (Facilites) کی فراہمی کا عنوان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لاز(Laws)سے دیا گیا ہے کیونکہ اس ویلفیئر سٹیٹ (Walfarestate) کے اول بانی یورپی مؤرخین انہی کو سمجھتے ہیں ۔یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہوں نے پیدائش سے بالغ (جوان) ہونے تک ہر بچے کا الاؤنس (ماہانہ) منظور کیا تھا۔ جوآج کئی غیر اسلامی ملکوں میں بھی رائج ہے۔ یہ فلاحی ریاست اسلامی نظام حکومت (قرآنی نظام کے عملی نفاذ) کی ایسی خوبصورت تصویر تھی جواس شکل میں دوبارہ کوئی نہ کھینچ سکا۔جس طبقاتی نظام کی اسلام سخت مذمت اورمخالفت کرتا ہے وہ یہ ہے کہ غریب کیلئے الگ قانون اور امیر کیلئے الگ غیر قانونی عملی سہولیات ۔طبقاتی نظام تعلیم میں غریب کا بچہ شکستہ عمارت یادرخت کے نیچے بیٹھ کر پڑھے اور امیروں کے بچے ابتدا ہی سے ایئرکنڈیشنڈ کمروں میں سکھ کا سانس لیتے رہیں ۔عدالتی ٹرائل (قانونی مراحل سے گزرنا) ہوجیلوں میں سزا بھگتنے کے مراحل ہوں یا پھر دفتروں میں روزمرہ کے مسائل کے حوالہ سے آمدورفت ہر پہلو پر طبقاتی نظام کی چھاپ واضح دکھائی دیتی ہے ۔ جبکہ اسلام کانظام معیشت ہو یا نظام معاشرہ دونوں میں ہر انسان کی عزت نفس اور اسکی بنیادی ضروریات پر بطور تاکید توجہ دی گئی ہے ۔ خدائے پاک وہ دن کھادے کہ ہم اسلام کے پاکیزہ نظام معیشت ومعاشرہ کے عمل نفاذ کی وہ جھلک دے سکیں جو ہرطرح کے انسان کی بنیادی حقوق کی خوبصورت تصویر ہو۔

اسلام زندہ باد   نظام شریعت پائندہ باد

ع مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ (45) وَلَقَدْ
سے جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے پوچھ لیجیے کیا ہم نے رحمان کے سوا دوسرے معبود ٹھہرا لئے تھے کہ انکی
اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ
عبادت کی جائے۔ اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے امرائے دربار کی طرف بھیجا
الْعٰلَمِيْنَ (46) فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ (47) وَمَا
سو اس نے کہا کہ میں پروردگار عالم کا رسول ہوں۔ پس جب وہ ان کے پاس ہماری نشانیاں لایا تو وہ اس کی ہنسی
نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۡ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ
اڑانے لگے۔ اور ہم ان کو جو کوئی نشانی دکھاتے تھے تو ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوتی تھی اور ہم نے انہیں
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (48) وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ
عذاب میں پکڑا تا کہ وہ باز آجائیں۔ اور انہوں نے کہا اے جادوگر اپنے رب سے ہمارے لیے اس عہد سے جو تجھ
اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ (49) فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ (50)
سے اس نے کیا ہے دعا کر ہم ضرور راہ پر آجائیں گے۔ پھر جب ہم ان سے عذاب ہٹا لیتے تو اسی وقت عہد کو توڑ
وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَ
دیتے۔ اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کر کے کہہ دیا اے میری قوم کیا میرے لیے مصر کی بادشاہت
هٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (51) اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ
نہیں اور کیا یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے سے نہیں بہہ رہی ہیں پھر کیا تم نہیں دیکھتے۔ کیا میں اس
هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ (52) فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ
سے بہتر نہیں ہوں جو ذلیل ہے اور صاف بات بھی نہیں کر سکتا۔ پھر اس کے لیے سونے کے کنگن
مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ (53) فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ
کیوں نہیں اتارے گئے یا اس کے ہمراہ فرشتے پرے باندھے ہوئے آئے ہوتے۔ پس اس نے اپنی قوم کو
فَاَطَاعُوْهُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ (54) فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا
احمق بنا دیا پھر اس کے کہنے میں آگئے کیوں کہ وہ بدکار لوگ تھے۔ پس جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے
ع مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ (55) فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ (56)
ان سے بدلہ لیا ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔ پھر ہم نے انہیں گئے گزرے اور پیچھے آنے والوں کے لیے کہ...

خلاصہ مفہوم آیات مطابق آیت نمبر

۴۵۔ گذشتہ کتب سماویہ میں بھی شرک کی پرزور تردید کے اعتقادی اظہار کی یقینی موجودگی کا باحوالہ ذکر۔

۴۶تا۴۷۔ قوم فرعون کی طرف حضرت موسیٰ کی معجزات سمیت پیغام حق کے اظہار کے لیے آمد اور قوم کا اُن کے ساتھ مضحکہ خیز (ہتک آمیز) رویہ کا تنبیہی ذکر۔

۴۸۔ قوم موسیٰ کے سامنے یکے بعد دیگرے معجزاتی اظہار کے باوجود ان کے مسلسل انکار پر وقتی گرفت کا حکمت آمیز بیان۔

۴۹۔ قوم موسیٰ کا حضرت موسیٰ سے ہتک آمیز رویہ سے باغیانہ کلام اور وقتی گرفت کے بعد مہلت پر ان کے منفی طرز عمل کا مذمتی اظہار۔

۵۰تا۵۳۔ فرعون کا اپنی قوم کے سامنے فخر و غرور سے لبریز اپنے اقتداری نشہ اور دُنیوی برتری کا متکبرانہ اظہار نیز حضرت موسیٰ پر طنزیہ تنقید کا ناحق طرز سے اعتراضاتی بیان۔

۵۴تا۵۶۔ قوم کی اطاعت حق کی بجائے فرعونی فرمانبرداری کے نتیجہ میں خدائی گرفت و انتقام کا عبرتی اظہار و بیان۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿٥٧﴾ وَ

بنا دیا۔ اور جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو اسی وقت آپ کی قوم کے لوگ اس سے کھلکھلا کر ہنسنے لگے۔ اور

قَالُوٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ

کہا کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ یہ ذکر صرف آپ سے جھگڑنے کے لیے کرتے ہیں بلکہ وہ تو

خَصِمُونَ ﴿٥٨﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيٓ

جھگڑالو ہی ہیں۔ وہ تو ہمارا ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لیے

إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَٰٓئِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾

نمونہ بنا دیا تھا۔ اور اگر ہم چاہیں تم میں سے فرشتے پیدا کریں جو زمین میں تمہاری جگہ رہیں۔

وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ

اور البتہ عیسٰیؑ قیامت کی ایک نشانی ہے پس تم اس میں شبہ نہ کرو اور میری تابعداری کرو یہی

مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَٰنُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٢﴾ وَلَمَّا

سیدھا راستہ ہے۔ اور تمہیں شیطان نہ روکنے پائے کیوں کہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ اور جب

جَآءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم

عیسٰیؑ واضح دلیلیں لے کر آیا تھا تو اس نے کہا تھا کہ میں تمہارے پاس دانائی کی باتیں لایا ہوں اور تاکہ تم

بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ

پر بعض وہ باتیں واضح کر دوں جن میں تم اختلاف کرتے تھے پس اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ بے شک

رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦٤﴾ فَاخْتَلَفَ

اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے پس اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔ پھر لوگ ایک دوسرے

الْأَحْزَابُ مِنۢ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ

سے مختلف ہو گئے پس جنہوں نے ظلم کیا ان کے لیے دردناک دن کے عذاب سے

أَلِيمٍ ﴿٦٥﴾ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ

تباہی ہے۔ کیا وہ قیامت کے ہی منتظر ہیں کہ ان پر یکایک آجائے اور ان کو خبر

لَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٦﴾ الْأَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا

بھی نہ ہو۔ اس دن دوست بھی آپس میں دشمن ہو جائیں گے مگر

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۷ تا ۵۹۔ حضرت عیسیٰؑ کے حوالے سے کفار و مشرکین کی ناحق بحث و تمحیص کے رد میں ان کے (حضرت عیسیٰؑ) کے متعلق اظہار حقیقت کا فکر انگیز بیان۔

۶۰۔ فرشتوں کی زمین میں آباد کاری کی بجائے انسانوں کے قیام کا حکمت آمیز اظہار۔

۶۱۔ حضرت عیسیٰؑ کی قرب قیامت میں آمد کا بطورِ نشانی خاص اور قیامت کے یقینی وقوع کا اعتقادی بیان۔

۶۲۔ شیطانی راہوں سے دور رہنے کا دلیل خاص سے ناصحانہ تنبیہی اظہار۔

۶۳ تا ۶۴۔ حضرت عیسیٰؑ کی قوم کے پاس معجزاتِ خاص سمیت آمد اور اُنکے سامنے حقیقت آمیز ٹھوس اعتقادی نظریات کا چشم کشا بیان۔

۶۵۔ اظہارِ حقائق کے باوجود حضرت عیسیٰؑ کے متعلق اعتقادی اختلافات پر آخرت میں ان پر (کفار) پر خدائی گرفت کا تنبیہی ذکر۔

۶۶۔ تسلیم حق سے اعراض و انکار پر اچانک خدائی گرفت کا تنبیہاتی اظہار۔

الْمُتَّقِيْنَ ۶۷ ع ۱۲ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۶۸ اَلَّذِيْنَ
پرہیزگار لوگ۔ (کہا جائے گا) اے میرے بندو تم پر آج نہ کوئی خوف ہے اور نہ تم غمگین ہو گے۔ جو لوگ
اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۶۹ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ
ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور فرمانبردار تھے۔ تم اور تمہاری بیویاں خوشیاں کرتے ہوئے جنت میں
تُحْبَرُوْنَ ۷۰ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا
داخل ہو جاؤ۔ ان کے سامنے سونے کے پیالے پیش کیے جائیں گے اور آبخورے بھی اور وہاں جس چیز
مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۷۱ وَ
کو دل چاہے گا اور جس سے آنکھیں خوش ہوں گی موجود ہوں گی اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ اور
تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۷۲ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ
یہی وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو ان اعمال کے بدلے میں جو تم کرتے تھے۔ تمہارے لیے وہاں
كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۷۳ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۷۴
بہت سے میوے ہیں جن میں سے کھایا کرو گے۔ بے شک گناہگار عذاب دوزخ ہی میں ہمیشہ رہیں گے۔
لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۷۵ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا
ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اسی میں مایوس پڑے رہیں گے۔ اور ہم نے تو ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود
هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ۷۶ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ قَالَ اِنَّكُمْ
ہی ظالم تھے۔ اور وہ پکاریں گے کہ اے مالک تیرا پروردگار ہمارا کام تمام کر دے وہ کہے گا کہ بے شک تمہیں تو ہمیشہ
مّٰكِثُوْنَ ۷۷ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۷۸
رہنا ہے۔ ہم تو تمہارے پاس سچا دین لا چکے اور لیکن تم میں سے اکثر دین حق سے نفرت کرتے ہیں۔
اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۷۹ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ
کیا انہوں نے کوئی بات طے کر لی ہے تو ہم بھی طے کرنے والے ہیں۔ کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کا بھید اور
نَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ۸۰ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ
مشورہ نہیں سنتے کیوں نہیں اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کے پاس لکھ رہے ہیں۔ کہہ دو اگر اللہ کا بیٹا ہوتا تو
وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۸۱ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ
سب سے پہلے میں عبادت کرتا۔ آسمانوں اور زمین اور عرش کا رب پاک ہے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۶۷۔ روزِ جزا ناحق دوستیوں کے انجام بد کا فکر انگیز جبکہ متقی لوگوں کی باہمی محبت و اخوت کا مسرت انگیز اظہار۔

۶۸ تا ۶۹۔ فرمانبرداروں پر روزِ محشر خدائی خصوصی کرم و رحم کا اظہار و اعلان۔

۷۰ تا ۷۳۔ فرمانبرداروں کو ان کی ازواج سمیت جنت میں داخلہ کے وقت خصوصی اعزاز دیتے ہوئے مزید انعامات عظیم سے نوازنے اور بھرپور حوصلہ افزائی کا احسانی بیان۔

۷۴ تا ۷۶۔ اس کے برعکس منکرین حق پر بلاتعطل جہنم کے دائمی عذاب کا (وجہ عذاب سمیت) تنبیہاتی بیان۔

۷۷۔ جہنم میں کفار کی داروغہ جہنم سے تخفیفِ عذاب کی سفارشی فریاد اور جواب میں اس کی طرف سے ترش روئی (ناراضگی) کے غضبناک مظاہرہ کا ذکر۔

۷۸۔ پیغامِ حق پہنچ جانے کے باوجود منکرین کے اعراض و انکار کا شکایاتی اظہار۔

۷۹۔ کفار کی حق کے مقابلہ کے لیے ناحق تدابیر و سازشوں پر سخت خدائی وارننگ (تنبیہ)

۸۰۔ کفار کی خفیہ مشاورتی گفتگو نوٹ کرنے (لکھے جانے) کی خصوصی تنبیہ کا اظہار۔

۸۱۔ پیغمبر برحق کی طرف سے خدائی اطاعتِ کاملہ کا طرز خاص سے اعتقادی بیان۔

الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٨٢﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا
ان باتوں سے جو وہ بناتے ہیں۔ پھر انہیں چھوڑ دو بک بک اور کھیل کود میں لگے رہیں یہاں تک کہ وہ
يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٨٣﴾ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلٰهٌ وَّفِي
دن دیکھ لیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ اور وہی ہے جو آسمان میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی
الْأَرْضِ إِلٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٨٤﴾ وَتَبٰرَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
معبود ہے اور وہی حکمت والا جاننے والا ہے۔ اور وہ بڑا بابرکت ہے جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے اور
وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٥﴾
جو ان دونوں کے درمیان موجود ہے اور اسی کے پاس قیامت کا علم ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔
وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ
اور جنہیں وہ اس کے سوا پکارتے ہیں انہیں تو شفاعت کا بھی اختیار نہیں ہاں جن لوگوں نے حق بات کا
بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ
اقرار کیا تھا اور وہ تصدیق بھی کرتے تھے۔ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور کہیں
فَأَنّٰى يُؤْفَكُونَ ﴿٨٧﴾ وَقِيلِهِ يٰرَبِّ إِنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾ فَاصْفَحْ
گے اللہ نے پھر کہاں بھٹکے جا رہے ہیں۔ اور قسم ہے رسول کے یا رب پکارنے کی بے شک یہ ایسے لوگ ہیں کہ
ع ٧ ١٢ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾
ایمان نہ لائیں گے۔ پس آپ بھی ان سے منہ پھیر لیں اور سلام کہہ دیں پس انہیں خود معلوم ہو جائے گا۔

سُورَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّخَمْسُونَ آيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوعَاتٍ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
حٰمٓ ﴿١﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِينِ ﴿٢﴾ إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ إِنَّا كُنَّا ع
حم۔ روشن کتاب کی قسم ہے۔ ہم نے اسے مبارک رات میں نازل کیا ہے بے شک ہمیں
مُنْذِرِينَ ﴿٣﴾ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ﴿٤﴾ أَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۚ إِنَّا كُنَّا
ڈرانا مقصود تھا۔ سارے کام جو حکمت پر مبنی ہیں اسی رات تصفیہ پاتے ہیں۔ ہمارے خاص حکم سے کیوں کہ ہمیں
مُرْسِلِينَ ﴿٥﴾ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦﴾ رَبِّ السَّمٰوٰتِ
رسول بھیجنا منظور تھا۔ آپ کے پروردگار کی رحمت ہے بے شک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ آسمانوں اور

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۸۲۔ خدائی صفاتِ عظیمہ سے اس کی جلالتِ شان و کبریائی کا بیان۔

۸۳۔ تبلیغ حق کے باوجود مسلسل انکاری روش پر کفار کو ان کے حال پر چھوڑ دینے کا برہمی اظہار۔

۸۴۔ عقیدۂ توحید کا زور دار اظہار و بیان۔

۸۵۔ خدائی سلطنت و قدرت کاملہ کا ذکر اور وقوعِ قیامت کے متعلق حتمی اور قطعی علمِ خداوندی کا اعتقادی بیان۔

۸۶۔ روزِ محشر قابلِ سفارش خوش نصیب نفوسِ قدسیہ کا توصیفی ذکر (باقی جن کے متعلق کفار کو خوش فہمی تھی وہ مردود ٹھہرائے جانے کا اعلان)۔

۸۷۔ عبادت اور بندگی کے لائق و مستحق ذات کے حوالے سے اعترافی حقیقت کا جواب اظہار و بیان۔

۸۸تا۸۹۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی درد بھری قسمیہ شکایت کا نوٹس لیتے ہوئے فی الحال حلم و صبر سے کام لینے کا تنبیہاتی اظہار و بیان۔

سورۃ الدخان

۱تا۲۔ حم، کتابِ مبین کی قسم کا حکمت آمیز اظہار۔

۳۔ قرآن مقدس کو شبِ خاص میں نازل کرنے کا احسانی ذکر اور لوگوں کو پیغامِ حق کے ذریعہ سمجھاتے رہنے کی روایتِ قدیمہ کا تسلسلی (پہلے سے جاری شدہ) ذکر۔

۴۔ اس خاص شب میں خدائی حکم کے مطابق امور طے کرنے کا حکمت آمیز اظہار اور تکمیل احکام کے لیے رسولانِ خاص (ملائکہ) بھیجنے کا ذکر۔

۵تا۶۔ نبی و کتاب کے ذریعہ ہدایت و نصیحت کی خصوصی رحمتِ خداوندی کا صفاتِ خاص سے احسانی اظہار و بیان۔

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ۝٧ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ

زمین کا رب ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں زندہ کرتا

رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝٨ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ۝٩ فَارْتَقِبْ

ہے اور مارتا ہے تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی۔ بلکہ وہ تو شک میں کھیل رہے ہیں۔ سو

يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ ۝١٠ يَغْشَى النَّاسَ ۖ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝١١

اس دن کا انتظار کیجیے کہ آسمان دھواں ظاہر لائے۔ جو لوگوں کو ڈھانپ لے یہی دردناک عذاب ہے۔

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۝١٢ أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ

اے ہمارے رب ہم سے یہ عذاب دور کر دے بے شک ہم ایمان لانے والے ہیں۔ وہ کہاں سمجھتے ہیں حالانکہ ان

جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُبِينٌ ۝١٣ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَجْنُونٌ ۝١٤ إِنَّا وقف لازم

کے پاس کھول کر سنانے والا رسول بھی آ چکا۔ پھر اس سے بھی پھر گئے اور کہا کہ سکھایا ہوا دیوانہ ہے۔ ہم

كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا ۚ إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ۝١٥ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ وقف لازم

اس عذاب کو تھوڑی دیر کے لیے ہٹا دیں گے تم پھر وہی کرنے والے ہو۔ جس دن ہم بڑی سخت پکڑ

الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنْتَقِمُونَ ۝١٦ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ

پکڑیں گے بے شک ہم بدلہ لینے والے ہیں۔ اور ان سے پہلے ہم فرعون کی قوم کو آزما چکے ہیں اور ان کے پاس

رَسُولٌ كَرِيمٌ ۝١٧ أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝١٨ وَ

ایک عزت والا رسول بھی آیا تھا۔ کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالہ کر دو بے شک میں تمہارے لیے ایک امانت دار

أَنْ لَا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي آتِيكُمْ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝١٩ وَإِنِّي عُذْتُ

رسول ہوں۔ اور یہ کہ اللہ کے خلاف سرکشی نہ کرو میں تمہارے پاس کھلی دلیل لایا ہوں۔ اور بے شک میں نے اپنے

بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ ۝٢٠ وَإِنْ لَمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ۝٢١

اور تمہارے رب کی پناہ لی ہے اس واسطے کہ تم مجھے سنگسار کرو۔ اور اگر تم میری بات پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے

فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مُجْرِمُونَ ۝٢٢ فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُمْ

الگ ہو جاؤ۔ پس اس نے اپنے رب کو پکارا کہ یہ تو مجرم لوگ ہیں۔ حکم ہوا پس میرے بندوں کو رات کے وقت لے

مُتَّبَعُونَ ۝٢٣ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُغْرَقُونَ ۝٢٤ كَمْ تَرَكُوا

چل کیوں کہ تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔ اور سمندر کو ٹھہرا ہوا چھوڑ دے بے شک وہ لشکر ڈوبنے والے ہیں۔ کتنے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۷ تا ۸۔ خدائی صفاتِ عظیمہ کا عقیدۂ توحید کے پس منظر میں زوردار اعتقادی بیان۔

۹۔ اظہارِ حقائق کے باوجود کفار کے اعراضِ حق کا شکایاتی ذکر۔

۱۰ تا ۱۱۔ خاتم الانبیاء ﷺ کو ایک وقتِ خاص تک انتظار کرنے اور کفار پر خدائی گرفت و عذاب کے وعدۂ الٰہی کا ذکر۔

۱۲ تا ۱۳۔ کفار کی عذاب سے نجات کی فریاد اور اس پر خدائی باز پرس کا تنبیہاتی ذکر۔

۱۴۔ کفار کی خاتم الانبیاء ﷺ کے حوالے سے گستاخانہ بدفکری کا مذمتی ذکر۔

۱۵۔ عارضی مہلت عطا کیے جانے کے باوجود کفار کی دوبارہ سرکشی کی تنبیہی خبر۔

۱۶۔ روزِ قیامت حتمی اور سخت ترین گرفتِ خداوندی کا برہمی اظہار و بیان۔

۱۷ تا ۱۸۔ قوم فرعون کی اصلاح و ہدایت کے لیے حضرت موسیٰ کی آمد اور ان کو ہدایتِ حق قبول کرنے اور مظلوم قوم کی غلامی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے اپنے فرضِ منصبی کے حوالے سے وضاحت کا ذکر۔

۱۹۔ قوم کو سرکشی و بغاوت ترک کرنے کی تلقین اور خدائی معجزات پر یقین لانے کی نصیحت کا ذکر۔

۲۰ تا ۲۱۔ قوم کی دھمکیوں کے جواب میں خدائی حفاظت و پناہ پر اعتقادی یقین کا اظہار اور ان کے کفر کے باعث اُن سے بیزاری کا دوٹوک اعلان۔

۲۲ تا ۲۴۔ حضرت موسیٰ کی بارگاہِ الٰہی میں قوم کی شکایت، جواب میں قوم سمیت ہجرت کا حکم اور بعد کی صورتحال سے نہ گھبرانے کا تسلی آمیز وعدہ برحق کا ذکر

مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٢٥﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿٢٦﴾ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا

انہوں نے باغات اور چشمے چھوڑے ہیں۔اور کھیتیاں اور مقام عمدہ۔اور نعمت کے ساز وسامان جس میں

فٰكِهِيْنَ ﴿٢٧﴾ كَذٰلِكَ ۫ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿٢٨﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ

وہ مزے کیا کرتے تھے۔اسی طرح ہوا اور ہم نے ان کا ایک دوسری قوم کو وارث کر دیا۔پس ان پر نہ

وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿٢٩﴾ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ ع

آسمان رویا اور نہ زمین اور نہ ان کو مہلت دی گئی ۔اور ہم نے بنی اسرائیل کو اس ذلت کے

الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿٣٠﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٣١﴾

عذاب سے نجات دی ۔(یعنی) فرعون سے بے شک وہ ایک سرکش حد سے بڑھنے والا تھا۔

وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰي عِلْمٍ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ

اور ہم نے اپنے علم سے ان کو جہان والوں پر چن لیا تھا۔اور ہم نے ان کو نشانیاں دی تھیں

مَا فِيْهِ بَلٰۗـؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿٣٣﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿٣٤﴾ اِنْ هِىَ اِلَّا مَوْتَتُنَا

جن میں صریح آزمائش تھی ۔بے شک یہ لوگ کہتے ہیں۔کہ اور مرنا نہیں ہے مگر یہی ہمارا پہلی بار کا مرنا

الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿٣٥﴾ فَاْتُوْا بِاٰبَاۗىِٕنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٣٦﴾

اور ہم دوبارہ اٹھائے جانے والے نہیں ۔پس ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر تم سچے ہو ۔

اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ اَهْلَكْنٰهُمْ ۡ اِنَّهُمْ كَانُوْا

کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور وہ لوگ جو ان سے پہلے ہوئے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا کیوں کہ

مُجْرِمِيْنَ ﴿٣٧﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿٣٨﴾ مَا

وہ مجرم تھے۔اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اس کے درمیان میں ہے کھیل کے لیے نہیں بنایا۔

خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ

ہم نے انہیں بہت ہی مصلحت سے بنایا ہے لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے ۔بے شک فیصلہ کا دن ان

مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٠﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـــًٔا وَّلَا هُمْ

سب کے لیے مقرر ہو چکا ہے۔جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ بھی کام نہیں آئے گا اور نہ انہیں

يُنْصَرُوْنَ ﴿٤١﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٤٢﴾ اِنَّ شَجَرَتَ ع ١٥

مدد ملے گی ۔مگر جس پر اللہ نے رحم کیا بے شک وہ زبردست رحم والا ہے ۔بے شک تھوہر

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٢٥ تا ٢٨۔قوم فرعون کی ہلاکت اور جملہ نعمتوں سے محرومی کا عبرت انگیز اظہار اور ان کے بعد دوسرے لوگوں کو ان نعمتوں کے عطا کیے جانے کا عبرتی ذکر۔

٢٩۔ سرکش قوم کی ہلاکت پر حقیقت افروز تجزیہ برحق کا بیان۔

٣٠ تا ٣٣۔ بنی اسرائیل کو فرعونی مظالم سے نجات عطا کیے جانے اور ان پر عظیم کرم خاص کا احسانی اظہار۔

٣٤ تا ٣٦۔ کفار و مشرکین کی بد اعتقادی اور گمراہ فکری پر مبنی نظریاتِ باطلہ کا مذمتی ذکر۔

٣٧۔ ان سے قبل بڑی مجرم قوموں (قوم تبع سمیت) کی عبرتناک ہلاکت و بربادی کا تنبیہاتی اظہار۔

٣٨ تا ٣٩۔آسمان و زمین کی تخلیقِ عظیم کا بامقصد و حکمت آمیز اظہار و بیان۔

٤٠ تا ٤٢۔قیامت کے روز سب کی اجتماعی حاضری اور وہاں کی صورتِ حال کا فکری انگیز تنبیہاتی ذکر۔

الدخان ۴۴

الزَّقُّوْمِ ۝۴۳ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۝۴۴ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۝۴۵ كَغَلْيِ
کا درخت۔ گناہگاروں کا کھانا ہے۔ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں کھولے گا۔ جیسے پکتا ہوا پانی
الْحَمِيْمِ ۝۴۶ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَاۗءِ الْجَحِيْمِ ۝۴۷ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ
کھولتا ہے۔ اسے پکڑ لو پس اسے دوزخ کے درمیان دھکیل کر لے جاؤ۔ پھر اس کے
رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۝۴۸ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝۴۹ اِنَّ
سر پر عذاب کا کھولتا ہوا پانی ڈالو۔ چکھ بے شک تو تو بڑا عزت والا بزرگی والا ہے۔ بے شک
هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۝۵۰ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ۝۵۱
یہی ہے جس کی نسبت تم شک کیا کرتے تھے۔ بے شک پرہیزگار ہی امن کی جگہ میں ہوں گے۔
فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝۵۲ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ
باغوں اور چشموں میں۔ باریک ریشم اور گاڑھا پہن کر آمنے سامنے
مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝۵۳ كَذٰلِكَ ۣ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝۵۴ يَدْعُوْنَ فِيْهَا
بیٹھے ہوں گے۔ یونہی ہوگا اور ہم ان کا نکاح بڑی آنکھوں والی حوروں سے کردیں گے۔ وہ اس میں ہر
بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ۝۵۵ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ
قسم کا میوہ امن واطمینان سے طلب کریں گے۔ وہاں پہلی موت کے سوا اور موت کا مزہ نہ چکھیں گے
الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰىهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝۵۶ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ۭ ذٰلِكَ
اور انہیں اللہ دوزخ کے عذاب سے بچا لے گا۔ یہ آپ کے رب کا فضل ہوگا یہی
هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۵۷ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۵۸
وہ بڑی کامیابی ہے۔ اس قرآن کو ہم نے آپ کی زبان میں آسان کر دیا تاکہ وہ سمجھیں۔
ع ۳ ۱۷/۱۲ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ۝۵۹
پس آپ انتظار کیجیے بے شک وہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔

سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
حٰمۗ ۝۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۲ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ
حم۔ یہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ بے شک آسمانوں

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۳تا۴۶۔ جہنم میں مجرمین کی عبرتناک وانتہائی تکلیف دہ ضیافتِ عذاب کا تنبیہاتی اظہار۔

۴۷تا۵۰۔ انتہائی ہتک آمیز اور تلخ و ترش رویہ سے مجرمین کو جہنم میں دھکیلنے اور ان پر مزید سخت خدائی عذاب کا عبرتی ذکر اور اس موقع پر سخت سرزنش کا تنبیہی اظہار۔ (اعاذنا اللہ)

۵۱تا۵۷۔ منکرینِ حق کے برعکس فرمانبرداروں (متقین) پر خدائی فضل وکرم خاص اور ان پر اخروی انعاماتِ عظیم کا احسانی بیان۔

۵۸تا۵۹۔ قرآن کریم کو آسان فہم زبان (عربی) میں نازل کرنے کا احسانی ذکر اور اظہار حقائق کے باوجود منکرین کو اپنے حال پر چھوڑتے ہوئے حتمی خدائی فیصلے کے انتظار کا تنبیہی ذکر۔

سورۃ الجاثیہ

۱تا۲۔ حم، کتاب (قرآن کریم) کی عظیم صفات والے رب کی طرف سے تصدیق کا عظمتی اظہار۔

وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ

اور زمین میں ایمانداروں کے لیے نشانیاں ہیں۔ اور (نیز) تمہارے پیدا کرنے میں اور جانوروں کے

اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝۴ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

پھیلانے میں یقین والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ اور (نیز) رات اور دن کے بدل کر آنے میں اور اس میں جو

مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ

اللہ نے آسمان سے رزق (پانی) نازل کیا پھر اس کے ذریعے سے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد زندہ کیا اور

الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۵ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ

ہواؤں کے بدل کر لانے میں عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ یہ اللہ کی آیات ہیں جو ہم آپ کو بالکل سچی پڑھ

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝۷

کر سناتے ہیں پس اللہ اور اس کی آیات کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔ ہر سخت جھوٹے گناہگار کے

يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا

لیے تباہی ہے۔ جو آیات الٰہی سنتا ہے جو اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر ناحق تکبر کی وجہ سے اصرار کرتا ہے گویا کہ اس نے

فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۸ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئَاۨ اتَّخَذَهَا هُزُوًا

سنا ہی نہیں پس اسے دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو۔ اور جب ہماری آیتوں میں سے کسی کو سن لیتا ہے تو اس کی

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۹ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا

ہنسی اڑاتا ہے ایسوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔ ان کے سامنے جہنم ہے اور جو کچھ انہوں نے کمایا تھا ان کے

كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰

کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ وہ معبود کام آئیں گے جنہیں اللہ کے سوا حمایتی بنا رکھا تھا اور ان کے لیے بڑا عذاب

هٰذَا هُدًى وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝۱۱ ع ۱ ۱۷

ہے۔ یہ (قرآن) تو ہدایت ہے اور جو اپنے رب کی آیتوں کے منکر ہیں ان کے لیے سخت دردناک عذاب ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے سمندر کو تابع کر دیا تاکہ اس میں اس کے حکم سے جہاز چلیں اور تاکہ تم

مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۲ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم اس کا شکر کرو۔ اور اس نے آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں کو اپنے فضل

خلاصہ مفہوم آیات بربط آیت نمبر

۳ تا ۵۔ خدائی تخلیقاتِ عظیم اور ان کے فوائد کثیرہ کا فکر انگیز دعوتی اسلوب سے بیان۔

۶۔ برحق خدائی نشانیوں کے اظہار کے پس منظر میں کفار کی انکاری روش پر سخت تنبیہی اظہار۔

۷ تا ۱۰۔ عادی مجرمین اور جھوٹے لوگوں پر سخت خدائی ناراضگی اور ان کی مجرمانہ ذہنیت کا نتائج سمیت تنبیہاتی بیان۔

۱۱۔ اظہارِ ہدایت کے باوجود انکار و اعراضِ حق کے نتیجۂ بد کا برہمی اظہار۔

۱۲ تا ۱۳۔ بندوں کے لیے خدائی تخلیقات و انعامات کا مقاصد سمیت احسانی بیان۔

الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ قُلْ لِّلَّذِيْنَ

سے تمہارے کام پر لگا دیا ہے بے شک اس میں فکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ ان سے کہہ دو جو

اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًۢا بِمَا كَانُوْا

ایمان لائے کہ انہیں معاف کر دیں جو ایام الٰہی (عذاب) کی امید نہیں رکھتے تاکہ وہ ایک قوم کو بدلہ دے اس کا جو وہ

يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۡ ثُمَّ

کرتے رہے۔ جو کوئی نیک کام کرتا ہے وہ اپنے ہی لیے کرتا ہے اور جو کوئی برائی کرتا ہے تو اپنے سر پر وبال لیتا ہے

اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ

پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت دی

وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾

تھی اور ہم نے پاکیزہ چیزوں سے روزی دی اور ہم نے انہیں جہان والوں پر بزرگی دی۔

وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ

اور انہیں دین کے کھلے کھلے احکام بھی دیے پھر انہوں نے اختلاف کیا تو علم آنے کے بعد صرف آپس کی

الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

ضد سے بے شک آپ کا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا جس چیز میں

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰي شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا

وہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے۔ پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک طریقہ پر مقرر کر دیا پس آپ اسی کی

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ

پیروی کیجیے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کیجیے جو علم نہیں رکھتے۔ کیوں کہ وہ اللہ کے سامنے آپ کے کچھ بھی

اللّٰهِ شَـيْـــًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾

کام نہ آئیں گے اور بے شک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ ہی پرہیزگاروں کا دوست ہے۔

هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ حَسِبَ

یہ قرآن لوگوں کے لیے بصیرت اور ہدایت ہے اور یقین کرنے والوں کے لیے رحمت ہے۔ کیا گناہ

الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ

کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم ان کو ایمانداروں نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دیں گے ان کا

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۴۔ اہل ایمان کو کفار کی ایذا رسانیوں پر عفو و درگذر سے کام لینے کی ناصحانہ تلقین اور آخرت میں ان کی احتسابی گرفت کا تنبیہی ذکر۔

۱۵۔ نیکی و بدی کی جزا و سزا کے متعلق حقیقت آمیز تنبیہاتی اظہار۔

۱۶۔ بنی اسرائیل میں (مختلف وقتوں) میں باطنی انعامات (بالخصوص نبوت اور سب پر فضیلت اور ظاہری احسانات حکومت واقتدار کے علاوہ رزق وافر عطا کرنے کا احسانی اظہار۔

۱۷۔ بنی اسرائیل کو کھلی نشانیاں دکھانے اور حقائق سمجھانے کے باوجود ان کی سرکشی و ناحق اختلاف کا مذمتی ذکر نیز روز قیامت ان کے باہمی اختلاف کی حقیقت واضح کر دینے کے اعلانِ برحق کا ذکر۔

۱۸تا۱۹۔ خدائی عطا کردہ راہِ حق پر ہی استقامت کے ساتھ چلتے رہنے کا تاکیدی و تنبیہی اظہار و بیان، نیز کفار کی باہمی نظریاتی رفاقت کا تنبیہی ذکر جبکہ متقین کے ساتھ خدائی معیت و نصرت کا تسلی آمیز اظہار۔

۲۰۔ ایمان و یقین والے لوگوں کی خدائی ہدایت و رحمت سے لبریز عبرتی نصائح قبول کرنے کا توصیفی اظہار۔

سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَآءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٢١﴾ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ ع ۲ ۱۸

جینا اور مرنا برابر ہے وہ بہت ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔ اور اللہ نے آسمانوں

وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٢﴾

اور زمین کو جیسے چاہیے بنایا ہے اور تاکہ ہر نفس کو اس کا بدلہ دیا جائے جو اس نے کمایا ہے اور ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔

أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوٰىهُ وَأَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلٰى

بھلا آپ نے اس کو بھی دیکھا جو اپنی خواہش کا بندہ بن گیا اور اللہ نے باوجود سمجھ کے اسے گمراہ کر دیا اور

سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهِ غِشٰوَةً ۗ فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ

اس کے کان اور دل پر مہر کر دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا پھر اللہ کے بعد اسے کون ہدایت کر سکتا

اللّٰهِ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾ وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا

ہے پھر تم کیوں نہیں سمجھتے۔ اور کہتے ہیں ہمارا یہی دنیا کا جینا ہے ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں

وَمَا يُهْلِكُنَآ إِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا

اور زمانہ ہی ہمیں ہلاک کرتا ہے حالانکہ انہیں اس کی کچھ بھی حقیقت معلوم نہیں محض اٹکلیں

يَظُنُّونَ ﴿٢٤﴾ وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّآ أَنْ

دوڑاتے ہیں۔ اور جب انہیں ہماری واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو سوائے اس کے ان کی اور کوئی

قَالُوا ائْتُوا بِاٰبَآئِنَآ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿٢٥﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ

دلیل نہیں ہوتی کہتے ہیں ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر تم سچے ہو۔ کہہ دو اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے پھر

ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

تمہیں مارتا ہے پھر وہی تم سب کو قیامت میں جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر آدمی

لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ ع ۳ ۱۹

نہیں جانتے۔ اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن جھٹلانے

يَوْمَئِذٍ يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ ﴿٢٧﴾ وَتَرٰى كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ أُمَّةٍ

والے نقصان اٹھائیں گے۔ اور آپ ہر ایک جماعت کو گھٹنے ٹیکے ہوئے دیکھیں گے ہر ایک جماعت اپنے نامۂ

تُدْعٰى إِلٰى كِتٰبِهَا ۖ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٨﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا

اعمال کی طرف بلائی جائے گی (کہا جائے گا) آج تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ یہ ہمارا دفتر

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۱۔ نافرمانی اور فرمانبرداری کے مابین واضح امتیاز اور فرق کو نظر انداز کرنے والوں کی سوچ وفکر پر اظہار افسوس کا ذکر۔

۲۲۔ آسمان و زمین کے تخلیقی مقاصد کا فکر انگیز حکمتی اظہار۔

۲۳ تا ۲۵۔ خواہشات نفس کے غلاموں پر باطنی اثرات بد اور خدائی ناراضگی کا تنبیہاتی ذکر، نیز ان کی بد اعتقادی و گمراہی اور جاہلانہ حماقت کا مذمتی اظہار وبیان۔

۲۶۔ موت و حیات کے متعلق اعتقادی حقیقت کا زوردار ذکر۔

۲۷۔ دنیا و آخرت میں خدائی شہنشاہیت کا اعتقادی بیان اور روز قیامت کفار کی رسوائی و بربادی کا تنبیہی اظہار۔

۲۸۔ روز محشر ہر گروہ کی مخصوص حالت میں اپنے نامۂ اعمال کی طرف آمد اور اپنے کیے کا بدلہ پانے کا تنبیہی اعلان۔

يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَاَمَّا
تم پر سچ سچ بول رہا ہے کیونکہ جو کچھ تم کیا کرتے تھے اسے ہم لکھ لیا کرتے تھے۔ پس
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ
جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے انہیں ان کا پروردگار اپنی رحمت میں داخل کرے گا
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۣ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ
یہ صریح کامیابی ہے۔ اور جنہوں نے کفر کیا (انہیں کہا جائے گا) کیا تمہیں ہماری آیتیں
تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ
نہیں سنائی جاتی تھیں پھر تم نے غرور کیا اور تم نافرمان لوگ تھے۔ اور جب کہا جاتا تھا
اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا
کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں تو تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے
السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ
قیامت کیا چیز ہے، ہم تو اس کو محض خیالی بات جانتے ہیں اور ہمیں یقین نہیں۔ اور ان پر ان کے
سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَقِيْلَ
اعمال کی برائی ظاہر ہو جائے گی اور ان پر وہ آفت آ پڑے گی جس سے وہ ٹھٹھا کرتے تھے۔ اور کہا جائے
الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَ
گا آج ہم تمہیں فراموش کر دیں گے جیسا تم نے اپنے اس دن کے ملنے کو فراموش کر دیا تھا اور تمہارا ٹھکانہ
مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ
دوزخ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ یہ اس لیے کہ تم اللہ کی آیتوں کی ہنسی اڑایا کرتے تھے اور تمہیں دنیا کی زندگی
الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝
نے دھوکے میں ڈال دیا تھا پس آج وہ اس سے نہ نکالے جائیں گے اور نہ ان سے توبہ طلب کی جائے گی۔
فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَهُ
پس سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں کا رب اور زمین کا رب سارے جہانوں کا رب ہے۔ اور
الْكِبْرِيَاۗءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۠ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ع
آسمانوں اور زمین میں اسی کی عزت ہے اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۹۔ روزِ قیامت ہر انسان کے سامنے اُسکے اعمال کی مشاہداتی دستاویز پیش کرنے کا تنبیہی اظہار۔

۳۰ تا ۳۱۔ مؤمنین صالحین پر خدائی فضل وکرم کا احسانی اظہار جبکہ کفار پر سخت سرزنش اور ناراضگی کا بیان۔

۳۲ تا ۳۳۔ عقیدۂ آخرت کے متعلق اعتقادی اظہار کے جواب میں کفار کی فکری گمراہی و بداعتقادی کا مذمتی ذکر اور روزِ قیامت اپنے فکر و عمل کی سزا بھگتنے کا تنبیہاتی اظہار۔

۳۴ تا ۳۵۔ دنیا میں خدائی آیات کا مذاق اڑانے اور عارضی دنیوی زندگی پر غرور کے نتیجہ میں کفار پر روزِ قیامت خدائی سخت ناراضگی و غضب کا اظہار۔

۳۶ تا ۳۷۔ خالقِ کُل جہاں کی (اسکی صفاتِ عظیمہ کے پس منظر میں) حمد و ثناء کا حقیقت آمیز اعتقادی اظہار و بیان۔

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۞ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۞ مَا خَلَقْنَا

حٰم۔ یہ کتاب اللہ کی طرف سے اتاری گئی ہے جو غالب حکمت والا ہے۔ہم نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

آسمانوں اور زمین کو اور جو ان دونوں کے درمیان ہے کسی مصلحت ہی سے اور ایک خاص وقت تک کے لیے پیدا

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۞ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ

کیا ہے اور کافروں کو جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ کہہ دو بھلا بتاؤ تو سہی جنہیں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ

تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں کون سی چیز پیدا کی ہے یا

فِي السَّمٰوٰتِ ؕ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ

آسمانوں میں ان کا کوئی حصہ ہے، میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا کوئی علم چلا آتا ہو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ

وہ لاؤ اگر تم سچے ہو۔ اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو اللہ کے سوا اسے پکارتا

اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ

ہے جو قیامت تک اس کے پکارنے کا جواب نہ دے سکے اور انہیں ان کے پکارنے کی

غٰفِلُوْنَ ۞ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ

خبر بھی نہ ہو۔ اور جب لوگ جمع کیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کے

كٰفِرِيْنَ ۞ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

منکر ہوں گے۔ اور جب ان پر ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کافر حق کو کہتے ہیں

لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۞ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ

جب وہ ان کے پاس آ چکا کہ یہ تو کھلم کھلا جادو ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں آپ نے اسے خود بنا لیا ہے کہہ دو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورة الاحقاف

۱ تا ۲۔ حم، عزیز و حکیم ذات کی طرف سے کتاب (قرآن کریم) کا تصدیقی اظہار۔

۳ تا ۴۔ آسمان و زمین کے نظام کی بامقصد تخلیقِ عظیم کا مدتِ متعین تک جاری رکھنے کا حکمت آمیز ذکر، مگر کفار پر اظہارِ حق کا کچھ بھی اثر ظاہر نہ ہونے کا شکایاتی اظہار (تسلیمِ حق کی بجائے اعراض کر رہے ہیں)۔ نظامِ کائنات کی تخلیقی وحدت (صرف اللہ پاک ہی کے حکم سے سب کچھ وجود میں آیا) کا زوردار ذکر اور غیر اللہ (معبودانِ باطلہ) کی کسی درجہ میں شرکت کی مکمل نفی کا اعتقادی (توحید کا اثبات اور شرک کی مکمل نفی کا) بیان۔

۵۔ مشرکین کی اعتقادی گمراہی کا تنبیہی و مذمتی اظہار (کہ خالقِ حقیقی کو چھوڑ کر بے بس بتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں)۔

۶۔ روزِ قیامت معبودانِ باطلہ کی کفار سے اظہارِ عداوت (دشمنی) کا حسرت آمیز ذکر۔

۷۔ تلاوتِ قرآن کی سماعت پر کفار کے منفی ردِ عمل کا مذمتی اظہار۔

إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا
اگر میں نے اسے خود بنالیا ہے تو تم مجھے اللہ سے بچانے کی کچھ بھی طاقت نہیں رکھتے وہی بہتر جانتا ہے جو
تُفِيضُونَ فِيهِ ۖ كَفَىٰ بِهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۖ وَهُوَ الْغَفُورُ
باتیں تم اس میں بناتے ہو میرے اور تمہارے درمیان وہی گواہ کافی ہے اور وہ بخشنے والا نہایت
الرَّحِيمُ ﴿٨﴾ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ
رحم والا ہے۔ کہہ دو میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور نہ تمہارے
بِي وَلَا بِكُمْ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿٩﴾
ساتھ، میں نہیں پیروی کرتا مگر اسی کی جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ میں کھلم کھلا ڈرانے والا
قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَكَفَرْتُمْ بِهِ وَشَهِدَ
ہوں۔ کہہ دو بتاؤ تو سہی اگر یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہو اور تم اس کے منکر ہو اور
شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۖ
بنی اسرائیل کا ایک گواہ ایک ایسی کتاب پر گواہی دے کر ایمان بھی لے آیا اور تم اکڑے ہی رہے
ع إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ
بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔ اور کافروں نے ایمانداروں سے کہا اگر یہ دین بہتر ہوتا تو یہ اس
آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَا سَبَقُونَا إِلَيْهِ ۚ وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ
پر ہم سے پہلے نہ دوڑ کر جاتے اور جب انہوں نے اس کے ذریعے سے ہدایت نہیں پائی تو کہیں گے
هَٰذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ ﴿١١﴾ وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ وَ
یہ تو پرانا جھوٹ ہے۔ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہے جو رہنما اور رحمت تھی اور ر
هَٰذَا كِتَابٌ مُصَدِّقٌ لِسَانًا عَرَبِيًّا لِيُنْذِرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَبُشْرَىٰ
یہ کتاب ہے جو اسے سچا کرتی ہے عربی زبان میں ظالموں کو ڈرانے کے لیے اور نیکوں کو خوشخبری
لِلْمُحْسِنِينَ ﴿١٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ
دینے کے لیے۔ بے شک جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اسی پر جمے رہے پس ان پر کوئی خوف
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٣﴾ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ
نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہی بہشتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٨۔ کفار و مشرکین کی طرف سے من گھڑت الزام کی پرزور تردید اور حق پر خدائی تصدیقی شہادت (گواہی) ہی کافی ہونے کا اعتقادی بیان۔

٩۔ اپنے رسول برحق ہونے کا باحوالہ ذکر اور مستقبل کے احوال کے متعلق اپنے ذاتی علم کی نفی کرتے ہوئے مکمل اتباعِ وحی کا زوردار اعتقادی اظہار (میرا کام وحی الٰہی کے مطابق پیغامِ حق سنانا ہے)۔

١٠۔ حقانیتِ قرآن پر شہادتِ حق موجود ہونے کے باوجود کفار کے اعراض وتکبر پر سخت خدائی ناراضگی کا اظہار۔

١١۔ کفار کی اہل ایمان کے سامنے انکارِ حق کی انتہائی گھٹیا دلیل بیان کرنے کا مذمتی ذکر اور ان کی روایتی پست فکری کا اظہار و بیان۔

١٢۔ راہِ ہدایت و رحمت کے سابق (تورات) و موجودہ (قرآن کریم) روشن چراغوں کا ان کے اوصاف و مقاصد سمیت توصیفی ذکر۔

فِيهَا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ
بدلے ان کاموں کے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی
إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ
تاکید کی کہ اسے اس کی ماں نے تکلیف سے اٹھائے رکھا اور اسے تکلیف سے جنا اور اس کا حمل اور دودھ
ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً
کا چھڑانا تیس مہینے ہیں یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو اس نے کہا
قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ
اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر انعام کی اور میرے
وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي
والدین پر اور میں نیک عمل کروں جسے تو پسند کرے اور میرے لیے میری اولاد میں اصلاح کر
ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٥﴾ أُولَٰٓئِكَ
بے شک میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور بے شک میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں
الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَن سَيِّئَاتِهِمْ
جن سے ہم وہ نیک عمل قبول کرتے ہیں جو انہوں نے کیے اور بہشتیوں میں شامل کر کے ان کے گناہوں
فِيٓ أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿١٦﴾ وَالَّذِي
سے درگزر کرتے ہیں یہ اس سچے وعدے کے مطابق ہے جو ان سے کیا گیا تھا۔ اور جس نے
قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَآ أَتَعِدَانِنِيٓ أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ
اپنے ماں باپ سے کہا کہ تم پر تف ہے کیا تم مجھے یہ وعدہ دیتے ہو کہ میں قبر سے نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ
مِن قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ
سے پہلے بہت سی امتیں گزر گئیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کر رہے ہیں کہ ارے تیرا ناس ہو ایمان لا بے
حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَٰذَآ إِلَّآ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٧﴾ أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ
شک اللہ کا وعدہ سچا ہے پھر وہ کہتا ہے یہ ہے کیا مگر پہلوں کے افسانے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ
حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيٓ أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ
ان کے حق میں بھی ان لوگوں کے ساتھ اللہ کا قول پورا ہو کر رہا جو ان سے پہلے

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۳ تا ۱۴۔ راہِ حق و عزیمت کی کٹھن اور سنگلاخ وادیوں میں قدم قدم مصائب و مشکلات کے باوجود ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے والے شمع ایمان کے پروانوں پر خدائی فضل و عطا کی خصوصی بارانِ رحمت کا احسانی ذکر۔

۱۵۔ احکاماتِ خداوندی کی اطاعت کے پس منظر میں والدین سے خصوصی حسن سلوک کا (انکی خدمات عمومی خصوصاً والدہ کی دورانِ حمل، ولادت اور مدتِ رضاعت میں تکالیفِ خاص کے حوالہ سے) تاکیدی ذکر اور سعادتمند اولاد کی طرف سے ان کی خدماتِ جلیلہ پر احسان مندی کا اعتراف و اظہار و تشکر کا حقیقت آمیز التجائی اظہار و بیان۔

۱۶۔ خوش نصیب و سعادتمند لوگوں کے لیے خصوصی خدائی اکرام و اعزاز کا احسانی بیان۔

۱۷۔ نافرمان و بدبخت اولاد کی طرف سے والدین کی نصیحتِ خیر پر ان کے منفی ردِ عمل اور بداعتقادی کا مذمتی اظہار۔

الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿١٨﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِمَّا عَمِلُوا ۖ

جن اور انسان ہو گزرے ہیں بے شک وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ اور ہر ایک کے لیے اپنے اعمال

وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ

کے مطابق درجے ہیں تاکہ اللہ ان کے اعمال کا انہیں پورا عوض دے اور ان پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا۔ اور جس دن

كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ

کافر آگ کے روبرو لائے جائیں گے ان سے (کہا جائے گا) تم (اپنا حصہ) پاک چیزوں میں سے اپنی

بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي

دنیا کی زندگی میں لے چکے اور تم ان سے فائدہ اٹھا چکے پس آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا بدلے

ع الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ ﴿٢٠﴾ وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ

اس کے جو تم زمین میں ناحق اکڑا کرتے تھے اور بدلے اس کے جو تم نافرمانی کیا کرتے تھے۔ اور قوم عاد

أَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ

کے بھائی کا ذکر کر جب اس نے اپنی قوم کو (وادی) احقاف میں ڈرایا اور اس سے پہلے اور پیچھے کئی

مِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

ڈرانے والے گزرے کہ سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہ کرو بے شک میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا

عَظِيمٍ ﴿٢١﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ آلِهَتِنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ

ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ تو ہمیں ہمارے معبودوں سے بہکا دے پس ہم پر وہ

كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٢٢﴾ قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَأُبَلِّغُكُمْ مَا

(عذاب) لے آ جس کا تو ہم سے وعدہ کرتا ہے اگر تو سچا ہے۔ اس نے کہا اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے اور میں

أُرْسِلْتُ بِهِ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ﴿٢٣﴾ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا

تمہیں وہ (پیغام) پہنچاتا ہوں جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں لیکن میں تمہیں دیکھ رہا ہوں تم ایک جاہل قوم ہو۔ پھر

مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا

جب انہوں نے اسے دیکھا کہ وہ ایک بادل ہے جو ان کے میدانوں کی طرف بڑھا چلا آرہا ہے کہنے لگے کہ یہ تو بادل

اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ ۖ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٤﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ

ہے جو ہم پر برسے گا (نہیں) بلکہ یہ وہی ہے جسے تم جلدی چاہتے تھے یعنی آندھی جس میں دردناک عذاب

خلاصہ مفہوم آیات مطابق آیت نمبر

۱۸۔ ازلی بدبختوں پر خدائی ناراضگی کے نتائج بد کا مذمتی ذکر۔

۱۹۔ ہر ایک کی انفرادی یا اجتماعی اعمال کے مطابق درجہ بندی اور اس کی وجہِ خاص کا تنبیہاتی ذکر۔

۲۰۔ کفار کی روزِ قیامت جہنم میں پیشی اور (اس موقع) پر انکی سخت سرزنش کا عبرتی اظہار۔

۲۱۔ حضرت ہودؑ کی قومِ عاد کو پرخلوص نصیحت اور خدائی نافرمانی پر عذاب الٰہی سے ڈرانے کا ذکرِ خاص۔

۲۲۔ قوم کا حضرت ہودؑ کی نصیحت پر منفی ردعمل اور بداعتقادی کا جاہلانہ اظہار۔

۲۳۔ جواب میں حضرت ہودؑ کا حقیقت آمیز اظہار و بیان۔

۲۴۔ آثارِ عذاب پر خوش فہمی کے شکار قومِ عاد کا بھنگڑا، پردۂ غیب سے آمدِ عذاب کی تنبیہی سرزنش۔

رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ
ہے۔ وہ اپنے رب کے حکم سے ہرایک چیز کو برباد کردے گی پس وہ صبح کو ایسے ہوگئے کہ سوائے ان کے گھروں کے
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَاۤ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا
کچھ نظر نہ آتا تھا ہم اسی طرح مجرم لوگوں کو سزادیا کرتے ہیں۔ اور ہم نے ان لوگوں کو ان باتوں میں قدرت دی تھی
لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖؗ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَاۤ
کہ تمہیں ان باتوں میں قدرت نہیں دی اور ہم نے انہیں کان اور آنکھیں اور دل دیئے تھے پھر نہ تو ان کے کان ہی
اَبْصَارُهُمْ وَلَاۤ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَىْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ
کام آئے اور نہ ان کی آنکھیں ہی کام آئیں اور نہ ان کے دل ہی کچھ کام آئے کیوں کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار ہی
ع ٣
اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا
کرتے رہے اور جس عذاب کا وہ ٹھٹھا اُڑایا کرتے تھے ان پر آن پڑا۔ اور ہم ہلاک کر چکے ہیں جو
حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَلَوْلَا
تمہارے آس پاس بستیاں ہیں اور طرح طرح کے اپنے نشان قدرت بھی دکھائے تا کہ وہ باز آجائیں۔ پھر
نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا
ان معبودوں نے کیوں نہ مدد کی جن کو انہوں نے اللہ کے سوا مرتبہ حاصل کرنے کے لیے معبود بنا رکھا تھا بلکہ وہ تو ان
عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَاِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَيْكَ
سے کھوئے گئے تھے اور یہ ان کا جھوٹ تھا اور جو کچھ وہ ڈھکوسلے بنایا کرتے تھے۔ اور جب ہم نے آپ کی طرف
نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ
چند ایک جنّوں کو پھیر دیا جو قرآن سن رہے تھے پس جب وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے تو کہنے لگے چپ رہو پھر
فَلَمَّا قُضِىَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٢٩﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا
جب ختم ہوا تو اپنی قوم کی طرف واپس لوٹے ایسے حال میں کہ وہ ڈرانے والے تھے۔ کہنے لگے اے ہماری قوم
سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
بیشک ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے ان کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس
يَهْدِىْۤ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٠﴾ يٰقَوْمَنَاۤ اَجِيْبُوْا دَاعِىَ
سے پہلے ہو چکیں حق کی طرف اور سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے ہماری قوم اللہ کی

خلاصہ مفہوم آیات مطابق آیت نمبر

٢٥۔ قومِ عاد پر خدائی عذاب وگرفت کا المناک عبرت بیان۔

٢٦۔ طاقتور اقوامِ سابقہ کو غیر معمولی ظاہری وباطنی نعمتوں سے نوازنے کے باوجود انکی بغاوت وسرکشی کے نتیجہ میں خدائی گرفت پر ان کی حالتِ زار وبے بسی کا عبرت آمیز ذکر۔

٢٧۔ قومِ عاد کے علاوہ اقوام (قومِ ثمود، قومِ لوط، قومِ مدین وغیرہ) کی ہلاکت وبربادی اور اصلاحِ انسانیت کے لیے بار بار تنبیہی نصائح دھرانے کا فکر انگیز اظہار وبیان۔

٢٨۔ خدائی گرفت کے وقت معبودانِ باطلہ کے کام نہ آنے پر کفار ومشرکین کو تنبیہی وعبرتی سرزنش کا اظہار (کہ وہ ان کے اعتقاد کے مطابق اگر خدا ومددگار تھے تو مصیبت کے وقت انکے کام کیوں نہ آئے)

اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ
طرف بلانے والے کو مان لو اور اس پر ایمان لے آؤ وہ تمہارے لیے تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں
اَلِيْمٍ ۝ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَ
دردناک عذاب سے بچالے گا۔ اور جو اللہ کی طرف بلانے والے کو نہ مانے گا تو وہ زمین میں اسے عاجز
لَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَوَلَمْ
نہیں کر سکے گا اور اللہ کے سوا اس کا کوئی مددگار نہ ہوگا یہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔ کیا
يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ
انہوں نے نہیں دیکھا جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اُن کے پیدا کرنے میں نہیں تھکا اس پر قادر ہے
بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يُّـحْيِۦ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓي اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝
کہ مُردوں کو زندہ کر دے کیوں نہیں وہ تو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔
وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَي النَّارِ ۭ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ
اور جس دن کافر آگ کے سامنے لائے جائیں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا یہ امر واقعی نہیں ہے کہیں
قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝
گے ہمیں اپنے رب کی قسم ضرور امر واقعی ہے ارشاد ہوگا تو اپنے کفر کے بدلہ میں اس کا عذاب چکھو۔
فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۭ
پھر صبر کر جیسا کہ عالی ہمت رسولوں نے کیا ہے اور ان کے لیے جلدی نہ کر گویا کہ وہ جس دن عذاب دیکھیں
كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۭ
گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (تو انہیں ایسا معلوم ہوگا) کہ ایک دن میں سے ایک گھڑی بھر رہے تھے
بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ ع ۴
آپ کا کام پہنچا دینا تھا سو کیا نافرمان لوگوں کے سوا اور کوئی ہلاک ہوگا؟

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝
وہ لوگ جو منکر ہوئے اور انہوں نے لوگوں کو بھی اللہ کے راستہ سے روکا تو اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۹ تا ۳۲۔ نصائح کے پسِ منظر میں جنات کی جماعت پر نصیحت آمیز کلام (قرآن کریم کے اثراتِ صالحہ کا واقعاتی ذکر اور بعد از سماعتِ قرآن انکی اپنی قوم (جنات) میں جا کر زوردار تبلیغ حق کا تاکیدی اظہار و بیان۔

۳۳۔ تخلیقِ آسمان و زمین کے پس منظر میں عقیدہ آخرت کا تنبیہاتی ذکر۔

۳۴۔ روزِ قیامت کفار و مشرکین کی جہنم میں مشاہداتی حقیقت کے سامنے آنے پر سرزنش کا عبرت آمیز اظہار۔

۳۵۔ خاتم الانبیاء ﷺ کو کفار کی طعن آمیز ایذا رسانیوں پر صبر و حلم کی باحوالہ تلقین و نصیحت اور مشاہدۂ احوال قیامت پر منکرینِ آخرت کے تجزیاتی تاثرات کا تنبیہاتی اظہار و بیان۔

سورۃ محمد ﷺ

۱۔ کفار و مشرکین کی راہِ حق میں رکاوٹیں کھڑی کرنے پر خدائی ناراضگی کا تنبیہی اظہار۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ
اور وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام بھی کیے اور جو کچھ محمد پر نازل کیا گیا
الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ② ذٰلِكَ
اس پر بھی ایمان لائے حالانکہ وہ ان کے رب کی طرف سے برحق بھی
بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا
ہے تو اللہ ان کی برائیوں کو مٹا دے گا اور ان کا حال درست کر دے گا۔ یہ اس لیے کہ جو لوگ منکر ہیں انہوں نے
الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ③ فَاِذَا لَقِيْتُمُ
جھوٹ کی پیروی کی اور جو لوگ ایمان لائے انہوں نے اپنے رب کی طرف سے حق کی پیروی کی اسی طرح اللہ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا
لوگوں کے لیے ان کی مثالیں بیان کرتا ہے۔ پس جب تم ان کے مقابل ہو جو کافر ہیں تو ان کی گردنیں مارو یہاں
الْوَثَاقَ ڎ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا
تک کہ جب تم ان کو خوب مغلوب کر لو تو ان کی مشکیں کس لو پھر یا تو اس کے بعد احسان کر دو یا تاوان لے لو یہاں
ذٰلِكَ ڒ وَلَوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ
تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے یہی (حکم) ہے اور اگر اللہ چاہتا تو ان سے خود ہی بدلہ لے لیتا لیکن وہ تمہارا ایک
بِبَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ④
دوسرے کے ساتھ امتحان کرنا چاہتا ہے اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں اللہ ان کے اعمال برباد نہیں کرے
سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ⑤ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ⑥
گا۔ جلدی انہیں راہ دکھائے گا اور ان کا حال درست کر دے گا۔ اور انہیں بہشت میں داخل کرے گا جس کی حقیقت
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ⑦
انہیں بتا دی ہے۔ اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمائے رکھے گا۔
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ⑧ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا
اور جو منکر ہیں سو ان کے لیے تباہی ہے اور وہ ان کے اعمال اکارت کر دے گا۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے
مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ⑨ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا
ناپسند کیا جو اللہ نے اتارا ہے سو اس نے ان کے اعمال ضائع کر دیے۔ کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں

وقف بعضنا بقولہ ذلک ، ولکن احسن اتصالہ بما قبلہ و یوقف علی ذلک ١٢

خلاصہ مفہوم آیات مطابق آیت نمبر

٢۔ ان کے برعکس مؤمنین صالحین کی اعتقادی پختگی کے اظہار پر خدائی کرم خاص کا ذکر۔

٣۔ ابطالِ باطل (باطل کو جھوٹا ثابت کرنا) اور احقاقِ حق (حق کو سچا ثابت کرنے) کی غرضِ خاص کا حکمت آمیز بیان۔

٤۔ حق و باطل کی جاری قدیمی نظریاتی جنگ کے پس منظر میں (تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق) عملی معرکہ آرائی کے وقت اہل ایمان کو بھرپور حکمت عملی کے تحت مردانہ وار قتال فی سبیل اللہ (جہاد) کا تاکیدی اظہار۔

الف) اور بعد از قتال جنگی قوانین کے مطابق قیدیوں کی گرفتاری یا مشروط رہائی کے صوابدیدی اختیار کا حکمی بیان۔

ب) اہل کفر پر براہِ راست اور فوری گرفت کی بجائے بالواسطہ معرکہ آرائی کے فلسفہ الٰہی کا حکمت انگیز اظہار۔

٥تا٦۔ راہِ حق کے وفا شعار شہداء کے لیے دنیا و آخرت میں خدائی اعزاز و کرمِ خاص کا احسانی اظہار۔

٧۔ اہل ایمان کو نصرتِ دین کے لیے ہمہ وقت تیار رہنے اور اس پر خدائی حوصلہ افزائی کا ذکر۔

٨تا٩۔ اہلِ حق کے برعکس اہلِ کفر پر خدائی ناراضگی کا (سبب ناراضگی سمیت) تنبیہی ذکر۔

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۖ وَلِلْكَافِرِينَ
کہ وہ دیکھتے ان کا انجام کیسا ہوا جو ان سے پہلے تھے اللہ نے انہیں ہلاک کر دیا اور منکروں کے لیے ایسی
أَمْثَالُهَا ﴿١٠﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ
ہی (سزائیں) ہیں۔ یہ اس لیے کہ اللہ ان کا حامی ہے جو ایمان لائے اور کفار کا
لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿١١﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ع ٥
کوئی بھی حامی نہیں۔ بے شک اللہ انہیں داخل کرے گا جو ایمان لائے اور نیک کام کیے
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَ
بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جو کافر ہیں وہ عیش کر رہے ہیں اور اس طرح کھاتے ہیں جس طرح
يَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿١٢﴾ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ
چار پائے کھاتے ہیں اور دوزخ ان کا ٹھکانہ ہے۔ اور کتنی ہی بستیاں تھیں جو آپ کی اس بستی سے طاقت میں بڑھ کر
هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ
تھیں جس کے رہنے والوں نے آپ کو نکال دیا ہے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا تو ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہوا۔ پس کیا وہ
لَهُمْ ﴿١٣﴾ أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ
شخص جو اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر ہو وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جسے اس کے برے عمل اچھے کر کے دکھائے
وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُم ﴿١٤﴾ مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ
گئے ہوں اور انہوں نے اپنی ہی خواہشوں کی پیروی کی ہو۔ اس جنت کی کیفیت جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا جاتا
مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ
ہے (یہ ہے) کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہوں گی جو بگڑنے والا نہیں اور کچھ دودھ کی نہریں جن کا مزہ کبھی نہیں
خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا
بدلے گا اور کچھ نہریں ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لیے خوش ذائقہ ہو گا اور کچھ نہریں صاف شہد کی اور ان کے
مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۖ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ
لیے وہاں ہر قسم کے میوے ہوں گے اور اپنے رب کی بخشش (کیا وہ) ان جیسے ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے
وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ﴿١٥﴾ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ ۖ
اور انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا سو وہ ان کی آنتوں کے ٹکڑے کر ڈالے گا۔ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

١٠۔ اہل باطل کو گزشتہ منکرین کی عبرتناک بربادی کا مشاہدہ کرنے کی فکر انگیز و تنبیہی نصیحت۔

١١۔ رزمِ حق و باطل میں اہل ایمان کے لیے خدائی نصرتِ حق اور کفار کی عدمِ نصرت (مدد نہ کرنے) کا حکمت آمیز بیان۔

١٢۔ اہلِ ایمان اور اہلِ کفر کے مابین نتائج خیر و بد (جزا و سزا) کے واضح امتیاز کا تنبیہاتی اظہار۔

١٣۔ گزشتہ طاقتور ترین اقوام کی ہلاکت کے حوالہ سے قریشِ مکہ کو تنبیہی سرزنش۔

١٤۔ حق پر عمل پیرا اور خواہش پرست و بدعمل میں واضح امتیاز کا تنبیہاتی ذکر۔

١٥۔ اہل ایمان (متقین) پر جنت میں کمال خدائی مہربانی، انعامات و نوازشات کا احسانی اظہار اور کفار پر جہنمی عذاب کا غضبیہ (غصے سے) بیان۔

حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا
آپ کی بات سنتے ہیں یہاں تک کہ جب آپ کے ہاں سے نکل جاتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں جنہیں علم دیا گیا
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ
ہے اس نے ابھی کیا کہا۔ یہی لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی ہے اور انہوں نے اپنی خواہشوں کی
اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا
پیروی کی ہے۔ اور جو راستہ پر آگئے ہیں اللہ انہیں اور زیادہ ہدایت دیتا اور انہیں پرہیزگاری عطا کرتا ہے۔ پھر کیا وہ اس
السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ
گھڑی کا انتظار کرتے ہیں کہ ان پر ناگہاں آ جائے پس تحقیق اس کی علامتیں تو ظاہر ہو چکیں ہیں پھر جب وہ آ گئی تو ان
ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ
کا سمجھنا کیا فائدہ دے گا۔ پس جان لو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور اپنے اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں
وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ع ۲
کے گناہوں کی معافی مانگیے اور اللہ ہی تمہارے لوٹنے اور آرام کرنے کی جگہ کو جانتا ہے۔ اور کہتے ہیں وہ لوگ جو
اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا
ایمان لائے کوئی سورت کیوں نہیں نازل ہوئی سو جس وقت کوئی صاف (مضمون کی) سورت نازل ہوتی ہے اور
الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ
اس میں جہاد کا بھی ذکر ہوتا ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں بیماری (نفاق) ہے آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ
الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى لَهُمْ ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۣ
آپ کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو پس ایسے لوگوں کے لیے تباہی ہے۔ حکم
فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۣ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ
ماننا اور نیک بات کہنا (لازم ہے) پس جب بات قرار پا جائے تو اگر وہ اللہ کے سچے رہے تو ان کے لیے بہتر
اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ
ہے۔ پھر تم سے یہ بھی توقع ہے اگر تم ملک کے حاکم ہو جاؤ تو ملک میں فساد مچانے اور قطع رحمی کرنے لگو۔ یہی
الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ
وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے پھر انہیں بہرا اور اندھا بھی کر دیا ہے۔ پھر کیوں قرآن میں غور نہیں

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۶۔ منافقین کی مجلسِ رسول اللہ ﷺ کے بعد منفی طرزِ عمل کے اظہار کے نتیجہ میں خدائی ناراضگی (کہ قبول حق کی صلاحیت ہی سلب کر لینے) کا تنبیہاتی اظہار۔

۱۷۔ ان کے برعکس اطاعت شعار مؤمنوں پر احسانِ مزید کا ذکر۔

۱۸۔ اظہارِ حق و اتمامِ حُجت (واضح دلائل) کے بعد بھی انکار و اعراض پر اس کے قریبی نتائج بد کا تنبیہی و برہمی ذکر۔

۱۹۔ عقیدۂ برحق (توحیدی اعتقاد) کا برملا اظہار اور خاتم الانبیاء ﷺ کو مؤمنین و مؤمنات کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہنے کا ناصحانہ مشورہ نیز فکرِ انجام کا تنبیہاتی اظہار۔

۲۰۔ منافقین کے حکم جہاد سے قبل واضح خدائی ہدایت کے نزول کا مطالبہ بعد از واضح حکم قتال (جہاد) ان کے بزدلانہ فکر و عمل پر طنزیہ تنقیدی اظہار کا ذکر۔

۲۱۔ لفاظی (زبانی جمع خرچ) کی بجائے عملی اطاعتِ حق کا پُر زور تاکیدی ناصحانہ اظہار۔

۲۲ تا ۲۳۔ اعراضِ حق کے نتائج فاسدہ کا تنبیہاتی ذکر اور فساد و قطع رحمی کے مرتکب لوگوں پر سخت خدائی ناراضگی کا تنبیہاتی بیان۔

الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ

کرتے کیا ان کے دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں۔ بے شک جو لوگ پیچھے کی طرف الٹے پھر گئے بعد اس کے

مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ۭ وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿٢٥﴾

کہ ان پر سیدھا راستہ ظاہر ہو چکا شیطان نے ان کے سامنے برے کاموں کو بھلا کر دکھایا اور انہیں آرزو دلائی۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ

یہ اس لیے کہ وہ ان لوگوں سے کہنے لگے جنہوں نے اسے ناپسند کیا اس کو جو اللہ نے نازل کیا ہے کہ بعض باتوں میں

الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ يَضْرِبُوْنَ

ہم تمہارا کہا مانیں گے اور اللہ ان کی رازداری کو جانتا ہے۔ پھر کیا حال ہوگا جب ان کی روحیں فرشتے قبض کریں گے

وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴿٢٧﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا

ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر مارتے ہوں گے۔ یہ اس لیے کہ یہ اس پر چلے جس پر اللہ ناراض ہے اور انہوں نے اللہ

ع رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿٢٨﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

کی رضامندی کو برا جانا پھر اس نے بھی ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔ کیا وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں مرض (نفاق)

اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ

ہے یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اللہ ان کی دلی دشمنی ظاہر نہ کرے گا۔ اور اگر ہم چاہتے تو آپ کو وہ لوگ دکھا دیتے پس آپ

بِسِيْمٰهُمْ ۭ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٠﴾

اچھی طرح سے انہیں ان کے نشان سے پہچان لیتے اور آپ انہیں طرز کلام سے پہچان لیں گے اور اللہ تمہارے اعمال

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ﴿٣١﴾

کو جانتا ہے۔ اور ہم تمہیں آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں کو اور صبر کرنے والوں کو معلوم کر

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَاۗقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ

لیں اور تمہارے حالات کو جانچ لیں۔ بے شک جنہوں نے انکار کر دیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد

مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَـيْــــًٔا ۭ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿٣٢﴾

اس کے کہ ان پر سیدھا راستہ واضح ہو چکا وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے اور وہ ان کے اعمال کو اکارت کر دے گا۔ اے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾

ایمان والو اللہ کا حکم مانو اور اس کے رسول کا حکم مانو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۴۔ سوجھ بوجھ عطا ہونے کے باوجود قرآنی ہدایات میں غور وفکر نہ کرنے پر سخت خدائی سرزنش کا ذکر۔

۲۵ تا ۲۶۔ ظاہری مسلمانوں (منافقین) کی عملی نافرمانی اور دوغلے پن کے اظہار پر سخت خدائی نوٹس (گرفت وتنبیہ کا برہمی اظہار وبیان)

۲۷ تا ۲۸۔ موت کے وقت کفار ومنافقین کے ساتھ ملائکہ کے ہتک آمیز تلخ رویہ کا (نافرمانی کے پس منظر میں) عبرتی اظہار۔

۲۹ تا ۳۰۔ منافقین کی حسد وبغض میں چھپی عداوتوں کو ظاہر کر دینے کی تنبیہ اور منافقین کی منفی سرگرمیوں کا نوٹس لیتے ہوئے فی الحال علاماتِ نفاق کو نورِ بصیرت سے ہی پہچان لینے کا حکمتی اظہار۔

۳۱۔ زبانی کلامی اظہار عقیدت کی بجائے عملی صبر وجہاد کے پُر مشقت راہوں پر چلنے والے باعزم مجاہدین کی امتحانی کامیابی کا توصیفی اظہار (اور منافقین کی ظاہری لفاظی کو بذریعہ جہادی حکم طشت از بام (واضح اور ظاہر) کر دینے کا حکمت آمیز اظہار۔

۳۲۔ کفار کی اسلام دشمنی اور رسول برحق کی (جانتے بوجھتے) مخالفت کا سخت نوٹس (گرفت وتنبیہ)

۳۳۔ اہل ایمان کو اطاعتِ خدا اور رسول ﷺ کا تاکیدی حکم اور اپنے اعمال حسنہ کی حفاظت (محاسبہ) کرتے رہنے کی تلقین کا ذکر۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ

بیشک جنہوں نے انکار کیا اور اللہ کی راہ سے روکا پھر مر گئے درآنحالیکہ وہ کافر تھے

فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۝٣٤ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ

سو اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ پس تم سست نہ ہو اور نہ صلح کی طرف بلاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تمہارے

وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَن يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ۝٣٥ إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ

ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال میں نقصان نہیں دیگا۔ بلاشبہ دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشا ہے اور اگر تم

وَإِن تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ۝٣٦

ایمان لاؤ اور پرہیزگاری اختیار کرو تو تمہیں تمہارے اجر دے گا اور تم سے تمہارے مال نہیں مانگے گا۔

إِن يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ ۝٣٧ هَا أَنتُمْ

اور اگر تم سے وہ (مال) مانگے پھر تمہیں تنگ کرے تو تم بخل کرنے لگو اور تمہارے دلی کینے ظاہر کر دے۔ خبردار

هَٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنكُم مَّن يَبْخَلُ ۖ وَ

تم وہ لوگ ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو بلائے جاتے ہو تو کوئی تم میں سے وہ ہے جو بخل کرتا ہے

مَن يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَن نَّفْسِهِ ۚ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنتُمُ الْفُقَرَاءُ ۚ

اور جو بخل کرتا ہے سو وہ اپنی ہی ذات سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے پرواہ ہے اور تم ہی محتاج ہو

ع ۸ وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُم ۝٣٨

اور اگر تم نہ مانو گے تو وہ اور قوم سوائے تمہارے بدل دے گا پھر وہ تمہاری طرح نہ ہوں گے۔

سورۃ الفتح مدنیۃ وهي تسع وعشرون آیة واربع رکوعات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝١ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ

بے شک ہم نے آپ کو کھلم کھلا فتح دی۔ تاکہ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دے

وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝٢ وَ

اور اپنی نعمت آپ پر تمام کر دے اور تاکہ آپ کو سیدھے راستہ پر چلائے۔ اور

يَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۝٣ هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ

تاکہ اللہ آپ کی زبردست مدد کرے۔ وہی تو ہے جس نے ایمانداروں کے دلوں میں اطمینان اتارا

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۴۔ ہٹ دھرمی اور کفر پر موت کی صورت میں سخت خدائی عتاب (ناراضگی) کا تنبیہاتی اظہار۔

۳۵۔ غلبۂ حق (بذریعہ قتال و جہاد) کے لیے ثابت قدم رہنے اور دورانِ جہاد از خود یکطرفہ پیغامِ صلح نہ بھیجنے کی غیرت مندانہ تلقین نیز ہر صورت خدائی حوصلہ افزائی کے وعدۂ برحق کا تسلی آمیز ذکر۔

۳۶۔ دنیوی عارضی سہولیات پر اُخروی زندگی کو ترجیح دینے کی ترغیبی نصیحت اور ایمان و اخلاص سے راہِ خدا میں محدود انفاق (زکوٰۃ، صدقات، عطیات) پر بھی کمالِ عنایتِ خداوندی کا احسانی اظہار۔

۳۷۔ کل مال راہِ خدا میں طلب نہ کرنے کا حکیمانہ اسلوب سے شفقت آمیز بیان۔

۳۸۔ انفاق فی سبیل اللہ (اللہ پاک کی راہ میں مال خرچ کرنے) کے خدائی حکم پر بخل کا مظاہرہ کرنے والوں کو سخت تنبیہ اور خدائی بے نیازی کا کمال درجہ اظہار، احکامِ الٰہی (خصوصاً انفاق فی سبیل اللہ کے ترغیبی حکم) کی حکم عدولی (نافرمانی) کی صورت میں اس کے ممکنہ سخت نتائج ظاہر ہونے کا تنبیہاتی بیان۔

سورۃ الفتح

۱۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر بعض تلخ شرائط کے باعث اہلِ ایمان کے ذہنی کرب (غم) کو دور کرتے ہوئے (دور رس نتائج کے پسِ منظر میں) مستقبل میں فتحِ مبین کی زوردار خوشخبری کا اظہار۔

۲تا۳۔ (صلح حدیبیہ کے پسِ منظر میں بعض تلخ حقائق کا حکمت آمیز پیرائے سے اظہار کرتے ہوئے خاتم الانبیاء ﷺ کی علوِ شان (بلند مرتبہ) کو مزید بڑھانے کی غرضِ خاص کا احسانی اظہار اور خدائی نصرتِ حق کا تسلی آمیز ذکر۔

رزق حلال کا اہتمام اور انفاق فی سبیل اللہ (جود وسخاوت) کی ترغیب اور بخل کی مذمت

(زیر مطالعہ سورۃ محمد آیت نمبر ۳۸)

جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے وہ حقیقت میں ہمارا نہیں اصل ملکیت خدائے عزوجل کی ہے۔ ارشاد ربانی ہے، ترجمہ:۔ اللہ کے لئے ہیں خزانے آسمانوں اور زمین کے (سورۃ المنافقون آیت نمبر ۷) (البتہ دُنیوی احکامات کے مطابق بھی) ہماری عارضی ملکیت پر آخرت میں حساب وکتاب کا صاف مطلب یہ واضح ہوتا ہے کہ حساب وہی مانگ سکتا ہے جو اصل مالک ہو۔ تو گویا جو کچھ ہمیں عطا ہوا ہے وہ فقط استعمال کی حد تک ہے کہ تمہیں جو کچھ ہم نے دیا اس کا درست انداز سے استعمال ہوا یا اپنی ذاتی ملکیت سمجھ کر اسراف و تبذیر کی راہوں میں اُڑا دیا گیا۔ اس پر بازپرس ہونی ہے تاہم وہ خوش نصیب انسان جو اس کا دیا ہوا مال اُسی کے راستے میں لگاتا/دیتا رہے تو پھر اس کا حساب کیسا؟ البتہ ذرائع آمدنی پر بھی سوال ہونا ہے کہ مال کمایا کہاں سے تھا؟ (کیا ذریعہ آمدنی حلال تھا یا حرام) اور خرچ کہاں کیا؟ (حلال جگہ پر یا حرام جگہوں پر) یہ بہت حساس امر ہے جس کی طرف ہماری توجہ بھولے سے بھی نہیں جاتی۔ لہذا اس حقیقت کو پیش نظر رکھ کر ہی اپنے ذرائع آمدنی کو حلال اور پاکیزہ (رزق) بنانے کا لازمی اہتمام کرنا چاہیے۔ قرآن کریم میں رزق حلال کے استعمال اور حصول کا تاکیدی حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ:۔ اے رسول کھاؤ پاکیزہ رزق میں سے جو ہم نے تمہیں دیا اور شکر ادا کرو اللہ کا (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۷۲)۔ دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے ترجمہ:۔ اے رسول کھاؤ پاکیزہ اور نیک عمل کرو (سورۃ مومن آیت نمبر ۵۱)۔ گویا ہر دور میں ہر نبی و رسول کو تاکیدی طور پر حکم دیا گیا تھا کہ رزق حلال کا اہتمام ہر حال میں کیا جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رزق حلال کے استعمال کے صالح ثمرات میں اعمال صالحہ کا ظہور بھی ہوتا ہے (لازمی تو نہیں البتہ اکثر ایسا ہوتا ہے) حدیث میں بھی رزق حلال کی طلب کو ایک فریضہ قرار دیا گیا ہے **طلب کسب الحلال فریضة بعدالفریضة** (شعب الایمان للبیہقی) حرام رزق سے (غذا کھانے سے) جو خون فاسد رگوں میں دوڑے گا وہ قلب ودماغ پر فاسد اثرات مرتب کرتا ہے اور حرام کاموں کی طرف رغبت بڑھتی رہتی ہے (أعاذنا اللہ)۔ لہٰذا ہر ایک پر لازم ہے کہ اپنے کاروبار، ملازمت اور ذرائع محنت کو شرعی احکام کے پابند بنا کر ہی سرانجام دیں ورنہ رزق حرام کے ذرائع پر مواخذہ کے ساتھ اس کے غلط استعمال کا جرم مزید سخت باز پرس کا ذریعہ بنے گا۔ رزق حرام سے صدقہ وخیرات جائز نہیں اور نہ ہی وہ قبول ہوتا ہے۔ آج کل رشوت کے پیسوں، سودی ذرائع سے آمدنی میں سے صدقہ وخیرات کا بڑا رواج ہے۔ بعض لوگ سودی کھاتے

سے دوگنی زکوٰۃ نکال کر مطمئن ہو رہے ہوتے ہیں کہ وہ بڑی نیکی کما رہے ہیں۔ ان کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ وہ دُوہری معصیت (گناہ) کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ایک سود کا لینا اور دوسرا اس حرام مال سے زکوٰۃ وخیرات کا جُرم عظیم کیونکہ حدیث میں واضح طور پر ارشاد فرمایا گیا ہے کہ مال حرام سے صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص حرام طریقہ سے مال کمائے اور پھر اس کو صدقہ کرے تو اس کے لئے اس میں کوئی ثواب نہیں اور اس کا وبال اس پر ہے (فضائل صدقات ص ۳۳۸)۔ بہرحال جس انسان کو رزق حلال کے ذرائع آمدنی حاصل ہیں وہ زکوٰۃ تو لازمی ادا کرے گا ہی (کہ وہ نماز کی طرح اہم فریضہ ہے) لیکن عمومی صدقہ وخیرات کا بھی اہتمام کیا کرے۔ قرآن وحدیث میں زکوٰۃ کے علاوہ صدقہ وخیرات پر بھی بہت زور دیا گیا ہے۔ صدقہ خدا پاک کی ناراضگی کم کرتا ہے، صدقہ آنے والی آفات ومصائب ٹالنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ صدقہ بارگاہِ الٰہی میں کھلوایا جانے والا وہ سیونگ اکاؤنٹ ہے جو بڑھتا ہے۔ فرمایا گیا ﴿یمحق اللہ الربوٰا ویربی الصدقٰت﴾ ہم جب مصائب میں (معاذ اللہ) گرفتار ہوتے ہیں تو پھر توجہ دلانے پر صدقات کی طرف رغبت کرتے ہیں مگر افسوس کہ وہ بھی حرام مال سے، صدقہ سخاوت کی بہترین صورت ہے اور اللہ پاک کو پسند ہے راہ خدا میں انفاق (خرچ کرنا) خُدائی رضا مندی کا ذریعہ ہے۔ آج کل مدارس دینیہ اور باقی رفاہی اداروں نیز صلہ رحمی کے تحت اپنے خاندان کے مستحق لوگوں اور باقی مستحق غرباء ومساکین پر خرچ کرنے کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے تاکہ آخرت میں ہم اس حوالہ سے باز پُرس سے محفوظ رہ سکیں۔ اللہ پاک ہم سب کو توفیق عمل نصیب فرمائے۔ نوٹ:۔ یہ امر انتہائی لائق توجہ اور باعث فکر ہے کہ انسان گناہوں سے توبہ تائب ہوجائے تو رحمتِ الٰہیہ اور مغفرت کا مستحق ٹھہرتا ہے تاہم اگر کسی شخص نے دوران سروس رشوت، کرپشن کی ہے تو بھی حقوق العباد توبہ سے معاف نہیں ہوتے اب اگر وہ انفرادی سطح کے حقوق العباد معاف کروانا چاہے تو ایسا ہوسکتا ہے لیکن جو رشوت لے چکا ہے وہ اس کے ریکارڈ تو نہیں رکھتا کہ کس کس شخص سے کتنی چھوٹی بڑی رشوت لی تھی۔ اب واپس کرنا بھی چاہے تو کیسے کرے گا؟ یہی قابل توجہ امر دینی اداروں سے وابستہ افراد کے لئے بھی باعث فکر ہے کہ اگر خدانخواستہ کسی نے لوگوں کے دیے ہوئے زکوٰۃ وصدقات میں کرپشن کی ہے تو بعد از توبہ اندازہ سے واپس کر سکتے ہیں حتمی طور پر کیسے دے سکیں گے؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر طرح کی کرپشن، اور حرام خوری سے دائمی طور پر بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ ۗ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ
تاکہ ان کا ایمان اور زیادہ ہو جائے اور آسمانوں اور زمین کے لشکر سب اللہ
وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝٤ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
ہی کے ہیں اور اللہ خبردار حکمت والا ہے۔ تاکہ ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بہشتوں میں داخل
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ
کرے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ان پر سے ان کے
سَيِّئَاتِهِمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا ۝٥ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ
گناہ دور کر دے گا اور اللہ کے ہاں یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور تاکہ منافق مردوں اور
وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۚ
عورتوں کو اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے جو اللہ کے بارے میں برا گمان رکھتے ہیں انہیں پر
عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۖ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ
بری گردش ہے اور اللہ نے ان پر غضب نازل کیا اور ان پر لعنت کی اور ان کے لیے
جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝٦ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ
دوزخ تیار کر رکھا ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔ اور اللہ ہی کے سب لشکر آسمانوں اور زمین میں ہیں اور اللہ بڑا
اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝٧ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝٨
غالب حکمت والا ہے۔ بے شک ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔
لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ۚ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَ
تاکہ تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی عزت کرو اور صبح اور شام اس کی
أَصِيلًا ۝٩ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ
پاکی بیان کرو۔ بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہیں ان کے
أَيْدِيهِمْ ۚ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا
ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے پس (جو اس عہد کو) توڑ دے گا سو توڑنے کا وبال خود اسی پر ہوگا اور جو وہ عہد پورا
ع عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝١٠ سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ
کرے گا جو اس نے اللہ سے کیا ہے سو عنقریب وہ اسے بہت بڑا اجر دے گا۔ عنقریب آپ سے وہ لوگ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۔ بظاہر پریشان کن و مایوس کن صورتِ حال میں عین اس موقع پر مؤمنین کے اطمینانِ قلب کے لیے سکینت خاص (قلبی اطمینان) کے نزول کا غرض سمیت احسانی بیان اور مخفی خدائی لشکروں کی موجودگی کا حکمت آمیز اظہار۔

۵ تا ۶۔ مؤمنین و مؤمنات پر آخرت میں خدائی کرمِ خاص کا احسانی اظہار اور منافقین و مشرکین پر ان کے منفی کردار کے پسِ منظر میں سخت خدائی ناراضگی و غضب کا تنبیہاتی بیان۔

۷۔ آسمان و زمین میں خدائی مخفی لشکروں کی موجودگی کا اعتقادی و تنبیہی ذکر۔

۸۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی عظمتِ شان اور آپ ﷺ کے فرضِ منصبی کا صفاتِ خاصہ سے تذکرہ۔

۹۔ حق پرستوں پر خدائی احکام کی اطاعت بجالاتے ہوئے آپ ﷺ کی خصوصی نصرت، عزت و توقیر کو بہرحال پیشِ نظر رکھنے اور تسبیحِ الٰہی کے (بطورِ خاص صبح و شام) اہتمام کی ناصحانہ تلقین کا اظہار۔

۱۰۔ خاتم الانبیاء ﷺ کے دستِ اقدس پر بیعتِ جہاد (وغیرہ) کا طرزِ خاص سے عظمتی اظہار اور نقضِ عہد (پختہ وعدہ کو توڑنے) کے نقصان جبکہ وعدہ وفائی کے ثمراتِ صالحہ کا زوردار بیان۔

مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ

کہیں گے جو بدویوں میں سے پیچھے رہ گئے تھے کہ ہمیں ہمارے مالوں اور اہل وعیال نے مشغول رکھا ہے سو آپ ہمارے

بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

لیے مغفرت مانگیے وہ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے کہہ دو وہ کون ہے جو اللہ کے

شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا

سامنے تمہارے لیے کسی چیز کا (کچھ بھی) اختیار رکھتا ہوگا اگر اللہ تمہیں کوئی نقصان یا کوئی نفع پہنچانا چاہے بلکہ اللہ

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۱۱ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

تمہارے سب اعمال پر خبردار ہے۔ بلکہ تم نے خیال کیا تھا کہ رسول اللہ اور مسلمان اپنے گھر والوں کی طرف

اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ښ

کبھی بھی واپس نہ لوٹیں گے اور تمہارے دلوں میں یہ بات اچھی معلوم ہوئی اور تم نے بہت برا گمان کیا

وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ۝۱۲ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا

اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لائے سو ہم نے ایسے

لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ۝۱۳ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ

کافروں کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ اور آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ ہی کے لیے

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۴ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ

ہے وہ جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب دے اور اللہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ عنقریب کہیں گے وہ لوگ

اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ

جو پیچھے رہ گئے تھے جب تم غنیمتوں کی طرف ان کے لینے کے لیے جانے لگو گے کہ ہمیں چھوڑو ہم تمہارے

اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ

ساتھ چلیں وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا حکم بدل دیں کہہ دو کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہ چلو گے اللہ نے اس سے پہلے

فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۵

ہی ایسا فرما دیا ہے پس وہ کہیں گے کہ (نہیں) بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو بلکہ وہ لوگ بات ہی کم سمجھتے ہیں۔

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ

ان پیچھے رہ جانے والے بدوؤں سے کہہ دو کہ بہت جلد تمہیں ایک سخت جنگجو قوم سے لڑنے کے لیے بلایا

خلاصہ مفہوم آیات بہ طابق آیت نمبر

۱۱۔ دیہاتی منافقین کے (آپ کے ہمراہ نہ جانے) ناحق عذر و بہانہ سازی کا پردہ چاک کرتے ہوئے انہیں حقیقت آمیز تنبیہی سرزنش کا بیان۔

۱۲۔ منافقین کا اہل ایمان کی مدینہ سے واپسی کے متعلق خام خیالی و مخفی خوش فہمی کا سخت مذمتی اظہار۔

۱۳۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے لوگوں پر اخروی سخت عذاب کا برہی ذکر۔

۱۴۔ خدائی سلطنتِ عامہ و قدرتِ کاملہ کے پسِ منظر میں اسکے معافی یا سزا کے متعلق صوابدیدی اختیار کامل کا صفات خاصہ سے اظہار۔

۱۵۔ اطاعتِ حکمِ رسول ﷺ سے پیچھے رہ جانے والے منافقین کی مالِ غنیمت میں شرکت کی ناحق تمنا پر ان کی سرزنش اور ان کے منفی فکر و عمل کا مذمتی اظہار۔

شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ۖ فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا

جائے گا تم ان سے لڑو گے یا وہ اطاعت قبول کر لے گی پھر اگر تم نے حکم مان لیا تو اللہ تمہیں بہت ہی

حَسَنًا ۖ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۱۶﴾

اچھا انعام دے گا اور اگر تم پھر گئے جیسا کہ پہلے پھر گئے تھے تو تمہیں سخت عذاب دے گا۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ

نہ اندھے پر کچھ گناہ ہے اور نہ لنگڑے ہی پر کچھ گناہ ہے اور نہ بیمار پر کچھ گناہ ہے اور جو کوئی اللہ اور اس

حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی

ع ۲ ۱۰ الْأَنْهَارُ ۖ وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ

اور جو نافرمانی کرے گا اسے سخت سزا دے گا۔ بے شک اللہ مسلمانوں سے راضی ہوا جب وہ آپ سے

الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ

درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے پھر اس نے جان لیا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا

فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿۱۸﴾ وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً

پس اس نے ان پر اطمینان نازل کر دیا اور انہیں جلد ہی فتح دے دی۔ اور بہت سی غنیمتیں بھی دے گا

يَأْخُذُونَهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً

جنہیں وہ لیں گے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جنہیں

تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُونَ

تم حاصل کرو گے پھر تمہیں اس نے یہ جلدی دیدی اور اُس نے تم سے لوگوں کے ہاتھ روک دیئے اور

آيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ﴿۲۰﴾ وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا

تاکہ ایمان لانے والوں کے لیے یہ ایک نشان ہو اور تاکہ تمہیں سیدھے راستہ پر چلائے۔ اور بھی فتوحات

عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿۲۱﴾

ہیں کہ جو (اب تک) تمہارے بس میں نہیں آئیں البتہ اللہ کے بس میں ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَ

اور اگر کافر تم سے لڑتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ پڑتے پھر نہ کوئی حمایتی پاتے

مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۔ منافقین کو مستقبل میں سخت جنگجو قوم سے مقابلہ میں ثابت قدمی دکھانے پر انعام دینے اور اعراض کی صورت میں سخت گرفت وعذاب کا تنبیہاتی ذکر۔

ا۔ جہاد میں شرکت کے حوالہ سے شرعی معذورین کا حکمی ذکر۔

الف) اطاعتِ خدا اور رسول کے اخروی فوائد وانعامات کا احسانی اظہار۔

ب) نافرمانوں کے لیے خدائی سخت گرفت کا بھی بیان۔

۱۹تا۱۔ بیعتِ رضوان میں شامل خوش نصیب وسعادتمند صحابہ کرامؓ کے لیے بڑی تمغۂ رضائے الٰہی اور فتح قریب و مغانم کثیرہ (زیادہ مالِ غنیمت) سے نوازنے کا پُر مسرت اعلان (اور اس مرحلہ خاص پر بعض تلخ حقائق کی وجہ سے ان کے ذہنی کرب کو دور کرنے کی غرض سے خصوصی سکینت (قلبی اطمینان) نازل کرنے کا احسانی اظہار۔

۔ خدائی وعدہ برحق کی تکمیل کا جلد آغاز (واپسی پر غزوہ خیبر کی فتح و مالِ غنیمت کے عطاء) ہونے اور دشمنوں کو اہلِ ایمان سے دور رکھنے نیز صراطِ مستقیم پر استقامت جیسی عظیم نعمت دیے جانے کا احسانی بیان۔

۔ مستقبل میں دیگر فتوحات (خصوصاً مکہ وغیرہ) کی خوشخبری کا اظہار۔

لَا نَصِيرًا ﴿٢٢﴾ سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ
نہ کوئی مددگار۔ اللہ کا قدیم دستور پہلے سے یونہی چلا آتا ہے اور تُو اس کے دستور کو بدلا ہوا
اللَّهِ تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم
نہ پائے گا۔ اور وہی ہے جس نے وادیِ مکہ میں ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیے
بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا
اس کے بعد اس نے تمہیں ان پر غالب کر دیا تھا اور اللہ ان سب باتوں کو
تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٢٤﴾ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ
جو تم کر رہے تھے دیکھ رہا تھا۔ وہ تو وہی ہیں جنہوں نے انکار کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے
الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَن يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ
جانوروں کو روکے رکھا اس سے کہ وہ اپنی قربان گاہ تک پہنچیں اور اگر کچھ مرد ایمان والے اور عورتیں
وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم
ایمان والی نہ ہوتیں جنہیں تم نہیں جانتے تھے کہ تم انہیں پامال کر دیتے پھر ان کی طرف سے تم پر نادانستگی
مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ لِّيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا
سے الزام آتا (تو تمہیں لڑنے سے نہ روکا جاتا) تاکہ اللہ اپنی رحمت میں جسے چاہے داخل کرے اگر وہ
لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٢٥﴾ إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا
ٹل گئے ہوتے تو ہم ان میں سے جو کافر ہیں انہیں دردناک عذاب دیتے۔ جب کہ کافروں نے اپنے
فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ
دل میں سخت جوش پیدا کیا تھا جہالت کا جوش تھا پھر اللہ نے بھی اپنی تسکین اپنے
رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ
رسول اور ایمان والوں پر نازل کر دی اور ان کو پرہیزگاری کی بات پر قائم رکھا اور وہ اسی کے لائق
بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٢٦﴾ لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ ع ٣ ١١
اور قابل بھی تھے اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ بے شک اللہ نے اپنے
رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ۖ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِن شَاءَ اللَّهُ
رسول کا خواب سچا کر دکھایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو تم امن کے ساتھ مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے اپنے

خلاصہ مفہوم آیات مطابق آیت نمبر

۲۲۔ اہل ایمان سے لڑائی کی صورت میں کفار کی (مقامِ حدیبیہ میں) واضح شکست ہوجانے کا ذکر۔

۲۳۔ رزم حق و باطل میں اہل حق کی استقامت کے نتیجہ میں انجام کار اہل ایمان کے غلبہ کے متعلق قانونِ الٰہیہ کا بیان۔

۲۴۔ حدودِ حرم میں کفار کی اہل ایمان سے لڑائی کی تمام کوششوں کے ناکام کرنے کا واقعاتی اظہار۔

۲۵۔ مشرکین مکہ کی تمام منفی و باغیانہ اقدامات کے باوجود ان پر فوری گرفت نہ کرنے کی وجوہات کا حکمت آمیز بیان۔

۲۶۔ مشرکین مکہ کی ناحق ہٹ دھرمی اور بعض تلخ شرائط کی قبولیت کے نتیجہ میں اہل ایمان کے ذہنی کرب و غم کے ازالے کے لیے غیر معمولی خدائی تسلّی آمیز اطمینان عطاء کیے جانے اور جانثارانِ رسول اکرم ﷺ (حضرات صحابہ کرامؓ) کی بے مثال اطاعت پر خدائی انعامِ خاص کا (ایمان کے اعلیٰ مدارج عطا کرنے کا توصیفی و تحسینی ذکر کہ وہ اس عنایت کے واقعی اہل و مستحق تھے) اظہار و بیان۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۷۔ خاتم الانبیاء ﷺ کے خواب صادق کی عملی تعبیر (اور خدائی وعدہ برحق کی تکمیل کے واقعاتی منظر کا احسانی ذکر (اور مزید انعام کے طور پر فتح خیبر سے نوازنے کا پرمسرت اظہار)۔

۲۸۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی بعثتِ مقدسہ کے اک مقصدِ عظیم کا زوردار و شان وشوکت سے اظہار و بیان۔

۲۹۔ خاتم الانبیاء ﷺ اور آپ کے صحبت و تربیت یافتہ عظیم جماعت صحابہ کرامؓ کی غیر معمولی صفاتِ عظیمہ کا تحسینی و توصیفی اظہار اور مثال خاص کے ذریعہ سے ان کے نکھرے ہوئے کردارِ بے مثال کا طرزِ لطیف سے بیان نیز مؤمنین صالحین (خصوصاً صحابہ کرامؓ سے) مغفرۃ واجرِ عظیم کے شہنشاہی وعدہ برحق کا اظہار۔

اٰمِنِیْنَ ۙ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِیْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ

سر منڈاتے ہوئے اور بال کترتے ہوئے بے خوف وخطر ہوں گے پس جس بات کو تم نہ جانتے تھے اس

تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِیْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

نے اسے جان لیا تھا پھر اس نے اس سے پہلے ہی ایک فتح بہت جلدی کردی۔ وہی تو ہے جس نے اپنے

بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ﴿۲۸﴾

رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اسے ہر ایک دین پر غالب کرے اور اللہ کی شہادت کافی ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں تو انہیں دیکھے

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِیْمَاهُمْ

گا کہ رکوع وسجود کر رہے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں ان کی شناخت ان کے

معانقہ ۵ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۖۚ وَمَثَلُهُمْ

چہروں میں سجدہ کا نشان ہے یہی وصف ان کا تورات میں ہے اور انجیل میں ان کا وصف ہے مثل اس

فِی الْاِنْجِیْلِ ۛ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی

کھیتی کے جس نے اپنی سوئی نکالی پھر اسے قوی کر دیا پھر موٹی ہوگئی پھر اپنے تنہ پر

عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ

کھڑی ہوگئی کسانوں کو خوش کرنے لگی تاکہ اللہ ان کی وجہ سے کفار کو غصہ دلائے اللہ ان میں سے

ع ۴ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۲۹﴾

ایمان داروں اور نیک کام کرنے والوں کے لیے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِیَّةٌ وَّهِیَ ثَمَانِیَ عَشْرَةَ اٰیَةً وَّفِیْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پہل نہ کرو اللہ سے ڈرتے رہو بے شک

اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ

اللہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے

فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ

بلند نہ کیا کرو اور نہ بلند آواز سے رسول سے بات کیا کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے سے کیا کرتے ہو

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ② اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ

کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔بے شک جو لوگ اپنی آوازیں رسول اللہ

اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ

کے حضور دھیمی کر لیتے ہیں یہی لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں کو

لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ③ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ

پرہیز گاری کے لیے جانچ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے۔بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے

وَّرَاۗءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ④ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى

باہر سے پکارتے ہیں اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے۔اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے

تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

پاس نکل کر آتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔اے ایمان والو اگر کوئی

اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ

فاسق تمہارے پاس کوئی سی خبر لائے تو اس کی تحقیق کیا کرو کہیں کسی قوم پر بے خبری سے نہ جا پڑو

فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ⑥ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ

پھر اپنے کیے پر پشیمان ہونے لگو۔ اور جان لو کہ تم میں اللہ کا رسول موجود

اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ

ہے اگر وہ بہت سی باتوں میں تمہارا کہا مانے تو تم پر مشکل پڑ جائے لیکن اللہ نے تمہارے دلوں میں ایمان

الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَ

کی محبت ڈال دی ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں اچھا کر دکھایا ہے اور تمہارے دل میں کفر اور گناہ اور

الْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ⑦ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ

نافرمانی کی نفرت ڈال دی ہے یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔اللہ کے فضل اور احسان سے اور اللہ جاننے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ الحجرات

۱۔ اہل ایمان (صحابہ کرامؓ) کو خاتم الانبیاء ﷺ کی اطاعتِ مطلقہ (بے چون و چرا حکم تسلیم کرنے کا) تاکیدی حکم (بلا وجہ قیل و قال یا مداخلت نیز بلاطلب مشورہ دینے وغیرہ سے ممانعت، غرض ہر طرح سے حکم رسول ﷺ کے آگے تسلیم و رضا کی راہ اپنانے کی تلقینی نصیحت) اور بہر حال و بہر صورت خدا خوفی پیشِ نظر رکھنے کا تنبیہاتی اظہار۔

۲۔ اہل ایمان (صحابہ کرامؓ) کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری اور مجلس کے آداب خاص کا حد درجہ احترام ملحوظ خاطر رکھنے کا تاکیدی اظہار اور معمولی بے ادبی و گستاخی کے منفی نتیجہ و نقصانِ عظیم کا تنبیہی بیان (واضح رہے کہ دانستہ گستاخیٔ رسول ﷺ کفر ہے اور شبہ گستاخی بھی اسی زمرے میں شمار ہوتی ہے)۔

۳۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی مجلس کے حاضر باش باادب و بانصیب لوگوں کا تعریفی ذکر اور ان کے صلۂ خاص کا احسانی اظہار۔

۴تا۵۔ خاتم الانبیاء ﷺ کے در اقدس پر حاضری کے وقت جاہلانہ طرزِ عمل کی بجائے مکمل آداب بجا لانے کا ناصحانہ بیان۔

۶۔ معاشرتی فساد کی روک تھام کے لیے بعض رائج اخلاقی کمزوریوں کی (خاص پس منظر میں) نشاندہی اور اصلاحی اقدامات کی ناصحانہ تجویز خاص کا ذکر۔

عظمت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

(زیر مطالعہ سورۃ الفتح آیت نمبر ۲۹)

اللہ سبحانہ وتقدس نے حضرات انبیاء علیہم السلام کو تبلیغی دعوتِ حق اور طویل جدوجہد کے نتیجہ میں جو نفوس قدسیہ (جن کو اصطلاح میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے) عطا فرمائے تھے وہ کیا عظیم انسان تھے۔ ان کے مقام ومرتبت کے اظہار کے لئے ہمارے پاس القابی الفاظ بہت کم ہیں ایسے ہی خاتم النبیین ﷺ کو ان کی شان کی مناسبت سے رُفقاء خاص و باعظمت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نوازا گیا۔ ہُوا وہی جو ہوتا چلا آرہا تھا کہ جو عداوت ودشمنی میں بہت آگے تھے ان میں سے جن کے نصیب میں شرف ایمان وشرف صحابیت کا اعزاز لکھا تھا وہ جب صحبتِ خاتم الانبیاء ﷺ سے رنگے گئے تو ایک وقت آیا کہ وہ اپنی دینی خدمات اور محبت رسول ﷺ میں اتنے آگے بڑھے کہ چشم فلک نے ایسی مقدس جماعت کی عشق ومستی کے مظاہرے کم ہی دیکھے ہوں گے۔ اور پھر انہیں بارگاہ الٰہی کی طرف سے ایسے اعزازات و القابات سے نوازا گیا کہ رہتی دنیا تک ان کے سینوں پر سجے یہ تمغہ جات اب کوئی چھین نہیں سکتا۔ اور وہ اس کے مستحق تھے تو انہیں ﴿أولئک هم الراشدون﴾، ﴿رضی الله عنهم ورضوا عنه﴾، ﴿أولئک هم الفائزون﴾، ﴿لهم مغفرة وأجر عظيم﴾، ﴿أولئک حزب الله﴾ جیسے انعامی القابات سے نوازا گیا۔ دنیا کے تمام شاہی اعزازات ان کے قدموں کی دھول کے برابر بھی نہیں ہوسکتے کہ ہم اس مقدس جماعت کی عظمت سے کتنے بے خبر ہیں کہ ہم دیگر صوفیاء، مشائخ، اولیاء اللہ کے تذکرے انتہائی عقیدت ومحبت سے (بمعہ القابِ مخصوصہ) کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ جب کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تذکرہ دوران بیان عام طرح سے (معاذاللہ) کر جاتے ہیں۔ حالانکہ اہل سنت

والجماعت کے ہاں تمام اولیاء اللہ، صالحین، صوفیاء اور بزرگان دین رتبہ ودرجہ میں ان کے قریب سے نہیں گزر سکتے وہ اتنے بلند وبالا مرتبے پر فائز ہیں ان کے شرف وعظمت کی دیگر جو وجوہات ہیں وہ اپنی جگہ مسلم ہیں مگر شرفِ صحابیت ایسا مقام ہے جو فقط انہیں کو حاصل ہوسکا اور کسی کو نہیں مل سکتا۔ البتہ اس شرف میں پھر ان حضرات کو جو اہل ایمان ہونے کے ساتھ اہل بیت میں بھی شامل تھے ممتاز درجہ رکھتے ہیں کیونکہ وہ دوہرے اعزاز سے مشرف ہوئے تھے۔ ایک اعزاز صحابی رسول ہونے کا دوسرا قرابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم (رشتہ) کا خدائے بزرگ وبرتر نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو چُن چُن کر وہ ہیرے دیے جو ہر ایک منفرد شان کا حامل ہے۔ سب کو نجومِ ہدایت کے منصب پر فائز کیا گیا ہے، خلفائے راشدین، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سب سے بلند وبالا مرتبہ وعظمت حاصل کرنے میں کامیاب رہے عشرہ مبشرہ اپنے اسماء خاص سے ممتاز ٹھہرے۔ کوئی ایک صحابی بھی رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ سے باہر نہیں۔ سب کو ﴿أولئک هم الفائزون﴾ کے تمغہ خاص سے نوازا گیا۔ یہ وہ مقدس نفوسِ قدسیہ ہیں جن کے دلوں کا امتحان خاص خود خالق کائنات نے لیا ﴿أولئک الذین امتحن الله قلوبهم للتقوی﴾ کمال ہے کہ یہ عظیم جماعت خدائی امتحان میں سو فیصد سے بڑھ کر انعامی نمبر حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی اور منجانب اللہ اعلان فرمایا گیا ﴿لهم مغفرة وأجر عظیم﴾۔ قران کریم میں عبادُ الرحمن (خدائی مقربین وصالحین بندوں) کے حوالہ سے جو صفات حسنہ جن جن آیات میں مذکور ہیں ان کے اولین مصداق حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی تھے بلکہ وہ ان صفات حسنہ کے جامع تھے۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کی عملی تصویر تھے۔ اب ذرا ایک انتہائی اہم نکتہ کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ پاک نے خود خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تذکرہ خیر (بلکہ تعارف خاص کے انداز سے) فرمایا کہ ﴿محمد رسول الله والذین معه أشدآء علی الکفار رحمآء بینهم الخ﴾ (سورۃ الفتح)۔ انتہائی اہمیت کی

حاملِ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے براہ راست مُربی خود باری تعالیٰ ہیں ۔ جبکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تربیت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حسب ہدایت تربیت حاصل کرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صفاتِ عالیہ کا تعارفِ خاص بھی خود اسی ذات عظیم کی طرف سے کرایا گیا ہے ۔ فرمایا وہ تربیت یافتہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کفار کے بالمقابل بڑے سخت جان ہیں (فکر وعمل ہر دواعتبار سے) اورآپس میں انتہائی رحم دل ۔ آج کل دنیا میں شدت پسندی کا عنوان انتہائی غلط مفہوم کے ساتھ زیر بحث ہے اورغیروں (کفار) کے ساتھ اپنے بھی اس زہریلے پروپیگنڈے کا حصہ بنے ہوئے ہیں کہ اسلام کے نام لیوا شدت پسندی (انتہاء پسندی) پھیلانے کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ اورجو حقیقتاً اپنے عمل سے خود انتہاء پسند واقع ہوئے ہیں وہ پر امن مسلمانوں کو شدت پسند کہتے ہوئے ذرا بھی نہیں شرماتے ۔ ان کے ایک بڑے نے کہا تھا کہ اتنا زور وشور سے بار بار جھوٹ بولو کہ لوگ اس کو سچ سمجھنے پر مجبور ہوجائیں ۔ یہی حال عالمی دجالی میڈیا کا ہے کہ وہ برابر اسلامی تاریخ اورحقائق کو مسخ کرتے ہوئے جھوٹ کے ڈھول بڑے زور سے پیٹ رہا ہے۔

ایک وہ حقیقت جس کا ذکر خود باری تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اہل باطل (دہشت گردوں) کے مقابلہ میں خوب اور سخت ترین شدت کے ساتھ معرکہ آرائی کرتے ہیں گویا رہتی دنیا تک مسلمانوں کو پیغام دیا گیا ہے یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات ہیں کہ اہل باطل کی شدت پسندی کا جواب اگرچہ دلائل کی دنیا میں پورے تحمل مزاجی، بردباری سے دیاہے،تاہم اگر وہ (اہل باطل) مسلمانوں کی تحمل مزاجی کو کمزوری سمجھنے کی کوشش کریں، تو اسلام مسلمانوں کو حکم دیتا ہے، کہ وہ سب اَشداء علی الکفار بنتے ہوئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح پوری تند دہی سے کفر کی یلغار کا مقابلہ ہمت سے کریں، اور اس حوالہ سے کوئی کمزوری نہ دکھائیں، اَشداء علی الکفار کا جملہ باری تعالیٰ نے خود اہل ایمان کے

تعارفی صفت خاص کے طور پر استعمال فرمایا ہے، کسی کو اس میں شدت نظر آتی ہے تو یہ اعتراض براہ راست اللہ تعالی کی ذات پر ہے، لہذا سچائی کو تسلیم کرتے ہوئے اس سے انکار نہ کرنا چاہیے، ہاں مسلمانوں کی باہمی رحمدلی کے واقعات سے تاریخ بھری ہوئی ہے جن کی صداقت پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا کوئی ایک ہو تو ذکر کریں۔ جنگِ یرموک کے موقع پر شدید زخمی اور جان بلب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان پانی کا پیالہ اس واسطے گھومتا رہا کہ میری بجائے میرے دوسرے بھائی کو اس کی ضرورت ہوگی میں اپنے آپ پر اپنے دوسرے پیاسے بھائی کو ترجیح دیتا ہوں۔ لگتا ہے کہ ان کی نظریں اُخروی شرابِ طہور پر جم گئیں تھیں بس وہ موت کا پل عبور کرنا چاہ رہے تھے کہ فرشتے انکے استقبال کیلئے بے چین ومنتظر تھے۔ خدائی خوشخبری ﴿وأبشروا بالجنة التي كنتم توعدون﴾ کی لذت سماعت میں انہماک نے انہیں دنیوی پیاس سے بے نیاز کردیا تھا اسی اثناء میں وہ بارگاہ ربی میں پیش ہوکر شاہی مہمان خاص کا رتبہ پاگئے۔ ﴿رضي الله عنهم ورضوا عنه﴾۔

أللهم إنا نسئلك حبك وحب من يحبك!

تحقیقِ حالات کا شرعی نظام

(زیرِ مطالعہ سورۃ الحجرات آیت نمبر۶)

انسان معاشرتی زندگی میں نہ جانے کتنے مسائل سے الجھتا اور شکار ہوتا رہتا ہے جس کی بعض صورتیں انفرادی ہوتی ہیں اور بعض اجتماعی، حالات وواقعات کے پس منظر میں کئی ایک ایسے پہلو ہوتے ہیں جن کی گتھیاں سلجھانے میں وقت اور عقل دونوں کام میں لائے جاتے ہیں۔ معاشرتی بگاڑ کے اسباب ایک دو نہیں کئی ہیں بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں اضافہ ہو رہا ہے کمی نہیں۔ انسانی زندگی میں ایسے حوادثات رونما ہوتے دیکھے گئے جن کی بنیادی وجہ محض غلط فہمی تھی باقی کچھ نہ تھا۔ مگر شیطانی سوچ نے ایسا کر دکھایا کہ خاندان کے خاندان سالہا سال قبائلی عداوتوں کی بھینٹ چڑھتے رہے اور اگلی نسلیں ان کے زہریلے اثرات کا دھواں محسوس کرتی رہیں اسلام نے تمام تر ایسے اسبابِ عداوت کو عصبیتِ جاہلیہ قرار دے کر اس کے ارتکاب کو نہ صرف دنیا میں جرم عظیم کے طور پر لیا بلکہ آخرت میں بھی اس کو سخت ترین قابلِ مواخذہ گناہ ٹھہرایا۔ انسان کو ہر سنی سنائی بات ذہن میں رکھنے اور آگے پھیلانے کے متعلق اصولی راہنمائی کرتے ہوئے اس کو جھوٹ کی اشاعت سے تعبیر کیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے ﴿کفی بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع﴾ کہ کسی انسان کے جھوٹے ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو (بلا تحقیق) نقل کرتا پھرے۔ اللہ تعالیٰ نے دفعِ شر (فساد کی روک تھام) کیلئے ایک قانونی ہدایت نامہ جاری فرمایا ہے کہ کسی بھی افواہ پر کان دھرنے سے قبل خبر فاسق (گویا جھوٹی خبر) کی پوری چھان بین اور تفتیش ضروری ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ بلا تحقیق خبر کے نتیجہ میں کوئی بڑا فساد رُونما ہو جائے اور پورا خاندان، معاشرہ اس کے تباہ کن اثرات ونتائج پر پشیمان ہوتا پھرے۔ ارشاد ربانی ہے ترجمہ: اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی گناہ گار خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو کہیں (ایسا نہ ہو) کہ تم جا پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو اپنے کئے پر پچھتانے لگو (سورۃ الحجرات آیت نمبر۶)۔ کس قدر سنہری اصول وضع کر دیا گیا ہے کہ خبر دینے والا جتنا اہم شخص کیوں نہ ہو اس کو کسی بات کے سننے سمجھنے میں غلطی ہو سکتی ہے بطور جنرل لاء (General Law) (قانون عام) کے واضح تلقین کی گئی کہ ہر خبر کی تحقیق ضروری ہے یہ اہم نقطہ ہر لحاظ سے یاد رکھنا ضروری ہے کہ جب کوئی قانون نافذ کیا جاتا ہے تو اس میں کسی ایک فرد یا قوم کا نام لئے بغیر لاگو کیا جاتا ہے۔ آیت ﴿ان جاء کم فاسق

بنبأ﴾ میں شانِ نزول میں کسی شخصِ خاص (حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی غلط فہمی کو پیش نظر رکھے بغیر ہی اسے سمجھنا ضروری ہے اور موضوع کو اِس نقطہ کے ذریعہ اختصار سے بھی سمیٹا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں بیان کردہ قانونی ہدایت (برائے تحقیقِ خبر) کا تعلق نزول کے بعد مستقبل کے حوالہ سے نفاذ کا ہے۔ پہلے سے نہیں تو (معاذ اللہ) کسی صحابی کے فسق کا موضوع اور عنوان جوڑ ہی نہیں رکھتا۔ دوسرا نقطہ یہ ہے کہ فسق و فجور کا تعلق اس کے دانستہ ارتکاب سے ہے غلط فہمی یا دانستگی پر فسق حقیقی کا اطلاق درست نہیں۔ واقعہ نزول میں غلط فہمی یا خطا اجتہادی کا ارتکاب مان لیا گیا ہے تو وہ بھی ترک اولیٰ ہی کہلانا چاہئے البتہ مقام خاص و منزلت اور درجہ عظیم کی وجہ سے باعث گرفت ﴿حسنات الابرار سیئات المقربین﴾ ٹھہرایا جائے تو وہ اور بات ہے۔ تاہم حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حوالہ سے ان کے مقام و مرتبت کی حساسیت کا کیا کہنا کہ وساوس شیطانی پر کان دھرنے والے بدطینت مزاج لوگوں کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین (ولید بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت) کے متعلق باری تعالیٰ کس قدر عظیم الفاظ سے انہیں یاد فرماتے ہیں، ترجمہ: اور لیکن اللہ پسند کرتے ہیں تمہارے لئے ایمان کو اور مزین کرتے ہیں تمہارے دلوں کو اور ناپسند کرتے ہیں تمہارے لئے کفر کو اور فسق کو اور نافرمانی کو اور یہی وہ لوگ ہیں جو راہنمائی حاصل کرنے والے ہیں (سورۃ الحجرات آیت نمبر ۷)۔ سبحان اللہ خود باری تعالیٰ نے کس طرح کی معمولی گرد و غبار کی بھی ہر طرح صفائی کرتے ہوئے جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ﴿اولئك هم الراشدون﴾ کے تمغہ خاص سے بھی نواز دیا ہے تو ظاہری فسق جیسے الفاظ کی حیثیت باقی کیا رہ گئی؟ ویسے کسی عام شخص سے جرم سرزد ہوجانے کے بعد توبہ کرلینے پر اسے ﴿کمن لا ذنب لہٗ﴾ فرمایا گیا (گویا جرم سرزد ہوا ہی نہیں)۔ اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نادانستہ اجتہادی خطا مان بھی لی گئی تھی تو جب خالق کائنات ان کے متعلق فرمادیں ﴿رضی اللّٰہ عنھم و رضوا عنہ﴾ تو بعد میں آنے والوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ان کے حوالہ سے کوئی تنقیدی عنوان چھیڑیں؟

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۷تا۸۔ امام الانبیاء ﷺ کی مطلق اتباع نہ کرنے کے دنیوی نقصان کی تنبیہاتی نشاندہی اور صحابہ کرامؓ پر فکر و عمل کے اعتبار سے خدائی کرم خاص کا احسانی اظہار نیز ان کے لیے تمغۂ رشد و ہدایت کے اعزازِ عظیم کا اعلان۔

۹۔ (خدانخواستہ) اہل ایمان کے مابین کبھی تنازعہ ہو جانے کی صورت میں صلح کو ترجیح دینے جبکہ بغاوت پر آمادہ جماعت کو عملی سزا دینے جیسے اصلاحی اقدامات کا بیانِ خاص۔

۱۰۔ باہمی تنازعات کے پس منظر میں اہل ایمان کو اپنے نظریاتی رشتہ و قرابت خاص کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہوئے صلح کن کردار ادا کرنے اور تقویٰ اختیار کرنے کا ناصحانہ اظہار۔

۱۱تا۱۲۔ معاشرتی و اخلاقی بگاڑ کا باعث بننے والی قولی و فعلی کمزوریوں کی تنبیہی نشاندہی اور اصلاح احوال کے لیے بعض اخلاقیاتی نصائح کا زوردار اظہار و بیان۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا
والا حکمت والا ہے۔ اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو
فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ
ان کے درمیان صلح کرا دو پس اگر ایک ان میں دوسرے پر ظلم کرے تو اس سے لڑو جو زیادتی
تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا
کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے پھر اگر وہ رجوع کرے تو ان دونوں میں
بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ
انصاف سے صلح کرادو اور انصاف کرو بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ بے شک
اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ع
مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں سو اپنے بھائیوں میں صلح کرادو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا
اے ایمان والو ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں
مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا
دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ
تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ
ایک دوسرے کے نام دھرو ، فسق کے نام لینے ایمان لانے کے بعد بہت
بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا
برے ہیں اور جو باز نہ آئیں سو وہی ظالم ہیں۔ اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ
ایمان والو بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو کیوں کہ بعض گمان تو گناہ ہیں اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو اور نہ کوئی
وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ
کسی سے غیبت کیا کرے کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے
يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ
کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو اس کو تو تم ناپسند کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بڑا توبہ

رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَٰكُمْ

قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔ اے لوگو ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے

شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓا۟ ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ ۚ إِنَّ

خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ

ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿١٣﴾ قَالَتِ ٱلْأَعْرَابُ ءَامَنَّا ۖ قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا۟ وَلَٰكِن

ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔ بدویوں نے کہا ہم ایمان لے

قُولُوٓا۟ أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ ٱلْإِيمَٰنُ فِى قُلُوبِكُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوا۟

آئے ہیں کہہ دو تم ایمان نہیں لائے لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں

ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ لَا يَلِتْكُم مِّنْ أَعْمَٰلِكُمْ شَيْـًٔا ۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ

داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو تو تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا بے

رَّحِيمٌ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا۟

شک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ بے شک سچے مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے

وَجَٰهَدُوا۟ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ

پھر انہوں نے شک نہ کیا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے

ٱلصَّٰدِقُونَ ﴿١٥﴾ قُلْ أَتُعَلِّمُونَ ٱللَّهَ بِدِينِكُمْ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ

(مسلمان) ہیں۔ کہہ دو کیا تم اللہ کو اپنی دین داری جتاتے ہو اور اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں

وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۚ وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٦﴾ يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ

اور زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ آپ پر اپنے اسلام لانے کا احسان

أَسْلَمُوا۟ ۖ قُل لَّا تَمُنُّوا۟ عَلَىَّ إِسْلَٰمَكُم ۖ بَلِ ٱللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ

جتاتے ہیں کہہ دو مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ جتلاؤ بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے

هَدَىٰكُمْ لِلْإِيمَٰنِ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿١٧﴾ إِنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ

ایمان کی طرف تمہاری رہنمائی کی اگر تم سچے ہو۔ بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی سب مخفی

ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ وَٱللَّهُ بَصِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾ ع ۲ / ۸ / ۱۴

چیزیں جانتا ہے اور دیکھ رہا ہے جو تم کر رہے ہو۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۳۔ انسانی تخلیق کی فطرتِ عامہ اور اس کی بعض معاشرتی ضروریات کا ذکر کرتے ہوئے اصل وجہِ شرافت و عظمت کی تنبیہاتی نشاندہی کا اظہار۔

۱۴۔ نومسلم دیہاتی لوگوں کو اُن کی ایمانی کیفیت کے حوالہ سے خوش فہمی اصلاحی تنبیہ اور مستقبل میں اطاعتِ خدا اور رسول میں ثابت قدمی دکھانے کی صورت میں انعامِ خاص کا احسان بیان۔

۱۵۔ مؤمنین صادقین کی رضائے الٰہی کے لیے اُن کے مساعیٔ جمیلہ (جانی و مالی قربانی) پر خدائی تمغۂ صداقت کا احسان اظہار و پُرمسرت اعلان۔

۱٦ تا ۱۷۔ بعد میں اسلام قبول کرنے والے بعض لوگوں کی جذباتی گفتگو کا نوٹس اور اُن کی اصلاح کے لیے حقیقت آمیز تنبیہ کا ناصحانہ اظہار۔

۱۸۔ ہر مخفی حقیقت کے پسِ منظر میں خدائی آفاقی (ہمہ جہتی) علمِ خاص کا اعتقادی بیان۔

آدابِ معاشرہ کے اخلاقیاتی پہلو

(زیرِ مطالعہ سورۃ الحجرات آیت نمبر۱۱)

اسلام ایک جامع وکامل آفاقی نظام حیات ہے جس کی تعلیمات میں اس قدر وسعتِ فکر وعمل ہے کہ دنیا کے کسی خطے میں رہنے والے شخص کے لئے اس کے بیان کردہ احکامات کا بجالانا ذرا بھی مشکل نہیں۔ اسلام نے اعتقادات، عبادات، معاملات، اخلاقیات، تجارت، سیاست وحکومت الغرض ہر پہلو پہ صرف لفظی ہدایات یا ناصحانہ مشوروں تک اکتفاء نہیں کیا بلکہ ایک جامع ترین نظام العمل نافذ فرمایا ہے اگر اسلامی حکومت ومنصب اقتدار صالح افراد کے پاس ہو اور وقت کے حکمران قوت حاکمہ کے ذریعہ اس جامع نظام حیات کو بلاامتیاز سب پر قانونی طور پر لاگو کریں تو مثالی معاشرہ وجود میں آجائے۔ قوانین میں سے بعض چیزیں حکومت وقت کے ذریعہ نافذ ہوتی ہیں اور بعض امور خود انسانی زندگی کے اخلاقیاتی پہلوؤں سے تعلق رکھتے ہیں۔ انکی راہنمائی اصحاب علم وفہم سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔ دینی کتب ورسائل سے بھی لی جاسکتی ہے۔ خود قرآن مقدس نے اہم اخلاقیاتی پہلوؤں کی راہنمائی تاکیدی انداز سے کی ہے ان میں سے بعض حقائق اوامر (احکامات) سے ہیں اور بعض نواہی سے (ممنوعات سے) اس حوالہ سے ''اسلام کا اخلاقیاتی نظام'' کے عنوان سے الگ طور پر ایک راہنما مضمون پارہ نمبر۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر۲۳ تا ۳۸ کے تحت مختصر طور پر تحریر کیا گیا ہے۔ سورۃ الحجرات آیت نمبر۶ تا ۱۳، سورۃ الفرقان آیت نمبر۶۳ تا ۷۶، سورۃ المومنون آیت نمبر۱ تا ۱۰ میں انہی اعلیٰ اخلاقیاتی پہلوؤں کی واضح راہنمائی کا اجتماعی اہتمام کیا گیا۔ جبکہ پورے قرآن پاک میں دیگر مقامات پر اوامر ونواہی میں بھی بطور خاص اخلاقیاتی امور کے راہنما اصول انفرادی تذکرے کے پس منظر میں موجود ہیں ان حوالوں کا مقصد اس اہم امر کی طرف توجہ دلانا ہے کہ ہمارے ہاں اخلاقیاتی اور معاملاتی حوالوں سے بہت زیادہ کمزوریاں دیکھنے سننے کو ملتی ہیں اس لئے قرآنی ہدایات پر انتہائی توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ سورۃ الحجرات میں بیان کردہ راہنما اصولوں میں پہلی ترجیح کے طور پر بنیادی حقیقت کی اولین نشاندہی مومنین کے مابین باہمی رشتہ اخوت کے زور پر ہے۔ نظریاتی رشتہ جسمانی رشتوں پر فائق سمجھا جاتا ہے اسلام نے انسانی اخلاقیات کا مساویانہ حُسنِ نظام نافذ فرمایا ہے جس کی خشت اول (پہلی بنیاد) اخوت کے لازوال رشتے پر رکھی گئی ہے کوئی امیر ہے یا غریب سب کے لئے یکساں حکم

ہے کہ باہمی رواداری اور محبت کے دینی تقاضے کو ہر ایک پیش نظر رکھے کوئی کسی کو انفرادی یا اجتماعی (قومی بنیادوں) سطح پر کسی بھی لحاظ سے تمسخر (مذاق / پھبتی کسنے) کا نشانہ ہرگز نہ بنائے۔ مرد وزن میں سے کوئی بھی رنگ ونسل کے ظاہری امتیاز کو اپنے لئے باعث فخر مت سمجھے نہ ہی کسی کو بُرے القابات سے موسوم (پکارنے / بلانے) کرنے کی جسارت کرے ایسا کرنے والے کو عنداللہ ظالم قرار دیا گیا ہے اور ایسی حرکات کو ایمانی زندگی میں بدتر حرکت اور قبیح عمل کہا گیا ہے۔ بدظنی (بدگمانی) کو پست فکری (وکند ذہنی) سمجھتے ہوئے اس کو (بعض صورتوں میں) گناہ قرار دیا گیا ہے۔ غیبت کو انسانی بلکہ خاص اپنے بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے اس سے زیادہ اس جرم کی قباحت کے اظہار کے کونسے الفاظ مناسب ہوسکتے تھے۔ انسانی تخلیق کی مُساویانہ حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے خبردار کیا گیا ہے کہ تم اول وآخر ایک ہی مادہ سے بنائے گئے ہو امیر وغریب میں اس لحاظ سے کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا۔ قبائلی تقسیم (قومی لحاظ سے نسبت) فقط عُرف کے اعتبار سے تعارف وپہچان کے لئے بنائی گئی ہے اس لئے خبردار اس کو اپنے لئے باعث تفاخر مت قرار دینا تم لاکھ اظہار فخر کرو مگر اس سے یہ حقیقت بدل نہیں سکتی اصل عزت وہ ہے جو منجانب اللہ ہے اور یہ طے ہے کہ اللہ کے ہاں محترم وقابل اعزاز صاحب تقوی انسان ہے نہ کہ قبائلی سردار یا دیگر عرفی عزت دار لوگ، آپ ذرا اس نقطہ پر خاص طور پر توجہ فرمائیں تو یہ حقیقت آشکارا ہوتی نظر آتی ہے کہ ان میں سے ہر ایک پہلو معاشرے میں نزاع اور جھگڑے کا باعث بنتا ہے۔ اسلام نے فیصلوں سے پہلے باعث نزاع (جھگڑے) اُمور کا تدارک کیا ہے کہ ایسی بدزبانی بداخلاقی یا ایک دوسرے پر اظہار تفاخر کے جملے مت استعمال کرو جن کے نتائج بعد میں تمہیں خطرناک قبائلی جھگڑوں کی صورت میں ملیں۔ اسلام کا تربیتی واخلاقی نظام ایک دانا ہمدرد ماں سے زیادہ محبت وہمدردی کے پس منظر میں (مسلمانوں کی) ناصحانہ ومشفقانہ راہنمائی کرتا ہے۔ اگر مسلمان لوگ یا کوئی بھی معاشرہ (افراد یا قوم) قرآنی راہنما اُصولوں کو عملاً اپنا لے تو اس کے باہمی نزاعی معاملات کی شرح 100 سے 10 پر آجائے گی۔ اسلام نے سردردی کا علاج سر کاٹنے کی بجائے درد کے خاتمہ سے کیا ہے۔ اسلامی اخلاقی تعلیمات ہر قوم ہر جگہ کے معاشرتی بگاڑ کے علاج کیلئے سدابہار نسخہ تسلیم کی گئی ہیں۔ یہ ہر طرح کی افراط وتفریط سے دُور اعتدال پر مبنی پاکیزہ راہنما اصول ہیں جن پر عمل کرکے آج بھی ہم تمام تر اخلاقیاتی فساد کے باوجود اپنے معاشرے کو پاکیزہ بنا سکتے ہیں۔ خدا پاک ہمیں توفیقِ عمل دے۔

سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝١ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ

ق۔ اس قرآن کی قسم جو بڑا شان والا ہے۔ بلکہ وہ تعجب کرتے ہیں کہ ان کے پاس انہیں میں سے ایک

فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝٢ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ

ڈرانے والا آیا پس کافروں نے کہا کہ یہ تو ایک عجیب بات ہے۔ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہو

ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝٣ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَ

جائیں گے یہ دوبارہ زندگی بعید از قیاس ہے۔ ہمیں معلوم ہے جو زمین ان میں سے کم کرتی ہے اور ہمارے

عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝٤ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ

پاس ایک کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے۔ بلکہ انہوں نے حق کو جھٹلایا جب کہ وہ ان کے پاس آیا پس

فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝٥ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَ

وہ ایک الجھی ہوئی بات میں پڑے ہوئے ہیں۔ پس کیا انہوں نے غور سے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم

زَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝٦ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا

نے کس طرح اسے بنایا اور آراستہ کیا ہے اور اس میں کوئی بھی شگاف نہیں۔ اور ہم نے زمین کو بچھا دیا اور اس

رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝٧ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى

میں مضبوط ڈال دیے اور اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگائیں۔ ہر رجوع کرے والے بندے کے لیے

لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝٨ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ

بصیرت اور نصیحت ہے۔ اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا پھر ہم نے اس کے ذریعے سے

جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝٩ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝١٠ رِّزْقًا

باغ اگائے اور اناج جن کے کھیت کاٹے جاتے ہیں۔ اور لمبی لمبی کھجوریں جن کے خوشے تہہ بہ تہہ ہیں

لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝١١ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ

بندوں کے لیے روزی اور ہم نے اس سے ایک مردہ بستی کو زندہ کیا دوبارہ نکلنا اس طرح ہے۔ ان سے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ ق

۱ تا ۲۔ عظمتِ قرآن کی قسم کا تاکیدی اظہار اور کفار کے ناحق تعجب کا مذمتی ذکر۔

۳۔ کفار کی عقیدہ آخرت کے متعلق بد اعتقادی کا تعجب خیز اظہار۔

۴۔ موت کے بعد انسانی اعضاء کے حوالے سے احاطۂ علم وقدرت کا فکر انگیز تذکرہ۔

۵۔ اظہارِ حق کے باوجود کفار کی تکذیبِ حق اور فضول شکی بحث کا مذمتی بیان۔

۶ تا ۸۔ عقیدہ آخرت پر شک کا اظہار کرنے والوں کو آسمان وزمین کے منظم نظامِ تخلیق اور ان کے فوائد پر غور وفکر کی مشاہداتی دعوت کا تنبیہی اظہار اور اس سے سبق حاصل کرنے کی تلقین کا ذکر۔

۹ تا ۱۱۔ آسمانی بارش برسا کر اُس کے ذریعہ مختلف فوائد و انعامات کا احسانی اظہار اور پانی کے ذریعہ مُردہ (بنجر) زمین کے احیاء (زندہ و آباد کرنے) کا مشاہداتی احوال بیان کرتے ہوئے دوبارہ انسانی زندگی (مرنے کے بعد زندہ اٹھائے جانے کے متعلق عقیدۂ آخرت) کا ثبوتی اظہار و بیان۔

قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ﴿١٢﴾ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ
پہلے قوم نوح اور کنویں والوں نے اور قوم ثمود نے جھٹلایا۔اور قوم عاد اور فرعون اور قوم
لُوْطٍ ﴿١٣﴾ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ
لوط نے۔ اور بَن والوں اور قوم تُبّع ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہمارا وعدہ عذاب
وَعِيْدِ ﴿١٤﴾ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ
ثابت ہوا۔کیا ہم پہلی بار پیدا کرنے میں تھک گئے ہیں (نہیں) بلکہ وہ ازسرِ نو پیدا کرنے کے متعلق
جَدِيْدٍ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ع ١ ١٥ ١٥
شک میں ہیں۔اور بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کے دل میں گزرتا
وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿١٦﴾ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ
ہے اور ہم اس سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ جب کہ ضبط کرنے والے دائیں اور بائیں
الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿١٧﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ
بیٹھے ہوئے ضبط کرتے جاتے ہیں۔وہ منہ سے کوئی بات نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک
رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿١٨﴾ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ
ہوشیار محافظ ہوتا ہے۔اور موت کی بے ہوشی تو ضرور آ کر رہے گی یہی ہے وہ جس سے تو گریز
مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿١٩﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ﴿٢٠﴾ وَجَآءَتْ كُلُّ
کرتا تھا۔اور صور میں پھونکا جائے گا وعدہ عذاب کا دن یہی ہے۔اور ہر ایک شخص آئے گا
نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ﴿٢١﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا
اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہی دینے والا ہوگا۔بے شک تُو تو اس دن سے غفلت میں رہا
فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿٢٢﴾ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ
پس ہم نے تجھ سے تیرا پردہ دُور کر دیا پس تیری نگاہ آج بڑی تیز ہے۔اور اس کا ساتھی کہے گا
هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿٢٣﴾ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿٢٤﴾ مَّنَّاعٍ
یہ ہے جو میرے پاس تیار ہے (حکم ہوگا)۔تم دونوں ہر کافر سرکش کو دوزخ میں ڈال دو۔جو نیکی سے
لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ﴿٢٥﴾ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي
روکنے والا حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ہے۔جس نے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ٹھہرایا پس

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

١٢ تا ١٤۔ گذشتہ اقوامِ سابقہ کی اعتقادی بگاڑ و تکذیبِ حق جیسی مجرمانہ و باغیانہ سرگرمیوں کے نتیجہ میں ہلاکت و بربادی کا سبق آموز عبرتی بیان۔

١٥۔ کفار کی عقیدۂ آخرت کے حوالے سے پست فکری و بداعتقادی کا اصلاحی و تنبیہی اظہار۔

١٦۔ مخفی ترین امور پر بھی خدائی احاطۂ علم اور اُس کی انتہائی و غیر معمولی قُربتِ خاص (شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہونے) کا تنبیہاتی و فکر آمیز ذکر۔

١٧ تا ١٨۔ انسانوں کی نگرانی خاص کیلئے ہمہ وقتی دو خفیہ اہلکاروں (کراماً کاتبین) کی تعیناتی اور انسانوں کے ہر قول و فعل کے ریکارڈ کو محفوظ رکھنے کا تنبیہاتی اظہار۔

١٩ تا ٢٠۔ مرحلۂ موت کا تشویشناک تنبیہی ذکر اور وقوعِ قیامت کا فکر انگیز اظہار۔

٢١ تا ٢٢۔ روزِ محشر انسانوں کی بارگاہِ الٰہی میں کڑی نگرانی کے ساتھ پیشی کا تنبیہی ذکر اور اس موقع خاص پر سخت سرزنش کا برہمی اظہار۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٢٣ تا ٢٦۔ بارگاہِ الٰہی میں نامۂ اعمال کے ساتھ انسان اور اس کے نگران کی حاضری اور کفار و مشرکین کو جہنم میں ہتک آمیز انداز سے پھینک دینے کا غضبناک بیان۔

٢٧ تا ٢٩۔ گمراہی کے گڑھے میں دھکیلنے والے شیطانی رفیق (ساتھی) کی صفائی پیش کرنے کی کوشش پر حقیقت آمیز سخت سرزنش کا برہمی اظہار۔

٣٠۔ مجرمین کے داخلۂ جہنم کے بعد کی المناک صورتحال کی نشاندہی کا تنبیہاتی بیان (جوشِ جہنم پر خدائی سوال و جواب کا عبرتی ذکر)

٣١ تا ٣٥۔ فرمانبردار متقین کے لیے جنت کے فاصلے سمیٹ لینے کا احسانی اظہار اور اس موقع پر اُن کے لیے بھرپور استقبالیہ حوصلہ افزائی و کرم خاص کا پُرمسرت اعلان۔

٣٦ تا ٣٧۔ گذشتہ طاقتور ترین اقوام پر بوجہ نافرمانی خدائی گرفت و انتقام کا عبرتی اظہار اور ان واقعات و احوال سے پوری ہوشمندی کے ساتھ نصیحت حاصل کر لینے کا تنبیہی ذکر۔

٣٨۔ آسمان و زمین کی چھ دنوں میں معجزاتی تخلیقِ عظیم کا اعتقادی طرز سے اظہار و بیان۔

الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ۝ قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ وَلَٰكِن كَانَ فِي
اسے سخت عذاب میں ڈال دو۔ اس کا ہم نشین کہے گا اے ہمارے رب میں نے اسے گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ وہ
ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۝ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُم
خود ہی بڑی گمراہی میں پڑا ہوا تھا۔ فرمائے گا تم میرے پاس مت جھگڑو اور میں تو پہلے تمہاری طرف اپنے
بِالْوَعِيدِ ۝ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝ يَوْمَ ع ٢ / ١٦
عذاب کا وعدہ بھیج چکا تھا۔ میرے ہاں کی بات بدلی نہیں جاتی اور نہ ہی بندوں کے لیے ظالم ہوں۔ جس
نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ ۝ وَأُزْلِفَتِ
دن ہم جہنم سے کہیں گے کیا تو بھر چکی اور وہ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے۔ اور بہشت پرہیزگاروں کے لیے
الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ۝ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ
قریب لائی جائے گی کہ کچھ فاصلہ نہ ہوگا۔ یہی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر رجوع کرنے والے
حَفِيظٍ ۝ مَّنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ۝
اور حفاظت کرنے والے کے لیے۔ جو کوئی اللہ سے بن دیکھے ڈرا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا۔
ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ۝ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا
اس میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ ہمیشہ رہنے کا دن یہی ہے۔ انہیں جو کچھ وہ چاہیں گے وہاں ملے گا اور ہمارے
مَزِيدٌ ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُم بَطْشًا
پاس اور بھی زیادہ ہے۔ اور ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کر دیں جو قوت میں ان سے بڑھ کر تھیں پھر
فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِن مَّحِيصٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ
(عذاب کے وقت) شہروں میں دوڑتے پھرنے لگے کہ کوئی پناہ کی جگہ بھی ہے۔ بیشک اس میں اُس شخص کے لیے
لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا
بڑی عبرت ہے جس کے پاس (فہیم) دل ہو یا وہ متوجہ ہو کر (بات کی طرف) کان ہی لگا دیتا ہو۔
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ ۝
اور بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے چھ دن میں اور ہمیں کچھ بھی
فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَ
تکان نہ ہوئی۔ پس ان باتوں پر صبر کر جو وہ کہتے ہیں اور اپنے رب کی پاکیزگی بیان کر تعریف کے ساتھ

قَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ

دن نکلنے سے پہلے اور دن چھپنے سے پہلے۔ اور کچھ رات میں بھی اس کی تسبیح کر اور نماز کے بعد بھی۔ اور توجہ سے

يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۴۱﴾ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ

سنیے جس دن پکارنے والا پاس سے پکارے گا۔ جس دن وہ ایک چیخ کو بخوبی سنیں گے یہ دن قبروں سے نکلنے کا

يَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿۴۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ﴿۴۳﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ

ہوگا۔ بے شک ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔ جس دن ان پر سے زمین پھٹ

الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۭ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿۴۴﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ

جائے گی لوگ دوڑتے ہوئے نکل آئیں گے یہ لوگوں کا جمع کرنا ہمیں بہت آسان ہے۔ ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ کہتے

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۣ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾ ۳ ع ۱۶ ۱۷

ہیں اور آپ ان پر کچھ زبردستی کرنے والے نہیں پھر آپ قرآن سے اس کو نصیحت کیجیے جو میرے عذاب سے ڈرتا ہو۔

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ﴿۲﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ﴿۳﴾ فَالْمُقَسِّمٰتِ

قسم ہے ان ہواؤں کی جو (غبار وغیرہ کو) اڑانے والی ہیں۔ پھر ان بادلوں کی جو بوجھ (بارش کا) اٹھانے والے ہیں۔ پھر ان کشتیوں کی جو نرمی سے چلنے والی ہیں۔ پھر ان فرشتوں کی

اَمْرًا ﴿۴﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ﴿۵﴾ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۶﴾ وَالسَّمَاۗءِ

جو حکم کے مطابق چیزیں تقسیم کرنے والے ہیں۔ بے شک جس قیامت کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سچ ہے۔ اور بے شک اعمال کی جزا ضرور ہونے والی ہے۔ آسمان

ذَاتِ الْحُبُكِ ﴿۷﴾ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ﴿۸﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ

جالی دار کی قسم ہے۔ البتہ تم پیچیدہ بات میں پڑے ہوئے ہو۔ قرآن سے وہی روکا جاتا ہے جو

اُفِكَ ﴿۹﴾ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ﴿۱۱﴾

ازل سے گمراہ ہے۔ اٹکل پچو باتیں بنانے والے غارت ہوں۔ وہ جو غفلت میں بھولے ہوئے ہیں۔

يَسْـَٔــلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿۱۳﴾

پوچھتے ہیں فیصلے کا دن کب ہوگا۔ جس دن وہ آگ پر عذاب دیے جائیں گے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۹۔ کفار کی ایذا رسانیوں پر فی الحال صبر کی تلقین اور تسبیح و تحمید کے اہتمام (بالخصوص صبح و شام اور تہجد کے وقت) کرنے کا ناصحانہ ذکر۔

۴۱ تا ۴۲۔ وقوع قیامت کے لیے نفخ صور (صور پھونکنے کا) واضح طور پر سنائی دینے اور حشر برپا کیے جانے کا تنبیہی اظہار۔

۴۳ تا ۴۴۔ قبروں سے دوبارہ زندہ اٹھا کر میدان حشر میں لائے جانے کا اعتقادی و تنبیہاتی ذکر

۴۵۔ کفار کے منفی تبصروں کے اظہار کے باوجود آپ ﷺ کو قرآنی پیغامِ حق برابر سناتے رہنے کا حکم۔

سورۃ الذّٰریٰت

۱ تا ۶۔ غیر معمولی مشاہداتی و غیر مشاہداتی عظیم الفائدہ مخلوقات کی بالواسطہ قسم کے ذریعہ خدائی وعدۂ برحق کی صداقت کا تاکیدی اظہار و بیان۔

۷ تا ۸۔ عظیم الشان منظر والے آسمان کی بالواسطہ قسم کے ذریعہ منکرین قیامت کی ناحق بحث و تمحیص پر سخت ناگواری (ناراضگی) کا ذکر۔

۹ تا ۱۱۔ منکرین کی فکری و نظریاتی گمراہی کا سخت مذمتی اظہار۔

ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝۱۴ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ
اپنی شرارت کا مزہ چکھو۔یہی ہے وہ (عذاب) جس کی تم جلدی کرتے تھے۔بے شک پرہیزگار
فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝۱۵ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا
باغات اور چشموں میں ہوں گے۔لے رہے ہوں گے جو کچھ انہیں ان کا رب عطا کرے گا بے شک وہ
قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝۱۶ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝۱۷ وَ
اس سے پہلے نیکو کار تھے۔ وہ رات کے وقت تھوڑا عرصہ سویا کرتے تھے۔ اور
بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۱۸ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝۱۹
آخر رات میں مغفرت مانگا کرتے تھے۔اوران کے مالوں میں سوال کرنے والے اورمحتاج کا حق ہوتا تھا۔
وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ۝۲۰ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝۲۱
اور زمین میں یقین کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔اور خود تمہارے نفسوں میں بھی پس کیا تم غور سے نہیں
وَفِي السَّمَاۗءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۝۲۲ فَوَرَبِّ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ
دیکھتے۔اور تمہاری روزی آسمان میں ہے اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔پس آسمان اور زمین کے مالک کی قسم ہے
لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۝۲۳ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ع ۱۸
بے شک یہ (قرآن) برحق ہے جیسا تم باتیں کرتے ہو۔کیا آپ کو ابراہیم کے معزز مہمانوں کی بات
الْمُكْرَمِيْنَ ۝۲۴ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝۲۵ وقف لازم
پہنچی ہے۔جب کہ وہ اس پر داخل ہوئے پھر انہوں نے سلام کیا ابراہیم نے سلام کا جواب دیا (خیال کیا) کچھ اجنبی
فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَاۗءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝۲۶ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا
سے لوگ ہیں۔پس چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گیا اور ایک موٹا بچھڑا (تلا ہوا) لایا۔پھر ان کے سامنے لا رکھا
تَاْكُلُوْنَ ۝۲۷ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۭ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ
فرمایا کیا تم کھاتے نہیں۔پھر ان سے خوف محسوس کیا انہوں نے کہا تم ڈرو نہیں اور انہوں نے اسے ایک دانشمند لڑکے
عَلِيْمٍ ۝۲۸ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ
کی خوشخبری دی۔پھر ان کی بیوی شور مچاتی ہوئی آگے بڑھی اور اپنا ماتھا پیٹ کر کہنے لگی کیا بڑھیا بانجھ
عَقِيْمٌ ۝۲۹ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝۳۰
جنے گی۔انہوں نے کہا تیرے رب نے یونہی فرمایا ہے بے شک وہ حکمت والا دانا ہے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۲تا۱۴۔ وقوعِ قیامت کے متعلق کفار کے منفی سوالات کے جواب میں سخت سرزنش کا تنبیہاتی اظہار۔

۱۵تا۱۶۔ اُن کے برعکس متقین کے نیک اعمال پر بھرپور حوصلہ افزائی و کرم خاص کا احسانی اظہار۔

۱۷تا۱۹۔ فرمانبردار متقین کی صفات و اعمال حسنہ کا تحسینی وتعریفی ذکر۔

۲۰تا۲۲۔ آفاقی (جو ہر کسی کے مشاہدے میں ہیں) اور خود انسان میں پائی جانے والی عظیم نشانیوں پر غور وفکر کا اصلاحی وتنبیہی بیان۔

۲۳۔ ربّ السّمٰوٰت والارض کی طرف سے خدائی وعدوں کے برحق ہونے کا قسمیہ (واعتقادی) اظہار۔

۲۴تا۳۷۔ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آنے والے (انسانی شکل میں فرشتوں) معزز مہمانوں کے واقعاتی احوال کا سلسلہ وار تذکرۂ خاص (حضرت ابراہیمؑ کی بلا پوچھے مہمان نوازی، ان کے انکار پر حضرت ابراہیمؑ کے فطری خوف کا اظہار، فرشتوں کی طرف سے اظہارِ حقیقت سے لیکر آخر تک واقعاتی تسلسل کا عبرتی ذکر)۔

عقلیات کے بے لگام سائنسی گھوڑے اور نظام فطرت کے خدائی اصول

(زیرِ مطالعہ سورۃ الذّٰریات آیت نمبر۲۰ تا۲۱)

آج سائنس وٹیکنالوجی کا دور دورہ ہے ہر شے کی ایجاد کے پیچھے اسی کا ظاہری عمل دخل واضح نظر آرہا ہے۔ انسان ترقی کی اس ظاہری شاہراہ پر اتنی تیزی سے رواں دواں ہے کہ اس کی سوچ وفکر اور عقل ودماغ کے تمام خانے اسی پس منظر کے اردگرد مختلف زاویوں میں مصروف ومحو ہیں کہ مزید ترقی کیسے ممکن ہے؟ سائنس کے اس کلیے سے سہولیات وایجادات کی مزید صورتیں کیا ممکن ہوسکتی ہیں اسی فکری انہماک نے انسان کے لئے بنیادی عقائد واصول فطرت پر کچھ دیر کے لئے رک کر غور وفکر کا وقت ہی نہیں چھوڑا کہ وہ اصل حقائق کو زیرِ تحقیق لاسکے نتیجہ یہ برآمد ہورہا ہے کہ آج پھر ایک بار نظام فطرت کے اصلی حقائق کو نظر انداز کرتے ہوئے سائنس کو ہی ہر شے کا (معاذاللہ) تخلیق کار قرار دے کر اسی سے ابتدا اور اسی پر انتہاء کی جارہی ہے۔ عقلیات کے یہ بے لگام گھوڑے اس طرح سرپٹ دوڑانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ شیطانی میڈیا کے ذریعے بے اعتقادی کی اس باطل نظریاتی آندھی کو بڑے طوفان میں بدل دیا جائے اور ہر ایک اس عقلی دجل وفریب کو قرینِ عقل سمجھنے لگے، قرآن مقدس نے اس دجالی فکر کے بے بنیاد نظریہ اور اعتقادی کے فتنے سے پہلے ہی خبردار کر دیا تھا کہ کچھ عقل کے پجاریوں کی نظریاتی گمراہی یہ ہے کہ ﴿وَ مَا یُهْلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهْرُ﴾ کہ یہ حوادثات زمانہ کی اونچ نیچ یا نشیب وفراز ہیں کہ ہم کبھی جی رہے ہیں اور کبھی مر رہے ہیں ہمارا جینا مرنا ایک خود سے تشکیل شدہ (معاذاللہ) نظام فطرت ہے جس کے نتیجے میں نظام ہستی چل رہا ہے۔ یہ ''اتفاقات زمانہ'' ہے، ''مکافاتِ عمل'' ہے، ''حوادثاتِ زمانہ'' ہیں جیسے گمراہ کن جملے ہیں جن کا اظہار ہر دور کے بدعقیدہ وگمراہ فکر لوگ کرتے چلے آرہے ہیں۔ جیسا منہ ویسا تھپڑ کے مصداق ہر دور کے اہل حق اصحابِ علم وفہم نے ان لوگوں کی بے اعتقادی کا علمی واصلاحی احتساب کرکے ان کو راہ راست پر لانے کی ہر ممکن جدوجہد کی جس کے مقدر میں اصلاح وتوبہ کی گنجائش موجود تھی وہ تو راہ حق کی طرف لوٹ آئے اور جو گمراہی کی ہٹ دھرمی پر جمے رہے وہ اسی باطل نظریے کے کفن میں مدفون ہوئے (اعاذنا اللہ)۔ ان بے لگام عقلی گھوڑوں کو روک کر کوئی پوچھے کہ تمہارے سائنسی خدا (معاذاللہ) کی عمر ہی کیا ہے؟ اس کی پیدائش کب سے ہوئی ہے زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دو صدی؟ پس اس سے پیچھے کے سارے نظام کا خالق کوئی اور خدا تھا؟ (معاذاللہ)۔ حوادثاتِ زمانہ اور اتفاقات زمانہ کے باطل نظریے کی بنیاد ہی سرے سے غلط ہے کسی شئے کے اتفاقی وجود اور ظہور کی (بلاسبب وبلاعمل دخل) کوئی چھوٹی سی عملی مثال لاکر دکھادو خود اس انسان سے جو اس نظریہ باطل کا داعی ہے اسے ہی کہہ دو کہ تم اپنا وجود ہی بلاسبب ثابت کرکے دکھادو۔ سائنس کا تو موضوع اسباب کے وجود سے ہی نئی اختراعات وایجادات کا ظہور ہے، عجیب نظریہ (باطل) ہے کہ حوادثات واتفاقاتِ زمانہ سے وجود وعدم کا سلسلہ چلا ہوا ہے خود عقل ہی اس فکر کا انکاری ہے تو پھر ایسے نظریے کا وجود اور گنجائش کیسے باقی رہ گئی۔ خدائی نظام فطرت بھی اُسی ذات کے کلمہ کُن سے وجود میں آیا یہ سب نظام فلکیات سمیت جملہ مخلوقات کا وجود

اُسی کا تخلیق کردہ ہے کوئی دوسرا اس میں شریک کار نہیں تھا (اور نہ ہے) ایک مکھی اور مچھر تک کا وجود اُسی کے مرتب کردہ نظام سے وابستہ ہے۔ عقل کے پجاری نظام فلکیات کے ایک چھوٹے سے کرۂ ارض کے اصل حقائق تک پوری طرح رسائی حاصل نہ کر سکے ہیں اور مستقبل میں (خدائی نظامِ تکوینی) ایسا ہو بھی جائے تو کیا ہوا؟ کیا ان کے سائنسی خدا پر (معاذ اللہ) لاکھوں کروڑوں سال بعد یہ منکشف ہوا ہے کہ زمین کی تہہ میں مخفی خزانے یہاں چھپے ہوئے تھے جواب دستیاب ہو رہے ہیں؟ خدا کرے کسی کی بھی عقل نہ ماری جائے ورنہ تو انسان عقل کی اتباع وتقلید میں خود اپنے عقل سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اللہ پاک نے اپنی مقدس کتاب میں ایسے ہی عقلی بتوں کے (اصل میں بے عقلی کے) پجاریوں کو جا بجا اپنے آفاقی مشاہدات (آسمان وزمین بحر وبر وغیرہ) کے ذریعے سمجھایا ہے کہ خود اپنے وجود میں خالقِ حقیقی کے محتاج لوگو ذرا غور تو کرو کہ کیا تم سارے مل کر ایک آسمانی ستارہ (سیارہ) بنا کر اور پھر اسے اٹھا کر اتنی بلندی پر لے جا کر فضاء میں معلق کر سکتے ہو؟ تم سے تو میرے ایک چھوٹے سے کرۂ ارض کی مخلوقات کی صحیح تعداد نہیں گنی جا سکتی (نت نئی مخلوقات کا مشاہدہ معلومات میں آ رہا ہے)۔ تم فلکیات پر جتنی بھی کمندیں ڈال لو مگر تم سے سورج کی تپش ہی کنٹرول نہیں ہو سکتی ڈرتے ہو کہ اگر سورج کا درجہ حرارت اس متعینہ مقدار سے پانچ ڈگری کراس کر گیا تو ساری دنیا جل کر خاکستر ہو جائے گی۔ تمہاری ساری سائنسی تحقیقات انسانی زندگی کے دائمی بقاء کا کوئی نسخہ تلاش نہیں کر سکیں۔ دوسروں کو سہولیات پہنچانے اور تسخیر کائنات کے فلسفے کے پیچھے قیمتی زندگی کھپانے والے سائنسدان کچھ اپنے منصوبوں کی تکمیل کیلئے ہی سائنس کے کسی کلیے کے تحت اپنی عمر کے مزید آٹھ، دس سال خود سے بڑھا لیتے یا مانگ لیتے۔ خود انسانی عقل کو سب کچھ سمجھنے والوں کا اپنا اقرار ہے کہ ان کی عقل محدود ہے، ان کی فکر لامحدود نہیں بہت سے حقائق ان کی دسترس میں نہیں گویا تمہاری سائنسی تھیوری ایک حد سے آگے سفر نہیں کر سکتی۔ تمہاری سائنس کے پاس کوئی ایسا جھاڑو دستیاب نہیں جو آسمان میں طوفانی ہواؤں کیساتھ آنے والی گرد وغبار کو صاف کر سکے۔ تم ماں کے پیٹ میں مردہ بچے کو زندگی کا وجود تک نہیں دے سکتے۔ بعض عقل کے اندھے اس شیطانی وسوسے کا برملا ظاہر کرنے میں بے باکی دکھاتے ہیں کہ (معاذ اللہ) اللہ پاک کا خالق کون ہے تو اسی وسوسے کے جواب میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ایسے خیال کو جھٹک دیا کرو۔ پرانے فلسفے کی کتابوں میں اس فکر کو رد کرنے کی اصطلاح رائج تھی کہ اس سے تو دور لازم آتا ہے اور یہ دور تو باطل ہے ایسے وسوسے کا علاج اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہے۔ یہاں اتفاقاتِ زمانہ اور حوادثاتِ زمانہ کے پجاری کوئی عقلی لیکچر کیوں نہیں جھاڑتے بلکہ بے بسی (بے شرمی) کی تصویر بنے نظر آتے ہیں۔ ذرا عقل کو اپنی اوقات میں لاؤ اور مان لو کہ عقل کے پیچھے اصل طاقت اور قوت خدائی نظامِ فطرت اور اس کے تکوینی فیصلوں کی ہے۔ وہی خالق سائنس بھی ہے اسی کے تکوینی فیصلوں کا کرشمہ ہے کہ سائنس دانوں کے دماغ تیز رفتار ہونے لگے ہیں اور ترقی کا پہیہ تیزی سے گھومنے لگا ہے مزید سمجھنے کیلئے پارہ نمبر ۷ سورۃ الانعام آیت نمبر ۴۴ تا ۴۵ کے تحت ''یک دم سائنسی ترقی پر اُٹھتا ہوا سوال'' مضمون کا مطالعہ کریں۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ
فرمایا اے رسولو! تمہارا کیا مطلب ہے۔انہوں نے کہا ہم ایک مجرم قوم کی طرف
مُّجْرِمِينَ ۝ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن طِينٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِندَ
بھیجے گئے ہیں۔تاکہ ہم ان پر مٹی کے پتھر برسائیں۔وہ آپ کے رب کی طرف حد سے بڑھنے والوں
رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ۝ فَأَخْرَجْنَا مَن كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝
کے لیے مقرر ہو چکے ہیں۔پھر ہم نے نکال لیا جو بھی وہاں ایمان دار تھا۔
فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً
پھر ہم نے وہاں سوائے مسلمانوں کے ایک گھر کے نہ پایا۔اور ہم نے اس واقعہ میں ایسے لوگوں کے لیے ایک عبرت
لِّلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝ وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ
رہنے دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں۔اور موسیٰ کے قصہ میں بھی عبرت ہے جب کہ ہم نے فرعون کے پاس
فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ۝
ایک کھلی دلیل دے کر بھیجا۔سو اس نے مع اپنے ارکانِ سلطنت کے سرتابی کی اور کہا یہ جادوگر یا دیوانہ ہے۔پھر ہم نے
فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ۝ وَفِي عَادٍ إِذْ
اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا پھر ہم نے انہیں سمندر میں پھینک دیا اور اس نے کام ہی ملامت کا کیا تھا۔اور قوم عاد
أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ۝ مَا تَذَرُ مِن شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ
میں بھی (عبرت ہے) جب ہم نے ان پر سخت آندھی بھیجی۔جو کسی چیز کو نہ چھوڑتی جس پر سے وہ گزرتی مگر اسے
إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ۝ وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ۝
بوسیدہ ہڈیوں کی طرح کر دیتی۔اور قوم ثمود میں بھی (عبرت ہے) جب وہ ان سے کہا گیا ایک وقت معین تک کا فائدہ
فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنظُرُونَ ۝ فَمَا
اٹھاؤ۔پھر انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی تو ان کو بجلی نے آ پکڑا اور وہ دیکھ رہے تھے۔پھر
اسْتَطَاعُوا مِن قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنتَصِرِينَ ۝ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن
نہ تو وہ اٹھ ہی سکے اور نہ وہ بدلہ ہی لے سکے۔اور قوم نوح کو اس سے
قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝ وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا ع
پہلے (ہلاک کر دیا) بے شک وہ نافرمان لوگ تھے۔اور ہم نے آسمان کو قدرت سے بنایا اور ہم وسیع

خلاصہ مفہوم آیات مطابق آیت نمبر

۳۸ تا ۴۰۔فرعون کی طرف حضرت موسیٰ کی معجزات سمیت آمد مگر فرعون کے متکبرانہ اعراض اور منفی ردعمل کے نتیجہ میں آخر کار اس پر (اس کے لشکر سمیت) خدائی عبرتناک گرفت کا واقعاتی و تنبیہی ذکر۔

۴۱ تا ۴۲۔قوم عاد کی مسلسل سرکشی و بغاوت کے نتیجہ میں اُن پر خدائی عذاب وانتقام کا عبرتی بیان۔

۴۳ تا ۴۶۔قوم ثمود پر خدائی اطاعت سے انکار کے انجام بد کا عبرتی اظہار اور اس سے قبل قوم نوح کی طویل عرصہ تک خدائی نافرمانی کی وجہ سے ہلاکت و بربادی کا عبرت آمیز ذکر۔

۴۷۔عظیم تر آسمان کی قدرتِ خاص سے تخلیق اور اس سے بھی زیادہ قدرت رکھنے کا عظمتی اظہار۔

۴۸۔زمین کا انسانوں کے لیے فائدہ مند بنانے کا احسانی ذکر۔

۴۹۔ہر چیز کو نظریہ ضرورت کے مطابق جوڑے دار پیدا کرنے کا حکمت انگیز اظہار۔

۵۰ تا ۵۱۔شرک سے بچتے ہوئے عقیدۂ حق کی طرف آگے بڑھنے کا تاکیدی حکم بصورت دیگر خدائی پیغام کے مطابق بُرے انجام سے ڈرانے کا تنبیہاتی اظہار۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۱ تا ۵۳۔ اس سے قبل اقوامِ سابقہ کی (اپنے اپنے وقت میں) انبیائے سابقین سے منفی ردعمل کے اظہار کی تنبیہی یاددہانی کا ذکر اور موجودہ سرکشوں کی انہی کی ناحق تقلید کرنے پر برہمی اظہار۔

۵۴ تا ۵۵۔ منکرین حق کے اعراضی (انکاری) رویّہ کو خاطر میں لائے بغیر پیغامِ حق برابر سناتے رہنے کا ناصحانہ اظہار (اور کوئی فائدہ اٹھائے یا نہ، مؤمنین تو ضرور مستفید ہوتے رہیں گے)

۵۶۔ انسانوں اور جنوں کے تخلیقی مقصد خاص کا حکمت انگیز اظہار و بیان۔

۵۷ تا ۵۸۔ کسی سے رزق کے حوالہ سے کچھ بھی طلب کرنے کی بجائے سب کو رزق عطا کرنے کا اعتقادی بیان۔

۵۹ تا ۶۰۔ گزشتہ باغیوں و سرکشوں کی طرح ان کی گرفت کا وقت قریب آجانے کا تنبیہاتی اظہار اور کفار پر خدائی انتقام حق کے وعدۂ حق کا برہمی اظہار و بیان۔

سورۃ الطور

۱ تا ۸۔ پانچ مختلف تاکیدی قسموں کے بیان سے نافرمانوں پر اٹل عذاب کا تنبیہی بیان۔

لَمُوسِعُونَ ﴿٤٧﴾ وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ﴿٤٨﴾ وَمِن كُلِّ شَيْءٍ

قدرت رکھنے والے ہیں۔اور ہم نے ہی زمین کو بچھایا پھر ہم کیا خوب بچھانے والے ہیں۔اور ہم نے ہی ہر چیز کا

خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٤٩﴾ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ

جوڑا پیدا کیا تاکہ تم غور کرو۔پھر اللہ کی طرف دوڑو بیشک میں تمہارے لیے اللہ کی طرف سے کھلم کھلا ڈرانے والا

مُّبِينٌ ﴿٥٠﴾ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۖ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥١﴾

ہوں۔اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ ٹھہراؤ بیشک میں تمہارے لئے اس کی طرف سے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔

كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ

اسی طرح ان سے پہلوں کے پاس بھی جب کوئی رسول آیا تو انہوں نے یہی کہا کہ یہ جادوگر یا

مَجْنُونٌ ﴿٥٢﴾ أَتَوَاصَوْا بِهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٥٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا أَنتَ

دیوانہ ہے۔کیا ایک دوسرے سے یہی کہہ مرے تھے نہیں بلکہ وہ خود ہی سرکش ہیں۔پس آپ ان کی پرواہ نہ کیجیے

بِمَلُومٍ ﴿٥٤﴾ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٥﴾ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ

آپ پر کوئی الزام نہیں۔اور نصیحت کرتے رہیے بے شک ایمان والوں کو نصیحت نفع دیتی ہے۔اور میں نے جن

وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن

اور انسان کو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لیے۔میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا ہوں اور نہ ہی چاہتا ہوں کہ

يُطْعِمُونِ ﴿٥٧﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿٥٨﴾ فَإِنَّ لِلَّذِينَ

وہ مجھے کھلائیں۔بے شک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے۔پس بے شک ان کے لیے جو

ظَلَمُوا ذَنُوبًا مِّثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ﴿٥٩﴾ فَوَيْلٌ

ظالم ہیں حصہ ہے جیسا کہ ان کے ساتھیوں کا حصہ تھا تو وہ مجھ سے جلدی کا مطالبہ نہ کریں۔پس ہلاکت

ع لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِن يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٦٠﴾

ہے ان کے لیے جو کافر ہیں اس دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

سُورَةُ الطُّورِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ ... — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — ... رُكُوعَاتُهَا ٢

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالطُّورِ ﴿١﴾ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ ﴿٢﴾ فِي رَقٍّ مَّنشُورٍ ﴿٣﴾ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ ﴿٤﴾

قسم ہے طور کی۔اور اس کتاب کی جو لکھی گئی ہے۔کشادہ ورقوں میں۔اور آباد گھر کی قسم ہے۔

وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۝۵ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝۶ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝۷

اور اونچی چھت کی۔ اور جوش مارتے ہوئے سمندر کی۔ بے شک آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔

مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝۸ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝۹ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝۱۰

اسے کوئی ٹالنے والا نہیں ہے۔ جس دن آسمان تھرتھرا کر لرزنے لگے گا۔ اور پہاڑ تیزی سے چلنے لگیں گے۔

فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۝۱۲ وقف لازم

پس اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ جو جھوٹی باتوں میں لگے ہوئے کھیل رہے ہیں۔

يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝۱۳ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا

جس دن وہ دوزخ کی آگ کی طرف بری طرح سے دھکیلے جائیں گے۔ یہی وہ آگ ہے جسے تم دنیا میں

تُكَذِّبُوْنَ ۝۱۴ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝۱۵ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا

جھٹلاتے تھے۔ پس کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھتے نہیں۔ اس میں داخل ہو جاؤ پس تم صبر کرو

اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۶

یا نہ کرو تم پر برابر ہے تمہیں تو ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا جیسا تم کرتے تھے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۝۱۷ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَ

بیشک پرہیزگار باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے محظوظ ہو رہے ہوں گے اس سے جو انہیں ان کے رب نے عطا کی ہے

وَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝۱۸ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـــًٔا بِمَا كُنْتُمْ

اور ان کو ان کے رب نے عذاب دوزخ سے بچا دیا ہے۔ مزے سے کھاؤ اور پیو بدلے ان (اعمال) کے جو تم کیا کرتے

تَعْمَلُوْنَ ۝۱۹ مُتَّكِـــِٕيْنَ عَلٰي سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝۲۰

تھے تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے جو قطاروں میں بچھے ہوئے ہونگے اور ہم ان کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے کر

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

دیں گے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی

وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِیٴٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۝۲۱

(جنت) میں ملا دیں گے اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے ہر شخص اپنے عمل کے ساتھ وابستہ ہے۔

وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝۲۲ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا

اور ہم انہیں اور زیادہ میوے دیں گے اور گوشت جو وہ چاہیں گے۔ وہاں ایک دوسرے سے شراب کا پیالہ لیں گے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۹ تا ۱۲۔ وقوع قیامت کے ہولناک مناظر اور اس دن منکرینِ حق کی ہلاکت و بربادی کا عبرتی ذکر۔

۱۳ تا ۱۶۔ کفار کی جہنم کی طرف ہتک آمیز روانگی اور اُن کے غم و مصیبت میں مزید اضافے کے لیے طنزیہ سرزنش کا عبرتی اظہار و بیان۔

۱۷ تا ۲۰۔ ان کے برعکس فرمانبردار متقین کے لیے جنت میں خدائی اعزاز و اکرام کا احسانی اظہار۔

۲۱۔ اہل ایمان صلحا کی نیکوکار اولاد کیلیے بھی خدائی کرم خاص کا شفقت آمیز ذکر۔

لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ۝٢٣ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ

جس میں نہ بکواس ہوگی نہ گناہ کا کام۔ اور ان کے پاس لڑکے ان کی خدمت کے لیے پھر رہے ہوں گے گویا وہ غلافوں

مَّكْنُونٌ ۝٢٤ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝٢٥ قَالُوا إِنَّا كُنَّا

میں رکھے ہوئے موتی ہیں۔ اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں پوچھیں گے۔ کہیں گے ہم تو اس سے

قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ۝٢٦ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ۝٢٧

پہلے اپنے گھروں میں ڈرا کرتے تھے۔ پس اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچالیا۔

ع ۱/۲۸ إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ۝٢٨ فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ

بے شک ہم اس سے پہلے اسے پکارا کرتے تھے بے شک وہ بڑا ہی احسان کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔ پس

رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ۝٢٩ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ

نصیحت کرتے رہیے آپ اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہیں نہ دیوانہ ہیں۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہے ہم

الْمَنُونِ ۝٣٠ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ۝٣١ أَمْ تَأْمُرُهُمْ

اس پر گردشِ زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ کہہ دو تم انتظار کرتے رہو بے شک میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ کیا

أَحْلَامُهُم بِهَٰذَا ۚ أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ۝٣٢ أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَل

ان کی عقلیں انہیں اس بات کا حکم دیتی ہیں یا وہ خود ہی سرکش ہیں۔ یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے خود بنالیا ہے بلکہ

لَّا يُؤْمِنُونَ ۝٣٣ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ۝٣٤ أَمْ

وہ ایمان ہی نہیں لاتے۔ پس کوئی کلام اس جیسا لے آئیں اگر وہ سچے ہیں۔ کیا

خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۝٣٥ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ

وہ بغیر کسی خالق کے پیدا ہو گئے ہیں یا وہ خود خالق ہیں۔ یا انہوں نے آسمانوں

وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ۝٣٦ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ

اور زمین کو بنایا ہے نہیں بلکہ وہ یقین ہی نہیں کرتے۔ کیا ان کے پاس آپ کے رب کے خزانے ہیں یا وہ

الْمُصَيْطِرُونَ ۝٣٧ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم

داروغہ ہیں۔ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ وہ اس پر چڑھ کر سن آتے ہیں تو لے آئے ان میں سے

بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝٣٨ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ۝٣٩ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا

سننے والا کوئی دلیل واضح۔ کیا اس کے لیے تو بیٹیاں ہیں اور تمہارے لیے بیٹے۔ کیا آپ ان سے کوئی صلہ

خلاصہ مفہوم آیات مطابق آیت نمبر

۲۳ تا ۲۴۔ اہلِ جنت کے لیے غیر معمولی انعامات وعنایاتِ الٰہیہ کا احسانی وترغیبی اظہار وبیان۔

۲۵ تا ۲۸۔ اہلِ جنت کے باہمی مکالمۂ خاص (گفتگو) کا ترغیبی ذکر۔

۲۹۔ کفار کی آپ ﷺ کے متعلق فکری بگاڑ کی پُر زور تردید۔

۳۰ تا ۳۱۔ کفار کا خاتم الانبیاء ﷺ کے متعلق زعمِ باطل (جھوٹے گمان) کے جواب میں سخت ردِعمل کا تنبیہی اظہار۔

۳۲ تا ۳۴۔ کفار ومشرکین کی آپ ﷺ کے حوالے سے بدگمانی وخام خیالی کا رد اور قرآنی حقائق کا مثل لانے کا زوردار (اور رہتی دنیا تک) لاجواب چیلنج۔

۳۵ تا ۴۳۔ بدعقیدہ لوگوں کو راہِ راست پر لانے کے لیے ان سے بعض حقائق کے حوالہ سے تنبیہی سوالات کی جواب طلبی کا سلسلہ وار فکر انگیز اظہار (یقیناً ان سوالات میں سے کسی ایک کا جواب بھی ان کے پاس تھا نہ ہوگا)۔

فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿٤٠﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿٤١﴾

مانگتے ہیں کہ وہ تاوان سے دبے جا رہے ہیں۔ یا ان کے پاس علم غیب ہے کہ وہ اسے لکھتے رہتے ہیں۔

اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ؕ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمْ لَهُمْ

کیا وہ کوئی داؤ کرنا چاہتے ہیں پس جو منکر ہیں وہی داؤ میں آئے ہوئے ہیں۔ کیا سوائے اللہ کے ان کا

اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٤٣﴾ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ

کوئی اور معبود ہے اللہ اس سے پاک ہے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ اگر وہ ایک ٹکڑا آسمان

السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴿٤٤﴾ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ

سے گرتا ہوا دیکھ لیں تو کہہ دیں کہ تہ بہ تہ جما ہوا بادل ہے۔ پس آپ انہیں چھوڑ دیجیے یہاں تک کہ وہ اپنا وہ دن دیکھ

الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿٤٥﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْــًٔا وَّلَا هُمْ

لیں جس میں وہ بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے۔ جس دن ان کا داؤ ان کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ انہیں مدد دی جائے

يُنْصَرُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

گی۔ اور بے شک ان ظالموں کو علاوہ اس کے ایک عذاب (دنیا میں) ہوگا لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے۔ اور

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

اپنے رب کا حکم آنے تک صبر کریں کیونکہ بیشک آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح

ع ٢/٢ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿٤٩﴾

کیجیے جب آپ اٹھا کریں۔ اور کچھ حصہ رات میں بھی اس کی تسبیح کیا کیجیے اور ستاروں کے غروب ہونے کے بعد بھی۔

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ ٢٣ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — وَهِيَ ثِنْتَانِ وَسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿١﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿٢﴾ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ

ستارے کی قسم ہے جب وہ ڈوبنے لگے۔ تمہارا رفیق نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا ہے۔ اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا

الْهَوٰى ﴿٣﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿٤﴾ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴿٥﴾ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ

ہے۔ یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔ بڑے طاقتور (جبرائیل) نے اسے سکھایا ہے۔ جو بڑا زورآور ہے پس وہ قائم

فَاسْتَوٰى ﴿٦﴾ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ﴿٧﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿٨﴾ فَكَانَ قَابَ

ہوا (اصلی صورت میں)۔ اور وہ (آسمان کے) اونچے کنارے پر تھا۔ پھر نزدیک ہوا پھر اور بھی قریب ہوا۔ پھر فاصلہ دو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۴۔ کفار کی ضد اور سرکشی کی حد درجہ گمراہی وہٹ دھرمی کا مذمتی اظہار۔

۴۵ تا ۴۶۔ اظہارِ حقائق کے باوجود کفار کے اعراض و انکار پر آپ ﷺ کو مقررہ وقت تک اُن کو اپنے حال پر چھوڑ دینے کی تلقین کا ذکر۔

۴۷۔ آخرت سے قبل دنیا میں ظالموں کے لیے خدائی گرفت کا تنبیہی ذکر۔

۴۸ تا ۴۹۔ خاتم الانبیاء ﷺ کو استقامت کے ساتھ دینِ حق کا پیغام جاری رکھنے کی تلقین اور آپ کی براہِ راست حفاظت کا وعدۂ برحق، نیز آپ ﷺ کو تین مخصوص اوقات میں تسبیح کے اہتمام کا تاکیدی حکم۔

سورۃ النجم

۱ تا ۲۔ ستارۂ خاص کی بالواسطہ قسم کے ذریعہ خاتم الانبیاء ﷺ کی خصوصی شان وتصدیق کا عظمتی اظہار۔

۳ تا ۴۔ پیغمبر برحق کی خدائی اطاعتِ محض اور وحیِ الٰہی کی مکمل اتباع کا بیانِ خاص۔

۵ تا ۷۔ وحی لانے والے فرشتۂ خاص (حضرت جبرائیل علیہ السلام) کا عظمتی تعارف اور ان کی اصل شکل میں جلوہ گر ہونے کے اول واقعہ کا ذکرِ خاص۔

قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ﴿٩﴾ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ﴿١٠﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ

کمان کے برابر تھا یا اس سے بھی کم۔ پھر اس نے اللہ کے بندے کے دل میں القا کیا جو کچھ القا کیا دل نے جھوٹ

مَا رَأَىٰ ﴿١١﴾ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ﴿١٣﴾

نہیں کہا تھا جو دیکھا تھا۔ پھر جو کچھ اس نے دیکھا تم اس میں جھگڑتے ہو۔ اور اس نے اس کو ایک بار اور بھی دیکھا ہے۔

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ ﴿١٤﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ ﴿١٥﴾ إِذْ يَغْشَى

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ جس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔ جب کہ اس سدرۃ پر چھا رہا تھا

السِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ ﴿١٦﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ

جو چھا رہا تھا (یعنی نور)۔ نہ تو نظر بہکی نہ حد سے بڑھی۔ بے شک اس نے اپنے

آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ﴿١٨﴾ أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ ﴿١٩﴾ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ

رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ پھر کیا تم نے لات اور عزیٰ کو بھی دیکھا ہے۔ اور تیسرے منات گھٹیا

الْأُخْرَىٰ ﴿٢٠﴾ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثَىٰ ﴿٢١﴾ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ ﴿٢٢﴾

کو (دیکھا ہے)۔ کیا تمہارے لیے بیٹے اور اس کے لیے بیٹیاں ہیں۔ تب تو یہ بہت ہی بری تقسیم ہے۔

إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ

یہ تو صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لیے ہیں جن پر خدا نے کوئی

بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ ۖ

سند بھی نہیں اتاری وہ محض وہم اور اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہیں حالانکہ ان کے پاس

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدَىٰ ﴿٢٣﴾ أَمْ لِلْإِنْسَانِ مَا تَمَنَّىٰ ﴿٢٤﴾

ان کے رب کے ہاں سے ہدایت آ چکی ہے۔ پھر کیا انسان کو وہی مل جاتا ہے جس کی تمنا کرتا ہے۔

ع فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَىٰ ﴿٢٥﴾ وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي

پس آخرت اور دنیا اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ اور بہت سے فرشتے آسمان میں ہیں کہ جن کی شفاعت

شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضَىٰ ﴿٢٦﴾

کسی کے کچھ بھی کام نہیں آتی مگر اس کے بعد کہ اللہ جس کے لیے چاہے اجازت دے اور پسند کرے۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنْثَىٰ ﴿٢٧﴾

بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ فرشتوں کے عورتوں کے سے نام رکھتے ہیں۔

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۸تا۹۔ حضرت جبرائیلؑ کی آپ ﷺ کے قریب ترین آمد کے مرحلہ خاص کا ذکر۔

۱۰۔ اس خاص مرحلے پر آپ ﷺ کی طرف خدائی وحیِ عظیم کا احسانی اظہار۔

۱۱۔ اس مرحلۂ خاص پر آپ ﷺ کے مشاہدہ برحق کی تصدیقی حقیقت کا بیان۔

۱۲۔ کفار و مشرکین کی آپ ﷺ کے ساتھ ناحق بحث و تمحیص پر ناگواری کا اظہار۔

۱۳تا۱۵۔ حضرت جبرائیل کی دوسری دفعہ اصل شکل میں (واقعہ معراج کے دوران) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جلوہ گری کے تاریخی و یادگار مرحلۂ خاص کا بیان اور جنت الماویٰ بھی اس کے قریب ہونے کا ذکر۔

۱۶۔ مشاہدہ سدرۃ المنتہیٰ کے غیر معمولی مناظرِ خاص کا حیران کن احوال و الفاظ سے اعتقادی پیرائے سے بیان۔

۱۷تا۲۳۔ عظیم صفاتِ حقیقیہ کے مالک معبود برحق (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر لات و منات وغیرہ کے پجاریوں کی حد درجہ گمراہی و بد اعتقادی پر حقیقت آمیز سرزنش اور مذمت کا تنبیہی اظہار۔

۲۴تا۲۵۔ دنیا و آخرت کے تمام تر خزانوں کی خدائی ملکیت کا اعتقادی ذکر کرتے ہوئے انسان کو اپنی تمنائیں محدود کرنے کا فکر انگیز ناصحانہ اظہار۔

۲۶۔ فرشتوں کی بارگاہِ الٰہی میں انتہائی اطاعاتی قربت کے باوجود بغیر اجازت سفارش نہ کر سکنے کا پُر ہیبت اظہار و بیان۔

وَمَا لَهُم بِهِۦ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ ۖ وَإِنَّ ٱلظَّنَّ لَا يُغْنِى
اور اس بات کو کچھ بھی نہیں جانتے محض وہم پر چلتے ہیں اور وہم حق بات کی جگہ
مِنَ ٱلْحَقِّ شَيْـًٔا ۝ فَأَعْرِضْ عَن مَّن تَوَلَّىٰ عَن ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا
کچھ بھی کام نہیں آتا۔ پھر تم اس کی پرواہ نہ کرو جس نے ہماری یاد سے منہ پھیر لیا ہے اور صرف
ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا ۝ ذَٰلِكَ مَبْلَغُهُم مِّنَ ٱلْعِلْمِ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن
دنیا ہی کی زندگی چاہتا ہے۔ ان کی سمجھ کی یہیں تک رسائی ہے بے شک آپ کا رب اس کو خوب جانتا ہے
ضَلَّ عَن سَبِيلِهِۦ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ ٱهْتَدَىٰ ۝ وَلِلَّهِ مَا فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ
جو اس کے راستہ سے بہکا اور اس کو بھی خوب جانتا ہے جو راہ پر آیا۔ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں
وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ لِيَجْزِىَ ٱلَّذِينَ أَسَـٰٓـُٔوا۟ بِمَا عَمِلُوا۟ وَيَجْزِىَ ٱلَّذِينَ
اور زمین میں ہے تاکہ برا کرنے والوں کو ان کے کام کا بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں کو
أَحْسَنُوا۟ بِٱلْحُسْنَى ۝ ٱلَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَـٰٓئِرَ ٱلْإِثْمِ وَٱلْفَوَٰحِشَ إِلَّا
نیک بدلہ دے۔ وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں مگر
ٱللَّمَمَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ وَٰسِعُ ٱلْمَغْفِرَةِ ۚ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنشَأَكُم مِّنَ
صغیرہ گناہوں سے بے شک آپ کا رب بڑی وسیع بخشش والا ہے وہ تمہیں خوب جانتا ہے جب کہ تمہیں
ٱلْأَرْضِ وَإِذْ أَنتُمْ أَجِنَّةٌ فِى بُطُونِ أُمَّهَـٰتِكُمْ ۖ فَلَا تُزَكُّوٓا۟ أَنفُسَكُمْ ۖ
زمین سے پیدا کیا تھا اور جب کہ تم اپنی ماں کے پیٹ میں بچے تھے پس اپنے آپ کو پاک نہ سمجھو
هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ ٱتَّقَىٰٓ ۝ أَفَرَءَيْتَ ٱلَّذِى تَوَلَّىٰ ۝ وَأَعْطَىٰ قَلِيلًا وَ
وہ پرہیزگار کو خوب جانتا ہے۔ بھلا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے منہ پھیر لیا۔ اور تھوڑا سا دیا اور
أَكْدَىٰٓ ۝ أَعِندَهُۥ عِلْمُ ٱلْغَيْبِ فَهُوَ يَرَىٰٓ ۝ أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِى
سخت دل ہو گیا۔ کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے۔ کیا اسے ان باتوں کی خبر نہیں پہنچی جو
صُحُفِ مُوسَىٰ ۝ وَإِبْرَٰهِيمَ ٱلَّذِى وَفَّىٰٓ ۝ أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ
موسیٰ کے صحیفوں میں ہیں۔ اور ابراہیم کے جس نے (اپنا عہد) پورا کیا۔ وہ یہ کہ کوئی کسی کا بوجھ نہیں
أُخْرَىٰ ۝ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَـٰنِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ۝ وَأَنَّ سَعْيَهُۥ سَوْفَ
اٹھائے گا۔ اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جو کرتا ہے۔ اور یہ کہ اس کی کوشش جلد دیکھی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۷ تا ۲۸۔ منکرین آخرت کی فرشتوں کے حوالہ سے پست ذہنی اور بداعتقادی کا حقیقت آمیز مذمتی ذکر۔

۲۹ تا ۳۰۔ دنیوی زندگی اور اس کی عیش و عشرت کو اپنانے بلکہ اوڑھنا بچھونا بنانے والے بدعقیدہ لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑنے اور ہدایت و گمراہی کے متعلق خدائی تکوینی فیصلوں کو برحق سمجھنے کا حکمت آمیز بیان۔

۳۱۔ آسمان و زمین کے عارضی نظام کے اختتام پر (روزِ قیامت) جزائے اعمال و احتسابی نظام کا تنبیہاتی ذکر۔

۳۲۔ خدائی نافرمانی (بڑے گناہوں) سے دور رہنے والے نیک لوگوں کے لیے رحمت و مغفرۃ کا امید افزا اظہار۔

الف) مادۂ رحم (ماؤں کے پیٹ) سے لیکر انتہا تک انسان کے جملہ حالات کے متعلق خدائی احاطۂ علم کا اعتقادی و تنبیہی ذکر۔

ب) تقویٰ کی توفیق عطا ہونے کے باوجود اپنے آپکو اوقات میں رکھنے کا ذکر (بزرگی و نیکی کے اظہار سے ممانعت کا تنبیہی اظہار)۔

۳۳ تا ۳۷۔ اظہارِ حقائق پر ایمان کی طرف ادنیٰ میلان کے بعد پھر سے کفر پر سختی سے جم جانے والوں کی گمراہی اور فکری بگاڑ کے ضمن میں تنبیہاتی سرزنش کا حقیقت آمیز بیان۔

انسان کی ہر آرزو پوری نہیں ہوتی

(زیر مطالعہ سورۃ النجم آیت نمبر ۲۴ تا ۲۵)

انسان طبعاً خواہش پرستی اور تمنا پروری کی طرف زیادہ رغبت رکھتا ہے۔ دل میں ہزاروں حسرتیں پال رکھتا ہے اور ہر حسرت واقعی ایسی ہوتی ہے کہ جس پر دم نکل جائے۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ تمنائیں تو زندگی سے وابستہ ہیں جب انسان کو اپنی زندگی پر ہی قابو (دسترس) نہیں تو آرزؤں کے پورا ہونے پر بھلا وہ کیا قدرت رکھ سکتا ہے۔ انسان صبح بیدار ہوتا ہے تو اس کے ارادوں، عزائم، اور خواہشات وتمناؤں کا اک سیلاب اس کے سامنے امڈنے لگتا ہے اس کے بس میں نہیں ہوتا مگر وہ خواہش ضرور رکھتا ہے کہ کاش امیدوں کا سفر سالوں کی بجائے گھنٹوں میں طے ہوجائے مگر افسوس کہ دل کے ارمان دل ہی میں دفن ہوجاتے ہیں۔ کوئی انسان نہیں چاہتا کہ وہ مشقت، محنت اور مشکلات سے مرکب زندگی کا راہی بنے۔ خواہشات کیا ہیں؟ سمجھئے بے لگام گھوڑے کی مانند ہیں (جو قابو میں آنے کو تیار ہی نہیں ہوتا) خوش نصیب ہیں وہ انسان جو اپنی محدود زندگی کی محدود ضرورتوں کو سمجھنے میں نہ صرف کامیاب ہوجاتے ہیں بلکہ شکر وقناعت کے نسخہ کیمیاء (جو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امت کو عطا کردہ ہے) کو ہمیشہ کیلئے سنبھال کر رکھتے ہیں اور یوں وہ اصلی قلبی اطمینان کے ساتھ دُنیوی زندگی کے محدود حصے کو بھی حیاتِ طیبہ میں بدلنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں بلکہ فقیری میں بھی بادشاہی کا مزہ پاتے ہیں ورنہ تو خدا کی پناہ بے ہنگم و بے قابو شور وغل کی اس پر ہجوم زندگی کا بازار بظاہر اس قدر سجا ہوا ہے کہ آپ اس کے کسی ایک کنارے سے آخر تک پہنچتے پہنچتے شاید جان کی بازی ہارتے دکھائی دیں۔ مگر خواہش کی ہر دکان اتنی پر کشش لگتی نظر آتی ہے کہ اگر انسان کو اس کی ہر آرزو کے مطابق ملتا جائے تو ایک ہی انسان پورا بازارِ زندگی خالی کر کے اپنے گھر لے جانے کی کوشش کرتا دکھائی دے۔ سچ یہی ہے کہ خدائی نظام فطرت (برحق) نے دُنیوی نظم زندگی کو بعض تلخ حقائق کی

لگام ڈال کر انسان کو قدم قدم اور لحہ لحہ اس کے محدود فکر وعمل کی طرف متوجہ کیا ہے کہ تم نہ تو اپنی مرضی سے پیدا ہوئے ہو اور نہ تمہیں تمہاری مرضی کی زندگی گزارنی ہے۔ یہ من چاہی زندگی اور من پسند خواہشات کا بازار فقط آخرت میں ہی سجے گا اور اس کے خریدار فقط اہل جنت ہی بن سکیں گے (جنہوں نے اپنی زندگی اطاعت الٰہیہ میں گزار رکھی ہوگی) اللہ پاک بے نیاز ذات ہے اس کے بنائے ہوئے نظام فطرت کی زنجیریں بہت مضبوط ہیں کوئی کتنا ہی طاقت ور کیوں نہ ہو اس کے اٹل قوانین کے سامنے پر نہیں مار سکتا۔ ایک محدود طرزِ عمل ہے جس کو انسان کسی حد تک اپنا سکتا ہے مگر ہر فکر وعمل کی ایک ریڈ لائن (سرخ لکیر) ہے جس کو عبور کرنا کسی کے بس میں نہیں تقریباً ہر انسان کی (الاماشاء اللہ) (محبت الٰہیہ کی حقیقی سرمستی سے سرشار لوگوں کے محبوب طبقے کو چھوڑ کر) خواہش یہی ہے کہ وہ کبھی مرے ہی نہیں (بلکہ موت ہی مرجائے تو بہتر ہے)۔ انسان خواہشات کے ایسے بے لگام گھوڑے پر سوار ہے جو سرپٹ دوڑتا جاتا ہے اور رُکنے کا نام ہی نہیں لیتا (الا یہ کہ وہ تھک ہار جائے) تمناؤں کے پیچھے دن رات ایک کرنے والے انسان کو خالق کائنات نے لگام ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا ترجمہ کیا انسان کیلئے وہی ہے جس کی وہ تمنا کرے؟ (کیا ہر انسان کو وہ کچھ میسر ہوسکتا ہے جس کی وہ تمنا کرتا ہے؟) گویا خبردار کیا ہے کہ اے انسان تیری تمناؤں اور آرزوں کی کوئی حد بھی ہے؟ جو تو چاہتا ہے وہ تجھے ملتا بھی جائے ایسا نہیں ہوگا۔ہم تیری خواہشات پوری کرنے کے پابند نہیں جو چاہے وہ کر گزرنے کی طاقت وقدرت (اتھارٹی واختیار) فقط ایک ذات (اللہ تعالیٰ) ہی کے پاس ہے جو دنیا وآخرت کا حقیقی مالک وشہنشاہِ مطلق ہے ﴿فللّٰہ الآخرۃ والأولیٰ﴾ اس حقیقت آمیز خدائی تنبیہ ونصیحت کو سمجھ کر جو زندگی گزار گیا وہ (گویا) کامیاب ہوگیا۔ ﴿قد أفلح من تزکیٰ﴾ تقریباً ہر انسان کی بے چینی، الجھن، پریشانی کا عمومی پس منظر ایک ہی نظر آتا ہے کہ ہر انسان کا اپنی زندگی کے حوالے سے خود ساختہ ہدف ہے جس کو وہ ہر حال میں حاصل کرنا چاہتا ہے (حالانکہ وہ ایسا کر نہیں سکتا)۔ تاہم وہ لوگ جن کی تمناؤں اور آرزوں کا تعلق کسی خیر وبھلائی کے ارادے

وعزم سے ہوتا ہے ان کو ان کی اچھی نیت پر اجر وثواب ضرور (ان شاء اللہ) عطا ہوگا (چاہے وہ اپنی نیک تمناؤں کو دنیا میں حاصل نہ بھی کر سکے)۔تمناوآرزو تو گویا ایک خواہش ہے جو اچھی بھی ہوسکتی ہے اور بری بھی (خدا نہ کرے) لیکن اس کا پورا ہونا نہ نیک انسان کے بس میں ہے نہ بُرے انسان کی دسترس میں ،ہاں !ہرایک اپنی سعی میں لگا ہوا ہے اچھی سعی ہے تو اچھائی کا اچھا بدلہ وثواب (من جانب الٰہی) حاصل ہوگا اور (خدا نہ کرے) برائی کی سعی وکوشش کا نتیجہ خدائی گرفت وانجام بد کی صورت میں ظاہر ہوگا (أعاذنا الله)۔خود باری تعالیٰ نے انسان کی دو مختلف کاوشوں کے دو مختلف نتائج کی نشاندہی (برحق) فرمائی ہے۔ترجمہ۔بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے سو جس نے دیا اور پرہیز گاری اختیار کی اور اچھی بات کو سچا جانا پس ہم عنقریب اس کے لئے آسانی (کی توفیق) کر دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا اور جھٹلایا اچھی بات کو پس ہم عنقریب اس کے لئے دشواری آسان کر دیں گے (سورۃ اللیل آیت نمبر ۴ تا ۱۰)۔ اس سے زیادہ دوٹوک اور واضح پالیسی کیا بیان کی جاسکتی ہے (اللہ کرے ہمیں مثبت فکر وعمل کی سعی وکوشش کی توفیق عطا ہوتی رہے)۔"تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی"۔کہ ہر انسان اپنی تمنا وآرزو کو قابو میں لانے کی کوشش کرے (ہاں البتہ نیکی کی آرزو وتمنا زیادہ سے زیادہ ہونی چاہیے تاکہ آخرت میں حُسنِ نیت پر اجر وثواب حاصل ہوسکے ۔تاہم ضروری نہیں کہ ہر نیکی کی تمنا وکوشش کے نتائج وثمرات دنیا میں حاصل بھی ہوسکیں)۔عمومی زندگی میں پھیلی بے چینی، اضطراب اور الجھنوں سے خلاصی کی بہترین راہ یہ بھی ہے کہ انسان اپنی خواہشات کے سرپٹ دوڑنے والے گھوڑے کو لگام ڈالتے ہوئے قابو میں لانے کی کوشش کرے تو بہت ساری پریشانیوں سے نجات پاجائے ۔فکر آخرت کو حرزِ جان بنائے تو دُنیوی آسائشات واسباب عیش سے قلبی طور پر نفرت ہونے لگے ۔صحبت صالحین کو اپنائے تو قانونِ فطرت یہی ہے کہ صحبت صالح تُرا صالح کند (کہ نیکوں کی صحبت (عموماً) نیکی کی اثرات پیدا کرتی ہے)۔ہم جتنا بھی زور لگالیں ہر خواہش کو پا نہیں سکتے کہ غیر محدود خواہشات کیلئے پھر زندگی بھی لامحدود چاہیے ۔

جبکہ قانون الٰہی طے شدہ ہے کہ ہر ایک چیز کو جلد بدیر اپنے انجام کی طرف پہنچنا ہے (خدا کرے انجام خیر ہو) اسی پر ہر مسلمان کو ایمان ویقین ہے ﴿کل من علیھا فان ویبقیٰ وجه ربک ذوالجلال والاکرام﴾۔ایک عربی شاعر متنبی نے کیا خوب تنبیہی حقیقت کی طرف متوجہ کیا ہے:

ما كل ما يتمنىٰ المرء يدركه

تجری الرياح بما لا تشتهي السفن

ترجمہ۔ایسا ممکن نہیں کہ ہر وہ خواہش جو انسان چاہتا ہے اس کو حاصل بھی کر لے کیونکہ ہوائیں ہمیشہ کشتیوں کے موافق نہیں چلا کرتیں ۔ (بحوالہ مختصر المعانی ص ۱۱۳۔) اللہ پاک ہم سب کو حقائق واقعیہ کے درست ادراک وفہم کی توفیق عطا فرمائے ۔ (آمین)!

يُرٰى ﴿٤٠﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿٤١﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿٤٢﴾ وَ

جائے گی۔ پھر اسے پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور یہ کہ سب کو آپ کے رب ہی کی طرف پہنچنا ہے۔ اور یہ کہ

اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿٤٣﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿٤٤﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ

وہی ہنساتا اور رلاتا ہے۔ اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے۔ اور یہ کہ اسی نے

الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿٤٥﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿٤٦﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ

جوڑا نر اور مادہ کا پیدا کیا ہے۔ ایک بوند سے جب کہ وہ ٹپکائی جائے۔ اور یہ کہ دوسری بار زندہ کر کے اٹھانا

النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿٤٧﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿٤٨﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ

اسی کے ذمہ ہے۔ اور یہ کہ وہی غنی اور سرمایہ دار کرتا ہے۔ اور یہ کہ وہی

الشِّعْرٰى ﴿٤٩﴾ وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادًا الْاُوْلٰى ﴿٥٠﴾ وَثَمُوْدَا۠ فَمَا اَبْقٰى ﴿٥١﴾ وَقَوْمَ

شعریٰ کا رب ہے۔ اور یہ کہ اسی نے عاد اولیٰ کو ہلاک کیا تھا۔ اور ثمود کو پس اسے باقی نہ چھوڑا۔ اور اس

نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿٥٢﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ

سے پہلے نوح کی قوم کو بے شک وہ زیادہ ظالم اور زیادہ سرکش تھے۔ اور الٹی بستی کو اس نے

اَهْوٰى ﴿٥٣﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿٥٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿٥٥﴾ هٰذَا

دے ٹپکا۔ پس اس پر وہ (تباہی) چھاگئی جو چھاگئی۔ پس اپنے رب کی کون کون سی نعمت میں تو شک کریگا۔ یہ

نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿٥٦﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿٥٧﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ

بھی ایک ڈرانے والا ہے پہلے ڈرانے والوں میں سے۔ آنے والی قریب آ پہنچی۔ سوائے اللہ کے اسے

اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿٥٨﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَ

کوئی ہٹانے والا نہیں۔ پس کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو۔ اور ہنستے ہو اور روتے نہیں۔ اور تم کھیل

لَا تَبْكُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿٦١﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿٦٢﴾ ع

رہے ہو۔ پس اللہ کے آگے سجدہ کرو اور اس کی عبادت کرو۔

سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿١﴾ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا

قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر وہ کوئی معجزہ دیکھ لیں تو اس سے منہ موڑ لیں اور کہیں یہ تو ہمیشہ سے

خلاصہ مفہوم آیات مطابق آیت نمبر

٣٨ تا ٤٢۔ روزِ محشر ہر ایک کو اس کے اپنے کیے کی جزا و سزا دیے جانے کا فکر انگیز تنبیہی و اصلاحی اظہار و بیان۔

٤٣ تا ٤٩۔ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے احاطہ کے ساتھ خدائی صفات و اختیار برحق کا اعتقادی ذکر۔

٥٠ تا ٥٦۔ قوم عاد، قومِ ثمود، قوم نوحؑ اور قومِ لوطؑ تمام پر اپنے اپنے وقتوں میں سرکشی و بغاوت کے نتیجہ میں خدائی گرفت و المناک ہلاکت و بربادی کا عبرتی اظہار و بیان۔

٥٧ تا ٥٨۔ قیامت کا وقوع قریب ہونے اور اس کے حتمی و قطعی علم خدا پاک کے پاس ہونے کا تنبیہی ذکر۔

٥٩ تا ٦٢۔ قیامت کے وقوع پر تعجب، ہنسی کھیل کی بجائے نادم ہو کر روتے ہوئے درست اعتقاد کے ساتھ خدائی عبادت میں لگ جانے کا اصلاحی و تنبیہی اظہار و بیان۔

سورۃ القمر

١۔ قرب قیامت کا تنبیہاتی ذکر اور واقعۂ شق القمر (چاند کے دو ٹکڑے ہو جانے) کا حیرت انگیز معجزاتی اظہار۔

سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿٢﴾ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣﴾

چلا آتا جادو ہے۔اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر بات کیلئے ایک وقت مقرر ہے۔

وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّنَ الْأَنبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ ﴿٤﴾ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا

اور ان کے پاس وہ خبریں آ چکی ہیں جن میں کافی تنبیہ ہے۔اور پوری دانائی بھی ہے پر ان کو ڈرانے

تُغْنِ النُّذُرُ ﴿٥﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ﴿٦﴾ وقف لازم

والوں سے فائدہ نہیں پہنچا۔پس ان سے منہ موڑ لے جس دن پکارنے والا ایک ناپسند چیز کیلئے پکارے گا۔

خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ

اپنی آنکھیں نیچے کیے ہوئے قبروں سے نکل پڑیں گے جیسے ٹڈیاں پھیل

مُّنتَشِرٌ ﴿٧﴾ مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿٨﴾

پڑی ہوں۔بلانے والے کی طرف بھاگے جا رہے ہوں گے کافر کہہ رہے ہوں گے یہ تو بڑا ہی سخت دن ہے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ﴿٩﴾

ان سے پہلے قوم نوح نے بھی جھٹلایا تھا پس انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور کہا دیوانہ ہے اور اسے جھڑک دیا گیا۔

فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ ﴿١٠﴾ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ

پھر نوح نے اپنے رب کو پکارا کہ میں تو مغلوب ہو گیا تو میری مدد کر۔پھر ہم نے موسلا دھار پانی سے آسمان

مُّنْهَمِرٍ ﴿١١﴾ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ

کے دروازے کھول دیے۔اور ہم نے زمین سے چشمے جاری کر دیے پھر جہاں تک پانی کا چڑھاؤ چڑھنا ٹھہر

قُدِرَ ﴿١٢﴾ وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ﴿١٣﴾ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً

چکا تھا چڑھ آیا۔اور ہم نے نوح کو تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کیا۔جو ہماری عنایت سے چلتی تھی یہ اس کا بدلہ

لِّمَن كَانَ كُفِرَ ﴿١٤﴾ وَلَقَد تَّرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿١٥﴾ فَكَيْفَ

تھا جس کا انکار کیا گیا تھا۔اور ہم نے اس کو ایک نشان بنا کر چھوڑ دیا پس کیا کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے۔پھر

كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿١٦﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن

(دیکھا) ہمارا عذاب اور ڈرانا کیسا تھا۔اور البتہ ہم نے تو سمجھنے کے لیے قرآن کو آسان کر دیا پھر کوئی ہے

مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿١٨﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا

کہ سمجھے۔قوم عاد نے بھی جھٹلایا تھا پھر (دیکھا) ہمارا عذاب اور ڈرانا کیسا تھا۔بے شک ہم نے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲ تا ۳۔مشاہدہ حقیقت کے باوجود کفار کے منفی ردعمل کا مذمتی ذکر کرتے ہوئے فوری گرفت نہ کرنے کا حکمت آمیز بیان۔

۴۔سبق آموز حالات وواقعات اور بصیرت آمیز تنبیہات کے باوجود منکرینِ حق کی عقل ٹھکانے پہ نہ آنے کا شکایاتی ذکر۔

۵ تا ۸۔اظہارِ حقائق کے باوجود کفار کے اعراض و انکار پر آپ ﷺ کو ان کے حال پر چھوڑ دینے کا ناصحانہ حکم اور روزِ محشر کے ہولناک احوال میں منکرینِ حق پر گزرنے والے مناظر کا عبرتی اظہار و بیان۔

۹۔حضرت نوحؑ کے ساتھ قوم کے منفی اور ناروا (غلط) رویہ کا مذمتی ذکر۔

۱۰ تا ۱۶۔قوم کی مسلسل تکذیبی روش پر انجام کار حضرت نوحؑ کی بارگاہِ الٰہی میں طلب نصرت (مدد) کی فریاد اور قبولیت دعا کے نتیجہ میں کفار پر خدائی گرفت و انتقام کے عبرتناک احوال و واقعات کی تنبیہی یاددہانی کا ذکر۔

۱۷۔حضرت نوحؑ کی قوم کو وعظ و تبلیغ اور اس کے نتائج کے پس منظر میں قرآن کریم کو انسانوں کی ہدایت و فلاح اور نصیحت کے لیے آسان فہم بنانے کا احسانی و تنبیہی اظہار۔

عوام وخواص کیلئے معیارِفہم وتفہیم جُدا جُدا ہے

(زیرِ مطالعہ سورۃ القمر آیت نمبر ۱۷)

علمی لحاظ سے قرآن کو سمجھنے کے لئے ذوق تفسیر کے ساتھ فقہی بصیرت وشعور ضروری ہے۔آج درس قرآن کے تقاضوں میں اس امر پر توجہ ضروری ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں عوامی غوروفکر کو قرآن واسلام کی صداقت اور اسکی جامعیت کیطرف متوجہ کیا جائے، عوام کو فقط ترجمہ قرآن اور اسکی عام فہم تفسیر(جو ہرآیت کے جداگانہ مفہوم) (عقائد، نظریاتی، احکام، واقعات وقصص وغیرہ) سے آگاہ کرنا ہی مناسب ہے۔قرآن وحدیث کے ذریعہ عوامی فکر کو راہ راست پر لانے کیلئے زور دار نظریاتی محنت کی ضرورت ہے۔غیر ضروری عمیق علمی تشریح، سنے سنائے واقعات کو بیان کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ درس کو عوام کی دسترس تک محدود رکھنے کی حکمت عملی اپنانی ضروری ہے۔ درس کے سامعین کی اوقاتِ فہم کو مدنظر رکھنا بھی ضروری ہے۔ اگر پڑھا لکھا طبقہ ہے تو انکی فکری اصلاح کا طریقہ تفہیم کچھ اور ہے جبکہ ان پڑھ عوام کو سمجھانے کیلئے طرز بیان جداگانہ حیثیت کا حامل ہے۔ ہرقوم کی اپنی اپنی نفسیات ہوتی ہیں جنکو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ اسی لئے قرآن کریم میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے داعیانِ حق کو ﴿أُدْعُ إِلٰی سَبِيْلِ رَبِّکَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ کی حکمت عملی اپنانے کا حکم دیا گیا ہے جو لوگ یونیورسٹی وکالج کے ذریعہ اسلامیات کی روائتی تعلیم حاصل کر کے مساجد یا اپنے دیگر حلقہ جات میں درس قرآن کا سلسلہ شروع کردیتے ہیں۔ انہوں نے حکمت اور موعظہ حسنہ کی تعلیم وتربیت حاصل ہی نہیں کی۔ نیز قرآن کریم کی تفسیر کا مطلوبہ معیار یا اہلیت واستعداد سے وہ تہی دامن ہوتے ہیں، قرآن کریم کی آیات کے مفہوم میں کئی مقامات پر ناسخ منسوخ، احکامات کا تقدم وتاخر، علمی توجیہات وتطبیق وغیرہ جیسی تفسیری اصطلاحات سے نابلد ہوتے ہیں سب سے بڑھ کر وہ فقہی شعورو بصیرت سے بے خبر ہوتے ہیں۔ ایسے میں وہ ان مقامات خاص کی تعبیرات علمی میں اپنے اپنے ذوق فکر سے تشریح وتفہیم کے خود ساختہ نظریات کو بیان کرتے ہوئے ذرا بھی جھجک محسوس نہیں کرتے ایسی بے باکانہ جُرأت کم ازکم فہم قرآن میں ناقابل برداشت روش ہے۔

جس کے متعلق حدیث شریف میں سخت وعید (تنبیہ) آئی ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف میں روایت ہے: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (ترمذی) ترجمہ: "جس نے اپنی رائے سے قران کے مفہوم میں کچھ کہا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے"۔ تفسیرِ قرآن کیلئے مطلوبہ علمی معیار واہلیت کیلئے علماء نے ایک لسٹ بیان کی ہے جسکا نصف تو کجا دسویں حصے سے آگہی بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ علماء کا یہ اصرار بجاہے کہ تفسیرِ قرآن کیلئے فقط ایم اے اسلامیات یا فقط کسی ایک موضوع پر PHD کوئی علمی معیار نہیں جسکی بنیاد پر درس قرآن دینے کی صلاحیت کے حوالے سے خوش فہمی کا شکار ہوا جائے (افسوس کہ آج کل اسکا بہت رجحان ہے) ایک مثال سے آپ ملاحظہ کرسکتے ہیں کہ اگر مطلوبہ فقہی بصیرت نہ ہو تو عوام کیسے خود اسکا مفہوم سمجھ سکتے ہیں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے، ترجمہ: "اے ایمان والو! جب اذان ہو نماز کی جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو خرید وفروخت یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے پھر جب نماز ادا کرچکو تو پھیل پڑو زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو بہت سا تاکہ تمہارا بھلا ہو" (سورۃ الجمعہ آیت نمبر۹ تا۱۰)۔ اس میں پانچ امر (حکم) مذکور ہیں ہر امر (حکم) کی شرعی حیثیت جداجدا ہے کیا عوام میں اتنا شعور و ادارک ہوسکتا ہے کہ وہ قرآن میں بیان کردہ احکامات کی خود سے وضاحت سمجھ سکیں۔ جن حضرات نے بھی اپنی مخصوص فکر ونظر کے پس منظر میں لوگوں کو باور کرانے کی غیر دانشمندانہ کوشش کی کہ قرآن کی فہم وتفہیم پر علماء کی کوئی اجارہ داری نہیں بلکہ چار قدم آگے بڑھ کر یہاں تک کہہ دیا کہ قدیم مُفسرین وعلماء بھی انسان تھے۔ ہم بھی ویسے ہی انسان ہیں هُمْ رِجَالٌ وَنَحْنُ رِجَالٌ یہ تو ایسے ہی ہے کہ ایوان صدر کا کوئی عمومی درجے کا اہلکار یہ کہہ دے ملک کا صدر بھی ایک انسان ہی ہوتا ہے اور میں بھی اُسی جیسا انسان ہوں تو شاید متفقہ طور پر اسکو پاگل خانے داخل کرانے کی رائے سامنے آئے گی۔ حیرت ہے جن لوگوں کی پوری زندگی قرآنی علوم کے سمندر میں غوطہ زنی کرتے گذری اُس کے بالمقابل ایک سرسری طور پر فقط مطالعہ قرآن کے ذریعہ خود فہمی کا شکار انسان ہے کیا کوئی فرق نہیں؟ اگر علمی دنیا میں شعور وادراک کا یہی پیمانہ تسلیم کرلیا جائے تو عقل، فہم اور بصیرت و دانش کا اللہ ہی حافظ ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین (جنہوں نے براہ راست امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن

پڑھا اور سمجھا) جنکی اپنی مادری زبان عربی ہی تھی خود خلیفہ ثانی اور مقرب خاص عظیم صحابی حضرت عمرؓ نے سب صحابہ کرام سے سورۃ النصر کے متعلق پوچھا کہ تم اس سے کیا سمجھتے ہو۔تو تمام صحابہ کرام نے اس کے ظاہر کے مطابق مفہوم بتلایا کہ جب فتح ہونے لگے اور لوگ فوج درفوج اسلام میں داخل ہونے لگے تو حکم نازل ہوا کہ آپ حمد واستغفار کیا کریں۔لیکن جب حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: فیه أجل رسول الله ﷺ (یعنی اس میں حضور ﷺ کی وفات کا پیغام ہے) (بخاری شریف) تو تمام صحابہ انگشت بدنداں رہ گئے۔خلیفہ رُاشد، مقربِ خاص، عظیم صحابی واہل بیت کے فردِ باکمال حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خوارج کو راہ راست پر لانے کیلئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو اپنا نمائندہ خاص بنا کر بھیجا تو ساتھ ہی تاکیدی نصیحت فرمائی کہ خوارج سے قرآنی آیات پر مناظرہ (بحث وتمحیص) نہ کرنا۔ کیونکہ قرآنی آیات کے مفہوم کو وہ اپنے مطلب کیلئے استعمال کریں گے۔انکو حدیث رسولؐ (عملاً سنت رسول) کے ذریعہ دلیل سے قائل کرنا وہ اسکی تاویل نہ کرسکیں گے۔ حضرت علیؓ کی یہ تاکیدی نصیحت اُمت مسلمہ کیلئے ایک راہنما اصول کی دائمی حیثیت سے سمجھنے کی ضرورت ہے ہر واجبی ساعلم رکھنے والا قرآنی آیات کے مفہوم کو بھلا کیا سمجھے گا؟ یاد رہے کہ دُنیوی علوم وفنون پر مہارت یادسترس رکھنے والے (دینی علوم کی مہارت نہ رکھنے کے باعث علمی اصطلاح میں) عوام ہی شمار ہوتے ہیں خواہ وہ کسی خاص موضوع میں پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری ہی کیوں نہ رکھتے ہوں۔ کیونکہ قرآنی آیات کے مفہوم اور موضوعات خاص پر انکی مہارت یا معلومات علمی واصطلاحی درجے میں نہیں بلکہ فقط سرسری مطالعاتی ذریعہ تک محدود ہوتی ہیں۔ اس حوالے سے انکی رائے کا ایسے ہی اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ جیسے پرائمری درجے کے کسی اُستاد کی معلوماتی /فنی رائے اور اس فن میں مہارت رکھنے والے پی ایچ ڈی درجہ کے پروفیسر کے مقابلہ میں کوئی وزن نہیں رکھتی بلکہ ایسی رائے کا اظہار یادعویٰ مضحکہ خیز جُرأت وبے باکی قرار دی جاتی ہے۔اس قدر واضح اور اظہر من الشمس حقیقت کو علمی استدلال کی دنیا پر عبور رکھنے والے لوگ کیونکر سب حقائق پسِ پشت ڈال کر اہل علم کی مہارت وبصیرت پر غیر دانشمندانہ طریقہ سے تبصرہ زن نظر آتے ہیں'' کہ قرآن وسنت اور فقہی بصیرت فقط روائتی طریقہ سے دینی مدارس سے علم حاصل کرنے والے

لوگوں کی جاگیر نہیں ہر ایک کو حق ہے کہ وہ اللہ پاک کی نازل کردہ کتاب کو اپنی عقل وفہم سے خود سمجھنے کی کوشش کرے''۔ کیا وہ اپنی مخصوص سیٹ پر اپنے کسی ماتحت اہلکار کو بیٹھنے کی اجازت دینے کے روادار ہوتے ہیں ایسا وہ اپنے منصب کی توہین سمجھتے ہیں، تو کیا قرآن وسنت اور فقہی حقائق کی مسند پر کسی جاہل کو بٹھانا مخصوص علمی فکر ونظر کی توہین نہیں؟ اس عام فہم نکتہ کے سمجھنے کیلئے کسی افلاطونی دماغ کی ضرورت نہیں ہے (بلکہ یہ کامن سنس ہے)۔ الغرض مذکورہ حقائق کو سنجیدہ لیتے ہوئے درس قرآن دیتے ہوئے اللہ پاک کی تلقین کردہ حکمت وموعظہ حسنہ (جو علمی فکر ونظر کی تربیت سے حاصل ہوتی ہے) کے مطابق عوام کی علمی وفکری اوقات ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے درس دیا جائے، آپ صرف علمی باریکیوں اور لطائف کے بیان سے اپنا علمی رعب نہ جھاڑتے رہا کریں۔ بلکہ عوام کیلئے سادہ لفظوں کیساتھ عام فہم انداز سے (بلکہ انہی کی اپنی مادری زبان میں) سمجھانے کی کوشش کی جائے۔ البتہ جو اپنے آپکو پڑھا لکھا طبقہ سمجھتے ہیں انکو سمجھانے میں قدرے وضاحت سے کچھ علمی اصطلات کی رعایت کرتے ہوئے (جنکو وہ آسانی سے سمجھ سکتے ہوں) تفسیر آیات کو بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (تاہم تصحیح نیت ہر فکر ونظر میں اہم حیثیت رکھتی ہے)۔ واضح رہے کہ درس قرآن میں فرائض (نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور حقوق العباد ومعاملات) کی اہمیت وعظمت کو لازمی طور پر اُجاگر کیا جائے۔

عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنزِعُ النَّاسَ

ان پر ایک دن سخت آندھی بھیجی تھی جس کی نحوست دائمی تھی۔ جو لوگوں کو ایسا پھینک رہی تھی کہ

كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَ

گویا وہ کھجور کے جڑ سے اکھڑے ہوئے پیڑ ہیں۔ پھر (دیکھا) ہمارا عذاب اور ڈرانا کیسا تھا۔ اور

ع لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾

البتہ ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے پھر ہے کوئی کہ سمجھے۔ قوم ثمود نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا تھا۔

فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ أَأُلْقِيَ

پس کہا کیا ہم اپنے میں سے ایک آدمی کے کہنے پر چلیں گے تب تو ہم ضرور گمراہی اور دیوانگی میں جا پڑیں گے۔ کیا

الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ

ہم میں سے اسی پر وحی بھیجی گئی بلکہ وہ بڑا جھوٹا (اور) شیخی خورہ ہے۔ عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا کون

الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ﴿۲۶﴾ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ

بڑا جھوٹا (اور) شیخی خورہ ہے۔ بے شک ہم ان کی آزمائش کے لیے اونٹنی بھیجنے والے ہیں پس (اے صالح)

وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾

ان کا انتظار کر اور صبر کر۔ اور ان سے کہہ دو کہ پانی ان میں بٹ گیا ہے ہر ایک اپنی باری سے پانی پلایا کرے۔

فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾

پھر انہوں نے اپنے رفیق کو بلایا تب اس نے ہاتھ بڑھایا اور (اس کی) کونچیں کاٹ ڈالیں۔ پھر (دیکھا) ہمارا عذاب اور ڈرانا کیسا تھا۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾

بے شک ہم نے ان پر ایک زور کی چیخ کا عذاب بھیجا پھر وہ ایسے ہو گئے جیسا کانٹوں کی باڑ کا چورا۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ

اور البتہ ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے پھر ہے کوئی سمجھنے والا۔ قوم لوط نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا

بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ نَّجَّيْنَاهُم بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾

تھا۔ بے شک ہم نے ان پر پتھر برسائے سوائے لوط کے گھر والوں کے ہم نے انہیں پچھلی رات نجات دی۔

نِّعْمَةً مِّنْ عِندِنَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَن شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ أَنذَرَهُم

یہ ہماری طرف سے فضل ہے جو شکر کرتا ہے ہم اسے ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور وہ انہیں ہماری پکڑ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۸ تا ۲۱۔ قومِ عاد پر اپنے وقت میں پیغمبرِ برحق (حضرت ہودؑ) کی نافرمانی کے نتیجہ میں خدائی گرفت کا ہولناک مناظر سمیت عبرتی و تنبیہی بیان۔

۲۲۔ قرآن حکیم کو انسانوں کے لیے آسان فہم نصیحت نامہ کے طور پر اظہار کا مکرر احسانی و تنبیہی ذکر۔

۲۳ تا ۳۱۔ سلسلۂ نصیحت و عبرت کے ضمن میں قومِ ثمود کی اپنے وقت میں پیغمبروں کی جاری کردہ تعلیماتِ برحق کی تکذیب، سرکشی و بغاوت پر مبنی منفی فکر و عمل کے نتائجِ فاسدہ کا عبرتی احوال و مناظر سمیت تنبیہاتی ذکر و بیان۔

۳۲۔ قرآنِ کریم کو انسانوں کے لیے آسان فہم نصیحت نامہ کے طور پر اظہار کا مکرر احسانی و تنبیہی ذکر۔

۳۳ تا ۳۹۔ عبرتی احوال و واقعات کے تسلسل میں قوم لوطؑ کی اپنے وقت میں انبیائے سابقین و حضرت لوطؑ کی تعلیمِ برحق کی مسلسل تکذیب و مخالفت کے نتیجہ میں خدائی انتقام و عذاب کا عبرتی منظر سمیت نصیحت آمیز واقعاتی و تنبیہاتی اظہار و بیان۔

بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَن ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا

سے ڈرا چکا تھا پس وہ ڈرانے میں شک کرنے لگے۔ اور البتہ اس سے اس کے مہمانوں کا مطالبہ کرنے لگے تو ہم نے

أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُم بُكْرَةً عَذَابٌ

ان کی آنکھیں مٹا دیں پس (کہا) میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو۔ اور بیشک صبح کو ان پر ایک عذاب

مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣٨﴾ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ

نہ ٹلنے والا آ پڑا۔ پس میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو۔ اور البتہ ہم نے سمجھنے کے لیے قرآن کو آسان کر دیا ہے

فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿٤١﴾ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا ع ٢ ٩

پھر ہے کوئی سمجھنے والا۔ اور البتہ فرعون کے خاندان کے پاس بھی ڈرانے والے آئے تھے۔ انہوں نے ہماری سب نشانیوں

فَأَخَذْنَاهُمْ أَخْذَ عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٤٢﴾ أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم

کو جھٹلایا پھر ہم نے انہیں بڑی زبردست پکڑ سے پکڑا۔ کیا تمہارے منکر ان لوگوں سے اچھے ہیں یا

بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿٤٣﴾ أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ﴿٤٤﴾ سَيُهْزَمُ

تمہارے لیے کتابوں میں نجات لکھی ہے۔ کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم زبردست جماعت ہیں۔ عنقریب یہ

الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ

جماعت بھی شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ بلکہ قیامت ان کے وعدے کا وقت ہے اور

وَأَمَرُّ ﴿٤٦﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي وقف لازم

قیامت زیادہ دہشت ناک اور تلخ تر ہے۔ بے شک مجرم گمراہی اور جنون میں ہیں۔ جس دن اپنے منہ

النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ

کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے (کہا جائے گا) آگ لگنے کا مزہ چکھو۔ بیشک ہم نے ہر چیز اندازے

بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا

سے بنائی ہے۔ اور ہمارا حکم تو ایک ہی بات ہوتی ہے جیسا کہ پلک جھپکنا۔ اور البتہ ہم تمہارے جیسوں کو غارت کر

أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٥١﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾ وَ

چکے ہیں پھر کیا کوئی سمجھنے والا ہے۔ اور پھر جو کچھ بھی انہوں نے کیا ہے وہ اعمال ناموں میں موجود ہے۔ اور

كُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ﴿٥٤﴾

ہر چھوٹا اور بڑا کام لکھا ہوا ہے۔ بے شک پرہیزگار باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٤٠۔ قرآن کریم کو انسانوں کے لیے آسان فہم نصیحت نامہ کے طور پر اظہار کا مکرر احسانی و تنبیہی ذکر۔

٤١ تا ٤٢۔ قوم فرعون پر بھی اتمام حجت (واضح دلیل سے اچھی طرح سمجھانے) کے لیے حضرت موسیٰ کی نصیحتی آمد اور قوم فرعون کا جملہ انبیائے سابقین کی ہدایات برحق کو نظر انداز کرنے پر خدائی عذاب میں ہلاکت کا عبرتی بیان۔

٤٣۔ انتہائی طاقتور قوموں کی ہلاکت کے تنبیہاتی پس منظر میں موجودہ کفار کو بھی نافرمانی کے باعث خدائی گرفت میں لینے کا تنبیہی اظہار (کسی کے لیے کوئی استثنا نہیں غلط فہمی دور کر لینے کا تنبیہی ذکر)

٤٤ تا ٤٥۔ اپنی قوت پر نازاں باطل لشکروں کی جلد دنیا میں ہی متوقع ہزیمت و شکست کی (اہل حق کے لیے تسلی آمیز) خوشخبری کا ذکر۔

٤٦ تا ٤٨۔ قیامت کے وقوع اور اس کے تلخ حقائق و احوال کا ہولناک مناظر سمیت عبرتی ذکر۔

٤٩ تا ٥٠۔ ہر چیز کا وقت مقررہ طے ہو جانے اور اختتام کے لیے خدائی معجزاتی قدرت کا تنبیہی و اعتقادی اظہار۔

٥١۔ گذشتہ اقوام کے باغی و سرکش لوگوں پر خدائی گرفت سے سبق حاصل کرنے کا تنبیہاتی ذکر۔

٥٢ تا ٥٣۔ تمام چھوٹی بڑی چیزوں کے دستاویزی ریکارڈ محفوظ ہو جانے کا فکر انگیز بیان۔

٥٤ تا ٥٥۔ فرمانبردار متقین کے مقام و اکرام خاص کا احسانی و ترغیبی اظہار و بیان۔

فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٥٥﴾ ع ۳ ۱۰

عزت کے مقام میں قادر مطلق بادشاہ کے حضور میں۔

(۵۵) سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ (۹۷) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَسَبْعُوْنَ اٰیَةً (۷۸) رُکُوْعَاتُهَا ۳

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ﴿۴﴾

رحمٰن ہی نے قرآن سکھایا۔ اس نے انسان کو پیدا کیا۔ اسے بولنا سکھایا۔

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿۵﴾ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدٰنِ ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءَ

سورج اور چاند ایک حساب سے چل رہے ہیں۔ اور بیلیں اور درخت سجدہ کر رہے ہیں۔ اور آسمان کو

رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ ﴿۷﴾ اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ ﴿۸﴾ وَاَقِیْمُوا

اس نے بلند کر دیا اور ترازو قائم کی۔ تاکہ تم تولنے میں زیادتی نہ کرو۔ اور انصاف

الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ ﴿۹﴾ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ﴿۱۰﴾

سے تولو اور تول نہ گھٹاؤ۔ اور اس نے خلقت کے لیے زمین کو بچھا دیا۔

فِیْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ﴿۱۱﴾ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ

اس میں میوے اور غلافوں والی کھجوریں ہیں۔ اور بھوسے دار اناج اور پھول

وَالرَّیْحَانُ ﴿۱۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ

خوشبو دار ہیں۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اس نے انسان کو

صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَیِّ

ٹھیکری کی طرح بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ اور اس نے جنوں کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔ پھر تم (اے

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَیِّ

جن و انس) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ وہ دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک ہے۔ پھر

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ ﴿۱۹﴾ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ

تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اس نے دو سمندر رلا دیے جو باہم ملتے ہیں۔ ان دونوں میں پردہ

لَّا یَبْغِیٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ

ہے کہ وہ حد سے تجاوز نہیں کر سکتے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں میں سے موتی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ الرحمٰن

۱تا۲۔ رحمٰن ذاتِ عظیم کی طرف سے تا قیامت انسانیت کی فلاح و ہدایت کے لیے عدیم النظیر (بے مثال) تحفۂ عظیم قرآن مقدس عطا کرنے و سکھانے کا احسانی اظہار۔

۳تا۴۔ اسی ذاتِ اقدس کی طرف سے انسانی تخلیق اور اس کو قوتِ گویائی (بولنے کی توفیق) عطا کرنے کی عنایتِ خاص کا ذکر۔

۵تا۶۔ رحمٰن ذات کی شاہکار تخلیقات اور انکی منظم اطاعت کا پُر ہیبت اظہار۔

۷تا۹۔ آسمان کی غیر معمولی بلندی اور میزان قائم کرنے کا احسانی ذکر کرتے ہوئے انسانوں کو باہمی طور پر ترازو کے معیار کو ہر حال میں درست رکھنے کا تاکیدی حکم (معاشی و معاشرتی اخلاقیات کی بنیادی تعلیم کا ذکر)

۱۰تا۱۳۔ زمین کو مخلوق کے لیے کارآمد (فائدہ مند) بناتے ہوئے اس سے پیدا ہونے والے فوائد عظیم (پھل، اناج وغیرہ) کا احسانی بیان (نعمتوں کی یاد دہانی) اور جن و انس (دونوں مخلوقات) کو خدائی انعامات و احسانات ہر دم پیش نظر رکھنے کا تاکیدی اظہار۔

وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ

اور مونگا نکلتا ہے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اور سمندر میں پہاڑوں جیسے کھڑے

فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ

ہوئے جہاز اسی کے ہیں۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ جو کوئی زمین پر ہے

عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْإِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِأَيِّ

فنا ہو جانے والا ہے۔ اور آپ کے پروردگار کی ذات باقی رہے گی جو بڑی شان اور عظمت والا ہے۔ پھر

آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۲۸﴾ يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ كُلَّ يَوْمٍ

تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اس سے مانگتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں ہر روز وہ

هُوَ فِي شَأْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۳۰﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ

ایک کام میں ہے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اے جن و انس ہم تمہارے لیے جلد ہی

الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۳۲﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ

فارغ ہو جائیں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اے جنوں اور انسانوں کے گروہ

إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا ۚ

اگر تم آسمانوں اور زمین کی حدود سے باہر نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ

لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۳۴﴾ يُرْسَلُ

تم بغیر زور کے نہ نکل سکو گے (اور وہ ہے نہیں)۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ تم پر آگ

عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ ۙ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ ﴿۳۵﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ

کے شعلے اور دھواں چھوڑا جائے گا پھر تم بچ نہ سکو گے۔ پھر تم اپنے

رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۳۶﴾ فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾

رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ پھر جب آسمان پھٹ جائے گا اور پھٹ کر گلابی تیل کی طرح سرخ ہو جائیگا۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۳۸﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ پس اس دن اپنے گناہ کی بابت نہ کوئی انسان اور نہ کوئی جن

وَلَا جَانٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ

پوچھا جائے گا۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ مجرم اپنے چہرے کے نشان سے پہچانے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۂ رحمٰن کا مجموعی خلاصہ

سورۂ رحمٰن خدائے لم یزل کی صفات لازوال کے پسِ منظر میں اک حسین احسانی دستاویز ہے۔ جس میں تخلیقِ کائنات کے اجتماعی و انفرادی پہلوؤں کا اِس طرح احاطہ کیا گیا ہے کہ جینے سے لیکر مرنے تک اور پھر دوبارہ زندہ ہونے سے لیکر احتسابی نظام کے اختتام بلکہ مثبت (عطائے جنت وغیرہ) یا منفی (جہنم میں جانا وغیرہ) نتائج سمیت کوئی پہلو خالی نہیں چھوڑا گیا (جھپٹنا، پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا کی مثالِ تفہیم (سمجھنے سمجھانے) کی غرض سے ادنیٰ جھلک کے طور پر پیش کی جاسکتی ہے انسانوں پر آفاقی انعامات و احسانات سے آغاز کرتے ہوئے خود انسان و جن کی ان کے مادۂ اصلی سمیت تخلیقی سلسلہ کے اظہار کے بعد اپنی قدرتی صفاتِ عظیمہ کے پسِ منظر میں شاہکار و حیران کن مخلوقات و فوائد کا احسانی ذکر فرمایا گیا ہے۔ تو ساتھ ہی جملہ مخلوقات کی آخر کار فنائیت اور ان کے خالق کی ازل سے ابد تک قائم رہنے کے متعلق عقیدہ حق کا اظہار بھی کیا گیا ہے، فکرِ آخرت پیدا کرنے کی غرض سے اخروی احتساب و پوچھ گچھ کا تذکرہ چھیڑا گیا ہے تو ساتھ

بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ ﴿٤١﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا
جائیں گے پس پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑے جائیں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو
تُكَذِّبَانِ ﴿٤٢﴾ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٤٣﴾ يَطُوفُونَ وقف لازم
جھٹلاؤ گے۔ یہی وہ دوزخ ہے جسے مجرم جھٹلاتے تھے۔ گناہ گار جہنم میں
ع ۱۲ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ ﴿٤٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٥﴾ وَلِمَنْ خَافَ
اور کھولتے ہوئے پانی میں تڑپتے پھریں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اور اس کیلئے جو اپنے رب کے سامنے
مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ﴿٤٦﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٧﴾ ذَوَاتَا أَفْنَانٍ ﴿٤٨﴾
کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے دو باغ ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ جن میں بہت سی شاخیں ہوں گی۔
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٩﴾ فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ ﴿٥٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ
پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں میں دو چشمے جاری ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥١﴾ فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ ﴿٥٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ
کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں میں ہر میوہ کی دو قسمیں ہوں گی۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٣﴾ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ
نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ایسے فرشوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے کہ جن کا استر مخملی ہوگا
وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿٥٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٥﴾ فِيهِنَّ
اور دونوں باغوں کا میوہ جھک رہا ہوگا۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں نیچی
قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٥٦﴾ فَبِأَيِّ
نگاہوں والی عورتیں ہوں گی نہ تو انہیں ان سے پہلے کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے چھوا ہوگا۔ پھر تم
آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٧﴾ كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾ فَبِأَيِّ
اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ گویا کہ وہ یاقوت اور مونگا ہیں۔ پھر تم اپنے رب کی
آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٩﴾ هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ﴿٦٠﴾ فَبِأَيِّ
کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہے۔ پھر تم اپنے رب کی
آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦١﴾ وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ ﴿٦٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا
کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اور ان دو کے علاوہ اور دو باغ ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

لگتے ہی انسانوں اور جنوں کی آخرت میں احتساب سے بچنے کے تمام راستے بند کر دینے کے تنبیہاتی پہلو سے خبردار بھی کر دیا گیا ہے۔

کہیں مجرمین پر خدائی عتاب وعذاب کا عنوان چل رہا ہے تو اسکے ضمن میں وقوعِ قیامت کے ہولناک مناظر اور اس کے خطرناک لوازمات کو بھی ساتھ ہی بیان کرنا ضروری سمجھا گیا ہے۔ نافرمانوں کے لیے جہنم کے بھڑکتے شعلوں کی دل دہلا دینے والے منظر کشی ہو رہی ہے تو فرمانبرداروں کے لیے جنت کے حسین مناظر وانعاماتِ عظیم کی گویا مشاہداتی تصویر بھی ساتھ ساتھ ہی کھینچ لی گئی ہے، نہ ختم ہونے والے ابدی حسین مناظر کی طویل انعامی فہرست گویا خوبصورت فریم میں لٹکی نظر آرہی ہے، ان تمام مراحل کے حقیقت آمیز پہلوؤں کے اظہار میں قدم بقدم جن وانس کے لیے خدائی انعامات واحسانات کو ہر دم پیش نظر رکھنے کے بورڈ واضح لفظوں میں آویزاں دکھائی دیتے ہیں۔

(فبای الاء ربکما تکذبٰن) ہمہ تن گوش مصروف و مدہوش اے انسان ذرا حقیقی آنکھ اٹھا اور خوابِ غفلت سے بیدار ہو کہ یہ سب بیان کردہ حقائق خام

تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٣﴾ مُدۡهَآمَّتٰنِ ﴿٦٤﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٥﴾ فِیۡهِمَا
نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ وہ دونوں بہت ہی سبز ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان
عَیۡنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿٦٦﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٧﴾ فِیۡهِمَا فَاكِهَةٌ
دونوں میں دو چشمے ابلتے ہوئے ہونگے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں میں
وَّ نَخۡلٌ وَّ رُمَّانٌ ﴿٦٨﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٩﴾ فِیۡهِنَّ خَیۡرٰتٌ
میوے اور کھجوریں اور انار ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں نیک خوبصورت
حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧١﴾ حُوۡرٌ مَّقۡصُوۡرٰتٌ فِی الۡخِیَامِ ﴿٧٢﴾
عورتیں ہوں گی۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ وہ حوریں جو خیموں میں بند ہونگی۔
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمۡ یَطۡمِثۡهُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَهُمۡ وَ
پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ نہ انہیں ان سے پہلے کسی انسان نے اور نہ کسی
لَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾ مُتَّكِـِٕیۡنَ عَلٰی رَفۡرَفٍ
جن نے چھوا ہوگا۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ قالینوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے
خُضۡرٍ وَّ عَبۡقَرِیٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾
جو سبز اور نہایت قیمتی نفیس ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔
ع ٣ ١٤ تَبٰرَكَ اسۡمُ رَبِّكَ ذِی الۡجَلٰلِ وَ الۡاِكۡرَامِ ﴿٧٨﴾
آپ کے رب کا نام بابرکت ہے جو بڑی شان اور عظمت والا ہے۔

سُوۡرَةُ الۡوَاقِعَةِ مَكِّیَّةٌ وَّ هِیَ سِتٌّ وَّ تِسۡعُوۡنَ اٰیَةً وَّ ثَلٰثُ رُكُوۡعَاتٍ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
وقف لازم اِذَا وَقَعَتِ الۡوَاقِعَةُ ﴿١﴾ لَیۡسَ لِوَقۡعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿٢﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿٣﴾
جب واقع ہونے والی واقع ہوگی۔ جس کے واقع ہونے میں کچھ بھی جھوٹ نہیں۔ پست کرنے والی اور بلند کرنے والی۔
اِذَا رُجَّتِ الۡاَرۡضُ رَجًّا ﴿٤﴾ وَّ بُسَّتِ الۡجِبَالُ بَسًّا ﴿٥﴾ فَكَانَتۡ هَبَآءً
جب کہ زمین بڑے زور سے ہلائی جائے گی۔ اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر چورا ہو جائیں گے۔ سو وہ غبار

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

خیالی یا خوش فہمی کے پسِ منظر میں جھوٹ کا خواب نہیں جو آنکھ جھپکتے ہی ختم ہو جاتا ہے بلکہ ٹھوس اعتقادی حقائق کی ایسی منظر کشی ہے جس کے کسی ایک لمحے میں نہ آنکھ کی خطا کا احتمال ہے نہ عقل و فکر کی کسی غلطی کا، یہ رب ذوالجلال کی بیان کردہ وہ حقیقت ہے جس کا لفظ لفظ صداقت وحق کا دوسرا نام ہے، امنا و صدقنا / تبارك اسمك ربك ذوالجلال و الاكرام، ہماری بھی یہی تسبیح تصدیق ہے۔

سورة الواقعہ

١ تا ٦٢۔ وقوع قیامت کی خبر صادق کا (ہولناک مناظر سمیت) تنبیہاتی اظہار اور اس کے اثرات ونتائج کا حیرت آمیز بیان۔

مُنْۢبَثًّا ﴿٦﴾ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿٧﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ

ہو کر اڑتے پھریں گے۔ اور (اس وقت) تمہاری تین جماعتیں ہو جائیں گی۔ پھر داہنے والے کیا خوب ہی ہیں

الْمَيْمَنَةِ ﴿٨﴾ وَاَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﴿٩﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ

داہنے والے۔ اور بائیں والے کیسے برے ہیں بائیں والے۔ اور سب سے اول ایمان لانے والے سب سے اول

السّٰبِقُوْنَ ﴿١٠﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿١١﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿١٢﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ

داخل ہونے والے ہیں۔ وہ اللہ کے ساتھ خاص قرب رکھنے والے ہیں۔ نعمت کے باغات ہوں گے۔ پہلوں

الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٣﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٤﴾ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿١٥﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ

میں سے بہت سے۔ اور پچھلوں میں سے تھوڑے سے۔ تختوں پر جو جڑاؤ ہوں گے۔ آمنے سامنے تکیہ لگائے

عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿١٦﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿١٧﴾ بِاَكْوَابٍ

ہوئے بیٹھے ہوں گے۔ ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے آمد و رفت کیا کریں گے۔ آبخورے

وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿١٨﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿١٩﴾

اور آفتابے اور ایسا جام شراب لے کر جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جائے گا۔ نہ اس سے ان کو دردِ سر ہوگا اور نہ اس سے

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٢١﴾ وَ

عقل میں فتور آئے گا۔ اور میوے جنہیں وہ پسند کریں گے۔ اور پرندوں کا گوشت جو ان کو مرغوب ہوگا۔ اور

حُوْرٌ عِيْنٌ ﴿٢٢﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿٢٣﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں۔ جیسے موتی کئی تہوں میں رکھے ہوئے ہوں۔ بدلے اس کے جو وہ کیا

يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٤﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ﴿٢٥﴾ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا

کرتے تھے۔ وہ وہاں کوئی لغو اور گناہ کی بات نہیں سنیں گے۔ مگر سلام

سَلٰمًا ﴿٢٦﴾ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ﴿٢٧﴾ فِيْ سِدْرٍ

سلام کہنا۔ اور داہنے والے کیسے اچھے ہوں گے داہنے والے۔ وہ بے کانٹوں کی بیریوں

مَّخْضُوْدٍ ﴿٢٨﴾ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿٢٩﴾ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿٣٠﴾ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿٣١﴾

میں ہوں گے۔ اور گتھے ہوئے کیلوں میں۔ اور لمبے سایوں میں۔ اور پانی کی آبشاروں میں۔

وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ﴿٣٢﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿٣٣﴾ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿٣٤﴾

اور بافراط میووں میں۔ جو نہ کبھی منقطع ہوں گے اور نہ ان میں روک ٹوک ہوگی۔ اور اونچے فرشوں میں۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٧تا٩۔ روزِ قیامت نتائج کے اعتبار سے تین جماعتوں میں تقسیم کا فکر انگیز ذکر: ا۔ مقربین، ٢۔ عام جنتی، ٣۔ اہلِ جہنم۔

١٠تا٢٦۔ مقربین خوش نصیب لوگوں پر خدائی اکرام و اعزاز اور عنایاتِ خاص کا پُرمسرت احسانی اظہار (اللّٰھم اجعلنا منھم)۔

٢٧تا٤٠۔ اصحب الیمین پر خدائی عنایات ولا فانی انعامات کا ترغیبی و احسانی سلسلہ وار اظہار و بیان۔

إِنَّآ أَنشَأْنَٰهُنَّ إِنشَآءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنَٰهُنَّ أَبْكَارًا ﴿٣٦﴾ عُرُبًا أَتْرَابًا ﴿٣٧﴾

بیشک ہم نے انہیں (حوروں کو) ایک عجیب انداز سے پیدا کیا ہے۔ پس ہم نے انہیں کنواریاں بنادیا ہے۔ دل لبھانے والی ہم عمر بنایا ہے۔

لِّأَصْحَٰبِ ٱلْيَمِينِ ﴿٣٨﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ ٱلْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ ٱلْءَاخِرِينَ ﴿٤٠﴾

داہنے والوں کے لیے۔ بہت سے پہلوں میں سے ہوں گے۔ اور بہت سے پچھلوں میں سے۔

وَأَصْحَٰبُ ٱلشِّمَالِ مَآ أَصْحَٰبُ ٱلشِّمَالِ ﴿٤١﴾ فِى سَمُومٍ وَحَمِيمٍ ﴿٤٢﴾

اور بائیں والے کیسے برے ہیں بائیں والے۔ وہ لوؤں اور کھولتے ہوئے پانی میں ہوں گے۔

وَظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ ﴿٤٣﴾ لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ ﴿٤٤﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا۟ قَبْلَ

اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں۔ جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ راحت بخش۔ بے شک وہ اس سے پہلے

ذَٰلِكَ مُتْرَفِينَ ﴿٤٥﴾ وَكَانُوا۟ يُصِرُّونَ عَلَى ٱلْحِنثِ ٱلْعَظِيمِ ﴿٤٦﴾

خوش حال تھے۔ اور بڑے گناہ (شرک) پر اصرار کیا کرتے تھے۔

وَكَانُوا۟ يَقُولُونَ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَٰمًا أَءِنَّا

اور کہا کرتے تھے کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر

لَمَبْعُوثُونَ ﴿٤٧﴾ أَوَءَابَآؤُنَا ٱلْأَوَّلُونَ ﴿٤٨﴾ قُلْ إِنَّ ٱلْأَوَّلِينَ وَٱلْءَاخِرِينَ ﴿٤٩﴾

اٹھائے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی۔ کہہ دو بے شک پہلے بھی اور پچھلے بھی۔

لَمَجْمُوعُونَ إِلَىٰ مِيقَٰتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٥٠﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا

ایک معین تاریخ کے وقت پر جمع کیے جاویں گے۔ پھر بے شک تمہیں

ٱلضَّآلُّونَ ٱلْمُكَذِّبُونَ ﴿٥١﴾ لَءَاكِلُونَ مِن شَجَرٍ مِّن زَقُّومٍ ﴿٥٢﴾ فَمَالِـُٔونَ

اے گمراہو جھٹلانے والو۔ البتہ تھوہر کا درخت کھانا ہو گا۔ پھر اس سے

مِنْهَا ٱلْبُطُونَ ﴿٥٣﴾ فَشَٰرِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ ٱلْحَمِيمِ ﴿٥٤﴾ فَشَٰرِبُونَ

پیٹ بھرنے ہوں گے۔ پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پینا ہوگا۔ پھر پینا ہو گا پیاسے

شُرْبَ ٱلْهِيمِ ﴿٥٥﴾ هَٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ ٱلدِّينِ ﴿٥٦﴾ نَحْنُ خَلَقْنَٰكُمْ

اونٹوں کا سا پینا۔ قیامت کے دن یہ ان کی مہمانی ہو گی۔ ہم نے ہی تمہیں پیدا کیا ہے

فَلَوْلَا تُصَدِّقُونَ ﴿٥٧﴾ أَفَرَءَيْتُم مَّا تُمْنُونَ ﴿٥٨﴾ ءَأَنتُمْ تَخْلُقُونَهُۥٓ

پس کیوں تم تصدیق نہیں کرتے۔ بھلا دیکھو تو (منی) جو تم ٹپکاتے ہو۔ کیا تم اسے پیدا کرتے ہو یا ہم

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٤١ تا ٤٤۔ اصحب الشمال (اہل جہنم) پر خدائی عتاب (ناراضگی) اور اسکے ہولناک نتائج کا تنبیہاتی ذکر۔

٤٥ تا ٤٨۔ اہل جہنم کے دنیوی زندگی میں فکر و عمل کے بگاڑ کا (روز محشر) سرزنشی و تنبیہاتی اظہار۔

٤٩ تا ٥٦۔ اول و آخر منکرین و مکذبین کی جہنم میں اجتماعی سزا کے ہولناک مناظر کا غضبیہ اظہار۔

٥٧ تا ٦٠۔ تخلیق انسانی کا لوازمات سمیت اعتقادی و تنبیہی ذکر اور موت کے اٹل وقت مقررہ کا فکر انگیز بیان۔

أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ ﴿٥٩﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ
یا ہم ہی پیدا کرنے والے ہیں۔ہم نے ہی تمہارے درمیان موت مقرر کر دی ہے اور ہم
بِمَسْبُوقِينَ ﴿٦٠﴾ عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِي مَا
عاجز نہیں ہیں۔اس بات سے کہ ہم تم جیسے لوگ بدل لائیں اور تمہیں ایسی صورت میں بنا کھڑا کریں
لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾
جو تم نہیں جانتے۔اور تم پہلی پیدائش کو جان چکے ہو پھر کیوں تم غور نہیں کرتے۔
أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ ﴿٦٣﴾ أَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ﴿٦٤﴾
بھلا دیکھو جو کچھ تم بوتے ہو۔کیا تم اسے اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں۔
لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ﴿٦٥﴾ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ﴿٦٦﴾
اگر ہم چاہیں تو اسے چورا چورا کر دیں پھر تم تعجب کرتے رہ جاؤ۔کہ بے شک ہم پر تو تاوان پڑ گیا۔
بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ﴿٦٨﴾ أَأَنْتُمْ
بلکہ ہم بے نصیب ہو گئے۔بھلا دیکھو تو سہی وہ پانی جو تم پیتے ہو۔کیا تم نے
أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ
اسے بادل سے اتارا ہے یا ہم اتارنے والے ہیں۔اگر ہم چاہیں تو اسے
أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ﴿٧١﴾ أَأَنْتُمْ
کھاری کر دیں پس کیوں تم شکر نہیں کرتے۔بھلا دیکھو تو سہی وہ آگ جو تم سلگاتے ہو۔کیا تم نے
أَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُونَ ﴿٧٢﴾ نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذْكِرَةً وَ
اس کا درخت پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔ہم نے اسے یادگار اور مسافروں کے لیے فائدہ
مَتَاعًا لِلْمُقْوِينَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٧٤﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ ع ۱۵
کی چیز بنا دیا ہے۔پس اپنے رب کے نام کی تسبیح کر جو بڑا عظمت والا ہے۔پھر میں تاروں کے ڈوبنے کی
النُّجُومِ ﴿٧٥﴾ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ﴿٧٦﴾ إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ﴿٧٧﴾
قسم کھاتا ہوں۔اور بے شک اگر سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے۔کہ بے شک یہ قرآن بڑی شان والا ہے۔
فِي كِتَابٍ مَكْنُونٍ ﴿٧٨﴾ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾ تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ
ایک پوشیدہ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔جسے بغیر پاکوں کے اور کوئی نہیں چھوتا۔پروردگار عالم کی طرف سے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۶۱ تا ۶۲۔ موجودہ انسانوں کی جگہ دوسروں کو لانے کی قدرتِ خاص کا تنبیہاتی اظہار اور پہلی پیدائش سے سبق حاصل کرتے ہوئے دوبارہ اٹھائے جانے کا نصیحت آمیز تنبیہی بیان۔

۶۳ تا ۷۴۔ بعض مشاہداتی تخلیقات و انعامات کی اصل حقیقت کا قدرتی پسِ منظر اور ان کے سلب (چھین لینے) کی صورت میں انسانوں کی بے بسی پر تنبیہ خاص کے ذریعہ بصیرت آمیز بیان۔

۷۵ تا ۸۰۔ مواقع نجوم (ستاروں کے غروب ہونے) کی تاکیدی و عظمتی قسم کے اظہار سے صداقت و عظمتِ قرآن کی تصدیقی حقیقت کا مع صفات و حفاظتِ خاص کا ذکر و بیان۔

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٠﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿٨١﴾ وَتَجْعَلُوْنَ

نازل ہوا ہے۔ سو کیا تم اس کلام کو سرسری بات سمجھتے ہو۔ اور اپنا

رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿٨٣﴾ وَاَنْتُمْ

حصہ تم یہی لیتے ہو کہ اسے جھٹلاتے ہو۔ پھر کس لیے روح کو روک نہیں لیتے جب کہ وہ گلے تک آجاتی ہے۔ اور تم

حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿٨٥﴾

اس وقت دیکھا کرتے ہو۔ اور تم سے زیادہ ہم اس کے قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھتے۔

فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ

پس اگر تمہارا حساب کتاب ہونے والا نہیں ہے۔ تو تم اس روح کو کیوں نہیں لوٹا دیتے اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ

سچے ہو۔ پھر (جب قیامت آئے گی) اگر وہ مقربین میں سے ہے۔ تو (اس کے لیے) راحت اور خوشبوئیں

وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿٨٩﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩٠﴾ فَسَلٰمٌ

میں اور عیش کی باغ ہیں۔ اور اگر وہ داہنے والوں میں سے ہے۔ تو اے شخص

لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩١﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ

تو جو داہنے والوں میں سے ہے تجھ پر سلام ہو۔ اور اگر وہ جھٹلانے والے

الضَّآلِّيْنَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٩٣﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿٩٤﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ

گمراہوں میں سے ہے۔ تو کھولتا ہوا پانی مہمانی ہے۔ اور دوزخ میں داخل ہونا ہے۔ بے شک یہ تحقیقی

ع حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٩٦﴾

یقینی بات ہے۔ پس اپنے رب کے نام تسبیح کر جو بڑا عظمت والا ہے۔

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١﴾ لَهٗ مُلْكُ

اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔ آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢﴾ هُوَ

اور زمین کی بادشاہت اسی کیلئے ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۸۱تا۸۲۔ قرآنی حقائق کے سمجھنے یا تصدیق میں مداہنت (غفلت و سستی) اور تکذیب حق کو اپنا شعار بنالینے کے رویہ پر سخت مذمتی و تنبیہی اظہار۔

۸۳تا۸۵۔ سکراتِ موت کی مشاہداتی حالت کے وقت انسان کی حسرتناک بے بسی اور خدائی قدرت کے انتہائی قریب ہوجانے کا تنبیہاتی اظہار۔

۸۶تا۸۷۔ منکرینِ آخرت کو مرحلہ موت میں اپنے اقرباء کو بچا لینے کا لاجواب تنبیہی چیلنج۔

۸۸تا۹۱۔ مقربین فرمانبرداروں کے لیے مرحلۂ موت کے بعد خصوصی عنایاتِ الٰہی و کرم خاص کا احسانی اظہار۔

۹۲تا۹۴۔ مکذبین و گمراہ لوگوں پر آخرت میں سخت خدائی عتاب کا عبرتی اظہار۔

۹۵تا۹۶۔ حقائق انجام کے متعلق یقینی خبر صادق کا بیان اور آپ ﷺ کو اپنے رب عظیم کی تسبیح کے اہتمام کرنے کا تاکیدی اظہار۔

سورۃ الحدید

۱۔ آسمان و زمین کی ہر شے کا خالق کائنات کے لیے اپنے اپنے حال و قال کے مطابق تسبیح خاص کا ذکر۔

الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٣﴾ هُوَ
سب سے پہلا اور سب سے پچھلا اور ظاہر اور پوشیدہ ہے اور وہی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ وہی ہے
الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى
جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا پھر وہ عرش پر
الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ
قائم ہوا وہ جانتا ہے جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو
مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۖ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا
آسمان سے اترتی ہے اور جو اس میں اوپر چڑھتی ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اور اللہ اس
تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٤﴾ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ
کو جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی حکومت اسی کے لیے ہے اور سب امور اللہ ہی کی
الْأُمُورُ ﴿٥﴾ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۚ وَهُوَ
طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ سینوں کے بھید
عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٦﴾ آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ
خوب جانتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس میں سے خرچ کرو جس میں اس نے تمہیں پہلوں کا
مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ ۖ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿٧﴾
جانشین بنایا ہے پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے خرچ کیا ان کے لیے بڑا اجر ہے۔
وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۙ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَ
اور تمہیں کیا ہوا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور رسول تمہیں تمہارے رب پر ایمان لانے کے لیے بلا رہا
قَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ
ہے اور تم سے عہد بھی لے چکا ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو۔ وہی ہے جو اپنے بندے پر کھلی کھلی آیتیں
عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ
نازل کر رہا ہے تاکہ تمہیں اندھیروں میں سے نکال کر روشنی میں لائے اور بے شک اللہ
بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿٩﴾ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ
تم پر بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اور تمہیں کیا ہو گیا جو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲تا۳۔ اسی ذاتِ عظیم کی ہمہ جہتی شہنشائیت و اختیار کامل کا ذکر کرتے ہوئے بقیہ صفاتِ خاصہ کا پُر ہیبت اظہار۔

۴تا۶۔ آسمان و زمین کی چھ دنوں میں تخلیق عظیم کا معجزاتی اظہار اور عرش پر ذاتِ باری تعالیٰ کے استواءِ خاص کا (جس کی کیفیت کوئی نہیں جانتا بس ایمان رکھنا ہی کافی ہے) ذکر کرتے ہوئے اس کی بے مثال علم و قدرت کا لازوال صفاتِ عظیمہ سے بیان۔

۷۔ توحید و رسالت پر پختہ اور کامل ایمان رکھتے ہوئے خدا کی عطا کردہ دولت میں سے راہِ خدا میں خرچ کرنے کا ترغیبی و حکمی اظہار اور اس حکم کی تعمیل کرنے والوں کے لیے اجرِ عظیم کا احسانی ذکر۔

۸۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی بار بار دعوتِ توحید اور سابقہ عہد و میثاق کے باوجود انکارِ حق کے رویہ پر سخت تنبیہی سرزنش کا ناصحانہ ذکر۔

۹۔ خاتم الانبیاء ﷺ پر قرآنی واضح آیات کے نزول کا مقصدِ عظیم سمیت تصدیقی و احسانی بیان اور بندوں پر خدائی کرمِ خاص کا صفاتی اظہار۔

مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ
اور زمین کا ورثہ تو اللہ ہی کے لیے ہے تم میں سے اور کوئی اس کے برابر ہو نہیں سکتا جس نے فتح مکہ سے
الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ
پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا یہ ہیں کہ اللہ کے نزدیک جن کا بڑا درجہ ہے ان لوگوں پر ہے جنہوں نے بعد میں خرچ
وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۰ ع ۱ ۱۰/۱۷
کیا اور جہاد کیا اور اللہ نے ہر ایک سے نیک جزا کا وعدہ کیا ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔
مَنْ ذَا الَّذِىْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ
ایسا کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے پھر وہ اس کو اسکے لیے دگنا کر دے اور اس کے لیے
اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝۱۱ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ
عمدہ بدلہ ہے۔ جس دن آپ ایماندار مردوں اور عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور
اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا
ان کے سامنے اور ان کے داہنے دوڑ رہا ہوگا تمہیں آج ایسے باغوں کی خوشخبری ہے کہ ان کے نیچے
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۲ يَوْمَ يَقُوْلُ
نہریں چلتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔ جس دن
الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ
منافق مرد اور منافق عورتیں ان سے کہیں گے جو ایمان لائے ہیں کہ ہمارا انتظار کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے
قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ
روشنی لے لیں کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پھر روشنی تلاش کرو پس ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی
بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝۱۳ ط
جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا اس کے اندر تو رحمت ہوگی اور اس کے باہر کی طرف عذاب ہوگا۔
يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ
وہ انہیں پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں
وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِىُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ
ڈالا اور راہ دیکھتے اور شک کرتے رہے اور تمہیں آرزوؤں نے دھوکہ دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ پہنچا اور

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۰۔ آسمانوں اور زمین کے جملہ خزانوں پر خدائی ملکیت کے پسِ منظر میں انفاق فی سبیل اللہ کا تاکیدی و تنبیہی حکم۔

الف) فتح مکہ سے قبل انفاق فی سبیل اللہ و قتال (جہاد) اور بعد کے انفاق و قتال میں درجاتی فرق و اجر کا تنبیہاتی اظہار۔

ب) البتہ دونوں طرح کے لوگوں کے لیے اجر عطا کرنے کے تسلی آمیز وعدۂ برحق کا ذکر۔

۱۱۔ انفاق فی سبیل اللہ کے عنوانِ خاص کا (راہِ خدا میں قرض حسنہ دینے کا) پُرزور ترغیبی اظہار اور اس پر صلۂ عظیم عطا کرنے کے شہنشاہی۔ وعدۂ برحق کا تذکرہ۔

۱۲۔ خدائی احکام پر لبیک کہنے (اطاعت کرنے) والوں پر روزِ محشر غیر معمولی خدائی کرم و اعزازِ خاص کا احسانی بیان۔

۱۳۔ روزِ قیامت منافقین کی مؤمنین سے نورِ خاص کی بھیک (عطا کرنے کی درخواست) جواب میں سخت خدائی عتاب و سرزنش کا عبرتی بیان۔

غَرَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ ﴿١٤﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ
تمہیں اللہ کے بارے میں شیطان نے دھوکہ دیا۔ پس آج نہ تم سے کوئی تاوان لیا جائے گا اور نہ ان سے
الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ مَأْوَاكُمُ النَّارُ ۖ هِيَ مَوْلَاكُمْ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٥﴾
جنہوں نے انکار کیا تھا تمہارا سب کا ٹھکانا دوزخ ہے وہی تمہارا رفیق ہے اور بہت ہی بری جگہ ہے۔
أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ
کیا ایمان والوں کے لیے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی نصیحت اور جو دین حق نازل ہوا ہے
مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ
اس کے سامنے جھک جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں ان سے پہلے کتاب (آسمانی) ملی تھی
عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿١٦﴾ اعْلَمُوا أَنَّ
پھر ان پر مدت لمبی ہو گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔ اور جان لو کہ
اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ
اللہ ہی زمین کو اس کے مرنے پیچھے زندہ کرتا ہے ہم نے تو تمہارے لیے کھول کھول کر نشانیاں بیان کر دی
تَعْقِلُونَ ﴿١٧﴾ إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا
ہیں تاکہ تم سمجھو۔ بے شک خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور جنہوں نے اللہ کو
حَسَنًا يُضَاعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿١٨﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَ
اچھا قرض دیا ان کے لیے دگنا کیا جائے گا اور انہیں عمدہ بدلہ ملے گا۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں
رُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ ۖ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ لَهُمْ
پر ایمان لائے وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں ان کے لیے
أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ
ان کا اجر اور ان کی روشنی ملے گی اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ
الْجَحِيمِ ﴿١٩﴾ اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَ ع ۱۸
دوزخی ہیں۔ جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زیبائش اور
تَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۖ كَمَثَلِ غَيْثٍ
ایک دوسرے پر آپس میں فخر کرنا اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں زیادتی چاہنا ہے جیسے بارش کی

خلاصہ مفہوم آیات بہ مطابق آیت نمبر

۱۴ تا ۱۵۔ روزِ جزا منافقین کی اہلِ ایمان سے دنیوی رفاقت کے پسِ منظر میں طلبِ نصرت کی فریاد، جواب میں اہلِ ایمان کی طرف سے حقیقت آمیز تنبیہاتی سرزنش کا اظہار اور کسی طرح کی مدد کرنے سے معذرت کا اظہار کرتے ہوئے اُخروی عذاب بھگتنے کا عبرتی و حسرتی بیان۔

۱۶۔ اہلِ ایمان کو اپنے دلوں میں ذکرِ الٰہی اور خدائی احکام کی اطاعت بجالانے کی طرف متوجہ کرتے ہوئے اہلِ کتاب کی غفلت و قساوتِ قلبی (دلوں کے اطاعتِ الٰہی سے دور ہو جانے) کے پسِ منظر سے سبق حاصل کرنے کا تنبیہاتی و ناصحانہ اظہار و بیان۔

۱۷۔ بنجر زمین کو زندہ کرنے کے پسِ منظر میں لطیف پیرائے سے ناصحانہ ذکر۔

۱۸۔ راہِ خدا میں دل کھول کے بے دریغ (بے حساب) خرچ کرنے والوں کی دنیا و آخرت میں بے حساب اور بھرپور حوصلہ افزائی کے احسانی وعدہ برحق کا اظہار۔

۱۹۔ اللہ اور اس کے رسول پر صدقِ دل سے ایمان لانے والے لوگوں کو ان کے اخلاص و اعمالِ صالحہ کے صلہ میں اپنے رب کے ہاں خاص درجہ عطا کیے جانے اور ان کے اُخروی اکرام و اعزاز کا احسانی ذکر جبکہ منکرینِ حق پر خدائی عذاب کا تنبیہاتی و عبرتی اظہار۔

اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ۭ
حالت کہ اس کی سبزی نے کسانوں کو خوش کر دیا پھر وہ خشک ہو جاتی ہے تو تو اسے زرد شدہ دیکھتا ہے پھر وہ
وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَ
چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی ہے اور
مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ
دنیا کی زندگی سوائے دھوکے کے اسباب کے اور کیا ہے۔ اپنے رب کی مغفرت کی طرف دوڑو
رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ
اور جنت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے ان کے لیے تیار کی گئی ہے
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ
جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي
اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ جو کوئی مصیبت زمین پر یا خود تم پر پڑتی ہے
الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ
وہ اس سے پیشتر کہ ہم اسے پیدا کریں کتاب میں لکھی ہوتی ہے
اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا
بے شک یہ اللہ کے نزدیک آسان بات ہے۔ تاکہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے اس پر رنج نہ کرو
بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِۨ ﴿۲۳﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ
اور جو تمہیں دے اس پر اتراؤ نہیں اور اللہ کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا۔ جو خود بھی بخل
وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ
کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اور جو کوئی منہ موڑے تو اللہ بھی بے پرواہ
الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ
خوبیوں والا ہے۔ البتہ ہم نے اپنے رسولوں کو نشانیاں دے کر بھیجا اور ان کے ہمراہ ہم نے کتاب اور
وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ
ترازوئے (عدل) بھی بھیجی تاکہ لوگ انصاف کو قائم رکھیں اور ہم نے لوہا بھی اتارا جس میں سخت جنگ

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۰۔ دُنیوی زندگی کے ظاہری کر و فر (پُر رعب نمائش) اور باہمی فخر و غرور کے عارضی ذرائع و اسباب کی بے ثباتی (فنا ہونے) کا مثالِ خاص کے ذریعے حقیقت آمیز واعظانہ ذکر۔

۲۱۔ اہل ایمان کے لیے بطورِ خاص تیار کی گئی وسیع و عریض جنت کے حصول کے لیے جان لڑانے کی ترغیبی نصیحت کا زوردار احسانی اظہار اور مؤمنین پر خدائی فضل و عطائے خاص کا بیان۔

۲۲تا۲۳۔ آفاتِ سماوی و ارضی کے متعلق خدائی طے شدہ حکمتِ عملی کا (مقصد سمیت) حکیمانہ اسلوب سے نصیحت آمیز اظہار۔

۲۴۔ راہِ خدا میں خود بخل کا مظاہرہ کرتے ہوئے دوسروں کو بھی اسی کی تاکید کرنے والوں کا مذمتی ذکر اور راہِ حق سے منہ موڑنے والوں سے خدائی شانِ بے نیازی کا صفاتی اظہار۔

متاعِ غروراور مقصدِ حیات

(زیرِ مطالعہ سورۃ الحدید آیت نمبر ۲۰)

اللہ پاک کا نظام عجیب حکمت آمیز ہے کہ انسان اپنی زندگی کا اکثر حصہ اصل حقائق کے ادراک وشعور سے بے خبری میں گزار کر کبھی کبھار ٹھوکر کھاتا ہے یا نشیب وفراز (بیماری / پریشانی وغم) کے لمحات میں سوچتا ہے، گویا غم اور دکھ سوچ وفکر کا سبب بنتے ہیں، ورنہ انسان عموماً اپنی نفسانی ضروریات وخواہشات میں اتنا منہمک ومگن رہتا ہے کہ مصائب ومشکلات اسے حادثہ لگتی ہیں، اور موت انہونی حقیقت نظر آتی ہے ایسے احوال میں اسے کچھ معاشرتی رکھ رکھاؤ یا اخلاقیاتی پہلوؤں کے اعتبار سے ٹھہرنا پڑتا ہے (یا شریک غم ہونا پڑتا ہے) لیکن اگلے ہی لمحوں وہ آزادی فکر وعمل کا راہی بنتا دکھائی دیتا ہے، ہماری مصروف زندگی کا پہیہ اکثر یونہی گھومتا دکھائی دیتا ہے، کوئی اس چلتے پھرتے انسانوں کو روک کر اس سے پوچھے کہ تو اس دنیا میں کب تک رہے گا، تو خدا وآخرت کا منکر بھی یہی کہتا نظر آئے گا کہ معلوم نہیں کہ کس گھڑی زندگی کی شام ہوجائے۔ پھر جب اسے یہ کہا جاتا ہے کہ اتنی بے وفا وبے اعتبار زندگی کے پیچھے دن رات ہلکان ہونے کی کیا مجبوری ہے؟ تو یہ سوال اسے عموماً گراں گزرتا ہے اور کوئی جواب دیے بغیر وہ اپنا بے مقصد سفرزندگی جاری رکھتا دکھائی دیتا ہے یہی وہ حقیت ہے جسکا ادراک وشعور دین برحق کی وساطت سے ہمیں عطا کیا گیا ہے کہ تمہاری اس زندگی کا ظاہری اختتام ایک دوسری مخفی زندگی کا آغاز ہے، لیکن اس میں انسان کر کچھ نہیں سکتا بلکہ جو کچھ کر چکا ہے اس کو اس اگلی زندگی میں اس کا حساب دیتے ہوئے جزاوسزا کے عملی مراحل سے گزرنا ہے۔ سچ یہی ہے کہ اگلی زندگی کا پہلا مرحلہ جنت ہے یا جہنم (قبر وبرزخ) جسکے حوالے سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انما القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفرة النار قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے، ہم قبرستان سے گزرتے ہوئے بھی اپنی موت کو یاد نہیں کرپاتے کہ جلد کسی بھی لمحے ہمیں بھی اسی شہر خاموشاں کا مکین بن جانا

ہے۔ جنازوں کا اعلان سن کر بھی توجہ نہیں جاتی بلکہ میت دفناتے ہوئے بھی فکر موت وآخرت کی طرف دھیان نہیں جاتا ، انسان دولت کے حرص میں کتنا مہمک ہے اللہ پاک خود اسکی نشاندہی فرماتے ہیں۔غفلت میں رکھا تمہیں زیادہ مال کے طلب کی حرص نے یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے ، (سورۃ التکاثر آیت نمبر ا)۔ افسوس کہ ہم مسلمان جو قبر وآخرت کا اعتقاد رکھتے ہیں ، اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بے ثباتی اور فنائیت کو کھول کر بیان فرمایا ہے ﴿کل من علیھافان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام﴾، ﴿کل نفس ذائقة الموت﴾، ﴿کل شیء ھالک الا وجھه﴾ ان فرامین الٰہیہ میں ہماری اور دنیا کی ہر شئے کی بے ثباتی اور فنائیت سے پردہ ہٹا دیا گیا ہے۔ اور جس چند روزہ دنیوی آسائش وسہولت کی خاطر ہم پوری زندگی اور جان کھپار رہے ہیں۔ اس کی یہ حقیقت کس قدر قابل فکر ہے کہ دنیا کے حصول کے مقاصد میں ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک طرف حصول دنیا میں دن رات جان کھپانا خود بے سکونی کا باعث دوسری طرف اس کی حفاظت بے آرامی کا سبب پھر ذہنی بدسکونی اور ٹینشن کا یہ منظر بکثرت دیکھنے کو ملتا ہے کہ نیند بھی چین سے نہیں آتی بلکہ سکون آور گولیاں کھانا پڑتی ہیں۔ ایسی دولت جو سکون وچین چھین لے بلکہ ٹینشن بڑھا دے اس کا کیا فائدہ ؟۔ پھر مزید المیہ یہ ہے کہ حلال وحرام کی تمیز ختم ، بس دولت بڑھنی چاہیے چاہے سود سے بڑھے یا رشوت اور کرپشن سے بڑھے، افسوس کہ انسان اپنے اور اپنی اولاد کے مستقبل کو رشن بناتے بناتے اپنی قبر وآخرت کو تاریک کردیتا ہے۔ مرنے کے بعد اولاد کو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ ہمارے ماں باپ نے ہماری خاطر کیا جتن کئے تھے۔ اب کبھی قبر پر جا کر کچھ پڑھ آئیں تو کیا ہوا جبکہ وہ انکی وجہ سے کیا کیا بھگت رہے ہوتے ہیں۔ ہم دُنیوی وجاہت اور عزت کی خاطر حرام کے ہزار راستوں سے حاصل کرکے (معاذ اللہ) اپنے آپکو اچھا بزنس مین (بڑا کامیاب تاجر) ثابت کرکے کیا حاصل کرلیں گے۔ جبکہ مرحلہ موت اور قبر وآخرت میں تنہائی اور حسرت آمیز دردناک لمحات میں کون ہمارا ساتھی ومعاون بنے گا۔ اللہ پاک ہمیں تنبیہ فرماتے ہیں، ترجمہ: یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل وتماشا ہے اور اصل زندگی عالم آخرت کی ہے کاش وہ سمجھتے (سورۃ العنکبوت آیت ۶۴)۔

دوسرے مقام پر مزید حقیقت آمیز تنبیہ فرمائی کہ، ترجمہ:اور دنیا کی زندگی سوائے دھوکے کے اسباب کے اور کیا ہے؟ (سورۃ حدید آیت نمبر ۲۰)۔ اولاد پر سب کچھ قربان کرنے والے ماں باپ کو باری تعالیٰ کی طرف سے تلقین کی گئی ہے، ترجمہ: اے ایمان والو تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں اور جوکوئی ایسا کرے گا سو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں (سورۃ المنافقون آیت نمبر ۹)۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا،ترجمہ: بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ (کا باعث) ہیں (سورۃ تغابن آیت نمبر ۱۵)۔ یہ سب فکر انگیز تنبیہات مالک حقیقی کی طرف سے سخت پیغام ہیں کہ اپنی زندگی/اولاد/اورعزت کی خاطر اپنی عاقبت وآخرت برباد مت کرو، چند روزہ دنیوی (بے اعتبار) زندگی کو آرام دہ بنانے کیلئے آخرت کی یقینی اور نہ ختم ہونے والی حیات کو داؤ پر مت لگاؤ، یہ سب دنیا کے بہلاوے ہیں جنہیں جلد تم سے چھین لیا جانا ہے۔ اس لئے موت وآخرت کی فکر کرو اور اسکی تیاری کو پیش نظر رکھو۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ترجمہ: میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ باتیں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، آسمان چرچراتا ہے اوراس کا چرچرانا حق ہے اس میں چار انگلی کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں ہے کہ وہاں کوئی فرشتہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پیشانی رکھ کر سجدہ ریز نہ ہو، اللہ کی قسم اگر تم لوگ وہ کچھ جاننے لگو جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے اور بستروں پر عورتوں سے لذت حاصل نہ کرتے، جنگلوں کی طرف نکل جاتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے۔ (کتاب الزہد حدیث نمبر ۹۸ ترمذی شریف جلد دوئم)۔اسی طرح کتاب الزہد حدیث نمبر ۲۱۷ ترمذی شریف جلد دوئم میں ہے حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے تو ہم لوگ اپنے مکان کیلئے گارا بنارہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے تو ہم نے عرض کیا، یہ گھر پرانا ہوگیا ہے اس لئے ہم اس کی مرمت کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں موت کو اس سے بھی جلدی دیکھ رہا ہوں، تو آج ہم کیا کچھ کر رہے ہیں؟ سامان ہے سو برس کا پل کی خبر نہیں، اللہ پاک ہمیں فکر آخرت نصیب فرمائے اور دنیوی حرص وہوس سے بچاتے ہوئے حقیقت پسند آنکھ عطا فرمائے (آمین)۔ یاد

رکھیے کہ قلب ودماغ کا سکونِ واطمینان یاد الٰہی اورعبادت خداوندی میں ہے جس کی وضاحت خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے،خوب توجہ سے سن لو کہ دلوں کا سکون واطمینان ذکر الٰہی میں ہے (سورۃ الرعد آیت نمبر ۲۸)۔آپ لاکھ دُنیوی زندگی کی آسائشات وسہولیات جمع کرلیں ،کئی کوٹھیاں ، بنگلے تعمیر کرلیں کھربوں کی جائیداد بنالیں ،مگر یادرکھیں یہ سب چیزیں بے اطمینانی اورٹینشن کا باعث ہیں ،آپ اپنے رب کریم کے تجزیہ برحق پر ایمان رکھیں کہ مال واولاد فتنہ وآزمائش ہیں اور فتنہ و آزمائش کا سبب کوئی چیز باعث اطمینان نہیں بن سکتی ،یہی سچ ہے باقی دل کے بہلاوے اورنظر کا دھوکہ ہیں۔

تو نے منصب بھی اگر پایا تو کیا ۔۔۔ گنج سیم وزر بھی ہاتھ آیا تو کیا
قصر عالی شان بھی بنوایا تو کیا ۔۔۔ دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے ۔۔۔ کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے
کیسے کیسے گھر اجاڑے موت نے ۔۔۔ کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے
پیلتن کیا کیا پچھاڑے موت نے ۔۔۔ سرو قد قبروں میں گاڑے موت نے
چند روزہ ہے یہ دنیا کی بہار ۔۔۔ دل لگا اس سے نہ غافل! زینہار
عمر اپنی یوں نہ غفلت میں گزار ۔۔۔ ہوشیار! اے محو غفلت ہوشیار
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے ۔۔۔ کر لے جو کرنا آخر موت ہے

خدا پاک ہمیں سچ تسلیم کرنے والا بنادے۔انسان اگراپنی موت کو یادرکھنے والا بن جائے موت کے بعد قبر میں اپنی تنہائی اور قبر کے ہولناک منظر کو پیش فکر رکھے ،توکبھی عیش پرستی اختیار نہ کرے ، بلکہ عاجزی ، انکساری کواوڑھنا بچھونا بنائے، اور کسی بندہ خدا کو اپنی نظروں میں حقیر نہ سمجھے۔

ذرا ٹھہریئے :ہرانسان سے ایک ضروری سوال جاننا ہے ۔کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ دنیا میں خد آئے ہیں یا آپ کسی نے پیدا کیا ہے؟یقینا آپ پیدا کیے گئے ہیں اور آپ کا (اور سب کا) خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کیوں پیدا کیا ہے؟

اس کے جواب دینے میں انسان عموماً ٹھوکر کھا جاتا ہے کسی کا خیال یہ ہے کہ اپنے مستقبل کا مجھے خود فیصلہ کرنا ہے کہ میں کیا بنوں (ڈاکٹر بنوں، انجینیئر بنوں یا بزنس مین) کسی کی رائے ہے کہ وقت اور حالات ہر ایک کے رہنمائے زندگی ٹھہرتے ہیں کہ وہ کیا بن سکتا ہے خود انسان اپنی مرضی اور چاہت کے مطابق کچھ نہیں کرسکتا۔ کچھ لوگوں کا فکر ان دونوں آرا سے مختلف ہے لیکن اگر ہم مسلمان ہیں (اور الحمدللہ ہم مسلمان ہی ہیں) تو دیگر لازمی عقائد کی طرح ہمارا یہ بھی اعتقاد ہے کہ قرآن کریم میں بیان کردہ جملہ حقائق برحق ہیں (لاریب فیہ) اللہ تعالیٰ نے (جو تمام مخلوقات سمیت انسان اور جنات کا بھی خالق ہے) اپنی آخری مقدس کتاب قرآن مجید میں انسانوں اور جنات کے مقصد تخلیق کو خود بیان فرمایا، ترجمہ: ''اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لیے'' (سورۃ الذاریت آیت نمبر ۵۶)۔ اس حوالہ سے مزید تمام تر بحث وتحیص غیر ضروری ٹھہرتی ہے کیونکہ مقصد حیات کی تعین اور وضاحت بھی ہمارے خالق نے خود فرمادی ہے ہاں ہمیں یہ ضرور جاننا اور سمجھنا ہے کہ مقصد حیات اور ضروریات زندگی میں فرق کیا ہے (اور عموماً یہی فرق نہ جاننے کی وجہ سے ہم اپنی زندگی ضائع کر بیٹھتے ہیں یاد رکھئے کہ مقصد حیات اپنے خالق ورب کی عبادت ورضا مندی ہے عبادت کیا ہے اُس کے تمام تر احکامات کی اطاعت واتباع کرنا، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ یہ سب اُسی خالق ومالک کے احکامات اور فرائض ہیں (اسی طرح بقیہ کُل احکامات خداوندی) دینے اسلام کو برحق سمجھتے ہوئے اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق گزارنا اور آخرت کی تیاری کرنا مقصد حیات ہے ہاں کھانا، پینا، لباس، رہائش اور بقیہ امور ضروریات زندگی ہیں مقصد حیات نہیں۔ جس نے ضرورت اور مقصد میں فرق سمجھ لیا وہ عقل مند ودانشور انسان کہلانے کا مستحق ہے۔ حدیث میں ہے عقل مند انسان وہ ہے جو مرنے سے پہلے مرنے کی تیاری کرے۔ انسانی ضروریات کے وسائل اور ذرائع واسباب (ہمہ قسم کی ملازمتیں (Jobs) نظام محنت ومزدوری اور جملہ کاروبار (بزنس) کو مقصد حیات قرار دینا فقط فکری غلطی نہیں بلکہ اعتقادی کمزوری ہے کیونکہ ہمارے خالق و مالک کا فرمان ہے کہ میں نے انسانوں اور جنات کو اپنی عبادت کے لیے

پیدا کیا ہے جب کے انسان اپنی زندگی کا اکثر حصہ ضروریات زندگی میں کھپا تا نظر آتا ہے اور مقصد حیات (اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اُس کی رضامندی) کی طرف دھیان دینا بھی گوارہ نہیں کرتا یہی بنیادی فکری ونظریاتی ٹھوکر ہے جو ہم قدم قدم کھاتے دکھائی دیتے ہیں خدا کرے اُس بنیادی نقطہ نظر کی اصلاح کرنے میں ہم کامیاب ہو جائیں کہ ہم سب کی زندگی محدود ہے کچھ معلوم نہیں کس گھڑی زندگی کی شام ہو جائے جب کے قبرو آخرت جبکہ قبرو آخرت کی زندگی لامحدود ہے محدود زندگی کے اسباب وذرائع بھی محدود رکھنے چاہیں ۔ عقلی طور پر اس امر کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ ضروریات بھی زندگی ہی سے وابستہ ہیں تو اُس کو ضرورت ہی محدود رکھنا چاہیے جب کہ قبر آخرت کی زندگی لا محدود ہے تو اُس کی فکر بھی اُسی نقطہ نظر سے کرنا ضروری ہے افسوس کہ ہم نے ضروریات زندگی کو مقصد حیات مین بدل دیا ہے کہ زندگی کی شب و روز انہی محدود ضروریات میں کھپا دیتے ہیں الغرض مقصد حیات اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات کی اطاعت بجالانا ہے فرائض ، واجبات ، سُنن ، امر بالمعروف ونہی عن المنکر ، حلال وحرام کی تمیز ، سماجی ضروریات وخدمات سمیت پورے دین پر عمل کرنا ہے ظاہر ہے کہ ضروریات زندگی کے لیے حصول رزق بھی انسان کا فطری اور شرعی تقاضا ہے اسلام ضروریات زندگی کے حصول اور رزق حلال کی طرف توجہ دلاتا ہے لیکن یہ مرکزی حقیقت کبھی نہ بھولیے کہ ضروریات زندگی مقصد حیات نہیں اس اہم فرق اور نظریہ کو سمجھ لیجیے انشااللہ زندگی کی بیشتر اُلجھنیں سلجھتی نظر آئیں گی بلکہ تمنائیں انتہائی مختصر ہو کر رہ جائیں گی ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مقصد حیات کے اصل گوہر تابدار کو حاصل کرنے والا بنادے (آمین)

شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ
کے سامان اور لوگوں کے فائدے بھی ہیں اور تا کہ اللہ معلوم کرے کہ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی غائبانہ مدد

ع اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ
کرتا ہے بے شک اللہ بڑا زور آور غالب ہے۔ اور ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا تھا اور ہم نے ان دونوں کی اولاد

ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾
میں نبوت اور کتاب رکھی تھی پس بعض تو ان میں راہ راست پر رہے اور بہت سے ان میں سے نافرمان ہیں۔

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ
پھر ان کے بعد ہم نے اپنے اور رسول بھیجے اور عیسیٰ ابن مریم کو بعد میں بھیجا اور اسے ہم نے انجیل دی اور

الْاِنْجِيْلَ ۙ۬ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ؕ
اس کے ماننے والوں کے دلوں میں ہم نے نرمی اور مہربانی رکھ دی اور ترک دنیا جو انہوں نے خود ایجاد کی

وَرَهْبَانِيَّةَ ۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ
ہم نے وہ ان پر فرض نہیں کی تھی مگر انہوں نے رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لیے ایسا کیا پس اسے نباہ

اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ
نہ سکے جیسے نباہنا چاہیے تھا تو ہم نے انہیں جو ان میں سے ایمان لائے ان کا اجر دے دیا

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا
اور بہت سے تو ان میں بدکار ہی ہیں۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ وہ

بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ
تمہیں اپنی رحمت سے دوہرا حصہ دے گا اور تمہیں ایسا نور عطا کرے گا تم اس کے ذریعہ سے چلو

بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ
اور تمہیں معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ تا کہ اہل کتاب یہ نہ سمجھیں کہ (مسلمان)

اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ
اللہ کے فضل میں سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے اور یہ کہ فضل تو

ع اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾
اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے دے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۵۔ (گذشتہ دور میں) انبیاء و رسل کو واضح نشانیوں اور کتاب و میزان سمیت مبعوث کرنے کا حکمت آمیز بیان و بامقصد اظہار۔

الف) انسانوں کو منفعتِ خاص و عام کے لیے لوہے جیسی نعمت سے نوازنے کا احسانی ذکر۔

ب) اسلحہ سازی کے لیے لوہے کے استعمال کے پس منظر میں نصرت حق کے لیے آگے بڑھنے والوں پر خدائی توجہ خاص کا صفاتِ عظیمہ سے حکمت آمیز بیان۔

۲۶۔ حضرت نوحؑ و حضرت ابراہیمؑ کو اپنے اپنے وقت میں بطور رسول بھیجنے اور ان دونوں بزرگ ہستیوں کی اولاد میں نبوت و کتاب عطاء کرنے کا احسانی اظہار مگر پھر نتیجتاً ان میں دو گروہوں (فرمانبردار و نافرمان) ہو جانے کا تنبیہاتی و عبرتی اظہار۔

۲۷۔ ان کے نقشِ قدم پر (وقفہ وقفہ سے) دیگر انبیاء کی بعثت اور خاص طور حضرت عیسیٰؑ بن مریم کی آمد اور کتاب انجیل عطاء کرنے کا ذکر خاص۔

الف) حضرت عیسیٰؑ کے مخلص پیروکاروں کی بعض صفاتِ حسنہ کا توصیفی ذکر۔

ب) (آگے جا کر) ان کے بعض پیروکاروں کی دینی احکام میں غلو و انتہا پسندی (ناجائز رھبانیت) اور خود ساختہ خرافات کا مذمتی ذکر۔

ج) اطاعت شعاروں کے لیے انعامِ الٰہی کا احسانی اظہار اور اکثریتی نافرمانوں کا شکایاتی ذکر۔

۲۸۔ اہل کتاب کو توحید و رسالت کے متعلق نئے سرے سے حقیقت پر مبنی ایمان لانے کی پُرزور دعوت۔

الف) عملدرآمد کی صورت میں غیر معمولی اجرِ عظیم (ہر عمل پر دوہرے اجر) عطا کرتے اور آخرت میں بھی خصوصی اکرام و اعزاز سے نوازنے کا صفاتِ برحق سے اظہار۔

۲۹۔ اہل کتاب کو دوہرے اجر سے نوازنے اور بقیہ عنایاتِ خداوندی کے وعدۂ برحق کی غرضِ خاص کا حکیمانہ اسلوب سے ترغیبی اظہار و بیان۔

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ

بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑتی تھی اور اللہ کی

اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ①

جناب میں شکایت کرتی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا بے شک اللہ سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ

جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں ان کی مائیں تو وہی

اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا

ہیں جنہوں نے انہیں جنا ہے اور بیشک انہوں نے ایک بیہودہ اور جھوٹی بات منہ سے

مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ

نکالی ہے اور بے شک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔ اور جو لوگ اپنی بیویوں سے

مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ

ظہار کرتے ہیں پھر اس کہی ہوئی بات سے پھرنا چاہیں تو ایک غلام ایک دوسرے کو

قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

ہاتھ لگانے سے پہلے آزاد کر دیں یہ اس لیے کہ اس سے تمہیں نصیحت ہو اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو

خَبِيْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ

اس کی خبر رکھتا ہے۔ پس جو شخص نہ پائے تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے اس سے

قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ

پہلے کہ ایک دوسرے کو چھوئیں پس جو کوئی ایسا نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے

ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَ

یہ اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں

الجزء الثامن والعشرون ٢٨

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ المجادلہ

ا تا ۴۔ اک عورت کے اپنے خاوند سے گھریلو معاملہ میں بحث وتکرار بلکہ فریاد کا نوٹس لیتے ہوئے اس کے نتیجہ میں انسانوں کے لیے تا قیامت مسئلۂ ظہار کی قانونی پوزیشن واضح کرتے ہوئے اس احمقانہ بول کی دُنیوی مناسب سزا (کفارہ ظہار) نافذ کرنے کا حکمی بیان اور جملہ معاملات پر خدا اور رسول کے احکامات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنے کا تاکیدی اظہار۔

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ
اور منکروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں
رَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ
وہ ذلیل کیے جائیں گے جس طرح ذلیل کیے گئے وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے اور ہم نے تو صاف
اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ
صاف آیتیں نازل کر دی ہیں اور منکروں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔ جس دن ان سب کو
اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ
اللہ قبروں سے اٹھائے گا پھر ان کو بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے جس کو اللہ نے یاد رکھا ہے اور وہ بھول گئے
ع وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا
ہیں اور اللہ کے سامنے ہر چیز موجود ہے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا اللہ جانتا ہے جو کچھ
فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ
آسمانوں اور زمین میں ہے (یہاں تک) کہ جو کوئی مشورہ تین آدمیوں میں ہوتا ہے
اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى
تو وہ چوتھا ہوتا ہے اور جو پانچ میں ہوتا ہے تو وہ چھٹا ہوتا ہے اور خواہ اس سے کم کی
مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ
سرگوشی ہو یا زیادہ کی مگر وہ ہر جگہ ان کے ساتھ ہوتا ہے پھر انہیں
يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ
قیامت کے دن بتائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے بے شک اللہ
عَلِيْمٌ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ
ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جو سرگوشی کرنے سے روکے گئے تھے پھر وہ اسی
لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ
بات کی طرف لوٹتے ہیں جس سے انہیں روکا گیا تھا اور گناہ اور سرکشی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشی
الرَّسُوْلِ ؗ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَ
کرتے ہیں اور جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ کو ایسے لفظوں سے سلام کرتے ہیں جن سے اللہ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی بجائے مخالفت پر ڈٹ جانے والوں کے لیے دنیا و آخرت کی ذلت اور عذاب کا تنبیہی ذکر۔

۶۔ روزِ محشر منکرینِ حق پر احتسابی گرفت اور ہر عمل کا دستاویزی ریکارڈ و ثبوت سامنے لانے کا تنبیہی بیان۔

۷۔ آسمان و زمین سے لیکر انسان کی نجی گفتگو (ذاتی سرگوشی) تک جملہ پہلوؤں پر خدائی احاطۂ علم کا اعتقادی اظہار اور آخرت میں سب کچھ واضح کرنے کا تنبیہاتی ذکر۔

يَقُولُونَ فِىٓ أَنفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا ٱللَّهُ بِمَا نَقُولُ ۚ حَسْبُهُمْ
نے آپ کو سلام نہیں دیا اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ اس پر کیوں عذاب نہیں دیتا جو ہم کہہ رہے ہیں ان
جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا ۖ فَبِئْسَ ٱلْمَصِيرُ ۝٨ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟
کے لیے دوزخ کافی ہے وہ اس میں داخل ہوں گے پس وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔ اے ایمان والو
إِذَا تَنَٰجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَٰجَوْا۟ بِٱلْإِثْمِ وَٱلْعُدْوَٰنِ وَمَعْصِيَتِ
جب تم آپس میں سرگوشی کرو تو گناہ اور سرکشی اور رسول کی نافرمانی کی
ٱلرَّسُولِ وَتَنَٰجَوْا۟ بِٱلْبِرِّ وَٱلتَّقْوَىٰ ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ٱلَّذِىٓ إِلَيْهِ
سرگوشی نہ کرو اور نیکی اور پرہیز گاری کی سرگوشی کرو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف تم
تُحْشَرُونَ ۝٩ إِنَّمَا ٱلنَّجْوَىٰ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ لِيَحْزُنَ ٱلَّذِينَ
جمع کیے جاؤ گے۔ (یہ) سرگوشی تو صرف شیطانی بات ہے تاکہ ایمان داروں کو غمناک کر دے
ءَامَنُوا۟ وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۚ وَعَلَى ٱللَّهِ
حالانکہ بغیر حکم اللہ کے کچھ بھی ضرر نہیں دے سکتی اور ایمان والے تو اللہ ہی پر
فَلْيَتَوَكَّلِ ٱلْمُؤْمِنُونَ ۝١٠ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا قِيلَ لَكُمْ
بھروسہ رکھتے ہیں۔ اے ایمان والو جب تمہیں مجلسوں میں کھل کر بیٹھنے کو کہا جائے
تَفَسَّحُوا۟ فِى ٱلْمَجَٰلِسِ فَٱفْسَحُوا۟ يَفْسَحِ ٱللَّهُ لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ
تو کھل کر بیٹھو اللہ تمہیں فراخی دے گا اور جب کہا جائے کہ
ٱنشُزُوا۟ فَٱنشُزُوا۟ يَرْفَعِ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مِنكُمْ وَٱلَّذِينَ
اٹھ جاؤ تو اٹھ جاؤ تم میں سے اللہ ایمان داروں کے اور ان کے جنہیں
أُوتُوا۟ ٱلْعِلْمَ دَرَجَٰتٍ ۚ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝١١ يَٰٓأَيُّهَا
علم دیا گیا ہے درجے بلند کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔ اے
ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا نَٰجَيْتُمُ ٱلرَّسُولَ فَقَدِّمُوا۟ بَيْنَ يَدَىْ
ایمان والو جب تم رسول سے سرگوشی کرو تو اپنی سرگوشی سے پہلے
نَجْوَىٰكُمْ صَدَقَةً ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ فَإِن لَّمْ
صدقہ دے لیا کرو یہ تمہارے لیے بہتر اور زیادہ پاکیزہ بات ہے پس اگر نہ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۸۔ منافقین کی مجلسِ رسول اللہ ﷺ میں منافقانہ سرگوشیوں اور اخلاقی تہذیب سے عاری و گمراہانہ گفتگو کا سخت نوٹس (گرفت) لیتے ہوئے ان کو اُخروی دردناک سزا دینے کا برہمی اظہار۔

۹۔ اہلِ ایمان کو باہمی مشاورت میں اعلیٰ اخلاقی اقدار و تہذیب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تقویٰ اختیار کرنے کا تاکیدی ناصحانہ اظہار۔

۱۰۔ اہل ایمان کو شیطان دماغ منافقین کی ایذا رسانی کی نیت سے کی جانے والی سرگوشیوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے متوقع نقصان سے بچنے کے لیے اپنے خدا پر ہی بھروسہ رکھنے کی ناصحانہ تلقین۔

۱۱۔ آدابِ مجلس کی اخلاقی قدروں کے راہنما اصولوں کا تعلیمی و تربیتی اظہار اور اہل علم اکابر کی عظمتِ خاص کے پس منظر میں احترامی آداب کی رعایت رکھنے کا ناصحانہ مشورہ۔

تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ ءَأَشْفَقْتُمْ أَن تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ

پاؤ تو اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ کیا تم اپنی سرگوشی سے پہلے

نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ

صدقہ دینے سے ڈر گئے پھر جب تم نے نہ کیا اور اللہ نے تمہیں معاف بھی کر دیا

فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ

تو (بس) نماز ادا کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو

وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٣﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا ع ٢

اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔ کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جنہوں نے اس قوم سے

غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِم مَّا هُم مِّنكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُونَ

دوستی رکھی ہے جن پر اللہ کا غضب ہے نہ وہ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے اور وہ جان بوجھ کر

عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٤﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا

جھوٹ پر قسمیں کھاتے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے

إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً

بے شک وہ بہت ہی برا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا ہے پس وہ

فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿١٦﴾ لَّن

(لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں تو ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ اللہ کے

تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا أُولَٰئِكَ

مقابلہ میں نہ تو ان کے مال ہی کچھ کام آئیں گے اور نہ ان کی اولاد کچھ کام آئے گی یہ

أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١٧﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا

دوزخی لوگ ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ جس دن اللہ ان سب کو قبروں سے اٹھائے گا

فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ

تو اس کے سامنے بھی ایسی ہی قسمیں کھائیں گے جیسی کہ تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ

شَيْءٍ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٨﴾ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ

ہم رستے پر ہیں خبردار بے شک وہی جھوٹے ہیں۔ ان پر شیطان نے غلبہ پا لیا ہے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۲۔ اہلِ ایمان پر مجلسِ رسول اللہ میں شرکت سے قبل صدقہ و خیرات کرکے آنے کا حکمت آمیز عارضی و مشروط حکم۔

۱۳۔ حکمِ مذکور کی تعمیل میں بعض حرج (مشقت) کے اظہار کی وجہ سے اس کو منسوخ کرتے ہوئے بقیہ احکاماتِ الٰہیہ (نماز، زکوٰۃ، اطاعتِ خدا اور رسول) پر کار بند رہنے اور ان کو بجالانے کا تاکیدی اظہار۔

۱۴ تا ۱۵۔ منافقین کی دشمنانِ خدا و رسول (یہود) سے اندرونی دوستی اور ان کے دوغلے پن کو بے نقاب کرتے ہوئے (کہ یہ نہ اِدھر کے ہیں نہ اُدھر کے ہیں اور ہر طرح کی اخلاقی جرأت سے عاری ہیں) جانتے بوجھتے ان کی حلفیہ کذب بیانی کے نتیجہ میں اُخروی سخت عذاب کا برہمی اظہار۔

۱۶ تا ۱۷۔ بدعمل منافقین کے جھوٹی قسموں کو اپنے دفاع میں استعمال کرنے کی ناپاک جسارت پر ذلت آمیز عذاب اور روزِ قیامت مال و اولاد کچھ کام نہ آنے بلکہ دائمی جہنم میں مبتلا رہنے کا برہمی بیان (ناراضگی کا اظہار)۔

فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ

پس اس نے انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے یہی شیطان کا گروہ ہے خبردار بے شک

الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ

شیطان کا گروہ ہی نقصان اٹھانے والا ہے۔ بے شک جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرتے ہیں

اُولٰٓئِكَ فِى الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ

یہی لوگ ذلیلوں میں ہیں۔ اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے

اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

بے شک اللہ زورآور و زبردست ہے۔ آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان

الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ

رکھتی ہو اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں

اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىْ

گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں یہی وہ لوگ ہیں

قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے اور وہ انہیں بہشتوں

تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا

وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ

اور وہ اس سے راضی ہوئے یہی اللہ کا گروہ ہے خبردار بے شک اللہ کا گروہ ہی

الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع ۳ ۲

کامیاب ہونے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِىَ اَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا ثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۸۔ روزِ محشر بھی خدا پاک کے سامنے (منافقین کی) جھوٹ بولنے کی ناپاک جسارت کا مذمتی ذکر کرتے ہوئے ان پر دنیا میں ہی کذّاب ہونے کا حقیقت آمیز اعلان۔

۱۹۔ منافقین پر شیطانی تسلط (قابو میں آنے) کے باعث خدا فراموشی (بھلا دینے) کا مذمتی ذکر اور ان کو حزب الشیطن (شیطانی جماعت) قرار دیتے ہوئے بالآخر خسارے و نقصان اٹھانے کا تنبیہاتی اظہار۔

۲۰۔ باغیانِ خدا و رسول کی انجام کار ذلت و رسوائی کا مذمتی ذکر۔

۲۱۔ روزِ ازل سے طے شدہ خدائی قانون برحق (کہ تمام تر حالات کے باوجود رسولان برحق کی کامیابی) کا برملا (حکمت آمیز) اظہار و بیان۔

۲۲۔ اہل ایمان کی دشمنانِ خدا و رسولؐ سے لاتعلقی و بیزاری کے نتیجہ میں ان پر ظاہراً و باطناً خدائی رضامندی کا سدا بہار اعلان کرتے ہوئے ان کو حزب اللہ (خدائی جماعت) میں شامل کرنے کا پُرمسرت بیان و اعلان۔

کونسی جماعت حق پر ہے؟

(زیرِ مطالعہ سورۃ المجادلہ آیت نمبر ۲۲)

دنیا میں تین گروہ ہیں ایک حق دوسرا باطل، پہلے کا نام قرآن میں حزب اللہ دوسرے کا نام حزب الشیطان رکھا گیا ہے، تیسرا گروہ منافقین کا تھا جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں تھا۔ جو اعتقاد کافر تھے ظاہراً کلمہ گو تھے، اس لیے ان کے ساتھ ظاہراً مسلمانوں والا ہی سلوک برتا جاتا تھا، خلفائے راشدین کے دور میں بھی ایسے لوگوں کا وجودِ باطنی طور پر موجود رہا مگر حضرت عمرؓ کے دور تک ان منافقین کو سر اُٹھانے کی جرأت نہ ہوتی تھی اس لیے ایسے لوگ مدینۃ الرسول ﷺ سے دوسرے علاقوں میں منتقل ہوتے رہے، بظاہر ایسے لوگ سب مسلمان نظر آتے تھے مگر خفیہ طور پر اسلام دشمنی کے عملی اظہار کے مواقع اور حالات کی انتظار میں تھے، حضرت عثمانؓ طبعاً انتہائی حلیم الطبع اور نرم مزاج تھے، تو وہ منافقین کا گروہ جو مختلف علاقوں میں بظاہر بکھرا ہوا تھا۔ اس کو پھر سے اپنی بد باطنی اور اسلام دشمنی پر مبنی سازشوں کی راہ میں مشکلات کم ہوتی نظر آنے لگیں۔ اس طرح وہ مدینۃ الرسولؐ سے باہر مسلمانوں کے باہمی اتحاد کو منتشر کرنے کے لیے سازشی جال بنتے رہتے تھے، الغرض حضرت عثمانؓ کے آخری دور میں اسلام دشمن منافقین کا مدینۃ الرسول ﷺ میں شروع ہونے والا فتنہ ایک خطرناک انجام (حضرت عثمانؓ کی المناک شہادت) کی صورت میں مسلمانوں کے لیے ایک درد ناک کہانی بن گیا، اور مثالی باہمی اتحاد کا شیرازہ بکھیرنے کا ایسا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا جو آج تک رہ رہ کر نئے نئے مختلف ناموں سے وجود میں آتا رہتا ہے۔ بعض اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ اب اعتقادی منافقین نہیں رہے، بس یا مسلمان ہیں یا پھر کافر، علمی اعتبار سے صائب رائے کا اظہار اصحابِ علم و بصیرت کا ہی کام ہے۔ مگر عملی حقیقت جو تاریخی تسلسل کے ساتھ دیکھی جا رہی ہے کہ آج تک ہر دور میں امتِ مسلمہ کے افتراق و انتشار کا باعث بننے والے منافقین کے روحانی و شیطانی جانشین ہی چلے

آرہے ہیں، کیا ہوا اگر نام بدل گئے، بہرحال خاتم الانبیاءﷺ کے دور سے لے کر آج تک راسخ العقیدہ والعمل مسلمانوں کا گروہ حزبُ اللہ ہی کہلانے کا مستحق ہے، اور اسلام دشمن گروہ حزب الشیطان ہی ہیں۔ البتہ المیہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے اپنے الگ ناموں سے مختلف جماعتیں بنا رکھی ہیں۔ اور ہر ایک اپنی ہی حقانیت اور دوسری جماعتوں کے باطل ہونے پر مصر ہوتا ہے۔ ایسے میں اصول پر مبنی یہ تجزیہ ضروری ہے کہ ایسے حالات میں حق پر یا حق کے قریب کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ قرآن کریم جو لاریب کتاب ہے اس پر مکمل طور سے ایمان لانا ضروری ہے اسکی کسی آیت یا حکم کا انکار یا پھر کمی بیشی کا اعتقاد سراسر گمراہی اور کفر کہا گیا ہے، اب قرآنِ کریم اور سنتِ رسول ﷺ کی قولی اور فعلی حقیقت سے ایمان و اعمال کی تمام تر وضاحت اور پھر خلفائے راشدین وصحابہ کرام کی عملی زندگی تمام مسلمانوں کے لیے راہِ ہدایت ہے۔ آپﷺ کا یہ ارشاد مبارک ترمذی میں منقول ہے گویا آپﷺ نے خود وضاحت فرمادی کہ معیارِ ہدایت میری اور میرے اصحاب کی اتباع ہے (رزین) آپﷺ نے اعتقادات اور اعمال کی ہر طرح سے قولی وعملی مکمل راہنمائی فرما دی۔ اعتقادات میں کمی وبیشی کی کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی، خود باری تعالٰی نے امام الانبیاءﷺ کو حکم دیا ہے، ترجمہ: ''اے رسول آپ پر جو کچھ اتارا گیا ہے وہ (امت تک) پہنچا دیجیے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو (گویا) پوری طرح پیغام نہ پہنچایا'' (سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۶۷)۔ غور کریں! کیا پیغمبر خدائی حکم میں ادنی کمی بیشی سوچ سکتے تھے یا کوئی خدائی حکم چھپا سکتے تھے؟ ہر گز نہیں، آپﷺ نے از خود بھی ہر امر الٰہی پر عمل کر کے دکھایا اور اپنے صحابہ کرامؓ و اہل بیت کو بھی اسی حقیقت پر عمل پیرا بنایا، اب اعتقادات اور فرائض کے حوالے سے کوئی بھی شخص کمی بیشی یا معاذ اللہ دین کے کچھ احکام مخفی رہ جانے کا اعتقاد رکھتا ہے تو وہ قرآنی حکم کے پسِ منظر میں گمراہ شمار کیا جائیگا۔ ایسے احادیث صحیحہ کا انکار بھی گمراہی ہے۔ مسلسل اور ثابت شدہ تاریخی حقائق کو جھٹلانا روزِ روشن کے انکار کی مانند ہوتا ہے، آپﷺ نے مزید یہ بھی ارشاد

فرمایا کہ میری ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی نہیں نقصان دے گا ان کو وہ شخص جو مخالفت کرے ان کی حتیٰ کہ آئے گا اللہ کا امر کہ اس حال پر ہونگے (سنن ابی داؤد)۔ مزید یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میری امت گمراہی پر کبھی اکٹھی نہ ہو گی (معجم کبیر، ومستدرک حاکم)۔اجتہادی امور کے علاوہ تمام عقائد و فرائض پر تمام امت کا نظریاتی و عملی اتحاد چلا آرہا ہے۔ اس سے انحراف /انکار کا مطلب حق سے اعراض ہے، تاہم یہ سوال اپنی جگہ بجا ہے کہ اعتقادات صحیحہ اور فرائض بجالانے والے مسلمان لوگ جو اپنی الگ الگ جماعتیں بنا کر مصروفِ عمل ہیں۔ یا دین ہی کے عنوان سے مختلف الخیال و افکار سامنے آتے رہتے ہیں، ان کے حوالے سے جھوٹ سچ جانچنے کا معیار کیا ہوسکتا ہے؟ یادرکھیے! جن جماعتوں کے قیام کا مقصد تقسیم کار میں سہولت کی غرض سے شعبہ بندی ہے کہ سارے افراد ایک ہی شُعبہ میں مصروفِ عمل نہ ہو جائیں۔ اور بقیہ دینی شعبے کہیں معطل ہو کر نہ رہ جائیں۔وہ جماعتیں ویسے ہی اس سوال سے خارج ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ وہ سب دینی حقائق ہی پر کام کرتے ہوئے اپنا فرض منصبی ادا کر رہی ہیں۔مثلاً کوئی تبلیغ کے شعبہ میں ہے تو کوئی خانقاہی نظام سے وابستہ ہے کوئی سیاست میں ہے تو کوئی جہادی اعمال میں مصروف تو اس میں خرابی یا اشکال کا پہلو نہیں نکلتا۔ البتہ یہ سوال اپنی جگہ موجود ہے کہ ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی کہ فرمانِ نبوی ﷺ کے مطابق کوئی ایک ہی جماعت (مکمل) حق پر کونسی ہوسکتی ہے؟ تو اسکو بغور سمجھنے کی ضرورت ہے (اور وہ بھی بذریعہ مثال سمجھنے کی ضرورت ہے) فرض کریں ایک بہت بڑا ادارہ ہے جس کے بیسیوں شعبے ہیں۔ ہر شعبہ کو ادارہ نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ اس کا ایک حصہ (Department) کہا جاتا ہے۔ اسلام اور اس کے خدمتی شعبے سینکڑوں ہیں، ہر شعبہ میں مصروفِ عمل افراد جماعتِ حق کا حصہ تو کہے جا سکتے ہیں الگ جماعت نہیں، تو ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی کا مفہوم یہ سمجھا جائے کہ ہر دور میں دین کے تمام شعبوں کو زندہ رکھنے والے افراد حق پر قائم رہیں گے خواہ وہ جس شعبہ میں بھی مصروفِ عمل ہو نگے۔ آج بھی دیکھیے کہ فوج، پولیس دیگر تمام شعبہ جات میں ایسے ایسے صالح افراد موجود

ہیں، جو اسلامی احکامات و ہدایات پر ہر طرح سے عمل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، تجارت سے وابستہ آج بھی کئی ایسے افراد ہیں۔ جو غیر سودی کاروبار اور مکمل اسلامی نظام تجارت کو چلا رہے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس ہر شعبہ میں آپکو ایسے باعمل افراد مل جائیں گے جو سب مل کر اس جماعتِ حق کا مجموعہ بنتے ہیں، کسی ایک نام سے قائم ہونے والی جماعت مکمل طور پر سب شعبوں کی عملی جامع نہیں بن سکتی۔ کیونکہ وہ تو فقط کسی ایک شعبہ میں عملی خدمت سرانجام دے رہی ہے نہ کہ ہر شعبہ کی جامع ہے، بس یہ جواب ہر اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے کافی ہے جو ہر شعبہ سے وابستہ افراد اس نکتہ کو پیشِ نظر رکھے بغیر افراط وتفریط کا شکار ہو کر دوسرے شعبوں میں مصروف عمل لوگوں کی نفی کرتے نظر آتے ہیں، یا اپنے محدود فکر و عمل کو مکمل اسلام سمجھ کر خوش ہو رہے ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ عام فہم نکتہ ہے جس کو ہر ذی شعور انسان آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ تو ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی کا عملی مفہوم آسانی سے سمجھ آجاتا ہے۔ بصورتِ دیگر (ہر شعبہ کو جماعت سمجھنے کی صورت میں) اشکالات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ تھمنے کا نام نہیں لے گا۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ الحشر

۱۔ آسمان وزمین کی ہر شے کی جانب سے اپنے اپنے حسبِ حال تسبیح خداوندی کا عظمتی اظہار۔

۲۔ یہودِ مدینہ کے پاک سرزمین (مدینہ منورہ سے ذلت آمیز) تاریخی انخلا کے واقعہ کا اجمالی پس منظر سمیت (مسلمانوں کے لیے تسلی آمیز) احسانی اظہار و بیان۔

۳ تا ۴۔ یہودیوں کی قدیمی دین دشمنی کے پسِ منظر میں ان پر فوری عذابی عدم گرفت کا حکمت آمیز بیان۔

(کہ اگر ان کے مقدر میں مدینہ منورہ سے جلاوطنی طے شدہ نہ ہوتی تو لوگ ان پر خدائی عذاب کا عبرتناک مشاہدہ کرتے)۔

۵۔ یہودِ مدینہ کے باغات کی مسلمانوں کے ہاتھوں قطع بُرید (کاٹنے) یا پھلوں سمیت قبضہ کا حسرتناک اظہار و بیان کہ خدائی تعمیلِ حکم کے نتیجہ میں جو کارروائی ہو رہی تھی اس کی وجہ سے یہود پر کیا بیت رہی تھی کاش ان کی ذلت آمیز رسوائی کو کوئی سمجھ سکتا۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①

جو مخلوقات آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ

وہی ہے جس نے اہلِ کتاب کے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلا لشکر جمع کرنے کے وقت نکال دیا

دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حالانکہ تمہیں ان کے نکلنے کا گمان بھی نہ تھا اور وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ

مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ

ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچا لیں گے پھر اللہ کا عذاب ان پر وہاں سے آیا کہ جہاں کا

يَحْتَسِبُوْا ۖ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ

ان کو گمان بھی نہ تھا اوران کے دلوں میں ہیبت ڈال دی کہ اپنے گھروں کو

بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۖ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ②

اپنے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے آپ اجاڑنے لگے پس اے آنکھوں والو عبرت حاصل کرو۔

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ؕ

اوراگر اللہ نے ان کے لیے دیس نکالا نہ لکھ دیا ہوتا تو انہیں دنیا ہی میں سزا دیتا

وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ③ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ

اور آخرت میں تو ان کے لیے آگ کا عذاب ہے۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اوراس کے

وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ④

رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ کی مخالفت کرے تو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا

مسلمانو تم نے جو کھجور کا پیڑ کاٹ ڈالا یا اس کو اس کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ سب

فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

اللہ کے حکم سے ہوا اور تاکہ وہ نافرمانوں کو ذلیل کرے۔ اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو

مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ

ان سے مفت دلا دیا سو تم نے اس پر گھوڑے نہیں دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن

اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٦
اللہ اپنے رسولوں کو غالب کر دیتا ہے جس پر چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ
جو مال اللہ نے اپنے رسول کو دیہات والوں سے مفت دلایا سو وہ اللہ اور رسول

وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ
اور قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَاۗءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ
تاکہ وہ تمہارے دولتمندوں میں نہ پھرتا رہے اور جو کچھ تمہیں

الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو

وقف لازم
اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٧ لِلْفُقَرَاۗءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ
بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ وہ مال وطن چھوڑنے والے مفلسوں کے لیے بھی ہے جو

اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ
اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اس کی

اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ
رضا مندی چاہتے ہیں اوروہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں

الصّٰدِقُوْنَ ۝٨ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ
یہی سچے (مسلمان) ہیں۔ اوروہ (مال) ان کے لیے بھی ہے کہ جنہوں نے ان سے پہلے (مدینہ میں)

يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ
گھر اور ایمان حاصل کرر کھا ہے جوان کے پاس وطن چھوڑ کر آتا ہے اس سے محبت کرتے ہیں اور اپنے

حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ
سینوں میں اس کی نسبت کوئی خلش نہیں پاتے جو مہاجرین کو دیا جائے اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے

خَصَاصَةٌ ڵ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝٩
ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا جائے پس وہی لوگ کامیاب ہیں۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٦۔ بغیر جنگ کیے یہود کے اموال و باغات پر اہلِ ایمان کے تسلط و قبضہ کا خدائی قدرت کے پسِ منظر میں احسانی اظہار۔

٧۔ مالِ فئے (جو جنگ کیے بغیر حاصل ہو) کے تقسیمی فارمولے (طریقہ کار) کا حصّوں کے اعتبار سے حکمت آمیز اظہار۔

الف) اطاعتِ رسول اللہ ﷺ میں بے چون و چرا ہر حکم کی مکمل اتباع کا زوردار بیان۔

ب) ہر حال میں خدائی احتساب کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے تقویٰ اختیار کرنے کا حکمی اظہار۔

٨۔ اکابر مہاجرین و دیگر کی دینِ حق کی خاطر ہجرت سمیت جملہ قربانیوں کے پیشِ نظر ان کی حاجات کو مقدم رکھنے کا ناصحانہ ذکر۔

٩۔ انصارِ مدینہ کی حُبِّ ایمانی نیز مہاجرین کے ساتھ ان کے والہانہ لگاؤ اور ان پر بے مثال ایثار و قربانی کے توصیفی پسِ منظر میں ان کی بھی حوصلہ افزائی کا شفقت آمیز اظہار اور بخل سے دور رہنے والوں کے اخروی فلاح و کامیابی کا تحسینی اعلان۔

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۰۔ مہاجرین وانصار سے بعد میں قبول حق کا اظہار کرنے والے مؤمنین کی اپنے پیشرو اہل ایمان (پہلے ایمان لانے والوں) کے لیے تمناؤں اور ان کے درجات میں بلندی و مغفرۃ جیسی دعاؤں کا اہتمام کرنے کا ترغیبی ذکر۔

۱۱ تا ۱۴۔ منافقین (مدینہ منورہ) کی دشمنان دین (اہل کتاب کو) اہل ایمان کے خلاف (بصورت جنگ یا جلاوطنی) شانہ بشانہ قدم بقدم مدد و نصرت کی جھوٹی یقین دہانی اور اعتماد لانے کا پردہ چاک کرتے ہوئے ان کی صلاحیت کی چشم کشا حقیقت کا مذمتی اظہار۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ

اوران کے لیے بھی جو مہاجرین کے بعد آئے (اور) دعا مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اور

لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا

ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمانداروں کی

غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى ع ۲

طرف سے کینہ قائم نہ ہونے پائے اے ہمارے رب بے شک تو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ کیا آپ

الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ

نے منافقوں کو نہیں دیکھا جو اپنے اہل کتاب کے کافر بھائیوں سے کہتے ہیں

الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ

کہ اگر تم نکالے گئے تو ضرور ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے معاملہ میں کبھی

اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ

کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے لڑائی ہوگی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا

سراسر جھوٹے ہیں۔ اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور اگر ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی

لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾

مدد بھی نہ کریں گے اور اگر ان کی مدد کریں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر ان کو مدد نہ دی جائے گی۔

لَاَانْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

البتہ تمہارا خوف ان کے دلوں میں اللہ (کے خوف) سے زیادہ ہے یہ اس لیے کہ

قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ

وہ لوگ سمجھتے نہیں۔ وہ تم سے سب ملکر بھی نہیں لڑ سکتے مگر محفوظ بستیوں میں

اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ

یا دیواروں کی آڑ میں ان کی لڑائی تو آپس میں سخت ہے آپ ان کو

جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾

متفق سمجھتے ہیں حالانکہ ان کے دل الگ الگ ہیں یہ اس لیے کہ وہ لوگ عقل نہیں رکھتے۔

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَ

ان کا حال تو پہلوں جیسا ہے کہ جنہوں نے ابھی اپنے کام کی سزا پائی ہے اور

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٥﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ

ان کے لیے (آخرت میں) دردناک عذاب ہے۔ (اور) مثال شیطان کی سی ہے کہ وہ آدمی سے کہتا

اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ

ہے کہ تو منکر ہو جا پھر جب وہ منکر ہو جاتا ہے تو کہتا ہے بے شک میں تم سے بری ہوں کیوں کہ میں اللہ

الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا

سے ڈرتا ہوں جو سارے جہاں کا رب ہے۔ پس ان دونوں کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ دونوں دوزخ میں

ع ٢ ٥

وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

ہوں گے اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ

دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو کیوں کہ اللہ تمہارے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ

کاموں سے خبردار ہے۔ اور ان کی طرح نہ ہوں جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا پھر اللہ نے بھی ان کو (ایسا کر

اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿١٩﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ

دیا) کہ وہ اپنے آپ ہی کو بھول گئے۔ یہی لوگ نافرمان ہیں۔ دوزخی اور

وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿٢٠﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا

جنتی برابر نہیں ہو سکتے جنتی ہی بامراد ہیں۔ اگر ہم

هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ

اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ اسے دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے جھک کر پھٹ جاتا اور ہم

اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١﴾

یہ مثالیں لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور کریں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ

وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں سب چھپی اور کھلی باتوں کا جاننے والا ہے وہ

خلاصہ مفہوم آیات مطابق آیت نمبر

۱۵۔ اس سے قبل مشرکین اور یہود کی انہی منفی سرگرمیوں کے باعث رسوائی و ذلت کی باحوالہ مثال وعبرتی ذکر۔

۱۶ تا ۱۷۔ منافقین کی مذموم سرگرمیوں کی شیطانی فکر و عمل سے مشابہت کا مثالیاتی وعبرتی اظہار اور دونوں (شیطان اور منافقین) کے ایک جیسے انجام بد کا تنبیہی ذکر۔

۱۸ تا ۱۹۔ اہلِ ایمان کو تقویٰ سمیت جملہ معاملات میں فکر آخرت پیش نظر رکھنے کی زوردار نصیحت اور امور اطاعت میں ہر طرح کی غفلت و سستی سے دور رہنے کی مشفقانہ تنبیہ کا ذکر۔

۲۰۔ جہنمیوں اور جنتیوں کے مابین فرق کو واضح کرتے ہوئے اہل جنت کی دائمی کامیابی کا پُر مسرت اعلان۔

۲۱۔ قرآن مقدس کی عظمت اور باطنی جلال کا پُرہیبت اظہار کرتے ہوئے اس کے باکمال تقاضوں کو سمجھنے کی ضرورت کا تنبیہاتی اظہار اور مثالوں کے ذریعہ وعظ و نصیحت کا حکمت آمیز بیان۔

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۲ تا ۲۴۔ خدائے لم یزل کی صفات عظیمہ کے ذریعہ توحیدی و اعتقادی نظریات برحق کا تعارفی اظہار و بیان اور اس کے اسماء حسنیٰ و تسبیح خاص کا عظمتی ذکر۔

سورۃ الممتحنہ

ا۔ اک خاص واقعہ کے پسِ منظر میں اہل ایمان کو دشمنانِ اسلام کے متعلق رہنما اصول اپنا کر دائمی پالیسی اختیار کرنے کی زور دار ہدایت و تنبیہی نصیحت۔

الف) دشمنانِ دین کے سابقہ ناروا رویّہ کو پیشِ نظر رکھنے کا تاکیدی مشورہ دیتے ہوئے ان سے خفیہ پیام وسلام پر برہمی اظہار۔

ب) آئندہ دائمی طور پر اس غلطی سے باز رہنے کی تنبیہی تاکید کا زور دار پالیسی بیان۔

الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ

بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ پاک ذات سلامتی

الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ

دینے والا امن دینے والا نگہبان زبردست خرابی کا درست کرنے والا بڑی عظمت والا ہے اللہ پاک ہے اس سے جو اس

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ

کے شریک ٹھہراتے ہیں۔ وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا ٹھیک ٹھیک بنانے والا صورت دینے والا اس کے اچھے اچھے نام

الْحُسْنٰى ۚ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾ ع ۳

ہیں سب چیزیں اسی کی تسبیح کرتی ہیں جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ

اے ایمان والو میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ

تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ

کہ ان کے پاس دوستی کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ تمہارے پاس جو سچا دین آیا ہے اس کے یہ منکر ہو چکے

يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ

ہیں رسول کو اور تمہیں اس بات پر نکالتے ہیں کہ تم اللہ اپنے رب پر ایمان لائے ہو اگر

كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۤ

تم جہاد کے لیے میری راہ میں اور میری رضا جوئی کے لیے

تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۤ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ

نکلے ہو تو ان کو دوست نہ بناؤ تم ان کے پاس پوشیدہ دوستی کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ میں خوب جانتا ہوں

اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱﴾

جو کچھ تم مخفی اور ظاہر کرتے ہو اور جس نے تم میں سے یہ کام کیا تو وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔

إِنْ يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ
اگر وہ تم پر قابو پائیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں اور تم پر اپنے ہاتھ
وَأَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ
اور اپنی زبانیں برائی سے دراز کریں اور چاہتے ہیں کہ کہیں تم کافر ہو جاؤ۔ نہ تمہیں تمہارے رشتے ناطے
وَلَا أَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا
اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن نفع دیں گے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور جو تم کرتے ہو اللہ
تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ
اسے خوب دیکھتا ہے۔ بے شک تمہارے لیے ابراہیم میں اچھا نمونہ ہے اور ان لوگوں میں جو اس کے
وَالَّذِينَ مَعَهُ ۚ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا
ہمراہ تھے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا بے شک ہم تم سے بیزار ہیں اور ان سے جنہیں تم اللہ
تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ
کے سوا پوجتے ہو ہم نے تمہارا انکار کر دیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان
الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا
دشمنی اور کینہ ہمیشہ کے لیے ظاہر ہو گیا یہاں تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان لاؤ مگر
قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ
ابراہیمؑ کا اپنے باپ سے کہنا کہ میں تمہارے لیے معافی مانگوں گا اور میں اللہ کی طرف سے تمہارے لیے
مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ
کسی بات کا مالک بھی نہیں ہوں اے ہمارے رب ہم نے تجھ ہی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف ہم
الْمَصِيرُ ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا
رجوع ہوئے اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں ان کا تختۂ مشق نہ بنا جو کافر ہیں اور
رَبَّنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ
اے ہمارے رب ہمیں معاف کر بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔ البتہ تمہارے لیے ان میں ایک
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَنْ
نیک نمونہ ہے اس کے لیے جو اللہ اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہو اور جو کوئی

السماع الوقف علی الطیبۃ ۱۲

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۔ کفار و مشرکین کی اسلام دشمنی اور بغض باطن کا مخفی عزائم سمیت تنبیہاتی اظہار۔

۳۔ روزِ محشر کسی قریبی ترین تعلق داری کے کام نہ آنے کا تنبیہی اظہار کرتے ہوئے آخرت میں تمام فیصلے چکا دینے (واضح کر دینے) کا اعلان۔

۴تا۶۔ اہلِ ایمان کو کفر و شرک کے حوالہ سے نفرت و بیزاری اور لاتعلقی کے اظہار کی پالیسی اپنانے کے لیے حضرت ابراہیمؑ کی تعلیمات کو پیشِ نظر رکھنے کا باحوالہ و حقیقت آمیز ذکر و بیان اور ان کی (حضرت ابراہیم) کی بارگاہِ الٰہی میں کی گئی التجاؤں و فریاد کا سبق آموز اظہار۔

سُپر پاور فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے (قرآنی حقائق کا لازوال آئینہ)

(زیرِ مطالعہ سورۃ الحشر آیت نمبر ۲۲ تا ۲۴)

اللہ رب العزت جو تمام تر مخلوقات عظیم وصغیر کا فقط ایک ہی موجد و خالقِ حقیقی ہے (ساتوں آسمان و ساتوں زمینوں، عرش و کرسی، سورج چاند ستاروں، بحر و بر، چرند پرند حتیٰ کہ ذرات سمیت تک ہر شئی کا مالک وخالق ہے) اس نے تمام تر مخلوقات میں سے فقط انسان اور جنات کو اپنے احکامات کا جوابدہ بنایا ہے (فرشتوں کو اپنا تابع محض بنایا ہے، ان سے گناہ ومعصیت کا ارتکاب نہ آخرت میں جوابدی کا کوئی سوال) ہر مخلوق اللہ کی طوعاً وکرھا اطاعت وفرمانبرداری میں مصروف عمل (ومصروف تسبیح) ہے کوئی انحراف و بغاوت کا تصور تک نہیں کرسکتا۔ بس دو ہی مخلوقات ہیں جنکو آزمائشی (فکر وعمل کی) آزادی دی ہے۔ تو ابتدائے آفرینش (پیدائش) سے آج تک تاریخ اُٹھا کر دیکھ لیں (سوائے ہر دور کے چند مطیع فرمانبرداروں (انبیاء ورسلؑ، انکے ہمنوا اور ہر دور کے اطاعت شعار بندگان خدا کے) اکثریت خدائی احسانات کی منکر، سرکش وباغی اور قانون الٰہی کے آگے سر تسلیم خم نہ کرنے والوں کی چلی آرہی ہے۔ وہ ذات عظیم جو اپنی باطنی قوتِ حاکمہ وسلطنتِ لامحدود کے پس منظر میں کلمہ "کُنْ" سے ساری مخلوقات کے ختم کرنے پر آن واحد میں قدرت کا مالک ہے (وقوع قیامت کے وقت ساری مخلوقات کی ہلاکت پر اسی قوۃ وقدرت سے کلمہ "کُنْ" کے ذریعہ ہی اظہار ہوگا) لیکن حلیم وکریم ذات کے حلیمانہ تکوینی فیصلے دیکھئے کہ وہ انسانی فکری وعملی بغاوت وسرکشی کو ازل سے دیکھ رہا ہے اور ساری مخلوقات کے وجود کو اسکی وجہ سے قائم بھی رکھا ہے، اس پورے کرۂ ارض کو ہلاک و برباد کرنے کیلئے کسی ایک ستارہ کا ہزارواں حصہ اگروہ گرادے تو سب کچھ ذرّات میں بدل کرا ڑ جائے، اس انسان کی نظریاتی وعملی باغیانہ اقدامات کی وجہ سے بارہا مرتبہ اس دھرتی کے کئی علاقے تباہی وبربادی کے ایسے عبرتناک والمناک منظر کا شکار ہوئے کہ پھر انکا وجود بس داستانوں کی حد تک ہی سننے کو ملا، قرآن مقدس میں (جو تاریخ صداقت کا منبع وچشمہ بُرحق ہے) بڑی اقوام سابقہ، قوم عاد، ثمود، قومِ موسیٰ، قومِ

لوطؑ، قومِ شعیبؑ، قومِ نوحؑ اصحاب الایکہ، اصحاب الفیل وغیرہ کا تذکرہ (معاذ اللہ) کوئی الف لیلیٰ کی خود ساختہ داستانیں نہیں (جو بچوں کو سنانے کیلئے گھڑی گئیں) بلکہ وہ المناک حقائق اور چشم کشا مناظر عبرت ہیں جسکے سننے کیلئے بھی عبرت آمیز قلب و دماغ کی ضرورت ہے ورنہ تو قصے، کہانیاں اور ناول پڑھنے کے دلدادہ لوگ اسے کیا جانیں؟ ایک مسلمان کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ **لا الہ الا اللہ** اسکا عام فہم اور سادہ سا مفہوم تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور کوئی نہیں (گویا معبود برحق فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے باقی سب خود ساختہ باطل خدا ہیں) تاہم حق پرستوں کے ہاں **لا الہ الا اللہ** کا مفہوم و مطلب یہ بھی ہے کہ کل مخلوقات کا خالق جب اللہ تعالیٰ ہے تو ہر شے کا حاکمِ مطلق اور سپر پاور بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے گویا یہ ایمانی حقیقت وتقاضا **لا الہ الا اللہ** کا ہی جزو ہے کوئی مسلمان کسی بھی ظاہری مفہوم کے لحاظ سے دنیا کی کسی بھی معاشی بالادستی یا بڑی ایٹمی قوت کی بناء پر کسی کو سُپر پاور کہتا ہے تو وہ نظریاتی حقیقت کے اعتبار سے **لا الہ الا اللہ** کے بنیادی عقیدہ وکلمہ توحید کے باطنی مفہوم سے لاشعوری طور پر انحراف کا جرم کررہا ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں اقوام سابقہ کے شرکیہ عقائد اور کفر یہ نظریات کو بیان کرتے ہوئے اس حقیقت کو بھی واضح کیا گیا ہے کہ بڑے سے بڑا مشرک بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی سُپر پاور تسلیم کرتا تھا ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾ ترجمہ: ''اور البتہ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے اللہ نے'' (سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۶۱)۔ گویا وہ مشرکین یہ عقیدہ رکھتے تھے ان سب بڑی مخلوقات کا خالق و مالک عظیم (سپر پاور) اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ تو کیا آج کا کلمہ گو مسلمان اُس دور کے مشرکین سے بھی گیا گذرا ہوگیا ہے کہ وہ اپنی زبان وحال سے کسی بھی ظاہری طاقت کو سپر پاور تسلیم کررہا ہے۔ ایسا کہنا نظریاتی گمراہی کے زمرے میں آتا ہے اسکی اصلاح ضروری ہے۔ آپ قرآن کریم میں اقوام سابقہ کے عبرتناک تذکروں کا مطالعہ کریں تو وہاں اس حقیقت کو ملاحظہ فرمائیں گے کہ ان بڑی اقوام کی المناک ہلاکتوں کے بعد اللہ پاک اپنی سپر پاوری کا گویا اعلان کرتے نظر آتے ہیں۔ سورۃ الفیل پڑھیے، ترجمہ: ''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں سے کیا برتاؤ کیا، کیا اس

نے ان کی تدبیر کو بے کار نہیں بنادیا تھا؟ اور اس نے ان پر غول کے غول پرندے بھیجے، جو ان پر پتھر کنکر کی قسم کے پھینکتے تھے، پھر انہیں کھائے ہوئے بھس کیطرح کر ڈالا''۔ سورۃ الفجر میں عبرت آمیز الفاظ کے ساتھ اقوام سابقہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، ترجمہ ملاحظہ فرمائیں: ''کیا آپ جانتے نہیں کہ آپ کے رب نے عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا جو نسل ارم سے ستونوں والے تھے کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا اور ثمود کیساتھ جنہوں نے پتھروں کو وادی میں تراشا تھا اور فرعون مینخوں والے کیساتھ۔ ان سب نے ملک میں سرکشی کی۔ پھر انہوں نے بہت فساد پھیلایا، پھر ان پر تیرے رب نے عذاب کا کوڑا پھینکا، بے شک آپ کا رب تاک میں ہے''۔ یاد رکھیے، سپر پاور وہ ذات ہے جس نے سب طاقتور سمجھی جانی والی بڑی سی بڑی طاقتوں پر گرفت کی، اور اسپر کوئی گرفت نہیں کرسکتا۔ سپر پاور وہ ذات ہے جو سب کا احتساب کرتا ہے اور روز محشر بھی کریگا۔ لیکن اُس سے کوئی کچھ نہیں پوچھ سکتا۔ سپر پاور وہ ہے جس نے خود کو سپر پاور سمجھنے والے (بلکہ خود کو خدا قرار دینے والے) نمرود، فرعون اور دیگر سارے پھنے خانوں کو نشانِ عبرت بنادیا، سپر پاور وہ ہے جو جب چاہے اپنی مخلوق میں سے کسی سمندر ودریا کو طغیانی ولہروں کو جوش دے کر بڑی بڑی ریاستوں اور شہروں کو نیست ونابود کردیتا ہے۔ سپر پاور وہ ہے جو زمین کو تھوڑا سا ہلادے (زلزلے وغیرہ سے) تو اگلے لمحے ہر شے زیر وزبر ہوجاتی ہے۔ سپر پاور وہ ہے جو دریا کی ایک ہی لہر سے ﴿أنا ربكم الأعلى﴾ کے دعویدار فرعون جیسے متکبر کا دماغ سیدھا کرکے اُسے رہتی دنیا تک نشان عبرت بنا کر رکھ دیتا ہے اور اس سے کوئی پوچھ نہیں سکتا، وہ سپر پاور کیا ہوئے جو خود لہروں کی نذر ہوگئے یا پتھروں کی بارش میں دفن ہوگئے۔ وہ سُپر پاور کیا ہوئے جو مچھر جیسی حقیر مخلوق کی تاب نہ لاسکے، وہ سپر پاور جو اصحاب الفیل کے نام سے معروف ہوئے اور چھوٹے چھوٹے ابابیلوں کی تاب نہ لاسکے اور کھائے ہوئے بھوسے کی مانند اگلے لمحے خشک ہوگئے تو کوئی پہچان نہ سکا کہ یہ کون تھے۔ وہ کیا سپر پاور ہوئے جو بظاہر طاقتور تو اتنے تھے کہ کھڑے کھڑے پہاڑوں کی چٹانوں کو ادھر سے اُدھر کردیتے تھے مگر کٹی ہوئی کھجوروں کی مانند ڈھیر ہوئے پڑے تھے۔ سپر پاور وہ ہے جو شاہوں کو گدا بنادیتا ہے سپر پاور وہ ہے جس کے

کنڑول میں سارانظامِ فلکیات، نظام شمس وقمر اور زمین و آسمان کی ہر شے پر جسکا کنڑول ہے اور کوئی چیز اسکی حکم عدولی نہیں کرسکتی۔ اپنے وقت کا سب سے بڑا سرمایہ دار بلکہ دنیا کی معاشی قوۃ کا سرخیل قارون اپنی دولت سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا اور لوگ حسرت سے اسکی دولت کا ماتم کرتے رہے۔ یوں معاشی طور پر اپنے آپ کو سُپر پاور سمجھنے والا اپنی دولت سمیت نشانِ عبرت بن گیا۔ جو بھی اپنے آپ کو شہنشاہ یا سُپر پاور سمجھنے لگا عبرت ناک تباہی و ہلاکت اُس کا مقدر ٹھہری ،بس سدا بہار حقیقی سُپر پاور وہ ذات ہے جس کا صفاتی تعارف خود ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف کرایا گیا ہے ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الخ﴾ ترجمہ:''وہی اللہ ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں سب چھپی اور کھلی باتوں کا جاننے والا ہے وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے وہی اللہ ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ پاک ذات سلامتی دینے والا امن دینے والا نگہبان زبردست خرابی کا درست کرنے والا بڑی عظمت والا ہے اللہ پاک ہے اِس سے جو اِن کے شریک ٹھہراتے ہیں وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا ٹھیک بنانے والا صورت دینے والا اُس کے اچھے اچھے نام ہیں سب چیزیں اُس کی تسبیح کرتی ہیں جو آسمانوں میں اور زمین ہے اور وہی زبردست حکمت والا ہے''(سورۃ الحشر کی آخری آیات)۔

يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ ع ۱ ۷
منہ موڑے تو بے شک اللہ بھی بے پرواہ خوبیوں والا ہے۔ شاید کہ اللہ
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ
تم میں اور ان میں کہ جن سے تمہیں دشمنی ہے دوستی قائم کر دے اور اللہ قادر ہے
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ
اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ اللہ تمہیں ان لوگوں سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارے میں
يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ
نہیں لڑتے اور نہ انہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے اس بات سے کہ تم ان سے بھلائی کرو
تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا
اور ان کے حق میں انصاف کرو بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ تمہیں
يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ
اللہ انہیں سے منع کرتا ہے کہ جو دین میں تم سے لڑے اور انہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکال دیا
مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓي اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ
اور تمہارے نکالنے پر (لوگوں کی) مدد بھی کی کہ ان سے دوستی کرو اور جس نے
يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا
ان سے دوستی کی تو پھر وہی ظالم بھی ہیں۔ اے ایمان والو جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے
جَاۗءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ
آئیں تو ان کی جانچ کر لو اللہ ہی ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے
فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ
پس اگر تم انہیں مومن معلوم کر لو تو انہیں کفار کی طرف نہ لوٹاؤ
لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ۭ
نہ وہ (عورتیں) ان کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ (کافر) ان کے لیے حلال ہیں اور ان کفار کو دے دو جو
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۭ
کچھ انہوں نے خرچ کیا اور تم پر گناہ نہیں کہ تم ان سے نکاح کر لو جب تم انہیں ان کے مہر دے دو

خلاصہ مفہوم آیات برطابق آیت نمبر

۷۔ مستقبل میں ہونے والے انقلابی
احوال کے پیشگی انکشاف کا لطیف
پیرائے سے ذکر (اور وہی ہوا کہ فتح مکہ
اور اس کے بعد ''کل کے دشمن آج کے
بہترین دوست'' کے کئی ایک مناظر
تاریخ میں محفوظ ہوئے۔

۸تا۹۔ کفار کے دو قسم کے طبقات
(جنگجوئی کے خواہاں اور بے ضرر مزاج
کے صلح پسند) لوگوں کے متعلق الگ
الگ ہدایاتی احکام کا پالیسی بیان۔

وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوا
اور کافر عورتوں کے ناموس کو قبضہ میں نہ رکھو اور جو تم نے اُن عورتوں پر خرچ کیا تھا مانگ لو اور جو انہوں
مَآ اَنْفَقُوا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
نے خرچ کیا کہ وہ مانگ لیں اللہ کا یہی حکم ہے جو تمہارے لیے صادر فرمایا اور اللہ سب کچھ جاننے والا
حَكِيْمٌ ۝ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ
حکمت والا ہے۔ اور اگر کوئی عورت تمہاری عورتوں میں سے کفار کے پاس نکل گئی ہے پھر تمہاری باری
فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
آجائے تو ان مسلمانوں کو دے دو جن کی بیویاں چلی گئی ہیں جتنا کہ انہوں نے دیا تھا اور اس اللہ سے ڈرو
الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ
کہ جس پر تم ایمان لائے ہو۔ اے نبی جب آپ کے پاس ایمان والی عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو
يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ
آئیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل
وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ
کریں گی اور نہ بہتان کی اولاد لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان (نطفۂ شوہر سے جنی
اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ
ہوئی) بنالیں اور نہ کسی نیک بات میں آپ کی نافرمانی کریں گی تو ان کی بیعت قبول کرو اور ان کے لیے
وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا
اللہ سے بخشش مانگ بے شک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ
اے ایمان والو اس قوم سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا
يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ
غضب ہوا وہ تو آخرت سے ایسے نا امید ہو گئے کہ جیسے کافر نا امید ہو گئے
الْقُبُوْرِ ۝
اہلِ قبور سے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

١٠ تا ١١۔ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آنے والی مہاجرات (عورتوں) کے حوالہ سے تعلیمات و احکامات کے قانونی طریقہ کار کے تفصیلی ہدایت نامہ کا اظہار و بیان۔

١٢۔ عورتوں سے عقائد سمیت بعض مخصوص اعمال کے متعلق بیعتِ خاص کا نصیحت آمیز ذکر و بیان۔

١٣۔ اہل ایمان کو خدائی عتاب یافتہ (جن پر خدائی غضب کا اظہار ہو چکا ہے) لوگوں سے دوستی کے اظہار و تعلق سے تاکیدی ممانعت کا (مثال خاص کے ذریعہ) فکر آمیز اظہار و بیان۔

اسوۂ حسنہ اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مفہوم اور حقیقت

(زیر مطالعہ سورۃ الممتحنہ آیت نمبر ۶)

قرآن کریم میں دو مقامات پر بڑی اہمیت کے ساتھ الگ الگ پس منظر میں ''اُسوۂ حسنہ'' کا جملہ مذکور ہوا ہے جس کی واقعاتی حقیقت اور مفہوم کو بھی جداگانہ طرز سے ہی سمجھا گیا ہے۔ ایک سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۲۱ میں جو واقعہ احزاب (غزوہ احزاب) کے درمیان میں ہے۔ دوسرا سورۃ الممتحنہ آیت نمبر ۶ میں ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدگرامی کے پس منظر میں خدائی تعلیمی ہدایت کے طور پر مذکور ہوا ہے۔ اس کی حقیقت اہل علم اور صاحب مطالعہ افراد پر مخفی نہیں۔ ہمیں آج کے مخصوص حالات میں اسوۂ حسنہ پر الفاظ کا عرف عام میں استعمال اور اس کے حقیقی مفہوم کے مابین امتیازی فرق کو واضح کرنے کی ایک خفیف سی کوشش کرنا ہے خدا کرے کہ ہم اس لفظ واصلاح کے اس مفہوم کو سمجھنے سمجھانے میں کامیاب رہیں۔ جس سے بے خبری کے نتیجہ میں اکثر عوام اور بعضے خواص تک جہالت علمی کا (ممکن ہے کہ نادانستہ) شکار چلے آرہے ہوں، ہمارے ہاں رائج عمومی فکر ونظر کے بعض پیمانے اس قدر خلط ملط ہوکر رہ گئے ہیں کہ الفاظ کے اطلاق اور مفہوم ومطلب کی الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ جب ہم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس عنوان پر کوئی محفل، مجلس، جلسہ، کانفرنس یا علمی جدید اصطلاح کے اعتبار سے مذاکرہ، سیمینار کا انعقاد کرتے ہیں تو اس میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمومی مفہوم ولادت باسعادت کے تذکرہ خاص اور وہ بھی خطیبانہ طرزِ عام سے (جو زیادہ تر سریلی آواز سے) واقعاتی تصویر کشی یا جوشیلے انداز سے عوامی توجہ کو اپنی طرف مرکوز کرنے کی کوشش پر مشتمل ہوتی ہے۔ یا پھر خواص کے تاریخی پس منظر کے بیانِ خاص کا عکاس ہوتے ہیں۔ اس میں اسوۂ حسنہ کا لفظ بھی عام طرح سے استعمال ہورہا ہے حالانکہ اسوۂ حسنہ ایک جامع لفظ ہے جس کا اطلاق واقعہ خاص (واقعۂ احزاب) کے پس منظر میں ایک مفہوم خاص پر بھی ہوتا ہے اور عمومی زندگی میں جامع رہنمائی وہدایات پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس عنوان (جو اسلام کے کلی جامع نظام حیات ودستورالعمل کا دوسرا نام بھی کہا جاسکتا ہے)۔ فقط آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے احوالِ خاص کا ذکر وبیان تک محدود کرکے رکھ دیا گیا ہے اس پر کم از کم علمی طبقات وماحول سے وابستہ حضرات واعظین علماء ومشائخ کو تو ضرور توجہ دینی چاہئے کہ لفظ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیع علمی سمندر کو چند مخصوص الفاظ کے ساتھ عوامی طرز سے جوشیلے بیانات تک خاص کرنا کتنی بڑی فکری خیانت اور جاہلانہ جسارت ہے۔ اس طرز کے جاہلانہ اکثریتی بیانات عوام (جو پہلے ہی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصل مفہوم سے بے خبر ہے) میں اسوۂ حسنہ کا ایسا مفہوم متعارف کرا دیا ہے کہ اگر آج کوئی سنجیدہ واعظ یا علمی ماحول سے وابستہ باخبر عالم سیرت کے جلسہ، مجلس، محفل یا عوامی کانفرنس میں یہ حقیقت بیان کرنا شروع کردے کہ نماز کے مسائل بھی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق رکھتے ہیں، زکوۃ کا نظام اور اس کا

ذکر وبیان سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہم موضع ہے، اسلام کا نظام تجارت، حلال وحرام کا بیان، روزہ وحج کے اہم مسائل کا ذکر سب سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ضروری حصہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید وفروخت کے رہنما اصول بیان فرمائے ہیں۔ ذرا غور سے سنئے تو شاید نوجوان تو ویسے بھی جلسے سے اُٹھ ہی جائیں گے بوڑھے بھی اکتاہٹ محسوس کرتے ہوئے سونے کو ترجیح دیں گے، وعظ ونصیحت یا عمومی (عوامی) بیانات کی باگ ڈور جب سے سنجیدہ اہل علم کی بجائے نوجوان جوشیلے خطیبوں کے ہاتھ میں آئی ہے اس وقت سے، تاریخ علم، حقیقی وعظ ونصیحت اور سنجیدہ فکری کا جنازہ اٹھنا (نکلنا) شروع ہو چکا ہے۔ یاد رکھیں اسوہ حسنہ کی جامعیت اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت دونوں کا مفہوم ومطلب (سادہ لفظوں اور عام معنی کے اعتبار سے) تقریباً ایک جیسا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت تو آپ کی دنیا میں تشریف آوری کا نقطہ آغاز ہے۔ بیانات میں اسی سے ابتدا اور اسی پر انتہا کر دینا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع ہمہ صفات ہستی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے نظام حیات و دستور العمل (قرآن وسنت) کے ساتھ نظریاتی زیادتی نہیں؟ اور روزِ محشر یہ عوام پر راج کرنے والے (واعظین) کیا جواب دیں گے کہ تمہارے پاس بیان کرنے کے لئے قرآن پاک کے تیس سپارے اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا وسیع ذکرہ کیا کم پڑ گیا تھا؟ کہ طوطے کی طرح رٹے رٹائے چند واقعات کے بیان سے آگے تمہارے پر جلتے تھے۔ پورا قرآن پاک خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی نازل ہوا تمام ذخیرہ احادیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی اقوال وافعال سے لبریز ہے۔ تمام تر فقہی ابواب ومسائل آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سیرت طیبہ کی توضیح وتشریح کا دوسرا نام ہے۔ علمی طرزِ فکر ومحنت میں پیچھے رہنے والے کم ذہین طلباء نے تن آسانی اور کم وقت میں شہرت ودولت کے آسان ترین ذریعہ میں وعظ وخطابت کے (جواہر نہیں) سنگریزے (لفاظی) اپنی پوٹلی میں جمع کر رکھے ہیں۔ اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ترین عنوان کو دانستہ یا نادانستہ مسخ کرنے میں مصرف العمل ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ (جو تیسری صدی کے عظیم محدث ہیں) نے تحقیقی تبصرہ کی تشریح میں فرمایا جیسا کہ ''آج کل ہمارے زمانہ کے واعظین ہیں جو لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے با تکلف الفاظ کا استعمال کرتے ہیں'' آپ سمجھ سکتے ہیں کہ پھر آج کے قصہ گو واعظین کہاں پہنچ چکے ہیں؟ (ترمذی باب ما جاء فی العی) یہی حال جاہل صوفیا کا ہے جن کی کل اوقات اپنے مطلب کے چند ایسے جملوں کے فقط بیان یا اشاعت ہوتی ہے جو حقیقت علم سے کوسوں دور ہوتے ہیں۔ علمی حلقوں سے وابستہ مُربیانِ فکر ونظر کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ دوران تدریس و اسباق نئی نسل کو اوارہ فکری سے محفوظ رکھنے اور خطابتی بیانات میں سنجیدگی کو فروغ دیتے ہوئے لفاظی پر سارا زور صرف کرنے کی بجائے علمی حوالوں سے لبریز قرآن وسنت کی ترجمانی اور علمی طرزِ حیات سے لوگوں کی رہنمائی جیسے تربیتی امور پر انکی اصلاحی نگرانی کا فرضِ منصبی ادا کریں۔ اسوہَ حسنہ اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ علمی اصطلاح عوام میں متعارف کروائی جائے جو سلف صالحین کی قدیم علمی وعملی رہنمائی سے حاصل شدہ ذخیرہ کتب میں محفوظ ہے۔

سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ عَشْرَةَ آيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

جو مخلوقات آسمانو ں میں اور جو زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور وہی غالب

الْحَكِيْمُ ۝١ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝٢

حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں۔

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝٣ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

اللہ کے نزدیک بڑی ناپسند بات ہے جو کہو اس کو کرو نہیں۔ بے شک اللہ تو ان کو پسند کرتا ہے

الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝٤

جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم مجھے کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں

اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۖ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ

تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں پس جب وہ پھر گئے تو اللہ نے ان کے دل پھیر دیے اور اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝٥ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔ اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل بے شک میں اللہ کا

يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

تمہاری طرف رسول ہوں تورات جو مجھ سے پہلے ہے اس کی تصدیق کرنے

يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ

والا ہوں اور ایک رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام

اَحْمَدُ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٦

احمد ہوگا پس جب وہ واضح دلیلیں لے کر ان کے پاس آ گیا تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰۤى

اور اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ الصف

۱۔ آسمان و زمین میں موجود ہر شے کی اپنے اپنے حسب حال تسبیح خاص کا صفاتی پسِ منظر سے بیان۔

۲ تا ۳۔ اہل ایمان کو ہمیشہ قول و فعل کے تضاد سے دور رہنے اور اپنے قول و قرار پر کاربند رہتے ہوئے عملدرآمد کرنے کی دائمی تاکیدی نصیحت کا (شانِ نزول کے خاص پسِ منظر سے) بیان اور تضاد بیانی پر سخت ناگواری کا اظہار۔

۴۔ راہِ حق میں صف بستہ شیر دل غازیوں کی منظم پیش قدمی کا پُر رعب توصیفی اظہار۔

۵۔ (ترجیحی نقطۂ نظر سے) حضرت موسیٰؑ کا اپنی قوم کے خلاف اظہارِ شکوہ اور خطرناک نتائج کا تنبیہاتی اظہار و بیان۔

۶۔ حضرت عیسیٰؑ کا اپنی قوم (بنی اسرائیل) کے سامنے اپنے متعلق حقیقت آمیز اعتقادی اظہار کرتے ہوئے مستقبل میں خاتم الانبیاء (حضرت احمد ﷺ) کی بعثت عظمیٰ (آمد خاص) کا پُر مسرت اعلان نیز آپ ﷺ کی آمد کے بعد کفار و مشرکین کے منفی ردعمل اور اعتقادی بگاڑ کا مذمتی اظہار۔

إِلَى الْإِسْلَامِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝٧ يُرِيدُونَ
اسلام کی طرف اسے بلایا جارہا ہو اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔ وہ چاہتے ہیں
لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ
کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ اپنا نور پورا کر کے رہے گا اگرچہ
الْكَافِرُونَ ۝٨ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ
کافر برا مانیں۔ وہی تو ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا
لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝٩ يَا أَيُّهَا
تاکہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔ اے
الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ
ایمان والو کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے
أَلِيمٍ ۝١٠ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ
نجات دے۔ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور تم اللہ کی راہ میں
اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝١١
اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔
يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
وہ تمہارے لیے تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ
الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝١٢
رہی ہوں گی اور پاکیزہ مکانوں میں ہمیشہ رہنے کے باغوں میں یہ بڑی کامیابی ہے۔
وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا ۖ نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۗ وَبَشِّرِ
اور دوسری بات جو تم پسند کرتے ہو اللہ کی طرف سے مدد ہے اور جلدی فتح اور ایمان والوں کو
الْمُؤْمِنِينَ ۝١٣ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ
خوشخبری دے دے۔ اے ایمان والو اللہ کے مددگار ہو جاؤ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کہ اللہ کی
عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ
راہ میں میرا مددگار کون ہے حواریوں نے کہا ہم اللہ کے مددگار ہیں پھر

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۷۔ اظہارِ حقائق کے باوجود انکارِ حق کو افتراء علی اللہ (اللہ پر جھوٹ گھڑنا یا بولنا) قرار دیتے ہوئے اسکے باطنی معنر اثرات کا تنبیہاتی ذکر (کہ ایسے بد نصیب لوگ راہِ ہدایت سے ابدی محروم ٹھہرتے ہیں)

۸۔ دشمنانِ حق کی بدترین اسلام دشمنی اور ان کے ناپاک عزائم کو طشت ازبام (واضح) کرتے ہوئے نتیجۃً اُنکے نامراد و ناکام رہنے اور حق غالب آکر رہنے کا تسلی آمیز بیان۔

۹۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی بعثتِ مقدسہ کے اک مقصدِ خاص کا عظمتی اظہار (کہ تمام ادیانِ باطلہ پر دینِ حق کو غالب کر دینے کی جدوجہد جاری رکھنے کا پُرعزم بیان)۔

۱۰ تا ۱۳۔ اہلِ ایمان کے سامنے جہادِ حق کے نسخۂ کیمیا اور اُخروی عذاب سے نجات کے تیر بہدف نسخۂ خاص کا زوردار اظہار اور اسکے ثمراتِ عظیم و فوائد کا نتائج اعتبار سے احسانی بیان، (سمجھانے کی غرض سے ایسا طرزِ بیان رکھا گیا ہے کہ جو بات مثال کے ذریعہ سمجھائی جائے وہ دماغ میں اچھی طرح اثرانداز ہوا کرتی ہے)۔

الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ فَآمَنَتْ طَائِفَةٌ مِنْ بَنِي

ایک گروہ بنی اسرائیل کا ایمان لایا اور ایک گروہ

إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَتْ طَائِفَةٌ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ

کافر ہو گیا پھر ہم نے ایمان داروں کو ان کے

عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ﴿١٤﴾ ع ٢

دشمنوں پر غالب کر دیا پھر تو وہی غالب ہو کر رہے۔

سُورَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ إِحْدَىٰ عَشْرَةَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ

جو مخلوقات آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے وہ بادشاہ پاک ذات

الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ

غالب حکمت والا ہے۔ وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا

يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ

جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے

إِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٢﴾ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا

اور بے شک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔ اور دوسروں کے لیے بھی جو ابھی

يَلْحَقُوا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣﴾ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ

ان سے نہیں ملے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے

مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٤﴾ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا

جسے چاہے دے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔ ان لوگوں کی مثال جنہیں

التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۚ بِئْسَ

تورات اٹھوائی گئی پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا گدھے کی سی مثال ہے جو کتابیں اٹھاتا ہے ان لوگوں کی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

١٤۔ اہل ایمان کو نصرت حق کے لیے ہمہ وقت و ہمہ تن تیار رہنے کی مثال خاص کے ذریعہ باحوالہ تاکیدی اظہار (کہ حضرت عیسیٰ کی اپنے جاںنثاران سے دین کے مددگار بننے کی تمنا و آرزو کے اظہار پر ایک گروہ کا ثابت قدمی کے ساتھ کھڑے رہنے جبکہ دوسرے گروہ کے انکار کا ذکر) اور نتیجۃً اہلِ حق پر خدائی تائید و نصرت کے باعث غلبۂ حق اور کفار و منکرین کی ہزیمت و شکست کا تسلی آمیز بیان۔

سورۃ الجمعہ

١۔ آسمان و زمین کی ہر شے کی اپنے اپنے حسب حال تسبیح خاص کا صفاتی پسِ منظر سے بیان۔

٢۔ ان پڑھ لوگوں میں ان ہی کے قبیلے میں سے ایک عظیم ترین انسان کو امام الانبیاء ﷺ (بلکہ خاتم الانبیاء ﷺ) بنا کر مبعوث (بھیجنے) کرنے کے مقاصدِ عظیم سمیت احسانی اظہار اور اس سے قبل (آپ ﷺ سے پہلے) انکی گمراہ فکری و جاہلانہ حالت زار کا تنبیہی ذکر۔

٣تا٤۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی بعثتِ عامہ (عرب و عجم سب کے لیے) کا حکمت آمیز اظہار اور امتِ محمدیہ پر غیر معمولی خدائی انعامِ عظیم کا احسان آمیز بیان۔

مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ

بہت بری مثال ہے جنہوں نے اللہ کی آیتو ں کو جھٹلایا اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت

الظّٰلِمِيْنَ ۝۵ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ

نہیں کرتا۔ کہہ دو اے لوگو جو یہودی ہو اگر تم خیال کرتے ہو کہ تم ہی

لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۶

اللہ کے دوست ہو سوائے دوسرے لوگوں کے تو موت کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو۔

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

اور وہ لوگ اس کی کبھی بھی تمنا نہ کریں گے بسبب ان (عملوں) کے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجے اور

بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۷ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِىْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ

اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ کہہ دو بے شک وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو سو وہ تو ضرور تمہیں ملنے والی

ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

ہے پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو ہر چھپی اور کھلی بات کا جاننے والا ہے پھر وہ تمہیں بتائے گا جو

تَعْمَلُوْنَ ۝۸ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ ع ۱

کچھ تم کیا کرتے تھے۔ اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لیے

الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

اذان دی جائے تو ذکر الٰہی کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو تمہارے لیے یہی بات بہتر ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى

اگر تم علم رکھتے ہو۔ پس جب نماز ادا ہو چکے تو

الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

زمین میں چلو پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو

لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ۨانْفَضُّوْۤا اِلَيْهَا

تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور جب وہ لوگ تجارت یا تماشا دیکھتے ہیں تو اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں

وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ

اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں کہہ دو جو اللہ کے پاس ہے وہ کہیں بہتر ہے تماشا اور

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۔ اہلِ کتاب کے بدعقیدہ و بدعمل علماء و احبار (مشائخ) کی فکری و عملی گمراہی کا مذمتی اظہار۔

۶ تا ۷۔ غیر معمولی خدائی قُربِ خاص اور محبتِ الٰہیہ کے جھوٹے دعویدار (یہود) کو اپنے دعویٔ صداقت میں تمنائے موت کے لاجواب چیلنج کا حکمت انگیز اظہار۔

۸۔ موت سے فرار ہونے والے احمقانہ سوچ کے حامل لوگوں کو ناصحانہ تنبیہ کا فکر انگیز ذکر۔

۹۔ فکرِ آخرت کے پسِ منظر میں اہم عباداتی حکمِ خاص (نمازِ جمعہ) کے متعلق تاکیدی اہتمام کا زوردار اظہار اور ادائیگی جمعہ تک تمام امورِ دنیا کو موقوف کر دینے (چھوڑ دینے) کا بصیرت آمیز حکم۔

۱۰۔ ادائیگی جمعہ کے بعد موقوف امورِ دُنیا (تجارت وغیرہ) کی اجازت دیتے ہوئے جُملہ حالات میں کثرت سے خدائی یاد (زبانی بھی اور عملی بھی) کے اہتمام کا نصیحت آمیز حکم۔

بیعت، تزکیۂ نفس اور اصلاحی حقائق

(زیرِ مطالعہ سورۃ الجمعۃ آیت نمبر ۲)

اللہ پاک کا نظام ہے کہ اس نے انسانی اعضاء کی ساخت میں ایسا خود کار سسٹم بنا دیا ہے، کہ وہ حیران کن انداز سے کام کر رہا ہے، مگر آخر گوشت پوست کا یہ انسانی ڈھانچہ بھی دیگر اشیاء کی طرح ایک محدود طاقت اور محدود وقت تک ہی اپنے فطرتی فرائض ادا کرتا ہے، (درمیان میں) اس میں طبعی اتار چڑھاؤ /نشیب وفراز آتا رہتا ہے۔ انسانی اعضاء کی اصل طاقت روح ہے جب تک روح کام کرتی ہے، اعضاء بھی ساتھ دیتے ہیں۔ ظاہر میں اعضاء معطل اور بے کار ہوکر کام کرنا چھوڑتے ہین لیکن اصل میں روح کے جسم سے انتقال کو انسانی موت کہا جاتا ہے(ورنہ بعد از موت بھی جسمانی اعضاء تو بدن میں موجود رہتے ہیں) جس طرح جسمانی بیماریوں کے باعث اعضاء انسانی کمزور یا خراب ہوجاتے ہیں ایسے ہی روح میں بھی کمزوری یا قوت، صحت ومرض کا عنصر پایا جاتا ہے۔ آج دنیا میں ہر جگہ سرکاری یا پرائیوٹ سطح پر بڑے چھوٹے ہسپتال، کلینک موجود ہیں اور لوگوں کا اتنا رش لگا رہتا ہے کہ وہ اپنے امراض کی تشخیص وعلاج کیلئے لائن میں لگے ہوتے ہیں ۔جسمانی امراض کا احساس اس واسطے ہر ایک کو ہوتا ہے کہ اس کے اثرات ونتائج اعضاء وبدن میں محسوس ہوتے ہیں جبکہ روح کی امراض کا تعلق باطن سے ہے۔ اس لئے مخفی اور چھپی چیزوں کا ادراک ہر ایک کو نہیں ہوتا۔ ایک اہم نقطہ نہایت ہی توجہ کے قابل ہے کہ روزِ محشر جسمانی امراض/ بیماریوں پر باز پرس نہیں ہوگی کہ تمہیں بلڈ پریشر، شوگر، کینسر وغیرہ کی مرض کیوں لگی تھی؟ یا اس سے تمہاری موت کیوں واقع ہوئی تھی ؟ یہ سوال کہیں نہیں سنا گیا تاہم ہر انسان سے روحانی اور باطنی امراض پر سخت باز پُرس ہوگی۔ سب سے بڑی خطرناک روحانی مرض کفر وشرک ہے جس کا دنیا میں علاج توبہ کرکے ہدایتِ حق کو قبول کرنا ہے اور آخرت میں کفر وشرک نا قابل معافی جرم قرار دیا گیا ہے ۔ باقی امراض روحانی (باطنی بیماریاں) مثلاً جھوٹ ، زنا، شراب ، دجل وفریب ، چوری ڈاکہ ، ملاوٹ ، بغض کینہ ، حسد غیبت، ریاکاری وغیرہ سب قابل مواخذہ ہونگیں اس پر آخرت میں باز پرس ہوگی کہ تم جھوٹ غیبت وغیرہ کیوں بولتے تھے؟ اسی طرح باقی گناہوں پر گرفت اللہ تعالیٰ نے انبیاء ومصلحین کو انہی امراضِ روحانیہ کے علاج کے لئے مبعوث فرمایا کہ لوگوں کو کفر وشرک ،ناحق قتل، زنا وغیرہ سے روکیں اور سمجھائیں۔ کسی نبی

کے حوالہ سے قرآن میں یہ مذکور نہیں کہ وہ جسمانی امراض کی تشخیص یا علاج کررہے تھے۔ سوائے اس کے کہ کسی نبی (حضرت عیسیٰؑ) سے معجزاتی طور پر کسی مرض (جزام وبرص وغیرہ) کی شفاءیابی کا بحکم خداوندی کام لے لیا گیا، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی میں ایک اہم یہ امر بھی شامل تھا کہ وہ لوگوں کا تزکیۂ نفس کریں اور ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ، ترجمہ:۔ کہ وہ ذات جس نے ان پڑھ لوگوں میں ایک رسول انہی میں سے بھیجا جو ان پر تلاوت کرتے ہیں اوران کا تزکیہ نفس کرتے ہیں۔ (سورۃ جمعہ آیت نمبر ۲)۔ تزکیۂ نفس میں سب سے پہلے عقائد کا تزکیہ ہے کہ قلب ودماغ کو کفروشرک جیسی گمراہی وبد اعتقادی سے بچایا جائے۔ بنیادی گندگی (کفروشرک کی اعتقادی غلاظت) سے پاکیزگی کے نتیجہ میں بہت سے دیگر افکار خبیثہ سے بھی کچھ نہ کچھ خلاصی ملتی ہے۔ مگر اخلاق رذیلہ کی پشت پناہی مسلسل شیطانی وساوس اورنفس کی سرکشی کی صورت میں چلتی رہتی ہے۔ اس لئے روحانی بیماریوں جھوٹ، دجل فریب، زنا شراب، ظلم وغیرہ سے نفس کو پاک کرنے کیلئے روحانی اطباء کی بھی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ روحانی طریقہ علاج (طرز علاج) بھی جسمانی طرز علاج کی طرح مختلف طریقوں سے چل رہا ہے۔ یہ طبائع، مزاج پر منحصر ہوتا ہے کہ کس کو کونسا طریقہ علاج راس (طبیعت کے موافق) آتا ہے۔ روحانی طریقہ علاج کا مقصد اخلاق رذیلہ سے نفس کو پاک کرنا ہوتا ہے۔ صوفیاء، مشائخ ذکر کرنے کے مختلف طریقے بتلاتے ہیں ان کو طریقہ علاج اور تجربہ کے معنی میں لینا چاہئے۔ محض عبادت کے مفہوم میں لینے پر اور اس کے سنت ثابت کرنے پر جو سوالات اٹھائے جاتے ہیں وہ دم توڑ جاتے ہیں۔ ذکر کی دو حیثیتیں ہیں (۱)۔ بطور عبادت اس کی نہ کوئی حد ہے نہ کوئی حساب نہ اس کی کوئی مخصوص ہیئت ہے مطلق ذکر اللہ کی ترغیب وفضیلت قرآن وحدیث سے ثابت ہے اس پر تو کسی کو اعتراض ہونا ہی نا چاہیے۔ فرمایا ترجمہ:۔ وہ لوگ جو ذکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا کھڑے کھڑے بیٹھے بیٹھے اور پہلوؤں کے بل (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۹۱)۔ اپنی زبان کو ذکر الٰہی سے تروتازہ رکھنا محمود ومحبوب عمل ہے۔ (۲)۔ ذکر کی دوسری حیثیت بطورعلاج اس میں حد بندی (مخصوص تعداد) مخصوص طریقہ وہیئت کا تعلق طریقہ علاج اور تجربات سے ہے جیسا کہ اطباء (حکماء) نے امراض جسمانی کے علاج کیلئے مختلف تجرباتی نسخہ جات (ادویات) پر کتابیں لکھی ہیں ان جیسے ادویات کا سنت سے ثبوت کا سوال اٹھانا حماقت ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ نسخہ جات تجرباتی ہیں حکماء وڈاکٹرز کے تجربات کا حاصل (خلاصہ ونچوڑ) ہیں۔ ایسے ہی نفس کو اخلاق رذیلہ سے پاک کرنے کیلئے صوفیاء و

مشائخ کے اپنے اپنے مختلف تجربات (بطور علاج) پر بھی اعتراض کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے۔ البتہ ایک حقیقت بڑی واضح ہے کہ جسمانی امراض کے علاج کیلئے ڈاکٹر نیک ہو یا بد مسلمان ہو یا کافر خود صحت مند ہو یا مریض اس سے علاج کروانا قابل اعتراض نہیں ہوتا ہمیں اس کے تجربات اور مہارت کے پس منظر میں اس سے علاج کروانا ہوتا ہے لیکن روحانی امراض کے علاج کیلئے ایسے طبیب (صوفی وشیخ) سے ہی علاج کروایا جاسکتا ہے جو خود کفر وشرک جیسے ناقابل معافی جرم سے دور ہو۔ عقائد صحیحہ کا حامل ہو بقیہ اخلاق رذیلہ سے بچنے کا خود سے اہتمام کرتا ہو بلکہ صاحب تقویٰ ہو۔ شکل وصورت اور ہر طرح کے معاملات میں متبع سنت ہو۔ جو خود نے ہی خلاف شریعت زندگی گزارتا ہو وہ دوسروں کی اصلاح خاک کرے گا۔ تواضع، عاجزی وانکساری کا مزاج رکھتا ہو اور دنیوی پرعیش زندگی اور حبّ جاہ و مال سے پرہیز رکھتا ہو تبھی اس کی عملی زندگی کے صالح اثرات زیر علاج مریضوں (مریدین) پر پڑ سکتے ہیں۔ آج کل تزکیہ نفس کے اصل مقاصد پر توجہ کی بجائے محض ذکر اللہ اور تسبیحات کے بتلانے پر اکتفاء کرکے بقیہ معاملات وحقائق کو نظر انداز کردیا جاتا ہے۔ نام نہاد صوفیوں اور عرفی مشائخ کی زندگیاں متضاد فکر وعمل کی چغلیاں کھا رہی ہوتی ہیں۔ دلوں کا حال تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ لیکن ظاہری حقائق تزکیہ نفس کے برعکس نظر آتے ہیں کسی ماہر ڈاکٹر یا حکیم سے علاج کروانے کے بعد مریض کی جسمانی حالت میں اگر تبدیلی یا صحت کے آثار نظر نہ آنے لگیں تو سمجھو کہ علاج درست نہیں ہوسکا یا مرض کی تشخیص اور علاج دونوں میں غلطی واقع ہوئی ہے۔ اسی طرح کسی اللہ والے سے طویل صحبت اور روحانی علاج کے بعد ان کے مرید کی زندگی میں عقائد واعمال صالح میں کوئی تبدیلی نظر نہ آئے معاملات میں صفائی کا علم تک نہ ہو حب مال وحب جاہ کی مرض نیز عجب اور ریاکاری، حسد، غیبت نمود ونمائش اور حصول شہرت کی مہلک امراض روحانیہ میں کوئی کمی محسوس نہ ہوئی تو دوسری طرف شیخ طریقت کا بھی یہ حال ہو کہ اشتہاروں پر غیر واقعی اور عجب آمیز القابات پر نکیر (گرفت) کی بجائے خاموش رضا مندی ظاہر کرے اور اپنے زیر اصلاح مریدین کی ظاہری خلاف شریعت معاملات پر بھی مصلحت کے نام پر چپ کی پالیسی اختیار کرے وہ شیخ طریقت خود محل نظر ہوتا ہے۔ عیش وعشرت کے جملہ لوازمات میں ہمہ تن منہمک انسان دوسروں کو سادگی اور اتباع سنت کا سبق دیتے ہوئے اگر خود شرم محسوس نہ بھی کرے تو تب بھی اس کی متضاد عملی زندگی کا منفی اثر تو لازمی ہوگا۔ ویسے عقیدت ومحبت میں فنا جاہل متعلقین پر بظاہر اگر صالح اثرات نظر آنے لگیں مگر وہ بدعمل شیخ خود تو گرفت اور

مواخذہ میں آئے گا (ممکن ہے متعلقین کے جھگڑے میں وقتی طور پر اس کا یہ احساس مر چکا ہو) بہر حال بیعت علی الاعمال (عقیدہ اصلاح کے بعد) کا مقصد تزکیہ نفس ہے۔ حصول خلافت یا عرفی شہرت نہیں (جس کا رواج آج غالب ہو چکا ہے) اور یاد رکھیئے کہ چاہے ایک شخص کو دس مشائخ سے خلافت کا اعزاز حاصل ہو جائے یہ کوئی سند ولایت نہیں یہ محض اعتماد ہے (کوئی نبوت نہیں کہ جس کا انتخاب ہر طرح کی غلطی اور خطا کے احتمال سے خالی ہوتا تھا) بلکہ اُلٹا روحانی لحاظ سے زیادہ خطرے کی بات ہے۔ آج پہلے اولیاء اللہ کے برعکس نوجوان بلکہ نااہل اولاد جن کی اصلاح تو دور کی بات ہے بس قرابت ہونا ہی معیار صلاحیت ولایت ٹھہرا ہوا ہے۔ روحانی خلافت کے مستحق بنے ہوئے ہیں اس کے اثرات فاسدہ ہر جگہ دیکھے جاسکتے ہیں (الا ما شاء اللہ) ۔ زیر اصلاح بلکہ خلافت یافتہ مجازین پر اخلاقیات اور خاص طور پر معاملاتی (لین دین ودیگر معاشرتی) پہلوؤں پر گرفت نہ ہونے کے برابر ہے ۔صوفیاء کے صحبت یافتہ اکثر لوگوں کے کاروباری معاملات سودی اکاؤنٹس میں، لوگوں کے حق پہ ڈاکہ زنی خاندانی جائیدادوں پر ہاتھ صاف کرتے ہوئے ان کے مراقبہ جات اور روحانی مراتب میں ذرا فرق نہیں پڑتا ۔ جب پیٹ میں رزق حرام کا جائے گا تو روحانی اصلاح اور تقویٰ نام کی کوئی حقیقت کیسے صالح اثرات دکھا سکے گی ۔ یاد رکھنا چاہیے کہ تزکیہ نفس اور اعمال صالح پر بیعت سے انکار محض ضد اور ضد ہی کہی جاسکتی ہے یہ ایسے ہے جیسے جسمانی امراض کے علاج کا سرے سے ہی انکار کرنا۔ مگر تزکیہ نفس، عقائد کی اصلاح سے شروع ہوکر اخلاق حسنہ کی ہمہ جہتی تربیت وعمل پر ختم ہوتا ہے۔ اس لئے کسی بھی سلسلہ کے شیخ طریقت کو ذاتی وجاہت اور القابات کی تشہیر سے بچتے ہوئے اپنے سے اصلاحی تعلق رکھنے والوں کے اخلاق اور معاملات کی اصلاح میں شرعی حقائق کے مطابق اپنا کردار ادا کرنا چاہئے ورنہ روزِ محشر سب سے زیادہ گرفت اور مواخذہ اسی مصلح پر ہوگا جس نے ان حقائق سے دانستہ اس واسطے آنکھیں چرائیں کہ یہ مرید کہیں خفاء ہوکر قطع تعلق نہ کرلیں اور نذرانوں (ہدایا) میں کمی واقع ہوجائے ۔ اللہ پاک ایسی پست فکری کی بجائے خودداری کے ساتھ بے لوث جذبہ اصلاح نصیب فرمائے ۔آمین!

الْتِّجَارَةِ ۗ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ⑪ ع ۲ / ۱۲

تجارت سے اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ

جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں

يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ①

اور اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپ اس کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافق جھوٹے ہیں۔

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ اِنَّهُمْ سَآءَ

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے پھر (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں بے شک کیسا برا

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ② ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى

کام ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ یہ اس لیے کہ وہ ایمان لائے پھر منکر ہو گئے پس ان کے

قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ③ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ۗ

دلوں پر مہر کر دی گئی ہے پس وہ نہیں سمجھتے۔ اور جب آپ ان کو دیکھیں تو آپ کو ان کے ڈیل ڈول اچھے

وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۗ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۗ

لگیں اور اگر وہ بات کریں تو آپ انکی بات سن لیں گویا کہ وہ دیوار سے لگی ہوئی لکڑیاں ہیں وہ ہر آواز کو

يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۗ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۗ قٰتَلَهُمُ

اپنے ہی اوپر خیال کرتے ہیں وہی دشمن ہیں پس ان سے ہوشیار رہیے اللہ انہیں غارت

اللّٰهُ ۖ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ④ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ

کرے کہاں وہ بہکے جا رہے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ تمہارے لیے رسول اللہ مغفرت طلب کریں تو

اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ⑤

اپنے سر پھیر لیتے ہیں اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ رکتے ہیں ایسے حال میں کہ وہ تکبر کرنے والے ہیں۔

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۱۔ مدینہ منورہ میں تجارتی قافلہ کی آمد پر لوگوں (صحابہ کرامؓ) سے نادانستہ وسہواً جلدی بازی کا نوٹس لیتے ہوئے (آئندہ اس طرح کی جلد بازی سے بچنے) تاکیدی نصیحت آمیز تنبیہ کا ذکرِ خاص۔

سورۃ المنافقون

۱۔ اک واقعۂ خاص کے پسِ منظر میں منافقین کی بارگاہِ رسالت میں دروغ گوئی (جھوٹ بولنے کا پردہ چاک کرتے ہوئے) ان کے نفاق (اعتقادی وعملی) پر خدائی مہرِ تصدیق کا تنبیہاتی ذکر۔

۲۔ منافقین کی راہِ حق میں روک تھام کرنے کی مذموم سرگرمیوں اور قسموں کے ذریعہ اپنی دُنیوی زندگی بہتر بنانے کی خام خیالی کا مذمتی اظہار۔

۳۔ مسلسل کفر ونفاق کے نتیجہ میں ان پر باطنی مضر اثرات (قبولِ حق کی صلاحیت ہی سلب کرلی گئی) کا تنبیہاتی ذکر۔

۴۔ منافقین کی ظاہری وجاہت (اور معاشرتی ڈھب میں بظاہر مہذب نظر آنے) کے باوجود باطنی طور پر کھوکھلا ہونے اور پرلے درجے کے بزدل ہونے کا طنز آمیز مذمتی ذکر اور ان کی اسلام دشمنی کے پسِ منظر میں خُدائی پھٹکار کا بھی اظہار۔

۵۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منافقین کی منفی سرگرمیوں کے باوجود ان کے لیے خاتم الانبیاء ﷺ سے دعائے استغفار کے مشورہ پر ان کے اعراض و غرور کا مذمتی ذکر۔

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانِ عَشَرَةَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَ

جو مخلوقات آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اسی کی حکومت ہے اور

لَهُ الْحَمْدُ ۖ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی نے تو تمہیں پیدا کیا ہے

فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ②

پھر کوئی تم میں سے کافر ہے اور کوئی مومن اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ

اسی نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے اور تمہاری صورت بنائی پھر تمہاری صورتیں اچھی بنائیں

وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ

اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جانتا ہے

مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④

جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور اللہ ہی سینوں کے بھید جانتا ہے۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ

کیا تمہارے ہاں ان کی خبر نہیں پہنچی جو اس سے پہلے منکر ہوئے پس انہوں نے اپنے کام کا وبال چکھا

اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑤ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ

اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہ اس لیے کہ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلیلیں لے کر

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا

آتے تھے تو وہ کہا کرتے تھے کہ کیا آدمی ہم کو راہ دکھائیں گے پس انہوں نے انکار کیا اور منہ موڑ لیا اور

وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ⑥ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ

اللہ نے پروا نہ کی اور اللہ بے نیاز تعریف کیا ہوا ہے۔ کافروں نے سمجھ لیا کہ قبروں سے اٹھائے نہ جائیں

خلاصہ مضمون آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ التغابن

۱۔ آسمان و زمین کی ہر شے کی تسبیح خاص کا توحیدی اعتقاد سے صفاتِ عظیمہ کے ذریعۂ ہیبت بیان۔

۲۔ انسانی تخلیقِ خاص کا احسانی اظہار اور اس کی نافرمانی و اطاعت کے متعلق حقیقت آمیز اظہار۔

۳۔ آسمان و زمین کی تخلیقِ عظیم اور بطورِ خاص انسانوں کے خوبصورت تخلیقی شاہکار کا فکر انگیز ذکر۔

۴۔ خدائی احاطۂ علم کی ہمہ جہتی (ہر پہلو کے اعتبار سے) حقیقت کا اعتقادی بیان۔

۵تا۶۔ طاقتور اقوامِ سابقہ کی ہلاکت اور اس کے خاص پسِ منظر کا عبرت آمیز تنبیہی اظہار۔

لَّن يُبْعَثُوا ۚ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ

گے کہہ دو کیوں نہیں مجھے اپنے رب کی قسم ہے ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تمہیں بتلایا جائے گا جو کچھ تم نے

وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي

کیا تھا اور یہ بات اللہ پر آسان ہے۔ پس اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس نور پر جو ہم نے

أَنزَلْنَا ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝٨ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ

نازل کیا ہے اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے۔ جس دن تمہیں جمع ہونے کے دن جمع کرے گا وہ

ذَٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۗ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكَفِّرْ

دن ہار جیت کا ہے اور جو کوئی اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے اللہ اس سے اس کی برائیاں دور کر

عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

دے گا اور اسے بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی ان میں

خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝٩ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور جنہوں نے انکار کیا

وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ وَبِئْسَ

اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ

الْمَصِيرُ ۝١٠ ع ۱ ۱۵ مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَمَن

بری جگہ ہے۔ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی مصیبت بھی نہیں آتی اور جو

يُؤْمِن بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝١١ وَأَطِيعُوا

اللہ پر ایمان رکھتا ہے وہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ ہر چیز جاننے والا ہے۔ اور اللہ

اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۚ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ

اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو پھر اگر تم نے منہ موڑ لیا تو ہمارے رسول پر بھی صرف کھول کر ہی

الْمُبِينُ ۝١٢ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝١٣

پہنچا دینا ہے۔ اللہ ہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ ہی پر ایمانداروں کو بھروسہ رکھنا چاہیے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ

اے ایمان والو بے شک تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن بھی ہیں

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۷۔ عقیدہ آخرت کے متعلق منکرین کی بداعتقادی وگمراہ فکری کا حقیقت آمیز جوابی بیان۔

۸۔ وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اللہ ورسولؐ اور قرآن مقدس پر ایمان لانے کا زوردار حکم۔

۹ تا ۱۰۔ روزِ قیامت انسانوں کی فیصلہ کن کامیابی وناکامی کیلئے اجتماعی پیشی کا تنبیہاتی ذکر اور مومنین وکفار کے الگ الگ نتائج خیر و بد کا ترغیبی (شوق دلانے) وترہیبی (ڈرانے کے لیے) اظہار وبیان۔

۱۱۔ مصائب وتکالیف آنے کی مخفی حقیقت کا حکمت آمیز اعتقادی اظہار اور ایمان وہدایت کی طرف رغبت رکھنے والوں پر خدائی عنایت (کہ ایسے انسان کو قلبی محبتِ ہدایت عطا فرما دیتا ہے) کا احسانی اظہار۔

۱۲۔ اطاعتِ خدا اور رسولؐ کا تاکیدی حکم، اعراض کی صورت میں آپ ﷺ کے تبلیغی فرض منصبی کی اصولی درجہ میں وضاحت کا ذکر۔

۱۳۔ توحیدِ برحق کا اعتقادی اظہار اور مومنین کو بہر صورت خدائے لم یزل کی نصرت پر بھروسہ رکھنے کا ناصحانہ ذکر۔

خلاصہ مفہوم آیات بہ مطابق آیت نمبر

۱۴۔ اہلِ ایمان کو اپنی ازواج واولاد کی (نتائج کے اعتبار سے) دشمنی سے خبردار کرتے ہوئے ان سے میانہ روی کے ساتھ معاملات نبھانے اور قابلِ معافی امور پر عفو ودرگذر کی پالیسی اپنانے کی شفقانہ تنبیہی نصیحت کا ذکر۔

۱۵۔ مال واولاد کو بھی اکثر فتنہ کا باعث قرار دیتے ہوئے ان کا رُخ امور آخرت کی طرف موڑ کر عند اللہ اجرِ عظیم حاصل کرنے کی ناصحانہ ترغیب کا ذکر۔

۱۶۔ ممکنہ حد تک تقویٰ اختیار کرتے ہوئے احکامِ الٰہی کو بجا لانے اور زیادہ سے زیادہ راہِ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب، نیز بخل (کنجوسی) سے دور رہنے پر خدائی رضا مندی اور فلاح کا پُرمسرت اظہار۔

۱۷تا۱۸۔ راہِ خدا میں انفاق (خرچ کرنے) کو قرضِ حسنہ کی طرح واجب الادا (لازماً واپس لوٹانے) قرار دیتے ہوئے آخرت میں بے حساب اجرِ عظیم عطا کرنے اور مغفرت وبخشش کا شہنشاہی وعدہ نیز خدائی صفاتِ عظیمہ کا اعتقادی ذکر۔

سورۃ الطلاق

۱تا۳۔ خاتم الانبیاء ﷺ کے توسط سے امت کے لیے مسائل طلاق کے حوالہ سے قدرے اجمال سے بعض صورتوں کے متعلق ہدایات واحکام کا تاکیدی اظہار و بیان (عائلی قوانینِ شرعیہ کا بیان)۔

فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
سو ان سے بچتے رہو اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ بھی بخشنے والا نہایت
رَّحِیْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ
رحم والا ہے۔ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لیے محض آزمائش ہیں اور اللہ کے پاس تو
عَظِیْمٌ ﴿۱۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا وَاَنْفِقُوْا
بڑا اجر ہے۔ پس جہاں تک تم سے ہوسکے اللہ سے ڈرو اور سنو اور حکم مانو اور اپنے بھلے کے لیے خرچ کرو
خَیْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾
اور جو شخص اپنے دل کے لالچ سے محفوظ رکھا گیا سو وہی فلاح بھی پانے والے ہیں۔
اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ
اگر تم اللہ کو نیک قرض دو تو وہ اسے تمہارے لیے دگنا کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑا
شَكُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۸﴾ ع ۲ ۱۶
قدردان حلم والا ہے۔ سب چھپی اور کھلی کا جاننے والا غالب حکمت والا ہے۔

سورۃ الطلاق مدنیۃ وھی ... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اثنتا عشرۃ آیۃ فیھا رکوعان

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا
اے نبی جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے موقع پر طلاق دو اور عدت گنتے
الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِهِنَّ وَلَا
رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو جو تمہارا رب ہے نہ تم ہی ان کو ان کے گھروں سے نکالو اور نہ
یَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ
وہ خود ہی نکلیں مگر جب کھلم کھلا کوئی بے حیائی کا کام کریں اور یہ اللہ کی حدیں ہیں
اللّٰهِ ۭ وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِیْ
اور جو اللہ کی حدوں سے بڑھا تو اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا آپ کو کیا معلوم
لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ﴿۱﴾ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ
کہ شاید اللہ اس کے بعد اور کوئی نئی بات پیدا کر دے۔ پس جب وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں

فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ

تو انہیں دستور سے رکھ لو یا انہیں دستور سے چھوڑ دو اور دو معتبر آدمی اپنے میں سے گواہ

عَدْلٍ مِّنكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ

کر لو اور اللہ کے لیے گواہی پوری دو یہ نصیحت کی باتیں انہیں سمجھائی جاتی ہیں جو

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ

اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے نجات کی صورت نکال

مَخْرَجًا ۝٢ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَن يَتَوَكَّلْ

دیتا ہے۔ اور اسے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے

عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ

سو وہی اس کو کافی ہے بے شک اللہ اپنا حکم پورا کرنے والا ہے اللہ نے ہر چیز کے لیے

شَيْءٍ قَدْرًا ۝٣ وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ

ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے۔ اور تمہاری عورتوں میں سے جن کو حیض کی امید نہیں رہی ہے اگر

ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ ۚ وَأُولَاتُ

تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہیں اور ان کی بھی جنہیں ابھی حیض نہیں آیا اور

الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل

حمل والیوں کی عدت ان کے بچہ جننے تک ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے

لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ۝٤ ذَٰلِكَ أَمْرُ اللَّهِ أَنزَلَهُ إِلَيْكُمْ ۚ وَمَن يَتَّقِ

وہ اس کے کام آسان کر دیتا ہے۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اور جو اللہ سے

اللَّهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا ۝٥ أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ

ڈرتا ہے وہ اس سے اس کی برائیاں دور کر دیتا ہے اور اسے بڑا اجر بھی دیتا ہے۔ طلاق دی ہوئی عورتوں کو

حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا

وہیں رکھو جہاں تم اپنے مقدور کے موافق رہتے ہو اور انہیں ایذا نہ دو انہیں تنگ کرنے

عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ

کے لیے اور اگر وہ حاملہ ہوں تو انہیں نان ونفقہ دو جب تک

خلاصہ مفہوم آیات بہ طابق آیت نمبر

۴ تا ۷۔ عمر رسیدہ عورتوں، کم سن عورتوں و حاملہ عورتوں کی عدت اور مسئلہ رضاعت کے متعلق احکامات ونصائح کے جامع ہدایت نامہ کا اظہار و بیان۔

اسلام کا نظامِ طلاق (ازدواجی نظام کے احسن اختتام کا قانونی جواز)

(زیرِ مطالعہ سورۃ الطلاق آیت نمبر۱)

عارضی انسانی زندگی نشیب وفراز/تبدیلیٔ حالات اور طبعی ومزاجی اُتار چڑھاؤ سے عبارت ہے انسان ہی نہیں ہر جاندار میں (بلکہ بظاہر غیر جاندار اشیاء بھی) صنفی امتیاز (تقسیم کا) نظامِ فطرت کے عین اصولوں کے مطابق تجویز کیا گیا ہے انسانی نظامِ زندگی کے لازمی دو پہیے مرد وزن ہیں ان میں سے کسی ایک کا سفر تنہا گزارنا یا اس سے انکار کرنا خدائی نظامِ فطرت سے بغاوت کے زمرے میں آتا ہے۔ جیسے دنیوی زندگی میں امیری وغریبی صحت وبیماری اور دیگر حقائق ایک مشاہداتی امر ہیں ایسے ہی مرد وعورت میں طبعی اور فکری لحاظ سے فرق بھی ایک فطری حقیقت ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ قوانین فطرت کی بنیاد بھی ضروریات کے پس منظر میں رکھی گئی ہے۔ اور قوانین ہمیشہ اکثریت کے قاعدے اور عادت عمومی کے تحت تشکیل دیے جاتے ہیں۔ کہیں اگر اس کے خلاف مظاہرہ دیکھنے میں آتا ہے تو اسے خلاف عادت قرار دیا (سمجھا) جاتا ہے۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ مرد وعورت کے باہمی مزاج وطبیعت میں مکمل یکسانیت پائی جائے ورنہ جو فطرتی وطبعی فرق ہے وہ لازماً برقرار رہتا ہے مگر پھر بھی (بہرحال زندگی کے) ان حقائق کا سامنا حالات سے سمجھوتہ کر کے ہی کیا جاسکتا ہے۔ یہ دنیا جنت نہیں کہ یہاں کوئی کانٹا بھی نہ چبھے اور ہر وقت ہر لمحہ ہماری مرضی وچاہت کے مطابق خوش اسلوبی سے گزرتا جائے۔ ایسا یہاں ناممکن ہے یہ دنیوی زندگی دارالتکلیف کہلاتی ہے اور اخروی زندگی (خدا کرے) دارالراحت (والسکون) بن جائے۔ یہ نقطہ نظر جس کے پلے پڑ گیا وہ مرد وعورت دنیوی زندگی کے نشیب وفراز کے مشکل دریا کو کسی نہ کسی طرح عبور کر جائیں گے بصورت دیگر جتنے بھی گھر تبدیل کرتے رہیں سخت ذہنی ڈپریشن کا شکار ہو کر بس غمِ زندگی کا شکوہ ہی کرتے دکھائی دیں گے (یہ تو ایک انتہائی اہم معرفت وحقیقت آمیز ناصحانہ تلقین کی بات درمیان میں آ گئی جو بیان کر دی گئی)۔ اسلام نے دیگر مذاہب (باطل) سے ہٹ کر مرد وزن کو باہمی ازدواجی نظام کے خوش اسلوبی

سے گزارنے کے لئے واضح راہنما اصولوں سے آگاہ کیا ہے۔ تاہم خدانخواستہ کسی باہمی خلفشار کے باعث اختلافی صورتحال میں ثالثی نظام (صلح کرانے کیلئے) کو درمیان میں لانے (آزمانے) کا تاکیدی مشورہ دیا گیا ہے۔ ہرصورت کوشش کی گئی ہے کہ اختلافات کے خاتمہ اور غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے خاندان کے بڑے ممکنہ حدتک مخلصانہ کوشش کریں تاکہ نکاح کا بندھن ٹوٹنے نہ پائے اور ازدواجی اعتماد کا رشتہ بحال ہوجائے۔ مرد پر زور دیا گیا ہے کہ عورت کے ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہونے کے باعث اس کا فطرتی ٹیڑھا پن تو مکمل ختم ہونا بہت مشکل ہے اس لئے ممکنہ حدتک اس کے طبعی امور کی جائز رعایت کرتے ہوئے اس سے گزارہ کیا جائے اگر اس کی جگہ دوسری عورت لانے کا فیصلہ کر بھی لیا گیا تو وہ آنے والی بھی آخر فطرتاً عورت ہی ہوگی۔ کہاں لکھا ہے کہ وہ بہار بن کر آئے گی عورت کو بھی اسی نصیحت کی تلقین کی گئی کہ پہلے گھر کی بربادی کے بعد دوسرے گھر کی آبادی میں تم نے کون سے اپنے مقدر پڑھ لیے ہیں کہ اگلا خاوند تمہارے لیے جنت جیسی سہولیات مہیا کرے گا۔ کیوں نہ صبر وحلم سے اسی گھر میں (اگر کوئی تکلیف بھی ہے) گزارہ کرلیا جائے اولاد ہونیکی صورت میں تو اور بھی زیادہ ضروری ہوجاتا ہے کہ پہلے گھر کو ہی ترجیح دی جائے لیکن اگر صورتحال ایسی ہوجائے کہ بظاہر تمام تر ثالثی کوششیں ناکام ٹھہریں، ایسے میں اسلام نے خاوند بیوی کو مہذب طریقہ سے ایک دوسرے کو الوداع کہنے کا (کرنے کا) سلیقہ عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام ''طلاق'' ہے اللہ پاک نے سورۃ البقرہ کے ایک رکوع اور سورۃ الطلاق میں مستقل عنوان سے اسی اختلافی حقیقت کو طے کرنے اور ناگزیر صورتحال میں نظام طلاق کے قانونی جواز کے احکام مرتب فرمادیے ہیں جس میں عورت کے جملہ حقوق کا مکمل تحفظ موجود ہے۔ اور خاوند کو بھی ہر طرح کی زیادتی سے بچایا گیا ہے۔ اب اسلام کی تلقین یہ ہے کہ اگر عورت کو طلاق دینا ناگزیر مجبوری ہی ٹھہری ہے تو فقط ایک طلاق اور وہ بھی عورت کے حالتِ طُہر میں (ایام حیض سے ہٹ کر) دی جائے۔ ممکن ہے کہ دونوں میں سے کسی کی عقل ٹھکانے پر آجائے اور رجوع کرنا آسان رہے (دوران عدت)۔ لیکن ہمارے ہاں عموماً باہمی بدزبانی اور بدکلامی

کے نتیجہ میں غصے سے تین طلاقیں دینے کا عام طریقہ رائج ہو چکا ہے۔ جو سخت ترین ناپسندیدہ اور عنداللہ ناراضگی کا باعث ہے (اور ایسا انسان سخت گنہگار ہوتا ہے) مگر سوال یہ ہے کہ شرعی احسن طریقہ کو چھوڑ کر کوئی غصے سے اکٹھی تین طلاقیں ہی دے دے تو کیا وہ تین ہی ہوتی ہیں یا ایک۔ اس وقت یہ وبا عام ہوگئی ہے کہ لوگ تین طلاقیں دے کر علماء سے فتویٰ مانگ رہے ہوتے ہیں کہ غصے میں آ کر تین دفعہ طلاق، طلاق، طلاق دے بیٹھا ہوں اب اس کی کوئی صورت نکالیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ طلاق ان چیزوں میں سے ہے کہ کوئی ہنسی مزاح میں بھی بیوی کو (لاڈ میں بھی) دے دے تو شریعت میں وہ طلاق شمار کی جاتی ہے تو غصے میں طلاق کو کیسے پیار کا جملہ سمجھ لیا جائے۔ ایسے میں لوگ اپنے مسلک کے برعکس سہولت کاری کی راہ تلاش کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ عام فہم بات ہے کہ شریعت مطہرہ میں جتنے گناہ ہیں ان سے روکا گیا ہے کہ ان کا ارتکاب ہرگز نہ کیا جائے لیکن اگر کوئی کرے تو وہ گناہ ہی کہلاتا ہے نیکی تو نہیں بن سکتا۔ آپ نے کسی کا ہاتھ توڑا ہے تو اس پر سزا تو ملے گی آپ کہیں جی غصے میں غلطی ہوگئی ہے تو جج کیا اسے اس دلیل پر چھوڑ دے گا؟ ہرگز نہیں ایسے ہی کوئی اکٹھی تین طلاقیں دے دے تو یہ گناہ ہے قابل مواخذہ امر ہے مگر اسے اس واسطے کیسے معافی مل سکتی ہے کہ جی غلطی سے اور غصے میں ایسا کر گیا ہوں یہ دلیل اگر قبول کر لی جائے تو پھر ہر گناہ ناقابل سزا ٹھہر جائے۔ رہا یہ سوال کہ تین کو ایک سمجھ کر قابل رجوع قرار دے دیا جائے تو یہ خلاف نقل (شرعی حکم) اور عقل ہر دو طرح ہے۔ کبھی دنیا میں تین کو ایک کہتے ہوئے سنا گیا ہے؟ ایک، ایک ہوتا ہے اور دو، دو کہلاتے ہیں ایک نہیں۔ تو تین بھی تین ہوتے ہیں ایک کیسے بن گیا؟ جیسے چار یا پانچ کو آپ ایک یا دو نہیں کہہ سکتے، شریعت میں بھی اسی قانون کو عملاً ہر پہلو میں اسی حقیقت سے رائج کیا گیا ہے (طلاق میں اسی قانونی حقیقت کو نافذ کیا گیا ہے)۔ رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ دور میں کبھی کبھار ایسی صورتحال پیش آ جاتی تھی کہ طلاق دینے والا اگر یہ کہہ دیتا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے طلاق تو فقط ایک ہی دی ہے دوسری اور تیسری طلاق پہلی طلاق ہی کی تاکید کے لئے دی ہے۔ جیسے حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی اور کہا

کہ میں نے ایک طلاق کا ارادہ کیا ہے۔ اسی پر آپ ﷺ نے انکو قسم دیکر پوچھا ﴿واللہ ما اردت الا واحدۃ فقال رکانۃ رضی اللہ عنہ واللہ ما اردت الا واحدۃ فردھا الیہ رسول اللہ ﷺ ﴾ (ابوداؤد ص ۳۰۰، مشکوٰۃ ص ۲۸۴)۔ خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں اسی طرز عمل کا نفاذ رہا جب خلیفہ ثانی حضرت سیدنا عمر رضی اللہ کا دور آیا تو انہوں نے اس طرزِ عمل میں اس خطرے کو بھانپ لیا کہ آنے والے دور میں لوگ اس طرح کی طلاق کو مذاق نہ بنالیں (بلکہ ڈھال کے طور پر استعمال نہ شروع کردیں) تو اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سمیت سب کے (جملہ طور پر) اجماع سے یہ حکم نافذ فرمادیا کہ آئندہ اگر کسی نے اکٹھی تین طلاقیں دیں تو تین ہی شمار کی جائیں گی ایک نہیں سمجھی جائے گی۔ کتنی بڑی بے ادبی اور بے باکی ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نافذ کردہ قانون ہے جو حجت اور قابل تسلیم نہیں تو وہ شخص کیسے اہل السنت والجماعت کہلاسکتا ہے؟ جملہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو قرآن کریم میں ﴿اولئک ھم الراشدون﴾ کہا گیا ہے انہیں معیار ایمان قرار دیا گیا ہے۔ ترجمہ: پس اگر یہ لوگ اسی طرح کا ایمان لے آئیں جس طرح کا تم لائے ہو تو یقیناً ہدایت پاگئے۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۳۷)۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین معیارِ ایمان ہوں ان کے اجماعی فیصلے معیارِ عمل نہ سمجھے جائیں (استغفر اللہ) اور وہ فیصلے بھی خاص طور پر خلفائے راشدین کے ہوں جن کے متعلق خاتم الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا ﴿علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین﴾ ترجمہ: تم پر میرے طریقے اور خلفاء راشدین کے طریقہ کی اتباع لازم ہے۔ بہرحال نقل اور عقل ہر دو لحاظ سے اب تک ہر دور میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تابعین، ائمہ اربعہ کے ہاں متفقہ طور پر یہی فیصلہ نافذ العمل چلا آرہا ہے کہ تین طلاقین تین ہی نافذ العمل قرار دی جائیں گی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجماع صحابہ کی صورت میں فیصلے پر کسی طرح کے تحفظات کے اظہار کا مطلب دین کی پوری اس حقیقت پر عدم اعتماد ہے جو خلفاء راشدین اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے۔ دوسرا

مطلب یہ بھی ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین اس مسئلے کی نزاکت اور اہمیت کا ادراک نہ کر سکے جو آج کے کسی شخص پر منکشف ہو رہی ہے۔ تیسرا اس فیصلے کے عدم قبولیت پر جو سب سے خطرناک منفی ردِعمل کا ظہور ہوتا ہے وہ یہ کہ ہم خدانخواستہ یہ فرض کریں گے کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین (معاذ اللہ) کسی گمراہی کے فیصلے پر جمع ہو گئے تھے ان تین منفی رجحانات کے علاوہ کیا مثبت توجیہ کی جا سکتی ہے؟ جو عام طور پر روایت پیش کی جاتی ہے وہ عمل کے اعتبار سے سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حتیٰ کہ خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے موجود تھی۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنے بڑے عظیم خلیفہ برحق سمیت سب ہی غلط فیصلے پر متفق ہو گئے تھے اور آج بعد کے لوگ اس کی اصلاح کا (معاذ اللہ) فریضہ سرانجام دے رہے ہیں؟ ۱۳۹۷ھ میں سعودی عرب کی مجلس ہیئت کبار علماء کے سامنے طلاقات ثلاث بلفظِ واحد کا مسئلہ پیش ہوا اور مسلسل چھ ماہ تک یہ زیر بحث رہا انتہائی محنت وعرق ریزی کے ساتھ اس مسئلے سے متعلق قرآن وحدیث کی نصوص کے علاوہ تفسیر وحدیث کی سنتالیس کتابیں کھنگالنے اور سیر حاصل بحث کرنے کے بعد کمیٹی کی اکثریت نے واضح الفاظ میں یہ فیصلہ دیا کہ ایک لفظ سے دی گئی تین طلاقیں بھی تین ہی ہیں اگرچہ تین کی نیت بھی نہ ہو۔ رُجوع یا نکاح کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی اِلا یہ کہ وہ عورت حلالہ کی صورت اختیار کرے۔ مجلہ بحوث الاسلامیہ ۱۳۹۷ھ۔ یہ ضمناً اہمیت کی گزارشات آگئیں جن کا بیان اس واسطے بھی ضروری ہے کہ یہ وبا فتنہ کی شکل اختیار کر چکی ہے اور بہت سارے لوگ تین طلاقیں دینے کے بعد یہ سمجھتے ہوئے کہ تین ایک ہوتی ہیں رجوع کر لیتے ہیں اور یوں پوری زندگی ایک جُرمِ عظیم کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ اسلام نے نکاح کو عقد کے حکم میں لیا ہے اور خاوند بیوی دونوں کی رضامندی کو لازمی قرار دیا ہے لیکن طلاق کا حق فقط مرد کو دیا عورت کو نہیں۔ اس کی وجہ بڑی واضح ہے کہ عورت کو اگر طلاق دینے کا حق دے دیا جاتا تو کُل تین طلاقوں کا حق یومیہ بنیاد پر بھی کم پڑ جاتا۔ عورت ذات مرد کے مقابلہ میں بہت جذباتی ہوتی رہتی ہے چھوٹی چھوٹی بات پر مرد کو کہتی رہتی ہے کہ میری جگہ کوئی اور بیوی پسند

کرلو اور مجھے طلاق دے دو۔ اگر طلاق دینے کا اختیار عورت کو ہوتا تو یومیہ طلاقوں کی تعداد اور نوبت بھی دس سے زائد مرتبہ پیش آتی رہتی اور یورپ و مغربی ملکوں کی طرح حال ہوتا کہ عورت کو موسم اور ملازمت کی طرح ایک بے اعتبار حقیقت کی طرح تسلیم کیا جاتا ہے کہ نہ جانے کس وقت اپنے شوہر کا ہاتھ جھٹک کر غیر پر مہربان ہو جائے۔ ممکن ہے کہ یہ سوال اٹھایا جائے کہ پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں جیسے مرد سب ایک جیسے نہیں ہوتے عورتیں بھی سب ایک جیسی نہیں ہوتیں تو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ طلاق کا اختیار مرد کو دینے کا فیصلہ کسی ایک شخصیت یا اسمبلی کا نہیں بلکہ خالق کائنات کا نافذ کردہ ہے۔ وہ انسانی فطرت اور نفسیات کو بہتر جانتا ہے کہ اس حق کو کون بہتر طریقہ سے استعمال کر سکتا ہے۔ دوسری یہ حقیقت بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ قانون بناتے ہوئے افراد کے انفرادی مزاج وطبیعت کو سامنے رکھ کر نہیں بنایا جاتا بلکہ اجتماعی سطح پر سب کے لئے تشکیل دیا جاتا ہے۔ تو اس میں یہ بحث فضول ہے کہ بعض عورتیں بڑی دانا اور حوصلہ مند ہوتی ہیں جب کہ بعض مرد بالکل برعکس مزاج کے ہوتے ہیں۔ اس کا فیصلہ الگ الگ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے کہ کون حوصلہ مند اور کون بے صبر اتھا لہذا قانون ہمیشہ اجتماعی طور پر تشکیل دیے جاتے ہیں۔ انفرادی سطح پر نہیں باقی انسانی نفسیات کے سارے ماہرین اس فطری حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ عورت مرد کے مقابلہ میں زیادہ جذباتی اور عاقبت نااندیش واقع ہوئی ہے۔ اور اللہ پاک نے تشکیل قانون کے وقت اسی فطرتی حقیقت کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ فرمایا کہ طلاق کا اختیار مرد کو ہوگا۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٨تا ١٠۔ خدائی نافرمانی کے حوالہ سے گذشتہ اقوام پر خدائی احتساب و گرفت کے عبرتی احوال سے خبردار کرتے ہوئے اگلی نسلوں کو عقلمندی سے ذکر و نصیحت کو قبول کرنے کا تاکیدی بیان۔

يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا

وہ وضع حمل کریں پس اگر پلائیں دودھ تمہارے لیے تو دو ان کو ان کی اجرت اور آپس میں

بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ﴿٦﴾

دستور کے مطابق مشورہ کرلو اور اگر تم آپس میں تنگی کرو تو اس کے لیے دوسری عورت دودھ پلائے گی۔

لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ ۖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ

وسعت والا اپنے مقدور کے موافق خرچ کرے اور اگر تنگ دست ہو تو جو کچھ اللہ نے اسے دیا ہے

فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ

اس میں سے خرچ کرے اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسی قدر جو اسے دے رکھا ہے

سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴿٧﴾ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ ع ١٧

عنقریب اللہ تنگی کے بعد آسانی کر دے گا۔ اور کتنی ہی بستیاں اپنے

عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا

رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرکش ہوگئیں پھر ہم نے بھی ان سے سخت حساب لیا اور

عَذَابًا نُكْرًا ﴿٨﴾ فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا

ان کو بری سزا دی۔ پس ان بستیوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کا انجام کار

خُسْرًا ﴿٩﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي

بربادی ہوئی۔ اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے پھر اے عقل والو اللہ سے ڈرتے رہو جو

مع الْأَلْبَابِ ۚ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿١٠﴾ رَسُولًا

ایمان لا چکے ہو بے شک اللہ نے تمہاری طرف نصیحت نازل کی ہے۔ یعنی ایک رسول

يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

جو تمہیں اللہ کی واضح آیتیں پڑھ کر سناتا ہے تاکہ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام بھی کیے انہیں

الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ

اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے جائے اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اس نے

صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

نیک کام بھی کیے تو اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی

أَبَدًا قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ﴿١١﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَ

وہ ان میں سدا رہیں گے اللہ نے اس کو بہت اچھی روزی دی ہے۔ اللہ ہی ہے جس نے سات آسمان پیدا

مِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ

کیے اور زمینیں بھی اتنی ہی ان میں حکم نازل ہوا کرتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿١٢﴾ ع ۲ / ۱۸

ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ نے ہر چیز کو علم سے احاطہ کر رکھا ہے۔

سُورَةُ التَّحْرِيمِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ آيَةً فِيهَا رُكُوعَانِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ

اے نبی آپ کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١﴾ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ

چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ اللہ نے تمہارے لیے اپنی قسموں کا توڑ دینا فرض کر دیا

وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿٢﴾ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ

ہے اور اللہ ہی تمہارا مالک ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور جب نبی نے چھپا کر اپنی

بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ

کسی بیوی سے ایک بات کہہ دی اور پھر جب اس بیوی نے وہ بات بتادی اور اللہ نے اس کو نبی پر ظاہر کر

عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ

دیا تو نبی نے اس میں سے کچھ بات جتلا دی اور کچھ ٹال دی پس جب پیغمبر نے اس کو وہ بات جتلا دی تو

مَنْ أَنْبَأَكَ هَٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ﴿٣﴾ إِنْ تَتُوبَا إِلَى

بولی آپ کو کس نے یہ بات بتا دی آپ نے فرمایا مجھے خدائے علیم وخبیر نے (یہ بات) بتلائی۔ اگر تم دونوں

اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ

اللہ کی جناب میں توبہ کرو تو (بہتر) ورنہ تمہارے دل تو مائل ہو ہی چکے ہیں اور اگر تم آپ کے خلاف ایک

مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ

دوسرے کی مدد کرو گی تو بے شک اللہ آپ کا مددگار ہے اور جبرائیل اور نیک بخت ایمان والے بھی اور سب فرشتے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۱۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی تبلیغ حق اور اسکے مقاصد حسنہ سمیت اہل ایمان کی اطاعت شعاری کے نتائج کا احسانی اظہار۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی تخلیق عظیم کا ذکر اور ان میں نزول احکام کا حکمت آمیز اظہار نیز خدائی احاطۂ علم کا اعتقادی بیان۔

سورۃ التحریم

۱ تا ۵۔ اک واقعۂ خاص کے پس منظر میں خاتم الانبیاء ﷺ کو حلت وحرمت کے حوالے سے بعض ناصحانہ ہدایات نیز امور خانہ داری کے متعلق امہات المؤمنین کو خاتم الانبیاء ﷺ کے اہل بیت ہونے کے ناطے پوری قدر دانی اور احترام وعظمت کو ملحوظ خاطر رکھنے کی تنبیہ خاص (اور بعض معاملات پر سرزنش) کا تاکیدی اظہار و بیان۔

ظَهِيرٌ ﴿٤﴾ عَسَىٰ رَبُّهُۥٓ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُۥٓ أَزْوَٰجًا خَيْرًا
اس کے بعد آپ کے حامی ہیں۔ اگر نبی تمہیں طلاق دے دے تو بہت جلد اس کا رب اس کے بدلے میں
مِّنكُنَّ مُسْلِمَٰتٍ مُّؤْمِنَٰتٍ قَٰنِتَٰتٍ تَٰٓئِبَٰتٍ عَٰبِدَٰتٍ سَٰٓئِحَٰتٍ
تم سے اچھی بیویاں دے دے گا فرمانبردار ایمان والیاں نمازی توبہ کرنے والی عبادت گزار روزہ دار
ثَيِّبَٰتٍ وَأَبْكَارًا ﴿٥﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ
بیوائیں اور کنواریاں۔ اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن
نَارًا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ
آدمی اور پتھر ہیں اس پر فرشتے سخت دل قوی ہیکل مقرر ہیں
لَّا يَعْصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿٦﴾ يَٰٓأَيُّهَا
وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ انہیں حکم دے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ اے
ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لَا تَعْتَذِرُوا۟ ٱلْيَوْمَ ۖ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧﴾ ع ۱۹
کافرو آج بہانے نہ بناؤ تمہیں وہی بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔
يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ تُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ
اے ایمان والو اللہ کے سامنے خالص توبہ کرو کچھ بعید نہیں کہ تمہارا رب تم سے تمہارے گناہ دور کر دے
أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا
اور تمہیں بہشتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی
ٱلْأَنْهَٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِى ٱللَّهُ ٱلنَّبِىَّ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَعَهُۥ ۖ نُورُهُمْ
جس دن اللہ اپنے نبی کو اور ان کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے رسوا نہیں کرے گا ان کا نور
يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَٰنِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَآ أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا
ان کے آگے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا وہ کہہ رہے ہوں گے اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارا نور
وَٱغْفِرْ لَنَآ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿٨﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ جَٰهِدِ
پورا کر اور ہمیں بخش دے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاد کر
ٱلْكُفَّارَ وَٱلْمُنَٰفِقِينَ وَٱغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ
اور ان پر سختی کر اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۶۔ ازواجِ مطہرات کو تنبیہِ خاص کے بعد جملہ مؤمنین کو بھی اپنے آپ اور گھر والوں کو اخروی ہولناکیوں اور وہاں کی صورتِ حال کو پیش نظر رکھنے کی تنبیہِ عام کا تاکیدی اور نصیحت آمیز بیان۔

۷۔ منکرینِ حق کو روزِ محشر اظہارِ معذرت پر سخت تنبیہی سرزنش کا عبرتی ذکر۔

۸۔ اہل ایمان کو ہر وقت ہر خدائی نافرمانی سے پختہ توبہ کر لینے کی ناصحانہ تاکید اور عملدر آمد پر دنیا و آخرت میں مؤمنین کے لیے خدائی اکرام و انعام خاص کا احسانی بیان۔

الْمَصِيرُ ۝٩ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوحٍ وَّ
بری جگہ ہے۔ اللہ کافروں کے لیے ایک مثال بیان کرتا ہے نوح اور
امْرَاَتَ لُوطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ
لوط کی بیوی کی وہ ہمارے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں پھر ان دونوں نے ان کی خیانت کی
فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ
سو وہ اللہ کے غضب سے بچانے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آئے اور کہا جائے گا دونوں دوزخ میں داخل
مَعَ الدّٰخِلِينَ ۝١٠ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ
ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ اور اللہ ایمان داروں کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کرتا
فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي (وقف لازم)
ہے جب اس نے کہا کہ اے میرے رب میرے لیے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور
مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ۝١١ وَمَرْيَمَ
اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالموں کی قوم سے نجات دے۔ اور مریم
ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِي اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُّوحِنَا
عمران کی بیٹی (کی مثال بیان کرتا ہے) جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا پھر ہم نے اس میں اپنی طرف سے
وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِينَ ۝١٢ ع ۲
روح پھونکی اور اس نے اپنے رب کی باتوں کو اور اس کی کتابوں کو سچ جانا اور وہ عبادت کرنے والوں میں سے تھی۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۹۔ آپ ﷺ کی حد درجہ نرمی اور تحمل مزاجی کے پسِ منظر میں کفار اور منافقین کے حوالے سے سخت پالیسی کے اظہار کا حکمی ذکر اور ان کے اخروی خطرناک انجام کا برہمی اظہار۔

۱۰۔ منافقین کے پسِ منظر میں گذشتہ دور کی دو خاص منافق عورتوں کے عبرتی انجام کا سبق آموز بیان۔

۱۱۔ ان کے برعکس دو پاکباز صالحات عورتوں کا انکے خاص حسنِ کردار کے پسِ منظر میں توصیفی اظہار و ترغیبی ذکر۔

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ ١

وہ ذات با برکت ہے جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ

جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ ٢ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ

اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے

مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ

تو رحمان کی اس صنعت میں کوئی خلل نہ دیکھے گا تو پھر نگاہ دوڑا کیا

تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ٣ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ

تجھے کوئی شگاف دکھائی دیتا ہے۔پھر دوبارہ نگاہ کر تیری طرف نگاہ ناکام لوٹ

الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ٤ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ

آئے گی اور وہ تھکی ہوئی ہوگی۔اور ہم نے دنیا کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا ہے اور ہم نے

وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ٥

انہیں شیطانوں کو مارنے کے لیے آلہ بنادیا ہے اور ہم نے ان کے لیے بھڑکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ٦

اور جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا ہے ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۙ ٧ تَكَادُ تَمَيَّزُ

جب اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کے شور کی آواز سنیں گے اور وہ جوش مارتی ہوگی۔ایسا معلوم ہوگا

مِنَ الْغَيْظِ ۭ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ

کہ جوش کی وجہ سے ابھی پھٹ پڑے گی جب اس میں ایک گروہ ڈالا جائے گا تو ان سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں

الجزء التاسع والعشرون ٢٩

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ الملک

١۔ بابرکت عظیم ذات کی سلطنت و قدرتِ کاملہ کا عظمتی اظہار و بیان۔

٢۔ موت وحیات کے فلسفۂ خاص کا حکمت آمیز تنبیہی اظہار اور صفاتِ عظیمہ کا ذکر۔

٣تا٤۔ آفاقی شاہکار تخلیقِ خاص (سات آسمان) کے حیرت انگیز چیلنج کا بصیرت آمیز (دعوتی اسلوب سے) اظہار۔

٥۔ پہلے آسمان کو ستاروں سے مزین کرنے کا غرضِ خاص سمیت ذکر اور شیاطین کے عبرتناک انجام کا اظہار۔

٦۔ منکرین حق کے لیے اُخروی عذاب کا تنبیہی اظہار۔

نَذِيرٌ ۝ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ
گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے ہاں بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا پر ہم
اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ۝٩ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا
نے جھٹلا دیا اور کہہ دیا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا تم خود بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔ اور کہیں گے کہ اگر
نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝١٠ فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ
ہم نے سنا یا سمجھا ہوتا تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پھر وہ اپنے گناہ کا اقرار کریں گے
فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝١١ إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ
سو دوزخیوں پر پھٹکار ہے۔ بے شک جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں
لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝١٢ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ۖ إِنَّهُ
ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے۔ اور تم اپنی بات کو چھپاؤ یا ظاہر کرو بے شک وہ
عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝١٣ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ
سینوں کے بھید خوب جانتا ہے۔ بھلا وہ نہیں جانتا جس نے (سب کو) پیدا کیا وہ بڑا باریک بین
ع ١ الْخَبِيرُ ۝١٤ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا
خبردار ہے۔ وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو نرم کر دیا سو تم اس کے راستوں میں چلو پھرو اور اللہ
وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ ۖ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ۝١٥ أَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ
کے رزق میں سے کھاؤ اور اسی کے پاس پھر کر جانا ہے۔ کیا تم اس سے ڈرتے نہیں جو آسمان میں ہے کہ
يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ۝١٦ أَمْ أَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ
وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے پس یکایک وہ لرزنے لگے۔ کیا تم اس سے نڈر ہو گئے ہو جو آسمان میں
أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ ۝١٧ وَلَقَدْ
ہے کہ وہ تم پر پتھر برسا دے پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا ہے۔ اور ان سے
كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝١٨ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ
پہلے لوگ بھی جھٹلا چکے ہیں پھر ہماری ناراضگی کا کیا نتیجہ ہوا۔ اور کیا انہوں نے اپنے اوپر پرندوں کو پر
فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَيَقْبِضْنَ ۚ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
کھولتے اور سکیڑتے ہوئے نہیں دیکھا جنہیں رحمان کے سوا کوئی نہیں تھام رہا بے شک وہ ہر چیز کو دیکھ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٧ تا ١٠۔ کفار کے داخلہ جہنم اور اُس کے بعد کے ہولناک مناظر کا عبرتناک ذکر کرتے ہوئے اس موقع پر ان کو سخت تنبیہی سرزنش، جواب میں ان کا بے موقع اعتراف حقیقت اور مشاہدۂ عذاب پر قبول ایمان کے بے محل اظہارِ حسرت کا سبق آموز بیان۔

١١۔ اس مرحلہ میں کفار کے اعتراف جُرم پر سخت برہمی کا اظہار۔

١٢۔ ان کے برعکس خدا خوف اہل ایمان پر کرم خاص (مغفرت واجرِ عظیم) کا ذکر

١٣ تا ١٤۔ خدائی احاطۂ علم (بالخصوص علمِ غیب) کا حقیقت آمیز اعتقادی و تنبیہاتی اظہار۔

١٥۔ تخلیق ارض کے ظاہری و باطنی فوائد و انعامات کا احسانی اظہار اور پھر بارگاہِ الٰہی میں حاضری و پیشی کا تنبیہی ذکر۔

١٦ تا ١٧۔ (انسانوں کو اپنی اوقات میں رہنے کی تلقین) اور دنیا میں ہی خدائی گرفت کی مختلف صورتوں کا تنبیہاتی بیان۔

١٨۔ گذشتہ دور کے سرکش منکرین حق پر خدائی گرفت کا عبرتی و تنبیہی اظہار۔

بَصِیْرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ یَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ
رہا ہے۔ بھلا وہ تمہارا کون سا لشکر ہے جو رحمٰن کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا
الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ ۚ﴿۲۰﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ
کچھ نہیں کافر تو دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ بھلا وہ کون ہے جو تم کو روزی دے گا
اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا
اگر وہ اپنی روزی بند کرلے کچھ نہیں بلکہ وہ سرکشی اور نفرت میں اڑے بیٹھے ہیں۔ پس کیا وہ شخص جو اپنے
عَلٰی وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۲﴾
منہ کے بل اوندھا چلتا ہے وہ زیادہ راہِ راست پر ہے یا وہ جو سیدھے راستے پر سیدھا چلا جاتا ہے۔
قُلْ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ
کہہ دو اسی نے تم کو پیدا کیا ہے اور تمہارے لیے کان اور آنکھ اور دل بھی بنائے ہیں
قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ
(مگر) تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔ کہہ دو اسی نے تمہیں زمین میں پھیلایا ہے اور اسی کے پاس جمع کر
اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾
کے لائے جاؤ گے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہو گا اگر تم سچے ہو۔
قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ
کہہ دو اس کی خبر تو اللہ ہی کو ہے اور میں تو صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ پھر جب وہ
زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ قِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ
اسے قریب دیکھیں گے تو ان کی صورتیں بگڑ جائیں گی جو کافر ہیں اور کہا جائے گا یہ وہی ہے جسے تم دنیا
بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِیَ اللّٰهُ وَ مَنْ مَّعِیَ اَوْ
میں مانگا کرتے تھے۔ کہہ دو بھلا دیکھو تو سہی اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک کرے یا ہم پر رحم
رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ یُّجِیْرُ الْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ
کرے پھر وہ کون ہے جو منکروں کو دردناک عذاب سے بچا سکے۔ کہہ دو وہی
الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِیْ
رحمٰن ہے ہم اس پر ایمان لائے اور اسی پر ہم نے بھروسہ بھی کر رکھا پس عنقریب تم جان لو گے کہ کون

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۹۔ پرندوں کی صف بندی سے حیرت انگیز اڑان کے پسِ منظر میں قدرتِ خاص کا دعوتِ فکر سے اظہار۔

۲۰۔ خدائی عذاب و گرفت پر سب کی بے بسی کا تنبیہ آمیز ذکر (کہ ایسے موقع پر اللہ کے سوا تمھیں کون بچا سکے گا؟) اور کفار کے دھوکہ میں پڑنے کا مذمتی اظہار۔

۲۱۔ روزی کے جملہ اسباب پر خدائی قبضۂ قدرت کا تنبیہی و اعتقادی اظہار اور کفار کی سرکشی و ہٹ دھرمی کا مذمتی ذکر۔

۲۲۔ اعتقادِ صحیح رکھنے والے اور بدعقیدہ انسان کے مابین واضح امتیاز و فرق کا تنبیہِ خاص سے ذکر۔

۲۳ تا ۲۴۔ انسانوں پر خدائی احسانات کا حقیقت آمیز (دعوتی اسلوب سے) بیان۔

۲۵ تا ۲۶۔ کفار کے وقوعِ قیامت کے متعلق طنز آمیز سوال کا انتہائی متانت (سنجیدگی) سے حقیقت آمیز اعتقادی جواب۔

۲۷۔ روزِ محشر مشاہدۂ عذاب پر منکرین کی حالتِ زار اور اُن پر سرزنش کا عبرتی ذکر۔

۲۸۔ کفار کی خاتم الانبیاء ﷺ کے حوالہ سے پستِ فکری اور غلط ذہنیت پر سخت حقیقت آمیز سرزنش و تنبیہی لاجواب سوال کا برہمی اظہار۔

ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۲۹﴾ قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ اَصۡبَحَ مَآؤُكُمۡ غَوۡرًا فَمَنۡ

صریح گمراہی میں ہے۔ کہہ دو بھلا دیکھو تو سہی اگر تمہارا پانی خشک ہو جائے تو وہ کون ہے جو

يَّاۡتِيۡكُمۡ بِمَآءٍ مَّعِيۡنٍ ﴿۳۰﴾

تمہارے پاس صاف پانی لے آئے گا۔

سُوۡرَةُ الۡقَلَمِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِثۡنَتَانِ وَخَمۡسُوۡنَ اٰيَةً وَفِيۡهَا رُكُوۡعَانِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

نٓ وَالۡقَلَمِ وَمَا يَسۡطُرُوۡنَ ﴿۱﴾ مَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ بِمَجۡنُوۡنٍ ﴿۲﴾

ن۔ قلم کی قسم ہے اور اس کی جو اس سے لکھتے ہیں۔ آپ اللہ کے فضل سے دیوانہ نہیں ہیں۔

وَاِنَّ لَكَ لَاَجۡرًا غَيۡرَ مَمۡنُوۡنٍ ﴿۳﴾ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ ﴿۴﴾

اور آپ کے لیے تو بے شمار اجر ہے۔ اور بے شک آپ تو بڑے ہی خوش خلق ہیں۔

فَسَتُبۡصِرُ وَيُبۡصِرُوۡنَ ﴿۵﴾ بِاَيِّكُمُ الۡمَفۡتُوۡنُ ﴿۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ

پس عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔ کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے۔ بے شک آپ کا رب

بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ ﴿۷﴾ فَلَا تُطِعِ

ہی خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بہکا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔ پس آپ

الۡمُكَذِّبِيۡنَ ﴿۸﴾ وَدُّوۡا لَوۡ تُدۡهِنُ فَيُدۡهِنُوۡنَ ﴿۹﴾ وَلَا تُطِعۡ كُلَّ

جھٹلانیوالوں کا کہانہ مانیں۔ وہ تو چاہتے ہیں کہ کہیں آپ نرمی کریں تو وہ بھی نرمی کریں۔ اور ہر قسمیں

حَلَّافٍ مَّهِيۡنٍ ﴿۱۰﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيۡمٍ ﴿۱۱﴾ مَّنَّاعٍ لِّلۡخَيۡرِ مُعۡتَدٍ

کھانے والے ذلیل کا کہانہ مان۔ جو طعنے دینے والا چغلی کھانے والا ہے۔ نیکی سے روکنے والا حد سے

اَثِيۡمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّۢ بَعۡدَ ذٰلِكَ زَنِيۡمٍ ﴿۱۳﴾ اَنۡ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيۡنَ ﴿۱۴﴾

بڑھا ہوا گناہگار ہے۔ بڑا اجڈ اس کے بعد بداصل بھی ہے۔ اس لئے کہ وہ مال اور اولاد والا ہے۔

اِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُهٗ عَلَى

جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے پہلوں کی کہانیاں ہیں۔ عنقریب ہم اس کی ناک پر داغ

الۡخُرۡطُوۡمِ ﴿۱۶﴾ اِنَّا بَلَوۡنٰهُمۡ كَمَا بَلَوۡنَاۤ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ ۚ اِذۡ اَقۡسَمُوۡا

لگائیں گے۔ بے شک ہم نے اُن کو آزمایا ہے جیسا کہ ہم نے باغ والوں کو آزمایا تھا جب انہوں نے قسم کھائی تھی

خلاصہ مفہوم آیات برطابق آیت نمبر

۲۹۔ رحمٰن برحق پر ایمان اور توکل کامل کا اعتقادی اظہار اور گمراہی کی اصل حقیقت واضح ہو جانے کا تنبیہی ذکر۔

۳۰۔ خدائی تحفہ عظیم پانی کی نعمت سلب ہونے (چھن جانے) اور اُسکی بحالی پر قدرت حق کا تنبیہی اظہار۔

سورۃ القلم

۱تا۲۔ قسم خاص کے تاکیدی اظہار سے خاتم الانبیاء ﷺ کے متعلق کفار کی گمراہ فکری کا پُرزور تردیدی اظہار۔

۳تا۴۔ آپ ﷺ کو بے انتہا و بے حساب اجرِ عظیم کی خوشخبری اور امام الانبیاء ﷺ کے خُلق (اخلاق) عظیم کا عظمتی اظہار۔

۵تا۶۔ منکرینِ حق کو اُن کے انکارِ حق کے جلد نتائج بد سامنے آجانے کا تنبیہاتی اظہار۔

۷۔ گمراہی اور ہدایت کے حوالے سے خدائی علمِ خاص کا حکمت آمیز اظہار۔

۸تا۹۔ منکرین سے دور رہنے کی وجہ سمیت تلقینی نصیحت کا ذکر۔

۱۰تا۱۳۔ اخلاقِ رذیلہ (گندے اور بُرے اخلاق) کی صفات والے انسان کی کسی بات میں نہ آنے کی ناصحانہ تاکید کا زوردار اظہار۔

۱۴تا۱۶۔ مال واولاد پر فخر کا اظہار کرنے والے گمراہ فکر انسان کی بداعتقادی کا مذمتی ذکر اور ایسے انسان کی دنیوی و اخروی رسوائی و ذلت کا تنبیہ آمیز بیان۔

لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ﴿١٧﴾ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ﴿١٨﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ
کہ وہ ضرور صبح ہوتے ہی اس کا پھل توڑ لیں گے۔ اور ان شاء اللہ بھی نہ کہا تھا۔ پھر تو اس پر رات ہی میں آپ کے رب
مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُونَ ﴿١٩﴾ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ﴿٢٠﴾ فَتَنَادَوْا
کی طرف سے ایک جھونکا چل گیا ایسے حال میں کہ وہ سونے والے تھے۔ پھر وہ کٹی ہوئی کھیتی کی طرح ہو گیا۔ پھر وہ
مُصْبِحِينَ ﴿٢١﴾ أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَارِمِينَ ﴿٢٢﴾
صبح کو پکارنے لگے۔ کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو اگر تم نے پھل توڑنا ہے۔
فَانْطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ ﴿٢٣﴾ أَنْ لَا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ
پھر وہ آپس میں چپکے چپکے یہ کہتے ہوئے چلے۔ کہ تمہارے باغ میں آج کوئی محتاج نہ
مِّسْكِينٌ ﴿٢٤﴾ وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ قَادِرِينَ ﴿٢٥﴾ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا
آنے پائے۔ اور وہ سویرے ہی بڑے اہتمام سے پھل توڑنے کی قدرت کا خیال کر کے چل پڑے۔ پس جب انہوں
لَضَآلُّونَ ﴿٢٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٢٧﴾ قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُلْ
نے اسے دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم تو راہ بھول گئے ہیں۔ بلکہ ہم تو بدنصیب ہیں۔ پھر ان میں سے اچھے آدمی نے کہا
لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ﴿٢٨﴾ قَالُوا سُبْحَٰنَ رَبِّنَآ إِنَّا كُنَّا ظَٰلِمِينَ ﴿٢٩﴾
کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ تم کس لیے تسبیح نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا ہمارا رب پاک ہے بے شک ہم ظالم تھے۔
فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَلَٰوَمُونَ ﴿٣٠﴾ قَالُوا يَٰوَيْلَنَآ إِنَّا
پھر ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں ملامت کرنے لگے۔ انہوں نے کہا ہائے افسوس بے شک
كُنَّا طَٰغِينَ ﴿٣١﴾ عَسَىٰ رَبُّنَآ أَنْ يُبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ إِنَّآ إِلَىٰ رَبِّنَا
ہم سرکش تھے۔ شاید ہمارا رب ہمارے لیے اس سے بہتر باغ بدل دے بے شک ہم اپنے رب کی
رَٰغِبُونَ ﴿٣٢﴾ كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا وقف لازم
طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ عذاب یونہی ہوا کرتا ہے اور البتہ آخرت کا عذاب تو کہیں بڑھ کر ہے
يَعْلَمُونَ ﴿٣٣﴾ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّٰتِ النَّعِيمِ ﴿٣٤﴾ ع ۲
کاش وہ جانتے۔ بے شک پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے ہاں نعمت کے باغ ہیں۔
أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ﴿٣٥﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٦﴾
پس کیا ہم فرمانبرداروں کو مجرموں کی طرح کر دیں گے۔ تمہیں کیا ہو گیا کیسا فیصلہ کر رہے ہو۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۷ تا ۳۳۔ دنیوی عروج و زوال یا مال و دولت کی عطاء (دیے جانے) اور فنا (ختم ہو جانے) کے حوالہ سے اک واقعہ خاص کا عبرت و نصیحت آمیز اظہار و بیان۔

۳۴۔ اہل ایمان (متقین کیلئے) اُخروی انعامِ خاص کا احسانی اظہار۔

۳۵ تا ۳۶۔ فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے مابین واضح امتیاز کا تنبیہی بیان۔

أَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ۝۳۷ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ۝۳۸ أَمْ
کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے، جس میں تم پڑھتے ہو کہ بے شک تمہیں آخرت میں ملے گا جو تم پسند کرتے ہو۔
لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بٰلِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ إِنَّ لَكُمْ لَمَا
کیا تمہارے لیے ہم نے قسمیں کھالی ہیں جو قیامت تک چلی جائیں گی کہ بے شک تمہیں وہی ملے گا جو
تَحْكُمُونَ ۝۳۹ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيمٌ ۝۴۰ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ ع
تم حکم کرو گے۔ ان سے پوچھیے کون سا ان میں اس بات کا ذمہ دار ہے۔ کیا ان کے معبود ہیں پھر اپنے
فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِنْ كَانُوا صٰدِقِينَ ۝۴۱ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ
معبودوں کو لے آئیں اگر وہ سچے ہیں۔ جس دن پنڈلی کھولی
سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝۴۲ خٰشِعَةً
جائے گی اور وہ سجدہ کرنے کو بلائے جائیں گے تو وہ نہ کر سکیں گے۔ ان کی آنکھیں
أَبْصٰرُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ
جھکی ہوں گی ان پر ذلت چھا رہی ہوگی اور وہ پہلے (دنیا میں) سجدہ کے لیے بلائے جاتے تھے حالانکہ وہ
وَهُمْ سٰلِمُونَ ۝۴۳ فَذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ ۖ
صحیح سالم ہوتے تھے۔ پس مجھے اور اس کلام کے جھٹلانے والوں کو چھوڑ دو ہم انہیں بتدریج (جہنم کی
سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝۴۴ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ
طرف) لے جائیں گے اس طور پر کہ انہیں خبر بھی نہیں ہوگی۔ اور ہم انکو ڈھیل دیتے ہیں بے شک ہماری
كَيْدِي مَتِينٌ ۝۴۵ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ مُثْقَلُونَ ۝۴۶
تدبیر زبردست ہے۔ کیا آپ ان سے کچھ اجرت مانگتے ہیں کہ جس کے تاوان کا ان پر بوجھ پڑ رہا ہے۔
أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ۝۴۷ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَ
یا ان کے پاس غیب کی خبر ہے کہ وہ اسے لکھ لیتے ہیں۔ پھر آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار کریں اور مچھلی
لَا تَكُنْ كَصٰحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ۝۴۸ لَوْلَا أَنْ وقف لازم
والے جیسے نہ ہو جائیں جب کہ اس نے اپنے رب کو پکارا اور وہ بہت ہی غمگین تھا۔ اگر اس کے رب کی
تَدٰرَكَهُ نِعْمَةٌ مِنْ رَبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ۝۴۹
رحمت اسے نہ سنبھال لیتی تو وہ برے حال سے چٹیل میدان میں پھینکا جاتا۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۷تا۳۹۔ کفار و مشرکین کی اپنے حوالہ سے احساس برتری کا سخت تنبیہی نوٹس (گرفت) کا ذکر (کہ آخرت میں بھی تمہیں عزت و دولت نصیب ہوگی؟ لاؤ اگر تمہارے پاس کوئی تصدیقی دستاویز موجود ہے تو)

۴۰تا۴۱۔ مشرکین کی گمراہ فکری پر مزید تنبیہی گرفت و سرزنش کا (استدلال خاص سے) اظہار۔

۴۲تا۴۵۔ روزِ محشر کی بعض ہولناکیوں کا تنبیہاتی و عبرتی اظہار اور کفار کو دنیا میں مقصدِ خاص کے لیے مہلت دیے جانے کا حکمت آمیز تنبیہی و برہمی بیان۔

۴۶تا۴۷۔ کفار کی پست فکری اور گمراہ نظری کا مذمتی و تنبیہی ذکر۔

۴۸تا۵۰۔ حضرت یونسؑ کے واقعۂ خاص کے حوالہ سے سبق آموز نصیحت کا حکمت آمیز بیان۔

فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝٥٠ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ

پس اسے اس کے رب نے نوازا پھر اسے نیک بختوں میں کر دیا۔اور بالکل قریب تھا کہ

كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ

کافر آپ کو اپنی تیز نگاہوں سے پھسلا دیں جب کہ انہوں نے قرآن سنا اور کہتے ہیں کہ

اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝٥١ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝٥٢

یہ تو دیوانہ ہے۔اور حالانکہ یہ قرآن تمام دنیا کے لیے صرف نصیحت ہے۔

سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ مَكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آياتها ٥٢ ركوعاتها ٢

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَآقَّةُ ۝١ مَا الْحَآقَّةُ ۝٢ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۝٣ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ

قیامت۔قیامت کیا چیز ہے۔اور تمہیں کس چیز نے بتایا کہ قیامت کیا ہے۔ثمود اور عاد نے

وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝٤ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝٥ وَاَمَّا عَادٌ

قیامت کو جھٹلایا تھا۔سو ثمود تو سخت ہیبت ناک چیخ سے ہلاک کیے گئے۔اور لیکن قوم عاد

فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝٦ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ

سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کیے گئے۔ وہ ان پر سات راتیں اور

وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ

آٹھ دن لگاتار چلتی رہی (اگر تو موجود ہوتا) اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا کہ گویا کہ

اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝٧ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝٨ وَجَآءَ

گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔سو کیا تمہیں ان کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے۔اور فرعون اور اس سے پہلے

فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝٩ فَعَصَوْا رَسُوْلَ

کے لوگ اور الٹی ہوئی بستیوں والے گناہ کے مرتکب ہوئے۔پس انہوں نے اپنے رب کے رسول

رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝١٠ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ

کی نافرمانی کی تو اللہ نے انہیں سخت پکڑ لیا۔بے شک ہم نے جب پانی حد سے گزر گیا تھا تو تمہیں کشتی

فِى الْجَارِيَةِ ۝١١ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۝١٢

میں سوار کر لیا تھا۔تا کہ ہم اسے تمہارے لیے ایک یادگار بنائیں اور اس کو کان یاد رکھنے والے یاد رکھیں۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵۱ تا ۵۲۔ کفار کی اسلام دشمن سرگرمیوں وسازشوں کو خاطر میں لائے بغیر آپ کو پیغام حق برابر سناتے اور پہنچاتے رہنے کی ناصحانہ تلقین کا ذکر خاص۔

سورۃ الحاقہ

۱ تا ۳۔ اظہار تنبیہ اور عظمتی تاکید کے محاورتی طرز کا استعمال کرتے ہوئے وقوع قیامت کا حیرت انگیز ذکر۔

۴ تا ۸۔ اس سے قبل قوم ثمود و عاد کی تکذیب قیامت (جھٹلانے کا) مذمتی ذکر دونوں قوموں کی مختلف صورتوں میں المناک ہلاکت کا عبرت آمیز تنبیہاتی اظہار وبیان۔

۹ تا ۱۲۔ فرعون سمیت بڑی سرکش قوموں کا انبیاء ورسولان برحق سے بغاوتی رویہ کے باعث ان پر عبرتناک خدائی گرفت کا یادگار نصیحت آمیز تنبیہاتی ذکر۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۳ تا ۱۵۔صور پھونکنے کے بعد ہولناک مناظر کے یقینی احوال کا عبرت آمیز اظہار و بیان۔

۱۶ تا ۱۷۔آسمان کے پھٹ جانے کے حیرت انگیز وقوع اور روزِ محشر فرشتوں کے عرشِ الٰہی کو تھامنے کے غیر معمولی واقعہ خاص کا عظمتی بیان۔

۱۸ تا ۲۴۔قیامت کے دن ہر عمل سامنے آجانے کی تنبیہ اور اُس دن نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیے جانے کے نتیجہ پر اہل جنت کے غیر معمولی اظہارِ مسرت اور خدائی شاباش و رضا کا احسانی ذکر۔

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ﴿١٣﴾ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَ
پھر جب صور میں پھونکا جائے گا ایک بار پھونکا جانا۔اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جائیں گے
الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ﴿١٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١٥﴾
پس وہ دونوں ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے۔پس اس دن قیامت ہو گی۔
وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ ﴿١٦﴾ وَالْمَلَكُ عَلَىٰ
اور آسمان پھٹ جائے گا اوروہ اس دن بودا ہوگا۔اور اس کے کناروں پر
أَرْجَائِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ ﴿١٧﴾
فرشتے ہوں گے اور عرشِ الٰہی کو اپنے اوپر اس دن آٹھ فرشتے اٹھائیں گے۔
يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ
اس دن تم پیش کیے جاؤ گے تمہارا کوئی راز مخفی نہ رہے گا۔جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے
بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ ﴿١٩﴾ إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي
داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا سو وہ کہے گا لو میرا اعمال نامہ پڑھو۔بے شک میں سمجھتا تھا کہ میں
مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ ﴿٢٠﴾ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ﴿٢١﴾ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾
اپنا حساب دیکھوں گا۔سووہ دل پسند عیش میں ہو گا۔بلند بہشت میں۔
قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي
جس کے میوے جھکے ہوں گے۔کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گزشتہ
الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿٢٤﴾ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ
دنوں میں آگے بھیجے تھے۔اور جس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو کہے گا
يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ﴿٢٥﴾ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾ يَا لَيْتَهَا
اے کاش میرا اعمال نامہ نہ ملتا۔اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔کاش وہ (موت) خاتمہ
كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿٢٧﴾ مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهْ ﴿٢٨﴾ هَلَكَ عَنِّي
کرنے والی ہوتی۔میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔مجھ سے میری
سُلْطَانِيَهْ ﴿٢٩﴾ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ﴿٣١﴾ ثُمَّ فِي
حکومت بھی جاتی رہی۔اسے پکڑو اسے طوق پہنا دو۔پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔پھر

سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿٣٢﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ
ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اسے جکڑ دو۔بیشک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا
بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿٣٤﴾ فَلَيْسَ
جو عظمت والا ہے۔اور نہ وہ مسکین کے کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا۔سو آج
لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿٣٥﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿٣٦﴾
اس کا یہاں کوئی دوست نہیں۔اور نہ کھانا ہے مگر زخموں کا دھون۔
ع ۵ لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ﴿٣٧﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَمَا
اسے سوائے گناہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا۔سو میں ان چیزوں کی قسم کھاتا ہوں جو تم دیکھتے ہو۔اور
لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿٤٠﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ
ان کی جو تم نہیں دیکھتے۔کہ بے شک یہ (قرآن) رسول کریم کی زبان سے نکلا ہے۔اور وہ کسی شاعر کا قول نہیں
قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿٤١﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٢﴾
(مگر) تم بہت ہی کم یقین کرتے ہو۔اور نہ ہی کسی جادوگر کا قول ہے تم بہت ہی کم غور کرتے ہو۔
تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ
وہ پروردگار عالم کا نازل کیا ہوا ہے۔اور اگر وہ کوئی بناوٹی بات ہمارے
الْاَقَاوِيْلِ ﴿٤٤﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿٤٥﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿٤٦﴾
ذمہ لگاتا۔تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے۔پھر ہم اس کی رگِ گردن کاٹ ڈالتے۔
فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ
پھر تم میں سے کوئی بھی اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔اور بے شک وہ تو پرہیزگاروں کے لیے
لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٨﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿٤٩﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ
ایک نصیحت ہے۔اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ بعض تم میں سے جھٹلانے والے ہیں۔اور بے شک وہ کفار پر باعث
ع ۶ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٥١﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٥٢﴾
حسرت ہے۔اور بیشک وہ یقین کرنے کے قابل ہے۔پس اپنے رب کے نام کی تسبیح کر جو بڑا عظمت والا ہے۔

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۵ تا ۳۷۔بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ کی وصولی پر جہنمی شخص کی بے موقع اظہارِ حسرت واعترافِ جرم کا تنبیہی ذکر اور اس پر خدائی عتاب کا برہمی وعبرتی اظہار وبیان۔

۳۸ تا ۴۳۔تاکیدی قسموں سے قرآن و رسالت کی تصدیق کرتے ہوئے کفار و مشرکین کی گمراہ فکری کی پُر زور تردید۔

۴۴ تا ۴۷۔خاتم الانبیاء ﷺ کی طرف سے خود ساختہ (من گھڑت) کلام لانے کی نفی کرتے ہوئے ایسا کرنے کی جرأت کرنے والوں پر خدائی سخت گرفت کا برہمی اظہار۔

۴۸ تا ۵۰۔قرآنِ مقدس کا متقین کے لیے باعث نصیحت ہونے کا ترغیبی ذکر اور (مکذبین جھٹلانے والوں) کو خبردار کرتے ہوئے اُن کے لیے آخرت میں اِس پر حسرت و پشیمانی سامنے آنے کا تنبیہاتی بیان۔

۵۱ تا ۵۲۔قرآن مقدس کے یقینی برحق ہونے کا اعتقادی اظہار اور خدائے لم یزل کی تسبیح کے اہتمام کا تاکیدی بیان۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝١ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۝٢

ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا جو واقع ہونے والا ہے۔ کافروں کے لیے کہ اس کا کوئی ٹالنے والا

مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۝٣ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ

نہیں۔ اللہ کی طرف سے واقع ہوگا جو سیڑھیوں کا (یعنی آسمانوں کا) مالک ہے۔ (جن سیڑھیوں سے) فرشتے

يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝٤ فَاصْبِرْ صَبْرًا

اور اہلِ ایمان کی روحیں اس کے پاس چڑھ کر جاتی ہیں (اور وہ عذاب) اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی

جَمِيْلًا ۝٥ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۝٦ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۝٧ يَوْمَ تَكُوْنُ

ہے۔ آپ اچھی طرح سے صبر کیے رہیں۔ بے شک وہ اسے دور دیکھتے ہیں۔ اور ہم اسے قریب دیکھتے ہیں۔ جس

السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝٨ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝٩ وَلَا يَسْـَٔلُ

دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا۔ اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگدار اون کی طرح ہوں گے۔ اور کوئی دوست کسی

حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۝١٠ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ

دوست کو نہیں پوچھے گا۔ وہ انہیں دکھائیں جائیں گے مجرم چاہے گا کہ کاش اس دن کے عذاب کے

عَذَابِ يَوْمِئِذٍۢ بِبَنِيْهِ ۝١١ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۝١٢ وَفَصِيْلَتِهِ

بدلہ میں اپنے بیٹوں کو دے دے۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو۔ اور اپنے اس کنبہ کو

الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۝١٣ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝١٤ كَلَّا ؕ اِنَّهَا

جو اسے پناہ دیتا تھا۔ اور ان سب کو جو زمین میں ہیں پھر اپنے آپ کو بچا لے۔ ہرگز نہیں بے شک

لَظٰى ۝١٥ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝١٦ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۝١٧ وَجَمَعَ

وہ تو ایک آگ ہے۔ کھالوں کو اتارنے والی۔ اس کو بلائے گی جس نے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا۔ اور مال

فَاَوْعٰى ۝١٨ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝١٩ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ

جمع کیا اور گن گن کر رکھا۔ بے شک انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو

جَزُوْعًا ۝٢٠ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝٢١ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝٢٢ الَّذِيْنَ

چلّا اٹھتا ہے۔ اور جب اسے مال ملتا ہے تو بڑا بخیل ہے۔ مگر وہ نمازی۔ جو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ المعارج

ا تا ۴۔ وقوعِ عذاب کے متعلق سوال کا حقیقت آمیز (اور فکر انگیز) تنبیہی جواب، قیامت کے دن غیر معمولی طوالت (لمبا دن) اور روح سمیت تمام فرشتوں کا بارگاہِ الٰہی میں پہنچنے کا تنبیہاتی اظہار۔

۵۔ خاتم الانبیاء ﷺ کو بے قراری و اضطراب (پریشانی) کی بجائے صبر کے مظاہرے کی ناصحانہ تلقین کا ذکر۔

۶ تا ۷۔ کفار کی بد اعتقادی کو رد کرتے ہوئے قیامت کے جلد واقع ہونے کا تنبیہاتی ذکر۔

۸ تا ۱۰۔ نظامِ کائنات کے درہم برہم ہونے کے ہولناک منظر کا بیان اور کسی قریبی تعلق کے کام نہ آنے کا تنبیہی ذکر۔

۱۱ تا ۱۴۔ قریبی عزیزوں اور تعلق داری نیز دنیا کی ہر شے کی پیش کش پر بھی اُخروی عذاب سے چھٹکارا نہ پانے کا تنبیہاتی اظہار۔

۱۵ تا ۱۸۔ نار (آگ) جہنم کی ہلاکت خیزی (سخت ترین تکلیف) کا غضبناک بیان۔

۱۹ تا ۲۱۔ انسان کی فطری کمزوری اور طبعی بے اعتدالی کا شکایاتی ذکر۔

هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝۲۳ وَالَّذِيْنَ فِيْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ
اپنی نماز پر ہمیشہ سے قائم ہیں۔اور وہ جن کے مالوں میں حصہ
مَّعْلُوْمٌ ۝۲۴ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝۲۵ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ
معین ہے۔سائل اور غیر سائل کے لیے۔اور وہ جو قیامت کے دن کا یقین
الدِّيْنِ ۝۲۶ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝۲۷
رکھتے ہیں۔اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں۔
اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۝۲۸ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ
بے شک ان کے رب کے عذاب کا خطرہ لگا ہوا ہے۔اوروہ جو اپنی شرم گاہوں کی
حٰفِظُوْنَ ۝۲۹ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ
حفاظت کرتے ہیں۔مگر اپنی بیویوں یا اپنی لونڈیوں سے سو بے شک انہیں
غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۳۰ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
کوئی ملامت نہیں۔پس جو کوئی اس کے سوا چاہے سو وہی لوگ حد سے
الْعٰدُوْنَ ۝۳۱ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۳۲
بڑھنے والے ہیں۔اور وہ جواپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں۔
وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۝۳۳ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ
اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں۔اور وہ جو اپنی نمازوں کی
يُحَافِظُوْنَ ۝۳۴ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝۳۵ فَمَالِ الَّذِيْنَ ۱ ع ۲۵ ۷
حفاظت کرتے ہیں۔وہی لوگ باغوں میں عزت سے رہیں گے۔پس کافروں کو کیا ہوگیا کہ
كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ۝۳۶ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ۝۳۷
آپ کی طرف دوڑے آ رہے ہیں۔دائیں اور بائیں سے ٹولیاں بنا کر۔
اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ۝۳۸ كَلَّا ؕ
کیا ہرایک ان میں سے طمع رکھتا ہے کہ وہ نعمت کے باغ میں داخل کیا جاوے گا۔ہرگز نہیں
اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۹ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ
بے شک ہم نے انہیں اس چیز سے پیدا کیا ہے جسے وہ بھی جانتے ہیں۔پس میں مشرقوں اور مغربوں کے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۲ تا ۳۵۔ مؤمنین صالحین کی صفاتِ حسنہ کا توصیفی وانعامی اظہار وبیان۔

۳۶ تا ۳۹۔ کفار کی خاتم الانبیاء ﷺ کے خلاف اجتماعی گروہ بندی اور جنت میں داخلہ کے متعلق ان کی خام خیالی کا مذمتی ذکر اور ہر ایک کو اپنی تخلیقی (ابتدائی) اوقات پیشِ نظر رکھنے کی ناصحانہ تلقین وتنبیہ۔

إِنَّا لَقَادِرُونَ ۝٤٠ عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ

پروردگار کی قسم کھاتا ہوں (یعنی اپنی ذات کی) کہ ہم ضرور قادر ہیں۔ اس بات پر کہ ہم ان سے بہتر لوگ

بِمَسْبُوقِينَ ۝٤١ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ

بدل کر لا سکتے ہیں اور ہم عاجز بھی نہیں ہیں۔ پھر انہیں چھوڑ دو کہ وہ بیہودہ باتوں اور کھیل میں لگے رہیں

الَّذِي يُوعَدُونَ ۝٤٢ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا

یہاں تک کہ وہ دن دیکھ لیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ جس دن وہ دوڑتے ہوئے قبروں سے

كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ۝٤٣ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ

نکل پڑیں گے گویا کہ وہ ایک نشان کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی ان پر

۲ ع ۸ ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۝٤٤

ذلت چھا رہی ہوگی یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

سُورَةُ نُوحٍ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٍ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَعِشْرُونَ آيَةً فِيهَا رُكُوعَانِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ

بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو ڈرا اس سے پہلے کہ ان پر

أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝١ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝٢

دردناک عذاب آ پڑے۔ اس نے کہا کہ اے میری قوم بے شک میں تمہارے لیے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔

أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ۝٣ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ

کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ وہ تمہارے لیے تمہارے گناہ بخش دے گا

نصف وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ

اور تمہیں ایک وقت مقرر تک مہلت دے گا بے شک اللہ کا وقت ٹھہرایا ہوا ہے جب آ جائے گا تو اس میں

لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝٤ قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۝٥

تاخیر نہ ہوگی کاش تم جانتے۔ کہا اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات اور دن بلایا۔

فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ۝٦ وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ

پھر وہ میرے بلانے سے اور بھی زیادہ بھاگتے رہے۔ اور بے شک جب کبھی میں نے انہیں بلایا تا

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۴۰ تا ۴۱۔ تاکیدی قسموں کے اظہار سے مشرکینِ مکہ کو آپ ﷺ کی بے قدری کے نتیجہ میں سخت سرزنش اور ان سے بہتر دین کے ہمدرد و خیر خواہ (انصارِ مدینہ) لانے کی تنبیہی اطلاع۔

۴۲۔ کفار کو تا مشاہدۂ وعدۂ برحق اپنے حال پر چھوڑنے کی نصیحت کا ذکر۔

۴۳ تا ۴۴۔ روزِ محشر منکرینِ آخرت کے دوبارہ قبروں سے اٹھنے کے ہولناک احوال کا عبرتی اظہار اور خدائی وعدۂ قیامت کے برحق اظہار کا اعتقادی بیان۔

سورۃ نوح

۱ تا ۴۔ حضرت نوحؑ کی اپنی قوم کی طرف بعثت کا مقصد سمیت نصیحت آمیز واقعاتی ذکر اور قوم کے سامنے تبلیغِ حق کے نقطۂ نظر سے تفصیلی اظہار و بیان۔

۵ تا ۷۔ حضرت نوحؑ کی بارگاہِ الٰہی میں اپنے تبلیغی شب و روز کے پس منظر (کے برعکس) قوم کے منفی ردِعمل کا شکایاتی اظہار۔

جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا

انہیں معاف کر دے تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھ لیں اور انہوں نے اپنے کپڑے

وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝٧ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝٨ ثُمَّ اِنِّيْٓ

اوڑھ لیے اور ضد کی اور بہت بڑا تکبر کیا۔ پھر میں نے انہیں کھلم کھلا بھی بلایا۔ پھر میں نے

اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝٩ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ

انہیں علانیہ بھی کہا اور مخفی طور پر بھی کہا۔ پس میں نے کہا اپنے رب سے بخشش مانگو

اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝١٠ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝١١ وَّيُمْدِدْكُمْ

بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ آسمان سے تم پر (موسلا دھار) مینہ برسائے گا۔ اور مال اور

بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝١٢

اولاد سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغ بنا دے گا اور تمہارے لیے نہریں بنا دے گا۔

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝١٣ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝١٤ اَلَمْ

تمہیں کیا ہو گیا تم اللہ کی عظمت کا خیال نہیں رکھتے۔ حالانکہ اس نے تمہیں کئی طرح سے بنایا ہے۔ کیا تم

تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝١٥ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ

نہیں دیکھتے کہ اللہ نے سات آسمان اوپر تلے (کیسے) بنائے ہیں۔ اور ان میں چاند کو

فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝١٦ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ

چمکتا ہوا بنایا اور آفتاب کو چراغ بنا دیا۔ اور اللہ ہی نے تمہیں زمین میں سے

الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝١٧ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝١٨ وَاللّٰهُ

ایک خاص طور پر پیدا کیا۔ پھر وہ تمہیں اسی میں لوٹائے گا اور اسی میں سے (پھر) باہر نکالے گا۔ اور اللہ

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝١٩ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝٢٠ ع

ہی نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا ہے۔ تاکہ تم اس کے کھلے راستوں میں چلو۔

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَ

نوح نے کہا اے میرے رب بے شک انہوں نے میرا کہنا نہ مانا اور اس کو مانا جس کو اس کے مال اور

وَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ۝٢١ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۝٢٢ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ

اولاد نے نقصان کے سوا کچھ بھی فائدہ نہیں دیا۔ اور انہوں نے بڑی زبردست چال چلی۔ اور کہا تم اپنے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۸ تا ۱۲۔ حضرت نوحؑ کی طرف سے قوم کی اعتقادی و فکری اصلاح کے لیے انتھک مساعیٔ جمیلہ اور خدائی پیغامِ حق کو عام کرنے کی جدوجہد نیز اطاعتِ حق اور قبولِ ایمان کی صورت میں اُن پر دنیا میں ہی خدائی کرم خاص و برکات کے نزول کے احسانی وعدے کا اظہار۔

۱۳ تا ۲۰۔ کفار و مشرکین کو تنبیہی سرزنش کرتے ہوئے انسانوں پر مختلف تخلیقی خدائی احسانات عظیم اور انعامات و فوائد کثیرہ سے نوازنے کا احسانی اظہار و یاد دہانی۔

۲۱ تا ۲۴۔ حضرت نوحؑ کا قوم کی مسلسل باغیانہ سرکشی و شرکیہ بداعتقادی کے حوالہ سے بارگاہِ ربی میں پُرزور شکایاتی اظہار، قومِ نوحؑ پر ان کی غلطیوں کے باعث خدائی المناک عذاب اور اس مرحلہ میں ان بتوں وغیرہ کے کچھ بھی کام نہ آنے کا عبرتی ذکر۔

استغفار وتوبہ نیز وظائف وغیرہ کی شرعی حقیقت

(زیر مطالعہ سورۃ نوح آیت نمبر ۱۰)

نبوت کا دروازہ بند ہوتے ہی معصومیت (بالکل گناہوں سے مبرا وپاک ہونے) کا دروازہ بھی ہمیشہ کیلئے (اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے مطابق) بند ہوچکا ہے (اہل بیت وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین گناہوں سے محفوظ قرار دیے گئے)۔ ان کے بعد جو انسان بھی (مسلمان) دنیا میں آیا ہے اپنے اپنے اعمال کے پس منظر میں نیک وبد سمجھا گیا ہے (کوئی گناہوں سے بچنے والا تو کوئی گناہوں میں زیادہ مبتلا ہونے والا)۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خبردار! ''تم میں سے ہر شخص خطا کار ہے اور اچھے خطا کار وہ لوگ ہیں جو (بعد از خطا) توبہ کرنے والے ہیں''۔ ظاہر ہے کہ اب کوئی غلطیوں سے مکمل پاک نہیں کہلا سکتا۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی اپنے خطا کار بندوں پر بے انتہا کرم فرمائی یہ ہے کہ توبہ کا دروازہ موت سے پہلے تک کھلا رکھا ہے۔ ساتھ یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بندوں کو توبہ استغفار کی خود تلقین فرماتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ۔ اے ایمان والوں توبہ کرو اللہ کے سامنے صاف دل سے توبہ۔ (سورۃ تحریم آیت نمبر ۸)۔ سورۃ نوح میں (بحوالہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو تلقین استغفار) فرمایا گیا ''پس میں نے کہا گناہ بخشواؤ اپنے رب سے بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے'' (آیت نمبر ۱۰)۔ سورۃ المؤمنون میں حکماً ارشاد فرمایا'' اور کہہ تو اے میرے رب معاف فرما دے اور رحم کر اور تو ہی سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے'' (آیت نمبر ۱۱۸)۔ استغفار کے حوالے سے قرآن کریم کی بارہ (۱۲) آیات میں اس کا ذکر موجود ہے۔ جبکہ توبہ کے متعلق مختلف مقامات پر تیرہ (۱۳) آیات میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ ہمیں استغفار اور توبہ کے حوالے سے عوام الناس میں پائے جانے والے تاثر کا جائزہ لیتے ہوئے اس کی شرعی حقیقت بھی جاننی چاہئے تاکہ غلط فہمی یا خوش فہمی کے باعث ہم کہیں اس کے صالح ثمرات سے محروم نہ رہ جائیں۔ ہم کم فہم وکم علم لوگ جب قرآن کریم واحادیث اور بزرگوں کی لکھی ہوئی کتب سے استغفار، توبہ یا دیگر وظائف کے فضائل پڑھتے، سنتے ہیں تو اس کی علمی توضیح وتشریح جانے بغیر فقط الفاظ کے

ظاہری معنی ومفہوم پر ہی اکتفاء کرتے ہوئے غلط فہمی (یا خوش فہمی) سے شرعی حقائق کونظر انداز کرتے نظر آتے ہیں ۔ علمائے تفسیر نے استغفار وتوبہ کے حوالے سے تشریح کے ضمن میں جہاں اس کے فضائل وترغیب کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں ان کی تنبیہی وضاحت بھی قدرے تفصیل سے فرمائی ہے۔ اس حوالے سے صاحب معالم العرفان رحمہ اللہ(مولانا صوفی عبدالحمید نوراللہ مرقدہٗ) نے بہتر انداز سے اس کو سمجھانے کی کوشش فرمائی ہے جو کچھ اس طرح ہے۔توبۃ النصوح سے مراد عام توبہ نہیں بلکہ وہ توبہ ہے جو صدق دل سے کی جائے ایسی توبہ تمام مسلمانوں کیلئے فلاح کا پہلا زینہ ہے ۔ اللہ نے توبہ کا قانون قرآن کی مختلف سورتوں میں مختلف انداز سے بیان فرمایا ہے۔ سورۃ توبہ میں یہ اصول بیان کیا گیا ہے ۔ترجمہ :۔ ’’پس اگر کافر اورمشرک لوگ توبہ کرلیں نماز قائم کرنے لگیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو پھر یہ اہل ایمان کے بھائی بن جائیں گے‘‘۔ (آیت نمبر ۱۱)۔ اسی طرح سورۃ نور میں فرمایا ہے ’’اے ایمان والوتم سب کے سب اللہ کے سامنے توبہ کرلو تاکہ فلاح پاجاؤ‘‘ ۔(آیت نمبر ۳۱) ۔ سورۃ توبہ میں اللہ نے جن لوگوں کو کامیابی کی بشارت دی ہے ان میں توبہ کرنے والوں کا نام سرفہرست ہے۔ ﴿التائبون العٰبدون الحامدون﴾ (آیت نمبر ۱۱۲) ۔سورۃ القصص میں بھی ہے ۔ ترجمہ۔ ’’جس نے توبہ کرلی اور ایمان لے آیا اور پھر نیک اعمال انجام دیئے تو امید ہے کہ وہ شخص کامیاب ہونے والوں میں شامل ہوگا‘‘ ۔ (آیت نمبر ۶۷)۔ بہرحال کامیابی کا اولین اصول یہ ہے کہ انسان کفر شرک اور معاصی سے تائب ہو جائے ۔ اب رہا یہ سوال کہ توبہ ہے کیا چیز ؟ تو فرمایا الندم توبۃ (مسند حمیدی، ومسند احمد) توبہ ندامت ہی کا نام ہے ۔ جب کوئی شخص اپنی غلطی پر نادم ہوجاتا ہے کہ میں نے یہ غلط کام کیا ہے اور آئندہ کے لئے ایسا غلط کام نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرلے تو اس نے گویا توبہ کر لی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ کے متعلق روایت بہت مشہور ہے جس کو قاضی ثناءاللہ مظہری نے تفسیر مظہری ، ابوسعود حنفی نے اپنی تفسیر ابی السعود اور زمخشری نے کشاف میں بھی نقل کیا ہے۔ آپؓ سے دریافت کیا گیا کہ خالص توبہ کس طرح ہوسکتی ہے ؟ آپؓ نے فرمایا اگر توبہ کرنے کے بعد بھی غلط کام جاری رہا یا دل میں اخلاص پیدا نہیں ہوا تو یہ سچی توبہ نہیں کہلائے گی ۔ فرمایا خالص توبہ وہ ہوگی جس میں یہ چھ(۶) چیزیں جمع ہوجائیں۔(۱)۔سابقہ

غلط عقیدے یا عمل پر ندامت ہو کہ یہ توبہ کا اولین جزو ہے ۔(۲)۔ جو فرائض ترک کئے ہوں ان کو لوٹایا جائے ۔(۳)۔ اگر کسی پر ظلم وزیادتی کی ہے یا حق تلف کیا ہے تو اس کا حق لوٹایا جائے ۔(۴)۔ اگر کسی کی بے آبروئی کی ہے یا برا بھلا کہا ہے تو اس سے معافی طلب کرے یا انتقام کا موقع فراہم کرے ۔(۵)۔ دل میں پختہ ارادہ کرے کہ آئندہ ایسا غلط کام نہیں کرے گا۔ ٦۔ نفس کو اطاعت کے کاموں پر اسی طرح آمادہ کرے جس طرح گناہ کے کام پر کیا کرتا تھا۔ شرح مقاصد والے تفتازانیؒ لکھتے ہیں کہ معصیت مختلف قسم کی ہوتی ہے ۔ اگر خالص اللہ کی نافرمانی کی ہے تو اس سے توبہ کیلئے ندامت کافی ہوگی مثلاً اس نے امر بالمعروف کا حق ادا نہیں کیا یا جنگ سے بھاگ آیا تو ایسا شخص اگر نادم ہوکر خلوص نیت سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ معاف کردے گا۔ مگر بعض اوقات خالی ندامت کافی نہیں ہوتی بلکہ اپنے آپ کو تعزیر کے لئے پیش کرنا پڑتا ہے مثلاً اگر شراب نوشی کی ہے تو اپنے آپ کو حد جاری کرنے کیلئے پیش کرنا ہوگا۔ اگر گزشتہ زمانہ میں زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اب دینی پڑے گی جو نمازیں چھوٹ گئی تھیں قضاء لازم ہوگی اور بندوں کے حقوق میں ندامت اس طرح ہوگی کہ ان کا حق واپس کیا جائے کسی کا مال ناجائز طریقے سے حاصل کیا ہے، خیانت کی ہے، کسی کو ناجائز سرزنش کی ہے، گالی دی ہے، برا بھلا کہا ہے، غیبت کی ہے تو اس سے معافی مانگے کہ میں نے تیری یہ برائی کی ہے خدا کیلئے مجھے معاف کردو اگر متعلقہ شخص معاف کردے گا تو معافی ہوجائے گی اور بندے کی توبہ قبول سمجھی جائے گی (جلد ۱۱۸۔ص ۵۵۵)۔ اس قدر آسان فہم آمیز تفصیلی وضاحت کے بعد امید ہے کہ عوام الناس یا دُنیوی اعتبار سے تعلیم یافتہ خواص) میں اس حوالہ سے غلط فہمی یا (خوش فہمی) کا ازالہ ہوجائے گا ۔ تاہم اصل ضرورت یہ ہے کہ علماء مدرسین، واعظین اور مبلغین ان مذکورہ حقائق کو (دوران خطاب وبیان) ضرور واضح کیا کریں کہ یہ ان کی ذمہ داری میں شامل ہے ۔ اب ہمیں استغفار وتوبہ کے علاوہ دیگر اورادووظائف (تسبیحات وغیرہ) کے حوالہ سے بھی ان کی حقیقت جان لینی چاہئے کہ بعض وظائف تو ایسے ہیں کہ جن کا ذکر احادیث صحیحہ میں (ان کے اجر وثواب کی تعداد سمیت) موجود ہے تو ان کو اسی عدد سے پڑھنا مسنون ہے (اور اعتقاد بھی رکھنا چاہیے) تاہم بعض اورادو وظائف پر حیران کن اجر عظیم کا تذکرہ ضعیف احادیث میں ملتا ہے ۔ جس کے متعلق

شارحین (حدیث کی شرح کرنے والے) علماء نے وضاحت فرمائی ہے کہ فضائل اعمال (کوئی کتاب مرادنہیں) میں ضعیف احادیث (بعض مخصوص شرائط کے ساتھ) کو قبول کیا جاتا ہے۔ کیونکہ تھوڑے سے عمل پر اتنے بڑے اجر وثواب عطا کئے جانے کا تعلق رحمت خداوندی کے ساتھ ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم کے ساتھ یہ سب کچھ عطا کردے (کہ وہ اس پر قادر ہے)۔ تاہم ضعیف احادیث کے ذریعہ ثابت شدہ اجر وثواب پر اعتقادی درجے کا یقین نہ رکھنا چاہئے بلکہ حُسنِ ظن رکھنا چاہئے کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت مطلقہ سے اتنا بڑا اجروثواب ہمیں عطا فرمادے۔ کیونکہ علمی تصدیق سے ثابت شدہ ذرائع وحقائق کا اطلاق ان پر (ضعیف احادیث پر) نہیں کیا جاتا نیز اوراد و وظائف کے اجر وثواب کی اہمیت اپنی جگہ مگر وہ شرعی حقائق جو استغفار وتوبہ کے متعلقہ آیات کی تشریح کے ضمن میں ذکر کئے گئے ہیں وہی تنبیہی حقائق ان میں بھی (وظائف وغیرہ) میں بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہیں (یہ اوراد و وظائف شرعی حقائق کے مطابق حقوق العباد کا متبادل نہیں ہیں)۔ البتہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کے جذبہ ندامت کو قبول فرمالیں (کہ وہ قادر مطلق ہے) تو تمام کمزوریوں اور خطاؤں کے باوجود (اپنی رحمت، فضل وکرم سے) جملہ امور معصیت پر مغفرت کی قلم پھیر دے اور اسی اپنے قاعدۂ رحمت کا آخرت میں بھی اعلان فرمادے ﴿قل یا عبادی الذین أسرفوا الخ﴾ مذکورہ فرمان الٰہی بے انتہا اپنے گناہوں پر نادم اور مایوسی کے شکار اس کے بندوں کیلئے یہ امید افزا پیغام رحمت ہے (اللہ کرے ہمارے لئے آخرت میں اسی طرح کے فضل وکرم کا اعلان ہوجائے۔ آمین)۔ تاہم حقوق العباد کی ادائیگی کا (دُنیوی زندگی ہی میں) اہتمام کرنا چاہیے تاکہ کوئی نہ کوئی رحمتِ الٰہیہ کے حصول کی صورت ہمیں نصیب ہوہی جائے اللہ پاک ہم سب کو بقیہ زندگی میں حقوق اللہ وحقوق العباد کا ہر طرح سے لحاظ رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے اور عندالموت اپنے رب رحیم وکریم کے ساتھ حُسنِ ظن کا یقین نیز خاتمہ بالخیر عطا فرمائے۔ آمین!

اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَ
معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو اور نہ وَدّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو
نَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾
چھوڑو۔ اور انہوں نے بہتوں کو گمراہ کر دیا اور (اب آپ) ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھا دیجیے۔
مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ
وہ اپنے گناہوں کے سبب سے غرق کر دیے گئے پھر دوزخ میں داخل کیے گئے پس انہوں نے اپنے لیے
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ
سوائے اللہ کے کوئی مددگار نہ پایا۔ اور نوح نے کہا اے میرے رب زمین پر
مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَ
کافروں میں سے کوئی رہنے والا نہ چھوڑ۔ اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور
لَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ
نسل بھی جو ہوگی تو فاجر اور کافر ہی ہوگی۔ اے میرے رب مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور اس
لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا
کو جو میرے گھر میں ایماندار ہو کر داخل ہوجائے اور ایماندار مردوں اور عورتوں کو اور
ع ۲ تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾
ظالموں کو تو بربادی کے سوا اور کچھ زیادہ نہ کر۔

سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٍ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا
کہہ دو کہ مجھے اس بات کی وحی آئی ہے کہ کچھ جن (مجھ سے قرآن پڑھتے) سن گئے ہیں پھر انہوں نے (اپنی قوم
قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿۱﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ
سے) جا کر کہہ دیا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔ جو نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے سو ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور
اَحَدًا ﴿۲﴾ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ﴿۳﴾
ہم اپنے رب کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اور ہمارے رب کی شان بلند ہے نہ اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ بیٹا۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۵ تا ۲۸۔ مرحلہ عذاب پر حضرت نوحؑ کی اپنی قوم کے خلاف عبرتناک بددُعا کا (وجہ سمیت) تنبیہاتی ذکر اور اپنے سمیت جُملہ مؤمنین اور مؤمنات کے لیے دُعائے استغفار کرتے ہوئے کفار و ظالمین کو جڑ سے اٹھا کر پھینکنے کی فریادِ خاص کا بیان۔

سورۃ الجن

۱ تا ۷۔ وحی کے ذریعہ جنّات کی قرآن سننے کی اطلاع کا ذکر خاص اور بعد از سماعتِ قرآن اُنکی طرف سے قرآنی حقیقت و عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے اُسکی تعلیمات اور عقائدِ حقہ کو قبول کرنے نیز شرک کی جملہ اقسام و گمراہ فکری سے زوردار اظہار براءت کا اعتقادی بیان۔

وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ﴿۴﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ

اور ہم میں سے بعض بے وقوف ہیں جو اللہ پر جھوٹی باتیں بنایا کرتے تھے۔ اور ہمیں خیال تھا کہ انسان

تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ﴿۵﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ

اور جن اللہ پر ہرگز جھوٹ نہ بولیں گے۔ اور کچھ آدمی جنوں کے مردوں

الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ﴿۶﴾ وَّاَنَّهُمْ

سے پناہ لیا کرتے تھے سو انہوں نے ان کی سرکشی اور بڑھا دی۔ اور وہ بھی

ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ﴿۷﴾ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ

سمجھے ہوئے تھے جیسا کہ تم نے سمجھ رکھا ہے کہ اللہ ہرگز کسی کو (رسول بنا کر) نہ بھیجے گا۔ اور ہم نے آسمان کو

فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۙ﴿۸﴾ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ

ٹٹولا تو ہم نے اسے سخت پہروں اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا۔ اور ہم اس کے ٹھکانوں میں سننے کے لیے

مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ﴿۹﴾

بیٹھا کرتے تھے پس جو کوئی اب کان دھرتا ہے تو وہ اپنے لیے ایک انگارہ تاک لگاتے ہوئے پاتا ہے۔

وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ

اور ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں کے ساتھ نقصان کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کی نسبت ان کے رب نے

رَبُّهُمْ رَشَدًا ۙ﴿۱۰﴾ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا

راہ راست پر لانے کا ارادہ کیا ہے۔ اور کچھ تو ہم میں سے نیک ہیں اور کچھ اور طرح کے ہم بھی مختلف

طَرَاۗىِٕقَ قِدَدًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ

طریقوں پر تھے۔ اور بے شک ہم نے سمجھ لیا ہے کہ ہم اللہ کو زمین میں کبھی عاجز نہ کر سکیں گے اور نہ ہی ہم

نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ۭ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ

بھاگ کر عاجز کر سکیں گے۔ اور جب ہم نے ہدایت کی بات سنی تو ہم اس پر ایمان لے آئے پھر جو اپنے

بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۙ﴿۱۳﴾ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا

رب پر ایمان لایا تو نہ اسے نقصان کا ڈر رہے گا اور نہ ظلم کا۔ اور کچھ تو ہم میں سے فرمانبردار ہیں اور

الْقٰسِطُوْنَ ۭ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰۗىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ

کچھ نافرمان پس جو کوئی فرمانبردار ہو گیا سو ایسے لوگوں نے سیدھا راستہ تلاش کر لیا۔ اور لیکن جو ظالم ہیں

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۸ تا ۱۰۔ بعد از آمدِ خاتم الانبیاء ﷺ (نزولِ قرآن) آسمان میں جنات کی چلت پھرت کے حوالہ سے انقلابی تبدیلی اور بدلتے رویّے پر اُنکی طرف سے اظہارِ حقیقت کا ذکر۔

۱۱ تا ۱۵۔ جنات کی طرف سے نیکی و بدی کے دو طریقوں اور طبقوں کا اعتراف اور بقیہ اعتقادی و دیگر حقائق کو تسلیم کرنے کا فکر آمیز اظہار و بیان۔

فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿15﴾ وَأَن لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُم

سو وہ دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔ اور اگر (مکہ والے) سیدھے راستے پر قائم رہتے تو ہم ان کو بافراط پانی سے

مَّاءً غَدَقًا ﴿16﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَمَن يُعْرِضْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ

سیراب کرتے۔ تاکہ اس (ارزانی) میں ان کا امتحان کریں اور جس نے اپنے رب کی یاد سے منہ موڑا تو وہ

عَذَابًا صَعَدًا ﴿17﴾ وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ﴿18﴾

اسے سخت عذاب میں ڈالے گا۔ اور بے شک مسجدیں اللہ کے لیے ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

ع ۱ ۱۹ ۱۱ وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿19﴾

اور جب اللہ کا بندہ (نبی) اس کو پکارنے کھڑا ہوتا ہے تو لوگ اس پر جمگھٹا کرنے لگتے ہیں۔

قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ﴿20﴾ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ

کہہ دو میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرتا۔ کہہ دو میں نہ

لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ﴿21﴾ قُلْ إِنِّي لَن يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ

تمہارے کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا۔ کہہ دو مجھے اللہ سے کوئی نہیں بچا سکے گا اور نہ مجھے

وَلَنْ أَجِدَ مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا ﴿22﴾ إِلَّا بَلَاغًا مِّنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ ۚ

اس کے سوا پناہ ملے گی۔ مگر اللہ کا پیغام اور اس کا حکم پہنچانا ہے اور جو کوئی اللہ

وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا

اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو اس کے لیے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ

أَبَدًا ﴿23﴾ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ

سدا رہے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ (عذاب) دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو وہ جان لیں

نَاصِرًا وَأَقَلُّ عَدَدًا ﴿24﴾ قُلْ إِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ مَّا تُوعَدُونَ أَمْ

گے کہ کس کے مددگار کمزور اور شمار میں کم ہیں۔ کہہ دو مجھے خبر نہیں جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب

يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا ﴿25﴾ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ

ہے یا اس کے لیے میرا رب کوئی مدت ٹھہراتا ہے۔ وہ غیب جاننے والا ہے اپنے غائب کی باتوں پر کسی کو

أَحَدًا ﴿26﴾ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ

واقف نہیں کرتا۔ مگر اپنے پسندیدہ رسول کو پھر اس کے آگے اور پیچھے

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۶۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے (انسانوں، جنوں) ہر ایک کو راہِ راست (راہِ حق) پر قائم رہنے کی صورت میں انکو وسعتِ رزق عطا کرنے کے شہنشاہی وعدہ کا اظہار۔

۱۷۔ انعامات کے مقصدِ خاص کا حکمتی اظہار اور اعراضِ حق (یادِ الٰہی سے منہ موڑنے) کے نتیجۂ فاسد کا بھی بیان۔

۱۸۔ مساجد کو فقط عبادت الٰہی کے لیے ہی مختص کرتے ہوئے عقیدۂ توحید کے سوا کسی طرح کی شرکیہ ندا و صدا کی پُر زور ممانعت کا حکمی بیان۔

۱۹ تا ۲۱۔ آپ ﷺ کی تلاوتِ قرآن پر لوگوں کے پُر ہجوم اجتماع اور آپ ﷺ کی طرف سے عقیدۂ توحید کے پُر زور اعتقادی اظہار و بیان کا ذکر۔

۲۲۔ نفع و نقصان کے حوالہ سے اپنے صوابدیدی اختیار کی نفی کرنے کے بعد خدائی احتساب کی صورت میں اپنے مالکِ حقیقی کے سوا کہیں پناہ نہ ملنے کی اعتقادی حقیقت کا تنبیہی اظہار۔

۲۳۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی طرف سے اپنے فرضِ منصبی کی حقیقت کا اظہار، نافرمانیِ خدا و رسولؐ کے خطرناک نتیجہ کا غضبیہ بیان۔

۲۴۔ مسلمانوں کو مالی اسباب میں کمی کی وجہ سے کمزور سمجھنے والے لوگوں پر روزِ قیامت اصل حقیقت کھل جانے کا تنبیہاتی ذکر۔

۲۵ تا ۲۶۔ قیامت کے قطعی و حتمی مخفی علم کے متعلق اعتقادی وضاحت کا زوردار اظہار اور رسولِ برحق پر غیبی امور کی اطلاع و اظہار کے حوالہ سے مخفی حفاظتی اہتمام و انتظام کا ذکرِ خاص۔

يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿٢٧﴾ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ
محافظ مقرر کر دیتا ہے۔تاکہ وہ بظاہر جان لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے
وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿٢٨﴾
اور اللہ نے تمام کاموں کو اپنے قبضے میں کر رکھا ہے اور اُس نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے۔

ع ٢ / ١٢

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | عِشْرُوْنَ اٰيَةً فِيْهَا رُكُوْعَانِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿١﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٢﴾ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ
اے چادر اوڑھنے والے۔رات کو قیام کرمگر تھوڑا سا حصہ۔آدھی رات یا اس میں سے تھوڑا سا حصہ
مِنْهُ قَلِيْلًا ﴿٣﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴿٤﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ
کم کر دے۔ یا اس پر زیادہ کر دو اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔ہم عنقریب آپ پر
عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿٥﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ
ایک بھاری بات کا (بوجھ) ڈالنے والے ہیں۔ بیشک رات کا اٹھنا نفس کو خوب زیر کرتا ہے اور بات بھی
قِيْلًا ﴿٦﴾ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ﴿٧﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ
صحیح نکلتی ہے۔بے شک دن میں آپ کے لیے بڑا کام ہے۔اور اپنے رب کا نام لیا کرو اور سب سے
تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ﴿٨﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
الگ ہو کر اسی کی طرف آ جاؤ۔وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں
فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿٩﴾ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا
پس اسی کو کارساز بنا لو۔اور کافروں کی باتوں پر صبر کرو اور انہیں عمدگی سے
جَمِيْلًا ﴿١٠﴾ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿١١﴾
چھوڑ دو۔اور مجھے اور جھٹلانے والے دولت مندوں کو چھوڑ دو اور انہیں تھوڑی سی مدت مہلت دو۔
اِنَّ لَدَيْنَاۤ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ﴿١٢﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٣﴾
بے شک ہمارے پاس بیڑیاں اور جہنم ہے۔اور گلے میں اٹکنے والا کھانا اور دردناک عذاب۔
يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ﴿١٤﴾
جس دن زمین اور پہاڑ لرزیں گے اور پہاڑ ریگ رواں کے تودے ہو جائیں گے۔

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٢٧تا٢٨۔ پیغام حق لوگوں تک پہنچا دینے کا حکمت آمیز اظہار اور خدائی احاطۂ علم وقدرتِ کاملہ کا اعتقادی بیان۔

سورۃ المزمل

١تا٤۔ خاتم الانبیاء ﷺ کو لقب خاص سے مخاطب کرتے ہوئے اپنی عبادت میں (رات میں خصوصاً) اعتدال ومیانہ روی اختیار کرنے اور قرآن کریم کو بھی صاف واضح تلفظ سے پڑھنے کی ترغیبی و تعلیمی نصیحت کا ذکر۔

٥تا٧۔ خاتم الانبیاء ﷺ پر وحیِ الٰہی اور دیگر احکامِ الٰہی کے (باعزیمت امور کے) باطنی بوجھ کا ذکر کرتے ہوئے نماز تہجد کی ادائیگی (طبعی مشقت کے باوجود) کے فائدہ عظیم کا حکمت آمیز اظہار اور دن کے وقت آپ ﷺ کی دیگر تبلیغی مصروفیات کا تحسینی ذکر۔

٨۔ اپنے ربِ کریم سے خصوصی تعلق و خلوتی عبادت (تنہائی میں عبادت) کے حکمِ خاص کا تاکیدی اظہار۔

٩۔ معبودِ حقیقی کی صفاتِ عظیمہ کا ذکر کرتے ہوئے عقیدہ توحید کا زوردار بیان اور اسی ذاتِ برحق پر ہی توجہ کامل وتوکل اختیار کرنے کی ناصحانہ تلقین کا ذکر۔

١٠۔ دشمنانِ اسلام کی ایذا رسانیوں (تکالیف دینے) پر فی الحال صبر کرتے ہوئے انتقام کی بجائے حکمت آمیز ترکِ تعلق کا ناصحانہ اظہار۔

١١۔ مکذبینِ حق (حق کو جھٹلانے والوں) اور دولت مندوں کو اپنے حال پر چھوڑتے ہوئے ان کو ایک حد تک مہلت دینے کا سخت تنبیہاتی عنوان سے ذکر۔

١٢تا١٣۔ منکرینِ حق کے لیے آخرت میں عبرتناک سزاؤں کا عبرتی وتنبیہی اظہار۔

١٤۔ روزِ محشر کے ہولناک منظر کا تنبیہاتی اظہار۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ
ہم نے تمہاری طرف تم پر گواہی دینے والا ایک رسول بھیجا ہے کہ جس طرح فرعون کی طرف
فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۝١٥ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا
ایک رسول بھیجا تھا۔ پھر فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے سخت پکڑ سے
وَبِيلًا ۝١٦ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ
پکڑ لیا۔ پھر تم کس طرح بچو گے اگر تم نے بھی انکار کیا اس دن جو لڑکوں کو
شِيبًا ۝١٧ السَّمَاءُ مُنفَطِرٌ بِهِ ۚ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ۝١٨ إِنَّ هَٰذِهِ
بوڑھا کر دے گا۔ اس دن آسمان پھٹ جائے گا اس کا وعدہ ہو کر رہے گا۔ بے شک یہ
ع تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝١٩ إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ
(قرآن) ایک نصیحت ہے پھر جو چاہے اپنے رب کی طرف آنے کا راستہ بنا لے۔ بے شک
أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ
آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں (کبھی) دو تہائی رات کے قریب
مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۚ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ أَن لَّن
اور (کبھی) آدھی رات اور (کبھی) تہائی رات سے (نماز تہجد) میں کھڑے ہوتے ہیں اور
تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۚ عَلِمَ
اللہ ہی رات اور دن کا اندازہ کرتا ہے اسے معلوم ہے کہ تم اس کو نباہ نہیں سکتے سو اس نے تم پر
أَن سَيَكُونُ مِنكُم مَّرْضَىٰ ۙ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ
رحم کیا پس پڑھو جتنا قرآن میں سے آسان ہو اسے علم ہے کہ تم میں سے کچھ بیمار ہوں گے اور
يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ ۙ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ
کچھ اور لوگ بھی جو اللہ کا فضل تلاش کرتے ہوئے زمین پر سفر کریں گے اور کچھ اور لوگ ہوں
اللَّهِ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۚ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ
گے جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے پس پڑھو جو اس میں سے آسان ہو اور نماز قائم کرو اور
وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ
زکوٰۃ دو اور اللہ کو اچھی طرح (یعنی اخلاص سے) قرض دو اور جو کچھ نیکی آگے بھیجو گے اپنے

خلاصہ مفہوم آیات مطابق آیت نمبر

۱۵تا۱۶۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی تصدیق رسالت کا باحوالہ اظہار اور فرعون کے انکار رسالت پر خدائی گرفت کا عبرتی بیان۔

۱۷تا۱۸۔ روز قیامت کے بعض ہولناک مناظر کا تنبیہاتی ذکر اور اٹل وعدۂ حق کا اعتقادی اظہار۔

۱۹۔ نصیحت آمیز حقائق کے اظہار پر قبولِ حق کے صوابدیدی (اپنی مرضی کے مطابق) اختیار کا فکر انگیز ذکر۔

۲۰۔ خاتم الانبیاء ﷺ اور آپ ﷺ کی جانثار جماعتِ خاص کے رات میں عباداتی اہتمام کا توصیفی اظہار اور ساتھ ہی تخفیف (سہولت والے) حکم کا شفقت بھرا حکمت آمیز بیان۔

الف) سہولت کے موافق تلاوتِ قرآن، نماز کا اہتمام اور زکوٰۃ کی لازمی ادائیگی کے ساتھ عام حالات میں بھی انفاق فی سبیل اللہ (راہِ حق میں خرچ کرنے) کی ترغیب کا تاکیدی و ناصحانہ اظہار و بیان۔

ب) خدائی بارگاہِ رحمت میں استغفار کرتے رہنے کا نصیحت آمیز حکمی اظہار۔

خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ۭ وَاسْتَغْفِرُوا

واسطے تو اس کو اللہ کے ہاں بہتر اور بڑے اجر کی چیز پاؤ گے اور اللہ سے بخشش مانگو

ع ١٤ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۰

بے شک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آياتها ٥٦ ركوعاتها ٢

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝۲ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝۳ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝۴

اے کپڑے میں لپٹنے والے۔اٹھو پھر (کافروں کو) ڈراؤ۔اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو۔اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝۵ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝۶ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝۷

اور میل کچیل دور کرو۔اور بدلہ پانے کی غرض سے احسان نہ کرو۔اور اپنے رب کے لیے صبر کرو۔

فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۝۸ فَذٰلِكَ يَوْمَىِٕذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝۹ عَلَى

پھر جب صور میں پھونکا جائے گا۔پس وہ اس دن بڑا کٹھن دن ہو گا۔کافروں پر

الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝۱۰ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝۱۱ وَّجَعَلْتُ

وہ آسان نہ ہو گا۔مجھے اور اس کو چھوڑ دو کہ جس کو میں نے اکیلا پیدا کیا۔اور اس کو

لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝۱۲ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝۱۳ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۝۱۴

بڑھنے والا مال دیا۔اور حاضر رہنے والے بیٹے دیئے۔اور اس کے لیے ہر طرح کا سامان تیار کر دیا۔

ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝۱۵ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝۱۶ سَاُرْهِقُهٗ

پھر وہ طمع کرتا ہے کہ میں اور بڑھا دوں۔ہرگز نہیں بیشک وہ ہماری آیات کا سخت مخالف ہے۔عنقریب میں اسے اونچی

صَعُوْدًا ۝۱۷ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝۱۸ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝۱۹ ثُمَّ قُتِلَ

گھاٹی پر چڑھاؤں گا۔بے شک اس نے سوچا اور اندازہ لگایا۔پھر اسے اللہ کی مار اس نے کیسا اندازہ لگایا۔پھر اسے اللہ کی مار

كَيْفَ قَدَّرَ ۝۲۰ ثُمَّ نَظَرَ ۝۲۱ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝۲۲ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝۲۳

اس نے کیسا اندازہ لگایا۔پھر اس نے دیکھا۔پھر اس نے تیوری چڑھائی اور منہ بنایا۔پھر پیٹھ پھیر لی اور تکبر کیا۔

فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۝۲۴ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝۲۵ سَاُصْلِيْهِ

پھر کہا یہ تو ایک جادو ہے جو چلا آتا ہے۔یہ تو ہو نہ ہو آدمی کا ہی کلام ہے۔عنقریب اس کو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ المدثر

ا تا ٧۔ خاتم الانبیاء ﷺ کو لقب خاص سے نوازتے ہوئے مختلف احکام کے تاکیدی اہتمام کا حکمی اظہار و بیان۔

٨ تا ١٠۔ محشر کے برپا ہونے کا فکر آمیز تنبیہاتی ذکر۔

١١ تا ١٧۔ (خاص شخص (ولید بن مغیرہ) کو تنبیہاتی سرزنش کے پس منظر میں) انسان پر خدائی احسان خاص کے باوجود اُسکے فطری لالچ اور بد اعتقادی کے اظہار کے نتیجہ میں اُس پر دنیا و آخرت میں سخت گرفت کا برہمی اظہار۔

سَقَرَ ﴿٢٦﴾ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِىْ وَلَا تَذَرُ ﴿٢٨﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾

دوزخ میں ڈالوں گا۔ اور آپ کو کیا خبر کہ دوزخ کیا ہے۔ نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے۔ آدمی کو جھلس دے۔

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ وَمَا جَعَلْنَآ أَصْحٰبَ النَّارِ إِلَّا مَلٰٓئِكَةً

اس پر انیس (فرشتے) مقرر ہیں۔ اور ہم نے دوزخ پر فرشتے ہی رکھے ہیں اور ان کی تعداد

وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ

کافروں کے لیے آزمائش بنائی ہے تاکہ جن کو کتاب دی گئی ہے وہ یقین کر لیں اور ایمان

أُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ

داروں کا ایمان بڑھے اور تاکہ اہلِ کتاب اور ایمان دار شک نہ کریں اور تاکہ جن کے

أُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے اور کافر یہ کہیں کہ اللہ کی اس بیان سے کیا غرض ہے اور اللہ

وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ أَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ

اس طرح سے جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور آپ کے

مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ

رب کے لشکروں کو اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور دوزخ (کا حال بیان کرنا) صرف

ع ١٥ وَمَا هِىَ إِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿٣١﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿٣٢﴾ وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ﴿٣٣﴾

آدمیوں کی نصیحت کے لیے ہے۔ نہیں نہیں قسم ہے چاند کی۔ اور رات کی جب وہ ڈھلے۔

وَالصُّبْحِ إِذَآ أَسْفَرَ ﴿٣٤﴾ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ﴿٣٥﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿٣٦﴾ لِمَنْ

اور صبح کی جب وہ روشن ہو جائے۔ کہ وہ (دوزخ) بڑی بڑی مصیبتوں میں سے ایک ہے۔ انسان کو

شَآءَ مِنْكُمْ أَنْ يَّتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ﴿٣٧﴾ كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿٣٨﴾

ڈرانے والی ہے۔ تم میں سے ہر ایک کے لیے خواہ کوئی اس کے آگے آئے یا پیچھے ہٹے۔ ہر شخص اپنے اعمال کے

إِلَّآ أَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ﴿٣٩﴾ فِىْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿٤٠﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٤١﴾

سبب گروی ہے۔ مگر داہنے والے۔ باغوں میں ہوں گے ایک دوسرے سے پوچھیں گے۔ گناہگاروں کی نسبت۔

مَا سَلَكَكُمْ فِىْ سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿٤٣﴾ وَلَمْ نَكُ

کس چیز نے تمہیں دوزخ میں ڈالا۔ وہ کہیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے۔ اور نہ ہم

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۸ تا ۲۹۔ اس خاص شخص (یا ہر اس جیسے متکبر ومنکرین حق) کی فکر وعمل کے اعتبار سے گمراہی اور اعراض وانکار کے متکبرانہ ردعمل پر سخت ترین خدائی گرفت وعذاب کا برہمی (غضبناک) اظہار و بیان۔

۳۰ تا ۳۱۔ جہنم کی نگرانی کے لیے انیس فرشتوں کی تعیناتی کا حکمت انگیز اظہار اس پر اہل ایمان ومنکرین کے مثبت اور منفی ردعمل کا الگ الگ تجزیۂ خاص کا تنبیہاتی ذکر۔

الف) گمراہی وہدایت کے حوالے سے خدائی تکوینی (مخفی) فیصلے کا حکمت آمیز اظہار۔

ب) خدائی بے حساب لشکروں کی حتمی تعداد کے متعلق علمِ خاص کا اعتقادی بیان۔

ج) جہنم کے احوال کا عبرت آمیز ذکر اور اس کی غرضِ خاص کا حکمتی اظہار۔

۳۲ تا ۳۸۔ مخصوص قسموں کے تاکیدی اظہار سے جہنم کے متعلق بیان کردہ حقیقت ونصیحت کا فکر انگیز ذکر۔

نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ

مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے۔اور ہم بکواس کرنے والوں کے ساتھ بکواس کیا کرتے تھے۔اور ہم

بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٤٦﴾ حَتّٰىٓ اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿٤٧﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ

انصاف کے دن کو جھٹلایا کرتے تھے۔یہاں تک کہ ہمیں موت آ پہنچی۔پس ان کو سفارش کرنے والوں

الشّٰفِعِيْنَ ﴿٤٨﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿٤٩﴾ كَاَنَّهُمْ

کی سفارش نفع نہ دے گی۔پس انہیں کیا ہو گیا کہ وہ نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں۔گویا کہ وہ بدکنے

حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ

والے گدھے ہیں۔جو شیر سے بھاگے ہیں۔بلکہ ہر ایک آدمی ان میں سے

مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾ كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٥٣﴾

چاہتا ہے کہ اسے کھلے ہوئے صحیفے دیئے جائیں۔ہرگز نہیں بلکہ وہ آخرت سے نہیں ڈرتے۔

كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿٥٥﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ

ہرگز نہیں بےشک یہ (قرآن) ایک نصیحت ہے۔پس جو چاہے اس کو یاد کر لے۔اور کوئی بھی یاد نہیں کر سکتا مگر

يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾ ع ۲ ۱۶

جبکہ اللہ ہی چاہے وہی جس سے ڈرنا چاہیے اور وہی بخشنے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ ٧٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَاتُهَا ٤٠ رُكُوْعَاتُهَا ٢

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴿١﴾ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿٢﴾ اَيَحْسَبُ

قیامت کے دن کی قسم ہے۔اور پشیمان ہونے والے شخص کی قسم ہے۔کیا

الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴿٣﴾ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ

انسان سمجھتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے۔ہاں ہم تو اس پر قادر ہیں کہ اس کی پور

بَنَانَهٗ ﴿٤﴾ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ﴿٥﴾ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ

پور درست کر دیں۔بلکہ انسان تو چاہتا ہے کہ آئندہ بھی نافرمانی کرتا رہے۔پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن

الْقِيٰمَةِ ﴿٦﴾ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿٧﴾ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿٨﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ

کب ہوگا۔پس جب آنکھیں چندھیا جائیں گی۔اور چاند بے نور ہو جائے گا۔اور سورج اور چاند اکٹھے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۹ تا ۴۷۔ اصحٰب الیمین (اہلِ جنت) کا بہشت میں مجرمینِ حق کے متعلق مکالمۂ خاص (باہمی گفتگو) کا ذکر اور اہلِ جہنم کا جواب میں بے موقع اعترافِ حقیقت (اعترافاتِ جُرم) کا عبرتی اظہار۔

۴۸۔ روزِ محشر منکرینِ حق کی کوئی سفارش کارآمد نہ ہونے کا تنبیہی اظہار۔

۴۹ تا ۵۳۔ نصیحتِ حق سے اعراض کرنے والے منکرین کی صفاتِ خبیثہ کا مثالیاتی طرز سے مذمتی ذکر اور اُنکی فکری گمراہی کا سخت نوٹس (گرفت) لیتے ہوئے اصل حقیقت آمیز صورت حال کا اظہار۔

۵۴ تا ۵۵۔ قرآن کریم کو نصیحتِ عام (وخاص) قرار دیتے ہوئے اس کو صدقِ دل سے تسلیم کر لینے کا ناصحانہ مشورہ۔

۵۶۔ ہدایت دینے اور قبول کرنے کے حوالہ سے خدائی مشیت (چاہت) کا حکیمانہ اسلوب (طریقۂ خاص) سے صفاتِ حقہ کے ذریعہ اظہار و بیان۔

سورۃ القیمۃ

۱ تا ۱۴۔ وقوعِ قیامت اور نفسِ لوّامہ کی حکمت آمیز قسموں کے اظہار سے انسان (منکرینِ آخرت) کی دوبارہ زندگی کے متعلق گمراہ فکری کا مذمتی اظہار اور ان کی تردید میں اعتقادی حقیقت کا زوردار اظہار۔

وَالْقَمَرُ ۝٩ يَقُولُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ۝١٠ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝١١
کیے جائیں گے۔ اس دن انسان کہے گا کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے۔ ہرگز نہیں کہیں پناہ نہیں۔
إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ۝١٢ يُنَبَّأُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ
اس دن آپ کے رب ہی کی طرف ٹھکانہ ہے۔ اس دن انسان کو بتا دیا جائے گا کہ وہ کیا لایا اور کیا
وَأَخَّرَ ۝١٣ بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ۝١٤ وَلَوْ أَلْقَىٰ
چھوڑ آیا۔ بلکہ انسان اپنے اوپر خود شاہد ہے۔ گو وہ کتنے ہی بہانے پیش
مَعَاذِيرَهُ ۝١٥ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۝١٦ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ
کرے۔ آپ (وحی ختم ہونے سے پہلے) قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجیے تاکہ آپ اسے جلدی جلدی لیں۔ بے شک اس کا جمع کرنا اور پڑھا
وَقُرْآنَهُ ۝١٧ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۝١٨ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۝١٩
دینا ہمارے ذمے ہے۔ پھر جب ہم اس کی قرأت کر چکیں تو اس کی قرأت کا اتباع کیجیے۔ پھر بیشک اس کا کھول کر بیان کرنا ہمارے ذمے ہے۔
كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ۝٢٠ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ ۝٢١ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ
ہرگز نہیں بلکہ تم تو دنیا کو چاہتے ہو۔ اور آخرت کو چھوڑتے ہو۔ کئی چہرے اس دن تر و تازہ
نَّاضِرَةٌ ۝٢٢ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝٢٣ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ۝٢٤ تَظُنُّ
ہوں گے۔ اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے۔ اور کتنے چہرے اس دن اداس ہوں گے۔ خیال کر رہے ہوں گے کہ
أَن يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝٢٥ كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝٢٦ وَقِيلَ مَنْ ۜ
ان کے ساتھ کمر توڑ دینے والی سختی کی جائے گی۔ نہیں نہیں جب کہ جان گلے تک پہنچ جائے گی۔ اور لوگ کہیں گے
رَاقٍ ۝٢٧ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝٢٨ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝٢٩ إِلَىٰ
کوئی جھاڑنے والا ہے۔ اور وہ خیال کرے گا کہ یہ وقت جدائی کا ہے۔ اور ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے
رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ۝٣٠ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ ۝٣١ وَلَٰكِن ع ١٧
لپٹ جائے گی۔ تیرے رب کی طرف اس دن چلنا ہوگا۔ پھر نہ تو اس نے تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی۔
كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝٣٢ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ۝٣٣ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ۝٣٤
بلکہ جھٹلایا اور منہ موڑا۔ پھر اپنے گھر والوں کی طرف اکڑتا ہوا چلا گیا۔ (اے انسان) تیرے لیے افسوس پر افسوس ہے۔
ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ۝٣٥ أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَن يُتْرَكَ سُدًى ۝٣٦
پھر تیرے لیے افسوس پر افسوس ہے۔ کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ وہ یونہی

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٥ تا ١٢۔ انسان (منکرینِ آخرت) کی فکری و عملی ڈھٹائی کا ذکر اور اُنکے وقوعِ قیامت کے متعلق سوال کا فکر انگیز و تنبیہاتی جواب کا برہمی اظہار نیز اُخروی ہولناک مناظر کا بیان۔

١٣ تا ١٥۔ آخرت میں احتسابِ عمل اور اُس روز کی بے کار معذرت کا تنبیہاتی ذکر۔

١٦ تا ١٩۔ آپ ﷺ کے اظہارِ شوق میں قرآن کو فوری یاد کرنے کی کوشش پر تسلی آمیز و مشفقانہ نصیحت کا اظہار۔

٢٠ تا ٢٥۔ منکرینِ حق کے آخرت کی بجائے دُنیوی عیش و عشرت کو ترجیح دینے پر تنبیہی سرزنش کا اظہار اور روزِ قیامت فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے مابین چہرے کے تاثراتی امتیاز کا تنبیہاتی ذکر۔

٢٦ تا ٣٠۔ منکرینِ اسلام کی تصدیقِ حق و اطاعت کی بجائے اُلٹا تکذیب و اعراض کے باغیانہ رویّے پر سخت اظہارِ افسوس اور مکرر تاکیدی ہلاکت کا فکر آمیز بیان۔

٣٦۔ آخرت میں انسان سے باز پرس کا تنبیہاتی اظہار۔

اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ
کیا وہ ٹپکتی منی کی ایک بوند نہ تھا۔ پھر وہ لوتھڑا بنا پھر اللہ نے اسے بنا کر
فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ
ٹھیک کیا۔ پھر اس نے مرد و عورت کا جوڑا بنایا۔ پھر کیا
ع ۲ / ۱۸ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾
وہ اللہ مردے زندہ کر دینے پر قادر نہیں۔

سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ اِحْدٰى وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾
انسان پر ضرور ایک ایسا زمانہ بھی آیا ہے کہ اس کا کہیں کچھ بھی ذکر نہ تھا۔
اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا
بے شک ہم نے انسان کو ایک مرکب بوند سے پیدا کیا ہم اس کی آزمائش کرنا چاہتے تھے پس ہم نے اسے
بَصِيْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ اِنَّآ اَعْتَدْنَا
سننے والا دیکھنے والا بنادیا۔ بے شک ہم نے اسے راستہ دکھا دیا یا تو وہ شکر گزار ہے اور یا ناشکرا۔ بیشک ہم نے
لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ﴿۴﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ
کافروں کے لیے زنجیریں اور طوق اور دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ بیشک نیک ایسی شراب کے پیالے پئیں گے جس میں
كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿۵﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا
چشمہ کافور کی آمیزش ہوگی۔ وہ ایک چشمہ ہوگا جس میں سے اللہ کے بندے پئیں گے اس کو آسانی سے بہا کر لے
تَفْجِيْرًا ﴿۶﴾ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ﴿۷﴾
جائیں گے۔ وہ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس کی مصیبت ہر جگہ پھیلی ہوئی ہوگی۔
وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا
اور وہ اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم
نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ
جو تمہیں کھلاتے ہیں تو خالص اللہ کے لیے نہ ہمیں تم سے بدلہ لینا مقصود ہے اور نہ شکر گزاری۔ ہم تو اپنے

خلاصۂ مفہوم آیات بہ مطابق آیت نمبر

۳۷ تا ۴۰۔ انسانوں کو ان کی مختلف مراحل کی تخلیقی اوقات کی یاد دہانی کراتے ہوئے دوبارہ ان کی بعثت (دوبارہ زندگی) کی قدرتِ خداوندی کا تنبیہی و اعتقادی اظہار۔

سورۃ الدہر

۱ تا ۳۔ انسان کی حالتِ عدم (جب اس کا وجود بھی نہ تھا) سے وجود کی تخلیقی حقیقت کا احسانی ذکر و یاد دہانی اور پھر اُسے راہِ حق کی امتیازی بصیرت عطا کرنے کا حکیمانہ اسلوب سے اظہار۔

۴۔ منکرینِ حق کی اُخروی سزا کا تنبیہی ذکر۔

۵ تا ۶۔ ان کے برعکس فرمانبرداروں کے لیے آخرت میں انعام و اکرام کا احسانی اظہار۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۷تا۱۱۔ ابرار (متقی) لوگوں کی صفات حسنہ (وخدا خوفی) سمیت ان کے فکر و عمل کے اعتبار سے جذبۂ اطاعت کا تحسینی طرز خاص سے بیان۔

۱۲تا۲۲۔ خدائی اطاعت پر اُسکی جانب سے اُن کے لیے آخرت میں نہ ختم ہونے والے انعامات و اکرام خاص کا سلسلہ وار پُر مسرت تفصیلی و احسانی اظہار و بیان۔

۲۳۔ قرآن مقدس کو تدریجی طور (آہستہ آہستہ) پر اُتارنے کا حکمت آمیز ذکر۔

مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝١٠ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ

رب سے ایک اداس (اور) ہولناک دن سے ڈرتے ہیں۔ پس اللہ اس دن کی مصیبت سے انہیں بچالے گا

وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ۝١١ وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ۝١٢

اور ان کے سامنے تازگی اور خوشی لائے گا۔ اور ان کے صبر کے بدلے ان کو جنت اور ریشمی پوشاکیں دے گا۔

مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۖ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ۝١٣

اس میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے نہ وہاں دھوپ دیکھیں گے اور نہ سردی۔

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ۝١٤ وَيُطَافُ

اور ان پر اس کے سائے جھک رہے ہوں گے اور پھلوں کے گوشے بہت ہی قریب لٹک رہے ہوں گے۔

عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ۝١٥ قَوَارِيرَا

اور ان پر چاندی کے برتن اور شیشے کے آبخوروں کا دور چل رہا ہوگا۔ شیشے بھی چاندی کے شیشے جو ایک

مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ۝١٦ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا

خاص انداز پر ڈھالے گئے ہوں گے۔ اور انہیں وہاں ایسی شراب کا پیالہ پلایا جائے گا جس میں سونٹھ کی

زَنجَبِيلًا ۝١٧ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ۝١٨ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ

آمیزش ہوگی۔ وہ وہاں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے۔ اور ان کے پاس سدا رہنے والے لڑکے

مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ۝١٩ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ

(خادم) گھومتے ہوں گے جب تو ان کو دیکھے گا تو خیال کرے گا کہ وہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ اور جب تو

رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ۝٢٠ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَ

وہاں دیکھے گا تو نعمت اور بڑی سلطنت دیکھے گا۔ ان پر باریک سبز اور موٹے ریشم کے لباس ہوں گے اور

إِسْتَبْرَقٌ ۖ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا

انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور انہیں ان کا رب پاک

ع ۲۲ ۱۹ طَهُورًا ۝٢١ إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا ۝٢٢

شراب پلائے گا۔ بے شک یہ تمہارے (نیک اعمال کا) بدلہ ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنزِيلًا ۝٢٣ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَ

بیشک ہم نے ہی آپ پر یہ قرآن تھوڑا تھوڑا اتارا ہے۔ پھر آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار کیا کریں اور

لَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿٢٤﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٢٥﴾

ان میں سے کسی بدکار یا ناشکرے کا کہنا نہ مانا کریں۔ اور اپنے رب کا نام صبح اور شام یاد کیا کریں۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿٢٦﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ

اور کچھ حصہ رات میں بھی اس کو سجدہ کیجیے اور رات میں دیر تک اس کی تسبیح کیجیے۔ بے شک یہ لوگ دنیا کو

الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿٢٧﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَ

چاہتے ہیں اور اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو چھوڑتے ہیں۔ ہم ہی نے انہیں پیدا کیا اور ان کے جوڑ بند

شَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿٢٨﴾ اِنَّ هٰذِهٖ

مضبوط کر دیئے اور جب ہم چاہیں ان جیسے ان کے بدلے اور لا سکتے ہیں۔ بے شک یہ ایک

تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿٢٩﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ

نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کرے۔ اور تم جب ہی چاہو گے

اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٣٠﴾ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ

جب اللہ چاہے گا بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔ جس کو چاہتا ہے اپنی

ع ٢ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿٣١﴾

رحمت میں داخل کرتا ہے اور ظالموں کے لیے تو اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — خَمْسُوْنَ اٰيَةً فِيْهَا رُكُوْعَانِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿١﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿٢﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ﴿٣﴾

ان ہواؤں کی قسم ہے جو نفع پہنچانے کے لیے بھیجی جاتی ہیں۔ پھر ان ہواؤں کی جو تندی سے چلتی ہیں۔ اور ان ہواؤں کی جو بادلوں کو اٹھا کر پھیلاتی

فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿٤﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿٥﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ﴿٦﴾ اِنَّمَا

ہیں۔ پھر ان ہواؤں کی جو بادلوں کو متفرق کر دیتی ہیں۔ پھر ان ہواؤں کی جو (دل میں) اللہ کی یاد کا القاء کرتی ہیں۔ الزام اتارنے یا ڈرانے کیلئے۔

تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ﴿٨﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿٩﴾

جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور ہونے والا ہے۔ پس جب ستارے مٹا دیئے جائیں گے۔ اور جب آسمان پھٹ جائیں گے۔

وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿١٠﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿١١﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿١٢﴾

اور جب پہاڑ اڑائے جائیں گے۔ اور جب رسول وقتِ معین پر جمع کیے جائیں گے۔ کس دن کیلئے تاخیر کی گئی تھی۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٢٤۔ اسلام دشمن لوگوں کی ایذا رسانیوں پر صبر کا حکم اور شریر و سرکش لوگوں کی باتوں کو خاطر میں نہ لانے کا ناصحانہ اظہار۔

٢٥ تا ٢٦۔ صبح و شام تسبیح اور دیگر اوقاتِ مخصوصہ میں عبادات کے اہتمام کی ناصحانہ تلقین کا ذکرِ خاص۔

٢٧۔ کفار کا دنیوی زندگی کو ترجیح دینے اور فکرِ آخرت کو نظر انداز کرنے کے حوالے سے مذمتی اظہار۔

٢٨۔ انسانی تخلیق اول کا ذکر کرتے ہوئے اُنکی جگہ دوسری تخلیقی قدرت کا تنبیہاتی ذکر۔

٢٩ تا ٣٠۔ ہر فکر و عمل میں خدائی مشیت (مرضی) و قدرت کا حکمت آمیز (صفاتِ خاصہ کے ذریعہ) اظہار و بیان۔

٣١۔ خوش نصیب وسعادتمندوں کو رحمتِ خاص سے نوازنے اور سرکشوں کے لیے دردناک عذاب کا تنبیہاتی ذکر۔

سورۃ المرسلات

١ تا ٧۔ پانچ مختلف قسموں کے تاکیدی اظہار سے روزِ قیامت کے یقینی وقوع کی خبر صادق کا ذکر۔

٨ تا ١٢۔ قیامت کے ہولناک مناظر کا فکر انگیز تنبیہی اظہار۔

لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿١٣﴾ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿١٤﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
فیصلہ کے دن کے لیے۔اور آپکو کیا معلوم کہ فیصلہ کا دن کیا ہے۔اس دن جھٹلانے والوں کے لیے
لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٥﴾ أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ
تباہی ہے۔کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کر ڈالا۔پھر ہم ان کے پیچھے دوسروں کو
الْآخِرِينَ ﴿١٧﴾ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ﴿١٨﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
چلائیں گے۔مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں۔اس دن جھٹلانے والوں کے لیے
لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٩﴾ أَلَمْ نَخْلُقكُّم مِّن مَّآءٍ مَّهِينٍ ﴿٢٠﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِي
تباہی ہے۔کیا ہم نے تمہیں ایک ذلیل پانی سے نہیں پیدا کیا؟ پھر ہم نے اس کو ایک محفوظ
قَرَارٍ مَّكِينٍ ﴿٢١﴾ إِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُومٍ ﴿٢٢﴾ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُونَ ﴿٢٣﴾
ٹھکانے میں رکھدیا۔ایک معین اندازے تک۔پھر ہم نے اندازہ لگایا تو ہم تو کیسے اچھے اندازہ لگانے والے ہیں۔
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٤﴾ أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾
اس دن جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے۔کیا ہم نے زمین کو جمع کرنے والی نہیں بنایا؟
أَحْيَآءً وَّأَمْوٰتًا ﴿٢٦﴾ وَّجَعَلْنَا فِيهَا رَوٰسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّأَسْقَيْنٰكُم
زندوں اور مردوں کو۔اور ہم نے اس میں مضبوط اونچے اونچے پہاڑ رکھ دیئے اور ہم نے تمہیں
مَّآءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٨﴾ انطَلِقُوٓا إِلٰى
میٹھا پانی پلایا۔اس دن جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے۔اس (دوزخ) کی طرف چلو
مَا كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٩﴾ انطَلِقُوٓا إِلٰى ظِلٍّ ذِي ثَلٰثِ
جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ایک سائبان کی طرف چلو جسکے تین
شُعَبٍ ﴿٣٠﴾ لَّا ظَلِيلٍ وَّلَا يُغْنِي مِنَ اللَّهَبِ ﴿٣١﴾ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ
حصے ہیں۔نہ وہ سایہ کرے اور نہ تپش سے بچائے۔بے شک وہ محل جیسے انگارے
كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾ كَأَنَّهُ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿٣٣﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٤﴾
پھینکے گی۔گویا کہ وہ زرد اونٹ ہیں۔اس دن جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے۔
هٰذَا يَوْمُ لَا يَنطِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ﴿٣٦﴾
یہ وہ دن ہے جس میں بات بھی نہ کرسکیں گے۔اور نہ انہیں عذر کرنے کی اجازت ہوگی۔

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۳تا۱۹۔ فیصلے کے دن (قیامت) کی طرف توجہ خاص دلاتے ہوئے منکرینِ حق کی ہلاکت وبربادی کے حوالۂ خاص (سابقہ مجرمین کی ہلاکت) سے مکرر تنبیہاتی اظہار۔

۲۰تا۲۴۔ انسان کو اُس کے مادۂ تخلیق کی یاددہانی کراتے ہوئے بقیہ مراحل خاص کے حوالہ سے قدرتِ خاص کا ذکر اور انکارِ حق کے مُجرموں کے لیے اُخروی ہلاکت کی تنبیہ۔

۲۵تا۲۸۔ زمین کے فوائدِ خاص کے ساتھ پہاڑوں کی بامقصد تخلیق اور پانی جیسی عظیم نعمت کا احسانی اظہار اور انکارِ حق کے مُجرمین کے لیے اُخروی تباہی کا عبرت آمیز بیان۔

۲۹تا۳۴ ۔ روزِ محشر کفار کو خطرناک عذاب کی طرف دھکیلنے اور ہانکنے جیسے عبرتناک احوالِ خاص کا تنبیہاتی ذکر اورنارِ جہنم کی ہولناکی کا خصوصی تذکرہ نیز انکارِ حق کے مجرموں کے لیے اُخروی تباہی کا عبرت آمیز بیان۔

۳۵تا۳۷۔ روزِ قیامت منکرین کیلئے بولنے سمیت معذرت پر بھی پابندی کا عبرتی وتنبیہی اظہار اور انکارِ حق کے مجرموں کے لیے اُخروی تباہی کا عبرت آمیز بیان۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٧﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ
اس دن جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے۔یہ فیصلہ کا دن ہے ہم تمہیں اور پہلوں کو جمع
وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٨﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿٣٩﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
کریں گے۔پس اگر تمہارے پاس کوئی تدبیر ہے تو مجھ پر کر دیکھو۔اس دن جھٹلانے والوں کے لیے
ع ۱ / ۲۱ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٠﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٤١﴾ وَّفَوَاكِهَ
تباہی ہے۔بے شک پرہیزگار ٹھنڈی چھاؤں اور چشموں میں ہوں گے۔اور میووں میں
مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٤٢﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾ اِنَّا
جو وہ چاہیں گے۔مزے سے کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے جو تم کرتے رہے۔بے شک ہم
كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٥﴾ كُلُوْا
اسی طرح نیکو کاروں کو بدلہ دیتے ہیں۔اس دن جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے۔کھاؤ
وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٧﴾
اور چند روز فائدہ اٹھاؤ بے شک تم مجرم ہو۔اس دن جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے۔
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
اور جب ان سے کہا جاتا تھا کہ رکوع کرو تو رکوع نہ کرتے تھے۔اس دن جھٹلانے والوں
ع ۲ / ۲۲ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٩﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٠﴾
کے لیے تباہی ہے۔ پس اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے۔

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۸ تا ۴۰۔ اول تا آخر سب لوگوں کی اجتماعی حاضری کے دن کا ذکرِ خاص کرتے ہوئے کفار کو اس سے بچ نکل دکھانے کا طنز آمیز چیلنج اور انکارِ حق کے مجرموں کے لیے اُخروی تباہی کا عبرت آمیز بیان۔

۴۱ تا ۴۵۔ اہلِ ایمان متقین پر روزِ محشر خدائی سایۂ رحمت سمیت باقی انعاماتِ کا احسانی اظہار اور انکارِ حق کے مجرموں کے لیے اخروی تباہی کا عبرت آمیز اظہار۔

۴۶ تا ۴۷۔ مجرمین کو چند روز مہلتِ خاص دینے کا تنبیہی ذکر اور انکارِ حق کے مجرموں کے لیے اخروی تباہی کا عبرت آمیز تذکرہ۔

۴۸ تا ۴۹۔ دنیا میں خدائی حکم خاص کے آگے سر نہ جھکانے کے تنبیہاتی انجام کا ذکر اور انکارِ حق کے مجرموں کے لیے اخروی تباہی کا عبرت آمیز بیان۔

۵۰۔ قرآن کی صداقت برحق پر ایمان نہ لانے کی تنبیہاتی سرزنش کا برہمی اظہار۔

سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ﴿۲﴾ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ

کس چیز کی بابت وہ آپس میں سوال کرتے ہیں۔ اس بڑی خبر کے متعلق۔ جس میں وہ اختلاف

مُخْتَلِفُوْنَ ﴿۳﴾ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ﴿۵﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ

کررہے ہیں۔ ہرگز ایسا نہیں عنقریب وہ جان لیں گے۔ پھر ہرگز ایسا نہیں عنقریب وہ جان لیں گے۔ کیا ہم نے

الْاَرْضَ مِهٰدًا ﴿۶﴾ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ﴿۷﴾ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ﴿۸﴾ وَّجَعَلْنَا

زمین کو فرش نہیں بنایا۔ اور پہاڑوں کو میخیں۔ اور ہم نے تمہیں جوڑے جوڑے پیدا کیا۔ اور تمہاری نیند کو

نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ﴿۹﴾ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ﴿۱۰﴾ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿۱۱﴾

راحت کا باعث بنایا۔ اور رات کو پردہ پوش بنایا۔ اور دن کو روزی کمانے کے لیے بنایا۔

وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ﴿۱۲﴾ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿۱۳﴾ وَّاَنْزَلْنَا

اور ہم نے تمہارے اوپر سات سخت (آسمان) بنائے۔ اور ایک جگمگاتا ہوا چراغ بنایا۔ اور ہم نے بادلوں

مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿۱۴﴾ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ﴿۱۵﴾ وَّجَنّٰتٍ

سے زور کا پانی اتارا۔ تاکہ ہم اس سے اناج اور گھاس اگائیں۔ اور گھنے باغ

اَلْفَافًا ﴿۱۶﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ﴿۱۷﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ

اگائیں۔ بے شک فیصلہ کا دن معین ہو چکا ہے۔ جس دن صور میں پھونکا جائے گا پھر تم

فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّسُيِّرَتِ

گروہ درگروہ چلے آؤ گے۔ اور آسمان کھولا جائے گا تو (اس میں) دروازے ہو جائیں گے۔ اور پہاڑ

الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطّٰغِيْنَ

اڑائے جائیں گے تو ریت ہو جائیں گے۔ بے شک دوزخ گھات میں لگی ہے۔ سرکشوں کے لیے

مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾

ٹھکانہ ہے۔ کہ وہ اس میں ہمیشہ پڑے رہیں گے۔ نہ وہاں کسی ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ کسی پینے کی چیز کا۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ النباء

۱ تا ۵۔ کفار کے وقوع آخرت کے متعلق باہمی سوالات کا سخت نوٹس (گرفت) اور اسکے یقینی وقوع پر آنکھیں کھل جانے کا تنبیہاتی و عبرتی اظہار۔

۶ تا ۱۶۔ انسانوں کے لیے فائدہ مند خدائی تخلیقات عظیم و انعامات کا سلسلہ وار (دعوتی اسلوب سے) احسانی اظہار و بیان۔

۱۷ تا ۲۰۔ فیصلے کے دن (قیامت) کے وقوع پر اس وقت کے ہولناک مناظر کا عبرت آمیز اظہار۔

۲۱ تا ۲۶۔ سرکش لوگوں کے لیے جہنم کی سزائے طویل (لمبی) کا اسکی ہولنا کیوں سمیت تنبیہاتی بیان۔

إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾ جَزَآءً وِفَاقًا ﴿٢٦﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ

مگر گرم پانی اور بہتی پیپ۔ پوراپورا بدلہ ملے گا۔ بے شک وہ حساب کی امید نہ

حِسَابًا ﴿٢٧﴾ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ﴿٢٨﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ﴿٢٩﴾

رکھتے تھے۔ اور ہماری آیتوں کو بہت جھٹلایا کرتے تھے۔ اور ہم نے ہر چیز کو کتاب میں شمار کر رکھا ہے۔

فَذُوقُوا فَلَن نَّزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ﴿٣٠﴾ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ﴿٣١﴾ ربع

پس چکھو سو ہم تمہارے لیے عذاب ہی زیادہ کرتے رہیں گے۔ بے شک پرہیزگاروں کے لیے کامیابی ہے۔

حَدَآئِقَ وَأَعْنَابًا ﴿٣٢﴾ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ﴿٣٣﴾ وَكَأْسًا دِهَاقًا ﴿٣٤﴾

باغ اور انگور۔ اور نوجوان ہم عمر عورتیں۔ اور پیالے چھلکتے ہوئے۔

لَّا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا ﴿٣٥﴾ جَزَآءً مِّن رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿٣٦﴾

نہ وہاں بیہودہ باتیں سنیں گے اور نہ جھوٹ۔ آپ کے رب کی طرف سے حسب اعمال بدلہ عطا ہوگا۔

رَّبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَٰنِ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ

جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بڑا مہربان کہ وہ اس سے بات نہیں

خِطَابًا ﴿٣٧﴾ يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا

کر سکیں گے۔ جس دن جبرائیل اور سب فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے کوئی نہیں بولے گا مگر وہ

مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿٣٨﴾ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَن

جس کو رحمن اجازت دے گا اور وہ بات ٹھیک کہے گا۔ یہ یقینی دن ہے پس جو

شَآءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ مَآبًا ﴿٣٩﴾ إِنَّآ أَنذَرْنَاكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا يَوْمَ

چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانا بنالے۔ بے شک ہم نے تمہیں ایک عنقریب آنے والے عذاب سے ڈرایا

يَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا ﴿٤٠﴾ ع ٢

ہے۔ جس دن آدمی دیکھے گا جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا اور کافر کہے گا اے کاش میں مٹی ہو گیا ہوتا۔

سُورَةُ النَّازِعَاتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَأَرْبَعُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٢٧تا٣٠۔ کفار کی آخرت کے متعلق عقیدۂ حق کی تکذیب کا مذمتی ذکر اور اُنکے حوالے سے سخت سرزنش کا تنبیہاتی اظہار۔

٣١تا٣٦۔ ان کے برعکس اہل جنت (متقین) کے لیے جنت میں انعامات خاص کا احسانی و ترغیبی اظہار۔

٣٧۔ کُل کائنات کے مالکِ حقیقی کے سامنے کسی کو بھی (بغیر اجازت) لب کشائی (بولنے) کی جرأت نہ ہونے کا پُرہیبت اظہارِ خاص۔

٣٨۔ حتیٰ کہ رُوح سمیت جملہ ملائکہ کی بارگاہِ الٰہی میں باادب پیشی اور اُس لمحہ خاص انہیں بھی بلا اجازت بولنے کی جرأت نہ ہونے کا تنبیہاتی بیان۔

٣٩۔ قیامت کے برحق ہونے کا اعتقادی ذکر اور اس دن کیلئے تیاری کرنے کی تلقینِ خاص کا ذکر۔

٤٠۔ قریبی دن (قیامت) کے حوالہ سے جملہ حقائق واضح کر دینے کا تنبیہاتی اظہار کرتے ہوئے ہر انسان کو اس دن کے حوالے سے فکر کرنے کی ترغیبی نصیحت اور کفار کی اُس روز بے موقع و بے کار حسرتِ خاص کا عبرتی اظہار و بیان۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝١ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝٢ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝٣

جوڑوں میں گھس کر نکالنے والوں کی قسم ہے۔ اور بند کھولنے والوں کی۔ اور تیزی سے تیرنے والوں کی۔

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝٤ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝٥ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝٦ وقف لازم

پھر دوڑ کر آگے بڑھ جانے والوں کی۔ پھر ہر امر کی تدبیر کرنے والوں کی۔ جس دن کانپنے والی کانپے گی۔

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝٧ قُلُوْبٌ يَّوْمَىِٕذٍ وَّاجِفَةٌ ۝٨ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝٩ وقف لازم

اس کے پیچھے آنے والی پیچھے آئے گی۔ کئی دل اس دن دھڑک رہے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی۔

يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝١٠ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا

وہ کہتے ہیں کیا ہم پہلی حالت میں لوٹائے جائیں گے۔ کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہوجائیں

نَّخِرَةً ۝١١ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝١٢ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝١٣ وقف لازم

گے۔ کہتے ہیں کہ یہ تو اس وقت خسارہ کا لوٹنا ہوگا۔ پھر وہ واقعہ صرف ایک ہی ہیبت ناک آواز ہے۔

فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝١٤ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝١٥ اِذْ نَادٰىهُ وقف لازم

پس وہ اسی وقت میدان میں آموجود ہوں گے۔ کیا آپ کو موسیٰ کا حال معلوم ہوا ہے۔ جب کہ مقدس

رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝١٦ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝١٧

وادی طویٰ میں اس کے رب نے اسے پکارا۔ فرعون کے پاس جاؤ کیونکہ اس نے سرکشی کی ہے۔

فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰى اَنْ تَزَكّٰى ۝١٨ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝١٩

پس کہو کیا تیری خواہش ہے کہ تو پاک ہو۔ اور میں تجھے تیرے رب کی طرف راہ بتاؤں کہ تو ڈرے۔

فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۝٢٠ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝٢١ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۝٢٢

پس اس نے اس کو بڑی نشانی دکھائی۔ تو اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی۔ پھر کوشش کرتا ہوا واپس لوٹا۔

فَحَشَرَ فَنَادٰى ۝٢٣ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝٢٤ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ

پھر اس نے سب کو جمع کیا پھر پکارا۔ پھر کہا کہ میں تمہارا سب سے برتر رب ہوں۔ پھر اللہ نے اس کو

الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۝٢٥ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝٢٦ ءَاَنْتُمْ ع

آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا۔ بے شک اس میں اس کے لیے عبرت ہے جو ڈرتا ہے۔ کیا تمہارا

اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَاۤءُ بَنٰىهَا ۝٢٧ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۝٢٨ وَ

بنانا بڑی بات ہے یا آسمان کا جس کو ہم نے بنایا ہے۔ اسکی چھت بلند کی پھر اس کو سنوارا۔ اور

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ النّٰزعات

۱تا۹۔ فرشتوں کے حوالے سے پانچ طرح کی قسموں کے تاکیدی اظہار کے بعد وقوعِ قیامت کے یقینی ہونے اور اس کے بعض احوال کا تنبیہاتی ذکر۔

۱۰تا۱۲۔ آخرت کے متعلق کفار کی اعتقادی گمراہی کا مذمتی اظہار۔

۱۳تا۱۴۔ منکرینِ آخرت کے رد میں دو حرفی جوابی بیان (کہ قیامت کا برپا کرنا کوئی مشکل امر نہیں)

۱۵تا۱۹۔ حضرت موسیٰ کے بعض احوال اور اُنکی فرعون کو تبلیغِ حق کا واقعاتی ذکر۔

۲۰تا۲۶۔ معجزاتی نشانیوں کے اظہار کے باوجود فرعون کی طرف سے نافرمانی اور بغاوت و سرکشی کے متکبرانہ رویّہ کا مذمتی ذکر اور اس پر سخت خدائی گرفت کا عبرتی اظہار۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٢٧ تا ٣٣۔ منکرینِ آخرت کو مشاہداتی دلائلِ عظیم کے ذریعہ عقیدۂ معاد (دوبارہ زندہ اٹھائے جانے) کے حوالہ سے تنبیہی تفہیم (پوری توجہ سے سمجھانے) کا زوردار بیان۔

٣٤ تا ٣٦۔ روزِ قیامت انسان کے بے موقع اظہارِ حسرت کا عبرتی ذکر اور جہنم کو سب کے سامنے (منظرِ عام کے لیے) لانے کا تنبیہاتی اظہار۔

٣٧ تا ٤١۔ دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والے سرکشوں پر خدائی گرفت و عذاب کی تنبیہی یاددہانی اور آخرت کے متعلق خدا خوفی رکھنے والوں (اور نفس کو قابو میں رکھنے والوں) کے لیے اُخروی انعامِ عظیم کی خوشخبری۔

٤٢ تا ٤٤۔ کفار کے وقوعِ قیامت کے متعلق مہمل (فضول) سوال کا حقیقت آمیز تنبیہاتی جواب۔

٤٥ تا ٤٦۔ منکرینِ آخرت کے مشاہدۂ قیامت پر گذشتہ عرصۂ زندگی کے حوالہ سے (غیر واقعی) تأثرات کے حسرت انگیز اظہار کا ذکرِ خاص۔

سورۂ عبس

١ تا ١٠۔ اک واقعۂ خاص کے پسِ منظر میں خاتم الانبیاء ﷺ کی تربیتِ خاص کا لطیف پیرائے (شفقت آمیز تنبیہ) سے اظہار و بیان۔

وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا ﴿٢٩﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا ﴿٣٠﴾

اس کی رات اندھیری کی اور اس کے دن کو ظاہر کیا۔ اور اس کے بعد زمین کو بچھا دیا۔

اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰهَا ﴿٣١﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ﴿٣٢﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ

اس سے اس کا پانی اور اس کا چارا نکالا۔ اور پہاڑوں کو خوب جما دیا۔ تمہارے لیے اور تمہارے

وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٣﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ

چارپایوں کے لیے سامانِ حیات ہے۔ پس جب وہ بڑا حادثہ آئے گا۔ جس دن انسان اپنے کیے

الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿٣٥﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿٣٦﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٧﴾

کو یاد کرے گا۔ اور ہر دیکھنے والے کے لیے دوزخ سامنے لائی جائے گی۔ سو جس نے سرکشی کی۔

وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾ وَاَمَّا مَنْ

اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی۔ سو بے شک اس کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے۔ اور لیکن جو اپنے رب کے سامنے

خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ

کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور اس نے اپنے نفس کو بری خواہش سے روکا۔ سو بے شک اس کا ٹھکانا

هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ﴿٤٢﴾ فِيْمَ اَنْتَ

بہشت ہی ہے۔ آپ سے قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ اس کا قیام کب ہوگا۔ آپ کو اس کے ذکر سے کیا

مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿٤٣﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿٤٤﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿٤٥﴾

واسطہ۔ اس کے علم کی انتہا آپ کے رب ہی کی طرف ہے۔ بے شک آپ تو صرف اس کو ڈرانے والے ہیں جو اس سے

ع ٢ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ﴿٤٦﴾

ڈرتا ہے۔ جس دن اسے دیکھ لیں گے (تو یہی سمجھیں گے کہ دنیا میں) گویا ہم ایک شام یا اس کی صبح تک ٹھہرے تھے۔

سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً فِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ كَذَا اِلَخ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ ﴿١﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ﴿٢﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰىٓ ﴿٣﴾

پیغمبر چیں بجبیں ہوئے اور منہ موڑ لیا۔ کہ ان کے پاس ایک اندھا آیا۔ اور آپ کو کیا معلوم کہ شاید وہ پاک ہو جائے۔

أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنفَعَهُ الذِّكْرَىٰ ﴿٤﴾ أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَىٰ ﴿٥﴾ فَأَنتَ لَهُ
یا وہ نصیحت پکڑ لے تو اس کو نصیحت نفع دے۔ لیکن وہ جو پروا نہیں کرتا۔ سو آپ اس کے لیے توجہ کرتے
تَصَدَّىٰ ﴿٦﴾ وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّىٰ ﴿٧﴾ وَأَمَّا مَن جَاءَكَ يَسْعَىٰ ﴿٨﴾
ہیں۔ حالانکہ آپ پر اس کے نہ سدھرنے کا کوئی الزام نہیں۔ اور لیکن جو آپ کے پاس دوڑتا ہوا آیا۔
وَهُوَ يَخْشَىٰ ﴿٩﴾ فَأَنتَ عَنْهُ تَلَهَّىٰ ﴿١٠﴾ كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿١١﴾ فَمَن
اور وہ ڈر رہا ہے۔ تو آپ اس سے بے پروائی کرتے ہیں۔ ایسا نہیں چاہیے بے شک یہ تو ایک نصیحت ہے۔ پس جو
شَاءَ ذَكَرَهُ ﴿١٢﴾ فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿١٣﴾ مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿١٤﴾ بِأَيْدِي
وقف لازم
چاہے اس کو یاد کرے۔ وہ عزت والے صحیفوں میں ہے۔ جو بلند مرتبہ اور پاک ہیں۔ ان لکھنے والوں
سَفَرَةٍ ﴿١٥﴾ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ﴿١٦﴾ قُتِلَ الْإِنسَانُ مَا أَكْفَرَهُ ﴿١٧﴾ مِنْ أَيِّ
کے ہاتھوں میں۔ جو بڑے بزرگ نیکوکار ہیں۔ انسان پر خدا کی مار وہ کیسا ناشکرا ہے۔ اس نے کس چیز
شَيْءٍ خَلَقَهُ ﴿١٨﴾ مِن نُّطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ ﴿١٩﴾ ثُمَّ السَّبِيلَ
سے اس کو بنایا۔ ایک بوند سے اس کو بنایا پھر اس کا اندازہ ٹھہرایا۔ پھر اس پر راستہ
يَسَّرَهُ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ﴿٢١﴾ ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنشَرَهُ ﴿٢٢﴾ كَلَّا لَمَّا
آسان کر دیا۔ پھر اس کو موت دی پھر اس کو قبر میں رکھوایا۔ پھر جب چاہے گا اسکو اٹھا کر کھڑا کرے گا۔ ایسا
يَقْضِ مَا أَمَرَهُ ﴿٢٣﴾ فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ ﴿٢٤﴾ أَنَّا صَبَبْنَا
نہیں چاہیے اس نے تعمیل نہیں کی جو اس کو حکم دیا تھا۔ پس انسان کو اپنے کھانے کی طرف غور کرنا چاہیے۔ کہ ہم
الْمَاءَ صَبًّا ﴿٢٥﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ﴿٢٦﴾ فَأَنبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ﴿٢٧﴾
نے اوپر سے مینہ برسایا۔ پھر ہم نے زمین کو چیر کر پھاڑا۔ پھر ہم نے اس میں اناج اگایا۔
وَعِنَبًا وَقَضْبًا ﴿٢٨﴾ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ﴿٢٩﴾ وَحَدَائِقَ غُلْبًا ﴿٣٠﴾ وَفَاكِهَةً
اور انگور اور ترکاریاں۔ اور زیتون اور کھجور۔ اور گھنے باغ۔ اور میوے اور گھاس۔ تمہارے لیے اور
وَأَبًّا ﴿٣١﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ﴿٣٢﴾ فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ﴿٣٣﴾
تمہارے چار پایوں کے لیے سامان حیات۔ پھر جس وقت کانوں کا بہرا کرنے والا شور برپا ہوگا۔
يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَ
جس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا۔ اور اپنی ماں اور باپ سے۔ اور اپنی بیوی اور

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۱تا۱۶۔ قرآن کریم کی نصیحت عام سے جو فائدہ اٹھانا چاہے اس کی ترغیب کا ناصحانہ اظہار اور قرآن مجید کی عظمت و شان کا صفاتی پیرائے سے ذکرِ خاص۔

۱۷تا۲۳۔ ناشکرے و بے قدرے انسان کو تخلیقی اوقات و احسان یاد دلاتے ہوئے پھر اُسکو اپنے انجام کی طرف توجہ خاص دینے کا تنبیہی ذکر اور اپنے مالک حقیقی کے احکام بجا نہ لانے کا شکایاتی اظہار۔

۲۴تا۳۲۔ انسان پر اُس کے فوائد عامہ کے لیے مختلف خدائی انعاماتِ عظیمہ کا احسانی ذکرِ خاص۔

بَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ وُجُوهٌ

اپنے بیٹوں سے۔ ہر شخص کی ایسی حالت ہوگی جو اس کو اوروں کی طرف سے بے پروا کر دے گی۔ اور کچھ

يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ وَوُجُوهٌ

چہرے اس دن چمک رہے ہوں گے۔ ہنستے ہوئے خوش و خرم۔ اور کچھ چہرے

يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ

اس دن ایسے ہوں گے کہ ان پر گرد پڑی ہوگی۔ ان پر سیاہی چھا رہی ہوگی۔ یہی لوگ ہیں

الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾ ع

منکر نافرمان۔

سُورَةُ التَّكْوِيرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَهِيَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿١﴾ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ﴿٢﴾ وَإِذَا الْجِبَالُ

جب سورج کی روشنی لپیٹی جائے۔ اور جب ستارے گر جائیں۔ اور جب پہاڑ چلائے

سُيِّرَتْ ﴿٣﴾ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿٤﴾ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ﴿٥﴾ وَ

جائیں۔ اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں۔ اور جب جنگلی جانور اکٹھے ہو جائیں۔ اور

إِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿٦﴾ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ﴿٧﴾ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ

جب سمندر جوش دیے جائیں۔ اور جب جانیں جسموں سے ملائی جائیں۔ اور جب زندہ درگور لڑکی

سُئِلَتْ ﴿٨﴾ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ ﴿٩﴾ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿١٠﴾ وَإِذَا

سے پوچھا جائے۔ کہ کس گناہ پر ماری گئی تھی۔ اور جب اعمال نامے کھل جائیں۔ اور آسمان

السَّمَاءُ كُشِطَتْ ﴿١١﴾ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ﴿١٢﴾ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ﴿١٣﴾

کا پوست اتارا جائے۔ اور جب دوزخ دہکائی جائے۔ اور جب جنت قریب لائی جائے۔

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ﴿١٤﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿١٥﴾ الْجَوَارِ

تو ہر شخص جان لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔ پس میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے۔ سیدھے چلنے والے غیب ہو

الْكُنَّسِ ﴿١٦﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ﴿١٧﴾ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ﴿١٨﴾ إِنَّهُ

جانے والے ستاروں کی۔ اور قسم ہے رات کی جب وہ جانے لگے۔ اور قسم ہے صبح کی جب وہ آنے لگے۔ بیشک

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۳ تا ۴۲۔ وقوعِ قیامت اور اُس کے ہولناک احوال کا عبرتی و تنبیہی اظہار نیز اہل جنت اور اہل جہنم کے مابین (روزِ محشر) خوشی و غم کے اعتبار سے چہرے کے تاثراتی اظہار کا تنبیہاتی ذکرِ خاص۔

سورۃ التکویر

۱ تا ۱۴۔ قیامت برپا ہونے کے ہولناک مناظرِ عظیم کا فکر انگیز سلسلہ وار تنبیہاتی و عبرتی اظہار و بیان۔

۱۵ تا ۲۴۔ چار مخصوص قسموں کے تاکیدی ذکر سے قرآن کریم لانے والے سفیر خاص و مقرب (حضرت جبرائیلؑ) کی طاقت و عظمت کا صفاتی پیرائے سے اظہار اور خاتم الانبیاء ﷺ کے متعلق کفار کی بداعتقادی کا پُرزور (تردیدی) اظہار۔

لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝١٩ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝٢٠

یہ قرآن ایک معزز رسول کالایا ہوا ہے۔ جو بڑا طاقتور ہے عرش کے مالک کے نزدیک بڑے رتبہ والا ہے۔

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝٢١ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝٢٢ وَلَقَدْ رَاٰهُ

وہاں کا سردار امانت دار ہے۔ اور تمہارا رفیق کوئی دیوانہ نہیں ہے۔ اور اس نے اس کو کھلے کنارے

بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝٢٣ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝٢٤ وَمَا هُوَ

پر دیکھا بھی ہے۔ اور وہ غیب کی باتوں پر بخیل نہیں ہے۔ اور وہ کسی

بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝٢٥ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝٢٦ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

شیطان مردود کا قول نہیں ہے۔ پس تم کہاں چلے جا رہے ہو۔ یہ تو جہان بھر کے لیے نصیحت ہی

لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝٢٧ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝٢٨ وَمَا تَشَآءُوْنَ

نصیحت ہے۔ اس کے لیے جو تم میں سے سیدھا چلنا چاہے۔ اور تم تو جب ہی چاہو گے

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٢٩ ع ۱

کہ جب اللہ چاہے گا جو تمام جہان کا رب ہے۔

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝١ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝٢ وَاِذَا الْبِحَارُ

جب آسمان پھٹ جائے۔ اور جب ستارے جھڑ جائیں۔ اور جب سمندر ابل پڑیں۔ اور جب قبریں

فُجِّرَتْ ۝٣ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝٤ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ

اکھاڑ دی جائیں۔ تب ہر شخص جان لے گا کہ کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے

اَخَّرَتْ ۝٥ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝٦ الَّذِيْ

چھوڑ آیا۔ اے انسان تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے مغرور کر دیا۔ جس نے

خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝٧ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝٨

تجھے پیدا کیا پھر تجھے ٹھیک کیا پھر تجھے برابر کیا۔ جس صورت میں چاہا تیرے اعضا کو جوڑ دیا۔

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝٩ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝١٠ كِرَامًا

نہیں نہیں بلکہ تم جزا کو نہیں مانتے۔ اور بے شک تم پر محافظ ہیں۔ عزت والے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت

۲۳ تا ۲۷۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی حضرت جبرائیلؑ سے ان کی اصل شکل وصورت میں ملاقات وزیارت خاص کا ذکر اور آپ ﷺ کے متعلق کفار کی گمراہ فکری کی پُر زور تردید کا حقیقت آمیز بیان۔

۲۸ تا ۲۹۔ ہدایت و صراطِ مستقیم کی عطائے خاص کے متعلق خدائی مشیّت (چاہت ورضا) کے تکوینی (مخفی و پوشیدہ) فیصلے کا حکمت آمیز ذکرِ خاص۔

سورۃ الانفطار

۱ تا ۵۔ وقوعِ قیامت کے ہولناک احوال و واقعاتِ عظیم کا سلسلہ وار چشم کشا حقیقت سے اظہار اور اس روز حقیقتِ اعمال واضح ہونے کا تنبیہاتی اظہار۔

۶ تا ۹۔ انسان کو اسکی تخلیقی اوقات کی طرف خصوصی توجہ دلاتے ہوئے فکر آمیز حقیقت سے نصیحتِ خاص اور ان کی (کفار ومشرکین کی) اعتقادی بغاوت کا مذمتی وشکایاتی ذکر۔

۱۰ تا ۱۲۔ انسانوں پر نگرانی خاص سمیت اس کے ہر مرحلۂ زندگی کے دستاویزی ریکارڈ مرتب کرنے کا تنبیہاتی اظہار۔

خلاصہ مضمون آیات بمطابق آیت نمبر

۱۳ تا ۱۶۔ نیک و بدلوگوں کے الگ الگ انجام کا عبرتی ذکر۔

۱۷ تا ۱۹۔ جزائے اعمال کے یومِ خاص کا سوالیہ تنبیہ سے ذکر اور اُس روز خدائے وحدہ لاشریک کی صفتِ قہر و جلال کے عظمتی اظہار کا بیان۔

سورۃ المطففین

۱ تا ۶۔ معاشرے میں معاشی تخریب و فساد برپا کرنے والے (ناپ تول میں کمی کرنے والے) مجرمین پر خدائی ناراضگی کا تنبیہ خاص سے برہمی اظہار و بیان۔

۷ تا ۱۰۔ فُجّار (نافرمانوں) کے نامۂ اعمال کے دستاویزی ریکارڈ مرتب و محفوظ ہونے کا تنبیہاتی ذکر اور منکرینِ حق کی ہلاکت و بربادی کا عبرتی اظہار۔

۱۱ تا ۱۳۔ مکذبین (حق کو جھٹلانے والوں) کی فکری و عملی گمراہیوں کا حقیقت آمیز مذمتی اظہار۔

كَاتِبِيْنَ ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۱۳﴾ وَّ

اعمال لکھنے والے۔ وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔ بیشک نیک لوگ نعمت میں ہوں گے۔ اور

اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿۱۴﴾ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۱۵﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا

بےشک نافرمان دوزخ میں ہوں گے۔ انصاف کے دن اس میں داخل ہوں گے۔ اور وہ اس سے کہیں

بِغَآئِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ

جانے نہ پائیں گے۔ اور تجھے کیا معلوم انصاف کا دن کیا ہے۔ پھر تجھے کیا خبر کہ انصاف کا

ع ۱۹ / ۷ الدِّيْنِ ﴿۱۸﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾

دن کیا ہے۔ جس دن کوئی کسی کے لیے کچھ بھی نہ کر سکے گا اور اس دن اللہ ہی کا حکم ہوگا۔

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وَهِيَ سِتٌّ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾

کم تولنے والوں کے لیے تباہی ہے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیں تو پورا کریں۔

وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴿۳﴾ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ

اور جب ان کو ماپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔ کیا وہ خیال نہیں کرتے کہ وہ اٹھائے

مَّبْعُوْثُوْنَ ﴿۴﴾ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵﴾ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾

جائیں گے۔ اس بڑے دن کے لیے۔ جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ﴿۷﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ﴿۸﴾

ہرگز ایسا نہیں چاہیے بےشک نافرمانوں کے اعمال نامے سجین میں ہیں۔ اور آپ کو کیا خبر کہ سجین کیا ہے۔

كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ

ایک دفتر ہے جس میں لکھا جاتا ہے۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۔ وہ جو انصاف کے دن

بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۱۱﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾ اِذَا

کو جھٹلاتے ہیں۔ اور اس کو وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے بڑھا ہوا گناہگار ہے۔ جب

تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ

اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے پہلوں کی کہانیاں ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ ان کے (بُرے)

عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ﴿۱۴﴾ کَلَّاۤ اِنَّہُمۡ عَنۡ رَّبِّہِمۡ یَوۡمَئِذٍ

کاموں سے ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے۔ ہرگز نہیں بے شک وہ اپنے رب سے اس دن روک

لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّہُمۡ لَصَالُوا الۡجَحِیۡمِ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ یُقَالُ ہٰذَا الَّذِیۡ

دیئے جائیں گے۔ پھر بے شک وہ دوزخ میں گرنے والے ہیں۔ پھر کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ جسے

کُنۡتُمۡ بِہٖ تُکَذِّبُوۡنَ ﴿۱۷﴾ کَلَّاۤ اِنَّ کِتٰبَ الۡاَبۡرَارِ لَفِیۡ عِلِّیِّیۡنَ ﴿۱۸﴾ وَ

تم جھٹلاتے تھے۔ ہرگز نہیں بیشک نیکوں کے اعمال نامے علّیین میں ہیں۔ اور

مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا عِلِّیُّوۡنَ ﴿۱۹﴾ کِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ ﴿۲۰﴾ یَّشۡہَدُہُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿۲۱﴾

آپ کو کیا خبر کہ علّیین کیا ہے۔ ایک دفتر ہے جس میں لکھا جاتا ہے۔ اسے مقرب فرشتے دیکھتے ہیں۔

اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ ﴿۲۲﴾ عَلَی الۡاَرَآئِکِ یَنۡظُرُوۡنَ ﴿۲۳﴾ تَعۡرِفُ فِیۡ

بے شک نیکو کار جنت میں ہوں گے۔ تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔ آپ ان کے

وُجُوۡہِہِمۡ نَضۡرَۃَ النَّعِیۡمِ ﴿۲۴﴾ یُسۡقَوۡنَ مِنۡ رَّحِیۡقٍ مَّخۡتُوۡمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُہٗ

چہروں میں نعمت کی تازگی معلوم کریں گے۔ ان کو خالص شراب مہر لگی ہوئی پلائی جائے گی۔ اس کی مہر

مِسۡکٌ ؕ وَ فِیۡ ذٰلِکَ فَلۡیَتَنَافَسِ الۡمُتَنَافِسُوۡنَ ﴿۲۶﴾ وَ مِزَاجُہٗ مِنۡ

مشک کی ہوگی اور رغبت کرنے والوں کو اس کی رغبت کرنی چاہیے۔ اور اس میں

تَسۡنِیۡمٍ ﴿۲۷﴾ عَیۡنًا یَّشۡرَبُ بِہَا الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اَجۡرَمُوۡا

تسنیم ملی ہوگی۔ وہ ایک چشمہ ہے اس میں سے مقرب پئیں گے۔ بے شک نافرمان (دنیا میں)

کَانُوۡا مِنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یَضۡحَکُوۡنَ ﴿۲۹﴾ وَ اِذَا مَرُّوۡا بِہِمۡ یَتَغَامَزُوۡنَ ﴿۳۰﴾

ایمان داروں سے ہنسی کیا کرتے تھے۔ اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو آپس میں آنکھ سے اشارے کرتے تھے۔

وَ اِذَا انۡقَلَبُوۡۤا اِلٰۤی اَہۡلِہِمُ انۡقَلَبُوۡا فَکِہِیۡنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا رَاَوۡہُمۡ قَالُوۡۤا

اور جب اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جاتے تو ہنستے ہوئے جاتے تھے۔ اور جب ان کو دیکھتے تو

اِنَّ ہٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوۡنَ ﴿۳۲﴾ وَ مَاۤ اُرۡسِلُوۡا عَلَیۡہِمۡ حٰفِظِیۡنَ ﴿۳۳﴾ فَالۡیَوۡمَ

کہتے بے شک یہی گمراہ ہیں۔ حالانکہ وہ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ پس آج

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنَ الۡکُفَّارِ یَضۡحَکُوۡنَ ﴿۳۴﴾ عَلَی الۡاَرَآئِکِ ۙ یَنۡظُرُوۡنَ ﴿۳۵﴾

وہ لوگ جو ایمان لائے کفار سے ہنس رہے ہوں گے۔ تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۴ تا ۱۷۔ کفار کی نظریاتی (اعتقادی) گمراہی کا رد کرتے ہوئے ان پر خدائی ناراضگی کے باطنی اثرات ونقصانات کا نتائج کے حوالے سے تنبیہاتی اظہار۔

۱۸ تا ۲۸۔ اُنکے برعکس فرمانبردار اہلِ ایمان کے نامۂ اعمال کے دفتر خاص علیین کا ذکر کرتے ہوئے مقرّبین (ابرار) کے مقام ودرجۂ عظیم کا (حسین مناظر واکرام خاص سمیت) احسانی اظہار وبیان۔

۲۹ تا ۳۳۔ اہل جہنم کے دنیا میں اہلِ ایمان کے ساتھ مضحکہ خیز (طنزآمیز مذاقیہ طرز سے) رویۂ بد اور مساکین و فقراء پر منفی فکروعمل کے اظہار کی یاد دہانی کا حقیقت آمیز تنبیہاتی بیان۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳۴تا۳۶۔ روزِ قیامت اہلِ ایمان کے کفار سے (مشاہداتی مناظر کے پسِ منظر میں) بدلہ چکانے کا عبرتی اظہار۔

سورۃ الانشقاق

۱تا۶۔ روزِ محشر کے یقینی واقعات و احوال کا ہولناک مناظر سمیت تنبیہی ذکر ہر انسان کی اپنے ربِ حقیقی تک حاضری سے قبل کی گئی مثبت یا منفی (نیکی و بدی کے اعتبار سے) مشقت آمیز کاوش اور پھر اس کے سامنے پیشی کا تنبیہاتی اظہار۔

۷تا۱۵۔ اس روز نیک و بدلوگوں کے الگ الگ نتائج (اعمال نامہ کے اعتبار سے) اور اُسکے فوائد و انعامات (جنت کی پُرمسرت زندگی) یا نقصانات (جہنم کی سزا و خدائی ناراضگی کے اظہار) کا یکے بعد دیگرے (ترتیب وار) تنبیہاتی بیان۔

۱۶تا۲۰۔ تین مخصوص قسموں کے تاکیدی اظہار سے انسان کو اُسکی اوّل سے آخر تک زندگی کے مختلف مراحل کی پُرمشقت سیڑھیاں چڑھنے کا سبق آمیز تنبیہاتی ذکر اور تمام تر حقائق کے باوجود قبولِ حق نہ کرنے پر سرزنش کا اظہار۔

ع ۳۶/۸ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿۳۶﴾

آیا کافروں کو بدلہ دیا گیا ہے ان اعمال کا جو وہ کیا کرتے تھے؟

سُورَةُ الْانْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ هِيَ خَمْسٌ وَّ عِشْرُونَ اٰيَةً

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ﴿۱﴾ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿۲﴾ وَإِذَا الْأَرْضُ

جب آسمان پھٹ جائے گا۔ اور اپنے رب کا حکم سن لے گا اور وہ اسی لائق ہے۔ اور جب زمین پھیلا دی

مُدَّتْ ﴿۳﴾ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ﴿۴﴾ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿۵﴾

جائیگی۔ اور جو کچھ اس میں ہے ڈال دے گی اور خالی ہو جائے گی۔ اور اپنے رب کا حکم سن لے گی اور وہ اسی لائق ہے۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ﴿۶﴾ فَأَمَّا مَنْ

اے انسان تو اپنے رب کے پاس پہنچنے تک کام میں کوشش کر رہا ہے پھر اس سے جا ملے گا۔ پھر جس کا

أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ﴿۷﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ﴿۸﴾ وَيَنْقَلِبُ

اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا۔ تو اس سے آسانی کے ساتھ حساب لیا جائے گا۔ اور وہ اپنے

إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ﴿۹﴾ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ

اہل و عیال میں خوش واپس آئے گا۔ اور لیکن جس کو نامۂ اعمال پیٹھ پیچھے سے دیا گیا۔ تو وہ

يَدْعُو ثُبُورًا ﴿۱۱﴾ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ﴿۱۲﴾ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا ﴿۱۳﴾

موت کو پکارے گا۔ اور دوزخ میں داخل ہوگا۔ بے شک وہ اپنے اہل و عیال میں بڑا خوش و خرم تھا۔

۱۷ إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ ﴿۱۴﴾ بَلَىٰ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ﴿۱۵﴾

بے شک اس نے سمجھ لیا تھا کہ ہرگز نہ لوٹ کر جائے گا۔ کیوں نہیں بے شک اس کا رب تو اس کو دیکھ رہا تھا۔

فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿۱۶﴾ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿۱۷﴾ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾

پس شام کی سرخی کی قسم ہے۔ اور رات کی اور جو کچھ اس نے سمیٹا۔ اور چاند کی جب کہ وہ پورا ہو جائے۔

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۲۰﴾ وَإِذَا قُرِئَ

کہ تمہیں ایک منزل سے دوسری منزل پر چڑھنا ہوگا۔ پھر انہیں کیا ہوگیا کہ ایمان نہیں لاتے۔ اور جب

السجدة عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ﴿۲۱﴾ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ﴿۲۲﴾

ان پر قرآن پڑھا جائے تو سجدہ نہیں کرتے۔ بلکہ جو لوگ منکر ہیں جھٹلاتے ہیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ

اور اللہ خوب جانتا ہے وہ جو (دل میں) محفوظ رکھتے ہیں۔ پس انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو۔ مگر جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾ ع ۲۵

لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے ان کے لیے بے انتہا اجر ہے۔

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴿۲﴾ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ﴿۳﴾

آسمان کی قسم ہے جس میں برج ہیں۔ اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور اس دن کی جو حاضر ہوتا ہے اور اس کی

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ﴿۵﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا

جس کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ خندقوں والے ہلاک ہوئے۔ جس میں آگ تھی بہت ایندھن والی۔ جب کہ وہ

قُعُوْدٌ ﴿۶﴾ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ﴿۷﴾ وَمَا

اس کے کناروں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور وہ ایمانداروں سے جو کچھ کر رہے تھے اس کو دیکھ رہے تھے۔ اور ان

نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿۸﴾ الَّذِيْ

سے اسی کا تو بدلہ لے رہے تھے کہ وہ اللہ زبردست خوبیوں والے پر ایمان لائے تھے۔ وہ کہ جس

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۹﴾

کے قبضہ میں آسمان اور زمین ہیں اور اللہ ہر چیز پر شاہد ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ

بے شک جنہوں نے ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں کو ستایا پھر توبہ نہ کی تو ان کے لیے

عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ﴿۱۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلانے والا عذاب ہے۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ ذٰلِكَ

نیک کام بھی کیے ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہی

الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ﴿۱۱﴾ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَ

بڑی کامیابی ہے۔ بے شک تیرے رب کی پکڑ بھی سخت ہے۔ بے شک وہی پہلے پیدا کرتا ہے اور

آیۃ ۱۲

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۱تا۲۵۔ تلاوت قرآن پر کفار کے اظہارِ اطاعت کی بجائے انکار و تکذیب پر سخت خدائی گرفت و عذاب کا تنبیہاتی و عبرتی اظہار اور اُنکے برعکس مؤمنین صالحین کے جذبۂ اطاعتِ حق کے نتیجہ میں اُن کے لیے بے انتہا و بے حساب اجرِ عظیم کا پُرمسرت اعلان۔

سورۃ البروج

۱تا۹۔ چار مختلف الحقیقت قسموں کے اظہار سے اصحٰبُ الاخدود کے حوالہ سے عبرت آمیز واقعۂ خاص کا ذکر و بیان۔

۱۰تا۱۱۔ اہلِ ایمان پر عرصۂ حیات تنگ کرنے والوں (ظالموں) پر سخت اُخروی عذاب کا براہِ راست ذکر اور مؤمنین صالحین پر خدائی انعام و اکرامِ خاص کا احساناتی اظہار (اُخروی کامیابی)۔

۱۲تا۱۶۔ منکرینِ حق پر سخت خدائی گرفت (پکڑ) و انتقام کی تنبیہِ خاص اور خدائی صفاتِ عظیمہ و قدرت مطلقہ (کامل طاقت) کا عظمتی بیان۔

يُعِيدُ ﴿١٣﴾ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ﴿١٤﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ﴿١٥﴾ فَعَّالٌ

دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور وہی ہے بخشنے والا محبت کرنے والا۔ عرش کا مالک بڑی شان والا۔ جو چاہے

لِّمَا يُرِيدُ ﴿١٦﴾ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ﴿١٧﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ ﴿١٨﴾

کرنے والا۔ کیا آپ کے پاس لشکروں کا حال پہنچا۔ فرعون اور ثمود کے۔

بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ﴿١٩﴾ وَاللَّهُ مِن وَرَائِهِم مُّحِيطٌ ﴿٢٠﴾

بلکہ منکر تو جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اللہ ہر طرف سے ان کو گھیرے ہوئے ہے۔

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ﴿٢١﴾ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ﴿٢٢﴾ ع ۲۲ ۱

بلکہ وہ قرآن ہے بڑی شان والا۔ لوح محفوظ میں (لکھا ہوا ہے)۔

سُورَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ هِيَ سَبْعَ عَشْرَةَ آيَةً

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ﴿١﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ﴿٢﴾ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿٣﴾

آسمان کی قسم ہے اور رات کو آنے والے کی۔ اور آپ کو کیا معلوم رات کو آنے والا کیا ہے۔ وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے۔

إِن كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿٤﴾ فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿٥﴾

ایسی کوئی بھی جان نہیں کہ جس پر ایک محافظ مقرر نہ ہو۔ پس انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔

خُلِقَ مِن مَّاءٍ دَافِقٍ ﴿٦﴾ يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ﴿٧﴾

ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔ جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

إِنَّهُ عَلَىٰ رَجْعِهِ لَقَادِرٌ ﴿٨﴾ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ ﴿٩﴾ فَمَا لَهُ مِن قُوَّةٍ وَ

بے شک وہ اس کے لوٹانے پر قادر ہے۔ جس دن بھید ظاہر کیے جائیں گے۔ تو اس کے لیے نہ کوئی

لَا نَاصِرٍ ﴿١٠﴾ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿١١﴾ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿١٢﴾

طاقت ہوگی اور نہ کوئی مددگار۔ آسمان اور بارش والے کی قسم ہے۔ اور زمین کی جو پھٹ جاتی ہے۔

إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿١٣﴾ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿١٤﴾ إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ﴿١٥﴾

بے شک قرآن قطعی بات ہے۔ اور وہ ہنسی کی بات نہیں ہے۔ بے شک وہ ایک تدبیر کر رہے ہیں۔

وَأَكِيدُ كَيْدًا ﴿١٦﴾ فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿١٧﴾ ع ۱۷ ۱۱

اور میں بھی ایک تدبیر کر رہا ہوں۔ پس کافروں کو تھوڑے دنوں کی مہلت دے دو۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۷ تا ۲۰۔ گذشتہ دور کے سرکش لشکروں (بطورِ خاص فرعون اور قوم ثمود کے طاقتور لشکروں) پر خدائی گرفت کا تنبیہاتی و عبرتی ذکر اور موجودہ کفار (خصوصاً کفار مکہ) پر خدائی احاطۂ گرفت کا تنبیہی اظہار۔

۲۱ تا ۲۲۔ قرآن مقدس کی حفاظتِ خاص کا عظمتی اظہار و بیان۔

سورۃ الطارق

۱ تا ۴۔ دو مخصوص قسموں کے تنبیہی و تاکیدی اظہار سے ہر انسان پر نگرانِ خاص کی تعیناتی کا حکمت آمیز ذکر۔

۵ تا ۸۔ انسان کو اپنی تخلیقی اوقات (مادہ منویہ کے ذریعہ) یاد دہانی کراتے ہوئے اُسکی حیرت انگیز و انقلابی تبدیلیوں کا سبق آموز ذکر اور آخرت میں دوبارہ لوٹانے کی قدرتِ حقہ کا اعتقادی اظہار۔

۹ تا ۱۰۔ روزِ جزاء (قیامت کے دن) سب مخفی امور کے اظہار اور کسی کو بھی اُس دن سزا سے بچانے کی ہمت اور مدد کی ذاتی وجاہت و قدرت نہ ملنے کا تنبیہاتی ذکر۔

۱۱ تا ۱۴۔ آسمان و زمین (کی بالواسطہ) صفاتی قسموں کے تاکیدی اظہار سے قرآنی صداقت و حقیقت کا زوردار بیان۔

۱۵ تا ۱۷۔ کفار کی (مخفی سازشوں کے ذریعہ) اسلام دشمنی کا جواب تیز خدائی تدبیر خاص اور دشمنانِ حق کو ایک خاص حد تک مہلت دینے کا نصیحت آمیز تنبیہاتی اظہار۔

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴿۱﴾ الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۲﴾ وَالَّذِىْ

اپنے رب کے نام کی تسبیح کیا کر جو سب سے اعلیٰ ہے۔ وہ جس نے پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا۔ اور جس نے

قَدَّرَ فَهَدٰى ﴿۳﴾ وَالَّذِىْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ﴿۴﴾ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ﴿۵﴾

اندازہ ٹھہرایا پھر راہ دکھائی۔ اور وہ جس نے چارہ نکالا۔ پھر اس کو خشک چورا سیاہ کر دیا۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ﴿۶﴾ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا

البتہ ہم آپ کو پڑھائیں گے پھر آپ نہ بھولیں گے۔ مگر جو اللہ چاہے بے شک وہ ہر ظاہر اور چھپی بات کو

يَخْفٰى ﴿۷﴾ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ﴿۸﴾ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ﴿۹﴾

جانتا ہے۔ اور ہم آپ کو آسان شریعت کے سمجھنے کی توفیق دیں گے۔ پس آپ نصیحت کیجیے اگر نصیحت فائدہ دے۔

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ﴿۱۰﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ﴿۱۱﴾ الَّذِىْ يَصْلَى

جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ جلدی سمجھ جائے گا۔ اور اس سے بڑا بدنصیب الگ رہے گا۔ جو سخت

النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۱۳﴾ قَدْ اَفْلَحَ

آگ میں داخل ہوگا۔ پھر اس میں نہ تو مرے گا اور نہ جیئے گا۔ بے شک وہ کامیاب ہوا

مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ

جو پاک ہو گیا۔ اور اپنے رب کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی۔ بلکہ تم تو دنیا کی زندگی کو ترجیح

الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ

دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت بہتر اور زیادہ پائدار ہے۔ بے شک یہی پہلے صحیفوں

الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ ع ۱۹ ۱

میں ہے۔ (یعنی) ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفوں میں۔

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هِيَ سِتٌّ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ﴿۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ﴿۲﴾ عَامِلَةٌ

کیا آپ کے پاس سب پر چھا جانے والی (قیامت) کا حال پہنچا۔ کئی چہروں پر اس دن ذلت برس رہی ہوگی۔ محنت

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ الاعلیٰ

۱ تا ۵۔ خدائے برتر ذات اعلیٰ کے لیے تسبیح خاص کا ذکر عظیم اور اُس کی صفات مخصوصہ وقدرتِ خاص کا عظمتی اظہار و بیان۔

۶ تا ۸۔ آپ ﷺ پر وحیِ الٰہی (نزولِ قرآن) کے مخصوص طریقہ کار کا حکمت آمیز سہولیاتی واحسانی اظہار۔

۹۔ آپ ﷺ کو تبلیغ حق کا حکیمانہ اسلوب (طریقہ خاص) سے ناصحانہ حکمی اظہار۔

۱۰ تا ۱۳۔ نصیحتِ برحق سے فائدہ حاصل کرنے والے خوش نصیب سعادتمندوں کا توصیفی ذکر اور اعراض و انکار کرنے والے ازلی بدبختوں کا انجام سمیت تنبیہی وعبرتی اظہار۔

۱۴ تا ۱۵۔ نفس کو پاکیزہ بنانے والے ایمانداروں کی کامیابی اور اپنے رب کو یاد رکھتے ہوئے نماز کا اہتمام کرنے والے سعادتمندوں کا توصیفی ذکرِ خاص (مالی و بدنی پاکیزگی کے ساتھ نماز کے متعلق بعض امورِ خاص کا ذکر)۔

۱۶ تا ۱۷۔ آخرت کے مقابلہ میں دُنیوی زندگی کو ترجیح دینے پر اظہار برہمی (ناراضگی کا اظہار)

۱۸ تا ۱۹۔ فکرِ آخرت کی حقیقت آمیز نصائح کا گذشتہ صُحفِ عام و خاص میں موجود ہونے کا باحوالہ ذکر۔

نَاصِبَةٌ ۝۳ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵ لَيْسَ
کرنے والے تھکنے والے۔ دہکتی ہوئی آگ میں گریں گے۔ انہیں اُبلتے ہوئے چشمے سے پلایا جائے گا۔ ان کے لیے
لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝۶ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝۷
کوئی کھانا سوائے کانٹے دار جھاڑی کے نہ ہوگا۔ جو نہ فربہ کرتی ہے اور نہ بھوک کو دور کرتی ہے۔
وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝۸ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝۹ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝۱۰
کئی منہ اس دن ہشاش بشاش ہوں گے۔ اپنی کوشش سے خوش ہوں گے۔ اونچے باغ میں ہوں گے۔
لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝۱۱ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝۱۲ فِيْهَا سُرُرٌ
وقف لازم
وہاں کوئی لغو بات نہیں سنیں گے۔ وہاں ایک چشمہ جاری ہوگا۔ وہاں اونچے اونچے تخت
مَّرْفُوْعَةٌ ۝۱۳ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝۱۴ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝۱۵ وَّزَرَابِيُّ
ہوں گے۔ اور آبخورے سامنے چنے ہوئے۔ اور گاؤ تکیے قطار سے لگے ہوئے۔ اور مخملی فرش
مَبْثُوْثَةٌ ۝۱۶ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝۱۷ وَاِلَى السَّمَآءِ
بچھے ہوئے۔ پھر کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے بنائے گئے ہیں۔ اور آسمان کی طرف
كَيْفَ رُفِعَتْ ۝۱۸ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝۱۹ وَاِلَى الْاَرْضِ
کہ کیسے بلند کیے گئے ہیں۔ اور پہاڑوں کی طرف کہ کیسے کھڑے کیے گئے ہیں۔ اور زمین کی طرف کہ
كَيْفَ سُطِحَتْ ۝۲۰ فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝۲۱ لَسْتَ عَلَيْهِمْ
کیسے بچھائی گئی ہے۔ پس آپ نصیحت کیجئے بے شک آپ تو نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپ ان پر کوئی
بِمُصَيْطِرٍ ۝۲۲ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ۝۲۳ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ
داروغہ نہیں ہیں۔ مگر جس نے منہ موڑا اور انکار کیا۔ سو اسے اللہ بہت بڑا عذاب
الْاَكْبَرَ ۝۲۴ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝۲۵ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝۲۶
ع ۱ ۲۶/۱۳
دے گا۔ بیشک ہماری طرف ہی ان کو لوٹ کر آنا ہے۔ پھر ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب لینا ہے۔

سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
وَالْفَجْرِ ۝۱ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝۲ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝۳ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝۴
فجر کی قسم ہے۔ اور دس راتوں کی۔ اور جفت اور طاق کی۔ اور رات کی جب وہ گزر جائے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ الغاشیہ

۱ تا ۱۶۔ وقوعِ قیامت کے متعلق تنبیہ آمیز خبرِ برحق کا ذکرِ خاص اور اُس دن انسانوں کے اعمال کے پسِ منظر میں اُنکے دو مختلف نتائج کا سلسلہ وار یکے بعد دیگرے ترہیبی (خوف آمیز) و ترغیبی (رغبت آمیز) اظہار و بیان۔

۱۷ تا ۲۰۔ اونٹ کی تخلیقِ خاص کا احساتی اظہار کرتے ہوئے آسمان کی بلندی اور زمین کی حکمت آمیز ہمواری (دیکھنے اور فائدہ کے اعتبار سے) کو مشاہداتی عبرت سے دیکھنے کا ناصحانہ ذکر۔

۲۱ تا ۲۲۔ خاتم الانبیا ﷺ کو اپنے فرضِ منصبی کے حوالہ سے حقیقت آمیز ناصحانہ تلقین کا ذکر۔

۲۳ تا ۲۶۔ اِعراض و انکار کرنے والوں پر خدائی ناراضگی و گرفت کا تنبیہِ خاص سے ذکر و بیان۔

سورۃ الفجر

۱ تا ۵۔ پانچ مختلف قسموں کے تاکیدی اظہار سے اہلِ عقل کے لیے حصولِ نصیحت کا تنبیہاتی اظہار۔

هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝۵ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝۶

ان چیزوں کی قسم عقلمندوں کے واسطے معتبر ہے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝۷ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝۸ وَثَمُوْدَ

جو نسل ارم سے ستونوں والے تھے۔ کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا۔ اور ثمود کے ساتھ

الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝۹ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝۱۰ الَّذِيْنَ

جنہوں نے پتھروں کو وادی میں تراشا تھا۔ اور فرعون میخوں والوں کے ساتھ۔ ان سب نے

طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝۱۱ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝۱۲ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ

ملک میں سرکشی کی۔ پھر انہوں نے بہت فساد پھیلایا۔ پھر ان پر تیرے رب نے

سَوْطَ عَذَابٍ ۝۱۳ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝۱۴ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا

عذاب کا کوڑا پھینکا۔ بے شک آپ کا رب تاک میں ہے۔ لیکن انسان تو ایسا ہے کہ جب اسے اس کا

ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝۱۵ وَاَمَّآ

رب آزماتا ہے پھر اسے عزت اور نعمت دیتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت بخشی ہے۔ لیکن جب

اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝۱۶ كَلَّا

اسے آزماتا ہے پھر اس پر اس کی روزی تنگ کرتا ہے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔ ہرگز نہیں

بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝۱۷ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝۱۸

بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے۔ اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو۔

وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝۱۹ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝۲۰ كَلَّآ

اور میت کا ترکہ سب سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔ اور مال سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہو۔ ہرگز نہیں

اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝۲۱ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝۲۲

جب زمین کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دی جائے گی۔ اور آپ کے رب کا (تخت) آجائے گا اور فرشتے بھی صف بستہ چلے آئیں گے۔

وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۢ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ

اور اس دن دوزخ لائی جائے گی اس دن انسان سمجھے گا اور اس وقت اس کو سمجھنا کیا

الذِّكْرٰى ۝۲۳ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۝۲۴ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ

فائدہ دے گا۔ کہے گا اے کاش میں اپنی زندگی کے لیے کچھ آگے بھیجتا۔ پس اس دن اس کا سا عذاب

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۶ تا ۱۴۔ گذشتہ طاقتور ترین اقوام (عاد وثمود اور فرعون) کے اپنے اپنے وقتوں میں سرکشی بغاوت اور متکبرانہ مظالم سمیت انبیاء ورسل کی تکذیب ونافرمانی کے نتیجہ میں سخت خدائی گرفت وانتقام برحق کا عبرت آمیز تنبیہاتی اظہار وبیان۔

۱۵ تا ۱۶۔ انسان کی طبعی بے اعتدالی اور فکری پستی کا حقیقت آمیز مذمتی وشکایاتی ذکر۔

۱۷ تا ۲۰۔ منکرینِ حق کی اخلاقی و معاشرتی بے راہ روی اور کمزور طبقات کو نظر انداز کرنے کی غلط پالیسیوں پر سخت سرزنش کا تنبیہاتی ومذمتی اظہار۔

۲۱ تا ۲۲۔ روزِ محشر کی ہولناکی اور خدا پاک کی فرشتوں سمیت منظم آمد کا فکر انگیز ذکر۔

۲۳ تا ۲۴۔ جہنم کے لائے جانے کا تنبیہاتی ذکرِ خاص اور اس دن انسان کی بے موقع قبول نصیحت اور حسرتِ خاص کا عبرتی اظہار۔

اسلام اور سماجی خدمات

(زیرِ مطالعہ سورۃ الفجر آیت نمبر ۱۷ تا ۱۸)

اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء و رسلؑ مبعوث فرمائے وہ سب کے سب اپنے وقتوں میں جہاں نظریاتی، اعتقادی اور معاشرتی اصلاح کیلئے اپنی بھرپور محنت و جدوجہد کرتے تھے ساتھ ہی انسانی ہمدردی اور اخلاقی اقدار کے اعلیٰ تقاضوں کو بھی نبھاتے تھے، یہ اخلاقی اقدار اور مستحسن معاشرتی روایات ہر مذہبِ حق کا حصہ رہیں تا آنکہ خاتم الانبیاء ﷺ کو جو جامع، کامل و اکمل نظامِ حیات (بصورتِ قرآن مقدس) عطا فرمایا گیا ہے وہ ہر لحاظ سے ہمہ جہتی صفات حسنہ (اعتقادات، اخلاقیات اور معاملات) کا ایسا حسین مرقع ہے جو تمام مخلوقات (جن وانس، ملائکہ وغیرہ مل کر بھی اس پاکیزہ دستورِ حیات کو تشکیل دینے سے عاجز تھے، (ہیں اور مستقل میں بھی رہیں گے) ہر نبی ورسولؑ کو انسانیت کی اعلیٰ صفاتِ حسنہ سے مزین کیا گیا گویا وہ اپنے دور میں خلیفۃ اللہ ہوتا تھا اور انسانیت کی اخلاقیاتی معراج اُسی پر ختم ہوتی تھی۔ جبکہ امام الانبیاء ﷺ کو جملہ سابقہ انبیاء و رسلؑ کی تمام صفاتِ عالیہ سے اجتماعی خوبیوں کیساتھ جلوہ افروز کیا گیا کہ (آئندہ) تا قیامت کوئی انسانی ہستی اُس کمالِ بشریت کے مظہر اتم کی رفعت اور علوِ مرتبہ کو تو کُجا ان کی خاکِ پا کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ اللہ رب العزت نے اپنی آخری کتاب میں انسانی ہمدردی اور اخلاقی قدروں کے حوالہ سے کمال فکری تربیت کا اہتمام فرمایا ہے جو ان احسن اقدار سے پیچھے ہٹتا ہے اُس کو گویا اسفل السافلین کے درجہ میں ٹھہرا دیا جاتا ہے۔ امام الانبیاء ﷺ قبل از نبوت بھی کس اعلیٰ اخلاقیاتی اقدار کے مظہرِ اتم تھے اُس کو جاننے سمجھنے کیلئے احادیث وسیرتِ طیبہ کی تمام کتب میں اِس امر کی خصوصی نشاندہی زیرِ مطالعہ لائیں کہ آپ ﷺ کس قدر انسانی ہمدردی، غریب پروری اور حاجت مندوں کی ضروریات کا اہتمام فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو غیر معمولی طور پر آپ ﷺ کو اس کا باطنی ثقل (بوجھ کا اثر) محسوس ہوا (نفسیاتی لحاظ سے) آپ ﷺ نے جب پریشانی کا اظہار فرمایا تو آپ ﷺ کی ذہین ترین اور دانشمند خاتونِ اول امّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے جو منتخب و مستحسن بصیرت آمیز جملے کہے وہ تاریخ کے سینے میں انمٹ نقوش کی طرح محفوظ ہیں چنانچہ آپؓ نے فرمایا: ''آپ ہرگز نہ ڈریئے، خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا، آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، آپ کی صلہ رحمی بالکل محقق ہے، ہمیشہ آپ سچ

بولتے ہیں، لوگوں کے بوجھ اُٹھاتے ہیں یعنی دوسروں کے قرضے اپنے سر رکھتے ہیں اور ناداروں کی خبر گیری فرماتے ہیں، امین ہیں، لوگوں کی امانتیں ادا کرتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کا حق ادا کرتے ہیں؛ حق بجانب اُمور میں آپ ہمیشہ امین اور مددگار بنتے ہیں'' (بخاری و مسلم)۔ یہ سب کچھ عباداتی پسِ منظر میں نہیں کیا گیا تھا بلکہ عوام الناس کیلئے آپکی سماجی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرنے کا خوبصورت و مستحسن اظہار تھا اور عجیب امر یہ ہے کہ آپکی جملہ سماجی خدمات (جس کا ذکر امّ المومنین حضرت خدیجہؓ نے فرمایا) قبل از نبوۃ ہی کی تھیں، ظاہر ہے کہ اس وقت نہ اسلام تھا نہ مسلمان، سخت قسم کے بت پرست مشرکین پر ہی آپ ﷺ انسانی ہمدردی کے کمال مظاہرے فرما رہے تھے۔ بعد از اعلانِ نبوۃ و بعد از ظہورِ اسلام آپ ﷺ نے ان اخلاقِ فاضلہ کو کم کرنے کی بجائے زیادہ بڑھایا، گھٹایا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ اور خلفائے راشدینؓ کے دور میں طے شدہ پالیسی کو تا قیامت اسلامی نظام کی صورت میں نافذ کیا گیا ہے کہ کوئی اسلامی ریاست سماجی خدمات میں مذہبی امتیاز نہیں برتے گی بلکہ بلا تفریقِ مذاہب، انسانی ہمدردی اور اخلاقی روایات کو ہی فکراً و عملاً اپنانے کی پابند ہوگی۔ سماجی خدمات کے حوالہ سے اسلام کی تعلیمات بڑی واضح ہیں، اسلام سماجی خدمات کو نہ صرف مستحسن نظروں سے دیکھتا ہے بلکہ ترغیب بھی دیتا ہے اس پر عنداللہ اجر و ثواب عطا کیے جانے کا وعدہ کیا گیا ہے، ایسی اعلیٰ اخلاقی اقدار کو نظر انداز کرنے پر سخت وعید کا ذکر احادیث میں ملتا ہے، مثلاً فرمان نبوی ہے: ''نہیں ہے مومن وہ جو اپنا پیٹ بھرتا ہو اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو اُس کے پہلو میں'' (مشکوۃ صفحہ نمبر ۴۲۴)۔ اس حدیث کی تشریح میں علماء نے وضاحت کی ہے کہ پڑوسی خواہ کافر بھی ہو اس پر بھی اس حدیث کا اطلاق ہوتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ مومن بد اخلاق نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں کفار کے اعتقادی نظریات کی مذمت کے ضمن میں اُن کی اس معاشرتی بدسلوکی و بے رحمی پر بھی سخت تنقید فرمائی ہے، ارشادِ ربانی ہے، ترجمہ: ''لیکن جب اُسے آزماتا ہے پھر اُس پر اس کی روزی تنگ کرتا ہے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔ ہرگز نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو اور میت کا ترکہ سب سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہو'' (سورۃ الفجر آیت نمبر ۱۶ تا ۲۰)۔ ان آیاتِ مقدسہ میں اُن کفار کے اپنے معاشرہ میں بے رحمانہ بدسلوکی پر مبنی منفی رویوں کی سخت ترین مذمت فرمائی گئی ہے، اس طرح ارتکازِ دولت کیلئے ہوس

وحرص کی تمام حدود کو پامال کرنے کی فطری خباثت پر انتہائی سرزنش کی گئی ہے۔ گویا غریب پروری، انسانی ہمدردی کی اچھی اخلاقی روایات کو نظر انداز کر کے معاشرتی وسماجی لحاظ سے بے رحمانہ افکار واعمال پر خدائی ناراضگی سے انسانیت کو پیغام دیا گیا ہے کہ آخرت میں جہاں اعتقادی گمراہی باعثِ گرفت ٹھہرے گی اسی طرح انسانی ضروریات کے حوالے سے معاشرہ کے کمزور طبقات سے صرفِ نظر کرنے کا جُرم بھی عنداللہ قابلِ سزا ہوگا، ارشاد باری تعالیٰ ہے، ترجمہ: ''کیا آپ نے اُس کو دیکھا جو روزِ جزا کو جھٹلاتا ہے۔ پس وہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا'' (سورۃ الماعون آیت نمبر ۱ تا ۳)۔ اس میں اسی اعتقادی وسماجی بدعملی کی پرزور مذمت کی گئی ہے۔ اسلام میں (زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ سے ہٹ کر) نفلی عطیات کے ذریعہ معاشرہ کے تمام مظلوم طبقات کی سماجی ضروریات کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے محلّہ، علاقے یا شہر میں غریب لوگ بستے ہیں اگر چہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں۔ یتامیٰ، مساکین، حاجتمند، معاشی طور پر پریشان حال لوگوں پر آپ جو بھی خرچ کریں گے عنداللہ آپ کو ان شاء اللہ اجر ملے گا۔ اسلام تمام مذاہب سے زیادہ اخلاقی روایات کو فکراً وعملاً اپنانے کی ترغیب دیتا ہے، اگر ہم سماجی ومعاشرتی نظام کے متعلق تعلیماتِ اسلامیہ کو زیرِ مطالعہ لائیں تو اِس میں مظلوم وکمزور طبقات کے حوالے سے خدماتی سلسلے میں آپ کو کوئی تفریق (مذہبی امتیاز) دیکھنے کو نہیں ملے گی، آپ کوئی سڑک، ہسپتال، یا کمیونٹی کی سطح پر ادارہ جاتی سروسز جاری کرنا چاہتے ہیں تو بلا امتیاز خدمات بجالا سکتے ہیں (تاہم زکوٰۃ وصدقات واجبہ) سے اُن پر فنڈ لگانا درست نہیں، کیونکہ زکوٰۃ کی تملیک (مالک بنانا) ضروری ہے جبکہ ہسپتال یا کوئی ادارہ (بطور ادارہ) زکوٰۃ کا مالک نہیں بن سکتا، مزید تفصیلات کے لیے علماء ومفتیان کرام سے رجوع کیا جائے۔ اسلامی ممالک یا غیر مسلم ممالک جہاں بھی مسلمان بستے ہیں اُن کو سماجی خدمات میں ضرور حصہ لینا چاہیے بلکہ دینی طبقات کے راہنما حضرات (علماء، صلحاء ومشائخ) اس حوالہ سے اپنی اجتماعی ذمہ داریوں کا ادراک کریں۔ مقامِ افسوس ہے کہ سماجی خدمات جو اسلام کا اہم شعبہ ہے (بلکہ سنت انبیاءؑ وصلحاء ہے) اس سے صرفِ نظر کرنے کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ غیر مسلم Ngos (این جی اوز) انہی سماجی خدمات کے ذریعہ دیگر مخفی مقاصد (مذہبی نظریات وافکار کی اشاعت نیز معاشرتی اقدار کو بدلنے کے ناپاک منصوبوں) کو آگے بڑھانے میں کامیاب ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ کئی غریب ممالک میں ان سماجی خدمات کے

توسط سے غریب مسلمانوں کو عیسائیت کی طرف راغب کیا جاتا ہے اور لوگ معاذ اللہ مرتد ہو جاتے ہیں۔ مالی کمزوری، بھوک وافلاس بھی اسلام سے دور کر سکتا ہے، یہ کوئی انہونی بات نہیں بلکہ خود رسول اللہ ﷺ نے اس خطرہ سے امت کو آگاہ فرمادیا تھا کہ ﴿كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَكُوْنَ كُفْراً﴾ غیر مسلم کیا خود اسلامی ممالک میں غریب مسلمانوں کو شادی، تعلیم، ملازمت اور بیماری جیسی صورتحال میں مالی تعاون کے ذریعہ کئی افراد اُن کے اِس جال میں پھنس کر قادیانی، عیسائی وغیرہ بنتے دیکھے گئے ہیں۔ اس صورتحال سے دینی طبقہ کے ذمہ داروں کی آنکھیں کھلنی چاہییں اور وہ اسلام کے عطا کردہ سماجی ومعاشرتی خدماتی پہلوؤں کو اس کے لوازمات سمیت زندہ کریں، اپنے اردگرد کے کمزور طبقات کی ضرویات پر نظر رکھیں۔ دینی اداروں کی حفاظت وبقا اور دیگر دینی خدمات کو بھی جاری رکھتے ہوئے مخیر حضرات کو ان سماجی خدمات کی طرف راغب کرتے رہا کریں، بلکہ آج ضرورت ہے کہ امت مسلمہ کے فقہاء اور علماء قرآن مقدس میں بیان کردہ مصارفِ زکوۃ میں سے ایک (عملاً متروک) مؤلفۃ القلوب کو معروضی حالات کے پیشِ نظر پھر سے بحال کرنے پر غور وفکر فرمائیں (کیوں کہ اس وقت کے اجماعی مؤقف پر اسکو اُس وقت کی جس معروضی کیفیت کے باعث عملاً معطل کیا گیا تھا اُسی معروضی کیفیت کی حالت پیشِ نظر رکھتے ہوئے اسے دوبارہ بحال کرنے کی گنجائش پیدا ہو سکتی ہے) اس پر انتہائی توجہ کی ضرورت ہے کہ آج علماء کا اجماع جو کہے اس پر عمل کرنا وقت کا تقاضا سمجھا جائے۔ الغرض عیسائی مشنری، این جی اوز کے بالمقابل اسلامی جذبۂ خدمت کو متحرک کرنے کی اشد ضرورت ہے جو ہمیں اسلامی تعلیمات کے ذریعے عملی ورثے میں ملا ہے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۲۵تا۲۶۔ روزِ محشر کفار پر بے مثال خدائی گرفت و دردناک عذاب کا عبرت آمیز تنبیہی ذکر۔

۲۷تا۳۰۔ اُس دن خدائی اطاعت میں فنا نفسِ مطمئنہ پر خدائی کرم خاص و اعزازِ عظیم کا غیر معمولی احسانی اظہار (لازوال پُرمسرت اعلان)۔

عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ

کوئی بھی نہ دے گا۔ اور نہ اس کے جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا ہوگا۔ (ارشاد ہوگا) اے اطمینان

الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ

والی روح۔ اپنے رب کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں

فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾ ع ۱ / ۱۴

شامل ہو۔ اور میری جنت میں داخل ہو۔

سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وَهِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۃ البلد

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

۱تا۷۔ مخصوص تاکیدی قسموں کے اظہار سے انسان کی پُرمشقت مراحل سے جُڑی زندگی کے پسِ منظر میں اُسکو اپنی گمراہ فکری و خام خیالی کے اظہار سے باز آنے کی تلقینی و تنبیہی نصیحت کا ذکر۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿١﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿٢﴾ وَوَالِدٍ

اس شہر کی قسم ہے۔ حالانکہ آپ اس شہر میں مقیم ہیں۔ اور باپ کی اور اس کی

وَّمَا وَلَدَ ﴿٣﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ﴿٤﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ

اولاد کی قسم ہے۔ کہ بیشک ہم نے انسان کو مصیبت میں پیدا کیا ہے۔ کیا وہ خیال کرتا ہے کہ

لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ﴿٥﴾ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ﴿٦﴾

اس پر کوئی بھی ہرگز قابو نہ پا سکے گا۔ کہتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال برباد کر ڈالا۔

۸تا۱۰۔ انسانوں پر خدائی انعامات و احسانات خاص کی یاد دہانی کا حقیقت آمیز تنبیہاتی اظہار۔

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٧﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ﴿٨﴾ وَلِسَانًا

کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اسے کسی نے بھی نہیں دیکھا۔ کیا ہم نے اس کے لیے دو آنکھیں نہیں بنائیں۔ اور

۱۱تا۱۶۔ انسان کی خیر و بھلائی کے پُرکٹھن بلند وادیوں سے دور رہنے پر سرزنش کا ذکر اور امورِ خیر کی واضح نشاندہی کا اظہار۔

وَّشَفَتَيْنِ ﴿٩﴾ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴿١٠﴾ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿١١﴾ وَمَآ

زبان اور دو ہونٹ۔ اور ہم نے اسے دونوں راستے دکھائے۔ پس وہ (دین کی) گھاٹی میں سے نہ ہو کر نکلا۔ اور

اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿١٢﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿١٣﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ

آپ کو کیا معلوم کہ وہ گھاٹی کیا ہے۔ گردن کا چھڑانا۔ یا بھوک کے دن

مَسْغَبَةٍ ﴿١٤﴾ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿١٥﴾ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿١٦﴾ ثُمَّ

میں کھلانا۔ کسی رشتہ دار یتیم کو۔ یا کسی خاک نشین مسکین کو۔ پھر

كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا

وہ ان میں سے ہو جو ایمان لائے اور انہوں نے ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی اور رحم کرنے کی

بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

وصیت کی۔ یہی لوگ دائیں والے ہیں۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا

ع ۱ / ۲۰ / ۱۵ بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

وہی بائیں والے ہیں۔ انہیں پر چاروں طرف سے بندکی ہوئی آگ ہوگی۔

سُورَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ هِيَ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ﴿۱﴾ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا ﴿۲﴾ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا ﴿۳﴾

سورج کی اور اس کی دھوپ کی قسم ہے۔ اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آئے۔ اور دن کی جب وہ اس کو روشن کردے۔

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا ﴿۴﴾ وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا ﴿۵﴾ وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا ﴿۶﴾

اور رات کی جب وہ اس کو ڈھانپ لے۔ اور آسمان کی اور اس کی جس نے اس کو بنایا۔ اور زمین اور اس کی جس نے اس کو بچھایا۔

وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ﴿۷﴾ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ﴿۸﴾ قَدْ

اور جان کی اور اس کی جس نے اس کو درست کیا۔ پھر اس کو اس کی بدی اور نیکی سمجھائی۔ بے شک وہ

أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا ﴿۹﴾ وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا ﴿۱۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ

کامیاب ہوا جس نے اپنی روح کو پاک کرلیا۔ اور بے شک وہ غارت ہوا جس نے اس کو آلودہ کرلیا۔ ثمود نے اپنی

بِطَغْوَاهَا ﴿۱۱﴾ إِذِ انبَعَثَ أَشْقَاهَا ﴿۱۲﴾ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ

سرکشی سے (صالح کو) جھٹلایا تھا۔ جب کہ ان کا بڑا بدبخت اٹھا۔ پس ان سے اللہ کے رسول نے کہا کہ اللہ کی اونٹنی

نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا ﴿۱۳﴾ فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ

اور اس کے پانی پینے کی باری سے بچو۔ پس انہوں نے اس کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر ان پر ان کے

ع ۱ / ۱۵ / ۱۶ رَبُّهُم بِذَنبِهِمْ فَسَوَّاهَا ﴿۱۴﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ﴿۱۵﴾

رب نے ان کے گناہوں کے بدلے ہلاکت نازل کی پھر ان کو برابر کردیا۔ اور اس نے اس کے انجام کی پروا نہ کی۔

سُورَةُ اللَّيْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ إِحْدَىٰ وَعِشْرُونَ آيَةً

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ

رات کی قسم ہے جب کہ وہ چھا جائے۔ اور دن کی جبکہ وہ روشن ہو۔ اور اس کی قسم کہ جس نے نرو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۱۷ تا ۲۰۔ اصحٰبُ المیمنہ (اہلِ ایمان) اور اصحٰبُ المشئمہ (اہلِ کفر) کا ان کے اعمال و مساعی (کوشش) سمیت الگ الگ تجزیہ۔ برحق کا تنبیہاتی اظہار و بیان۔

سورۃ الشمس

۱ تا ۱۰۔ گیارہ مختلف الحقیقت اور فکر انگیز تاکیدی قسموں کے ذکر خاص سے انسان کو تزکیۂ نفس کی طرف رغبت کے ذریعہ خُدائی رضا و کامیابی حاصل کرنے اور نفس کو خُدائی نافرمانی سے دور رکھنے کا لطیف پیرائے سے ناصحانہ اظہار۔

۱۱ تا ۱۲۔ گذشتہ دور میں قومِ ثمود کی نافرمانی خاص طور پر اک بڑے بدبخت کے باغیانہ اقدامِ خاص کا مذمتی ذکر۔

۱۳ تا ۱۵۔ اس وقت کے رسول اللہ (حضرت صالحؑ) کی قوم کو اونٹنی خاص کے متعلق نصیحت لیکن قوم کی اجتماعی باغیانہ خودکشی (نافرمانی) پر خدائی سخت گرفت و انتقام کا عبرت آمیز بیان۔

سورۃ اللیل

۱ تا ۴۔ تین مختلف الحقائق کا تاکیدی قسموں کے اظہار سے انسان کی فکر و عمل کے اعتبار سے مساعی (کوشش و محنت) مختلف و متضاد ہونے کا حقیقت آمیز و فکر انگیز بیان۔

وَالْاُنْثٰۤى ۙ﴿۳﴾ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ؕ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۙ﴿۵﴾

مادہ کو بنایا۔ بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے۔ پھر جس نے دیا اور پرہیز گاری کی۔

وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۶﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ

اور نیک بات کی تصدیق کی۔ تو ہم اس کے لیے جنت کی راہیں آسان کر دیں گے۔ اور لیکن جس نے

وَاسْتَغْنٰى ۙ﴿۸﴾ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۹﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ؕ﴿۱۰﴾

بخل کیا اور بے پرواہ رہا۔ اور نیک بات کو جھٹلایا۔ تو ہم اس کے لیے جہنم کی راہیں آسان کر دیں گے۔

وَمَا يُغْنِىْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ؕ﴿۱۱﴾ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۫ۖ﴿۱۲﴾

اور اس کا مال اس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا جب کہ وہ گڑھے میں گرے گا۔ بے شک ہمارے ذمے راہ دکھانا ہے۔

وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ﴿۱۳﴾ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۚ﴿۱۴﴾

اور بے شک ہمارے ہی ہاتھ میں آخرت بھی اور دنیا بھی ہے۔ پس میں نے تمہیں بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا دیا۔

لَا يَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى ۙ﴿۱۵﴾ الَّذِىْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ؕ﴿۱۶﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا

جس میں صرف وہی بد بخت داخل ہوگا۔ جس نے جھٹلایا اور منہ موڑا۔ اور اس آگ سے وہ بڑا پرہیز گار

الْاَتْقَى ۙ﴿۱۷﴾ الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۚ﴿۱۸﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ

دور رہے گا۔ جو اپنا مال دیتا ہے تا کہ وہ پاک ہو جائے۔ اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں کہ

مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ۙ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۚ﴿۲۰﴾

جس کا بدلہ دیا جائے۔ وہ تو صرف اپنے سب سے برتر رب کی رضا مندی کے لیے دیتا ہے۔

ع ۲۱ ۱۷ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾

اور وہ عنقریب خوش ہو جائے گا۔

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ هِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالضُّحٰى ۙ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ؕ﴿۳﴾ وَ

دن کی روشنی کی قسم ہے۔ اور رات کی جب وہ چھا جائے۔ آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ بیزار ہوا ہے۔ اور

لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ؕ﴿۴﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؕ﴿۵﴾

البتہ آخرت آپ کے لیے دنیا سے بہتر ہے۔ اور آپ کا رب آپ کو (اتنا) دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

خلاصۂ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۵ تا ۷۔ خدائی اطاعت میں صفِ اول کے فرمانبرداروں کے اعمالِ خیر کا نتیجۂ خاص سمیت احسانی ذکر۔

۸ تا ۱۰۔ اُسکے برعکس راہِ حق میں انفاق کی بجائے بخل اور اعراض و انکار کے مجرموں پر خدائی ناراضگی کے باطنی نتیجۂ خاص کا تنبیہاتی اظہار۔

۱۱۔ آخرت میں مال و دولت کے کچھ بھی کام نہ آنے کی تنبیہ خاص کا ذکر۔

۱۲۔ ہدایتِ حق کی خدائی ذمہ داری کا فکر آمیز حکمتی اظہار۔

۱۳۔ دنیا و آخرت میں اختیارِ مطلق (کامل) کا پُر ہیبت اعتقادی ذکر۔

۱۴ تا ۱۸۔ خدائی عذاب (نارِ جہنم) سے ڈرانے کا تنبیہی ذکر اور اس میں داخل ہونے والے ازلی بدبختوں کی صفاتِ خبیثہ سمیت عبرتی اظہار اور اس کے برعکس جہنم سے بچنے والے خوش نصیبوں کا ان کی صفاتِ حسنہ سمیت توصیفی ذکر۔

۱۹ تا ۲۱۔ ادلے کا بدلہ دینے کی بجائے خالص خدائی رضا کے لیے مال خرچ کرنے والے انسان پر (بالخصوص سیدنا صدیق اکبرؓ) پر آخرت میں خدائی احسان و کرمِ خاص کا ترغیبی بیان۔

سورۃ الضحیٰ

۱ تا ۴۔ دو مخصوص قسموں کے تاکیدی اظہار سے کفار کی فکری گمراہی (کہ معاذ اللہ محمد ﷺ کو اُسکے رب نے چھوڑ دیا ہے) کی پُر زور تردید بلکہ آنے والا دور گذشتہ دور سے بہت بہتر رہے گا کے الفاظ سے آپکو تسلی آمیز خوشخبری کا ذکر۔

۵۔ دنیا و آخرت میں آپ ﷺ کی تکریم خاص سے بھرپور حوصلہ افزائی کا احسان آمیز بیان۔

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝۶ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝۷ وَ
کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا تھا پھر جگہ دی۔ اور آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا پھر (شریعت کا) راستہ بتایا۔ اور
وَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝۸ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝۹ وَاَمَّا
اس نے آپ کو تنگدست پایا پھر غنی کر دیا۔ پھر یتیم کو دبایا نہ کرو۔ اور
ع ۱ ۱۱ ۱۸ السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝۱۰ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝۱۱
سائل کو جھڑکا نہ کرو۔ اور ہر حال میں اپنے رب کے احسان کا ذکر کیا کرو۔

سُوْرَةُ الْاِنْشِرَاحِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝۲ الَّذِيْٓ
کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا۔ اور کیا آپ سے آپ کا وہ بوجھ نہیں اتار دیا۔ جس نے
اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝۳ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ
آپ کی کمر جھکا دی تھی۔ اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔ پس بے شک ہر مشکل کے ساتھ
يُسْرًا ۝۵ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۶ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝۷
آسانی ہے۔ بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ پس جب آپ (تبلیغ احکام سے) فارغ ہوں تو ریاضت کیجئے۔
ع ۱ ۸ ۱۹ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝۸
اور اپنے رب کی طرف دل لگائیے۔

سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۳
انجیر اور زیتون کی قسم ہے۔ اور طور سینا کی۔ اور اس شہر (مکہ) کی جو امن والا ہے۔
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝۴ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ
بے شک ہم نے انسان کو بڑے عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے۔ پھر ہم نے اسے سب سے نیچے
سٰفِلِيْنَ ۝۵ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ
پھینک دیا ہے۔ مگر جو ایمان لائے اور نیک کام کئے سو ان کے لیے تو

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۶۔ آپ ﷺ کے بچپن میں آپ ﷺ کی بھرپور عزت افزائی کا احسانی اظہار (یاد دہانی) (کہ یتیمی میں بھی آپ کی کیا ہی خوب عزت آمیز تربیت و پرورش ہوتی رہی گویا سب کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن کر رہے)

۷۔ جب آپ ﷺ صداقتِ حق کے متلاشی (تلاش میں) تھے تو آپ کو راہِ ہدایت سے نوازنے (بلکہ آنے والے وقت میں امام الہدیٰ بنانے) کی احسانی یاد دہانی کا ذکرِ خاص۔

۸۔ ابتداء میں مالی طور پر آپ ﷺ کی حاجات و ضروریات میں ظاہری و باطنی (استغناء) عطا کرنے کے احسانِ خاص کا بیان۔

۹ تا ۱۰۔ آئندہ ہمیشہ کے لیے یتیم اور سائل (فقیر و حاجت مند) پر خصوصی دستِ شفقت رکھنے کی تعلیمی و تربیتی نصیحت کا ذکر۔

۱۱۔ آپ ﷺ پر خدائی کرم وانعامات خاص کے پس منظر میں آپ ﷺ کو ہر دم اظہارِ تشکر بجا لاتے ہوئے دوسروں کے سامنے بھی اُسکے احسانی اظہار کی تلقین کا بیان۔

سورۃ الم نشرح

۱ تا ۳۔ آپ ﷺ پر کارِ نبوت (فرض منصبی کی ادائیگی) کو باسہولت بنانے کی غرض سے خصوصی انشراحِ صدر (دلی اطمینان و یقین کی غیر معمولی کیفیتِ خاص) اور مشکل ترین بوجھ کو ہلکا و آسان کر دینے کا احسانی اظہار و بیان۔

۴۔ خاتم الانبیاء ﷺ کو تاجِ شان و شوکت سے نوازنے (ہر سطح پر آپ کے پاکیزہ اسم مبارک کی باعزت رفعت و بلندی) کے احسانِ عظیم کا ذکرِ خاص۔

۵ تا ۸۔ مشکلات و مصائب کے بعد حصولِ سہولت کے نسخۂ عظیم کا فطرتی قاعدہ و اصول کا تاکیدی اظہار اور آپ ﷺ کو کارِ منصبی سے فراغت کے لمحات کو خاص عباداتی قرب میں قیمتی بنانے کی ناصحانہ تلقین و ہدایت کا ذکر۔

سورۃ التین

۱ تا ۴۔ چار خاص قسموں کے تاکیدی اظہار سے انسان کو تقویمِ خاص (ظاہری شکل و صورت کی کمال خوبصورتی سمیت دیگر باطنی خوبیوں سے) نوازنے کا احسانی اظہار و بیان۔

۵۔ انعاماتِ عظیم کے باوجود انسان کی خدائی احکام سے بغاوت و انکار کے نتیجۂ بد کا تنبیہاتی ذکر۔ (بلند اتنا کہ فرشتے بھی رشک کریں، نافرمانی میں اپنا وقار اتنا گنوایا کہ جانوروں سے بدتر ٹھہرا)

تکریمِ بنی آدم کی حقیقت

(زیرِ مطالعہ سورۃ التین)

اللہ پاک نے انسان کو کئی وجوہات سے (بقیہ اکثر مخلوقات پر) امتیازی شان وعظمت سے نوازا ہے جس کا ذکر خود قرآن کریم میں موجود ہے، ترجمہ: ''اور ہم نے اولادِ آدم کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت عطا کی ہے'' (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۷۰)۔ یہ وہ کلام برحق ہے جس کے عام فہم مفہوم ومطلب سے ہم نے اکثر طور پر لوگوں کو غلط تبصرہ کرتے سنا ہے کہ انسان (علی الاطلاق) گویا ہر انسان ساری مخلوقات سے افضل ہے۔ (اشرف المخلوقات ہے) ہمیں اس حقیقت کا سنجیدہ جائزہ لینا ہے اور نظریاتی وفکری اصلاح پیشِ نظر رکھنی ہے کہ ہر انسان کیسے اشرف المخلوقات ثابت ہوسکتا ہے؟ حالانکہ قرآن کریم میں لفظ افضل استعمال نہیں ہوا بلکہ ﴿كَثِيْرًا مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا﴾ (بہت سی مخلوقات پر فضیلت) اور وجہ فضیلت کو بھی علماء نے بیان کیا ہے مگر اس فکری غلطی کی اصلاح ضروری ہے کہ کیا ہر انسان اشرف المخلوقات ہے؟ اس کا ثبوت کہیں دستیاب نہیں، کیونکہ مخلوقات میں تو فرشتے، عرشِ الٰہی، انبیاء ورسل بھی آتے ہیں۔ تو اولادِ آدم میں نمرود، فرعون، ابوجہل، شداد جیسے اور سارے خدائی نافرمان، باغی وسرکش لوگ بھی آتے ہیں، تو یہ کیسے اشرف المخلوقات ٹھہریں گے جبکہ قرآن کریم میں ایسے لوگوں کو، ترجمہ: ''یہ تو چوپایہ جانوروں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں'' (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۷۹) قرار دیا ہے کسی کو بھی جب کسی اعزاز سے نوازا جاتا ہے تو اسے اس کا مستحق سمجھا جاتا ہے مگر جب وہ اسکے برعکس ٹھہرے تو وہ اعزاز اس سے چھین لیا جاتا ہے تبھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ البینۃ میں کفار ومشرکین (یہود ونصاریٰ وغیرہ) کو مخلوق میں سے بدترین افراد قرار دیتے ہوئے فرمایا ﴿اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ﴾۔ ان حقائق کی روشنی میں ہر انسان مطلقاً اشرف المخلوقات نہیں ہوسکتا۔ مفسرین علماء نے اس موقع پر اس سوال کے جواب میں (کہ فرشتوں اور انسانوں میں افضل کون ہے) اپنی تحقیقی رائے کچھ اسطرح بیان فرمائی ہے کہ انسانوں میں عام مؤمنین صالحین جیسے اولیاء اللہ وہ تمام فرشتوں سے افضل ہیں مگر خواص ملائکہ جیسے حضرت جبرائیلؑ، حضرت میکائیلؑ وغیرہ ان عام صالحین سے افضل ہیں باقی رہے کفار وفجار انسان وہ ظاہر ہے کہ فرشتوں سے تو کیا افضل ہوتے وہ تو جانوروں سے بھی اصل مقصدِ فلاح ونجات (کامیابی) میں افضل نہیں، ان کے متعلق قرآن کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ جانوروں کی

طرح ہیں بلکہ اُن سے بدتر ہیں (از معارف القرآن بحوالہ تفسیر مظہری)۔البتہ انسان احسن المخلوقات ہے جس کا اظہار ربِ کریم نے چارتا کیدی قسموں کے ساتھ فرمایا ہے کہ،ترجمہ:''ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا''۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو﴿احسنِ تقویم﴾ سے نوازا ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان جیسی کوئی ہستی کائنات میں پیدا نہیں کی۔اس حوالہ سے ایک واقعہ تفسیر عزیزی فارسی صفحہ ۳۰۲ پارہ نمبر ۳۰ (از معالم العرفان فی دروس القرآن) جلد نمبر ۲۰ صفحہ نمبر ۴۲۵ پر منقول ہے اور وہ یہ ہے عیسیٰ بن موسیٰ خلیفہ منصور عباسی کا ایک درباری چاندنی رات میں اپنی بیوی سے گفتگو کررہا تھا۔اچانک اس نے اپنی بیوی سے یوں کہا،ترجمہ:''اگر تو چاند سے زیادہ حسین نہ ہوتو تجھ پر تین طلاق'' بات تو اس نے کہہ دی مگر اس کا نتیجہ دوررس تھا۔بات خلیفہ کے دربار تک پہنچی کہ ایسا کہنے سے واقعی طلاق ہوگئی ہے یا نہیں،علماء سے فتویٰ لیا گیا۔تو انہوں نے کہا طلاق پڑ گئی ہے کیونکہ عورت چاند سے زیادہ حسین نہیں ہوسکتی،دربار میں امام ابوحنیفہؒ کے ایک شاگرد بھی موجود تھے۔خلیفہ خاص طور ان کی طرف متوجہ ہوئے کہ وہ اپنی رائے دیں تو انہوں نے بسم اللہ شریف پڑھ کر سورۃ التین کی ابتدائی آیات تلاوت کیں اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو﴿احسنِ تقویم﴾ فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کہ اللہ نے انسان جیسی کوئی ہستی کائنات میں پیدا ہی نہیں کی تو چاند ایک انسان سے زیادہ بہتر کیسے ہوسکتا ہے۔لہٰذا عورت چاند سے زیادہ حسین ہے اور اس پر طلاق نہیں پڑی یہ سن کر سب لوگ مطمئن ہوگئے کہ حقیقت یہی ہے کہ انسان بہترین مخلوق ہے مگر اس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ وہ اپنے فرائض منصبی فطری امور کے مطابق کرے۔

غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝٦ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ ۝٧ أَلَيْسَ اللَّهُ

بے انتہا بدلہ ہے۔ پھر اس کے بعد آپ کو قیامت کے معاملہ میں کون جھٹلا سکتا ہے۔ کیا اللہ

بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ ۝٨

سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں (ضرور ہے)۔

سُورَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۔ وَهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ آيَةً

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝١ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝٢

اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے سب کو پیدا کیا۔ انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا۔

اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝٣ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝٤ عَلَّمَ الْإِنسَانَ

پڑھیے اور آپ کا رب سب سے بڑھ کر کرم والا ہے۔ جس نے قلم سے سکھایا۔ انسان کو سکھایا

مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝٥ كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ ۝٦ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ ۝٧

جو وہ نہ جانتا تھا۔ ہرگز نہیں بے شک آدمی سرکش ہو جاتا ہے۔ جب کہ اپنے آپ کو غنی پاتا ہے۔

إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الرُّجْعَىٰ ۝٨ أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ ۝٩ عَبْدًا إِذَا

بے شک آپ کے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ کیا آپ نے اس کو دیکھا جو منع کرتا ہے ایک بندے کو جب

صَلَّىٰ ۝١٠ أَرَأَيْتَ إِن كَانَ عَلَى الْهُدَىٰ ۝١١ أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَىٰ ۝١٢

کہ وہ نماز پڑھتا ہے۔ بھلا دیکھو تو سہی اگر وہ راہ پر ہوتا۔ یا پرہیز گاری سکھاتا۔

أَرَأَيْتَ إِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝١٣ أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ ۝١٤

بھلا دیکھو تو سہی اگر اس نے جھٹلایا اور منہ موڑ لیا۔ تو کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔

كَلَّا لَئِن لَّمْ يَنتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝١٥ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ

ہرگز ایسا نہیں چاہیے اگر وہ باز نہ آیا تو ہم پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے۔ پیشانی جھوٹی

خَاطِئَةٍ ۝١٦ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ۝١٧ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝١٨ كَلَّا

خطا کار۔ پس وہ اپنے مجلس والوں کو بلا لے۔ ہم بھی موکلین دوزخ کو بلا لیں گے۔ ہرگز ایسا نہیں

لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِب ۩ ۝١٩

چاہیے آپ اس کا کہنا مانیے اور سجدہ کیجیے اور قرب حاصل کیجیے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

٦۔ ہاں مؤمنین صالحین اس صورت حال کے دوچار ہونے سے بچ گئے اور اُن پر خدائی انعام وکرم بے انتہاء کا احسانی اظہار۔

٧ تا ٨۔ واضح دلائل واتمام حجت کے بعد انکار آخرت کی کوئی گنجائش باقی نہ رہنے کی تنبیہ اور خدائی شہنشاہی کا حقیقت آمیز اعتقادی اظہار برحق کا بیان۔

سورۃ العلق

١ تا ٥۔ خاتم الانبیاء ﷺ پر ابتداء وحی کا تعلیمی وتربیتی سلسلۂ اظہار وبیان۔

٦ تا ٨۔ انسان کی سرکشی اور گمراہ فکری کا مذمتی ذکر اور اعتقادی اصلاح کا زور دار اظہار۔

٩ تا ١٢۔ خود نیکی وہدایت سے دور شخص کا اوروں کو بھی (خصوصاً امام الانبیاء ﷺ کو) نماز وعبادت سے روکنے والے بدبخت کا مذمتی ذکر (اور آپ ﷺ کے ہدایت وتقویٰ پر ہونے کا تصدیقی اظہار)

١٣ تا ١٨۔ تکذیب حق کے مجرمین پر نگرانی خاص کی تنبیہ، باز نہ آنے کی صورت میں (آنے والے وقتوں میں) باطل کے مقابلہ میں غلبۂ حق کی زور دار اطلاع خاص کا ذکر۔

١٩۔ کفار کی کسی گمراہ فکری کو خاطر میں لائے بغیر عباداتی قرب کے اہتمام کا ترغیبی حکم۔

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿١﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿٢﴾ لَيْلَةُ
بیشک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اُتارا ہے۔ اور آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے۔ شب
الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ﴿٣﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا
قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح نازل ہوتے ہیں
بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ﴿٤﴾ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿٥﴾
اپنے رب کے حکم سے ہر کام پر۔ وہ صبح روشن ہونے تک سلامتی کی رات ہے۔

سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانِيْ اٰيَاتٍ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ
اہل کتاب میں سے کافر اور مشرک لوگ باز آنے والے نہیں تھے
مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿١﴾ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا
یہاں تک کہ ان کے پاس کھلی دلیل آئے۔ یعنی ایک رسول اللہ کی طرف سے آئے جو
صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿٢﴾ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ﴿٣﴾ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
پاک صحیفے پڑھ کر سنائے۔ جن میں درست مضامین لکھے ہوں۔ اور اہلِ کتاب نے جو اختلاف کیا
الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿٤﴾ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا
وہ واضح دلیل آنے کے بعد۔ اور انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ
لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
اللہ کی عبادت کریں ایک رُخ ہو کر خالص اُسی کی اطاعت کی نیت سے اور نماز قائم کریں
وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ﴿٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ
اور زکوٰۃ دیں اور یہی محکم دین ہے۔ بے شک جو لوگ اہلِ الکتاب میں سے منکر ہوئے
اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ اُولٰٓئِكَ
اور مشرکین وہ دوزخ کی آگ میں ہوں گے اس میں ہمیشہ رہیں گے

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ القدر

۱ تا ۳۔ قرآن کو لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا کی طرف اتارنے کی شب (لیلۃ القدر) مخصوص کا دوہرے فکرِ عظمتی اظہار (قرآن بھی عظیم اور وہ شب بھی کیا خوب قدر والی جس میں یہ کتاب نازل ہوئی)۔

۴۔ لیلۃ القدر میں حضرت جبرائیل سمیت بقیہ فرشتوں کے خدائی اطاعت میں نزولِ خاص کا عظمتی ذکر۔

۵۔ سلامتی و امن اور برکاتِ خاصہ کے نزول کا شام سے صبح تک سلسلۂ عام کا احسانی اظہار۔

سورۃ البینۃ

۱ تا ۳۔ اہلِ کتاب سمیت جملہ کفار کی اپنے اپنے اعتقادی افکار پر ضد و ہٹ دھری کے پسِ منظر میں خاتم الانبیاء ﷺ کی تعلیمات و ہدایاتِ الٰہی سمیت آمد و بعثت کا تنبیہی ذکرِ خاص۔

۴ تا ۵۔ واضح ہدایات سمجھ لینے کے باوجود اہلِ کتاب کے دینِ حق میں ناجائز اختلاف و فرقہ بندی کا مذمتی ذکر اور دینِ حنیف کی تعلیمات و ہدایاتِ خداوندی کا تعلیمی اظہار و بیان۔

عظمتِ قرآن

(زیرِ مطالعہ سورۃ القدر)

اللہ پاک نے اپنی آخری کتاب کو آخری پیغمبر خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر آخری امت کے لیے بطورِ جامع و آفاقی دستورِ حیات بنا کر نازل فرمایا اس کی عظمتوں کا کیا کہنا۔ اس کی عجیب شان ہے جس رات میں اس کو اتارا اس قرآن کے نزول کی نسبت سے ہزار مہینوں سے افضل قرار پائی۔ ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ یہ رات چونکہ رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں شامل تھی تو اُسکی نسبت سے رمضان المبارک کا مہینہ بھی عظمت والا قرار پایا، خود باری تعالیٰ رمضان المبارک کا تعارف ان الفاظ سے کرواتے ہیں، شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ کہ جانتے ہو رمضان المبارک کونسا مقدس مہینہ ہے یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن کریم اتارا گیا گویا اس ماہ کو جو عظمت نصیب میں ملی وہ بھی قرآن کی نسبت سے عطا ہوئی اور مزید اس کی عظمت دیکھیے کہ اس کا نزول بھی امام الانبیاء خاتم الانبیاء ﷺ پر ہوا جو سارے انبیاء و رسل سے افضل ٹھہرائے گئے ہیں اسی نسبت سے یہ امتِ محمد یہ بھی خیر الامم تسلیم کی جاتی ہے، یہ قرآن مقدس اتنی عظمتوں کا حامل ہے کہ سارے لوگ مل کر بھی اس کی صفاتِ عالیہ کا احاطہ نہیں کر سکتے، چونکہ یہ کلامِ الٰہی ہے جو اس کی صفتِ خاص ہے۔ جیسے خدا پاک کی ذات لامحدود ہستی ہے ایسے ہی اُسکی ہر صفت بھی لامحدود تو قرآن پاک کی عظمت بھی لامحدود ہے۔ یہ وہ عظیم بلند مرتبہ مقدس کتاب ہے کہ جو بھی اِس کی طرف منسوب ہوا وہ رتبہ پا گیا کہ اس کی نسبت ہی اتنی اونچی ہے جس کا احاطہ کرنے سے یہ زبان و قلم دونوں عاجز ہیں، آپ دیکھیے دنیا میں ریشم یا کوئی دوسرا قیمتی ترین کپڑا آپ کے ہاتھوں سے گر جائے تو آپ اس کو جھاڑ صاف کر کے رکھ دینگے آنکھوں یا سینے سے نہیں لگائیں گے جبکہ دنیوی اعتبار سے عام کپڑا جب قرآن پاک کا غلاف بنالیا جائے اور وہ غلطی سے نادانستہ کسی کے ہاتھ سے پھسل کر نیچے گر جائے تو ایک عام جاہل سے انسان کے اوسان بھی خطا ہونے لگتے ہیں اور وہ اُسے بار بار آنکھوں سے لگاتا ہے سینے سے چمٹاتا ہے وہ ایسا کیوں کر رہا ہوتا ہے۔ اسے کپڑے کی حیثیت معلوم ہوتی ہے مگر وہ اسکی موجودہ نسبت (کہ یہ اب قرآن کریم سے جُڑا ہوا ہے) کے باعث سر آنکھوں پہ رکھ کر اس کی نسبتی عظمت کا اعتراف کر رہا ہوتا ہے، دُنیا کے کسی قیمتی ترین کاغذ پر آپ کوئی عام سا مضمون لکھ دیں وہ آپ کے ہاتھ سے گر جائے تو آپ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا مگر عام سادہ سے کاغذ پر آپ بسم اللہ لکھ دیں وہ خدانخواستہ آپ کے ہاتھوں سے گر جائے تو آپ بار بار استغفار کریں گے وجہ وہی نسبت ہے جو اس کاغذ کی خدائی کلام سے ہوگئی جلد قرآن سے جڑ جائے وہ قیمتی بن جائے (نسبت کی وجہ سے) جس درسگاہ میں قرآن پڑھایا جائے وہ درسگاہ عظمت والی، جس تپائی پر قرآن رکھ دیا جائے وہ کروڑوں کے فرنیچر سے زیادہ قیمتی اور باعظمت، آپ سمجھ سکتے ہیں کہ بے جان چیزیں قرآن مقدس کی نسبت سے لوگوں کی نظروں میں کتنی قابلِ احترام سمجھی جاتی ہیں، تو کیا خیال ہے کہ جو انسان (مسلمان) قرآن سے جڑ جائے، جس کے دماغ و سینے میں قرآن کا خزا

محفوظ ہو جائے وہ عنداللہ کتنے بلند رتبہ پر ہوگا یہ عُلُوِّ شان (بلند مقام) فقط تصوراتی خواب نہیں، مطلقاً علم کی فضیلت تو خود باری تعالیٰ نے ارشاد فرمادی ہے، ترجمہ: ”تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے اللہ ان کے درجے بلند کرے گا“ (سورۃ المجادلہ)۔ جبکہ امام الانبیاء ﷺ نے خدمتِ قرآن سے نسبت رکھنے والوں کے متعلق ارشاد فرمایا، ترجمہ: ”تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے“۔ معاشرہ وعوام الناس یا دنیادار کیا کہتے یا سمجھتے ہیں ہمیں اس سے غرض نہیں۔ ایک حافظ وعالم کے حوالے سے یہ دیکھنا اور جاننا چاہیئے کہ قرآن کی خدمت ونسبت پر اللہ تعالیٰ کے ہاں (اور اسکا) قبر وآخرت میں کیا اعزاز ہوگا، دنیا کی چندروزہ مختصر سی زندگی کسی نہ کسی طرح گذر ہی جائیگی۔ اصل عزت وسکون کی دائمی زندگی تو مرنے کے بعد شروع ہوتی ہے، خدا کرے قرآن کی نسبت سے وہ خیر کی بن جائے (آمین)۔ حافظ قرآن کے باپ (والدین) کے سر پر ایسا اعزازی تاج رکھا جائیگا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ ہو گی (مفہوم از رواہ احمد وابوداؤد بحوالہ فضائل اعمال) یہ اعزاز و پروٹوکول کسی دنیوی اعزاز والے (صدر، وزیر اعظم، گورنر، کمشنر وغیرہ) یا کسی دنیادار کے ماں باپ کے لیے نہیں، فقط قرآن کی طرف لگانے والے والدین کو ہی ملے گا تو خود حفاظ کے اعزاز کا کیا عالم ہوگا۔ آج لوگ اپنی اولاد کے دنیوی معیار کے لحاظ سے بڑے ہائی سٹینڈرڈ (High Standard) سکول رکالج میں ایجوکیشن حاصل کرنے پر فخر کرتے ہیں۔ اور اُنکی بھاری فیسز بھی خوشی سے ادا کرتے ہیں۔ کبھی یہ سوچا کہ مرنے کے بعد بچوں کو دلائی گئی دنیوی تعلیم کا ان کو قبر وآخرت میں کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ ایک لمحے کے لیے رکیے، ذرا سوچیے کہ کیا آپ مرنے سے پہلے اپنی اس اولاد کو (جن پر آپ کروڑوں خرچ کر چکے ہیں) یہ وصیت کر سکتے ہیں، کہ بیٹا ربیٹی جب میں مر جاؤں تو مجھے ہائی سٹینڈرڈ سکولوں کی کتابیں پڑھ کر ایصالِ ثواب کرتے رہنا (فزکس، کیمسٹری، انگلش وغیرہ) آخر کچھ تو فائدہ ملنا چاہیے، ہم ایسی وصیت رنصیحت اس واسطے نہیں کرتے کہ خود ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس ایجوکیشن کا دنیا میں تو فائدہ مل سکتا ہے۔ قبر وآخرت میں بالکل نہیں جبکہ بحمد اللہ مسجد رمدرسہ میں پڑھنے والے حافظ وعالم کا ایک ایک لمحہ (جو پڑھنے پڑھانے میں صرف ہوتا ہے) اتنا قیمتی ہوتا ہے کہ فقط ﴿الٓمٓ﴾ پر تیس نیکیاں مل جاتی ہیں تو پھر سارا دن پڑھنے پر کتنا اجر وثواب (یومیہ) بنے گا۔ سبحان اللہ، یاد رکھیے (معذرت سے) کہ دنیوی ایجوکیشن حقیقی ایجوکیشن نہیں بلکہ یہ تو فنون کی دنیا سے تعلق رکھتی ہے، آپ جتنی بھی ہائی کوالیفیکشن حاصل کرلیں، اس کے دو ہی مقاصد ہو سکتے ہیں یا تو آپ اسکی بناء پر اچھی سی جاب (ملازمت) حاصل کرلیں گے یا پھر فنی خدمت (سائنس، ٹیکنالوجی کے تمام تر شعبہ جات) سے وابستہ ہو جائیں گے (اور وہاں بھی آپ کو گویا جاب ہی کرنا ہے) جبکہ قرآن ردین کی خدمت میں جاب (ملازمت رسروس) کا تصور نہیں ہوتا نہ ہی اس فیلڈ (شعبہ رسروس) میں کوئی معقول تنخواہ ملا کرتی ہے بلکہ محض اپنی زندگی کو رضائے الٰہی کے حصول کے لیے خدمتِ قرآن میں لگانا ہوتا ہے جس کا دنیا وآخرت میں انشاء اللہ اجرِ عظیم حاصل ہوگا۔

هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝٦ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
یہی لوگ بدترین مخلوقات ہیں۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے
اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝٧ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ
یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے بہشت ہیں
عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ
ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا
اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝٨ ع ۲۳
اور وہ اس سے راضی ہوئے یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانِ اٰيَاتٍ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝١ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝٢
جب زمین بڑے زور سے ہلا دی جائے گی۔ اور زمین اپنے بوجھ نکال پھینکے گی۔
وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝٣ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝٤ بِاَنَّ
اور انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہوگیا۔ اس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی۔ اس لئے کہ
رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝٥ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۥ لِّيُرَوْا
آپ کا رب اس کو حکم دے گا۔ اس دن لوگ مختلف حالتوں میں لوٹیں گے تاکہ انہیں ان کے
اَعْمَالَهُمْ ۝٦ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝٧ وَمَنْ
اعمال دکھائے جائیں۔ پھر جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے
يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝٨ ع ۲۴
ذرہ بھر برائی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا۔

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝١ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝٢ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝٣
ان گھوڑوں کی قسم جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں۔ پھر (پتھر پر) ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے ہیں۔ پھر صبح کے وقت دھاوا کرتے ہیں۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۶۔ منکرینِ حق (خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا مشرکین) کے انجام اُخروی کا عبرت آمیز ذکر۔

۷تا۸۔ اُن کے برعکس فرمانبردار مؤمنین پر خدائی انعام و کرمِ خاص کا احسانی اظہار و بیان (اور مخلوق میں سے سب سے اعلیٰ مراتب پر فائز ہونے کا درجاتی اظہار)۔

سورۃ الزلزال

۱تا۵۔ محشر برپا ہونے کے مناظرِ خاص کا تنبیہاتی و عبرتی اظہار۔

۶تا۸۔ روزِ قیامت انسانوں کے اعمال کے اعتبار سے نتیجۃً دو گروہوں میں تقسیم ہونے کا تنبیہ آمیز بیان۔

سورۃ العدیات

۱تا۷۔ پانچ مختلف الحقیقت قسموں کے تاکیدی اظہار سے انسان کے اپنے رب کریم کے بارے میں ناشکرا و بے قدرا ہونے کا مشاہداتی و شکایاتی طرز خاص سے اظہار۔

فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا ﴿٤﴾ فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا ﴿٥﴾ إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ
پھر اس وقت غبار اُڑاتے ہیں۔ پھر اس وقت دشمنوں کی جماعت میں جا گھستے ہیں۔ بے شک انسان اپنے رب کا
لَكَنُودٌ ﴿٦﴾ وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ ﴿٧﴾ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ﴿٨﴾
بڑا ناشکرا ہے۔ اور بے شک وہ اس بات پر خود شاہد ہے۔ اور بے شک وہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔
أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ ﴿٩﴾ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ ﴿١٠﴾
پس کیا وہ نہیں جانتا جب اکھاڑا جائے گا جو کچھ قبروں میں ہے۔ اور جو دلوں میں ہے وہ ظاہر کیا جائے گا۔
إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ﴿١١﴾ ع ۱ ۲۵
بے شک ان کا رب ان سے اس دن خوب خبردار ہوگا۔

سُورَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَهِيَ إِحْدَىٰ عَشْرَةَ آيَةً
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
الْقَارِعَةُ ﴿١﴾ مَا الْقَارِعَةُ ﴿٢﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ ﴿٣﴾ يَوْمَ
کھڑکھڑانے والی۔ وہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے۔ اور آپ کو کیا خبر کہ وہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے۔ جس
يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ﴿٤﴾ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ
دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے۔ اور پہاڑ رنگی ہوئی دھنی ہوئی اُون کی
الْمَنفُوشِ ﴿٥﴾ فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ﴿٦﴾ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ
طرح ہوں گے۔ تو جس کے اعمال (نیک) تول میں زیادہ ہوں گے۔ تو وہ خاطر خواہ عیش
رَّاضِيَةٍ ﴿٧﴾ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ﴿٨﴾ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ﴿٩﴾
میں ہوگا۔ اور جس کے اعمال (نیک) تول میں کم ہوں گے۔ تو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا۔
وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ ﴿١٠﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿١١﴾ ع ۱ ۲۶
اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ کیا چیز ہے۔ وہ دھکتی ہوئی آگ ہے۔

سُورَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَهِيَ ثَمَانِ آيَاتٍ
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿١﴾ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿٢﴾ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣﴾
تمہیں حرص نے غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں۔ ایسا نہیں آئندہ تم جان لو گے۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۸۔ انسان کے مال و دولت میں حد سے بڑھے انہماک (مصروفیت) کا مذمتی ذکر۔

۹ تا ۱۱۔ روز محشر انسان کی فکری و عملی اعتبار سے ہر حقیقت واضح ہو جانے اور بطور خاص قیامت کے دن خدائی احاطۂ علم کا تنبیہاتی اظہار و بیان۔

سورۃ القارعۃ

۱ تا ۵۔ وقوع قیامت کا اُس کی سخت ہولناکیوں سمیت چشم کشا عبرتی و تنبیہاتی اظہار و بیان۔

۶ تا ۱۱۔ انسانوں کے اعمال خیر و بد کے اعتبار سے دو گروہوں کا انجام سمیت عبرتی و تنبیہی ذکر۔

سورۃ التکاثر

۱ تا ۲۔ مال و دولت کی ہوس اور حد سے بڑھے لالچ کا پر زور مذمتی اظہار۔

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝٤ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ۝٥

پھر ایسا نہیں چاہیے آئندہ تم جان لو گے۔ ایسا نہیں چاہیے کاش تم یقینی طور پر جانتے۔

لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ۝٦ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ۝٧ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ

البتہ تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے۔ پھر تم اسے ضرور بالکل یقینی طور پر دیکھو گے۔ پھر اس دن تم سے

يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝٨ ع ۱ ۸ ۲۷

نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

سُورَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَهِيَ ثَلَاثُ آيَاتٍ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالْعَصْرِ ۝١ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝٢ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

زمانہ کی قسم ہے۔ بے شک انسان گھاٹے میں ہے۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور

الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝٣ ع ۱ ۲۸

نیک کام کیے اور حق پر قائم رہنے کی اور صبر کرنے کی آپس میں وصیت کرتے رہے۔

سُورَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعُ آيَاتٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ ۝١ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝٢

ہر غیبت کرنے والے طعنہ دینے والے کے لیے ہلاکت ہے۔ جو مال کو جمع کرتا ہے اور اسے گنتا رہتا ہے۔

يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝٣ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝٤ وَ

وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اسے سدا رکھے گا۔ ہرگز نہیں وہ ضرور حطمہ میں پھینکا جائے گا۔ اور

مَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝٥ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ۝٦ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى

آپ کو کیا معلوم حطمہ کیا ہے۔ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ جو دلوں تک

الْأَفْئِدَةِ ۝٧ إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُؤْصَدَةٌ ۝٨ فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ ۝٩ ع ۱ ۹ ۲۹

جا پہنچتی ہے۔ بے شک وہ ان پر چاروں طرف سے بند کر دی جائے گی۔ لمبے لمبے ستونوں میں۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

۳ تا ۸۔ اطاعتِ حق اور فکرِ آخرت کی بجائے دنیوی امور میں حد سے زیادہ مشغولیت کے نتائج بد کا مکرر طرز خاص سے فکر انگیز تنبیہاتی بیان اور مشاہدہ حقائق کے بعد نعمتوں کے حوالے سے سخت خدائی باز پرس کا تنبیہی اظہار۔

سورۃ العصر

۱ تا ۲۔ قسمِ خاص سے انسان کے عمومی خسارے ونقصان کا تنبیہاتی ذکر۔

۳۔ خسارے سے دور رہنے اور کامیابی کی منزلِ مراد کو پہنچنے والے خوش نصیبوں کا اُنکے اعمال حسنہ سمیت توصیفی اظہار وبیان۔

سورۃ الہمزۃ

۱ تا ۳۔ مذموم صفت کے حامل انسان (طعنہ باز اور عیب جو) کی فکری و عملی پستی کا مذمتی ذکر۔

۴ تا ۹۔ پست فکری کی تردید کرتے ہوئے اُسکے خطرناک نتیجہ کا (ہولناک عذاب سمیت) تنبیہاتی اظہار وبیان۔

سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ خَمْسُ اٰيٰتٍ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝۱ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں سے کیا برتاؤ کیا۔ کیا اس نے ان کی تدبیر

فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝۲ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝۳ تَرْمِيْهِمْ

کو بے کار نہیں بنا دیا تھا۔ اور اس نے ان پر غول کے غول پرندے بھیجے۔ جو اُن پر پتھر کنکر کی

بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝۴ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝۵ ع ۱

قسم کے پھینکتے تھے۔ پھر انہیں کھائے ہوئے بھوسہ کی طرح کر ڈالا۔

سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ اَرْبَعُ اٰيٰتٍ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝۱ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝۲

اس لیے کہ قریش کو مانوس کر دیا۔ ان کو جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے باعث۔

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝۳ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ

ان کو اس گھر کے مالک کی عبادت کرنی چاہیے۔ جس نے ان کو بھوک میں کھلایا

وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝۴ ع ۱

اور ان کو خوف سے امن دیا۔

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ سَبْعُ اٰيٰتٍ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝۱ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝۲

کیا آپ نے اس کو دیکھا جو روزِ جزا کو جھٹلاتا ہے۔ پس وہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝۳ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝۴

اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ پس ان نمازیوں کے لیے ہلاکت ہے۔

الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝۵ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝۶

جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ جو دکھلاوا کرتے ہیں۔

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ الفیل

ا تا ۵۔ واقعہ اصحٰبُ الفیل کا عبرت آمیز طرزِ خاص سے اظہار و بیان (کہ کس طرح طاقتور فوج کو چند چھوٹے پرندوں کے ہاتھوں نشانِ عبرت بنا کر تاریخِ حق میں محفوظ کر لیا گیا)

سورۃ القریش

ا تا ۴۔ قریشِ مکہ پر خصوصی احسانات کی یاد دہانی کے پسِ منظر میں اُنکو ربِ کعبہ کی توحیدی اعتقاد سے عبادت کرنے کی نصیحتِ خاص کا بیان۔

سورۃ الماعون

ا تا ۳۔ مشرکینِ مکہ کی بداعتقادی و سنگدلی اور یتیموں سے بے رحمانہ سلوک نیز مساکین سے لاپرواہی جیسے معاشرتی مظالم کا مذمتی ذکر۔

۴ تا ۷۔ غفلت و ریاکاری کی نماز ادا کرنے اور استعمال کی چیزوں سے ہاتھ تنگ رکھنے والے تنگ ذہن لوگوں کی پُرزور مذمت کا اظہار۔

اسلام اور حقوق العباد

(زیرِ مطالعہ سورۃ الماعون آیت نمبر ۶ تا ۷)

سورۃ الماعون میں اگرچہ کئی مختلف عنوانات کا بیان ہے مگر اس کے آخری مذمتی عنوان میں استعمال کی چیزیں دوسروں کو نہ دینے کا بخیلانہ فکر بھی شامل ہے۔ اس لیے مناسب لگتا ہے کہ بحیثیت مجموعی انسانی معاشرہ میں رہتے ہوئے دیگر حقوق العباد پر بھی توجہ دلانے کے لیے اس کو مختصراً مستقل اسی عنوان سے ہی ذکر کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں برحق مذہب اسلام ایک جامع دین و کامل نظام العمل دستورِ حیات ہے۔ اس میں کسی بھی نکتہ نظر سے کوئی ایسی اصولی درجہ کی راہنمائی کا پہلو تشنہ نہیں چھوڑا گیا جو ہمارے لیے فکری و عملی طور پر لازم تھا۔ اسلام میں عقائد سمیت معاملات، اخلاقیات باقی حقوق اللہ و حقوق العباد اہم موضوع کے طور پر بیان کیے گیے ہیں۔ گو معاملات بھی حقوق اللہ و حقوق العباد کے زمرے میں آتے ہیں۔ مگر لین دین اور معاملات کے حوالہ سے ایک مضمون پہلے بطورِ خاص سورۃ البقرہ میں آچکا ہے۔ تاہم حقوق العباد کے عنوان کی اپنی اہمیت کے باعث الگ طور پر اس کو نظریاتی تقاضے کے تحت سمجھنا بھی ضروری ہے۔ عقائد اور عبادات کے بعد تعلیماتِ نبوی ﷺ کی کتاب کا تیسرا باب اخلاق ہے۔ اخلاق سے مقصود بندوں کے باہمی حقوق و فرائض کے وہ تعلقات ہیں جن کو ادا کرنا ہر انسان کے لیے مناسب بلکہ ضروری ہے۔ انسان جب اس دنیا میں آتا ہے تو اس کا ہر ایک سے تھوڑا بہت تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اس تعلق کے فرض کو باحُسن و خوبی انجام دینا اخلاق ہے۔ اسکے ماں باپ، اہل و عیال، عزیز، رشتہ دار، دوست، احباب سب سے تعلقات ہیں۔ بلکہ ہر اس انسان سے اس کا تعلق ہے جس سے وہ محلہ، وطن، قومیت، جنسیت یا اور کسی نوع کا علاقہ رکھتا ہے۔ بلکہ آگے بڑھ کر حیوانات تک سے اس کے تعلقات ہیں اور ان تعلقات کے سبب سے اس پر کچھ حقوق و فرائض عائد ہوتے ہیں۔ امام غزالیؒ (احیاء العلوم ج ۲ ص ۱۵۲) پر لکھتے ہیں کہ رشتہ اخوت (وقرابت) دو افراد کے درمیان رشتہ نکاح کی طرح تشکیل پاتا ہے۔ جس طرح رشتہ نکاح کے سلسلے میں مخصوص فرائض عائد ہوتے ہیں۔ اسی طرح رشتہ اخوت وقرابت میں بھی متعلقہ حقوق کی ادائیگی ضروری ہے۔ اگرچہ درجے اور مقام

کے اعتبار سے اوّلیت اور اولویّت حقوق اللہ کو حاصل ہے اور ہونی بھی چاہیے۔ مگر اہمیت اور تاکید کے لحاظ سے حقوق العباد کا درجہ حقوق اللہ سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ بالفاظ دیگر شریعت صرف نماز روزے کی پابندی ہی کا نام نہیں بلکہ اس میں حقوق العباد بھی جزء لاینفک کی حیثیت سے شامل ہیں۔ احادیث میں بالصراحت یہ مذکور ہے کہ حقوق اللہ کے تارک کی بخشش اور مغفرت کا امکان ہے۔ (اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے) لیکن حقوق العباد کی خلاف ورزی کرنیوالے کو اس وقت تک معاف نہیں کیا جائے گا جب تک صاحب حق اسے معاف نہ کر دے۔ (مسند احمدؒ بن حنبل) ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک ایسی خاتون کا ذکر ہوا جو رات کو کثرت سے نوافل پڑھتی اور دن کو روزے رکھتی اور صدقات دیتی تھی مگر اس کے رویے سے اس کے پڑوسی نالاں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عورت جہنمی ہے اور ایک دوسری خاتون کا ذکر ہوا کہ وہ نمازیں تو زیادہ نہیں پڑھتی اور نہ ہی روزے زیادہ رکھتی ہے مگر اس کے رویہ سے سارے پڑوسی خوش تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جنتی ہے (مسند احمد، وشعب الایمان) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ جس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے تشریف لے جاتے سب سے پہلے یہ سوال کرتے کہ آیا اس پر قرض تو نہیں۔ اگر اس پر قرض نہ ہوتا تو آپ اسکی جنازہ پڑھاتے ورنہ کوئی ذمہ نا لیتا، تو پڑھے بغیر تشریف لے آتے تھے (بخاری)۔ یوں تو تھوڑے بہت حقوق ہر مذہب نے اپنے پیروکاروں پر عائد کیے ہیں۔ مگر ان میں وہ جامعیت اور کاملیت نظر نہیں آتی جو اسلام کا طرۂ امتیاز ہے۔ بُدھ مت میں انسانوں اور جانوروں نیز اہلِ ملک اور قرابت داروں کے درمیان کوئی تمیز روا نہیں رکھی گئی۔ ہندو مت میں جانور اور انسان کا قتل برابر کا درجہ رکھتا ہے۔ یہودیت اور عیسائیت میں تمام قرابت داروں میں سے صرف ماں باپ کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن اسلام نے حقوق و فرائض کی اس طرح تدوین وتشکیل کی کہ اس میں ایک طرف تو چھوٹی رشتہ داری سے لے کر بڑی رشتہ داری تک تمام حقوق شرح و بسط کے ساتھ آجاتے ہیں اور دوسری طرف درجات اور مراتب کو بھی خصوصی طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اسلام میں حقوق العباد کی ترتیبِ تعلقات کی نوعیت پر قائم ہے۔ جس سے تعلقات دوہرے ہیں۔ حقوق کی ادائیگی میں اس کا درجہ مقدم ہے۔ اسی طرح درجہ بدرجہ تمام قرابت داروں کے حقوق کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ جیسا کہ سورۃ النساء آیت نمبر ۳۶

میں ہے۔ ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو، اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ، اور رشتہ دار پڑوسی، نیز اجنبی پڑوسی اور ساتھی کے ساتھ اور غلاموں کے ساتھ، حقوق العباد کا نام تو بہت سننے میں آتا ہے مگر بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ حقوق العباد کیا ہیں؟ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم (ج ۲ ص ۱۵۲ تا ۱۷۰) میں رشتہ داروں، عزیزوں، پڑوسیوں کے مندرجہ ذیل آٹھ حقوق بتائے ہیں: ۱۔ بوقتِ ضرورت ان کی مالی اعانت کرنا۔ ۲۔ ضرورت پڑنے پر ان کی جسمانی اعانت کرنا۔ ۳۔ ان کی بُرائیوں کی پردہ پوشی کرنا۔ ۴۔ زبانی وکلامی حمایت و توصیف کرنا۔ ۵۔ ان کے کسی نازیبا سلوک پر عفو و درگذر سے کام لینا۔ ۶۔ زندگی اور زندگی کے بعد بھی ان کے حق میں دعائے خیر کرتے رہنا۔ ۷۔ وفا اور اخلاص کے ساتھ ان سے معاملہ کرنا۔ ۸۔ انکے معاملات میں حتیٰ الوسع تخفیف سے کام لینا یہ تو رشتہ داروں اور قرابت مندوں کے حقوق ہوئے، عام مسلمانوں کے کچھ حقوق یہ ہیں۔ مثلاً: ۱۔ ملاقات کے وقت سلام کرنا۔ ۲۔ دعا کا دعا سے جواب دینا۔ ۳۔ چھینک کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا۔ ۴۔ بیماری میں عیادت کرنا۔ ۵۔ جنازے میں شرکت کرنا۔ ۶۔ اگر وہ تمھارے بارے میں قسم کھالیں تو اسے پورا کرنا۔ ۷۔ پسِ پشت عزت کے ساتھ ذکر کرنا۔ ۸۔ ان کے لیے وہی پسند کرنا جو اپنے لیے پسند ہو اور وہی ناپسند کرنا جو اپنے لیے ناپسند ہو (از احیاء العلوم ج ۲ ص ۱۷۰)۔ اگر یہ عمومی حقوق خصوصی حقوق کے ساتھ جمع کر دیئے جائیں تو رشتہ داری کے سترہ حقوق واجب الادا ہیں۔ والدین کے سلسلے میں اس تعداد میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہاں تک تو حقوق العباد پر ایک مجمل سی بحث تھی۔ اب اس کی تھوڑی سی تفصیل بھی سن لیں۔ حقوق کی ترتیب حسبِ ذیل ہوگی۔ حقوق العباد میں سرفہرست والدین کا نام آتا ہے جس طرح خدا تعالیٰ بحیثیت خالق و مالک ہونے کے معبود و مسجود ہونے کے لائق ہیں۔ اسی طرح والدین بھی بحیثیت مُربی و معلم اوّل ہونے کے سبب لائقِ صد تعظیم و تکریم ہیں۔ قرآن پاک میں عبادتِ خداوندی کے بعد سب سے زیادہ اطاعتِ والدین پر زور دیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں ۱۲ مقامات پر والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو فرمایا: اپنی ماں کی خدمت کر، اگر تو نے ایسا کیا، تو تو ایسا ہے، جیسے حج اور عمرہ کیا (مسند ابی یعلی، معجم صغیر و اوسط)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت تک پہنچے گی مگر

ماں باپ کا نافرمان جنت سے اس قدر دور ہوگا کہ اسے جنت کی ہوا بھی نہیں لگے گی۔(معجم صغیر)۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے حق میں بد دعا فرمائی جو والدین میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پائے۔ پھر ان کی خدمت کر کے اپنی مغفرت نہ کرا لے۔(مسلم) قرآن پاک میں والدین کے مندرجہ ذیل خصوصی حقوق مذکور ہیں:ا۔ ان سے حُسنِ سلوک سے پیش آنا۔ ۲۔ان کے سامنے کبھی اونچی آواز سے نہ بولنا حتیٰ کہ اُف بھی نہ کرنا۔ ۳۔ان کے حق میں ہمیشہ دعا خیر کرتے رہنا۔ ۴۔ اگر چہ وہ مشرک بھی ہوں تب بھی ان کی فرمانبرداری میں کوتاہی نہ کرنا۔ ۵۔ان کی ہمیشہ اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہنا۔ ۶۔ان کی خدمت کے لیے ہر وقت کمر بستہ رہنا(سورۃ البقرہ۔ بنی اسرائیل،لقمان، احقاف) یہ حقوق واجب الاداء ہوتے ہیں۔ یوں تو ماں اور باپ دونوں ہی لائق تعظیم و تکریم ہیں لیکن ان دونوں میں سے بھی ماں کا درجہ زیادہ ہے۔ بقول حضرت سید سلیمان ندویؒ:عورت کی فطری کمزوری، بے چارگی، وضع حمل اور تربیتِ اولاد کی تکلیفوں کو ہنسی خوشی برداشت کرنا۔ ماں کی بڑائی اور اس کی فرمانبرداری کرنے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ایک صحابیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یارسول اللہ میں کس کی خدمت کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ اسی سوال کے جواب میں فرمایا۔ ماں کی، پھر چوتھی بار فرمایا کہ باپ کی (متفق علیہ) قرآن پاک کی متعدد آیات میں ماں کی خصوصی طور پر مدح کی گئی ہے (الاحقاف)۔ ماں کے بعد دوسری واجب الاحترام ہستی والد گرامی قدر کی ہے۔ اس لیے اس کی عزت کرنے، تعظیم بجالانے، اس کی فرمانبرداری، معاملات میں اس سے معاونت کرنے کا حکم ہے۔ حدیث میں ہے کہ خدا کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے(ترمذی)۔اسلام نے جس طرح اولاد پر والدین کے حقوق عائد کیے ہیں۔ اسی طرح والدین پر بھی اولاد کے کچھ حقوق واجب کیے ہیں۔ دوسرے مذاہب اس ذکر سے یکسر خالی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع ارشاد ہے:"جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں"(الترمذی)۔اولاد کے حقوق کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:ا۔عرب میں قبل از اسلام لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینے کا رواج عام تھا، اسلام نے اس رسم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور ماں باپ کو اولاد کے جس پہلے حق کی تلقین کی گئی وہ یہ ہے کہ انہیں ان کے جینے کا حق دیا جائے۔ ۲۔ بچے کا اسلامی نام

رکھنا اور اس کی پرورش کرنا، دودھ پلانا ہر طرح کی نگرانی رکھنا، بالغ ہونے تک اس کے اخراجات کی کفالت کرنا وغیرہ اس کے تحت آجاتے ہیں۔ ۳۔ تعلیم و تربیت کا مناسب بندوبست کرنا، خاص طور پر اسلامی تعلیم دلانا۔ ۴۔ لڑکی اور لڑکے میں امتیاز نہ برتنا، عرب میں لڑکی کو بُری نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ اسلام نے مرد عورت دونوں کو یکساں حیثیت دی بلکہ لڑکی کی پرورش کرنا خدا کے ہاں لڑکے کی پرورش کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو دو لڑکیوں کی پرورش کرے گا قیامت میں میرا اور اس کا رتبہ (دو انگلیوں کو اٹھا کر فرمایا کہ) یوں ہوگا۔ (صحیح مسلم) اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جسے خدا نے لڑکی دی اور وہ اسے زندہ رکھے اور اس کی بے توقیری (بے عزتی) نہ کرے اور نہ اس پر لڑکے کو ترجیح دے تو خدا تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے (سنن ابی داوٗد)۔ ۵۔ عام طور پر پہلو ٹھے اور بڑے لڑکے کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ اسلام اس طریق کار کا مخالف ہے۔ اس کی تعلیم یہ ہے کہ والدین اولاد کے ساتھ یکساں اور برابر ہونا چاہیے۔ چھوٹے اور بڑے کی تفریق کرنا اسلام کی روح کے منافی ہے۔ ایک صحابیؓ نے اپنے ایک بیٹے کو غلام ہبۃً دیا۔ آپ ﷺ کے سامنے ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے تمام بیٹوں کو ایک ایک غلام دیا ہے؟ جواب نفی میں ملا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عطیہ ظالمانہ ہے۔ (احادیث عفانِ بن مسلم) حقوقِ زوجین کا مسئلہ ہر زمانے اور ہر تہذیب میں ایک پیچیدہ ترین مسئلے کی شکل میں موجود رہا ہے۔ کسی زمانے میں عورت کی بنیادی حیثیت ہی کو تسلیم نہ کیا گیا، اور کسی دور میں اسے اس کی اپنی حیثیت سے بھی بہت اٹھا دیا گیا۔ اسلام نے دنیا میں پہلی دفعہ زوجین کے حقوق کی اس طرح درجہ بندی کی۔ کہ اگر ان خطوط پر کسی خاندان کی تشکیل کی جائے تو کسی جھگڑے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انسانیت کے کمزور طبقوں میں سے ایک طبقہ غلاموں کا بھی ہے۔ اسلام نے اس کمزور اور بے سہارا طبقے کے بھی مسلمانوں پر کچھ حقوق عائد کیے ہیں۔ ان کے حقوق مندرجہ ذیل ہیں۔ ۱۔ اگر استطاعت ہو تو غلام کو آزاد کر دیا جائے۔ ۲۔ کفارہ قتل، کفارۂ یمین، کفارۂ ظہار میں غلام آزاد کرنے سے کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔ ۳۔ اگر کوئی غلام آزادی حاصل کرنے کا مشتاق ہو تو اس کی اس سلسلے میں مدد کی جائے۔ ۴۔ اپنے غلاموں سے شرافت آمیز سلوک کیا جائے۔ ۵۔ ان کا کھانا پینا اور پہننا ویسا ہی ہو جیسا تمھارا اپنا

ہے۔٦۔مدبر یا مکاتب سے کیے گئے عہد وپیمان کا پاس کیا جائے۔ ان حقوق سے غلام اس خاندان کا ایک فرد بن کر اسی میں اپنی انفرادیت کو گم کر دیتا ہے۔ انسان مدنی الطبع ہے اسے دوسروں سے ملنے جُلنے، اٹھنے بیٹھنے گھریلو آمدروفت وغیرہ کے سلسلے میں ہزار ہا دفعہ دوسروں کا مہمان بننا پڑتا ہے، اسی طرح دوسرے بھی اسے میزبانی کا شرف بخشتے ہیں۔اسلام نے مہمان کے حقوق بھی رکھے ہیں اور آداب بھی، جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:ا۔ مہمان اور میزبان میں گفتگو کی ابتداء سلام سے ہونی چاہیے۔ ٢۔ مہمان کے کھانے پینے کا فوراً بندوبست کرنا چاہیے۔ ٣۔ مہمان کے لیے کھانے پینے کے سامان کی تیاری مخفی طریقے سے ہونی چاہیے۔ ٤۔مہمانوں کو آرام کرنے کا موقع دینا چاہیے۔ ٥۔ مہمانوں کے سامنے اپنی وسعت کیمطابق عمدہ سے عمدہ کھانا پیش کرنا چاہیے۔٦۔ کھانا مہمانوں کے سامنے پیش کر کے انہیں حکم نہیں بلکہ التماس کرنا چاہیے۔ ٧۔ مہمانوں کی جائز ضروریات بدرجہ احسن پوری کی جانی چاہیے۔ ان مخصوص رشتہ داروں کے علاوہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان سے ملّی اخوت رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کے بھی کچھ حقوق و فرائض ہیں۔ جن کی تفصیل امام غزالیؒ کے حوالے سے بیان ہو چکی ہے۔ ایک انسان کے دوسرے انسان پر انسانی برادری کی حیثیت سے بھی کچھ فرائض ہیں۔ جن سے عہدہ برآمد ہونا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس کے تحت مندرجہ ذیل حقوق آتے ہیں:ا۔ ان سے گفتگو نرمی اور سلیقہ سے کی جائے۔ ٢۔ ان سے ان کے معاملات میں عدل اور انصاف سے کام لیا جائے۔ ٣۔ظلم سے اجتناب کیا جائے۔ ٤۔ کسی کے بغض کو اپنے سینے میں بلا وجہ جگہ نہ دی جائے۔ ٥۔ ان کے کمالات پر حسد نہ کیا جائے۔٦۔ انہیں گالی گلوچ نہ کی جائے۔ ٧۔ان کی غیبت نہ کی جائے۔ ٨۔انکی جان و مال کو تحفظ دیا جائے۔ ٩۔ ان کو بے آبرو کرنے کی کوشش نہ کی جائے (بحوالہ خدام الدین لاہور دسمبر ١٩٧٧ءبمع حذفات یسیرہ از بندہ محمد)۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقوق العباد کے حوالے سے تمام تر اخلاقِ فاضلہ کو اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ⑦ ع ١ ٣٢

اور برتنے کی چیز تک روکتے ہیں۔

سُورَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ① فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ② إِنَّ

بے شک ہم نے آپ کو کوثر دی۔ پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔ بے شک

شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ③ ع ١ ٣٣

آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے۔

سُورَةُ الْكٰفِرُونَ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ ① لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ② وَلَا أَنْتُمْ

کہہ دو اے کافرو۔ نہ تو میں تمہارے معبودوں کی عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ تم ہی

عٰبِدُونَ مَا أَعْبُدُ ③ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُّمْ ④ وَلَا أَنْتُمْ

میرے معبود کی عبادت کرتے ہو۔ اور نہ میں تمہارے معبودوں کی عبادت کروں گا۔ اور نہ تم

عٰبِدُونَ مَا أَعْبُدُ ⑤ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ⑥ ع ١ ٣٤

میرے معبود کی عبادت کرو گے۔ تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔

سُورَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ① وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ

جب اللہ کی مدد اور فتح آ چکی۔ اور آپ نے لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے

اللَّهِ أَفْوَاجًا ② فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ③ ع ١ ٣٥

دیکھ لیا۔ تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے اور اس سے معافی مانگیے بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

خلاصہ مفہوم آیات بر طابق آیت نمبر

سورۃ الکوثر

١تا٣۔ خاتم الانبیاء ﷺ کو (آخرت میں حوضِ کوثر عطا کرنے سمیت) دُنیوی واُخروی خیر کثیر عطا کرنے کے احسان عظیم کا بیان اور اظہارِ تشکر میں بدنی عبادت (نماز) اور (مالی) قربانی ادا کرنے کی تاکیدی نصیحت کا ذکرِ خاص۔

سورۃ الکافرون

١تا٦۔ جاہلانہ دور کے رجعت پسند کفار کی احمقانہ تجویز کا پُرزور ردّ (تردید) کرتے ہوئے اعتقادی حوالے سے ناقابلِ سمجھوتہ نظریات وحقائق کا زوردار اظہار اور ٹھوس و دوٹوک حقیقت آمیز دائمی مؤقف کا برملا اعلان۔

سورۃ النصر

١تا٣۔ فتح مکہ کے بعد لوگوں کی اسلام کی صداقت کی طرف بلا جبر واکراہ جوق در جوق (مسلسل) رغبت وآمد کا پُرمسرت اظہار اور آپ ﷺ کو اظہارِ شکر کے طور پر پہلے سے بڑھ کر تسبیح وتحمید اور استغفار کے اہتمام کی ناصحانہ تلقین وخدائی توجہِ خاص کا احسانی بیان۔

سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝۲

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہوگیا۔ اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا اس کے کام نہ آیا۔

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝۳ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝۴

وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑے گا۔ اور اس کی عورت بھی جو ایندھن اٹھائے پھرتی تھی۔

ع ۱ ۵ ۳۶ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵

اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے۔

سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳

کہہ دو وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔

ع ۱ ۴ ۳۷ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

اور اس کے برابر کا کوئی نہیں ہے۔

سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲ وَمِنْ شَرِّ

کہہ دو صبح کے پیدا کرنے والے کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس کی مخلوقات کے شر سے۔ اور اندھیری رات کے

غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝۳ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝۴ وَ

شر سے جب وہ چھا جائے۔ اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔ اور

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق ایت نمبر

سورۃ لہب

۱تا۵۔ ایک واقعۂ خاص کے پسِ منظر (شانِ نزول کے اعتبار سے) میں آپ ﷺ کے چچا ابی لہب کی شانِ رسالت میں گستاخی و بے ادبی کا سخت نوٹس (گرفت) اور اس کی بیوی سمیت دونوں کے عبرتناک انجام کی تنبیہی اطلاع خاص (اور ویسے ہی ہوا)

سورۃ الاخلاص

۱تا۴۔ کفر و شرک کے قدیمی نظریۂ باطل کی لازوال و بے مثال صفاتِ عظیمہ کے ذریعہ سے زوردار تردید و کمال نفی کا اظہار اور عقیدۂ توحید کے ثبوت کے لیے لاجواب حقائق کا اعتقادی بیان نیز دہریت (سیکولرازم) اور نظریۂ تشبیہ وغیرہ پر ضرب توحید کا کاری وار (ناقابل برداشت و مہلک زخم جس کا نتیجہ موت ہوتی ہے) (یہاں اہل کفر کی نظریاتی شکست مراد لی جائے)۔

اسلام میں نظامِ اعتقاد کی حقیقت

(زیر مطالعہ سورۃ الحشر آیت نمبر ۲۴ وسورۃ اخلاص وغیرہ)

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر مکمل توحیدی اعتقاد سے یقین رکھنا ایمان کی خشت اول ہے اس حقیقت کو تسلیم کرنا اور جاننا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کے علاوہ کوئی معبود برحق اور پروردگار نہیں نیز اس کے تمام ذاتی وصفاتی کمالات برحق ہیں۔ اسلامی نظامِ اعتقادات کی بنیادی روح عقیدہ توحید ہے (اس کا مطلب یہ نہیں کہ بقیہ عقائد ثانوی حیثیت رکھتے ہیں ہر گز نہیں) مگر مقام افسوس ہے کہ احکام الٰہی کی مکلف دو مخلوقات (جن کو درجہ بدرجہ شرف وعظمت سے بھی نوازا گیا) انسان اور جنات میں سے ہی اکثر نے اس عقیدۂ توحید کو تسلیم کرنے سے انکار کیا بقیہ جملہ مخلوقات میں سے کسی ایک مخلوق نے بھی اس حوالے سے تسلیم وانقیاد (فرمانبرداری واطاعت) سے جرأتِ انکار کا تصور نہیں کیا۔ جملہ انبیاء ورسل نے ہر دور میں سب سے زیادہ محنت اسی عقیدۂ توحید کے اثبات پر کی تمام آسمانی کتابوں وصحائف میں اثباتِ عقیدۂ توحید کو تاکیدی حکمِ خداوندی کے طور پر بیان کیا گیا۔ بطور خاص آخری کتاب ہدایت قرآن مقدس میں اس عقیدۂ توحید کو اس کے دیگر لوازمات (صفاتِ برحق) سمیت بالتفصیل مکرر طور پر (مختلف مقامات پر) مہتمم بالشان انداز سے (تاکیدی طور پر) بیان کیا گیا ہے۔ تمام انبیاء ورسل پر عقائد واعمال کی راہنمائی وحی الٰہی کے ذریعہ سے کی گئی جو اپنے اپنے دور میں ان انبیاء ورسل کے برحق ہونے کی واضح دلیل تھی۔ اور حق وباطل کے مابین امتیاز کی حدِ فاصل تھی اپنے وقت کے ادیان برحق کی تعلیمات اور کتب سابقہ کی مستند معلومات اب کہیں دستیاب نہیں۔ لیکن قرآن مقدس نے انبیاء سابقین کی اصولی عقائد وتعلیمات برحق کی تصدیق کی ہے گویا اب جملہ ادیان سابقہ کی خلاصہ تعلیمات برحق اور حتمی جامع دین کے طور پر قرآن مقدس ہی آخری کتاب ہدایت ہے جو وحی الٰہی کا آخری چشمہ فیض ہے اور تاقیامت یہی حق وباطل کے واضح امتیاز کا کام دے گی۔ یہ امر ہمیشہ یاد رکھا جائے کہ وحی الٰہی کی تعلیمات مذہبِ حق کی علامت سمجھی جاتی ہیں۔ اس کے مقابل انسانوں کی خود ساختہ تعلیمات یا نظام باطل الفکر ہونے کی علامت ہے۔ ہم بحمداللہ مسلمان قرآن مقدس جیسی تصدیق شدہ وحی الٰہی اس کی تعلیمات اور نظام پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس کے مقابل جتنے نظام ہائے باطل ہیں ان کا انکار (بلکہ رد) کرتے ہیں۔ بحوالہ فرمان الٰہی، ترجمہ:۔ پھر جو شخص شیطانؒ کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے تو اس نے

مضبوط حلقہ کو پکڑ لیا جو ٹوٹنے والا نہیں (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۵۶)۔آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ قرآن کریم میں وجودِ باری تعالیٰ پر دنیا کی مختلف چیزوں سے استدلال پر ۵۳ آیات لائی گئی ہیں خالص توحید (وحدانیت) کے حوالے سے مستقلاً آٹھ (۸) آیات ۔تنزیہ باری تعالیٰ پر (ہر طرح کے شرک سے پاک ہونے) تیس (۳۰) آیات ۔ اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی پر پندرہ (۱۵) آیات ۔ دلائل توحید متعلقہ ذات وصفاتِ برحق اور عدمِ اشتراک پر مستقلاً دو (۲) آیات ۔ صفاتِ باری تعالیٰ واسماء حسنیٰ کے حوالے سے پندرہ (۱۵) آیات ۔سب مخلوقات پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت مطلقہ کے حوالے سے تیرہ (۱۳) آیات۔ علم غیب خاصہٴ باری تعالیٰ ہونے کے متعلق چودہ (۱۴) آیات ۔اس کی صفتِ قدرتِ احیاء اور حشر بعد از ممات کے حوالے سے اٹھائیس (۲۸) آیات ۔ملکیت تامہ باری تعالیٰ کے متعلق مستقلاً نو (۹) آیات۔ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رزاقیت کے حوالہ سے مستقلاً پانچ (۵) آیات۔ اس کی صفتِ رحمت وشفقت کے بارے میں بتیس (۳۲) آیات ۔مشیت باری تعالیٰ کے متعلق پینتالیس (۴۵) آیات ۔ ذات باری تعالیٰ کی دلالت وعُلوِ شان کے بارے میں اکیس (۲۱) آیات ۔ اس کی سطوت وجبرُوت کے متعلق مستقلاً سترہ (۱۷) آیات ۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مطیع (فرمانبردار) ہونے کے حوالے سے تین (۳) آیات ۔ احاطہٴ قدرت باری تعالیٰ کے حوالہ سے تین (۳) آیات ۔خیر وشر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے متعلق چھ (۶) آیات ذات باری تعالیٰ کے استواءعلی العرش کے متعلق تین آیات ۔ ذاتِ باری تعالیٰ ہی نفع ونقصان کے اختیار کی مالک ، اس عقیدے کے حوالے سے نو (۹) آیات ۔ اللہ تعالیٰ ہی سارے جہانوں کا خالق ہے اس اعتقاد کی وضاحت کیلئے دس (۱۰) آیات ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، کے عقیدے کی وضاحت کیلئے اکیس (۲۱) آیات ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اولاد نہیں دے سکتا اس عقیدے کی وضاحت کیلئے دو (۲) آیات ۔بیماروں کو وہی شفاء دیتا ہے اس عقیدے کی وضاحت کیلئے ایک آیت ۔مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کام نہیں آتا اس عقیدے کی وضاحت کیلئے چار (۴) آیات ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے دعا نہ مانگی جائے اس کے لئے چھ (۶) آیات ۔ پریشان حال اور بے قرار لوگوں کی وہی فریاد رسی کرتا ہے اس عقیدے کی وضاحت کیلئے تین (۳) آیات ۔ان عقائد کے متعلق آیات کا حوالہ (بمع تعداد) نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم سمجھ سکیں کہ خالق کائنات نے اپنی مقدس کتاب میں عقائد حقہ کو کس قدر کھول کھول کر بیان فرمایا ہے ۔ جو اصل میں بلا واسطہ یا بالواسطہ عقیدہ توحید ہی کی وضاحت اور استدلال کے طور پر بیان کئے گئے ہیں ۔ اسلام کے

نظامِ اعتقادات کی بنیادی روح عقیدہ توحید سے شروع ہوتی ہے جو اپنے تمام تر بقیہ عقائد لازمہ سمیت دینِ حق کی اصل اساس ہے۔ بقیہ لازمی عقائد کی اجمالی درجے کی وضاحت سے آگاہی بھی ضروری ہے اوران پر ایمان لانا بھی ضروری ہے(اس کے بغیر ایمان معتبر نہیں)۔نظامِ اعتقادات کے حوالہ سے یہ حقیقت ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہیے کہ عقائد کے بنیادی لوازمات وحی الٰہی (قرآن کریم) سے منقول ہیں۔ جیسا کہ آیاتِ باحوالہ میں پڑھے ، سمجھے جاسکتے ہیں۔ احادیث رسول اللہ ﷺ میں ان کی وضاحت وتشریح موجود ہے (مثلاً ایمان کیا ہے ؟ ، اسلام کیا ہے ؟ ، اسلام کی بنیاد کتنی چیزوں پر ہے ؟ وغیرہ)۔ اللہ تعالیٰ کی ذات مدبر وحکیم بھی ہے اسی نے اپنی تکوینی حکمت میں یہ طے فرمادیا ہوگا کہ ختم نبوت کے بعد علومِ نبوت کی توضیح وتشریح کیلئے الگ الگ مفسرین ، محدثین ، فقہاء کرام کے طبقات سے کام لیا جائے گا۔ مفسرین کو مجموعی لحاظ سے قرآن فہمی اور اس کی توضیح وتشریح کیلئے منتخب فرمایا ، محدثین کو احادیث رسول اللہ ﷺ کی حفاظت پر معمور کردیا جبکہ فقہائے کرام کو عقائد کی بحث کے علاوہ بقیہ دینی حقائق کی توضیح وتشریح کا ذوقِ خاص عطا فرمادیا۔ متکلمین (اصولیین) کا طبقہ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت میں طے تھا جس کا کام ہی عقائد کی تفصیلی جزیات کی تشریح ہے ہر ایک طبقے نے کامل دین کی حفاظت میں اپنا پورا پورا حق ادا کیا ہے جس کے باعث عقائد لازمیہ فرائض واجبات اور بقیہ کامل نظامِ حیات (اسوۂ رسول اللہ ﷺ)اپنے اصول وفروع سمیت محفوظ ہے۔ اسلام کے نظامِ اعتقادات کے بنیادی حقائق لازمیہ کیا ہیں جن کے بغیر ایمان معتبر نہیں اور ان کا جاننا ہر مسلمان مرد وعورت کیلئے ضروری ہے۔ وہ یہ ہیں :۔۱۔ خدا تعالیٰ ایک ہے ۔۲۔ اللہ تعالیٰ ہی عبادت اور بندگی کے لائق ہے۔ اور اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں ۔۳۔اس کا کوئی شریک نہیں ۔ ۴۔ وہ ہر بات کو جانتا ہے ،کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ ۵۔وہ بڑی طاقت اور قدرت والا ہے ۔ ۶۔اسی نے زمین آسمان ، چاند ،سورج ، ستارے ، فرشتے ،آدمی ، جن غرض تمام جہان کو پیدا کیا ہے اور وہی تمام دنیا کا مالک ہے ۔۷۔وہی مارتا اور وہی جلاتا ہے یعنی مخلوق کی زندگی اور موت اسی کے حکم سے ہوتی ہے ۔ ۸۔وہی تمام مخلوق کو روزی دیتا ہے ۔ ۹۔وہ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ سوتا ہے ۔ ۱۰۔ وہ خود بخود ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا ۔۱۱۔ اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا۔ ۱۲۔ نہ اس کا باپ ہے نہ بیٹا نہ بیٹی نہ بیوی نہ کسی سے اس کا رشتہ ناتا وہ ان تمام تعلقات سے پاک ہے ۱۳۔ سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں اور اس کو کسی چیز کی حاجت نہیں۔ ۱۴۔ وہ بے مثل ہے کوئی چیز اس کی مشابہ یعنی اس جیسی نہیں ۔ ۱۵۔ وہ تمام عیبوں سے پاک ہے ۔۱۶۔ وہ مخلوق

جیسے ہاتھ پاؤں ناک کان اور شکل وصورت سے پاک ہے۔ ۱۷۔ اس نے فرشتوں کو پیدا کر کے دنیا کے انتظاموں اور خاص خاص کاموں پر مقرر فرمادیا ہے۔ ۱۸۔ اس نے اپنی مخلوق کی ہدایت کیلئے پیغمبر بھیجے کہ لوگوں کو سچا مذہب سکھائیں اچھی باتیں بتائیں اور بری باتوں سے بچائیں مجموعی طور پر ہر ہر مسلمان کو اجمالی درجے کے اعتبار سے ایمان مفصل پر مبنی عقائد رکھنے ضروری ہیں۔ جو اس اقرار پر مشتمل ہیں کہ ایمان لایا میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں (پیغمبروں پر) اور قیامت کے دن پر اور اس بات پر کہ دنیا میں جو کچھ اچھا یا برا ہوتا ہے سب تقدیر سے ہوتا ہے اور اس بات پر کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہونا ہے۔ اور ایمان مجمل یہ ہے میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے قبول کیا اس کے سارے حکموں کو واضح رہے کہ تمام انبیاء ورسل کے برحق ہونے کی تصدیق کرتے ہوئے یہ ایمان رکھنا بھی ضروری ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آیا اور نہ ہی قیامت تک کوئی نیا نبی آئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی خاتم النبیین ہیں نیز اس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا جو ذکر ہے اس کا مطلب یہ بھی ہوا کہ جب کوئی شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آیا تو اسے آپ کی بتائی ہوئی تمام باتیں ماننی ضروری ہونگی اور خدا تعالیٰ کی کتاب جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہوگا۔ یہ سب باتیں جن کا ایمان مفصل میں ذکر ہے خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن مقدس اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان سے ثابت ہیں۔ نوٹ:۔ اسلام اور ایمان میں کیا فرق ہے اور اس میں کمی بیشی ہوسکتی ہے یا نہیں وغیرہ کے حوالے سے علمی لوازمات سمیت تفصیلی تحقیقات وتوجیہات کا مطالعہ دیگر کتب سے ہی کیا جائے۔ زیر نظر تالیف میں ایسی علمی تحقیقات ہمارا موضوع نہیں ہونگی۔

مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝۵ ع ۲۸

حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

سُوْرَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ (مكية) وَهِيَ سِتُّ اٰيٰتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳

کہہ دو میں لوگوں کے رب کی پناہ میں آیا۔ لوگوں کے بادشاہ کی۔ لوگوں کے معبود کی۔

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ

اس شیطان کے شر سے جو وسوسہ ڈال کر چھپ جاتا ہے۔ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ

صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶ ع ۲۹

ڈالتا ہے۔ جنوں اور انسانوں میں سے۔

تمت بالخیر

خلاصہ مفہوم آیات بمطابق آیت نمبر

سورۃ الفلق والناس

جملہ مخلوقات کے ظاہری و باطنی ہمہ جہتی شر سے پناہ مانگنے اور خالق کائنات کی پناہ میں آنے کا نسخۂ کیمیا و اعتقادی حقائق (استعاذہ) کا زور دار اظہار و بیان۔

حقائق حق (قرآن نصوصِ قطعیہ) کا تاریخ سے موازنہ چہ معنی دارد

زیر مطالعہ بحوالہ آیات قصص الانبیاء وآیاتِ متعلقہ عظمت صحابہ کرام واہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین

یہ حقیقت اپنی جگہ بجا ہے کہ تمام اربابِ مذاہب کو اپنا مذہب اسی قدر عزیز ہے جس قدر دوسروں کو ہے ہر ایک نے اپنے مذہبی بقاء کی خاطر بہت کچھ کیا ہوگا مگر مسلمانوں کے اس فخر کا قیامت تک کوئی حریف نہیں ہوسکتا کہ انہوں نے اپنے پیغمبر (خاتم الانبیاء ﷺ) کے حالات اور واقعات کا ایک ایک حرف اس قدر جامع انداز کے ساتھ محفوظ رکھا کہ کسی شخص کے حالات آج تک اس جامعیت اور احتیاط کے ساتھ قلمبند نہیں ہوسکے اور نہ آئندہ توقع کی جاسکتی ہے۔ لیکن سر دست ہمیں مطلق تاریخ کے بعض ایسے مخفی حقائق کا سنجیدہ فکری سے جائزہ لینا ہے جو اکثر ہمارے ہاں افراط وتفریط (غیر معتدل نظریہ) سے لیے جاتے ہیں جسکے نظریاتی نتائج انتہائی منفی فکر ونظر کے حامل دیکھنے کو ملتے ہیں۔ علمی معلومات کا وسیع ذخیرہ انسانوں کے ہاتھوں ہی منصۂ شہود (وجود) پر آیا اور اسکے تحفظ کا فریضہ بھی انہی کے ذریعہ چلا آرہا ہے۔ یہاں ہمارا موضوع تاریخی معلومات کے ذریعہ بعضے مذہبی اعتقادات کا جنم (وجود میں آنا) ہے نہ جانے ہم تاریخ کو ثابت شدہ قطعی حقائق کے بالمقابل کیونکر لاتے رہتے ہیں حالانکہ قطعی اعتقاداتِ برحق (جو قرآن وسنت سے ثابت شدہ ہیں) کا موازنہ عمومی تاریخ سے معلوم شدہ (یا حاصل شدہ) افکار ونظریات سے کرنا شرعاً وعقلاً ہر دو طرح سے ناقابل تسلیم ہے۔ ہم اس حقیقت سے کیسے انکار کرسکتے ہیں کہ خاتم الانبیاء ﷺ کی طرف سے امت کو سخت تنبیہ (وعید) ترجمہ:۔ جس نے جھوٹ بولا مجھ پر جان بوجھ کر وہ اپنی جگہ جہنم میں بنالے (حوالہ بخاری شریف) تابعین اور تبع تابعین کے دور کے بعد ہی سے انفرادی سطح پر آپ ﷺ کی طرف منسوب ایسی احادیث کو بیان کرنا شروع کردیا گیا جو بعد میں محدثین کی تحقیقات کی روشنی میں موضوع (خود ساختہ) کہلائیں اسی لیے محدثین اور ائمہ جرح وتعدیل کو اس حوالہ سے حفاظتِ حدیث کیلئے علمی وتحقیقی میدان میں قدم رکھنا پڑا۔ علامہ ابن جوزیؒ نے محدثین کے حوالہ سے کچھ اصول ایسے نقل فرمائے ہیں جنہیں پڑھ کر علمی حیرت واستعجاب بجا امر ہے کہ کس طرح حفاظتِ حدیث کیلئے کڑی شرائط اور اصول کو منضبط کرنا ایک ناگزیر ضرورت ٹھہری، انکی نقل کردہ عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ حسب ذیل صورتوں میں روایت اعتبار کے قابل نہ ہوگی اور اس کے متعلق تحقیق کی ضرورت نہیں کہ اس کے راوی معتبر ہیں یا نہیں ☆۔ جو روایت عقل کے

مخالف ہو۔ ☆۔ جو روایت اصول مسلّمہ کے خلاف ہو۔ ☆۔ محسوسات اور مشاہدہ کے خلاف ہو۔ ☆۔ قرآن مجید یا حدیثِ متواتر یا اجماع قطعی کے خلاف ہو اور ان میں تاویل کی کچھ گنجائش نہ ہو ☆۔ جس حدیث میں معمولی بات پر سخت عذاب کی دھمکی ہو۔ ☆۔ معمولی کام پر بہت بڑے انعام کا وعدہ ہو۔ ☆۔ وہ روایت رکیک المعنیٰ ہو مثلاً کدو کو بغیر ذبح کئے نہ کھاؤ۔ ☆۔ جو راوی کسی شخص سے ایسی روایت کرتا ہے کہ کسی اور نے نہیں کی اور یہ راوی اس شخص سے نہ ملا ہو۔ ☆۔ جو روایت ایسی ہو کہ تمام لوگوں کو اس سے واقف ہونے کی ضرورت ہو یا ایں ہمہ ایک راوی کے سوا کسی اور نے اسکی روایت نہ کی ہو۔ ☆۔ جس روایت میں ایسا قابل اعتنا واقعہ بیان کیا گیا ہو کہ اگر وقوع میں آتا تو سینکڑوں آدمی اس کو روایت کرتے، باوجود اس کے صرف ایک ہی راوی نے اسکی روایت کی ہو۔ (منقول از علامہ شبلیؒ وسید سلمان ندویؒ کی کتاب سیرۃ النبی ﷺ جلد اول ص ۴۲ تا ۴۳)۔

ملا علی قاریؒ نے موضوعات کے خاتمہ میں حدیثوں کے معتبر نہ ہونے کے چند اصول تفصیل سے لکھے ہیں اور انکی مثالیں نقل کی ہیں۔ ہم ان کا خلاصہ اس موقع پر نقل کرتے ہیں:

☆۔ جس حدیث میں فضول باتیں ہوں جو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نہیں نکل سکتیں مثلاً یہ کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے خدا اس کلمہ سے ایک پرندہ پیدا کرتا ہے جسکی ستر زبانیں ہوتی ہیں ہر زبان میں ستر ہزار نعت ہوتی ہے الخ۔ ☆۔ وہ حدیث جو مشاہدہ کے خلاف ہو، مثلاً یہ حدیث کہ بینگن کھانا ہر مرض کی دوا ہے۔ ☆۔ وہ حدیث جو صریح حدیثوں کے مخالف ہو۔ ☆۔ جو حدیث واقع کے خلاف ہو مثلاً یہ کہ "دھوپ میں رکھے ہوئے پانی سے غسل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے"۔ ☆۔ وہ حدیث جو انبیاء علیہم السلام کے کلام سے مشابہت نہ رکھتی ہو مثلاً یہ حدیث کہ تین چیزیں نظر کو ترقی دیتی ہیں۔ سبزہ زار، آب رواں، خوبصورت چہرہ دیکھنا۔ ☆۔ وہ حدیثیں جن میں آئندہ پیش گوئی بقید تاریخ مذکور ہوتی ہے مثلاً یہ کہ فلاں سنہ اور فلاں تاریخ میں یہ واقعہ پیش آئے گا۔ ☆۔ وہ حدیثیں جو طبیبوں کے کلام کے مشابہ ہیں مثلاً یہ کہ "ھریسہ کھانے سے قوت آتی ہے" یا یہ کہ مسلمان شیریں ہوتا ہے اور شیرینی کو پسند کرتا ہے۔ ☆۔ وہ حدیث جس کے غلط ہونے کے دلائل موجود ہیں، مثلاً عوج بن عنق کا قد تین ہزار گز تھا۔ ☆۔ وہ حدیث جو صریح قرآن کے خلاف ہو مثلاً دنیا کی عمر سات ہزار برس کی ہے کیونکہ اگر یہ روایت صحیح ہو تو ہر شخص بتادے گا کہ قیامت کے آنے میں اس قدر

دیر ہے حالانکہ قرآن سے ثابت ہے کہ قیامت کا وقت کسی کو معلوم نہیں ۔ ☆۔وہ حدیثیں جو حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق ہیں ۔ ☆۔جس حدیث کے الفاظ رکیک ہوں ۔ ☆۔ وہ حدیثیں جو قرآن مجید کی الگ الگ سورتوں کے فضائل میں وارد ہیں حالانکہ یہ حدیثیں تفسیر بیضاوی اور کشاف وغیرہ میں منقول ہیں۔ ان صورتوں سے محدثین نے اکثر جگہ کام لیا اور ان کی بنا پر بہت سی روایتیں رد کردیں ۔ ان طویل اصول وقواعد (جن پر خود محدثین کے ہاں بھی بعض قواعد پر اصولی درجہ کا اختلاف اور جرح منقول ہے) کے نقل کرنے کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ ہم کوئی محاکمہ (فیصلہ) قائم کر کے انکی کلی درجہ پر مہر تصدیق ثبت کرنا چاہتے ہیں ۔ یہ ہمارا موضوع ہے نہ ہم اس کی اہلیت وصلاحیت رکھتے ہیں ۔ فقط اس حقیقت کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ احادیثِ رسول ﷺ کی حفاظت کیلئے محدثین کے اصول وقواعد سے ہمیں پیغام کیا ملتا ہے ؟ آخر محدثین کو کیوں حفاظت حدیث کیلئے اسقدر سخت قواعد وضوابط وضع کرنا پڑے ؟ جواب ظاہر ہے کہ ایک ایسا دور آیا کہ آپ ﷺ کی طرف منسوب احادیث رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں کی بے پناہ محبت وعقیدت کو دیکھتے ہوئے بعض لوگوں نے غیر محتاط انداز سے انکو آگے نقل کرنا شروع کردیا تھا جس کے منفی نتائج پر اس وقت کے اہل علم (محدثین کرامؒ) نے بروقت خطرہ بھانپتے ہوئے نقلِ روایت کیلئے ایسے قواعد وضوابط منضبط کرنا شروع کیے جس سے ہر کس وناکس کی روایت نقل کرنے کا دروازہ بند ہوگیا ۔ اور یوں پوری دوصدیاں حفاظتِ حدیث کیلئے ائمہ حدیث علمی میدانِ کارزار میں چلتے رہے یہاں تک کہ آنے والے علمی طبقات کا احادیث کی جملہ اقسام سے معرفت کا حصول آسان ہوگیا ۔ لیکن جس المیہ کیطرف توجہ دلانے کیلئے ہم یہ اوراق سیاہ کر رہے ہیں وہ عنوان تاریخ کا ہے ۔ جس کی ابتدا سے انتہا تک غیر یقینی اور ظن کی کیفیت کے خطرات وخدشات سے کلی درجے میں انکار نہیں کیا جاسکتا ہم تاریخی کتابوں کے حوالے سے اس قدر منظم ومربوط قواعد وضوابط کا وجود نہیں دیکھتے یہاں فقط تاریخ مرتب کرنے والوں کا شخصی حوالہ چلتا ہے جو اعتماد وسند کے درجہ میں تسلیم کیا جاتا ہے تاہم انہی مرتبینِ تاریخ پر دیگر علمی محققین کی جرح وتنقید سے انکا علمی وقار اور اعتماد مجروح ہوتا دکھائی دیتا ہے یہ موضوع اپنے لوازمات سمیت طویل بحث کا حامل ہے مگر ہمارے پیش نظر یہاں فقط یک نکاتی المیہ کی نشاندہی ہے کہ ثابت شدہ قطعی حقائق کا موازنہ مجہول ومبہم طرح کی غیر مستند تاریخ سے کرنا یا قرآن وسنت سے ثابت شدہ قطعی اعتقادات کے بالمقابل عمومی تاریخی روایات کو لانا ۔ اسی طرح نصوصِ

قطعیہ کو تاریخ کے کٹہرے میں (معاذ اللہ) لانا ایسی علمی سینہ زوری ہے جسکی کوئی تاویل نہیں کی جاسکتی۔ ویسے بھی اعتقادات کی مضبوط عمارت نصوصِ قطعیہ (قرآن کریم اور احادیث صحیحہ متواترہ ومشہورہ) پر قائم ہے عمومی تاریخی روایات سے جو ظنی اور غیر یقینی احوال وواقعات منقول ہوں وہ علم العقائد کا کبھی موضوع نہیں رہے) یہ ایک انتہائی اہم حساس موضوع ہے جس پہ توجہ دیئے بغیر ہم قرآن وسنت سے ثابت شدہ اعتقادات کو تاریخ وعقل کے کمزور آئینہ میں دیکھنے کی عادت اپنا رہے ہیں (جو نظریاتی لحاظ سے انتہائی غلط رجحان ہے)۔ تاریخی واقعات قرآن کریم میں منقول ہیں۔ خواہ وہ انبیاء ورسل علیہم السلام کے متعلق ہوں یا اقوام سابقہ کے حوالہ سے ہوں انکی صداقت تو نصِ قطعی ہے اسپر دوسری رائے قائم ہی نہیں کی جاسکتی اسی طرح ایسے سابقہ واقعات واحوال یا مستقبل کے حوالے سے رونما ہونے والے واقعات یا فتن کی خبریں جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔ ان پر بھی اعتماد واعتقاد رکھنا ایمانی تقاضا ہے تاہم ایسے حالات وواقعات جو بعد کے مورخین نے اپنی جمع شدہ معلومات کی بناء پر نقل کیے ہیں اور انکی کوئی تسلسل سے صحیح سند نقل نہیں کی وہ ظنی درجہ میں تسلیم کیے جاتے ہیں۔ انکو مرتب کرنے والا مورخ خواہ کتنا ہی نامور یا مضبوط علمی پس منظر کا حامل کیوں نہ ہو اس کی نقل کردہ روایات کُلّی درجے میں مستند نہیں سمجھی جاسکتیں۔ وہ نقلِ روایات میں جتنا بھی محتاط مان لیا جائے مگر کسی بھی مورخ کو تاریخ کے حوالے سے غیر جانبدار نہیں قرار دیا جاسکتا (مذکورہ حقیقت انتہائی قابل توجہ ہے) ایک ہی واقعے کے نقل کرنے والے اگر دو تین افراد جمع کر لیے جائیں تو ان کے آپس میں بیانات نہیں ملتے جبکہ مورخین کی نقل کردہ تاریخی روایات کی سند فقط انکی اپنی ذاتی وجاہت، ثقاہت کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ تاریخ کی کوئی حقیقت نہیں یا پھر کُلّیۃً تاریخی واقعات کو بیک جنبش جھٹلا دیا جائے ہرگز نہیں۔ تاریخی حقائق اپنی معتبر سند کے ساتھ اگر ثابت ہوسکتے ہیں تو ان کو تاریخی نظر سے مطالعاتی درجے میں لینا ایک ضرورت ہے تاریخ سے قومیں بہت کچھ سیکھتی ہیں۔ ہمارا یہاں ہدفِ موضوع فقط ایک خاص نقطۂ نظر ہے اسی کی طرف دھیان دلانا ضروری سمجھتے ہیں (مطلقاً تاریخی نقطۂ فکر ہمارے پیش نظر نہیں کہ اس پر اشکالات واعتراضات قائم کیئے جائیں) ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں امام الانبیاء وخاتم النبیین ﷺ کی صحبت یافتہ جماعت (اہل بیت وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے مقام ومنزلت کو غیر معمولی القاب والفاظ سے نوازا گیا ہے جو نصوص قطعیہ کے حامل ہیں مثلاً، ترجمہ:۔ یہی لوگ ہیں کہ اللہ

نے ان کے دلوں کو پرہیز گاری کیلئے جانچ لیا ہے ان کیلئے بخشش اور بڑا اجر ہے (سورۃ الحجرات آیت نمبر ۳) ۔اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا، ترجمہ :۔ بے شک اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں، ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں اور فرمانبردار مردوں اور فرمانبردار عورتوں اور سچے مردوں اور سچی عورتوں اور صبر کرنے والے مردوں اور صبر کرنے والی عورتوں اور عاجزی کرنے والے مردوں اور عاجزی کرنے والی عورتوں اور خیرات کرنے والے مردوں اور خیرات کرنے والی عورتوں اور روزہ دار مردوں اور روزہ دار عورتوں اور پاکدامن مردوں اور پاکدامن عورتوں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مردوں اور بہت یا کرنے والی عورتوں کیلئے بخشش اور بڑا اجر تیار کیا ہے (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۳۵)۔ اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا، ترجمہ :۔ بے شک ایمان والے کامیاب ہوگئے جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں اور زکوٰۃ دینے والے ہیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں پر کہ ان میں کوئی الزام نہیں پس جو شخص اس کے علاوہ کا طلبگار ہو وہی حد سے نکلنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدے کا لحاظ رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں وہی وارث ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہونگے وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے ۔(سورۃ المومنون ۱ تا ۱۱) اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، شکر کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، اچھے کاموں کا حکم کرنے والے اور بری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے ایسے مومنوں کو خوشخبری سنا دے (سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۱۳) ۔ اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا، ترجمہ :۔ رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں سلام ہے الخ (سورۃ الفرقان آیت نمبر ۶۲ تا ۶۷) ۔ اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں الخ (سورۃ الفتح آیت نمبر ۲۹) ۔اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا، ترجمہ:۔ یہی سچے ایمان والے ہیں ان کے رب ہاں ان کے لئے درجے ہیں اور بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے (سورۃ الانفال آیت نمبر ۴)۔مزید ارشاد ربانی ہے اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی ہوئے یہی اللہ کا گروہ ہے خبردار! بے شک اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے (سورۃ المجادلہ آیت نمبر ۲۲) ۔ اسی

طرح عظمت اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حوالے سے جتنی بھی آیات ہیں وہ نصوص قطعیہ ہیں اور صحیح و مستند احادیث رسول اللہ ﷺ سے جو فضائل و مناقب صحابہ و اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین منقول ہیں ان کو پڑھ لینے کے بعد جو اعتقادی حقیقت ثابت ہوتی ہے اس کا موازنہ تاریخی راویات سے کرنا اور اپنے قطعی اعتقادات کو ظنی روایات سے مشکوک یا مجروح بنانا کس درجے میں شمار کیا جائے؟ اس حساس امر کی طرف دھیان دلانا ہمارا مرکزی نقطہ عرضداشت ہے جملہ دینی اہل علم اور مطالعہ سے دلچسپی رکھنے والے بقیہ تعلیم یافتہ حضرات سے درخواست یہ ہے کہ آپ تاریخ کو تاریخ کے درجے میں درجہ بندی کے ساتھ ان مؤرخین کا مقام جو متعین کرنا چاہیں آپ کا صوابدیدی تحقیقی حق ہے اس میں ہم مداخلت نہیں کرتے تاہم تاریخ سے منقول روایات کو قرآن وسنت سے ثابت شدہ حقائق کے بالمقابل نہ لائیں۔ عمومی تاریخ سے اعتقادات ثابت نہیں ہوتے یا اعتقادات کی مضبوط عمارت عمومی ظنی درجے کی تاریخی روایات کے ستونوں پر قائم نہیں ہوتی۔ ہم انبیاء و رسل علیہم الصلاۃ والسلام کی عظمت و رفعت اور عصمت نیز مقام ومنصب اسی طرح قرآنی آیات اور صحیح احادیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ عظمت اہل بیت و مقام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عمومی تاریخی روایات کے ترازو میں تولنے کی جسارت ہرگز نہ کریں ورنہ ہم نظریاتی گمراہی کے شکار ہوجائیں گے۔ کہاں قرآن وسنت سے ثابت شدہ مذکورہ نفوس قدسیہ کی عظمت و رفعت اور کہاں جھول کھاتی غیر مستند و مبہم طرح کی تاریخ۔۔۔ کوئی موازنہ ہوسکتا ہے شرعاً ایسی غیر معتبر تاریخ کا قرآن وسنت کے ساتھ؟ فقط تاریخی روایات نقل کرنے والے کی ثقاہت اور جلالت شان کو ہی معیار حقیقت نہ سمجھ لیا جائے بلکہ دوسری طرف قرآن وسنت سے ثابت شدہ حقائق نیز نصوص قرآنی جن کی جلالت شان قطعیت کے درجہ میں ثابت ہے کو بہر صورت مقدم رکھنا شرعاً لازم ہے۔ خلاصۂ عرضداشت یہ ہے کہ انبیاء و رسل علیہم السلام ہوں یا ان کے صحبت یافتہ صحابہ کرام و اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوں انکو قرآن وسنت کے آئینے میں دیکھتے رہو گے تو ان شاء اللہ سلامتی ایمان کے ساتھ زندگی گزار جاؤ گے۔ اگر خدانخواستہ ان نفوس قدسیہ کو تاریخی روایات کے ترازو میں تولنے کی جسارت کرو گے تو قدم قدم تشکیک، بدظنی و بدگمانی کے گڑھے میں گرتے گرتے ایمانی حقائق سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ انبیاء و رسل علیہم الصلاۃ والسلام کو تاریخی واقعات یا بنی اسرائیلی روایات پر پرکھنے اسی طرح صحابہ کرام وخلفائے راشدین کو متنازعہ فیہ تاریخ سے پرکھنے کی روش انتہائی قابل گرفت

ہے۔ مشاجرات صحابہ کرام کا تاریخی پہلو ہو یا خلفائے راشدین کے دورِ حکومت پر اٹھنے والے جدید مغربی مؤرخین کے اٹھتے سوالات واعتراضات ہوں یا پھر قدیم مؤرخین کے نقل کردہ بعض قابل اعتراض واقعات کے حوالے جات ہوں خدارا ان کے مطالعے سے اول تو پرہیز کیجئے اگر کسی کو راہ عافیت کی بجائے تاریخ کے خطرناک نظریاتی جنگل سے ہی گزرنے کا لازمی اصرار ہے تو کم از کم اس کے مہلک نظریاتی افکار باطلہ سے بچاؤ کی ایسی مضبوط اعتقادی زرہ پہن لینی ضروری ہے جو محفوظ ترین قرآنی نظریاتی حقائق سے لیس ہو ورنہ تو قدم قدم بے سروپا تاریخ اور قدیم بنی اسرائیلی روایات کے بدظن تیروں سے قرآن مقدس کے موصوفین (انبیاء ورسل علیہم السلام نیز صحابہ کرام واہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی عزت وناموس بھی زخمی ہونے سے محفوظ نظر نہ آسکے گی اور الٹا اپنا ایمانی گریبان چاک بلکہ تارتار کربیٹھیں گے۔ ایسی متضاد فکر کی حامل زہریلی تاریخی راکھ سے ہم کس طرح کی ایمانی حرارت کے متلاشی ہوا چاہتے ہیں آخر کچھ تو سنجیدہ فکری کے ساتھ غور کرلینا چاہیے یہی نقطہ پیش نظر رکھ لیا جائے کہ قرآنی حقائق سے ہمارا رشتہ ایمان واعتقاد کا ہے جبکہ ہمارا تاریخ سے تعلق فقط معلومات کی حد تک ہے جو درست اور غلط دونوں طرح کی ہے۔ امید ہے کہ اس مذکورہ حقیقت پر دھیان رکھنے سے آپ تاریخ کے کچرے کو قرآن وسنت کے بالمقابل لانے کی شیطانی فکر سے محفوظ رہ سکیں گے۔ **اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین أنعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین**۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس حساس ایمانی حقیقت پر رسوخ اعتقادی اور استقامت کی دولت نصیب فرما کر خاتمہ بالخیر عطا فرمائے۔ آمین!

صاحبِ ترجمۂ قرآن شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے حالات

☆ پیدائش ۲ رمضان المبارک ۱۳۰۴ھ بروز جمعہ بمقام قصبہ متصل گکھڑ گوجرانوالہ۔

☆ ابتدائی تعلیم قرآن عزیز گھر پر والدہ محترمہ سے پڑھا۔ پھر اپنے قصبہ سے متصل ایک میل کے فاصلہ پر واقع کوٹ سعد آباد نامی قصبہ میں سکول داخل کر دیے گئے اور جب والدین ''باہو چک'' آ گئے تو تعلیم قصبہ تلونڈی کھجور والی کے سکول میں شروع کروادی۔ بعدازاں مولانا عبدالحق صاحب مرحوم خطیب گوجرانوالہ کے یہاں داخل کیے گئے۔ جہاں فارسی اور ابتدائی عربی تعلیم حاصل کی۔

☆ خوش قسمت والدین نے پیدائش سے قبل آپ کو دین اسلام کے لیے وقف کر رکھا تھا دارالعلوم دیو بند سے مولانا عبید اللہ سندھی تکمیل کر کے آئے تو تعلیم و تربیت کے لیے ان کے سپرد کر دیا۔

☆ حضرت سندھیؒ نے اپنے گھر (سیالکوٹ) سے سندھ جاتے ہوئے دین پور شریف چند دن قیام کیا آپ ہمراہ تھے اس وقت آپ کی عمر محض آٹھ سال تھی لیکن حضرت دین پوری قدس اللہ سرہ نے ۱۸۹۵ء ازخود بیعت فرمالیا۔

☆ اس کے بعد حضرت سندھی کے ہمراہ امروٹ شریف قیام رہا، وہیں آپ سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔

☆ ۱۳۱۹ھ میں مولانا سندھی نے گوٹھ پیر جھنڈا سندھ میں ''مدرسہ دارالرّشاد'' کی بنیاد رکھی تو آپ کو یہیں بلالیا یہیں تکمیل علم ہوئی، یہیں دستار بندی ہوئی۔ دستار بندی کرانے والے مشہور محدث شیخ حسین ابن محسن انصاری یمنی رحمتہ اللہ تعالیٰ تھے۔ (۱۳۲۶ھ)

☆ اس کے بعد اسی مدرسہ میں پڑھانا شروع کر دیا۔

☆ یہیں پہلی شادی مولانا سندھیؒ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ سال بعد حسن نامی بچہ پیدا ہوا لیکن سات دن بعد بچہ انتقال کر گیا۔ اور دوسرے دن آپ کی اہلیہ بھی انتقال کر گئیں۔

☆ ۱۳۳۰ھ میں دارالعلوم دیو بند کی مسجد میں حضرت شیخ الہند قدس اللہ سرہ نے آپ کا دوسرا نکاح مولانا ابو محمد احمد چکوالی قدس اللہ سرہ کی صاحبزادی سے کیا۔

☆ ۱۹۰۸ء میں مولانا سندھی نے دیوبند جا کر حضرت شیخ الہند قدس اللہ سرہ کے حکم سے جمعیت الانصار بنائی۔ ساتھ ہی ''نظارۃ المعارف القرآنیہ'' کی داغ بیل ڈال دی۔ اس عرصہ میں گوٹھ پیر جھنڈا کے مدرسہ کے منتظم حضرت لاہوریؒ تھے۔

☆ بعد میں حضرت سندھیؒ کے حکم سے نواب شاہ میں مدرسہ بنایا گیا یہاں بھی حضرت شیخ التفسیرؒ شریک کار رہے۔

☆ اور جب ''نظارۃ المعارف القرآنیہ'' دیوبند سے دہلی منتقل ہوا تو حضرت شیخ الہند کے ایماء پر مولانا سندھیؒ نے آپ کو دہلی بلا لیا۔

☆ دہلی قیام کے زمانہ میں مولانا سندھیؒ کے حکم سے تین حضرات نے آگرہ کا تبلیغی سفر کیا جس میں آپ بھی تھے یہ سفر ہندوؤں کی شدھی تحریک (یعنی مسلمانوں کو مرتد کرنے) کے خلاف انہیں اسلام پر قائم رکھنے کے لئے تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے خوب برکت دی بڑا دینی نفع ہوا اور ہزاروں کا ایمان سلامت رہا۔

☆ اسی دوران بعض علی گڑھی حضرات کی خواہش پر مولانا سندھیؒ نے آپ کو علی گڑھ بھیج دیا، لیکن صرف ایک ماہ قیام رہا۔

☆ اس پورے عرصے میں امروٹ شریف اور دین پور شریف کی حاضری رہی اور تکمیل اسباق کے بعد حضرت امروٹیؒ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ بعد میں حضرت دین پوری نے بھی اجازت سے نوازا اور بقول حضرت مولانا عبدالہادیؒ ہمارے بڑے حضرت نے صرف آپؒ کو ہی مجاز قرار دیا تھا۔

☆ ۱۹۲۵ء میں حضرت شیخ الہندؒ نے مولانا سندھیؒ کو کابل بھیجا تو دہلی کا سارا نظام آپ کے سپرد رہا۔

☆ تحریک ریشمی رومال کے انکشاف کے بعد سب حضرات کے ساتھ آپ بھی گرفتار ہو گئے۔ اس گرفتاری کے دوران تفسیر قرآن کے اہم مسودات پولیس نے اپنے قبضے میں لے لئے جس میں آپ کی سندات بھی تھیں۔

☆ دہلی سے گرفتار کر کے آپ کو کچھ عرصہ دہلی حوالات میں رکھا پھر شملہ لایا گیا، شملہ سے لاہور لایا گیا اور نولکھا کی حوالات میں رکھا گیا یہاں سے جالندھر لے جایا گیا اور کچھ دن وہاں رکھ کر

راہوں (جالندھر) میں نظر بند کر دیا۔

☆ رہائی کے بعد آپ کو لاہور لایا گیا اور فیصلہ ہوا کہ دو ضامن ایک ایک ہزار روپے کی ضمانت دیں تو آپ لاہور رہ سکتے ہیں ۔ یہ ضامن آپ کی اہلیہ کے چچا زاد مولانا حافظ ضیاء الدین ایم اے فاضل دیو بند تھے جب کہ دوسرے ملک لال خاں صاحب تھے جن کا انتظام حافظ صاحب نے کیا تھا کہ حضرتؒ ان کے سوا کسی کو نہ جانتے تھے۔

☆ لاہور آتے ہی درس کی ابتدا کر دی کہ استاد مکرم مولانا سندھیؒ سے وعدہ تھا کہ اشاعت قرآن کا سلسلہ برابر جاری رہے گا۔ اس درس کا سلسلہ پہلے مختلف مقامات پر رہا۔ بعد میں مسجد لائن سبحان خاں شیرانوالہ میں منتقل ہو گیا اور تادم آخر یہیں رہا۔

☆ ۱۹۱۷ء میں لاہور پہلی مرتبہ تشریف لائے اس سال حج کا ارادہ کیا حج کے ساتھ ہجرت کا پروگرام تھا لیکن قدرتی اسباب مانع ہوئے۔خواب میں رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ واپس جاؤ۔ہم نے قرآن کی خدمت اور اصلاح امت کا کام لینا ہے۔

☆ حج سے واپس آئے تو خلافتی پروگرام کے پیش نظر کابل ہجرت کر کے چلے گئے بعد میں مولانا سندھیؒ نے آپ کو واپس بھیج دیا۔ واپسی پھر درس کا سلسلہ شروع فرمادیا۔۱۹۲۲ء میں حکیم فیروزالدین صاحب کی تحریک پر انجمن خدام الدین کی داغ بیل ڈالی گئی اور آپ کو امیر منتخب کیا گیا۔

☆ انجمن کے قیام کے بعد دو درس شروع ہوگئے درس عام صبح کی نماز کے بعد، درس خاص مغرب کی نماز کے بعد تعلیم یافتہ حضرات کے لیے صبح کا درس تادم زیست حضرتؒ نے خود دیا جب کہ دوسرا ۲۵ سال دے کر چھوڑ دیا اور آپ کی جگہ مولانا حبیب اللہ صاحب علیہ الرحمۃ مہاجر حرمین نے شروع کیا اس کے بعد مولانا عبیداللہ انور قدس سرہ نے عرصہ تک اسے جاری رکھا۔ جسے پھر مولانا حافظ حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور اب جانشین امام الہدی مولانا محمد اجمل قادری مد ظلہ جاری کیے ہوئے ہیں۔

☆ حضرت کے انداز تفسیر کے مطابق تحریری کام کی تجویز ۱۹۲۵ء میں ہوئی اور آپ حسب تجویز ''واہ'' تشریف لے گئے جہاں یہ کام مکمل ہوا اور ۱۹۲۷ء میں وہ مترجم ومحشیٰ قرآن شائع ہو گیا۔

☆ ۱۹۲۴ء میں انجمن کی نگرانی میں مدرسہ قاسم العلوم جاری ہوا۔ اس مدرسہ میں سالانہ نصاب کے علاوہ تفسیر کا سہ ماہی نصاب بھی شامل تھا۔ اسی سہ ماہی کورس کے لئے حضرت مدنیؒ طلباء کو ترغیب دیتے تھے جب کہ بڑے بڑے علماء سفارشی خطوط دیکر طلباء کو لاہور بھیجتے۔

☆ قاسم العلوم کی ذاتی عمارت ۱۹۳۴ء میں بنی مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم نے افتتاح کیا۔ اس سے پہلے عمارت کرایہ کی تھی اس مدرسہ کے شعبہ جات درس نظامی، دورہ تفسیر اور شعبہ حفظ و ناظرہ میں شامل تھے ابتداء میں صنعتی شعبہ بھی تھا لیکن بعد میں وہ بند کر دیا گیا۔

☆ ۱۹۴۵ میں مدرسۃ البنات بنایا جس میں ضروری تعلیم کے علاوہ امور خانہ داری کی مثالی تعلیم کا اہتمام ہے۔

☆ ۱۹۵۵ء میں ہفت روزہ خدام الدین کی ابتداء ہوئی جس کا حلقہ ملک سے باہر بھی بہت وسیع ہے اور اس سے خلق خدا کو بہت فائدہ ہوا۔

☆ بیعت کا سلسلہ بڑھ جانے کے بعد آپ نے مدرسہ قاسم العلوم کے زیریں حصہ میں مجلس ذکر شروع کر دی۔ نیز آپ زیر تربیت خدام سے ہفتہ وار رپورٹ لکھنے کا فرماتے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ کتنی ترقی ہوئی۔

☆ حضرت کے خلفاء کی تعداد چوبیس ہے۔

☆ حضرت ابتدا سے ہی انجمن حمایت اسلام کے رکن تھے۔ پھر ۱۹۳۳ء میں جنرل کونسل کے رکن مقرر ہوئے اور ۱۹۵۰ء میں نائب صدر مقرر ہوئے اور یہ سلسلہ تازیست رہا۔

☆ ۱۹۳۱ء میں میکلیگن انجینئرنگ کالج کے انگریز پرنسپل کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق بدزبانی پر طلباء کے احتجاج کی آپ نے بھرپور حمایت کی اور اُن کا مؤثر طریق سے ساتھ دیا حتی کہ آپ گرفتار ہو گئے۔ حکومت کو جھکنا پڑا۔

☆ اسی سال تحریکِ کشمیر برپا ہوئی جس کی محرک مجلس احرار اسلام تھی۔ جس کا مقصد ڈوگرہ راج سے مسلمانانِ کشمیر کی گلوخلاصی تھی۔ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ حضرت اقدس مجلس احرار اسلام کے مرکزی قائدین میں شامل تھے۔ ۲۲ جولائی ۱۹۳۱ء کے اجلاس احرار میں (جو فیصلہ کن اجلاس تھا) حضرت شریک تھے۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو تحریک کا آغاز ہوا جس میں چوتھے ڈائریکٹر حضرت لاہوری تھے ۱۳ نومبر ۱۹۳۱ء کو رات ۲ بجے آپ کو اپنے گھر سے گرفتار کیا

گیا۔ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ باقی رفقاء گرامی کے ساتھ ملتان جیل میں نظر بند رہے۔ جہاں آپ کے درس قرآن کا خوب چرچا رہا اور اکابر علماء اور قائدین نے اس سے خوب استفادہ کیا۔

☆ اس تحریک میں ۱۰ ہزار سے زائد رضا کار گرفتار ہوئے اور کئی ایک شہید۔ بالآخر حکومت نے گھٹنے ٹیک دیئے اور تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی (تفصیلات کاروان احرار جلد اول از جانباز مرزا صاحب)

☆ وصال سے ۲۵ دن پہلے ۲۹ جنوری ۱۹۶۲ء کو دیال سنگھ کالج میں فتنہ انکار حدیث کے علمبردار پرویز صاحب پر پہلی ضرب آپ ہی نے لگائی۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں آپ نے قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کیں جیل میں آپ کو زہر تک دیا گیا اور بقول حضرت رائے پوریؒ آپ کا تحریک میں شامل ہونا ہی اصل کامیابی تھی۔

☆ پاکستان بننے سے پہلے آپ جمعیت علماء ہند کے سٹیج پر کام کرتے رہے بعد میں خیال فرمایا کہ دیوبند کے دونوں حلقے۔ (پاکستان کا حامی اور مخالف) مل کر کام کریں تا کہ ملک کو صحیح معنی میں اسلامی سٹیٹ بنایا جاسکے اور ابتدا میں کوششیں بھی ہوئیں لیکن خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا تو اکتوبر ۵۶ء میں ملتان میں علماء کا اجتماع بلایا جس کے داعی آپ تھے اور منتظم حضرت مولانا مفتی محمود چنانچہ جمعیت علماء اسلام کے موسس ثانی کی حیثیت سے آپ امیر جماعت منتخب ہوئے اور آپ نے اپنی امارت کی شرط کے طور پر مولانا غلام غوث ہزاروی کا نام بطور ناظم عمومی پیش کیا۔ جس کی منظوری بالاتفاق ہوگئی۔

☆ آزاد کشمیر میں مفتیوں کے تقرر اور اس نظام کو بہتر بنانے کے لیے آپ آزاد کشمیر حکومت کی دعوت پر وہاں گئے اور بھرپور کام کیا۔

☆ ایوبی مارشل لاء کے بعد جمعیت علماء اسلام کا کام نظام العلماء کے نام سے ہوتا رہا اور آپ اس کے سربراہ تھے۔

☆ اسی دور جبر میں عائلی قوانین کے خلاف آپ کی قیادت میں منظم جدوجہد ہوئی آپ کو بھی لاہور حدود میں کئی ماہ کے لیے نظر بند کیا گیا۔

☆ علم وعمل کا یہ عظیم پیکر، معرفت وروحانیت کا بحرذخائر، تحریک حریت کا قافلہ سالار ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء بروز جمعہ ۹ بجے شب اپنے خالق حقیقی سے جاملا اور لطف یہ کہ مالک کا بلاوا اس وقت

آیا جب نماز عشاء پڑھ رہے تھے سر سجدہ میں تھا۔ اس دن رمضان المبارک کی ۱۷ تاریخ تھی۔

☆ اگلے دن حضرت مولانا عبید اللہ انور نے عظیم باپ کی وصیت و نصیحت کے مطابق درس دیا اور قرآن کھلتے ہی ﴿ کل نفس ذائقة الموت ﴾ پر نظر پڑی۔ ابھی حضرت کی تدفین عمل میں نہیں آئی تھی، لیکن حکم تھا اس لیے اس حال میں بھی درس دیا۔

☆ جنازہ اگلے دن مولانا انور نے پڑھایا۔ دو لاکھ کے لگ بھگ افراد نے جنازہ پڑھا۔ مولانا انورؒ اور مولانا حافظ حمید اللہؒ اور دوسرے حضرات نے قبر میں اُتارا۔ قبر کی تیاری کے بعد آخری دعا حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ نے فرمائی۔

☆ اولاد میں حضرت حافظ حبیب اللہ صاحب فاضل دیوبند مہاجر مکہ و مدینہ سالہا سال حرمین شریفین میں اپنے اسلاف کے طرز پر درس دیتے رہے۔ اب انتقال فرما چکے ہیں۔

☆ منجھلے صاحبزادے ہمارے مخدوم و مکرم مولانا عبید اللہ انور تھے جو آپ کے علمی، عملی، روحانی اور سیاسی جانشین تھے۔ ۱۹ مارچ ۱۹۶۲ء کو بعد نماز فجر حضرت مولانا عبدالہادی صاحب دین پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مولانا عبید اللہ انور کی دستار بندی کرائی۔ مولانا حافظ حمید اللہ صاحب چھوٹے صاجزادے، عالم، فاضل، تقوی و طہارت کی مجسم تصویر، انتقال فرما چکے ہیں۔ مولانا انور سے بڑے ایک صاحبزادے تھے۔ ان کا نام بھی عبید اللہ تھا۔ وہ بھی انتقال کر گئے جبکہ پہلی اہلیہ کے بچے حسن تھے جو فوت ہو گئے پانچ صاحبزادیاں تھیں علاوہ ازیں مدرسہ قاسم العلوم، مدرسہ البنات، چھ مساجد، رسالہ خدام الدین، ساٹھ کے قریب مطبوعات، ترجمہ قرآن لفظی مع تفسیر و حاشیہ جسے تمام مکاتب فکر کے علماء نے پسندیدگی کی نظروں سے دیکھا، پندرہ روزہ ''اسلام'' انگریزی جاری کیا جو عرصہ تک تبلیغ اسلام کا فرض ادا کرتا رہا۔ ہفت روزہ ترجمان اسلام جمعیت علماء اسلام کی موجودہ تنظیم بھی حضرت کی باقیات میں سے ہے۔ نور اللہ مرقدہ و تغمدہ اللہ بغفرانہ!

خلاصہ مفہومِ آیات، فہمِ قرآنِ کریم کا آسان ''نورانی قاعدہ''

ہمارے ہاں ایشیا(ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان وغیرہ) کے اکثریتی مدارس میں قرآنِ کریم کے حفظ و ناظرہ کے باقاعدہ آغاز سے قبل بنیادی حروفِ تہجی کی تصحیح اور الفاظ کو ملا کر پڑھنے کی مشق کرانے کیلئے ایک راہنما قاعدہ جو''نورانی قاعدہ'' کے نام سے موسوم و معروف ہے جو تقریباً چھوٹے سے لیکر بڑی عمر کے افراد کو تلاوتِ قرآن سیکھنے کیلئے پڑھایا جاتا ہے اور تجربے کے لحاظ سے بہت ہی کارآمد (فائدہ مند) ثابت چلا آرہا ہے۔ اس تمہیدی تشبیہ کا مقصد یہ ہے کہ جیسے نورانی قاعدہ کا اچھی طرح پڑھ (سمجھ) لینے سے جہاں تصحیح حروف میں بہت ہی مدد ملتی ہے وہیں قرآنِ کریم کے کسی لفظ کو جوڑ (ملا کر پڑھنے کی بنیادی استعداد کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح خلاصہ مفہوم آیات کے مرتب کرنے میں ایک ادنیٰ کوشش یہ پیشِ نظر ہے کہ تفسیر قرآن کی فہم اور تفہیم کی بنیاد، ترجمہ اور آیت کے مرکزی مفہوم (یا خلاصہ) کو سمجھنے کی استعداد کا حصول اللہ کرے آسان ہو جائے۔ یہ ادنیٰ کوشش گویا اس حوالہ سے جزوی طور پر قرآنی خدمت کی طرف (راسخ فی العلم و باذوق علماء کرام کی) توجہ دلانا ہے جنکے عملی تجربہ و تجربات سے آنے والے نسلیں اس سے بہتر انداز سے استفادہ کرسکیں گی، اپنی حالت تو اس لولے لنگڑے انسان کی طرح ہے (جو خدانہ کرے) بیچارہ پوری طرح چلنے پھرنے کی سکت نہیں رکھتا مگر اُسے چلنے کا شوق ہوتا ہے تو ایسے میں وہ گرتا پڑتا اور لڑکھڑاتے ہوئے چند قدم اُٹھا سکتا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ کرنے کی وہ ہمت نہیں دکھا سکتا یا پھر توتلی زبان والا انسان دوسروں کو اپنے موقف سمجھاتے ہوئے پورا زورصرف کر رہا ہوتا ہے مگر اپنی بات کو صاف لفظوں میں سمجھا نہیں پاتا۔ تاہم محفل میں موجود دانا و عقلمند اُسکے مفہوم کو سمجھنے کی صلاحیت کے حامل ہوتے ہیں وہ پھر بھی اسکا مدعا (مقصد کلام) سمجھنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ آپ اِس مرتب خلاصہ کو جو اپنے آپ کو علمی لحاظ سے لولے لنگڑے انسان یا توتلے زبان والے سے بھی بدتر (مثال کے طور پر) پوزیشن پر پاتا ہے (نیز گمنامی کے جرمِ ضعیفی کا سزاوار بھی ہے)۔ ایسے میں عام اور سادہ لفظوں میں اتنی بڑی عظیم اور بے مثال (کلامِ الٰہی) کو بھلا کس طرح پورے مفہوم سے کسی کو سمجھا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بس آپ اہل علم ماشاء اللہ اس خلاصہ مفہوم آیات سے اپنے علمی ذوق سے اس کی نوک پلک سنوار کر اگلی نسل کو اس سے بہتر مفہوم کیساتھ سمجھانے پر قدرت رکھتے ہیں۔ اسکو ادبی و علمی معیار پر پرکھنے کی بجائے اس کے فکر کو عالی سمجھتے ہوئے کہ کسی طرح ہم تفسیرِ قرآن کے ذوق و شوق کو پانے کیلئے اسکو''نورانی قاعدہ'' کی مانند آسان طرزِ

تفہیم کے ایک سلسلہ کے طور پر قبول کر لیں تو ''زہے مقدر زہے نصیب'' قدیمی طور پر جاری تدریسی ذوق کا ایک عجیب المیہ یہ بھی ہے کہ ہم افراط وتفریط کے (لاشعوری طور پر) عادی بن چکے ہیں کہ بعض اسباقِ تفسیر میں ہم سارا زورفنی طرز کی خدمت پر صرف کر رہے ہوتے ہیں۔ منشاء کلامِ الٰہی کی بجائے اُس مصنف مرحوم کی عبارتی اغراض ہمارا موضوع سبق ٹھہرتی ہیں تو ایسے میں تفسیری ذوق کو کیا عنوان دیا جائے۔ (حالانکہ خود مصنف مرحوم کے پیشِ نظر ان فوائد میں آیات قرآنیہ کی ہی تشریح مقصود ہوتی ہے)۔ دوسری طرف فوقانی درجات کے تفسیری اسباق میں سارا زور وتوجہ لغوی و ادبی تحقیقات وتوجیہات پر ہوتی ہے، ذرا سنجیدگی سے اس امر کا جائزہ لیا جائے کہ ہم نے اپنی علمی نسل کو نصابِ تعلیم کے کس دور میں شعوری طور پر اس تفسیری ذوق سے روشناس کرایا ہوتا ہے جس کے تحت ہمارے یہ فاضلین معاشرہ میں قرآنی نظام حیات کے فوائد وثمرات کو عوامی سطح پر متعارف کرانے کی پوزیشن میں آسکتے ہیں۔ اس پس منظر میں خلاصہ مفہوم آیات وتلخیص مضامین بنیادی فکری کاوش کے اعتبار سے ایک ادنیٰ سی مہم جوئی سمجھ لی جائے جو باہمت و با صلاحیت علمی لوگوں کیلئے آنے والے وقت میں مناسب راستہ کی (کسی حد تک) ابتدائی راہنمائی کا کام دے سکے گی (اللہ کرے ایسا ہی ہو) اس ادنیٰ کاوش کی ایک دوسری توجیہ بھی عرض ہے کہ پرانے وقتوں میں بعض ماہر مدرسین کسی سبق کے آغاز یا اختتام پر اپنی پوری تقریر (بیان) کا خلاصہ/ نچوڑ چند لفظوں میں نکال لاتے تھے۔ جو بے حد فائدہ منداور تفہیمِ سبق کا بہترین طریقہ کار سمجھا جاتا۔ یہ طرزِ طریق کارآمد (مفید) ہونے کی وجہ سے اس عاجز بندۂ ضعیف (مرتب خلاصہ) کو بھی اسی طرز کا شوق دامن گیر تھا کہ کسی طرح تفہیم آیات کا کوئی آسان طریقہ سامنے لانا مناسب ہے۔ اس حوالہ سے بعد از جستجو گنجائش محسوس ہوئی تو اسکو غنیمت سمجھ کر یہ ادنیٰ کوشش بروئے کار لائی گئی ہے۔ اللہ کرے کہ یہ ادنیٰ سی جُزوی قرآنی خدمت شرفِ قبولیت حاصل کرے اور صدقہ جاریہ بن کر باعثِ مغفرت و رحمت بن جائے۔ یقینا یہ قرینِ عقل وفہم ہے کہ یہ عاجز انسان جتنا بھی اپنے طور پر جدوجہد کرے اور کوشش کرنے کا دعویٰ کرے مگر بہر حال انسان ہے۔ اس لئے یہ امر پیشِ نظر رہے کہ خلاصۂ مفہوم کی یہ کاوش ادبی پہلوؤں اور اس کے معیار سے بہر حال تہی دامن ہے نہ ہی اپنا موضوع ہے۔ اس میں پروف ریڈنگ کے باوجود ''کا'' ''کی'' کی غلطیاں پائی جا سکتی ہیں۔ اہل علم کے بعد از مطالعہ نشاندہی و اصلاح کا خیر مقدم کرنا اپنا فرض سمجھیں گے۔ پھر بھی تسامح برتنے کی درخواست تو ہے ہی (تاہم نظریاتی و فکری لحاظ سے کسی طرح کی غلطی سے آگاہی اہلِ علم کے فرائض میں ہے، اس میں تسامح کی گنجائش نہیں)۔

تلخیص مضامینِ خاص کے حوالہ سے اہم وضاحت

قرآن کریم جب کلام الٰہی ہے تو اُس کے حوالہ سے یہ جاننا ضروری ہے کہ اسکے مضامین کی کوئی تعداد متعین کرنا کسی کے بس میں نہیں۔ ذاتِ باری کی صفات وعلم لا متناہی (لا محدود) ہے تو بھلا کیسے کوئی ایسی جرأت سوچ سکتا ہے کہ وہ اپنے ناقص فہم وعقل سے اسکی تعین کرتا پھرے کہ قرآن کریم میں اتنے مضامین بیان کیے گئے ہیں۔ تاہم ایک ظاہری مثال سے مضامین خاص کے مقصد تحریر کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے کہ جیسے سمندر سے مچھلی کا شکار کرنے والے چھوٹی بڑی کشتیوں یا چھوٹے بڑے جال کے ذریعہ اپنا ہدف حاصل کرنے کی سعی کر رہے ہوتے ہیں وہ عموماً متعین نہیں ہوتا بلکہ جتنا کچھ ہاتھ میں آجائے (یا نصیب مقدر میں طے ہوتا ہے) وہ لے آتے ہیں۔ ایسے ہی تفسیری ذوق کے راہی حضرات بھی اپنے اپنے فکر سے کسی خاص ہدف پر علمی محنت کرتے چلے آرہے ہیں۔ ''خلاصہ مفہوم آیات'' کے ضمن میں بعض مخصوص عنوانات لانے کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ دیگر عنوانات (خدانخواستہ) غیر اہم ہیں۔ ویسے بھی ضابطہ مشہور ہے کہ کسی ایک شے کے ذکر کرنے سے دوسری شے کی نفی نہیں ہوجاتی، ہر مرتب مضمون کا اپنا جو ہدف (مقصدِ تحریر) پیش نظر ہوتا ہے وہ اسی پر زیادہ زور دیتا نظر آتا ہے۔ قرآن کریم کے مضامین کا علمی لحاظ سے احاطہ آج تک کوئی کر سکا ہے نہ کر سکے گا۔ ورنہ ایک کے بعد دوسری تفسیری کتاب کی ضرورت نہ رہتی، جن اہم علمی مضامین پر ہمارے اسباق میں کسی حد تک اپنے ذوق کے باوصف تذکرہ عام ہوتا ہے۔ انکو یہاں نہیں لایا گیا۔ جیسے حیاتِ انبیاء علیہم السلام وسماع موتی اور حیاتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علمی طرز سے بحث جیسے دیگر موضوعات، الحمد للہ! ہمارے علمی حلقوں میں اپنے لوازمات سمیت پڑھائے جاتے ہیں۔ خود مرتب راقم بھی عقیدۂ حیات انبیاء علیہم السلام اور دیگر افکار کے حوالہ سے علماء حق کا ہی مقلد ہے (کہ انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں) اور جو آپ ﷺ پر عند القبر صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے آپ ﷺ سنتے ہیں۔ اگر کوئی باذوق مفسرِ قرآن فقط مضامینِ قرآن کو فوکس کر کے اسی پر لکھتا رہے تو وہ بھی شاید ہزاروں عنوانات ذکر کرنے کے بعد بالآخر تھک ہار کر رُک ہی جائیگا۔ ابتک کتنے سارے حضرات نے فقط مضامینِ قرآن کے تحت سینکڑوں عنوانات قائم کرتے ہوئے بہت کچھ لکھ بھی دیا ہے تاہم تا قیامت اسپر لکھا جاتا رہے گا (تب بھی تشنگی باقی رہے گی) اس بندۂ عاجز کا مقصد فقط یہ ہے کہ چند ضروری علمی مضامین کیساتھ دیگر وہ مضامین (یا عنوانات) جنکی طرف ہماری توجہ عموماً اس واسطے نہیں جاتی کہ انکو دورانِ تدریس زیر مطالعہ لانے کی عادت نہیں ہے حالانکہ قرآن مقدس میں اسکی طرف واضح رہنمائی پائی جاتی ہے اور وقت کا تقاضایہ ہے کہ (اہل علم کو خود بھی اور) آنے والی علمی نسل کو ان اہم مضامین کیطرف توجہ دلائی

ضروری ہے۔(لاحاصل اور غیر ضروری فلسفہ ومنطق کی ابحاث کو ابتک نصاب کا حصہ بنا کر چلایا جارہا ہے جسکی اسوقت نہ ضرورت ہے نہ تقاضا) اس وقت قرآنی نظام کا دیگر نظامہائے باطل سے موازنہ کا چیلنج درپیش ہے اسی پس منظر میں اکثر مضامین کو اسلام کے نظام اور قانون کے طور پر متعارف کرنے کی غرض سے (نظریہ ضرورت کے تحت) مختصراً بیان کرنا تقاضائے وقت سمجھا گیا ہے۔ وقت کے چیلنجز ہمیں متوجہ کرر ہے ہیں کہ ان مذکورہ مضامین (بلکہ اس سے زیادہ) کی معلومات سے نئی نسل کی آگہی لازمی ضرورت ہے۔اور یہ سب کچھ قرآن کریم کے موضوعات میں شامل ہے۔مگر افسوس کہ اہل علم (اصحاب تدریس) کی اس طرف توجہ نہیں ہے۔حالات اور وقت کی دُہائی یہ ہے کہ ان قرآنی مضامین کو (مزید اضافوں کیساتھ) پڑھنے اور پڑھانے کی طرف (لازمی سبق کے طور پر) نہ صرف توجہ دی جائے بلکہ انہیں اپنی تفصیلات سمیت شاملِ امتحان کیا جائے۔ علمائے وقت علمی ذمہ داریوں کیساتھ معاشرتی طور پر بھی اہم منصب پر فائز ہوتے ہیں۔ انکا اصلاح معاشرہ میں سب سے اہم کردار ہوتا ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ درس قرآن میں ایسے عنوانات ومضامین کو قرآنی نظام دستور کے طور پر بیان کر کے عوام وخواص پر واضح کیا جائے کہ قرآن کریم کس طرح جامع واکمل آخری کتاب ہے جس میں ہر موضوع پر واضح رہنمائی اور ہدایات موجود ہیں۔ جو انسانوں کے کسی بھی بہترین سے بہترین مرتب شدہ آئین ودستور کے مقابلہ بہر صورت کہیں آگے اور ہر طرح کی خطاو غلطی سے خالی ہیں۔ضرورت ہے کہ عوام کے ذہنوں کو قرآن کریم کے حوالہ سے ایک مخصوص ومحدود فکر و ذہن (کہ یہ تلاوت وبرکت، یا وظائف اور دُنیوی ترقی کے ذریعہ کے طور پر کوئی معاذ اللہ تعویزاتی کتاب ہے) کو بدلا جائے۔ اور اسکے مقاصد نزول سے عوام وخواص کو بیانات (اور دروس قرآن) کے ذریعہ واضح کیا جائے تا کہ انفرادی واجتماعی زندگی اور معاشرہ میں اس کے فکری وعملی صالح مثبت نتائج سامنے لانے کی جدوجہد کو تیز کیا جائے، یہ منتخب مضامین فقط اسی محدود اور جزوی فکر مگر جامع نظریہ سے مرتب کیے گئے ہیں۔ کہ انکے ذریعہ اہل علم (علماء وطلباء) اور اصحاب بصیرت کو متوجہ کیا جائے کہ ان عنوانات ومضامین کا ماخذ بھی قرآنی الفاظ اور معانی ہی ہیں۔ انہی مضامین وعنوانات کو احادیث شریف کے ابواب سے بھی جوڑا جائے تو ہر دور میں جامع توضیح وتشریح سامنے آسکتی ہے راسخ فی العلم اصحاب فہم اپنی علمی استعداد کے ذریعہ ایسے سینکڑوں مزید مضامین لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ (جس پر لکھی گئی الگ الگ کتابیں پہلے ہی لائبریریوں کی زینت بنی ہوئی ہیں) یہ مختصر وتلخیص خلاصہ مفہوم آیات بطور خلاصہ معلومات کے اسواسطے لائے گئے ہیں کہ آنے والے وقتوں میں علماء وطلباء اسکو اپنے علمی مضامین کے لازمی حصہ کے طور پر (تمام تر تفصیلات ومعلومات کیساتھ) شامل کرسکیں۔ یہ نقطہ آغاز ہے کوئی جامع ترتیب نہیں (نشان منزل کی طرف گویا پہلا قدم ہے) مزید بہت سارے عنوانات (جنکی طرف توجہ خارجی طور پر بقیہ معلومات کے ضمن

میں آپ اسی کتاب کے ابتدا و انتہا میں ملاحظہ فرسکتے ہیں) پر تحقیقی و معلوماتی کام کی اشد ضرورت ہے واضح رہے کہ منتخب مضامین کو (عام فہم اور سادہ لفظوں میں) اپنے نکتہ نظر سمجھانے کی ایک ادنیٰ کوشش کے طور پر دیکھا جائے، طلباء اور کچھ پڑھے لکھے عوامی طبقہ کی دسترس میں رکھنے کیلئے ایسا ضروری تھا۔ اہم نوعیت کی فکری راہنمائی کے تقاضے کے تحت خاص علمی طبقہ کی مخصوص اصطلاحات کی بجائے اپنے جیسے کم علم افرد کی فہم و عقل کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ بعض حقائق کی فہم فقط اہل علم کو ہی ہوسکتی ہے۔ بیک وقت ہر دو طبقہ (خواص وعوام) کو ہر لحہ میں پیش نظر رکھنا بظاہر مشکل ہوتا ہے۔ تاہم طالبان علم کیلئے اس سے استفادہ یقینی بنانے کیلئے کچھ نہ کچھ بنیادی استعداد تو ہونی چاہیے۔ منتخب مضامین میں ایک اہم ضروت اور چیلنج کو زیادہ ملحوظ خاطر رکھنے کی کوشش رہی کہ مدارس اور علماء کے حوالہ سے ایک غلط تاثر (پروپیگنڈا) کی اشاعت عام ہے کہ مولوی حضرات قدیم فرسودہ فلسفہ جات کو زیادہ پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ عصری حوالوں سے انکی معلومات اور مطالعہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہمارے علمی حلقوں سے وابستہ حضرات یقینا اسپر فکر مندی کیساتھ برابر تعلیمی و تصنیفی خدمات سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں۔ اس عاجز کی رائے تھی کہ ان نظریاتی حقائق و معلومات کو قرآنی آیات کے مفہوم کی وضاحت میں لانا چاہیے۔ کیونکہ ان سب حقائق کا سرچشمہ قرآن مقدس ہی تو ہے۔ جبکہ کالجز اور یونیورسٹی کی سطح پر ان مضامین کو جدید عنوانات سے پڑھانے کا رواج عام ہے۔ اس لیے اس عصر حاضر کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے ہمیں امام الحکمۃ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ اور فکرِ محمود (حضرت شیخ الہندؒ) کے دیے ہوئے سبق کے مطابق قرآنی تعلیمات کو اسکی فکری روح نیز منشاء کلام الٰہی کو عوام تک پہنچانے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ علمی و دقیق اصطلاحات کی بجائے عام فہم جدید اصطلات کے تحت اسکی اشاعت کی جائے جبکہ یہ جدید عنوانات بھی قرآنی علوم و مقاصد ہی کا حصہ ہیں۔ اور ان سب کا ذکر خود قرآن میں موجود ہے۔ تو کیوں نہ اس کو عام کیا جائے کہ یہ وقت کا ضروری تقاضا ہے۔ خلاصہ وحاصل یہ ہے کہ منتخب مضامین، قرآن کریم کے بیان کردہ نظریاتی حقائق کو آج کے تقاضوں سے سمجھنے سمجھانے کی ایک ادنیٰ سی کوشش ہے۔ آج نظام وقانون کے اعتبار سے اسکی وضاحت زیادہ مناسب ہے اسی لیے ان مضامین کو اس فکر سے بیان کرنے کی دانستہ کوشش کی گئی تاکہ ہمارے علماء و نئی نسل کو اس حوالہ سے کچھ نہ کچھ مختصر مواد مل سکے۔ ہم حکومتی سطح پر قیام خلافت کے ذریعہ اسلامی انقلاب لانے سے اگر عاجز ہیں تو کم از کم ذہنی و فکری اور عملی صالح انقلاب واحوال کی تبدیلی میں تو کچھ حصہ ڈال سکتے ہیں۔ اسکی علمی اور معلوماتی جدو جہد کیلئے یہ مختصر مضامین (قرآنی آیات کے ضمن میں) اگر نئی نسل تک کسی درجہ میں پہنچ جائیں تو حتمی نتیجہ کیا ہوگا کچھ نہیں کہہ سکتے مگر فکری تبدیلی میں (معلومات) کے درجہ میں اپنی ادنیٰ کاوش ہی سہی۔ اللہ کرے یہی شرف قبولیت حاصل کرلے (آمین)!

تحقیق محمود از افاداتِ محمودؒ

خیر و حکمت کی بات مومن کی گمشدہ متاع ہے جہاں سے ملے لے لو کے مصداق ہمیں ہفتہ روزہ خدام الدین (جو کسی دور میں صفِ اوّل کے نامور اصلاحی رسالوں کا (سرخیل و رہنما جریدہ شمار ہوتا تھا) کے قدیم رسالوں میں اپنے دور کے عظیم دینی وسیاسی قائد مایہ ناز محقق شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا مفتی محمود نور اللہ مرقدہ کے تفسیری فوائد جو (افاداتِ محمودؒ کے نام سے شامل اشاعت ہوتے تھے مل گئے، تو وہ غنیمت سمجھ کر محفوظ کر لیے گئے تھے، ان میں سے چند اہم اور ضروری فوائد اس منتخب مضامین قرآن کے انتہائی کار آمد حصے کے طور پر شامل کرتے ہوئے دلی سکون محسوس ہو رہا ہے۔ کہ ہمارے اکابر کا ذوقِ تفسیر کس قدر شائستہ اور عمیق و تحقیق فکر کا حامل تھا، اس کی کچھ جھلک ان کے مخصوص فوائد میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اگر چہ علوم القرآن کے عنوان سے دیگر علمی و معلوماتی کتب میں کافی سارا مواد جمع کر دیا گیا ہے، مگر حضرت مفتی صاحب نور اللہ مرقدہ کے یہ چند مخصوص تفسیری افادات کو علمی صدقہ جاریہ کے طور پر شامل کر کے ان سے اپنی روحانی نسبت کا گراں قدر اضافہ حصولِ سعادتمندی کا اہم ذریعہ سمجھ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب نور اللہ مرقدہ کے علمی نوادرات کو دائمی صدقہ جاریہ کے طور پر قبول فرما کر ان کے درجات کو مزید بلند فرمائے۔ (آمین) خصوصاً (ناسخ منسوخ جیسے حقائق پر حضرت مفتی صاحبؒ کا ماہرانہ تجزیہ) قابلِ دید ہے، ملاحظہ ہو کہ یہ صرف مفکرِ اسلام مولانا مفتی محمودؒ کے اپنے قلمی افادات ہی نہیں بلکہ حضرت رحمۃ اللہ نے جامعہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں ایک مرتبہ دورہ تفسیر کے طلباء کو دو ماہ تک سبقاً سبقاً (یہ تفسیری فوائد) پڑھائے تھے، جس کو ان کے مایہ ناز فاضل شاگرد حضرت مولانا یوسف خانؒ نے محفوظ کر لیا تھا۔ اور ہفت روزہ خدام الدین ۱۹۷۷ء کے رسالوں میں قسط وار شائع کرایا، اللہ پاک مولانا موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ ان کا محفوظ کردہ علمی سرمایہ اب صدقہ جاریہ کے طور پر اہلِ علم کے کام آرہا ہے، اب ذرا حضرت مفتی صاحب نور اللہ مرقدہ کے گراں قدر بعض منتخب افادات کا پوری بصیرت اور سنجیدہ فکری کے ساتھ مطالعہ و استفادہ کریں۔

تفسیر بالرائے سے کیا مراد ہے؟

ایک حدیث امام ترمذی نے بسند حسن نقل کی ہے اس حدیث میں ہے: **من قال في القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار**، ترجمہ: جس نے اپنی رائے سے قرآن کے مفہوم میں کچھ کہا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے اس حدیث میں شدید وعید ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی رائے اور اپنے فہم سے قرآن کے بارے میں کچھ کہنا جائز نہیں ہے اور یہ سبب ہے دخول نار کا۔ بظاہر اس حدیث میں تاویل کا راستہ بند کر دیا گیا ہے، تاویل کہتے ہیں: کہ فہم صحیح سے کسی معنیٰ کو بیان کیا جائے جبکہ وہ نقل میں موجود نہ ہو، لہٰذا اس حدیث کو اگر ظاہر پر محمول کیا جائے تو تاویل کے راستے بند ہیں، لیکن یہی حدیث دوسرے الفاظ میں بھی منقول ہے۔ اس روایت میں ہے: **من قال في القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده من النار** (ترمذی)۔ اس روایت کو بھی امام ترمذی نے نقل کیا ہے معلوم ہوا کہ ایک روایت میں **برأيه** ہے اور ایک میں **بغير علم** ہے۔ اسی طرح امام ابوداؤد نے سنن میں ایک روایت نقل کی ہے: **عن جندب بن عبد الله قال رسول الله** ﷺ: **من قال في القرآن برأيه فأصاب فقد أخطأ**، ترجمہ: جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور وہ صحیح تھا تو بھی غلط ہے، کیونکہ اُس نے علم کے بغیر رائے دی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ **برأيه** سے مراد بغیر علم والی رائے ہے، چونکہ وہ جاہل ہوتا ہے اور کبھی جاہل کی بات صحیح بھی نکل آئے تو بھی اس کو غلط شمار کیا جاتا ہے۔ اس وجہ سے جناب صدیق اکبرؓ سے سورۃ عبس کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ ﴿وفَاكِهَةً وَأَبًّا﴾ یہاں اَبًّا سے کیا مراد ہے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: **أي سماء تظلني وأي أرض تقلني اذا قلت في كتاب الله بغير علم (تفسير الخازن)** (مجھ پر کون سا آسمان سایہ کرے گا اور کونسی زمین مجھ کو اٹھاتی پھرے گی، اگر میں اللہ کی کتاب سے متعلق کوئی بات بغیر علم کے کہہ دوں) اسی طرح ایک روایت میں حضرت عمرؓ کے بارے میں ہے۔ **كان يخطب عمر وقرأ: وفاكهة وابا** پھر فرمایا: کہ میں فاکھةً کو تو جانتا ہوں لیکن ابا کو نہیں جانتا۔ یہاں یہ مقصد نہیں کہ وہ اتنا بھی نہیں جانتے تھے کہ ابا سے سبزی مراد ہے جو زمین اگاتی ہے، بلکہ یہاں کون سی سبزی مراد ہے، اس کے تعین کا علم نہ تھا۔ اس لیے لاعلمی کا اظہار کر دیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ابا کی تفسیر سے سکوت فرمایا اور یہ تکلف نہیں کیا، کہ لازماً اس کے معلوم کرنے کے درپے ہو جائیں۔

بہر حال علماء کرام نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ حدیث **نهي عن القول في القرأن برأيه** سے مراد

بغیر العلم ہے یا علم تو ہے لیکن یہ رائے قرآن وسنت کے صریح احکام کے خلاف ہے، یعنی اس شخص کی اپنی مراد ہے، اس پر وہ قرآن کو منطبق کرتا ہے جیسے بدعتی، معتزلہ خوارج یا دوسرے فرق باطلہ کہ وہ لوگ قرآن کریم سے اپنی بدعت ومراد کے لیے حجت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ جس بیان کو قرآن کریم سے استنباط کر رہے ہیں، وہ قرآن کریم کے صریح احکام کے خلاف ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ اللہ کی مراد نہیں ہے لیکن صرف مقابل کو شکست دینے کے لیے یا اپنی بدعت ومراد پر حجت قوی قائم کرنے کے لیے یا لوگوں کو التباس میں ڈالنے کے لیے یا کسی بھی مذموم غرض سے ایسا کرنا چاہتے ہیں تو یہ القول فی القرآن برأیہ ہے یہ ممنوع ہے اور اس کے لیے سخت اور شدید وعید ہے۔

اقسام تفسیر بالرائے:

معلوم ہوا کہ تفسیر بالرائے کی چند قسمیں ہیں چند درجۂ جواز میں ہیں اور چند ممنوع ہیں:

اول: من غیر علم بالجہل ہے کہ عالم نہیں ہے، بلکہ جاہل ہے اور جہالت سے ہی قرآن کا کوئی مقصد بیان کرتا ہے۔ اب یہ شخص اگر صحیح بھی بیان کر دے تو بھی یہ داخل تحت النہی ہے اور یہ بھی مذموم وممنوع ہے۔

دوم: عالم ہے، لیکن اس کے باوجود اس کی غرض تفسیر سے برا کام ہے تو یہ بھی مذموم وممنوع ہے۔

سوم: عالم ہے اور قرآن میں عقل وفہم سے بات کرتا ہے مثلاً قرآن کی ایک آیت مختلف معانی کی حامل ہے اور یہ اس میں سے کسی ایک کو ترجیح دیتا ہے بالفہم۔۔۔ اور یہ وجہ قرآن وسنت کے خلاف بھی نہیں ہے اور نیت بھی بری نہیں ہے اور نہ ہی کسی مخاصمہ میں کسی مخالف کو اپنی مراد کے لیے شکست دینا چاہتا ہے تو یہ وعید میں داخل نہیں ہے۔ بلکہ جائز ہے اور علماء نے ہمیشہ اسی طرح کیا ہے۔

تفسیر بالرائے بطریق المخصوص جائز ہے:

تفسیر بالرائے کی یہ تیسری قسم جائز ہے، چنانچہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس طریق پر تفاسیر کی ہیں، پھر ان تفاسیر میں صحابہؓ کے درمیان اختلاف بھی ہوا ہے، ان تفاسیر کے بارے میں کوئی بھی نقل عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہے، ورنہ مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا اور کسی تفسیر کی ضرورت نہ رہتی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دورِ خلافت میں اعیان صحابہؓ کی ایک مجلس بنائی، ان میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ

کی نامزدگی پر اعتراض کیا گیا اور کہا گیا: کہ ہمارے بھی بیٹے ہیں، مگر عبداللہ بن عباس کے لیے اہمیت کیوں؟ یاد رہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی عمر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت چودہ برس تھی، اگر خلافت صدیقی کا زمانہ بھی شامل کرلیں تو اس وقت ان کی عمر تقریبا سترہ برس تھی، سترہ برس کا لڑکا اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی مجلس میں بیٹھ کر رائے دے، یہ معیوب سمجھا گیا اور کہا گیا کہ اس طرح تو اور بھی لڑکے ہیں۔

اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کا امتحان لیا اور سب سے کہا کہ تم یہ بتلاؤ کہ سورۃ النصر سے تم کیا سمجھتے ہو کہ ﴿إِذَا جَآءَ نَصۡرُ ٱللَّهِ وَٱلۡفَتۡحُ الخ﴾ (سورۃ نصر پارہ ۳۰) ۔تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے ظاہر کے مطابق مفہوم بتلایا کہ جب فتح ہونے لگے، اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے تو حکم نازل ہوا آپ حمد و استغفار کیا کریں، لیکن جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: فیه أجل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یعنی اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا پیغام ہے)(صحیح بخاری) تمام صحابہ رضی اللہ عنہم انگشت بدنداں رہ گئے۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سورت میں کہا گیا ہے کہ جب لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے تو لوگ مائل فی الاسلام ہوں گے آپ تحمید و استغفار کریں، حالانکہ حکم تو یہ ملنا چاہیے تھا کہ احکام سمجھائیں ۔جبکہ تسبیح وتحمید رسول کا وظیفہ نہیں یہ رسالت کا اصول ہے۔ اس کا ایک مشن ہے، لیکن اس وقت مشن سے ہٹ کر حکم آیا۔ معلوم ہوا کہ اب احکام پہنچانے کی ضرورت نہیں ہے۔ دین کامل ہوگیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوگیا کہ مقصد بعثت پورا ہوگیا ہے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی کی ضرورت نہیں تو اشارہ اجل تھا۔ اس کے بعد تمام صحابہ پر ابن عباس کی برتری واضح ہوگئی۔سورۃ نصر کے متعلق یہ بات منقول عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تھی ، بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سے یہ مفہوم بیان فرمایا تھا۔ اس طریقے پر رائے دینے کو قابل تحسین شمار کیا گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ایسا کوئی شخص جو علم کے ساتھ قرآن سے ایسی بات مستنبط کرتا ہے جو قرآن حدیث کے خلاف نہیں ہے، تو ایسے فوائد و لطائف و نکات کو مستنبط کرنا جائز ہے۔

جاہل کی صحیح تفسیر بھی غلط ہے:

اگر جاہل تفسیر کرے تو بالفرض وہ صحیح بھی ہو تو بھی غلط شمار کی جائے گی۔ اگر ایسا نہ ہو تو اس کو عادت ہو جائے گی کہ وہ غلط دروازے سے داخل ہوتا رہے گا۔

اس کی نظیر یہ ہے : کمن حکم بین الناس و ھو جاھل کہ ایک آدمی لوگوں میں بغیر علم کے

فیصلہ کرتا ہے تو اسکا صحیح فیصلہ بھی جرم ہے۔ اسلیے کہ اس نے غلط راستے میں فیصلہ کیا، اس نے حکم بین الناس کا حق غلط استعمال کیا، لہٰذا وہ مجرم ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص وکالت کرتا ہے اور فی الواقع وکیل نہیں ہے، اب اگر اس نے اچھی وکالت بھی کر لی، لیکن بعد میں عدالت کو علم ہو جائے کہ یہ وکیل نہیں ہے تو وہ اس کو مجرم شمار کرے گی۔

اسی طرح اگر ایک شخص قرآن کریم میں بات کرے جب کہ وہ عالم نہ ہو تو اس کو یہ حق نہ ہوگا، وہ وعید کے ذیل میں آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جہاں حد قذف کا ذکر آیا ہے، کوئی شخص کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو زنا کرتے ہوئے دیکھا اور قاضی کے پاس اس کی شہادت ہوگئی، لیکن مزید تین آدمیوں کی شہادت ثبوت زنا کے لیے ضروری ہے، چونکہ یہ شخص اکیلا شہادت دے رہا ہے۔ لہٰذا اسے ۸۰ کوڑے لگیں گے، اگرچہ وہ نفس الامر میں درست کہتا ہو، واقعہ درست ہو، جھوٹ نہ ہو، لیکن وہ نصاب شہادت پورا نہ کر سکا تو اس کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔ سچ بولنے کی وجہ سے کہ صحیح بھی کہا لیکن پھر بھی خطا ہے کہ اس کو ایسی بات کی خبر دینے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ فرمایا: ترجمہ: ''پس جب نہیں لائے وہ گواہ تو وہی لوگ اللہ کے ہاں جھوٹے ہیں''۔ اگرچہ وہ (ناقص شہادت دینے والے) لوگ حقیقت میں سچے ہوں، لیکن انہوں نے ایسی بات کی خبر دی جس کی خبر دینا ان کے لیے حلال نہ تھا۔ گویا یہاں ایک سچ بولنے والے کی خبر بھی اصول شرع کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط ہے کہ اس کو ایسی خبر دینے کا حق نہ تھا۔ گویا جو ناحق خبر دے تو صحیح بھی غلط ہے، صادق ہے تب بھی عنداللہ کاذب ہے، جو شخص قرآن کریم کی تفسیر بغیر علم کے اپنی رائے سے کرے وہ غلطی پر ہے، اگرچہ اس نے واقعہ میں بات صحیح کہی ہو، اس لیے کہ اس کو تفسیر کرنے کا حق نہیں ہے۔ بہرحال تفسیر بالرائے کو سمجھانے کے لیے حد قذف کی مثال دی جا سکتی ہے۔

علوم القرآن:

اس بارے میں ان علوم کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جن کو قرآن کریم میں بالتنصیص اور بالتصریح بیان کیا گیا ہو، لہٰذا قرآن کریم میں صراحۃً منطوقاً پانچ علوم ذکر کیے گئے ہیں۔

اول: یہ احکام خمسہ (پانچ) ہیں یا ستہ (چھ) ہیں اگر مکروہ کو تنزیہی و تحریمی میں تقسیم کیا جائے۔ یہ احکامات عبادات میں بھی ہیں، اور ان کا تعلق معاملات سے بھی ہے، اور ان کا تعلق تدبیر المنزل سے

بھی ہے جیسے باپ بیٹے کے حقوق، میاں بیوی کے حقوق کہ بیوی کے لیے بغیر اجازت زوج باہر نکلنا حرام ہے، اور ان کا تعلق سیاستِ مدنیہ سے بھی ہے کہ اجتماعی زندگی میں بھی حلال وحرام ہیں، اور پھر عام لوگوں کے نزاعات کے بارے میں بھی ہے۔ اتنی سخت وعیدوں سے معلوم ہوا کہ تحکیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کرنا فرض ہے۔ الغرض ان احکام کا تعلق انسان کی انفرادی زندگی سے بھی ہے، منزل (گھر) کی زندگی سے بھی ہے اور مکمل اجتماع اور نظامِ زندگی سے بھی تعلق ہے۔ اس علم کو فقہاء کے سپرد کر دیا گیا ہے اور فقہاء ہی اس بارے میں بحث کرتے ہیں۔

ثانی: گمراہ فرقوں کو رد کرنا اور ان سے مناظرہ کرنا۔ فرق ضالہ کل چار ہیں (جن کا ذکر تفصیلاً عنقریب کیا جائے گا) ۱۔ یہود ۲۔ نصاریٰ ۳۔ مشرکین ۴۔ منافقین۔

قرآن مجید میں ان چاروں فرقوں کی صراحۃً تردید موجود ہے اور اس علم کو متکلمین کے سپرد کیا گیا ہے چنانچہ تمام فرق باطلہ کی تردید اور ان کے عقائد کی تردید کا کام علم کلام میں ہوتا ہے۔

ثالث: تذکیر بآلاء اللہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے ذریعہ نصیحت حاصل کرنا، اس علم کے ضمن میں قرآن مجید نے کہ بتلایا کہ اللہ کی نعمتیں کتنی ہیں اور ان کی یاددہانی کرائی ہے۔ حواس خمسہ، باصرہ، شامہ، ذائقہ، لامسہ، عقل، لیل ونہار، فلک ونجوم، شمس وقمر اور پھر ان نعمتوں کے اصول بتلائے۔ ان اصول کے ضمن میں تحمید وتسبیح کا ذکر کیا گیا اور پھر اللہ کی صفات کا ذکر کیا گیا اور بتلایا گیا کہ یہ بھی آپ کے لیے نعمتیں ہیں۔

رابع: تذکیر بأیام اللہ اس علم کی حد میں اللہ تعالیٰ نے عبرت انگیز وقائع بتلائے۔ سابقہ امتوں کے حالات بتلائے جس میں اطاعت کرنے والوں کو نعمتوں سے نوازا اور مجرمین پر قہر نازل کیا جیسے قومِ لوط، قومِ ہود وغیرہ۔ ان حالات کا ذکر کرنے کا مقصد محض قصہ گوئی نہیں، بلکہ بتلانا ہے کہ دیکھو تمہارے لیے بھی یہی اصول ہیں، تمہارا حال بھی یہی ہوگا کہ اگر اطاعت کروگے تو ثواب ملے گا اور اگر خباثت کروگے تو عذاب ملے گا۔

خامس: تذکیر بما بعد الموت اس علم کے ضمن میں قرآن کریم نے موت اور مابعد الموت کی تفصیلات بتائیں، جیسے بوقت موت قبض روح، منکر نکیر، قبر وغیرہ اور مابعد۔ ان تمام چیزوں کا باہمی تعلق اور مقصد بھی یہی ہے کہ دیکھو تمہارا مستقبل یہ ہے، تم اس مستقبل کے استقبال کے لیے تیار ہو جاؤ، دوام

اور ہمیشگی تم میں سے کسی کے لیے نہیں ہے۔ اللہ کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے، جہاں پر اعمال ماضیہ پر جزا وسزا وصول کرو گے۔ خیال رہے کہ یہ آخری تین علوم (تذکیر بآلاء اللہ، تذکیر بایام اللہ، تذکیر بما بعد بالموت) مُذکّر اور واعظ کا وظیفہ ہیں اور ان علوم میں واعظ احادیث اور آثار صحابہ سے تفصیلات بھی شامل کرتا ہے۔ تاکہ اس کو اور زیادہ مؤثر بنایا جائے۔

عوام منطقی دلائل نہیں چاہتے بلکہ خطابی دلائل سے مانتے ہیں:

قرآن مجید کا خطاب پوری انسانیت سے ہے اور اس کا مخاطب عام ہے اور عوام منطقی دلائل سے نہیں مانتے اور نہ ہی یہ منطقی دلائل چاہتے ہیں، بلکہ عوام خطابی دلائل مانگتے ہیں اور انہیں کو مانتے ہیں۔

قرآن میں ابواب وفصول نہیں ہیں:

اسی طرح مصنفین یہ کرتے ہیں کہ جب ایک مطلب سے دوسرے مطلب کی طرف انتقال ہوتا ہے، وہاں کتاب کو ابواب وفصول پر تقسیم کر کے مرتب کیا جاتا ہے جیسے ابواب الطہارۃ، ابواب الصلوٰۃ یا کتاب الزکوٰۃ، کتاب الحج وغیرہ اور اس باب یا فصل میں کسی دوسری قسم کے مسائل کا ذکر نہیں ہوتا۔

قرآن کریم میں یہ طریقہ نہیں ہے کہ ایک سورت یا ایک رکوع میں ایک ہی قسم کے مسائل کا ذکر ہو، بلکہ ایک ہی سورت میں مختلف احکام ہیں اور جگہ جگہ مختلف مسائل کا ذکر ایک ہی رکوع میں کیا گیا ہے۔

چونکہ آپ کے ذہن میں موجود مصنفین کی کتابوں کا تصور ہے، اس لیے آپ کو عادت ہے ابواب تلاش کرنے کی، لیکن قرآن کریم میں ابواب تلاش کریں گے تو یہ نہ ملیں گے۔ اگرچہ بعض علماء نے تکلف کر کے ربط آیات و ربط سورۃ پر بہت کچھ لکھا ہے، لیکن ان کا یہ کام ایک تکلف محض ہے، فی الحقیقت قرآن ان کا پابند نہیں ہے۔ قرآن عام لوگوں سے بات کرتا ہے اس کا تعلق اس دیہاتی سے بھی ہے جس نے الف یا ب نہیں پڑھی، اگر ابواب وفصول ہوتے تو وہ کس طرح سمجھتے۔

قرآن میں بیان کردہ قمری ماہ وسال عوام کے لیے بہت آسان ہیں:

قرآن کریم میں جن مہینوں کا تذکرہ ہے وہ اسلامی مہینوں ہی کا ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ اسلام

میں قمری ماہ و سال ہیں۔ اس وجہ سے فرمایا :﴿يسئلونك عن الأهلة قل هي مواقيت للناس و الحج﴾۔ دوسرے لوگ شمسی ماہ وسال استعمال کرتے ہیں، لیکن ان کے ماہ و سال سمجھنے کے لیے خواص کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ مشہور ہے کہ قمری ماہ کا پتا نہیں چلتا، یہ تو بے وقوفی ہے۔ ورنہ شمسی سال میں کیا علامت ہے کہ ایک دیہاتی بھی اندازاہ لگالے کہ آج جنوری کی پہلی تاریخ ہے، قمری ماہ میں واضح علامت چاند کی ہے کہ ایک دیہاتی اور پہاڑی کی چوٹی پر رہنے والا، جنگل اور بیابان میں رہنے والا، صحراؤں کے دامن میں رہنے والا یہ معلوم کرلے کہ آج چاند کی کیا تاریخ ہے اور اس علامت ماہ وسال کو عالم فضا میں رکھا گیا کہ کرہ ارض پر کوئی شخص اس قدرتی کیلنڈر سے شاکی نہ رہے اور ہر آدمی اس کو دیکھ کر تاریخ معلوم کر سکے۔

حرکت شمسی سے سال بنانا جعلی ہے:

یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ بارہ ماہ پر شمسی سال کی تقسیم جعلی ہے، دراصل شمس اپنی ایک دائرہ کی حرکت ایک سال میں مکمل کرتا ہے اور قمر ہر ماہ دائرہ پورا کرتا ہے۔ مثلاً اگر آج حمل میں ہے تو دوبارہ پورے سال بعد حمل آئے گا، اس کو لوگوں نے بارہ پر تقسیم کر دیا ہے لیکن قمر ہر ماہ کو حرکت ذاتی سے براہِ راست ثابت کرتا ہے اور ایک ماہ کی قمری حرکت بالکل واضح ہے۔ اب دیکھیے کہ حرکت شمس ایک دائرہ میں تین سو پینسٹھ دن چھ گھنٹے ہوتی ہے۔ اب ۳۶۵ دنوں کو تو ۳۱، ۳۰، ۲۸ کے مہینوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ لیکن ٦ گھنٹے ہر سال باقی رہ جاتے ہیں۔ اب ۴ سال بعد چوبیس گھنٹے بچ گئے، لہٰذا انہوں نے کہا کہ چار سال بعد فروری کا مہینہ ۲۸ دن کی بجائے ۲۹ دن کا ہوگا اور اس میں بچت شامل کر لی، یہ تو بالکل جعلی ہے، اسلام ہمیشہ اس بات کی تائید کرتا ہے جس کا تعلق عوام سے ہو، کیونکہ قرآن کا تعلق عوام سے ہے، اسی وجہ سے قرآن نے قمری مہینہ کو ترجیح دی ہے۔

کیا شانِ نزول کا بیان کرنا ضروری ہے؟

عام طور پر لوگ تفسیر میں سبب نزول (شانِ نزول) کو بھی بیان کرتے ہیں تو وہ ایک قصہ نزول بھی پیش کرتے ہیں کہ یہ شانِ نزول ہے، یہ بھی مشکل مسئلہ ہے۔ دراصل قصص سبب نزول قرآن نہیں ہیں، بلکہ اصلاح نفوس بشر یہ سبب ہے اور ردِّ عقائد باطلہ مقصود ہے، بالخصوص آیات مخاصمہ کا سبب نزول الرد علی العقائد الباطلہ ہے، کیونکہ پہلے عقائد باطلہ موجود تھے۔ پھر ان کا رد نازل ہوا تو یہی عقائدِ

باطلہ ان کا سبب نزول ہوں گے اور اگر یہ عقائدِ باطلہ نہ ہوتے تو یہ آیات کیوں کر نازل ہوتیں۔ اسی طرح مظالم موجود ہیں تو وجود مظالم فی المکلفین یہ سبب ہے نزولِ آیات التذکیر کا اور اسی وجہ سے تذکیر بالموت و مابعدالموت وتذکیر بآلاء اللہ کا ذکر کیا ہے۔

قصص کے بیان کو سبب نزول کے بیان کرنے میں کوئی دخل نہیں:

بیان قصص کو اسبابِ نزول کے بیان میں کوئی زیادہ دخل نہیں ہے، البتہ بعض آیات ایسی ہیں کہ خود آیت میں کسی واقعہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ہوا تھا یا پہلے تو جب تک سامع کے سامنے اس واقعہ کا تفصیل کے ساتھ ذکر نہ ہو تو سننے والا اس کا منتظر ہو گا کہ متکلم قصہ کی تفصیل ذکر کرے تو ایسی صورت میں واقعہ بیان کر دیا جا تا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں آیا ﴿الذین قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا الکم فاخشوهم﴾ (آل عمران آیت نمبر ۱۷۳)

شانِ نزول کیا ہے؟

اب یہاں ایک قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ لہٰذا سامع منتظر ہے کہ قصہ کیا تھا، طبیعت مطمئن نہیں ہوتی تو اس کے بیان کرنے کو شانِ نزول کہتے ہیں۔ لہٰذا اس آیت کا شانِ نزول یہ ہوا کہ ابوسفیان کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاہدہ ہوا تھا کہ کہ فلاں دن اگلے سال بدر میں اکٹھے ہوں گے، یہ اس لیے تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر میں نہ جائیں اور وعدہ خلافی کا الزام (نعوذ باللہ) آپ پر آجائے۔ کچھ لوگوں نے کہا: کہ نہ جانا چاہیے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ میں اکیلا بھی جاؤں گا اور پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں پہنچے تو کفار میں سے کوئی بھی نہ تھا۔

ناسخ ومنسوخ:

قرآن کریم میں ایک عظیم مسئلہ ناسخ ومنسوخ کا بھی ہے نیز ناسخ ومنسوخ کی معرفت بھی ایک قابل توجہ مسئلہ ہے۔ دراصل ناسخ ومنسوخ میں ایک اصطلاح متقدمین کی ہے کہ صحابہؓ وتابعین کے اقوال سے ایسی باتیں ملتی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ وتابعین نے لفظ نسخ کو لغوی معنی میں استعمال کیا ہے، لیکن اصولیین نے ایک منقح تعریف کی ہے: تعریف النسخ عند الأصولیین بیان انتهاء مدة الحکم (یعنی مدت حکم کی انتہاء کا بیان کرنا)۔ ایک حکم شرعی جو فی الواقع موقت ومحدود تھا ابدی نہ تھا، لیکن اللہ نے یہ نہ بتلایا کہ یہ موقت ہے پھر جب ایک آیت اس حکم کو ختم کرنے کے لیے آئی تو مدت

وقت کا اختتام معلوم ہوا۔لہٰذا اگر نسخ کو قرآن کی ظاہر آیات پر محمول کیا جائے تو پورے قرآن مجید میں پانچ صد آیات منسوخہ ملتی ہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ صاحب جلالین معمولی بات پہ تنسیخ آیت کا حکم لکھتے ہیں۔

اقسام النسخ:

نسخ کی چند قسمیں ہیں:

اول: منسوخ التلاوت (یعنی آیت کے الفاظ منسوخ ہو جائیں لیکن حکم باقی ہو)، **دوم:** منسوخ الحکم (الفاظ قرآن میں باقی ہوں لیکن عمل نہ ہوتا ہو) **سوم:** منسوخ التلاوت و الحکم (یعنی الفاظ بھی قرآن میں نہ رہے اور حکم بھی نہ رہا) منسوخ التلاوت میں بعض آیات ایسی ہیں کہ ان کا حکم تو باقی ہے، صرف تلاوت منسوخ ہے جیسے آیت رجم ہے ﴿**الشیخ و الشیخۃ اذا زَنَیا فارجموھما نکالا من اللہ و اللہ عزیز حکیم**﴾ ترجمہ:''شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت جب زنا کا ارتکاب کریں تو ان دونوں کو رجم کرو۔ یہ سزا ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والے ہیں۔لہٰذا عمر فاروق ؓ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ جب لوگوں پر کچھ زمانہ گزر جائے گا تو کوئی شخص نہ کہے کہ رجم کی آیت تو ہم قرآن کریم میں نہیں پاتے (لہٰذا انکار کریں گے) تو ایک ایسے فرض حکم کے چھوڑنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے چونکہ حضور اکرم ﷺ نے رجم فرمایا تھا اس لیے یہ حکم رجم واضح ہے لیکن آیت کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔اس طرح کی منسوخ التلاوت آیات سے اللہ کا مقصد ہمارا امتحان لینا ہے کہ دیکھو یہ قوم ایمان بالظاہر لاتی ہے یا ایمان بالغیب بھی رکھتی ہے۔ گویا اس سے مقصد ہمارا امتحان ہے۔ الغرض جیسا کہ معلوم ہوا کہ کل آیات منسوخہ پانچ صد ہیں، لیکن اگر آپ ان کا احاطہ تنگ کریں اور مزید غور وفکر کریں تو ابن العربی کے قول کے مطابق کل آیات منسوخہ بیس (۲۰) ہیں۔

تفصیل آیات منسوخہ:

الاولی: سورۃ بقرہ کی یہ آیت منسوخ ہے ترجمہ:''فرض قرار دے دیا گیا تم پر، جب تم میں سے کسی کے پاس موت آ پہنچے تو وصیت کرنا ماں باپ اور رشتہ داروں کے لیے مناسب طریقہ پر، یہ حق ہے پرہیز گاروں پر''۔اس آیت کی وجہ سے ہر شخص پر لازم تھا کہ وہ مرنے سے پہلے وصیت کرے، لیکن آج وصیت فرض نہیں ہے۔کیونکہ یہ آیت میراث کی آیت ﴿**یوصیکم اللہ فی أولادکم**﴾ (سورۃ

نساء:۱۱) سے منسوخ ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ آیت وصیت اس وقت تھی جب تک کہ میراث کے اصول نازل نہ ہوئے تھے، لیکن جب اللہ نے تقسیم کر دیا تو پھر تمہارا اختیار نہ رہا۔ پہلے تم ذوی الفروض، ذوی الارحام اور عصبات میں خود فیصلے کرتے تھے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ صحیح حدیث میں ہے: لا وصية للوارث للوالدين و الاقربين (لم أجده بهذا اللفظ) وارث یعنی والدین اور اقربین کے لیے کوئی وصیۃ نہیں ہے۔ اب وصیت غیر وارث کے لیے صحیح تو ہے، لیکن یہ جائز ہے، واجب نہیں۔ آپ ﷺ نے ثلث (تیسرے حصے) میں وصیت کی اجازت دی وقال الثلث كثير یعنی تیسرا حصہ دینا۔ یہ آپ ﷺ کی رضا نہیں بلکہ صرف ثلث کی اجازت دی ہے۔ آپ نے واضح کر کے فرما دیا: ”تو اپنے خاندان والوں کو مالدار چھوڑے یہ زیادہ بہتر ہے اس سے کہ (تو مال لوگوں پر تقسیم کر دے) وہ لوگوں سے مانگتے پھریں“ (متفق علیہ)۔ لہٰذا اس حدیث سے بھی آیت کی تنسیخ معلوم ہوتی ہے۔

الثانیہ: سورۃ بقرہ کی یہ آیت منسوخ ہے ﴿وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين﴾ یعنی ”جو لوگ طاقت رکھتے ہیں روزہ کی ان پر فدیہ ہے کہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا“ (البقرہ: ۱۸۴)۔ یہاں پر بعض لامقدر مانتے ہیں یعنی لا يطيقونه۔ بعض کہتے ہیں: کہ يطيقون باب افعال ہے اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کبھی کبھی سلب ماخذ ہوتا ہے لہٰذا أطاق أی سلب الطاقة جیسے أجلدت البعير یعنی اونٹ کی کھال کھینچ لی۔ بہر حال یہ آیت منسوخ بھی ہو سکتی ہے اس آیت سے ﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾ (البقرۃ:۱۸۵)۔ لہٰذا اس آیت سے صوم فرض ہو گیا بالیقین اور لا جو مقدر کیا جاتا ہے وہ لذی الفدیۃ یعنی فدیہ دینے والوں سے متعلق ہے۔ اب ہمارے ہاں لامقدرہ کی صورتیں ہیں اول یہ کہ بالکل عاجز ہو گیا، شیخ فانی بن گیا تو یہ عجز دائمی ہے۔ لہٰذا اس کیلئے فدیہ ہے۔ دوم اگر ایسا مریض ہے کہ یہ زندگی بھر روزے نہ رکھ سکے گا۔ لا شتاءً و لا صيفا كه عجز عن الصوم دائما الى الموت ہے یعنی موت تک قضا ممکن نہیں ہے تو پھر لا يطيقونه کا معنیٰ ہے لا يطيقونه على التأبيد۔ گویا لا يطيقونه معذور کے لیے ہے اور فمن شهد منكم الخ قادر کے لیے ہے، اس طرح دونوں آیات میں تطبیق ہے۔ اس لحاظ سے یہ آیت محکم ہے۔ امام ولی اللہؒ نے اس آیت کے محکم ہونے کی ایک دلیل یہ پیش کی ہے کہ وعلى الذين يطيقونه سے مراد صدقہ فطر ہے کہ جس کے پاس صدقہ فطر دینے کی طاقت نہ ہو تب بھی اس پر دینا لازم ہے۔ یعنی طعام دو وقت کا یہ صدقہ فطر ہے اور کفارہ ظہار میں اطعام ستين مسكينا سے

ساتھ صدقہ فطر مراد ہیں تو یطیقونه کی ضمیر منصوب راجع الی الطعام ہے یعنی ان لوگوں پر جو طاقت رکھتے ہیں غنی ہیں وہ طعام مسکین کی طاقت رکھتے ہیں۔

الثالثہ: سورۃ البقرہ کی آیت ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ﴾ ترجمہ: ''حلال قرار دے دیا گیا تمہارے واسطے رمضان کی راتوں میں تمہاری عورتوں سے مباشرت کرنا'' (سورۃ البقرۃ:۱۸۶)۔ یہ ناسخ ہے ﴿يَا ايها الذين آمنو كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم﴾ ترجمہ: ''اے ایمان والو! تمہارے اوپر روزے فرض قرار دے دیے گئے جیسا کہ فرض قرار دے دیے گئے تھے تم سے پہلے لوگوں پر تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ'' (سورۃ البقرۃ:۱۸۳)۔ اب یہاں **كما كتب** میں کاف تشبیہ کے لیے ہے اور ماقبل امتوں کا روزہ یہ ہوتا تھا جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رات کو اس وقت کھا بھی سکتے تھے اور پی بھی سکتے تھے جماع بھی کر سکتے تھے جب تک کہ سو کر نیند نہ کر لیں، لیکن رات کو سو جاتے تو پھر اس کے بعد یہ تینوں چیزیں حرام ہو جاتی تھیں۔ چنانچہ وہ لوگ عشاء کے بعد سونے سے پہلے سحری کھا لیتے تھے، لیکن ہمارے ساری رات میں تینوں چیزیں حلال ہیں (مفہوم صحیح بخاری)، اس لیے فرمایا ترجمہ: ''کھاتے پیتے رہو، یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے واسطے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے (یعنی فجر)'' (سورۃ البقرہ:۱۸۷)۔ لہٰذا بظاہر یہ آیت **كتب على الذين من قبلكم** منسوخ ہوگئی ہے لیکن درحقیقت یہ آیت محکم ہے۔ اس لیے کہ یہاں **التشبيه في نفس الفرضية** ہے، **أي فرض عليكم كما فرض على الذين من قبلكم** یعنی تشبیہ صرف فرضیت میں ہے، نہ کہ روزے کی تمام کیفیت میں۔ اگرچہ اسلام میں روزے کے تمام احکام گذشتہ روزوں جیسے نہیں ہیں لیکن جب اس آیت کا مصداق صرف فرضیت میں تشبیہ ہے تو پھر یہ آیت منسوخ شمار نہ ہوگی۔ باقی جن صحابہ نے اس حکم پر عمل کیا تھا وہ اس لیے کہ ہماری امت فرضیت رمضان سے قبل پہلی امت کے روزوں کے طرز پر عمل کرتی تھی۔ وہ عمل اس آیت کی وجہ سے تھا، اس لیے منسوخ ہوگئی۔

الرابعہ: سورۃ البقرۃ کی آیت ﴿يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ﴾ ترجمہ: ''پوچھتے ہیں آپ سے حرمت والے مہینے میں لڑنے کے متعلق، آپ کہہ دیجیے اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے (سورۃ البقرہ:۲۱۷)۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ **شهر الحرام** میں قتال حرام ہے، لیکن اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی، ﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ﴾ یہ آیت یا آیت ﴿قَاتِلُوْا

﴿الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً﴾ یا یہ آیت ﴿حَيْثُ ثقفتموهم﴾ بظاہر تو یہ بھی ناسخ ہیں۔لیکن یہ آیت محکم ہے۔ یہاں بلاوجہ نسخ کا حکم عائد نہیں کریں گے۔ اس لیے کہ آیت کے ﴿قل قتال فيه كبير﴾ معنی یہ بنتے ہیں کہ اشہر حرم میں قتال گناہ کبیرہ ہے۔ والفتنة أكبر من القتل یعنی فتنۂ کفر اکبر من القتل ہے۔ معلوم ہوا کہ فتنہ فی الکفر اشہر الحرام میں قتل کو برداشت کرو، لیکن قتل تو بغیر کفر ہے لہٰذا جب فتنہ موجود رہے اشہر الحرام میں تو قتال کرو لہٰذا معلوم ہوا کہ یہاں اشہر الحرام میں حرمت قتال کا ذکر نہیں، بلکہ جواز قتل مع وجود الکفر بتلایا جارہا ہے۔ اس لیے یہ منسوخ نہ ہوگی۔

الخامسہ: سورۃ البقرہ کی آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ﴾ ترجمہ: ”اور جو لوگ مرجائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں بیویاں وصیت کر جایا کریں اپنی بیویوں کے لیے خرچ ایک سال تک بغیر گھر سے نکالے“ (سورۃ البقرہ: ۲۴۰)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی عدت ایک سال کی ہے، لیکن اس کے بعد دوسری آیت نازل ہوئی ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾ ترجمہ: ”اور جو لوگ مرجائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں اپنی بیویاں تو وہ انتظار کریں اپنے اوپر چار مہینے دس دن“ (سورۃ البقرہ: ۲۳۴)۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب عورت کی عدت چار ماہ دس دن ہے، یہ نسخ صریح ہے، لہٰذا تاویل کی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے منسوخ ہوگی۔ نیز حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے بھی منقول ہے کہ یہ منسوخ ہے۔

السادسہ: سورۃ البقرہ کے آخر آیت ہے ﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾، ترجمہ: ”اگر تم دلوں کی باتوں کو ظاہر کرو گے یا چھپاؤ گے تو دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ اس کا محاسبہ فرمائیں گے“۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ دل کی باتوں کا بھی حساب ہوگا۔ جبکہ حدیث النفس (نفس کے خیالات وغیرہ) غیر اختیاری ہیں۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ کہ اللہ تعالیٰ اختیاری یعنی مکلفات کا حساب لے گا۔ غیر اختیاری اور غیر مکلف کا حساب نہ ہوگا، لہٰذا بظاہر پہلی آیت منسوخ ہوگئی، لیکن درحقیقت یہ آیت محکم ہے۔ یہ بھی تو درست ہے کہ آیت میں ما فی انفسکم سے مراد حدیث النفس نہیں، بلکہ اختیاری نیت مراد ہے یعنی انفسکم سے مراد ارادہ ہے اور حدیث النفس جو کہ غیر اختیاری ہے یہاں مراد نہیں ہے۔ بالفاظ دیگر ما فی انفسکم میں بالعموم کے لیے

ہے، لیکن بعد والی آیت سے خاص ہوگیا، لہٰذا یہ آیت بھی منسوخ نہ ہوگی۔

السابعہ: سورۃ آل عمران میں ہے ﴿اِتَّقُوا اللہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ﴾ ترجمہ: ''اللہ سے ڈرو اور اللہ سے ڈرنے کا حق پورا کرو'' (سورۃ آل عمران: ۱۰۲)۔ کہا گیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اس آیت سے کہ ﴿فَاتَّقُوا اللہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ ''اللہ سے ڈرو تم استطاعت رکھتے ہو'' (سورۃ التغابن: ۱۶) لیکن درحقیقت یہ آیت محکم ہے۔ میرے خیال میں اس آیت کو منسوخ نہ سمجھا جائے تو بہتر ہے کیونکہ اتقو اللہ حق تقاتہ یہ اعتقادیات میں سے ہے کہ عقیدہ میں شرک کا شائبہ تک نہ ہو اور مااستطعتم فی الاعمال ہے۔ یعنی جیسے کہ وضو کی استطاعت نہیں تو تیمم کر لو۔ قیام کی استطاعت نہیں تو قعود کر لو۔ الغرض اعمال میں استدراج ہے۔ اسی طرح فرمایا: کہ شرک وکفر میں پورا پورا ڈرو۔ آیت کا اگلا حصہ اس کی دلیل ہے کہ یہ آیت ایمان واعتقاد سے متعلق ہے ﴿ولا تموتن الا وانتم مسلمون﴾ لہٰذا یہ آیت منسوخ نہ ہوگی۔

الثامنہ: سورۃ نساء میں ہے ﴿وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ فَاٰتُوْھُمْ نَصِیْبَھُمْ﴾ ترجمہ: ''جن کے ساتھ تم نے قسم کھا کر عقد کر لیے ہیں (عقد موالات کر لیا ہے) تو اس کو بھی وراثت کا حصہ دو'' (النساء: ۳۳) کیونکہ ولاء موالات بھی وراثت کا سبب ہے اسکے بعد آیت آئی ﴿وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللہِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُھٰجِرِیْنَ﴾ ترجمہ: ''اور قرابت والے زیادہ حقدار ہیں ایک دوسرے کے کتاب الٰہی میں عام مسلمانوں اور مہاجرین سے'' (سورۃ احزاب: ۶) کہ بعض اقرب الی الوارث ہیں یہاں اولوالارحام سے اہل فرائض کی اصطلاح مراد نہیں یعنی ذوی الفروض اور عصبہ مراد نہیں ہے نسبی رشتہ دار مراد ہیں اور قاعدہ ہے کہ اقرب النسب وارث ہوتا ہے۔ لہٰذا پہلی آیت منسوخ ہوگئی۔ لیکن درحقیقت یہ آیت بھی محکم ہے۔ یہ آیت بھی منسوخ نہیں ہے۔ کیونکہ دوسری آیت سے تو یہ معلوم ہوا کہ وراثت تو اولوالا رحام کے لیے ہے۔ البتہ صلہ رحمی، احسان، نیکی وغیرہ میں ولاء مولات کا حق ادا کرو، لہٰذا یہ آیت منسوخ نہ ہوگی۔

التاسعہ: بعض لوگوں کے نزدیک آیت ثامنہ کی طرح یہ آیت ﴿وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَۃَ اُولُوا الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنُ فَارْزُقُوْھُمْ مِّنْہُ وَ قُوْلُوْا لَھُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾ ترجمہ: ''اور جب تقسیم کے وقت حاضر ہوں رشتہ دار، یتیم اور مسکین تو دوانہیں اس میں سے اور کہو ان سے بات معقول'' (سورۃ نساء: ۸) اور اس کے بعد فرمایا: ﴿فارزقوھم﴾ تو یہ بھی منسوخ اور ناسخ سورۃ الاحزاب والی مذکورہ بالا

آیت ہے۔لیکن حق تو بالا تفاق وارثوں کا ہے، لہٰذا یہاں دینے سے مراد یہ ہے کہ مستحب طریقہ ہے کہ دے دو۔ یہاں وراثت کا استحقاق مراد نہیں، بلکہ وراثت والی آیت میں استحقاق وجوبی کا ذکر ہے اور یہاں استحقاق استحبابی کا ذکر ہے۔ اس لیے یہ آیت بھی منسوخ نہ ہوگی۔

العاشرہ: یہ آیت ﴿وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا﴾ ترجمہ: ”اور جو بد کاری کریں تمہاری عورتوں میں سے تو گواہ طلب کرو ان پر چار آدمی اپنے میں سے پھر اگر وہ گواہی دیدیں تو بند رکھو ان کو اپنے گھروں میں تاوقتیکہ آجائے انہیں موت یا بنائے اللہ ان کے لیے کوئی سبیل“ (سورۃ النساء: ۱۵)۔ جو عورتیں فحش فعل کا ارتکاب کرتی ہوں تو ان کو تھوڑی سی اذیت دے دو (دو تین کوڑے لگا دو) یہاں تک کہ صریح حکم آجائے۔ یہ بھی منسوخ ہے سورۃ نور کی آیت سے کہ ﴿الزانیة و الزانی فاجلدوا کل واحد منهما مائة جلدة﴾ ترجمہ: ”بدکار عورت اور بدکار مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ“ (سورۃ نور: ۲) لیکن درحقیقت یہ محکم ہے۔ یہ آیت بھی منسوخ نہیں، کیونکہ پہلے محدود تھا کہ حکم آنے تک یہی کرو۔ یہی ابتدائی حکم تھا چونکہ لوگ قائم نہ تھے پھر یہ واضح حکم آگیا، لہٰذا یہ آیت منسوخ نہ ہوگی۔

اَلْحادی عشرة: سورۃ المائدہ میں ہے ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ﴾ ترجمہ: ”اے ایمان والو! بے حرمتی نہ کرو اللہ کی نشانیوں کی اور نہ حرمت والے مہینے کی“ (مائدہ: ۲)۔ شہر حرام کی آیت سے معلوم ہوا کہ اشہر حرم میں قتال جائز نہیں ہے تو یہ آیت منسوخ ہے ان آیات سے جن میں قتال کا جواز ہے جیسے ﴿فاقتلوا المشرکین کافة﴾ (سورۃ التوبہ) یا یہ ایک حدیث سے منسوخ ہوگی، فرمایا: فان دمائکم و أموالکم علیکم حرام کحرمة یومکم هذا فی شهرکم هذا فی بلدکم هذا الی یوم تلقون ربکم، ترجمہ: ”اس حرمت والے شہر، آج کے دن اور اس مہینے کی طرح تم لوگوں پر ایک دوسرے کا خون اور مال قیامت کے دن تک حرام ہے“۔ اس سے معلوم ہوا کہ حرم کی زمین کے اندر ایک خاص ماہ میں ایک دن کی حرمت ہے تو یہ حکم متعلق بالبلد الحرام ہے۔ فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ اس دن کی حرمت کو فتح مکہ کے دوران ایک خاص وقت اُٹھا لیا، لیکن اب قیامت تک کے لیے حرام ہے یعنی حرمت لوٹ آئی۔ اس لیے اب حرمت بالبلد ہے بالشہر نہیں ہے۔ اس لیے

فرمایا:﴿ومن دخله کان امناً﴾ (سورۃ آلِ عمران ۹۷)۔

الثانی عشرۃ: ﴿فَاِنْ جَآءُوْکَ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْھُمْ﴾ ترجمہ:''پس اگر وہ (اہل کتاب) آئیں آپ کے پاس تو فیصلہ کیجیے ان کے درمیان یا اعراض کیجیے ان سے'' (المائدہ) یعنی جب کوئی مقدمہ پیش ہو تو چاہے فیصلہ کردو، چاہے اعراض کرو۔ یہ منسوخ ہے اس آیت سے ﴿وَ اَنِ احْکُمْ بَیْنَھُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَھُمْ﴾ ترجمہ:''اور یہ کہ فیصلہ کیجیے ان کے درمیان مطابق اسکے جو نازل کیا اللہ نے اور نہ پیروی کیجیے ان کی خواہشوں کی'' (سورۃ المائدہ:۴۹) تو فیصلہ کرنا آپ پر لازم ہوگیا جبکہ پہلے اختیار بین الاعراض والحکم تھا۔ اب اختیار نہیں رہا، بلکہ فیصلہ کرنا لازمی ہے یعنی جب اہل ذمہ یہود ونصاریٰ آجائیں تو قرآن کے مطابق ان کا فیصلہ کرو، لہٰذا پہلی آیت منسوخ ہوگئی۔لیکن درحقیقت یہ آیت محکم ہے۔ یہاں پر ایک تطبیق بھی ہوسکتی ہے کہ ہمیں اب بھی اس کا اختیار ہے کہ فیصلہ ہم ان کے احبار کے سپرد کردیں یعنی اَنِ احکُمْ بَیْنَھُمْ میں یہ بات ہے کہ پہلا اختیار بحالہ قائم ہے،لیکن آپ نے فیصلہ کرنے کو اختیار کیا﴿فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَھُمْ﴾ (آیت نمبر:۴۸)۔لہٰذا نسخ نہ ہوا کہ قرآن کے مطابق فیصلہ کرو اور ان کی کتابوں کے مطابق بھی فیصلہ کرو۔

الثالث عشرۃ: سورۃ الانفال میں ہے﴿اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ وَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَۃٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ﴾ ترجمہ:''اگر ہوں گے تم میں سے بیس بھی صبر کرنے والے تو وہ غالب ہوں گے دوسو پر اور اگر ہوں گے تم میں سے ایک سو غالب ہوں گے ہزار پر ان میں سے جو کافر ہیں کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ سمجھ نہیں رکھتے'' (سورۃ الانفال:۶۵)۔ یہاں دس گنا کا مقابلہ ہے۔ چنانچہ حکم یہ ہے کہ اگر دس گنا ہیں تو فرار کی اجازت نہیں ہے۔ بلکہ مقابلہ ضروری ہے۔ اس کے بعد ساتھ ہی حکم بدل دیا ہے۔ لہٰذا فرمایا:﴿اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْکُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْکُمْ ضَعْفًا فَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَۃٌ صَابِرَۃٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ وَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ﴾ ترجمہ:''اب تخفیف کردی اللہ نے تم پر سے اور اس کو علم ہے کہ تم میں کمزوری ہے پس اگر ہوں تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے تو وہ غالب ہوں گے دوسو پر اور اگر ہوں تم میں سے ایک ہزار تو غالب ہوں گے دوہزار پر اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ ہے صبر کرنے والوں کے'' (انفال:۶۶)۔ اب ایک کا مقابلہ دو سے کردیا ہے۔ لہٰذا پہلی آیت صراحۃً منسوخ ہے۔

الرابع عشرۃ: سورۃ براۃ میں ہے ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ ترجمہ: ''نکلو ہلکے بھی اور بھاری بھی اور جہاد کرو اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں یہی بہتر ہے تمہارے واسطے اگر تم علم رکھتے ہو'' (سورۃ توبہ: ۴۱)۔ تم ہلکے ہو یعنی تمہارے پاس اسباب و سائل کی کمی ہو یا تم بوجھل ہو۔ بہرحال آپ کو جہاد کے لیے جانا ہوگا۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی ﴿لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ﴾ ترجمہ: ''نہ تو اندھے پر کوئی حرج ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج اور نہ بیمار پر کوئی گناہ'' (سورۃ فتح: ۱۷) تو اس آیت سے معذورین مستثنیٰ ہیں اس لیے پہلی آیت کو منسوخ سمجھا گیا ہے۔ لیکن یہ آیت محکم ہے۔ یہ آیت یہاں منسوخ نہ ہوگی چونکہ انفروا خفافاً و ثقالا کا تعلق بالوسائل ہے اور لیس علی الضعفاء کا تعلق بالذاتیات ہے، لہٰذا نسخ نہ ہوگا۔

الخامس عشرۃ: ﴿اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً زَّ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ﴾ ترجمہ: ''زانی مرد نکاح نہیں کرتا مگر زانیہ یا مشرکہ عورت سے اور زانیہ عورت سے نکاح نہیں کرتا، مگر زانی یا مشرک مرد'' (سورۃ نور: ۳)۔ یہ منسوخ ہے کہ کیونکہ زانی شخص عفیفہ کے لیے کفو (برابر) نہیں ہے ناسخ آیت یہ ہے ﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ﴾ ترجمہ: ''اور نکاح کر دو رانڈوں کا اپنے میں سے اور نیک غلاموں اور کنیزوں کا'' (سورۃ نور: ۳۲)۔ ایامیٰ ایسی عورت کو کہتے کہ من لازوج لها (جس کا شوہر نہ ہو) تو بیوہ ہو یا غیر بیوہ ہو اس میں زانیہ وغیر زانیہ کی تخصیص نہیں۔ اس آیت سے بعض نے استدلال کیا ہے کہ زانیہ چونکہ کبیرہ کا ارتکاب کر چکی ہے اور کبیرہ کے ارتکاب سے معتزلہ کے نزدیک آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس وجہ سے وہ مومن کے لیے جائز نہیں ہے۔ لیکن یہ آیت بھی منسوخ نہیں ہے بلکہ محکم ہے کیونکہ و انکحوا الایامیٰ والی آیت عام ہے اور الزانیۃ و الزانی والی آیت خاص ہے اور عام خاص کو منسوخ نہیں کر سکتا۔

السادس عشرۃ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ﴾ ترجمہ: '' اے ایمان والو! اجازت لیا کریں تم سے وہ (غلام) جو تمہارے ملک یمین میں ہیں اور وہ (لڑکے) جو ابھی نہیں پہنچے حد بلوغ کو تم میں سے تین مرتبہ'' (سورۃ نور: ۵۸)۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: مذکورہ بالا دو قسم کے لوگ مذکورہ تین اوقات میں

اجازت کے پابند ہیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات سے نوازا اور وسائل کی بہتات ہو گئی تو لوگوں نے گھروں پر پردے لٹکا دیے۔ بعض لوگ خیال کرنے لگے کہ شاید پردے لٹکانے کے بعد اجازت والا حکم منسوخ ہو گیا ہے اور پردے ہی کافی ہیں۔ لیکن یہ بات درست نہیں۔ اجازت لینے کا حکم بدستور باقی ہے۔ لوگ اجازت نہ لے کر اس حکم کی تعمیل میں سستی کرتے ہیں۔

السابع عشر: سورۃ الاحزاب میں ہے ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ﴾ ترجمہ: ''نہیں حلال آپ کے لیے عورتیں اس کے بعد اور نہ یہ کہ تبدیل کر لیں آپ ان سے اور عورتیں'' (سورۃ النور: ۳۲:۲)۔ اس آیت سے بظاہر نکاح کی ممانعت معلوم ہوتی ہے جبکہ دوسری آیت سے یہ ممانعت منسوخ معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے ﴿اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ﴾ ترجمہ: ''جن عورتوں کا حق مہر آپ ادا فرمائیں گے وہ آپ کے لیے حلال ہیں'' (احزاب: ۵۰)۔ گویا تعداد کی کوئی پابندی نہیں ہے اور اس توجیہ کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جو نسائی، ترمذی اور مسند احمد میں منقول ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ؄ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول جب دنیا سے اٹھے ہیں تو اس وقت تک آپ ﷺ نے جتنی عورتوں سے نکاح کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ کے لیے حلال قرار دے دیا تھا۔ حاصل یہ ہے کہ تادم حیات آپ ﷺ پر تعداد ازواج کے حوالہ سے کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی تھی۔ بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ آیت بالا منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے اور یہاں جو ممانعت مذکور ہے وہ صنف کے اعتبار سے مطلق ممانعت نہیں ہے۔ آیت میں اصنافِ اربعہ مذکورہ ہیں کہ آپ کے لیے چچا زاد بہنیں، پھوپھی زاد بہنیں، ماموں زاد بہنیں اور خالہ زاد بہنیں حلال ہیں اور ان کے علاوہ کوئی اور صنف جائز نہیں ہے۔ لہٰذا اس صورت میں دونوں اپنے اپنے محمل پر محمول ہوں گی۔ یعنی جس آیت سے ممانعت معلوم ہوتی ہے اس کا تعلق اصناف اربعہ کے علاوہ دوسری عورتوں سے ہے اور جس آیت میں حلت کا حکم ہے وہ اصنافِ اربعہ مذکورہ سے متعلق ہے، فلا منافاۃ بینهما لہٰذا دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

الثامن عشرۃ: سورۃ مجادلہ میں ہے ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ترجمہ: ''اے ایمان والو! جب تم سرگوشی (ملاقات) کیا کرو رسول اللہ سے تو ادا کیا کرو اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ، یہی بہتر

ہے تمہارے لیے اور زیادہ پاکیزہ پس اگر تم نہ پاؤ تو بلاشبہ اللہ بڑا بخشنے والا بڑا رحم والا ہے" (سورۃ المجادلۃ: ۱۲)۔ لیکن اسی آیت کا آخر ہے کہ ﴿فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ آپ کے پاس صدقہ کے لیے کچھ نہیں تو دینا بھی واجب نہیں جبکہ پہلے وجوب تھا لہٰذا آیت کا پہلا حصہ منسوخ ہو گیا۔

التاسع العاشرہ: سورۃ مزمل میں ہے ﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ★ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ★ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ★ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا﴾ ترجمہ: "اے کپڑوں میں لپٹے ہوئے قیام کیجیے رات کو، مگر تھوڑا سا حصہ آدھی رات یا کم کیجیے اس میں سے تھوڑا سا حصہ یا زیادہ کر دیجیے اس پر اور پڑھیے قرآن ترتیل کے ساتھ"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو نماز پڑھنا نصف شب یا ثلث یا اس سے کچھ کم یہ واجب ہے یا فرض ہے، لیکن سورۃ مزمل میں دوسری آیت نازل ہوئی ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾ ترجمہ: "پس پڑھو جتنا آسان ہو قرآن میں سے" (سورۃ مزمل: ۲۰)۔ اس سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ اللیل یعنی نماز تہجد کا وجوب منسوخ ہو گیا۔

العشرون: سورۃ ممتحنہ میں ہے ﴿وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ﴾ ترجمہ: "اور اگر تمہارے ہاتھ سے نکل گئی کوئی عورت تمہاری عورتوں میں سے کفار کے پاس پھر تم نے تعاقب کیا تو دے دو ان (مسلمانوں) کو چلی گئیں جن کی عورتیں جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا اور ڈرتے رہو، اللہ سے جس پر ایمان رکھتے ہو" (سورۃ ممتحنہ: ۱۱)۔ ایک قول کے مطابق یہ آیات سیف (یعنی وہ آیتیں جن میں جہاد اور قتال کا حکم آیا ہے) سے منسوخ ہے دوسرے قول کے مطابق یہ آیت، آیت غنیمت کے ذریعہ منسوخ ہے۔ لیکن میرے نزدیک یہ آیت محکم ہے۔ اس آیت کا حکم عام نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق اس صورتِ حال سے ہے جب مسلمان کمزور ہوں اور کافر غالب، لہٰذا یہ آیت منسوخ نہ ہو گی۔

اس طرح کے اقوال مفسرین نے بیس آیات میں نقل کیے ہیں۔ لیکن امام ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ تمام آیات محکم ہیں منسوخ نہیں ہیں سوائے پانچ آیات کے۔ گویا انہوں نے صرف پانچ آیات میں نسخ کا اعتراف کیا ہے۔

اول: سورۃ بقرہ کی وہ آیت جس میں عدت متوفی عنہا زوجہا کا ذکر ہے ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ﴾ (سورۃ البقرہ/۲۴۰) یہ

منسوخ ہے اور ناسخ آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ﴾ یہ ناسخ ہے۔ اور یہ بات صحیح بھی ہے اس لیے کہ متوفی عنہا زوجہا کی عدت بالاتفاق و بالاجماع چار ماہ دس دن ہے۔

دوم: دوسری آیت جس کے منسوخ ہونے کو شاہ ولی اللہؒ نے بھی اختیار فرمایا ہے سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۸۰ ہے (یہ پوری آیت ترجمہ سمیت پیچھے گزر چکی ہے) چنانچہ پوری امت کا اجماع ہے کہ والدین اور دیگر ورثاء کے لیے لا وصیۃ لوارث (یعنی وارث کے لیے وصیت جائز نہیں ہے) والا قانون لاگو ہے۔لہٰذا مندرجہ بالا آیت منسوخ ہے اور اس کے لیے ناسخ آیت ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ ترجمہ: ''حکم دیتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے حق میں کہ مرد کا حصہ برابر ہے دو عورتوں کے'' (سورۃ النساء:۱۱)۔

سوم: تیسری آیت جس کے منسوخ ہونے کے قول کو حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اختیار فرمایا سورۃ الانفال کی آیت ۶۵ ہے اور اس کے لیے ناسخ آیت نمبر ۶۶ ہے۔ پہلی آیت میں حکم تھا کہ ایک مسلمان کے مقابلے میں دس کافر ہوں، تب بھی مسلمان کو مقابلہ کرنا چاہیے اور میدان چھوڑنا جائز نہیں ہے۔لیکن اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے تخفیف فرمائی کہ ایک کے مقابلے میں دو ہوں تو دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنا واجب اور بھاگنا حرام ہے اور اگر کفار کی تعداد مسلمانوں کے مقابلہ میں دگنی سے بھی زیادہ ہو تو کفار میں ثابت قدم رہنا اگر چہ اب واجب نہیں، لیکن بڑی عزیمت وعظمت واجر وثواب کی بات ہے۔ چنانچہ لاکھوں کا مقابلہ ہزاروں کے ذریعہ سے کرنا صحابہ وتابعین کے وہ بے مثال کارنامے ہیں جن سے تاریخ کی کتابیں بھری پڑھی ہیں۔

چہارم: چوتھی آیت جو کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے ہاں بھی منسوخ ہے سورۃ مجادلہ کی آیت نمبر ۱۲ کا ابتدائی حصہ ہے۔جس میں حکم ہے کہ رسول اللہ کی خدمت اقدس میں حاضری کے وقت کچھ نہ کچھ ہدیہ ضرور پیش کیا کرو، لیکن اسی آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم ہدیہ دینے کے لیے کوئی چیز نہیں پاتے ہو تو اللہ تعالیٰ معاف کرنیوالا مہربان ہے۔ گویا آیت کے آخری حصہ نے ابتدائی حصہ کو منسوخ کر دیا۔

پنجم: پانچویں آیت جس کے نسخ کا قول حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اختیار فرمایا ہے سورۃ

مزمل کی آیت نمبر ۲/۳ ہے۔ جس میں آدھی رات یا کچھ کم قیام کا حکم ہے پھر اس حکم کا منسوخ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ مزمل میں یہ ارشاد فرمایا کہ ﴿عَلِمَ اَنۡ لَّنۡ تُحۡصُوۡهُ فَتَابَ عَلَيۡكُمۡ فَاقۡرَءُوۡا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ﴾ یعنی اس کو (اللہ تعالیٰ) معلوم ہے کہ نہیں نباہ سکتے تم اس کو سو رحم کیا اس نے تم پر پس پڑھو جتنا آسان ہو قرآن میں سے۔ یعنی نصف شب، یا ثلث وغیرہ کی جو تحدید تھی وہ ختم ہوگئی۔

فکر و نظر کا اعتدال

مذہب اسلام کوئی (معاذ اللہ) خود ساختہ افکار و نظریات پر مشتمل دین نہیں ہے۔ بلکہ خالقِ کائنات کا منتخب آخری جامع دستورِ حیات ہے جس کا نزول قرآن مقدس کی صورت میں رہتی دنیا تک کے لیے حرف بحرف محفوظ (ہر طرح کی تحریف سے پاک) نافذ العمل ہے پہلی امم (اُمتوں) پر بھی احکامِ الٰہی کا نفاذ بذریعہ انبیاء ورُسل کیا گیا۔ تاہم ان اُمتوں پر بعض احکام کا تعلق فقط وقتی تقاضوں سے تھا۔ جب دیگر رُسل یا انبیاء کی آمد ہوتی تو بعض احکام شریعت تبدیل کر دیے جاتے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات چونکہ خود خالقِ کائنات ہے۔ انسانی جبلت وفطرت کا خالق بھی وہی ہے۔ اس لیے اپنے احکام کے نفاذ کی وقتی مصالح سے بھی وہ خود ہی آگاہ تھا کہ کس قوم کے لیے کس طرح کے احکام مناسب رہیں گے۔ البتہ بنیادی عقائد و ایمانی اصول تمام امتوں پر یکساں نافذ کیے گئے۔ اور تا قیامت عقائد میں کسی طرح کی تبدیلی و ترمیم کا دروازہ شروع تا آخر بند رکھا گیا ہے۔ یہ امر انتہائی قابلِ توجہ ہے کہ عقائد اور دینی اصولوں کی بنیاد ٹھوس حقائق (قرآن وسنت) پر ہے۔ کمزور روایات اور واقعات پر نہیں۔ عقائد میں کسی تنگ نظری، افراط تفریط، یا خود ساختہ افکار کا دور سے واسطہ نہیں نہ ہی اسمیں کوئی دوسرا عنوان زیرِ بحث لایا جاتا ہے۔ تاہم اعمال میں فرائض و اجبات، سنن اور مستحبات تک میں اعتدال کی حکمت کا عنصر ضرور دیکھا جا سکتا ہے۔ کسی کو بھی تکلیف مَالَا یُطَاق (طاقت وہمت سے زیادہ بوجھ) کا حکم نہیں دیا گیا۔ حاکمِ مطلق ہی (اللہ پاک) اپنے بندوں کی حاجات وضروریات اور طاقت وصلاحیت سے باخبر ہے۔ اس لیے جملہ احکامات میں علیم وخبیر ذات کی طرف سے ہر حکم میں اعتدال کی جھلک واضح نظر آتی ہے۔ آپ کوئی بھی حکمِ شرعی دیکھ لیں۔ اس میں انسانی احوال وصلاحیت کی رعایت موجود ہے۔ زکوٰۃ دینے کا حکم اغنیاء و اُمراء (دولتمند لوگوں) کو ہے۔ غرباء اور فقراء وغیرہ (حاجتمند کو نہیں)، نماز کی ادائیگی میں صحت و قدرت جبکہ مرض یا معذوری کی صورت میں حکماً فرق موجود ہے۔ روزہ میں بھی صحت و قدرت کی شرط موجود ہے گویا مریض اور مسافر کیلیے وقتی رعایت رکھی گئی۔ حکمِ حج میں بھی صحت و قدرت عَلَی الزَّاد (سفر خرچ کی استطاعت) کی شرط موجود ہے کسی تنگ دست و مریض پر حج فرض نہیں۔ یہ تو فرائض کی مختصر صورتِ حال ہے۔ آپ کو احکاماتِ الٰہیہ کے ہر پہلو میں سہولت و اعتدال فکر دیکھنے کو ملے گا۔ مگر واضح رہے کہ شرعاً اور حکماً سہولت و اعتدال کی حدود اور رعایت کی تعیین وتعریف فقط ماہرین علم (علماء وفقہاء) سے ہی معلوم کی

جا سکتی ہے۔ ہر شخص اپنی خود ساختہ فکری رائے کی بناء پر اس کو عملاً اختیار کرنے کا مجاز نہیں۔ آج جہاں ہمیں بہت ساری دیگر فکری کمزوریوں اور عملی شکایات کا سامنا ہے وہیں ہم اعتدال کی شرعی حکمتوں سے بے خبری کے انتہاپسندانہ نتائج کا المیہ، بلکہ خطرناک حد تک نقصانات کا مشاہدہ دیکھنے کو مل رہا ہے۔ اس فکری انتہا پسندی کا اصل سبب اسلامی احکام اور افکار ونظریات کے شرعی حدود سے لاعلمی اور جہالت ہے۔ ہمارے ہاں طبقاتی نظامِ تعلیم کی وجہ سے اکثریتی عوام دینی افکارونظریات سے شعوری طور پر بے خبر ہیں۔ نصاب تعلیم میں اسلام اوردین کے حوالے سے معلومات بہت ہی محدود ہیں۔ عوام الناس کو دینی طبقات سے دور رکھنے کے لیے ذرائع ابلاغ پر منفی پروپیگنڈے کے زہریلے اثرات اس حد تک پھیل چکے ہیں کہ دینی مراکز (جہاں قرآن وسنت کی تعلیم دی جاتی ہے) کو دہشت گردی کے مراکز کے طور پر متعارف کرانے کا منفی رُجحان عام ہے۔ عوام کو اسلامی حقائق وتعلیمات سے دانستہ دور رکھنے کی پالیسی کی سرپرستی (سیکولر طبقات کی طرف سے) مسلسل جاری ہے۔ اس لیے نیچے سے اوپر تک اعتدال فکر کی بجائے انتہا پسندانہ افکار فروغ پا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ فروعی اختلافات کو بھی اصولی درجہ میں لیکر ان کو اپنے مسالک کا علامتی معیار بنایا جارہا ہے۔ طریقہ کار میں رائے کا اختلاف ہونا کوئی انہونی بات نہیں مگر اسے بھی نظریاتی اختلاف کی مانند لے کر الگ الگ گروہی تنظیموں کی جو صورتِ حال نظر آیا کرتی ہے۔ اس کے پس منظر میں شخصی انا کے ساتھ فکری اعتدال کے اصول وحدود سے تجاوز کرنا بھی (عموماً) پایا جاتا ہے۔ اللہ پاک اور اس کے آخری رسول ﷺ کے احکامات وتعلیمات عموماً ہمدردی، شفقت ومحبت اور خیر خواہانہ وعظ ونصیحت کے جذبات سے لبریز ہیں۔ جہاں کہیں احکامات میں بظاہر سخت لب ولہجہ یا حکمی طور پر ہمیں سختی کا عنصر نظر آتا ہے وہ بھی انفرادی یا اجتماعی اصلاح معاشرہ کے پسِ منظر میں ایسا کہنا یا کرنا ضروری ہوتا ہے جیسے ماں باپ یا اساتذہ کی تربیت میں زیادہ تر شفقت ومحبت ہی غالب رہتی ہے مگر کبھی کبھار ان کے لب ولہجہ کی سختی تادیباً (ادب وتہذیب سکھلانے کی غرض سے) عملی سرزنش بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ اسکا پسِ منظر یقیناً جذبہ اصلاح ہی کہلاتا یا سمجھا جاتا ہے۔ ایسے ہی اجتماعی اصلاح معاشرہ کے لیے بعض اوقات قوانین میں سختی کا لائحہ عمل بھی اسی حکمتِ عملی کا حصہ ہوتا ہے۔ تاہم ہمارے اصلاحِ معاشرے کے عمومی ذمہ داروں میں وقت کے مشائخ وعلماء واعظین کے لب ولہجہ یا دعوتی اسلوب میں فکری اعتدال، جذبۂ ہمدردی وشفقت کے بجائے غیر معتدل طرز بیان (دوسروں کے نظریات پر سخت تنقیدی بلکہ تکفیری اندازِ اظہار) اسلامی فکر کے اعتبار سے قابلِ مذمت ہے جس کی اصلاح ضروری ہے۔

خاتم الانبیاء ﷺ کا فرمان ہے: بَشِّرُوْا وَ لَا تُنَفِّرُوْا (صحیح مسلم، واحمد) اس میں گویا وعظ و راہنمائی کے ذمہ داروں کو متوجہ کیا گیا ہے کہ اظہار و بیان میں لہجہ کی نرمی کے ساتھ مایوسی کی بجائے امت کے لوگوں میں اپنے خالق و مالک ذات کی طرف سے امید، رحمت اور تسلی کا مفہوم نمایاں رکھو۔ دعوتِ حق میں حکمت و موعظۃ کی حکمی تاکید (منجانب اللہ) یہ تقاضا کرتی ہے کہ مقتضائے احوال (حالات کے تقاضوں کے مطابق) لب ولہجہ اور مناسب طریقۂ کار اختیار کیا جائے۔ آخر کیا وجہ تھی کہ اللہ پاک نے حضرت موسیٰ و حضرت ہارونؑ دونوں کو فرعون کی طرف بھیجتے ہوئے اک نصیحتِ خاص یہ بھی کی کہ: ''تم دونوں جاؤ فرعون کے پاس کہ وہ بڑا سرکش ہو گیا ہے۔ پھر بھی تم دونوں اس سے بات نرمی ہی کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے'' (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۴۳ تا ۴۴)۔ ایک انتہائی ظالم و سرکش اور متکبر حکمران جس کے متعلق اللہ پاک کو علم تھا کہ یہ ایمان نہیں لائیگا مگر پُر جوش و جلالی مزاج داعیٔ برحق حضرت موسیٰ (و حضرت ہارونؑ) کو حکمت آمیز نصیحت و تلقین کی ضرورت گویا ایک پیغام تھا کہ دعوتِ دین اور اظہارِ حق میں اعتدال کا دامن کبھی چھوٹنے نہ پائے۔ وہاں تو ایمان و کفر کا واضح فرق تھا پھر بھی نرم لہجہ کی تلقین کی گئی۔ آج تھوڑے سے فکری اختلاف پر اس قدر لب ولہجہ کی تیزی، تُرشی اور ہوش سے عاری آگ اُگلتے جوش کی بھلا کیا تاویل کی جاسکتی ہے؟ تقریر و تحریر میں سنجیدگی اور اعتدال کا دامن تھامنے رکھنا بھی اسلوب، استدلال اور بیان کا لازمی حصہ سمجھنا چاہیے۔ جی ہاں اسلام میں حد سے بڑھی دہشت گردی کے خاتمہ کے لیے خدائی حکمِ جہاد میں جہاں ''پس تم ضربیں لگاؤ ان کی گردنوں پر، اور کاٹ ڈالو ان کے پور پور (جوڑ جوڑ) کو'' (سورۃ الانفال آیت نمبر ۱۲) جیسا سخت ترین اقدام لاگو ہے۔ وہیں عین اس حالتِ غضب میں بھی بعض اسلامی ہدایات (بچوں، بوڑھوں، عورتوں پر ہاتھ نہ اُٹھانے) میں بھی دامنِ اعتدال قائم رکھا گیا ہے۔ الغرض اسلام سراپا خیر اور مُشفقانہ فکر پر مبنی معتدل مذہب ہے۔ جہاں سنجیدگی، وقار، حلم و بردباری اور ہر حال میں اعتدال کی پالیسی اپنانے کی ترغیب و تلقین موجود ہے۔ مسندِ علم اور وعظ ارشاد پر فائز ذمہ دار حضرات اسلام کے اس مرکزی نکتۂ فکر (اعتدال او رعدل) کو ہر حال ملحوظِ خاطر رکھا کریں۔ کسی فکر یا نظریہ پر تنقید یا اصلاح کے پسِ منظر میں تحریر و تقریر ہر دو (صورتوں) میں اس کی اخلاقی حدود و تقاضوں کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ معاشروں میں اس کے منفی اور مضر اثرات کا خطرناک رُجحان جو افتراق و انتشار، نفرت و کینہ کی آگ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ دراصل اسی اسلامی فکر (اعتدال) کی خلاف ورزی کا نتیجۂ بد ہے (اللہ کرے کہ یہ عام فہم مگر اہم ترین نکتہ ہمیں سمجھ آجائے)

فہم دین کے حوالے سے امام الحکمۃ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کا نقطۂ نظر اور فکرِ محمودؒ

بعض اوقات اپنی فکری حالت زار پر اپنے ہی ضمیر کی احتجاجی آواز کانوں سے ٹکرا کر واپس قلب و دماغ پر حیرت واستعجاب کیساتھ بالآخر خاموشی ہی کو عافیت سمجھنے پر مجبور ہوجاتی ہے۔ تو کسی لمحے پھر سے ایک نظریاتی آہ وبکا کی باطنی ہنڈیا جوش مارنے لگتی ہے، ذرا تھوڑی دیر کیلئے ہم سب اس اہم سوال پر اعتدالی نظر سے ہی آمادہ فکر ہوجائیں تو شاید جتنا بھی ہم اس سے پیچھا چھڑانے کیلئے مصلحتوں، حیلوں اور لیپا پوتی سے کام لیں یہ سوال اُس سے کہیں شدت اور توانائی کیساتھ ہمیں دامن گیر ہوگا کہ ہم جس عظیم علمی وروحانی شخصیت سے اپنی علمی نسبت وسند قائم کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں (بلکہ انکی علمی وجاہت وثقاہت سب کے ہاں مُسلمہ حقیقت کے طور پر لی جاتی ہے) غیر مُتنازعہ فکر ونظر اور روحانی نسبت وعظمت میں بھی انکا غیر معمولی قدکاٹھ ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے۔ پھر قرآن وحدیث پر انکی لطیف وعمیق علمی توجیہات سے صرف نظر کیوں کر ہے؟ جس شخص نے چشم کشا حقائق سے اس طرح پردہ اُٹھایا ہے کہ گویا وہ حالات کی نوشتہ دیوار سے مُشاہدہ کرتے نظر آتے ہیں۔ تصوف کی باریک بینی یا اصطلاحات مخصوصہ ہمارا موضوع نہیں نہ ہی اسکے ادراک کی استعداد وصلاحیت تاہم بعض صوفیا کے ہاں اگر کسی کو مُشاہدہ حق (حق الیقین) کا مقام حاصل ہوسکتا ہے تو حضرت شاہ ولی اللہ اس مقام عالی میں سب سے آگے نظر آتے ہیں جس شخص کے انکشافات میں ایسے غیر معمولی الفاظ کا استعمال ملتا ہے کَشَفَنِیْ رَبِّیْ، رَاَیْتُ فِی الْمَلَأِ الْاَعْلٰی، اَلْهَمَنِیْ رَبِّیْ، اَلْقَانِیْ رَبِّیْ، سَئَلْتُ عَنْ رَبِّیْ تو روحانی طور پر وہ کس درجہ پر فائز ہیں کم ازکم میرے جیسے نابلد انسان کو اس پر کوئی تبصرہ کرنا زیب نہیں دیتا نہ ہی باطنی مقامات کی سیر وسیاحت کوئی سطحی یا عام موضوع ہے جس پر یہ ناقص العلم اسکو موضوع بحث بنائے۔ بہر حال اپنے باطنی احوال واقعیہ اور غیر معمولی کشفیہ حقائق کی بناء پر شاید وہ ان علمی وروحانی مُشاہدات کے اظہار پر مجبور تھے یا مامور تھے اسکا فیصلہ بھی اہلِ بصیرت وصاحبان علم ہی کرسکتے ہیں۔ جس عظیم شخصیت کو اہلِ بصیرت واصحاب علم کے ہاں غیر مُتنازعہ فکر ونظر کے پس منظر میں اپنے دور کا امام الحکمۃ تسلیم کیا جاتا ہو تو پھر خالقِ حکمت (اللہ تعالیٰ) کے اس فرمان عالی کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے ﴿مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ ترجمہ: ''جس شخص کو حکمت عطا کی گئی اُسے خیر کثیر سے نوازا گیا'' (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۶۹)۔ مزید یہ کہ ہم جنہیں امام الحکمۃ کے لقب سے نوازتے ہیں تو کیا یہ لقب واعزاز انکو غیر

ضروری یا غیر اہم موضوعات و خدمات پر حاصل ہوا؟ انکے علمی و غیر معمولی روحانی مُشاہدات کی جملہ کُتب ہماری علمی لائبریریوں کی زینت بنی ہوئی ہیں۔ اور ان سے فخریہ نسبت رکھنے والے انکے علمی جانشینوں کی بے اعتنائی کا عالم یہ ہے کہ ان نایاب کتب پر پڑی گردوغبار کو صاف کرنے کے روادار نہیں ہیں یا جسیر تاہ! جبکہ غیروں کے ہاں قدرو منزلت کا مشاہداتی عالم یہ ہے بعض مغربی و دیگر سیکولر ممالک میں انکے نام سے چیئرز (Cheirs) یا Departments قائم ہیں بطورِ خاص انکے بیان کردہ فلسفۂ معیشت (جو بظاہر ایک مشکل اور خشک تر موضوع شمار ہوتا ہے جس میں کم از کم ہمارے علمی حلقوں کی اتنی زیادہ دلچسپی نہیں دیکھی جاتی) کو انتہائی وقعت کیساتھ نصاب تعلیم کا حصہ بنایا گیا ہے۔ جبکہ کئی پہلوؤں پر الگ الگ موضوعات سے PHD کرائی جاتی ہے۔ حیرت ہے کہ سیکولر ماہرین (جو انکے روحانی مقام و منزلت کو کیا جانیں) انکے علمی بصیرت و فہم پر مبنی واقعی حقائق کو اپنا موضوع بحث بنا کر اُن کی کتب کو اپنے نصاب کا حصہ بنانے پر مجبور ہوئے۔ علامہ اقبال مرحوم نے اہلِ علم کو کیا خوب جھنجوڑا ہے: مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی، جو دیکھیں اُنکو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارہ۔

دوسری طرف ہمارا المیہ یہ ہے کہ ایک لحاظ سے ہر علمی سند کی فائق نسبت میں حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ ہمارے علمی حلقوں کی معراج اوّل (سندِ حدیث شریف میں پہلی منزل) کے طور پر لیئے جاتے ہیں لیکن جب ان کے علوم وافادات سے استفادہ کا موضوع آتا ہے تو نہ جانے ہمیں کیوں کر غفلت یا کاہلی کے باعث خاموشی سونگھنے لگ جاتی ہے انکی کوئی بڑی کتاب ہماری علمی دانشگاہوں کے باقاعدہ نصاب کا حصہ نہیں ہے (سوائے ایک رسالہ الفوز الکبیر کے) جس کو عموماً پڑھانے والے ابتدائی درجہ کے مدرسین ہوتے ہیں۔ اسکو دانستہ بے قدری تسلیم کرتے ہوئے شاید ہم قیل وقال کریں یالاشعوری درجہ میں کوئی دور کی تاویل ڈھونڈ لائیں (تو ممکن ہے) حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنے دور کے علماء و مشائخ کو بھی خوب جھنجوڑتے ہوئے احساس ذمہ داری کیطرف متوجہ کیا تھا۔ وہ اس علمی وروحانی مقام پر فائز تھے کہ استاذ الکل اور مُصلحِ وقت کی حیثیت سے اس طرح کے تنبیہی الفاظ کیساتھ زجرو توبیخ کرنا انکے گویا فرض منصبی کا حصہ تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ کی بالغ فکری اور مدبرانہ نظر پر مبنی آپکے سیاسی واقتصادی افکار دور رس اثرات کے حامل تھے۔ گو بعض ایسے احوال کا ذکر اسمیں ایسا بھی ملتا ہے جسکا تعلق دورِ ماضی یا انکے اپنے وقت کے ماحول سے تھا انکے لب ولہجہ میں بعض اوقات تلخی مُشاہداتی مفاسد کی وجہ سے تھی، وہ اسلام کے آفاقی نظریات اور ہمہ جہتی مذہبی وسماجی تعلیمات کی ایسی توجیہات سامنے

لانے کے پر جوش داعی تھے، جس میں اعتقادی اصلاح کے بعد معاشرتی و سماجی اصلاح کو ناگزیر علاج کی نظر سے دیکھا جائے۔ چنانچہ امام شاہ ولی اللہ کا کہنا ہے: ''پس ہم لوگ جو قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب مانتے ہیں، ہم پر لازم ہے کہ تمام اقوام عالم کے سامنے ثابت کر کے دکھائیں کہ قرآن کریم کے پروگرام سے زیادہ بہتر پروگرام تمام انسانیت کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ خواہ یہ پروگرام معاشی و اقتصادی ہو یا سیاسی، معاشرتی، قانونی، اصلاحی، اخلاقی، فکری اور عملی ہو''۔ امام ولی اللہ بتلاتے ہیں کہ اسلام تمام پسماندہ طبقات (مساکین، غرباء، فقراء، یتامیٰ، مزدور، معذور افراد اور حوادثات کا شکار ہونے والے انسانوں) کیلئے بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کے قطعی قوانین دیتا ہے، جس میں روٹی، پانی، کپڑا مکان، صحت اور تعلیم ہے کسی کو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کر سکتے جو اجتماع (نظام) اپنے کمزور طبقات کی دستگیری نہیں کرتا وہ توڑنے کے قابل ہے ترمذی شریف کی حدیث میں صاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے انسان کی بنیادی ضرورتوں میں روٹی، پانی، اور مکان ہیں۔ اور صحت تو قرآن کریم کی اس آیت سے واضح ہوتی ہے ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾ قوت میں سب سے پہلے صحت ہے اور تعلیم (عقلی وذہنی ضرورت ہے) تو قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہوتی ہے ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى﴾ (کتمان جب جُرم اور موجب لعنت ہے تو تعلیم ضروری ہوئی)۔ امام ولی اللہؒ مزید فرماتے ہیں کہ موجودہ دور میں دو چیزیں ہیں جو ملک اور شہر اور تمدن کو خراب اور برباد کرنے والی ہیں۔ دور حاضر کے لوگوں کو ان سے خبر دار رہنا چاہیے۔ ان میں سے (1) بیت المال، یعنی سرکاری خزانے پر ضرورت سے زیادہ بوجھ ڈالنا۔ فضول لوگوں کے وظیفے مقرر کرنا۔ شعراء، زہاد، اور ثقافتی گوئیے وغیرہ جو کسی مصلحت کو پورا نہیں کرتے بلکہ گداگری کے طور پر صاف کمائی کرتے ہیں (2) بوجھل اور بھاری ٹیکس لگانا، کسانوں، تجار اور پیشہ ور لوگوں پر جسکی وجہ سے لوگوں میں کمزوری پیدا ہوجاتی ہے اور انکا استحصال ہوتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں تحریکات (ایجی ٹیشن) بغاوتیں لڑائیاں، سرکشی اور طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ امام ولی اللہؒ نے فرمایا ہے کہ پولیس، فوج، سیکورٹی اور دیگر عمال اور حکومت کے کارندوں کو بقدر ضرورت ہی بھرتی کیا جائے تا کہ لوگوں پر ان کے مصارف کا بوجھ زیادہ نہ پڑے، امام الحکمۃ حضرت شاہ ولی اللہؒ کا خیال ہے کہ جب ٹیکس زیادہ ہوں گے اور یہ خرابی ایک عضو سے دوسرے کیطرف منتقل ہوتی چلی جائے گی اور یہ لا علاج بیماری دنیا میں نہایت ضرر رساں بن جائیگی اور دینی ضرر تو اس سے بھی کہیں زیادہ ہوگا اور اُخروی کمال کیطرف لوگ نہیں نکل سکیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت یہی بیماری عجم کے

ملکوں اور شہروں میں پھیلی ہوئی تھی عجم کا کوئی شہر ایسا نہ تھا، جس پر یہ خرابی چھائی ہوئی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں یہ بات ڈال دی کہ اس بیماری کے مادہ ہی کو قطع کر دیا جائے، چنانچہ آپ نے گانے بجانے والی عورتوں اور اسی طرح سونے کی بیع متفاضل شکل میں جو زیورات ڈھالنے یا اس قسم کے دیگر سامان تعیش میں کام آتی ہے سب کو ممنوع قرار دیا۔ امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا ہے ان کیلئے اسباب معاش بھی زمین میں مقرر فرمائے ہیں، اسباب معیشت زمین، زر، کام (مزدوری) اور فن (ٹیکنالوجی) ہیں ان سب میں حکمت ولی اللّٰہی ہی توازن قائم کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ترجمہ: "اور ہم نے تمہیں زمین میں جگہ دی ہے اور جمایا ہے اور تمہارے لیئے سامان معاش اور روزی کے سامان بنا دیئے ہیں، تم بہت تھوڑا شکریہ ادا کرتے ہو (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۰)۔ اسی طرح فرمایا ترجمہ: "اور ہم نے زمین میں تمہارے لیے اسباب معاش مقرر کئے ہیں اور ان کیلئے بھی جن کو تم روزی نہیں پہنچاتے (یعنی جانوروغیرہ)" (سورۃ الحجر آیت نمبر ۲۰)۔ اسی سلسلہ میں اسباب معیشت سے انتفاع کے بارے میں لوگوں کے درمیان حرص و ہوس، جھگڑا، مناقشہ واقع ہوتا ہے۔ اس لیے ایسے مواقع پر خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ ایک انسان دوسرے کے مزاحمت نہ کرے جو شخص پہلے سے اس شے سے انتفاع کر رہا ہے۔ یا اسکو وراثت سے حاصل ہوئی یا مبادلہ کی ایسی شکل سے جو معتبر ہیں اسکو وہ حاصل ہوتی ہے مثلاً خرید، وصیت، ہبہ، عطیہ، وغیرہ سے جن وجوہات میں باہم رضامندی ہوتی ہے اور کسی قسم کا دھوکہ وغیرہ نہیں ہوتا تو اس شخص کو اس سے انتفاع کا حق ہے۔ امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ انسان بالطبع تمدن پسند واقع ہوا ہے۔ اسکی معیشت بغیر دوسرے انسانوں کے ساتھ تعاون کے حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سے تعاون کو واجب قرار دیا گیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے فلسفہ کے مطابق عقائد، اخلاق، قانون، عبادات، تعزیرات، تجارت، صنعت وحرفت، ملی سیاسیات، ارتقافاتِ ضروریہ اور اقترابات باہم غایت درجہ سے مربوط ہیں۔ امام الحکمۃ شاہ ولی اللہؒ نے علماء، مشائخ کو خود داری اور بلند ہمتی کا درس بھی دیا ہے۔ وہ مشائخ کو حکمرانوں کے نذرانوں یا عطا شدہ جاگیروں پر پلنے کو نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ خود کمال درجہ کے ولی بلکہ امام الاولیاء تھے مگر عرفی طرح کے ایسے خانقاہی نظام جس میں اتباع سنت کی بجائے بدعت، معاشرہ میں بھرپور اصلاحی کردار کی بجائے رہبانیت اور زھد عن المال (مال سے بے رغبتی) کی بجائے حُبّ مال وجاہ یا پھر تعلق مع اللہ (اللہ تعالیٰ ہی سے تمام امور کیلئے رجوع) کی بجائے

اپنے شیخ کے ذریعہ ہی سے سارے مسائل کے حل کا سبق ملتا ہو دوسرے لفظوں میں خود اس نظریہ کو خود ساختہ نئی شریعت کی مانند سمجھتے تھے، اسی لئے حضرت شاہ ولی اللہ اور انکے تحریکی جانشین شاہ اسماعیل رحمہ اللہ و سید احمد شہیدؒ ہر تین نے اپنے وقت کے علماء مشائخ کو اسی فکر و نظر سے جھنجھوڑا بلکہ عملاً خود بھی عزیمت کی راہوں پر چلتے ہوئے لوگوں کو بھی قرب الی اللہ اور سنت رسول اللہ کی تلقین کی اگر چہ انکی تمام تر مساعیٔ جمیلہ کے باوجود ہمارے ایشیا، ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش وغیرہ کے اکثر خانقاہی نظام کا پس منظر وہی قدیم روایات سے عبارت چلا آرہا ہے۔ بس فرق یہ پڑا ہے کہ پہلے زیادہ تر حکمرانوں کے شاہی نذرانے منظور نظر ٹھہرتے تھے تو آج جاہل عوام کے مال و دولت پر ہی اکتفا ہوتا ہے۔ وقت اور ماحول سے مصلحت اور حکمت کے نام پر سمجھوتہ کرنا یا تن آسانی و عافیت کی راہ اپنانے کا عملی سبق دہرانا جاہل پیروں کی پرانی روایت چلی آرہی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ اور سید احمد شہید نور اللہ مرقدہ کی اصلاحی و عزیمتی جدو جہد کا مُطالعہ ہر طالب علم مزاج انسان کو (خواہ وہ کسی شعبہ سے وابستہ ہو) ضروری ہے کہ اس سے بہت کچھ فکری و نظریاتی اصلاح کے اسباق ملتے ہیں۔ اسی سلسلہ فکر عمیق کے پسِ منظر میں حضرت شیخ الہندؒ بھی علماء اور مشائخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ (تربیت یافتہ) حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے نظریاتی و عملی جانشین کے طور پر دیکھنا چاہتے تھے۔ گفتار و کردار کے لحاظ سے حضرت شیخ الہندؒ حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی نور اللہ مرقدہ (بظاہر) خاموش مگر بباطن پر جوش مُربی داعی تھے۔ بس فرق یہ تھا کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے تحریری اور اصلاحی طریقہ کار کو فکری حقائق کی اشاعت و تحریک کا ذریعہ بنایا مگر حضرت شیخ الہندؒ نے اس تحریک کو عملاً آگے بڑھانے کیلئے پہلے پہل اپنی فکری جدو جہد جاری رکھی پھر انہیں اپنی نظریاتی فصل پکتی نظر آئی تو اقدام عمل کے طور پر وہ کچھ کیا جواب تاریخ کا انمول و حیران کن حصہ ہے جسکا مطالعہ نئی نسل کو ضرور کرنا چاہیے۔ حضرت شیخ الہندؒ نے حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے بصیرت افروز نظریہ و فکر کی آبیاری آخر دم تک کی۔ انہوں نے خاموشی سے اپنے ایسے شاگرد تیار کر لیے جن کے متعلق برطانوی سامراج کے کل پُرزے یہ تک نہ جان سکے کہ انکی مضبوط حکومت کی چولہیں درحقیقت کون کمزور کر رہا تھا۔ برطانوی سلطنت کا سورج جب نصف النہار پر تھا ایسے میں بظاہر ایک درسگاہ کا صوفی منش شیخ الحدیث (جو اپنی ظاہری وجاہت اور نسبت علمی و روحانی کو بھی خاک تواضع میں فنا کرتے ہوئے) اپنی باطنی حرارتِ حُریت کو اگلی فکری نسل میں خاموشی کیساتھ اس انداز سے منتقل کر رہا تھا کہ حکومتی جبر و استبداد اپنے تمام تر جاسوسی ذرائع کے باوجود اس

حقیقت کا ادراک کرنے سے عاجز تھا کہ تحریک آزادی کے اصل شرارے کہاں سے اُٹھ رہے ہیں۔ بیشک وہ اسم بامُسمی محمود تھے مگر تاریخ میں اپنا نام فکرِ محمودؒ وفکرِ شیخ الہندؒ کے طور پر چھوڑ گئے (اپنے پرائے سب اُنہیں انکی زندگی میں ہی شیخ الہند کے لقب سے نواز چکے تھے) وہ مالٹا کی جیل میں قید و بند کی صعوبتیں جھیلتے ہوئے بھی قرآن مقدس کا ترجمہ وتفسیر واپسی پر ساتھ لائے۔ جامعہ ملیہ کی بنیاد اُنہی کے ہاتھوں رکھی گئی وہ نوجوانوں کو اپنے ارمانوں کی تکمیل میں مُعاون فکر سمجھ رہے تھے اسی لیے انہوں نے مولانا عبیداللہ سندھیؒ کو اگلی صفوں کے نوجوانوں میں نظریاتی انقلاب پیدا کرنے کیلئے کام کرنے کا کہا، افسوس کہ ایسے حقائق کے مطالعہ میں ہماری نئی نسل کم ہی متوجہ رہی ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ چاہتے تھے کہ اسلام کی نظریاتی صداقت وغلبہ کا اہم ترین ذریعہ قرآنِ مقدس کے فکری حقائق کو اسکی اصل روح سے پڑھا اور سمجھا جائے۔ ایسا ہوجائے تو ضمیر وروح کی طاقتور آواز کبھی دب نہیں سکتی۔ وہ فکرِ ولی اللہؒ کے پس منظر میں قرآن مقدس کے مُطالعہ کو انقلابِ فکرونظر کیلیے نصابِ تربیت کی روح قرار دیتے تھے۔ آخری دور میں جب اپنی حیات مستعار کی آخری سانسیں گزار رہے تھے اور اپنے انقلابی ارمانوں کو الفاظ حسرت سے تعبیر کررہے تھے تو ایسے میں ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے وہ عظیم مدبر ومُفکر اپنے نظریاتی جانشینوں کو پیغام دے رہا تھا کہ ناکامیوں کے اسباب پر غوروفکر کو فراموش کرنے سے قومیں پیچھے رہ جاتی ہیں، سطحی نظر کے اختلافات اور قرآنی فکروتعلیمات سے دوری کو امت کی فکری وعملی پستی کی بڑی وجہ (بلکہ ہلاکت و بربادی) کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے وہ آخری تجزیۂ نظر وفکر بیان کرگئے۔ اسی قرآنی نظریاتی غلبہ کے فکر اور اسکی عملی جدوجہد میں انکی ہڈیاں تک پگھل گئی تھیں، انکی طویل فکری وعملی زندگی کا حاصل انکا یہ جاندار تجزیہ تاریخ آزادی کا سرمایہ واثاثہ قرار دیا جاسکتا ہے کہ وہ سبکو پیغام دے گئے کہ قرآن مُقدس کے انقلابی فکر ونظر کو اپنائے بغیر تم کبھی حُریت فکر ونظر کی منزل کونہیں پاسکتے، اسلام حق ہے اور اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَ لَا یُعْلٰی اسلام تو آیا ہی غلبہ کیلئے ہے۔ جس نے قرآنی فکر کا مطالعہ اسکی اصل روح سے کرلیا تو وہ کبھی باطل کا غلبہ قبول نہیں کرسکتا۔ اُسکی بے چین روح اُسے مولے کیطرح کسی شہباز سے لڑنے پر مجبور کرتی رہتی ہے۔ فکرِ شیخ الہند رحمہ اللہ دراصل اسلام اور اسلاف کے فکری ورثہ کی حفاظت و اشاعت کی تحریک سے عبارت ہے۔ یہ عزیمت وجدوجہد میں اپنی زندگی کھپانے کا دوسرا نام ہے۔ وہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کیطرح عُلماء ومشائخ کی تن آسانی اور غیر ضروری مصلحتی لیپاپوتی کے سخت مخالف تھے۔ وہ حالات کا بیدار مغزی سے تجزیہ کرنے کے قائل تھے، ظاہر ہے کہ تاریخ صداقت اور اسلاف

کے فکری گھاٹ سے نظریہ حق کا صاف پانی پینے والا مرد قلندر کسی کو حالات کے قدموں پر جھکنے کا سبق نہیں دے سکتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ ہماری علمی درسگاہوں کا ہر پھول شعلۂ حریت اور ہر سِرِّ حمیت و شجاعت کا مینارہ نظر آئے، اُنکی فکری منزل کا ہر مکین اس میخانہ درد سے فقر ابو ذریؓ اور جودِ عثمانؓ کا جام پیتا نظر آئے۔ دینی و شعوری تبدیلی کیلئے علماء وقت کے جاندار کردار کو زندہ دیکھنا چاہتے تھے، وہ علماء حق کے سرخیل عظیم راہنما تھے جس نے اپنے وقت کی سب سے بڑی سیاسی و فوجی قوت (برطانوی سلطنت) کو فکری و عملی جہاد کے ذریعہ سے للکارا تھا۔ یہ الگ موضوع ہے کہ یہ تاریخ کی مثالی جدوجہد کسی منطقی نتیجہ تک (انگریز حکومت کے وفادار لیکن اسلام اور مسلمانوں کے غدار جاگیرداروں و سرداروں کے عدم تعاون کے سبب) نہ پہنچ سکی۔ تاریخ کے وہ انمٹ نقوش اور عزیمت وجدوجہد سے لبریز ایسی مثالی داستانیں ہمارے نصاب کا حصہ ہونی چاہییں۔ سنجیدہ فکری کیساتھ تدبر و حلم سے حقائق کے ادراک کے ساتھ ہر ظلم و جبر کے خلاف آواز بلند کرنا ہمیشہ سے ہمارے اسلاف و اکابر کے خمیر میں شامل چلا آرہا ہے۔ لیکن اس طرح کی سوچ و فکر کوئی بچگانہ یا جذباتی خواہش نہیں ہوتی جسکو پورا کرنے کیلئے کسی بھی دینی تحریک کی لگام غیر سنجیدہ اور غیر تربیت یافتہ نوجوانوں کے ہاتھ میں تھمادی جائے۔ خالص دینی تحریکات کیلئے درکار قابلیت و صلاحیت اور اسپر تدبر و حوصلہ مندی سے استقامت کیساتھ چلتے رہنے کا سبق اگر حاصل کرنا ہے تو حضرت شیخ الہندؒ اور انکے تربیت یافتہ عظیم شاگرد راہنماؤں کی فکری جدوجہد سے بہت کچھ راہنمائی مل سکتی ہے۔ لیکن یہ بھی واضح رہے کہ ہر دور کے اپنے اپنے حالات اور تقاضے ہوتے ہیں۔ حالات قیاسی نہیں ہوتے، اس کیلئے بعض حقائق تو طے شدہ ہیں کہ کسی بھی دینی جدوجہد کیلئے اخلاص وللٰہیت (تعلق مع اللہ) جُہدِ مسلسل، بروقت فیصلے، حالات کا ادارک کرنے والی تجربہ کار و جفاکش و پر عزم مخلص قیادت کا ہونا، نظریاتی طور پر تربیت یافتہ کارکنوں کی انتھک محنت، ناگزیر ضروریات کے پورا کرنے کیلئے مالیاتی ذرائع کا مہیا ہونا، اکابر اہل اللہ کی سرپرستی و دُعائیں۔ یہ مذکورہ اُمور عزم و ہمت کا رأس المال (بنیادی حقیقت) ہیں۔ سب امور و حقائق کو پیش نظر رکھنے کے باوجود کسی بھی دینی جدوجہد، یا تحریک کا فوری نتیجہ ہونا کہیں منقول نہیں۔ قرآن کریم نے انبیاء ورسلؑ کی جملہ تاریخ دعوت و عزیمت کے بعض واقعات واحوال بیان کرتے ہوئے یہ تربیت فرمائی ہے کہ جب اُن مقربینِ خاص کی دعوتی محنت وجد و جہد کے فوری مثبت نتائج واضح نہ ہوئے تھے تو آگے بھی کوئی اپنے طور پر یہ ذہن نہ رکھے کہ ہم تمہاری مخلصانہ جدوجہد کو ہر حال میں یا علی الفور نتیجہ خیز بنادینگے۔ یہ وہ مرکزی نقطۂ نظر ہے

جسکو کارکنوں کی تربیت میں اہم عنوان کے طور پر لیا جانا ضروری ہے۔ بس ایک جُہدِ مسلسل ہے جو نتائج کی پرواہ کیے بغیر ہر نشیب و فراز میں جاری رہنی چاہیے۔ تاہم شرعی حقائق کے پس منظر میں اُسکے اسباب و تدبیر کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ جذبہ جنوں اپنی جگہ مگر ہوش وحواس سے حالات و اقعات کا بصیرت آمیز ادراک کرنا بھی تقاضۂ شرعی ہے۔ کسی بھی لمحہ آنکھیں بند کرنا یا جذباتی خودکشی جیسے اقدامات کی شریعت میں گنجائش نہیں۔ اسی فکر کے کنٹرول کرنے کیلئے تحمل مزاج ایسی مدبر قیادت کا ہونا لازم قرار دیا گیا ہے جو دل برداشتہ کارکنوں کو پرعزم رکھنے اور حوصلہ دینے کی صلاحیت واہلیت رکھتی ہو۔ یہ وہ حقائق ہیں جو فکر محمودؒ سے حاصل شدہ نظریاتی راہنمائی کے اہم خلاصہ کے طور پر لیے گئے ہیں (جبکہ بہت سارے دیگر تاریخی حقائق کو طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے) کاش ہماری علمی دانش گاہوں میں اُس فکر محمودؒ کی آبیاری پائی جاتی جسکی مرکزی روح قرآنی تعلیمات کو امت مسلمہ کے نظریاتی و عملی غلبہ کیلئے عام کرنا ہے۔ خدا کرے کہ ہم اس فکرِ محمودؒ کو اگلی نسلوں تک درست فکر و نظر سے منتقل کرنے میں کامیاب ہوجائیں (آمین)!

اہل علم کی توجۂ خاص کیلئے ایک اہم مکرّر درخواست

قرآن کریم کی ''صداقت کا ابدی چیلنج'' کے عنوان سے ایک قابل توجہ اہم مضمون پہلے سورۃ البقرہ کے رکوع نمبر ۳ آیت نمبر ۲۳ کے ذیل میں تحریر شدہ ہے۔ اسکو بھی ضرور توجہ سے پڑھا جائے تاہم علیحدہ طور پر بھی ضروری سمجھا گیا ہے کہ بعض دیگر ضروری توجہات کیطرح ایک انتہائی اہم نکتہ خاص کیطرف اہل علم حضرات بطور خاص قرآن کریم کی درس و تدریس سے وابستہ علماء وقت کو تاکیدی درخواست کی جائے کہ وہ ایک ایسے عنوان خاص کو جسکو علمی درسگاہوں میں سنتے سناتے (پڑھتے پڑھاتے) زندگیاں گزر گئیں اور جب تک وہ کتابیں داخل نصاب ہیں یہ سبق دُہرائے جاتے رہیں گے کہ قرآن کس حقیقت کا نام ہے قرآن کی تعریف (جو اصول فقہ کی بنیادی کتب میں منقول ہے) کے ضمن میں جو سبق خوب تاکید سے یاد کرایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن لفظ اور معنی دونوں کا نام ہے۔ (نہ فقط الفاظ کا نام ہے اور نہ ہی فقط معنی کا) اس علمی بحث پر اصولیین حضرات کا اختلافی بحث کے بعد گویا اجماعی اور حتمی مؤقف یہی چلا آرہا ہے کہ قرآن کریم الفاظ اور معانی دونوں کا مجموعہ ہے۔ یہاں تک تو مسلمہ حقیقت ہے اب ہم ماضی کے اکابر و اسلاف کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے قرآن کریم کے الفاظ کی ہر طرح سے تجویدی تصحیح جو لغت کے قواعد و ضوابط حتیٰ کہ لب و لہجہ کی درستگی کو یقینی بنانے کیلئے ایسی ایسی کتب تصانیف کی ہیں کہ پڑھنے والا حیران رہ جاتا ہے کہ کس قدر جامعیت کیساتھ ان محافظین قرآن نے آنے والی نسلوں کی راہنمائی کی ہے (اللہ پاک انہیں اپنے شایان شان جزائے عظیم عطا فرمائے) گویا وہ اپنے فرض منصبی کو بجا طور پر نبھا گئے۔ ایسے ہی قرآن کریم کے معانی کی توضیح و تشریح (جو ہمارے عرف میں تفسیر قرآن کہلاتی ہے) کیلئے شروع سے لیکر ابتک ہزاروں تفاسیر معرض تحریر میں آچکی ہیں۔ گویا ان مفسرین نے قرآن کریم کے دوسرے جزو معانی و مفہوم کی وضاحت و حفاظت کے حوالہ سے ابتک اپنا فرض منصبی نبھایا۔ (اللہ پاک سب کو اپنے شایان شان جزائے عظیم سے نوازے) تاہم ہماری شکایاتی دُہائی (فریاد) یہ ہے کہ اصولی کتابوں میں اس مذکورہ بحث کے پڑھ اور جان لینے کے بعد عملاً ہماری توجہ (بعد از فراغت نصاب) اس اہم نکتہ کیطرف سے کیوں ہٹ جاتی ہے کہ قرآن کریم جب الفاظ و معانی دونوں سے عبارت ہے تو جیسے ہماری شروعات نورانی قاعدہ تا اختتام حفظ قرآن صحت الفاظ اور اسکے مخارج کی درستگی، یادداشت کے اہتمام اور تاکید ایک لازمی حقیقت ہے اس پر خوب زور دیا جاتا ہے (اور دیا جانا چاہیے) تاہم قرآن کریم کے دوسرے لازمی جز (معانی) کیطرف ہمارا اہتمام و تاکید (دورانِ تعلیم و بعد از فراغت) کیوں نہیں؟ جیسے ہم الفاظ کی صحت، درستگیٔ لہجہ کی اصلاح، لغوی اعتبار سے تحقیقات، یہ سب تعلیم قرآن ہی کا بجا حصہ ہیں۔ ایسی ہی قرآنی آیات کا مفہوم، مضامین و عنوانات کی توضیح و تفسیر بھی قرآنی تعلیم کا لازمی جزو ہے۔ اسکو بھی دورانِ اسباق پورے اہتمام و تاکیدی طرز سے نصاب کا اہم ترین حصہ سمجھا جائے۔ اور اسکی تعلیمات اور ہدایات کو (عصر حاضر

کے چیلنجز اور تقاضوں کے مطابق) نمایاں کیا جائے کہ یہ آفاقی کتاب ہدایت صرف عربوں کی اصلاح کیلئے فقط وقتی نصیحت کے طور پر نازل نہیں ہوئی تھی۔ اسکے ہمہ جہت عالمگیر نظام حیات کو بطور چیلنج عام کیا جائے کہ ساری دنیا (عرب وعجم) مل کر اسطرح کا جامع دستور حیات تشکیل نہیں دے سکتی اسکی ہمہ جہتی خوبیوں اور عملی نظام کے اوصاف حسنہ کے متعلق پہلے خود کو شعوری طور پر آگاہ کیا جائے پھر اسکو نئی نسل سے اسی مذکورہ عنوان سے متعارف کرایا جائے۔ اسمیں بیان کردہ خدائی نظام معیشت و اصلاح معاشرہ کو دنیا کے سامنے لایا جائے یہی وقت کا تقاضا ہے کہ اسلام کی سارے نظاموں کے بالمقابل نظریاتی، فکری اور عملی برتری کو مؤثر نظریاتی دلائل اور حکمت وموعظۃ کے ذریعہ ثابت کیا جائے، مسلمانوں کی فکری و عملی پستی کا واحد علاج قرآنی تعلیمات وہدایات کو (جامع نظام کے طور پر) سامنے لاکر اسکے تقاضوں پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔ مسلمان عوام الناس کے اس ذہن کو بدلنے کیلئے سخت نظریاتی جدوجہد کی ضرورت ہے کہ وہ اسلام اور قرآن کو چند عبادات کا یا وظائف کا مجموعہ دین سمجھ کر بیٹھ گئے۔ حالانکہ اس کتاب ہدایت نے اپنے نزول کے بعد وہ انقلاب برپا کیا کہ دنیا آج تک اُس کی نظیر لانے سے عاجز ہے۔ اس دستور الٰہی (قرآن مقدس) کے مطالعہ سے کوئی مسلمان کسی بھی بڑی سے بڑی قوت کو سپر پاور تسلیم نہیں کرسکتا کیونکہ قرآن مقدس کی بنیادی تعلیم عقیدہ توحید لا الہ الا اللہ ہے جو خدا کے سوا کسی کی نظریاتی وفکری برتری تسلیم نہیں کرنے دیتی۔ لا الہ الا اللہ کے کلمہ کا پہلا جزو صرف ذات باری تعالیٰ کو ہی معبود برحق (اور حقیقی حاکم) کا اقرار کرنے اور صرف اُسی کو سُپر پاور کے طور پر تسلیم کرنے کے عقیدہ پر مشتمل ہے جبکہ دوسرا جزو محمد رسول اللہ میں عقیدہ ختم نبوت کا اقرار ہے گویا دنیا میں اگر اب کوئی برحق نظام ہے تو وہ فقط شریعت محمد ﷺ کا ہے باقی نظام سابقہ (ادیانِ باطلہ) منسوخ کئے جا چکے ہیں۔ اسی نغمۂ توحید کو قرآنی تعلیمات کی روشنی میں عام کرنے اور اسکے برتر نظام حیات کو دنیا کے سامنے (اسکے ہمہ جہتی حقائق سمیت) پھیلانا (بلکہ چیلنج کرنا) ہر دور کا تقاضا ہے لیکن پہلے خود شعوری طور پر اس سے آگہی ضروری ہے۔ وہ تبھی ممکن ہے کہ علمی دانشگاہوں (مدارس دینیہ) میں اسکو تاکید واہتمام سے پڑھانے کیطرف بھرپور توجہ دی جائے۔ رٹے رٹائے اسباق پڑھانے کے روایتی طرز تفہیم کو بدل کر وقت کے تقاضوں کے مطابق بیداریٔ مغز کیساتھ پوری اہمیت وعظمت کے پس منظر میں قرآنی تعلیمات کے اصل حقائق کو سمجھا جائے اور اسلامی نظام (قرآنی نظام) کے ثمرات صالحہ کو اجاگر کرتے ہوئے اسکے دیگر نظامہائے باطل کے بالمقابل برتر ثابت کرنا سیکھا یا جائے۔ ایسا سوچنا اور کرنا ہر دور کے اصحاب فہم وبصیرت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی آنے والی نسلوں کی جامع تربیت کے دوران کیا کچھ اُنکے سپرد کررہے ہیں۔ قرآن کریم قیامت تک کیلئے ایک زندہ معجزہ ہے جو مسلمانوں کے نظریاتی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے، اسکے الفاظ ومعانی کا چیلنج پوری دنیا میں ہر طرح سے دُہرایا جائے۔ اسکے جامع نظام کا دیگر نظامہائے باطل سے فکر وعمل کا موازنہ سیکھا اور سکھایا جائے۔

خواتین میں درسِ قرآن و حدیث کا طرزِ بیان کیا ہونا چاہیے

اللہ سبحانہ وتقدس نے ہر جاندار مخلوق میں مذکر و مؤنث بنائے ہیں تو بہت زیادہ قابل احترام مخلوق انسان میں بھی مذکر و مؤنث (مرد اور عورتیں) پیدا فرمائے ہیں دونوں ہی کی جنسی اعتبار سے انسانی بقاء کیلئے برابر درجے کی ضرورت و اہمیت ہے اسلام انسانیت کے حوالے سے کسی ایسے جنسی امتیاز کو قبول نہیں کرتا جسکی بنیاد فقط مخصوص احساس برتری پر ہو، تاہم فطری طور پر خدا پاک نے مرد کو عورت پر طاقت وقوت نیز عقل وبصیرت میں ایک لحاظ سے برتری عطا فرمائی ہے۔ جسمیں برابری کا دعوی غیر فطری ہے۔ جب یہ دونوں مرد وخواتین تقریباً (کم وبیش) برابر درجہ کی پیداوار ہیں۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اسلام میں انکی حیثیت فقط جنسی کمزوری کی بنیاد پر کم کردی جائے۔ ہرگز نہیں، قرآن پاک میں دونوں کا تذکرہ ایمان و اعمال صالحہ اور اخلاقیات و معاملات میں یکساں طور پر ملتا ہے۔ ایمان کے تمام اجزا وصفات، جملہ عبادات میں فرائض، واجبات تقریباً یکساں ہیں۔ (سوائے جہاد اور حج کے اسمیں عورت اکیلے حج ادا نہیں کرسکتی شوہر ہو یا پھر کوئی محرم رشتہ دار، البتہ فریضہ جہاد ویسے ہی اس سے ساقط (معاف) ہے اسی طرح فریضہ نماز میں عورت پر مخصوص ایام میں نماز معاف ہے اور مسجد میں جاکر نماز با جماعت ادا کرنا بھی اُسپر لازم نہیں روزے جیسے مرد پر فرض، ایسے ہی عورت پر بھی فرض، زکوۃ جیسے مرد پر فرض عورت پر بھی فرض حج کی ادائیگی کا حکم جیسے مرد کیلئے لازم ہے بعض شرائط کیساتھ ایسے ہی عورت پر بھی فرض (دیگر شرائط سمیت ایک اضافی شرط کیساتھ) جو چیز عام طور پر مرد کیلئے حلال یا حرام ہے عورت کیلئے بھی وہ حلال حرام کے درجہ میں لازم ہیں۔ سوائے چند امور کے (مخصوص اشیاء لباس میں فرق، زیورات پہننے کا فرق (عورت کیلئے حلال مرد کیلئے نہیں) اور ایک دوسرے سے مشابہت اختیار کرنا ناجائز، عورت کو بلاضرورت اکیلئے باہر نکلنے کی اجازت نہیں مرد کو ہے وغیرہ الغرض اسلامی احکامات دونوں (خواتین و حضرات) کی طرف برابر طور پر (تقریباً) ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ آخرت میں ثواب و جزا میں مرد و خواتین کا فرق تقریبا ختم ہوجائیگا کیونکہ نیک خواتین اپنے شوہروں کیساتھ جنت میں مقیم ہوجائیں گی۔ اللہ پاک نے قرآن مقدس میں مرد وخواتین دونوں کو اعمال صالحہ کی

یکساں ترغیب میں شامل فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا﴾ ترجمہ: ''جو کوئی کام کرے اچھے مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان رکھتا ہو سو وہ لوگ داخل ہوں گے جنت میں اور انکا حق ضائع نہ ہوگا تل بھر'' (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۲۴)۔ دین اسلام میں علم و تعلیم کے حوالہ سے عورتوں اور مردوں کو ضروری ضروری علم کے حصول کا برابر درجے میں پابند کیا گیا ہے۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ، وَفِيْ رِوَايَةٍ: عَلٰى كُلِّ مُسْلِمَةٍ (مسند ابی حنیفہ، وسنن ابی داؤد) جب ہر مسلمان پر ضروری علم کا حصول فرض ہے تو مسلمان میں مرد عورت دونوں شامل ہو گئے۔ اس لئے جس قدر حصول علم کا اہتمام مردوں کیلئے جتنی اہمیت کا حامل ہے۔ اتنا ہی خواتین کیلئے بھی ہے تو مردوں کو دین کیطرف راغب کرنے کیلئے مساجد یا دیگر جگہوں پر اصلاحی مجالس اور دروس قرآن و حدیث کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ تو خواتین کیلئے بھی علیحدہ مجالس اور دروس کا انعقاد ہونا چاہیے تاکہ وہ بھی ضروری دینی حقائق اور فرائض نیز اصلاحی امور اور دینی معاشرتی اصولوں سے آگاہ ہوسکیں تاہم ایسی مجالس کے انعقاد میں ایسی باصلاحیت اور سنجیدہ فکر معلّمات و فاضلات کو مدعو کیا جائے جو خود سے اخلاقیات و علم کا عملی مثبت پیغام دے سکیں۔ جنکے فکر و عمل سے نئی نسل سادگی، تواضع اور اخلاقیات کا درست طور پر سبق حاصل کر سکیں۔ محض لفاظی پر مبنی رٹی رٹائی تقریروں (خطیبانہ طرز اور لب ولہجہ کے مثل) کے فروغ کو روکا جائے۔ اُسکی جگہ پر درس قرآن و حدیث اور مسائل جاننے کیلئے فقہی طرز پر علمی راہنمائی کا اہتمام ضروری ہے۔ قرآنی درس میں بھی عقائد کی اصلاح کے تاکیدی بیانات ضروری ہیں۔ کیونکہ عورتیں مردوں کی نسبت عقائد میں زیادہ کمزور جبکہ توہمات اور رسوم ورواج میں بہت آگے ہوتی ہیں۔ اسلئے ضروری ہے کہ عورتوں کی مجالسِ علمیہ میں جتنے دوروس (درس کی جمع ہے بمعنیٰ بیانات) کا انعقاد کیا جائے اسمیں قرآنی مضامین کا اس طور پر سلسلہ وار ذکر کیا جائے جسمیں اول نمبر عقائد، نمبر ۲ فرائض وواجبات بمعہ فضائل و مسائل، فرائض وواجبات کی عدمِ ادائیگی پر وعیدات (اُخروی سزائیں وعذابات) رسوم ورواج کے نقصانات، نمود و نمائش پر اُخروی گرفت اور خدائی ناراضگی کو بیان کرتے ہوئے احادیث شریف میں سے بطور خاص ابواب الزہد

والی روایات (دنیا سے بے رغبتی اور فکر آخرت) کو زیادہ بیان کیا جائے۔عورت کے ذریعہ معاشرہ میں فحاشی و عریانی کے نقصانات اور اخلاقی تباہی کو واضح کیا جائے، شرم و حیا اور پردہ داری کے ثمرات صالحہ و برکات کے معاشرتی فوائد کو دلائل کے ذریعہ سمجھایا جائے، آئے روز نت نئے فیشن کے رواج کو قبول کرنے جیسے رُجحان کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے شرم و حیا کے تقاضوں پر مبنی لباس کی بھرپور ترغیب دی جائے۔ گھروں میں خاوند بیوی، ساس، بہو، نندوں کے باہمی رشتوں میں اخلاقیات کے حوالے سے زوردار درس دینا چاہیے دیگر قریبی عمومی رشتوں میں صلہ رحمی اور اخوت کی فضا قائم کرنے کی طرف تاکیدی توجہ دلائی جائے اور قطع رحمی کی اُخروی سزا کو ضرور بیان کیا جائے۔ خاوند بیوی کے مابین حسنِ سلوک، حوصلہ و برداشت جیسے عنوانات پر زور دیا جاے۔ خوشی غمی کی تقریبات کو سادہ بنانے کیلئے ازواج مُطہرات وصحابیات کی عملی سیرت وتعلیمات کو زور دار انداز سے عام کیا جائے، اسراف و تبذیر، نمود و نمائش میں مقابلہ بازی کے دینی و معاشرتی نقصانات کو اہم موضوع کے طور پر لیتے ہوئے اصلاح احوال کیطرف بھرپور توجہ دلائی جائے گھر کے ماحول کو پاکیزہ بنانے کیلئے علمی مجالس کا خود گھروں میں اہتمام کرنے کیطرف راغب کیا جائے۔ دُنیوی ضروریات اور اُخروی مقصد حیات کا فرق واضح کیا جائے عصری علوم وفنون کے عارضی مقاصد وضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے دائمی مستقبل (قبر و آخرت) میں ہر لحہ کام آنے والے علوم نبوی (قرآن وسنت وفقہ) کے حصول کی اہمیت وضرورت کیطرف نئی نسل (بنات) کو نہ صرف متوجہ کیا جائے بلکہ عدم توجہ کے دُنیوی و اُخروی ہلاکت خیز نقصانات کو اُجاگر کیا جائے۔

بلاحوالہ آیات خلاصۂ مضامین قرآن (کوئی حد ہے قرآنی معارف و علمی خزائن کی؟)

آخری کتابِ حق میں سے (بیان کردہ) بعض عنوانات و ابواب کی استنباطی و معلوماتی جھلکیاں

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا مکمل ادراک و شعور انسانی قدرت و احاطہ سے باہر ہے۔ جتنا کچھ ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنے حوالہ سے صفاتی علم کا خزانہ انبیائے سابقین کی معرفت بذریعہ آسمانی صحائف و کتب سابقہ (تورات، زبور، انجیل) اس وقت کے اہلِ علم کو عطا فرمایا تھا وہ آج مستند طور پر محفوظ دستیاب نہیں۔ تاہم ان کتبِ سابقہ کے (مجموعی طور پر) بنیادی و اصولی حقائق (اعتقادات، اخلاقیات وغیرہ) کو برقرار رکھتے ہوئے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری کتاب کے ذریعہ علمی خزانہ قرآن مقدس کی صورت میں نازل فرمایا گیا۔ اس کی علمی توضیح و تشریح اور تفسیر کرتے کرتے ہزاروں کی تعداد میں کتبِ تفاسیر لکھی جا چکی ہیں۔ لیکن پھر بھی اہلِ علم کی صلاحیتیں و استعدادیں اب تک اپنی کم علمی کے اعتراف کے پسِ منظر میں مزید تشنگی کی طلب گار ہیں۔ اور نہ جانے قیامت تک کتنی مزید تفاسیر و تشریحاتی (علمی) خزانے مرتب ہو کر اگلی علمی نسلوں کے کام آسکیں گے۔ اتنی اعتقادی حقیقت مسلمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات لامحدود ہے تو اس کی صفات بھی لامحدود ہیں۔ (جسکی صفاتی توضیح کے لیے سات سمندروں کی سیاہی بھی ناکافی ہے) البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جیسے دُنیوی خزائن کی جستجو اور تحقیقی ذرائع کے حصول پر کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی، ایسے ہی قرآنی علوم اور خزائن پر مزید علمی و تحقیقات کا دروازہ بھی بند نہیں کیا گیا۔ اس لیے ہر دور میں راسخ فی العلم اصحابِ بصیرت قرآنی علوم اور معارف پر اپنے اپنے علمی سرمایہ کے ساتھ تفسیرِ مزید کا علمی سفر جاری رکھے ہوئے ہیں۔ بیسویں صدی میں تفسیری خدمات کے حوالہ سے قرآنی مضامین و عنوانات پر نئے علمی انداز سے (استنباطی فکر و نظر سے) بہت سارے اہلِ علم حضرات نے اپنی خدمات سرانجام دی ہیں۔ یہ انتہائی خوشگوار اجتہادی، تحقیقی و استنباطی اضافہ ہے۔ جس سے موجودہ اور اگلی علمی نسلوں کو خوب استفادہ کرنے کے مواقع مل رہے ہیں۔ اس طرح آغازِ معلومات میں پہلے اس امر کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ یہاں استنباطی، و اجتہادی فکر سے اس واسطے عرض کیا گیا ہے کہ تمام تر مضامینِ قرآن اور مفہوم کے حوالے سے جو بھی عنوانات قدیمی مفسرین یا اب جدید طرز سے کام کرنے والے اہلِ علم نے قائم فرمائے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں بلکہ جیسے محدثین

نے احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مفہوم کو سمجھنے کے بعد (جمع شدہ روایات پر) ان کے مناسبت سے خود اجتہادی فکر سے ابواب تجویز کئے (اور وہ بجا طور پر درست ہیں) اسی طرح فقہاء کرام نے بھی مسائل کی مناسبت سے ابواب قائم فرمائے وہ بھی مسائل کی فہم اور تفہیم میں سہولت پیشِ نظر رکھنے کی غرض سے تجویز شدہ ہیں۔ اب اس نقطۂ نظر کو بطورِ خاص ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ بعض محدثینؒ کے قائم کردہ باب کے متعلقہ حدیث سے مناسبت ثابت کرنے کی غرض سے شارحین کو بعض اوقات اچھی خاصی دقّت پیش آتی ہے (اسی طرح بعض دیگر مشکل عبارات کتب میں یہ صورت پیش آتی رہتی ہے) اور وہ مختلف توجیہات کے ذریعہ پورا زور صرف فرماتے ہیں (کہ شاید مثلاً امام بخاریؒ کے نزدیک یہ مفہوم پیشِ نظر ہو گا وغیرہ) ایسے ہی کلام اللہ (آیاتِ قرآن) کی فہم و تفہیم کے لیے اہلِ علم مفسرین نے جو مضامین یا عنوانات قائم فرمائے ہیں۔ ان کی مناسبت بھی اجتہادی کاوش کے طور پر لی جائے اگر کہیں بظاہر مناسبت نظر نہ آ رہی ہو تو اس پر ذرا گہرائی سے توجہ کر لی جائے جیسے احادیث شریفہ میں شارحین (و اساتذۂ حدیث) اس حوالہ سے کوشش میں پسینہ صاف کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ تو امید رکھنی چاہیے کہ اس علمی کاوش پر (عند اللہ) اجر ملے گا۔ کیونکہ مضامینِ قرآن (یا عنوانات) میں آیات کا حوالہ اور ماخذ خالصتہً علمی و فکری نقطۂ نظر ہے۔ جس کو سمجھنے، سمجھانے کے لیے خود سے محنت کرنا ضروری ہے۔ تاہم اگر کسی نے ان عنوانات (یا مضامین کی خود سے تفہیم کی غرض سے) وضاحت کر دی ہے تو وہ بھی قطعی نظر سے نہیں لی جاسکتی (کیونکہ اس میں کوئی اور مناسب عنوان تجویز کرنے کی گنجائش موجود ہوتی ہے) امید ہے کہ اس مختصر وضاحت سے اہلِ نظر کو مضامین قرآن کے حوالہ سے کسی ایک آدھ اشکال کے جواب سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی وَلِلّٰہِ دَرُّ القائل وَ لَہُ الْحَمْد مربوط و منظم جدید عنوانات قدیم تفسیری کتب میں دستیاب نہیں (شاید اس کی وجہ اس وقت کے مخصوص علمی تقاضے ہوں) اللہ تعالیٰ قدیم و جدید مفسرین اہلِ حق واصحابِ بصیرت کی جُملہ خدماتِ علمیہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بخشے اور ہم سب کو ان کی علمی تحقیقات سے (فکراً و عملاً) فیضیاب ہونے کی توفیق بخشے (آمین)!اس حوالے سے امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ نے کافی سارے علمی عنوانات و مضامین کا بحوالہ آیات انتخاب فرمایا ہے۔ جو شاملِ اشاعت ہے۔ تاہم آیات کے حوالہ کے بغیر دیگر بہت سارے بلا ترتیب عنوانات کا مختصر سا مطالعاتی جائزہ شامل کیا جارہا ہے۔ (تفصیلاً چونکہ کئی مستقبل کُتب میں بحوالہ آیات لکھا جا چکا ہے) ہم جامعیتِ

قرآن کے تعارفی سلسلہ میں ان دیگر عنوانات کو نقل کرتے ہوئے اس جُزوی قرآنی خدمت میں اپنا حصہ شاملِ اشاعت کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جامعیتِ قرآن کے حوالہ سے (جو دیگر تمام تر مذاہب عالم کے بالمقابل ایک جامع علمی فکری حقیقت اور مسلمہ صداقت ہے) نظریاتی طور پر ان سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم سب کو حُسنِ نیت و اخلاص کے ساتھ اپنے اکابر کے علمی و نظریاتی خدمات کو اگلی نسلوں تک پوری امانت و دیانت سے پہچانے کی بھی توفیق بخشا رہے۔ آپ اس معمولی اور ادنیٰ سی کاوش کو ایک ایسے طفلِ مکتب کی طرف سے چھوٹا سا معلوماتی تحفہ سمجھیں جو بچگانہ ذہنیت سے ''کھیلنے کو چاند مانگے'' ہے مگر بعض اوقات بچوں کے خواہشات کرتے وقت کوئی گھڑی قبولیت کی ہوتی ہے۔ ایسے میں ان کو کچھ نہ کچھ تو حسبِ مصلحت عطا کر ہی دیا جاتا ہے۔ آیئے ایک پکی پکائی علمی کھیتی سے کچھ استفادے کی کوشش ہم بھی کر دیکھیں۔ یہ نکتہ بھی لائقِ توجہ ہے کہ قرآن مقدس میں کسی بھی عنوان یا مضمون کو ہماری فکر و نظر سے (مضامین یا عنوانات کی صورت میں) نازل نہیں فرمایا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کامل حکمت و مصلحت کے آئینہ میں۔ اس کی ترتیبِ نزولی قائم فرمائی ہے۔ تاہم اہلِ بصیرت نے اس کو وضاحت اور تفصیل کے آئینہ میں اپنی علمی و اجتہادی (فکری کاوش کو) فقہی بصیرت سے کتاب یا باب کی صورت میں (محدثین اور فقہاء کی طرز سے مرتب کر کے ایک خوشگوار علمی کوشش کی ہے۔ تاکہ اس کو سمجھنے میں مزید آسانی کی راہ ہموار ہو سکے۔ اسی مختصر کاوش کے حوالہ سے ہم سلسلہ وار بعض عنوانات کا ذکر اس طور پر کرنا چاہیں گے کہ ہم سب کے سامنے (کچھ نہ کچھ اجمالی نظر سے ہی سہی) قرآنی علوم کے خزائن اور فکری معارف سے آگہی ہو سکے۔ بہت سارے اہلِ علم نے ترتیب واران عنوانات و مضامین کو بیان کیا ہے تاہم ہمارے پیشِ نظر فقط خلاصہ کے طور پر انہیں پیش کرنا ہے (ورنہ تو کئی جلدیں بھی اس لحاظ سے کم رہیں گی)۔ باب العقائد (یا کتاب العقائد) کے حوالہ سے قرآن کریم میں کئی جُزئیات مختلف مقامات پر دیکھنے کو ملتی ہیں: وجودِ باری تعالیٰ پر دنیا کی مختلف چیزوں سے استدلال ، توحیدِ باری تعالیٰ پر حقیقت آمیز دلائل، تنزیہ باری تعالیٰ (ہر طرح کے شرک سے پاک ہونے) کے دلائل کا ذکر۔ اُسکی بے نیازی کا بیان ، صفتِ علم غیب کا (اُسی کے ساتھ مختص ہونے) کا بیان آسمانوں اور تمام مخلوقات پر اُس کی سلطنت اور احاطہ و قدرت کا بیان، آیاتِ تسبیح و تحمید کا بیان، ہر طرح کے شرک سے دور رہنے کا بیان، اس کی مخلوق سے شفقت و رحمت کا ذکر، اس کی صفتِ احیاء والی قدرت کا بیان،

اُس کی تمام (کُلّی) اشیاء پر ملکیت تامہ کا ذکر اُسکی صفتِ رزّاقیت کا بیان، اُسکی مشیّت اور تکوینی فیصلوں کا ذکر، اُسکی علّو شان، سطوت و جبروت کا پُر ہیبت بیان، تمام مخلوقات پر (آسمانوں، زمین، فرشتوں، انبیاء وصلحاء سمیت ہر ایک پر) اُس کے کُلّی اختیار و قدرت کا ذکر، عرش پر اُسکے استواء (جو اس کی شان کے لائق ہے) کا ذکر، خیر و شر کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے ہونے کا ذکر، اس کی طرف سے طے شدہ تقدیر کا ذکر، بندوں پر اللہ تعالیٰ کے انعامات اور نعمتوں کا ذکر، کتاب الاحکام کی طرف آئیں تو مکمل ایمان و عقائدِ صالحہ کے قبول کرنے سے شروع ہو کر تمام تر احکاماتِ خداوندی کو اپنانے کا حکم، اسلام کو بطور دینِ حق قبول کرنے کا حکمی بیان، اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کا حکم، دعوت و تبلیغ کا حکم، مشرکین اور کفار کی اطاعت سے بچنے، مزید اُن سے موالات (دوستی) و قلبی تعلق سے دور رہنے کا حکم، عبادات کے باب میں نماز کے ادا کرنے کے تاکیدی احکامات کا ذکر، نماز کے اوقات، نمازِ تہجد، نمازِ جمعہ، صلوٰۃِ خوف وصلوٰۃِ سفر کا ذکر، نماز کی ادائیگی سے قبل طہارت کے احکامات، وضو، غسل، تیمم، نیز کپڑے کا پاک ہونا، حالتِ عذر میں نماز کی ادائیگی کا ذکر، نماز ادا کرنے والوں پر اُخروی انعامات کا ذکر، نمازِ جنازہ کا ذکر، استعاذہ (اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے کا حکم، استغفار، توبہ، ذکر اللہ کا بیان، رجوع الی اللہ کا بیان، باب الزکوٰۃ میں، زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم، زکوٰۃ کے مصارف کا بیان، زکوٰۃ کی برکات کا ذکر، زکوٰۃ کی عدم ادائیگی پر سخت گرفت اور وعید کا ذکر، صدقات کی ترغیب کا ذکر، صدقات کے حوالہ سے مثبت اور منفی فکر وعمل کا ذکر، برکات وثمراتِ صالحہ کا ذکر، صدقات کے دُنیوی واُخروی نتائج کا ذکر، صدقات کے حوالہ سے مثالی طرز سے ترغیب دلانے کا ذکر، روزہ کے باب میں اس کی فرضیت کا بیان، فرض روزہ کے متعینہ ایام (شہر رمضان) کا ذکر، روزہ رکھنے کے لیے اس کے محدود متعین وقت کا ذکر، (صبح صادق تا غروبِ شمس) روزے کے متعلقہ دیگر چند مسائل کا ذکر، روزہ کے مہینہ کی مناسبت سے لیلۃ القدر اور اُسکی عند اللہ عظمت کا ذکر، حج کے باب میں اس کی فرضیت کا ذکر، فرضیت کی شرط کا ذکر، حج کا احرام اور دورانِ احرام ممنوعاتِ (احرام) کا ذکر، حج کے ایامِ متعینہ کا ذکر، اسی مناسبت سے بیت اللہ، اس میں طواف، اور صفا مروہ کے درمیان سعی کا ذکر، حج کے متعلقہ دیگر احکامات اور ممنوعات کا ذکر، اسی مناسبت سے قربانی کے گوشت اور مصارف کا ذکر، حج تمتع اور حج قرآن کا ذکر، مشعر حرام وغیرہ کا ذکر، کعبہ (بیت اللہ) کے تعمیری پسِ منظر اور کعبہ کے تاریخی عظمت کا پسِ منظر، کعبہ کے قبلہ اوّل اور دنیا کے بیتِ اوّل ہونے کا ذکر،

بیت اللہ کو مسجد الحرام کے نام سے تعبیر کرنے کا ذکر، اور بیت اللہ کے متعلقہ احترامی و آدابی احکام (ممنوعات وغیرہ) کا ذکر، جانوروں کے شکار کے متعلق مسائل کا ذکر، مساجد کی تعمیر اور ان کو آباد کرنے کا ذکر کرتے ہوئے انکو (مساجد کو) ویران کرنے والوں کی مذمت کا ذکر، حفاظتِ ایمان کے لیے ہجرت کا بیان اور اس کے متعلقہ دیگر جزئیات (مہاجرین پر خدا کی رحمت دنیوی و اُخروی نتائج حسنہ) کا ذکر، باب جہاد میں، فرضیتِ جہاد اور اس کی حکمت کا ذکر، راہِ جہاد میں خرچ کرنے کی ترغیب کا ذکر، ترغیب جہاد کا زور دار طرز سے اظہار و بیان، جہاد میں ثابت قدمی دکھانے کا ذکر، جہاد سے فرار ہونے پر خدائی ناراضگی کا اظہار، کمزور مسلمانوں کی مدد کے لیے ہر طرح کی نصرت کرنے کا تنبیہی طرز سے حکم کا ذکر، راہِ جہاد میں مارے جانے والے مجاہدین کے اجرِ عظیم اور فضیلت کا ذکر نیز ان کی مغفرت اور بلند درجات کا ذکر، مصلحت پر مبنی مشروط صلح نیز معاہدۂ صلح کے حوالہ سے شرائط کا ذکر، بین الاقوامی تعلقات و معاہدات کا بیان، معذورین سے جہاد کے ساقط ہونے کا ذکر، اسیرانِ جنگ کے حوالہ سے فدیہ کا ذکر، مالِ غنیمت اور مال فیء اور ان کے متعلقہ احکام کا ذکر، بعض غزوات (غزوہ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ حنین، فتح مکہ، اور غزوۂ تبوک وغیرہ) کا ذکر، حقوق العباد کے حوالہ سے، نکاح کا بیان، چار بیویوں سے مشروط نکاح کی اجازت، نکاح کے مقصدِ خاص (توالد، تناسل اور عفت و پاکدامنی) کا ذکر، بیوہ عورتوں اور نیک بخت لونڈیوں سے نکاح کی ترغیب، کافر و مشرک عورتوں سے نکاح کی ممانعت کا ذکر، (اسی طرح) برعکس صورتِ حال کا حکم ہے) عورتوں کے حق مہر اور ان کی ادائیگی، محرمات عورتوں کا تفصیلی تذکرہ وغیرہ، طلاق کے حوالہ سے احکام کے ضمن میں تین طلاق والی عورتوں کے متعلق حلالۂ شرعی کا ذکر، بقیہ مطلقہ عورتوں کے حوالے سے احکامات کی بعض جزئیات کا ذکر اور انکے متعلقہ ہدایاتی نصائح و احکام کا بیان، مطلقہ عورتوں اور بیوہ عورتوں کی عدت اور احکامِ عدت کا ذکر، حیض و نفاس کے مسائل کا ذکر، طلاق یافتہ اور بیوگان سے بعد از عدت نکاح کے متعلقہ مسائل و احکام کا ذکر، رجعت، عورتوں سے عدت کے دوران طلاق سے رجوع کر لینے کے متعلق حکم کا ذکر، ایلاء (شرعی ایلاء، بیوی کے قریب چار ماہ تک نہ جانے کی قسم کے متعلق حکم کا ذکر) رضاع (بچوں کو دودھ پلانے کے حوالے سے ان کی ماؤں کے متعلق مسائل و احکام کا جزوی و اجمالی ذکر۔ لعان (اپنی بیوی پر اُسکے شوہر کی طرف برائی (زنا) کے الزام کے متعلقہ مسئلے کا ذکر، ظہار اپنی بیوی کو اپنی ماں یا قریبی محرم عورتوں کے کسی مخصوص جسمانی عضو سے تشبیہ دینے کے

متعلق شرعی حکم کا ذکر، عورتوں کی معاشرت کے متعلقہ مسائل کا ذکر، (خاوند، بیوی کی باہمی مناقشت پر خاندانی کردار، عورتوں کی نافرمانی پر نصیحت وغیرہ کا ذکر) پردہ وحجاب کے حوالہ سے مختلف مسائل واحکام کا ذکر، وصیّت اور اُسکے متعلقہ مختلف احکامات وصورتوں کا ذکر، میراث (وراثت) کے حوالے سے مختلف مسائل واحکامات کا قدرے تفصیلی ذکر، معاملات کے باب میں سود کی قطعی حرمت اور اُسکے منحوس نتائج و ثمراتِ بد اور اُس کے لینے دینے والوں کے حوالہ سے (سخت انداز سے) مذمتی وتنبیہی ذکر وبیان، قرض و رہن کے باہم معاملات کے متعلق تفصیلی ہدایت نامہ کا ذکر، شہادت (گواہی) کے حوالہ سے تاکیدی احکامات اور اس کے متعلق کتمانِ حق سے مُمانعت کا زوردار ذکر، ناحق قتل (کسی بھی مسلمان کوظلماً قتل کرنے) پرسخت خدائی ناراضگی اور اسپر سخت ترین (عبرتناک) اُخروی سزا کا بیان، دنیا میں بھی اس سے قصاص (یا دیت) لینے کا ذکر، (نیز قتلِ خطا پر محدود سزا کا ذکر،شرعی حدود کے بیان میں، فعلِ زنا کی قباحت، جرمِ زنا سرزد ہونے پر حد کا ذکر، (نیز ذرائع واسبابِ زنا سے پرہیز کے تاکیدی حکم کا ذکر، حدّ قذف کسی (مرد یا عورت پر ناجائز طور پر فعلِ زنا کے الزام لگانے) کے متعلق شرعی سزا کا حکم، چوری، ڈاکہ اور لوٹ مار کی مذمت اور مختلف سزاؤں کا ذکر، شراب خوری جیسے جُرم کی مذمت اور ممانعت کا حکمی ذکر، اسی طرح قمار (جوا، سٹہ بازی) کی ممانعت کا ذکر، فواحش، کھلی بے حیائی کے کاموں (یا چھپ کر کرنے) کی مذمت اور ممانعت کا ذکر، ناپ تول میں کمی سے ممانعت اور اس کے نتیجہ معاشی نقصانات کا مذمتی ذکر، خیانت کی ممانعت اور امانت کی ادائیگی کے حکم کا ذکر، ظلم اور اُسکے متعلقہ تمام صورتوں کی مذمت وممانعت کا ذکر اور اس حوالے سے اُخروی نتائج کا ذکر، نظامِ عدل وانصاف مع تحکیم پنچائت کا ذکر، امن وامان میں خلل ڈالنے اور فساد برپا کرنے جیسے معاشرتی جرائم کی مذمت وممانعت کا ذکر، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے حوالہ سے (مختلف طرزِ بیان سے) تاکیدی احکامات کا ذکر، قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے نیز سماجی خدمات کا ذکر، باب الرسالۃ میں صفات رسل کا ذکر، انبیاء وسابقین کا اپنے اپنے دور میں فریضۂ رسالت کے حوالے سے مختلف مقامات پر دلائل نبوت کا بیان، اور آپ ﷺ پر وحی آنے کی تصدیق نیز آپ ﷺ کی ختم نبوت کا ذکر، آپ ﷺ پر کفار ومشرکین کے باطل اعتراضات اور ان کے جوابات کا بیان، اسی طرح آپ ﷺ کے انبیائے سابقین کے ساتھ بعض مشترکہ اوصاف کے علاوہ بطورِ خاص آپ ﷺ کے مخصوص اوصاف کا ذکر و بیان۔ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے

ساتھ کفارومشرکین کی بدسلوکی کا ذکر، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی آخری کتاب قرآن کریم، نزولِ قرآن، مقاصدِ نزول، اوصافِ قرآن، آدابِ قرآن، نیز قرآن کے منجانب اللہ ہونے پر مختلف دلائل کا بیان، اسی طرح قرآن کریم کے حوالہ سے کفارومشرکین کے مختلف اقوالِ باطلہ کا ذکر، قرآن کریم میں متفرق نصائح کا ذکر، انسانی خلقت اور فطرت کے متعلق مختلف حقائق کا بیان۔قرآن کریم میں مستقبل کے حوالے سے بعض پیشین گوئیوں کا ذکر، قرآن کریم میں کتب سابقہ (تورات، زبور، انجیل اور صُحفِ ابراہیمؑ (ودیگر) کا تصدیقی ذکر، باب القصص میں تمام انبیاء کی اپنی اپنی اُمتوں کی طرف بعثت کا ذکر، چند جلیل القدر انبیاء و رُسل کا بطورِ خاص اُنکے اسماء سمیت احوال و واقعات کا بیان، عصمت انبیاء کرامؑ کا ذکر، حضرت آدمؑ کی غیر معمولی پیدائش (مع انکی اہلیہ حضرت اماں حوّا) کی پیدائش کا تذکرہ، بعداز پیدائش دونوں کے جنت میں قیام کا تذکرہ، فرشتوں کو حضرت آدمؑ کی طرف سجدہ احترام کے حکم اور ان کی تعمیلِ حکم کا بیان، اس موقع پر ابوالجن ابلیس (شیطان اوّل) کے سجدہ سے انکار اور وجہِ انکار (تکبر اور حکم عدولی) کا ذکر، اس پر اُسے ابدی ملعون قرار دینے اور فرمانبرداروں کی لسٹ سے نکالنے کا ذکر، شیطان کی طرف سے بارگاہِ خداوندی میں بحث و مباحثہ اور نتیجہ میں دائمی پھٹکار کا ذکر، بعد ازاں شیطان کی طرف سے حضرت آدمؑ و حضرت حوّاؑ کو جنت سے نکالنے کے لیے وسوسہ کے ذریعہ حکمِ خدا سے بہکانے کے واقعہ کا ذکر، بعدازاں خدائی مصلحت کے نتیجہ میں دونوں کی آسمان سے زمین کی طرف آمد اور انسانی توالد وتناسل کے سلسلہ آغاز، بطورِ اوّل نبی اور خلیفۂ اوّل (منجانب اللہ) ان کے سلسلۂ ہدایت کا ذکر، حضرت نوحؑ کی اپنی قوم کی طرف بعثت اور قوم کی ان سے بدسلوکی اور طویل عرصہ تک بغاوت وسرکشی کے نتیجہ میں عبرتناک عذاب و خدائی گرفت کا ذکر، حضرت ابراہیمؑ اور انکی قوم کے حوالہ سے تفصیلی واقعات کا ذکر، حضرت لوطؑ اور انکی قوم کے حوالہ سے واقعات کا ذکر، حضرت اسماعیلؑ حضرت اسحاقؑ کا ذکر، حضرت یعقوبؑ اور اُن کے فرزندِ عظیم حضرت یوسفؑ کے حوالہ سے مستقلاً تفصیلی واقعات (ایک سورۃ خاص میں احسن القصص سے تعبیر کرتے ہوئے) کا بیان، حضرت ایوبؑ اور انکی صبر آمیز زندگی کے واقعات کا ذکر، حضرت ادریسؑ کا ذکر، حضرت شعیبؑ اور انکی قوم اصحابِ مدین کا ذکر، حضرت صالحؑ اور ان کے حوالے سے ان کی قوم کا ان سے بدسلوکی کا ذکر اور بعد ازاں معجزاتی طور پر پیدا ہونے والی خاص اونٹنی کو ہلاک کرنے کے نتیجہ میں قومِ صالح کی عبرتناک ہلاکت کا ذکر، حضرت ہودؑ اور ان کی قوم کے متعلقہ

واقعات کا ذکر، حضرت موسیٰؑ وحضرت ہارونؑ اور انکی قوم بنی اسرائیل (مع فرعون وغیرہ) کے متعلق متفرق تفصیلی واقعات کا ذکر، حضرت خضرؑ کا ذکر، حضرت طالوتؑ اور قصۂ طالوت کا ذکر، حضرت داوٗدؑ اور حضرت سلیمان صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق واقعات وحقائق کا ذکر، حضرت زکریا اور اُن کے صاحبزادے حضرت یحییٰؑ کے حوالہ سے بعض واقعاتِ خاص کا ذکر، حضرت یونسؑ اور ان کے حوالے سے بعض واقعات و احوال کا ذکرِ خاص، حضرت الیاسؑ، حضرت لقمانؑ اور ان کی اپنے بیٹے کو نصائحِ خاص کا تذکرہ، حضرت ذوالکفلؑ، حضرت عزیرؑ، حضرت الیسعؑ، حضرت ذوالقرنین کا تذکرہ (مع ان کے اسفارِ مخصوصہ) حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے قبل ان کی نانی محترمہ کی نذر ماننے اور خلافِ توقع دعا، حضرت مریم صدیقہ کی پیدائش اور ان کی غیر معمولی کفالت، بعد ازاں ان کے بطن سے حضرت عیسیٰؑ کی خدائی حکمِ خاص سے پیدائش کے قصۂ خاص کا ذکر، بعد ازاں حضرت عیسیٰؑ پر بنی اسرائیلیوں کی طرف سے حملہ کرنے اور خدائی حکمِ خاص سے زندہ آسمانوں پر اُٹھائے جانے (اور قیامت سے قبل ان کی دوبارہ آسمان سے واپسی آمد) کا ذکر، مختلف اقوام سابقہ کے عبرتناک قصوں کا عبرتی بیان، آخر میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ پر نازل ہونے والی آخری کتاب قرآنِ کریم کے حوالہ سے (اس کی ہمہ جہت آفاقی تعلیمات سمیت) تفصیلی ذکر وبیان، آخرت اور وقوعِ قیامت کے حوالے سے دلائل اور حقائق کا مختلف پیرائے میں ذکر وبیان، آخرت میں انسانوں اور جنوں پر محاسبہ کا ذکر، جزا وسزا کا ذکر، جنت وجہنم اور اہلِ جنت و اہلِ جہنم کے متعلق مختلف احوال کا ذکر، اعراف کا ذکر، انسانوں کے اعمال لکھنے (محفوظ رکھنے) اور آخرت میں ہر ایک کے تفصیلی نامہ اعمال کو سامنے لانے کا ذکر، موت اور اس کے بعد کے احوال کا ذکر، حشر ونشر کا ذکر، قیامت کی بعض قریبی نشانیوں (یاجوج ماجوج قوم کا خروج، دابۃ الارض وغیرہ) کا ذکر، وقوعِ قیامت کے لیے نفخِ صور کا ذکر، قیامت برپا ہوتے وقت کے ہولناک واقعات ومناظر کی منظر کشی کا ذکر، ترازو اور میزان قائم کرنے کا ذکر، باب الاخلاق والآداب میں فضیلتِ علم، تعلیم وفن کا ذکر، آلات حرب وجہاد کا ذکر حصولِ علم کے لیے تاکیدی ترغیب کا ذکر، اعمالِ صالحہ، وعظ نصیحت کا ذکر، صبر وحلم اور اُسکے نتائجِ حسنہ کا ذکر، شکر، توکل، اخلاص، حسنِ نیت کے حوالہ سے مختلف تعلیماتِ برحق کا ذکر، صدق (سچائی) اور ایفائے عہد کا ذکر، جھوٹ دجل وفریب، افتراء علی اللہ (خدا پر جھوٹ گھڑنا)، بہتان تراشی، ریاکاری، بدعہدی، ہر طرح کی بدعملی اور نافرمانی ومعصیت، دوسروں کو ناحق ستانے، ایک دوسرے کو بُرے القاب

سے پکارنے کا ذکر، غیبت، چغل خوری، رشوت لینے کا مذمتی ذکر، تکبر، غصہ، بخل، حسد، فضول خرچی، بغض وکینہ، ہوس وحرص، اور خوشامد کا مذمتی ذکر، اس کے برعکس، عدل وانصاف، قضائے حق (درست فیصلے کرنا) تواضع (عاجزی و انکساری) حُسنِ اخلاق، عفو درگزر، قناعت، باہمی اتفاق، احسان اور حُسنِ سلوک کے احکامات وترغیب کا ذکر وبیان، اسی طرح نیکی، صلہ رحمی، صدقہ و خیرات، جذبۂ ایثار، یتیموں اور مساکین، نیز غلاموں سے حُسنِ سلوک کے متعلقہ تعلیماتِ برحق کا ذکر، لوگوں میں صلح کرانے، مسلمانوں کے مابین اخوت ومحبت قائم کرنے کا تلقینی ذکر، بدظنی، بدگوئی، بداخلاقی، جھوٹی افواہوں کے پھیلانے، فساد برپا کرنے، امن وامان میں خلل ڈالنے جیسے افعالِ قبیحہ کا مذمتی ذکر، اس کے برعکس اچھے کاموں پر حوصلہ افزائی، اولوالعزمی، نیکی پر ثابت قدمی، حق کے لیے شجاعت، بہادری، امانت، دیانت، شرافت و صداقت پابندئ وقت جیسی خوبیوں کے اپنانے کا ترغیبی و تاکیدی ذکر، گھریلو امور میں عورتوں سے معاشرتی و معاشی حُسنِ سلوک کرنے، عورتوں کو پردہ داری اپنانے، مہمانوں کا احترام اور ضیافت جیسی صفاتِ حسنہ کا ذکر، اوہامِ فاسدہ، جادو ٹونے وغیرہ جیسے اعمالِ خبیثہ کا مذمتی ذکر، ناجائز سرمایہ داری، دولت کے ارتکاز (دولت جمع کرنا) معاشی عدمِ مساوات و وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم، حرام خوری وحرام کاری، فحاشی وعریانی جیسے ناجائز اقدامات کا مذمتی اظہار نیز ممانعت کا ذکر، اکلِ حلال کی تاکید اور جائز تجارت کی ترغیب کا ذکر، تزکیۂ نفس، والدین کے ادب و احترام اور خدمت پر مبنی حُسنِ سلوک کے تاکیدی اعمال کا ذکر، تخلیقِ کائنات کے باب میں مخلوقاتِ عظیم، آسمانوں، زمین، عرش، سورج، چاند، ستارے، بحر وبر، شجر وحجر سے لے کر ذرّہ کائنات تک کا ذکر، کائنات کے منظم اور مربوط نظام کا ذکر، بارش کے پانی سے تمام تر زمینی ثمرات، فوائد اور پیداواروں کا ذکر، پھلوں سبزیوں کا ذکر، جانوروں اور ان کے فوائد (اون، دودھ، بار برداری وغیرہ) کا ذکر، گردشِ لیل ونہار کا ذکر، چشموں، دریاؤں، نہروں کا ذکر، معدنیات، نباتات، میوہ جات کا ذکر، انسانوں کے مختلف جذبات اور مختلف جسمانی اعضاء کا ذکر، حتیٰ کہ انسانی استعمال کی اشیاء اور خانہ داری سے وابستہ برتنوں کا ذکر، صنعت وحرفت کا ذکر، مناظرِ قدرت کے باب میں دیکھیں تو مردہ وبنجر زمین کو آباد کرنے کے متعلق خدائی قدرت کا ذکر، سمندر اور اس میں چلنے والی بڑی بڑی کشتیوں اور پہاڑوں کی مانند لہروں، موجوں اور مختلف نتائج کی ہواؤں کا ذکر، مختلف انواع کے باغات اور ان میں پیدا ہونے والے مختلف پھلوں کے ثمرات کا ذکر حتیٰ کہ شہد کی مکھی اور اُس

سے برآمد ہونے والے شہد کا ذکر، فرشتوں کی صفاتِ حسنہ، ان کے مختلف افعال و اعمال اور بے چوں و چرا اطاعت شعاری کا ذکر، جنات اور ان کے مختلف اقوال و اعمال کا ذکر، الغرض ہر اس چیز کا ذکر جس سے انسان کی دُنیوی و اُخروی ہدایت وفلاح وابستہ ہے اس کا اصولی درجہ میں ذکر موجود ہے۔ یہ تو ایک کم فہم وکم عقل انسان کی محدود جستجو کے نتیجۂ فکر کا ادنیٰ سا اظہار بلکہ مختصر ترین مطالعاتی ومعلوماتی جھلکیاں ہیں ورنہ تو قرآن کریم کی ہر آیت بلکہ ہر لفظ خدائی پیغام کا حامل ہے۔ اور اس حوالے سے اہلِ علم مفسرین نے اس لامحدود وعلمی سمندر سے ہزاروں ابواب وعنوانات قائم کرنے کی اپنے تیں جستجو کی ہے۔ مگر حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا، اس کی تمام تر جزئیات (ابواب وعنوانات) کی جامع وضاحت تفسیر وتشریح کے لیے سینکڑوں جلدیں بھی ناکافی پڑ جائیں۔ قرآن کریم کیا ہے؟ مکمل آفاقی دستور العمل ہے۔ جامع و اکمل قانون حیات ہے۔ جنات اور انسانوں کی ہدایت کے لیے آخری وحتمی نظامِ حیات ہے۔ ایک ایسی جامع آفاقی وعالمگیر کتاب ہے۔ جس کی ایک ایک آیت کا چیلنج کل عالم (تمام تر اقوامِ عالم، عرب وعجم، حتیٰ کہ ملائکہ وانبیاء تک) کو کیا گیا ہے۔ ﴿فَأْتُوا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ﴾، دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اس سے بڑھ کر اسکی ہمہ جہتی، صداقت اور جامعیت کی کیا دلیل ہوسکتی ہے۔ کون ہے جو قرآن مقدس کے لامحدود وعلمی سمندر سے کلیۃً تمام مضامین اور عنوانات کا ادراک اور اُن کے احاطے کا دعویٰ کر سکے۔ مذکورہ عنوانات فقط مختصر اور اجمالی خاکے کے طور پر احقر کے پیشِ نظر آسکے ہیں جو نہ تو بارش کا پہلا قطرہ کہلانے کے مستحق ہوسکتے ہیں نہ آخری بلکہ تا قیامت آنے والے اہلِ علم اِس علمی سمندر کی غوطہ زنی میں مصروف العمل رہ کر مزید نشاندہی کرتے رہیں گے، (ان شاء اللہ) دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو اسکے جامع آفاقی پیغامِ ہدایت کو قبول کرتے ہوئے اس پر مکمل اطاعت وفرمانبرداری کی توفیق عطا فرمائے، اور اس کے عالمگیر نظام رحمت وشفقت (دنیوی و اُخروی دونوں اعتبار سے) اور سراپا ہدایتی و اصلاحی دستور و قانونِ الٰہی کی اشاعت میں مخلصانہ جدوجہد و ہمتِ مردانہ عطا فرمائے نیز اس جامع دستورِ حیات کے ثمراتِ صالحہ سے مستفید ہوکر ہمیں اپنی دنیا وآخرت سنوارنے کی توفیق نصیب فرمائے (آمین)!

قرآن کریم میں تشریحی ابواب اور عنوانات ومضامین کے متعلق فکری حقیقت

قرآن کریم کی تفسیر اور توضیح وتشریح کے حوالہ سے ہر دور کے مفسرین کا ذوق فکر اور نقطہ نگاہ مختلف رہا ہے۔ تاہم گزشتہ ایک صدی میں اس حوالہ سے بعض نایاب اور منفرد طرز کی عملی خدمات کا تعارف ہوا ہے۔ اس میں قرآن کریم کی آیات کے حوالہ سے (محدثین وفقہاء کی طرز پر) ابواب اور استنباطی ذوق پر مشتمل عنوانات ومضامین کا سلسلہ بھی ایک جدید خوشگوار علمی خدمت کا آغاز ہے۔ اگرچہ متقدمین مفسرین کے ہاں اس طرح کے باقاعدہ طور پر منظم ابواب وعنوانات راقم کی معلومات کی مطابق (ضروری نہیں کہ یہ درست تحقیق ہو ممکن ہے کہ کسی نے اس طرح کی علمی طرز پر خدمت کی ہو مگر راقم کو علم نہ ہو) نہیں لکھے گئے اس حوالہ سے مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود نور اللہ مرقدہٗ کی یہ ماہرانہ علمی وتحقیقی رائے (افاداتِ محمود میں) بجا طور پر درست معلوم ہوتی ہے کہ قرآن کریم میں ابواب وفصول نہیں ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ''قرآن کریم عام لوگوں سے بات کرتا ہے اس کا تعلق اس دیہاتی سے بھی ہے جس نے الف، ب، نہیں پڑھی، اگر ابواب وفصول ہوتے تو وہ کس طرح سمجھتے''۔ قرآن کریم میں یہ طریقہ نہیں ہے کہ ایک سورۃ یا ایک رکوع میں ایک ہی قسم کے مسائل کا ذکر ہو بلکہ ایک سورۃ میں مختلف احکام ہیں اور جگہ جگہ مختلف مسائل کا ذکر ایک ہی رکوع میں کیا گیا ہے حضرت مفتی صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی رائے ہے کہ ''اگرچہ بعض نے تکلف کر کے ربط آیات وربط سورۃ پر بہت کچھ لکھا ہے لیکن ان کا یہ کام ایک تکلف محض ہے، فی الحقیقت قرآن ان کا پابند نہیں'' مذکورہ ماہرانہ تحقیقی رائے اپنی جگہ ایک حقیقت رکھتی ہے۔ تاہم جن حضرات نے قرآن کریم کی آیات کے حوالہ سے اپنے عمدہ استنباطی فکری ذوق سے کام لیتے ہوئے ابواب وعنوانات کے ذریعہ اس کی توضیح وتشریح کا نیا اضافہ کیا ہے وہ انتہائی گرانقدر علمی (معلوماتی) تحقیقی کام ہے۔ جس سے قرآن کریم کی جامعیت اور کلام الٰہی کی باریک بینی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں اس حوالہ سے (راقم کی معلومات کے مطابق) سب سے پہلے اس فکری ذوق پر مبنی علمی خدمت کا آغاز (شاید) حضرت مولانا سید ممتاز علی نور اللہ مرقدہٗ (فاضل دیوبند) نے کیا اور بعد ازاں مختلف حضرات نے وقتاً فوقتاً نئے سے نئے انداز سے اس حوالہ سے تحقیقی کام کیا ہے جو مختلف ناموں سے چھپ چکے ہیں۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد لاہوری نور اللہ مرقدہٗ کے تفسیری فوائد کی ابتداء میں اس حوالہ سے عنوانات کا ابواب کی صورت میں اچھا خاصا مواد جمع کیا گیا ہے۔ (اور شاید

اگلے ایڈیشن میں زندگی بخیر ان شاء اللہ مزید اضافہ کیا جائے) بلا شبہ یہ بھی وقت کا اہم تقاضا ہے کہ علمائے کرام اور اصحاب فہم وبصیرت قرآن کریم کا جامع تعارف اس مذکورہ فکری ذوق سے کرائیں کہ قرآن کریم کس قدر عظیم علمی سمندر ہے جس کے عنوانات کا کوئی کنارہ دستیاب نہیں۔قرآن کریم کو محض تلاوت اور برکت کی کتاب سمجھنے ، سمجھانے کا سطحی ذوق بیان ایک قدیم روایت چلی آرہی ہے۔جس کو بدل کر قرآن کریم کی جامع حقیقت اور اس کے آفاقی دستورالعمل/عالمگیر نظام وآئین کو واضح کیا جانا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ اس حوالہ سے مذکورہ منفرد علمی ذوق تحقیق انتہائی کارآمد (فائدہ مند) ہے۔ ضرورت ہے کہ علمائے کرام (مدرسین) دیگر ضروری تفسیری تحقیقات کے ضمن میں اس کو بھی لازماً شامل بیان کریں۔تاکہ عوام الناس کے سطحی ذوق فہم کو بدلنے کی کوشش کی جاسکے اور عالمی سطح پر قرآن کریم کے آفاقی دستورالعمل اور جامع نظام حیات کو بطورِ چیلنج اور امتیازی صداقت کے طور پر واضح کی جاسکے۔ اس لئے ان عنوانات کو شامل اشاعت کرکے وقت کے علمی تقاضا کو نبھانے کی اپنے تیئں ایک کوشش کی جارہی ہے۔ واضح رہے کہ راقم کی طرف سے مختصر منتخب مضامین کو خلاصہ مفہوم آیات کے ضمن میں تحریر کرنے کا مقصد اسی علمی خدمت کی اشاعت ہے جس کے تحت نئی نسل کے اہل علم اور طلباء تفسیر کو قرآن کی جامع حقیقت سے کچھ نہ کچھ شعور وآگاہی حاصل ہوسکے اور وقت کے علمی اور فکری چیلنج کو پیش نظر رکھتے ہوئے (مدرسین وخطباء) ان جمع شدہ عنوانات کے تحت آیات کو اپنے دروس اور بیانات کا حصہ بنا کر اس کی اشاعت میں حصہ ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ مُرتبین اور خُدام قرآن کو اپنے شایانِ شان جزائے خیر نصیب فرمائے جنہوں نے اہل علم کیلئے ان جدید عنوانات کے ذریعہ ایک نئی علمی شاہراہ متعارف کرائی، دعا ہے کہ ہماری آج کی نئی علمی نسل کو اور (اگلی تمام علمی نسلوں کو) اس سے (قدردانی کے ساتھ) استفادہ وعمل کی توفیق نصیب ہوتی رہے اور وہ قرآن کریم کے تمام تر شعبہ جاتی خدمات کے ساتھ اس علمی خدمت کو بھی آگے بڑھانے کا ذریعہ بنتے رہیں۔ آمین ثم آمین!

قرآن مجید کے متعلقہ مسائل وآداب

مسئلہ: بلا غسل بغیر وضو اور حالتِ حیض و نفاس میں قرآن مجید کو چھونا منع ہے۔ اگر بلا وضو قرآن مجید چھونا پڑے تو قرآن کے غلاف کے ساتھ یا کسی دوسرے پاک کپڑے سے چھو سکتے ہیں۔ لیکن اپنے کرتے کی آستین یا دامن سے قرآن مجید کو چھونا مکروہ ہے۔

مسئلہ: ایسی تفسیر و ترجمہ والا قرآن مجید جس میں تفسیر کی عبارت زیادہ ہو اس پر خالص قرآن مجید کے حکم کا اطلاق نہیں ہوگا مگر بہتر یہ ہے کہ اس کو بھی بلا وضو نہ چھوا جائے۔

مسئلہ: قرآن مجید کی تلاوت کا طریقہ اور آداب یہ ہیں: باوضو پاک کپڑوں کے ساتھ پاک جگہ پر اور اگر ممکن ہو تو قبلہ رُو بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہیے اگر خوشبو کا اہتمام کر لیا جائے تو بہتر ہے۔ جس جگہ تلاوت کریں وہاں کسی جاندار کی تصویر نہ ہو تو بہتر ہے۔ حضور قلب اور توجہ کے ساتھ تلاوت کرنی چاہیے۔

مسئلہ: تلاوت کے وقت یہ خیال ہونا چاہیے کہ یہ اللہ رب العزت کا کلام ہے۔ جو محض اس کی توفیق اور فضل سے میری زبان پر جاری ہوا ہے، گویا میں اس وقت اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوں۔ اس لیے نہایت ادب حضور قلب اور پوری توجہ سے تلاوت میں مشغول ہونا چاہیے۔

مسئلہ: بلا وضو قرآن مجید کی زبانی تلاوت کرنا جائز ہے۔ بلا غسل اور حالتِ حیض و نفاس میں قرآن مجید کی زبانی تلاوت کرنا بھی جائز نہیں۔

مسئلہ: قرآن مجید پڑھنے والے کو سلام کرنا خلاف ادب ہے۔ تلاوت کے درمیان کوئی شخص سلام کرے تو سلام کا جواب دینا واجب نہیں ہے۔ ولو سلم لا یستحق الجواب (فتاوی شامی)

مسئلہ: تلاوت کے دوران اگر اذان سنے تو مناسب یہ ہے کہ تلاوت بند کر کے اذان کا جواب دے پھر تلاوت میں مشغول ہو جائے۔

مسئلہ: رکوع و سجود میں قرآن پڑھنا منع ہے، لیٹ کر نا قرآن پڑھنا ضرورۃً جائز ہے۔ ننگے سر قرآن مجید پڑھنا جائز تو ہے مگر خلافِ ادب ہے۔

مسئلہ: زبانی پڑھنے سے دیکھ کر پڑھنا اور دیکھ کر پڑھنے سے نماز میں پڑھنا افضل ہے۔ تلاوتِ قرآن مجید حسب استطاعت جس قدر ممکن ہو اور جس وقت سہولت ہو مقدار و وقت کا لحاظ کر کے معمول بنا لینا چاہیے۔ اور حتی الامکان معمول کا ناغہ نہ ہونا چاہیے اگر کسی مصروفیت کی وجہ سے ناغہ ہو جائے تو کسی

دوسرے وقت تلاوت کرلینی چاہیے۔ بیماری یا سفر کی وجہ سے اگر مجبوراً ناغہ ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس معمول کا ثواب نامہ اعمال میں درج کرا دیتے ہیں۔ تلاوت کے لیے فجر کا وقت افضل ہے۔

مسئلہ: ختم قرآن مجید کی مدت کم از کم تین دن ہے۔ مہینہ میں دو مرتبہ ختم کرنے کی سند سنت نبوی ﷺ سے ملتی ہے۔ اکثر صحابہ کرامؓ قرآن مجید سات دن میں ختم کیا کرتے تھے۔ اور ہر روز سات منازل میں ایک منزل کی تلاوت کرلیا کرتے تھے۔ سات دن میں سات منزلیں پڑھنے کی نصیحت خود آنحضرت ﷺ نے حضرت ابن عمرؓ کو فرمائی تھی۔ اور امیر المومنین سیّدنا حضرت عثمان غنیؓ کا معمول یہ تھا کہ آپ جمعہ کے دن قرآن مجید شروع کرتے اور ہر روز ایک منزل پڑھتے اور جمعرات کو ختم کرتے تھے۔

مسئلہ: تلاوت قرآن مجید جہراً (آواز کے ساتھ) سراً (آہستہ آہستہ) دونوں طرح پڑھنا عبادت ہے۔ البتہ جہراً (آواز کے ساتھ) تلاوت کرنے والے کے لیے چند امور کی احتیاط بہت ضروری ہے۔ ایسی جگہ آواز سے تلاوت نہ کرے جہاں کسی کی نماز میں خلل واقع ہو یا کسی کی نیند خراب ہو یا کسی شخص کے دوسرے مشاغل میں حرج ہو۔

مسئلہ: کسی بھی مسلمان مرحوم کی نیت کر کے قرآن مجید پڑھ کر ایصال ثواب کرنا جائز ہے اور یہ اُس مرحوم کے لیے زندہ لوگوں کی طرف سے بہترین تحفہ ہے۔

مسئلہ: ایصالِ ثواب کے لیے اجرت پر قرآن مجید پڑھنا یا پڑھوانا دونوں منع ہیں۔ البتہ معاوضہ طے کئے بغیر پڑھنے والے کی از خود کوئی خدمت کردی جائے تو وہ ممنوع نہیں۔

مسئلہ: مکان و دوکان میں برکت کے لیے قرآن مجید پڑھنا یا پڑھوانا جائز ہے۔

مسئلہ: فقہاء نے قرآن مجید کی قسم کھانے سے منع کیا ہے۔ اس لیے قرآن مجید کی قسم کھانا مناسب نہیں اور اگر کسی نے قسم کھالی تو قسم ہوجائے گی اور اس قسم کے توڑنے سے کفارہ لازم آئے گا۔

مسئلہ: قرآن مجید میت کے سرہانے قبر میں رکھنے کا شریعت میں کوئی ثبوت دستیاب نہیں۔

مسئلہ: قرآن مجید کو تلاوت کے وقت پاک تکیہ، رحل یا کسی دوسری پاک اور اونچی چیز پر رکھنا افضل ہے۔

مسئلہ: قرآن مجید کو چومنا، سینے اور آنکھوں سے لگانا یا پیشانی سے مس کرنا جائز ہے۔ ایک صحابی حضرت عکرمہؓ قرآن مجید کو اپنے چہرے سے لگایا کرتے تھے اور فرط محبت سے فرمایا کرتے تھے کِتَابُ رَبِّیْ کِتَابُ رَبِّیْ (میرے رب کی کتاب ہے میرے رب کی کتاب ہے) (دارمی)۔

مسئلہ: قرآن مجید پر چولی چڑھانا بہتر ہے۔ اس سے جلد کی حفاظت ہوتی ہے مگر چولی جلد کا

حکم رکھتی ہے اس لیے چولی کے ساتھ بلا وضو قرآن مجید چھونا جائز نہیں۔

مسئلہ: جز دان میں قرآن مجید کو رکھنا بہتر ہے۔ اس سے قرآن مجید کی حفاظت ہوتی ہے اور بوقت ضرورت اس کو بلا وضو چھو بھی سکتے ہیں۔

مسئلہ: قرآن مجید کی طرف پشت کرنا خلافِ ادب ہے۔

مسئلہ: کسی حال میں بھی جانتے ہوئے قرآن مجید کی طرف پاؤں کرنا سخت بے ادبی ہے۔

مسئلہ: بوسیدہ قرآن مجید کو دفن کرنا۔ پانی میں بہانا یا کنویں میں ڈبو دینے کے حوالہ سے یاد رکھنا چاہیے کہ بوسیدہ اور ناقابل تلاوت قرآن مجید یا اس کے اوراق کو بے حرمتی سے بچانے کے لیے یہ تمام صورتیں مجبوراً اختیار کرنی پڑتی ہیں جو جائز ہیں، لیکن ان سب صورتوں کی بجائے دفنانے والی صورت اختیار کرنی چاہیے۔ المصحف اذا صار بحال لایقرأ فیہ یدفن کالمسلم (فتاوی شامی)

مسئلہ: قرآن مجید کو دفن کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بوسیدہ قرآن مجید کو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر گڑھا کھود کر اس میں رکھ دیں۔ اس پر پتھر یا کوئی اور وزنی چیز رکھ کر اوپر سے مٹی برابر کر دیں۔

مسئلہ: بجائے وضو کے تیمم کر کے قرآن مجید کو چھونا یا دیکھ کر پڑھنا عذر ہو تو جائز ہے (بلا عذر نہ ہونا چاہیے)

مسئلہ: تلاوت سے پہلے تعوذ و تسمیہ مسنون ہے دوران تلاوت کوئی بات کرنی پڑے یا کسی وجہ سے تلاوت موقوف کرنی پڑے تو دوبارہ صرف تعوذ پڑھنا کافی ہے۔

مسئلہ: تلاوت قرآن مجید کے دوران کوئی ضرورت پیش آجائے تو ادب کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن مجید کو بند کر کے تلاوت روک دیں۔ ضرورت سے فارغ ہو کر یکسوئی کے ساتھ پھر سے تلاوت میں مشغول ہوں۔ قرآن مجید سنا کر اگر کوئی شخص اجرت طلب کرے تو جمہور کے نزدیک ناجائز ہے۔

مسئلہ: حالتِ نماز میں قیام کے رکوع سجدہ وغیرہ میں قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: قرآن مجید میں چودہ سجدے ہیں۔ ان میں سے کسی آیتِ سجدہ کے پڑھنے یا سننے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: ایک مجلس میں اگر ایک ہی آیت سجدہ کی خواہ کتنی ہی بار تکرار کی جائے تو سب کے لیے ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کرے۔ اور سجدہ میں تین بار یا کم و بیش طاق مرتبہ تسبیح پڑھے۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ سے سر اٹھائے۔

قرآن مجید کے متعلق مفید معلومات

☆ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''یہ ایک کتاب ہے۔ اس کو ہم نے نازل کیا ہے۔ بڑی برکت والی تا کہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں۔ اور عقلمند لوگ نصیحت حاصل کریں''۔ پھر جن لوگوں کے دل میں یہ شک ہو کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے یا نہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ نے حُجت کے طور پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اور اگر تم ہو شک میں اس کلام سے جو اتارا ہم نے اپنے بندے پر تو لے آؤ ایک سورۃ اس قسم کی''۔ اس آیتِ کریمہ سے یہ بات واضح اور ثابت ہوگئی کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے۔ بندے ایسا کلام لانے سے عاجز ہیں۔ اور چاہیے کہ اس عجز کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن مجید کو اللہ کا کلام تسلیم کر کے اس پہ ایمان لائیں چنانچہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے سورۃ کوثر ایک کاغذ پر لکھ کر بیت اللہ کی دیوار پر آویزاں کر دی تمام فصحاءِ عرب اور بڑے ادیبوں نے اسے دیکھا۔ اور اس جیسا کلام لکھنے سے عاجز رہے۔ اور اپنے سب سے بڑے ادیب کے پاس لے گئے۔ وہ اس کلام کو دیکھ کر حیران رہ گیا اور برجستہ کہا: ''یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے''۔

☆ قرآن مجید کے نزول کو چودہ سو سال گزر چکے ہیں مگر آج تک دنیا کا کوئی شخص قرآن مجید کی چھوٹی سی چھوٹی سورۃ جیسی کوئی سورۃ ترتیب نہیں دے سکا نہ قیامت تک کوئی ایسا کر سکے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا: ''(اے نبی) کہہ دیجیے کہ اگر سارے انسان اور جن مل کر بھی ایسا قرآن بنا کر لانا چاہیں تو نہیں لا سکتے۔ اگر ان میں ہر ایک دوسرے کا مددگار کیوں نہ ہو''۔ نیز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا: ''یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو اس نے مجھ پر نازل فرمائی ہے''۔

☆ شبِ قدر میں پورا قرآن مجید لوحِ محفوظ سے آسمان دنیا پر ایک مرتبہ نازل ہوا۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔ کبھی ایک آیت دو چار آیتیں کبھی ایک سورۃ، جیسے ضرورت ہوتی گئی نازل ہوتا گیا۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پورا قرآن مجید تئیس (۲۳) سال میں نازل ہوا۔ حضرت

جبرائیلؑ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آ کر رسول اللہ ﷺ کو ایک آیت یا چند آیتیں یا ایک سورۃ سنا دیتے تھے۔ آپ اسے سن کر یاد فرما لیتے تھے۔ اور کسی لکھنے والے کو بلا کر لکھوا دیتے تھے۔

☆ قرآن مجید کی آیتوں اور سورتوں کی ترتیب اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوح محفوظ کے مطابق جیسے حضرت جبرائیلؑ نے بتایا اسی طرح آنحضرت ﷺ نے خود ترتیب دی۔ آیتوں اور سورتوں کو جس آیت یا سورۃ کے پہلے یا بعد ضم کرنے کا حکم ہوتا اسی جگہ آنحضرت ﷺ لکھوا دیا کرتے تھے۔ اور اسی ترتیب سے خود بھی تلاوت فرماتے تھے۔ اور آپ کے تمام صحابہؓ بھی اس طرح تلاوت کیا کرتے تھے۔

☆ قرآن کریم کو جمع اور ترتیب کرنے کے متعلق مختصر پسِ منظر، امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں جنگ یمامہ میں کثیر تعداد میں حافظِ قرآن صحابہؓ جب شہید ہو گئے تو سیدنا حضرت عمر فاروق اعظمؓ کو تشویش ہوئی کہ قرآن مجید کے تحفظ پر اس کا کہیں اثر نہ پڑے۔ اس لیے اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے امیر المومنین حضرت صدیق اکبرؓ سے درخواست کی کہ قرآن مجید کو کتابی شکل میں لکھوا کر محفوظ کرا دیا جائے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا اسے میں کیسے کر سکتا ہوں؟ سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ نے عرض کیا ''بخدا یہ خیر کا معاملہ ہے'' اور سیّدنا حضرت فاروقِ اعظمؓ برابر توجہ دلاتے رہے۔ پھر حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ کو بلا کر فرمایا کہ حضرت عمرؓ مجھ سے کہہ رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی شرح صدر فرما دیا۔ لہٰذا اب میری بھی وہی رائے ہے جو حضرت عمرؓ کی ہے۔ اس لیے تم چونکہ عاقل اور نوجوان ہو اور اس کام کے پورے پورے اہل ہو۔ نیز تم وحی بھی لکھا کرتے تھے۔ لہٰذا تم قرآن مجید کو کتاب کی شکل میں یکجا کر دو۔ زید بن ثابتؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ اور سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ آپ لوگ ایسا کام کیسے کر رہے ہیں۔ جس کو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟ حضراتِ شیخینؓ نے جواب دیا کہ ''بخدا بھلائی اسی میں ہے'' حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں نے توقف کیا یہاں تک کہ اس ذاتِ باری تعالیٰ و تقدس نے مجھے بھی انشراح قلبی عطا فرما دیا جس نے سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور

سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کو شرح صدر عنایت فرمایا تھا۔ پھر میں نے قرآن مجید کو کتاب کی شکل میں جمع کیا (لکھا) یہی قرآن مجید تاحیات سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تحویل میں رہا۔ اور آپ کے بعد امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کے پاس رہا۔آپ کے بعد وہ قرآن مجید ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس محفوظ رہا۔ پھر امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے اپنے دورِ خلافت میں ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس سے منگوا کر اسی نسخہ کی چار نقلیں کرائیں اور ان کو دوسرے ملکوں میں روانہ فرما دیا اور ایک نسخہ اپنے پاس رکھا جسے ''امام'' کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وہی نسخہ رسم الخط کے لیے معیار قرار پایا، آج ساری دنیامیں وہی نسخہ قرآن مجید ہر جگہ پایا جاتا ہے اور تمام دنیا کے حفاظ کے سینوں میں وہی قرآن مجید محفوظ ہے۔

☆ قرآن مجید میں سات منزلیں ہیں۔قرآن مجید میں ۳۰ سپارے ہیں۔قرآن مجید میں ایک سو چودہ سورتیں ہیں۔قبل ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں نازل ہونے والی آیتیں اور سورتیں مکی کہی جاتی ہیں۔ اور بعد ہجرت نازل ہونے والی مدنی کہی جاتی ہیں۔ پچاسی (۸۵) سورتیں مکی اور انتیس (۲۹) مدنی ہیں۔ قرآن مجید میں ۵۵۸ رکوع ہیں۔قرآن مجید میں چھ ہزار دو سو چھتیس (۶۲۳۶) آیتیں ہیں۔(زیادہ مشہور ۶۶۶۶ ہیں) قرآن مجید میں ستتر ہزار نو سو چونتیس (۷۷۹۳۴) کلمات ہیں۔قرآن مجید میں (۳۲۳۶۷۰) حروف ہیں۔ قرآن مجید میں دس لاکھ پچیس ہزار تیس (۱۰،۲۵،۳۰) نقطے ہیں۔قرآن مجید میں چودہ (۱۴) سجدے ہیں۔قرآن مجید میں سورۃ علق کی ابتدائی پانچ آیتیں سب سے پہلے غارِ حرا میں نازل ہوئیں۔سب سے آخر میں حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۸۱ ﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ نازل ہوئی۔

☆ بنی امیہ کے مشہور خلیفہ عبد الملک بن مروان نے عربی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی تعلیم پر بڑا زور دیا۔ ممالک محروسہ میں عربی زبان نہ جاننے کی وجہ سے وہاں کے مسلمانوں کو قرآن مجید کے تلفظ میں دشواری پیش آتی تھی۔ اس لیے عبدالملک بن مروان کی اجازت سے فاتح سندھ محمد بن قاسمؒ کے چچا و گورنر حجاج بن یوسف نے قرآن مجید پر اعراب لگوائے تاکہ عربی نہ جاننے والے مسلمانوں کو قرآن مجید صحیح پڑھنے میں سہولت ہو۔

اظہار سپاس

خاتم الانبیاء ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: مَنۡ لَّمۡ یَشۡکُرِ النَّاسَ لَمۡ یَشۡکُرِ اللہَ (احمد، وترمذی)
ترجمہ: ''جس نے لوگوں کے احسان و نیکی کی قدر نہیں کی اُس نے (گویا) اللہ پاک کی ناشکری کی''۔
اس پس منظر میں اس بندہ عاجز کا اخلاقی فرض بنتا ہے کہ اپنے روحانی خانوادہ کے موجودہ مسند نشین مخدوم زادہ مشفق حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہ کے ترجمہ حضرت امام لاہوری (امام الاولیاء شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ) کے حوالہ سے احسان آمیز اجازتِ خاصہ پر صمیمِ قلب سے انکے شکریہ ادا کرتے ہوئے ڈھیروں دُعاؤں کے ہاتھ اُٹھائے جائیں حضرت میاں صاحب مدظلہ نے کمال شفقت واعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اس عاجز کو حضرت لاہوری قدس سرہ کا ترجمہ شامل اشاعت کرنے کی اجازت انتہائی خندہ پیشانی سے مرحمت فرمائی، اور دُعاؤں سے بھی نوازا۔ اللہ پاک حضرت میاں صاحب مدظلہ کو اپنے شایان شان جزائے عظیم عطا فرمائے۔ کہ انہوں نے حضرت امام لاہوری قدس سرہ کے اس علمی وروحانی فیض کو مزید عام کرنے کیلئے وسعت ظرفی کا ثبوت دیا ہے۔ اور یہ ہونا چاہیے کہ حضرت امام لاہوری قدس سرہ کی قرآن کریم کے حوالہ سے اس عظیم علمی وروحانی خوشبو ایک عرصہ پہلے جو فقط مخصوص اہل علم کی رسائی میں تھی۔ اب ہمارے جیسے طلباء اور دیگر عوام وخواص تک پھیلنا شروع ہو رہی ہے (اور ان شاء اللہ پھیلتی رہے گی)۔ اور اس صدقہ جاریہ کے عام ہونے پر حضرت لاہوری قدس سرہ کی مبارک روح کو ان شاء اللہ مزید سکون وراحت نصیب ہوتی رہے گی حقیقت یہ ہے کہ صرف جوش عقیدت میں نہیں بلکہ اپنے دیانتدارانہ تجزیہ کی بناء پر عرض ہے کہ حضرت امام لاہوری قدس سرہ کا یہ ترجمہ سلیس وبامحاورہ ہونے کیساتھ آج کے عوام وخواص دونوں طبقوں کیلئے فائدہ مند ہے۔ بعض ایسے الفاظ جو بظاہر جدید اردو میں مانوس نہ نظر آتے ہوں تاہم سیاق وسباق کے تحت آسانی سے مفہوم اور ربط کو واضح کر دیتے ہیں۔ اور فکر ونظر کے جدید تقاضوں کو بھی اُجاگر کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اللہ پاک حضرت اقدس امام لاہوری نور اللہ مرقدہ کے علمی وروحانی فیوض وبرکات کو قیامت کی صبح تک آباد وشاد رکھے اور اُنکے اس علمی وروحانی مرکز حق کے موجودہ اور آنے والے تمام مسند نشینوں کو پہلے سے بھی زیادہ اس عظیم صدقہ جاریہ کے پھیلانے کا ذریعہ بنائے رکھے۔ بڑی خوشی ہے کہ حضرت لاہور قدس سرہ کی چوتھی علمی وروحانی نسل اپنے اکابر واسلاف کے نظریاتی وروحانی ورثہ کو سنبھالے ہوئے ہے۔ آج

جب اِدھر اُدھر کی نظریاتی بے اعتدالیوں اور ورثہ اسلاف کی ظاہری و باطنی بے قدری دیکھنے میں آتی ہے تو ایسے میں اس مرکز حقہ کے مسند نشین مخدومزادوں کو اس فکر کے حوالہ سے دیکھ کر قلبی اطمینان محسوس ہوتا ہے (آج کے اس پرفتن دور میں جہاں نظریاتی حقائق اور شکل وصورت کا سنبھالنا بھی مشکل ہو رہا ہے) ہمارے اس روحانی خانوادہ میں اب تک ورثہ اسلاف کے نظریاتی وروحانی افکار کی حفاظت کا (اپنے ظاہری لوازمات سمیت) اہتمام جاری ہے۔ حضرت لاہوری قدس سرہ نے اپنے دور میں جس منفرد طرز عمل کا اجراء فرمایا تھا کہ خدمت دین پر کوئی اُجرت (تنخواہ، معاوضہ، فیس وغیرہ) وصول نہ فرماتے، وہ احسانی عمل تیسری اور چوتھی نسل میں جاری ہے (یہ کوئی معمولی طرز عمل نہیں بلکہ نایاب فکر کا آئینہ دار ہے اور بہت کم اسکی مثال دیکھنے میں ملتی ہے) روزانہ درسِ قرآن اور ہفتہ وار مجلسِ ذکر کا معمول ابتک باقاعدگی سے جاری ہے (دیگر دینی وعصری تعلیمی خدمات کا سلسلہ بھی تا ہنوز ماشاء اللہ جاری ہے) اللہ تعالیٰ اس مرکز حقہ کو تا ابد آباد وشاد رکھے اور نظریاتی وعملی خرافات و بے اعتدالیوں سے ہم کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ (آمین)!

اِک بندۂ خاکیؒ کا چشمۂ فیض و گلشنِ علمی

جامعہ عثمانیہ شورکوٹ سٹی (ضلع جھنگ پنجاب پاکستان) حضرت مولانا بشیر احمد خاکی نور اللہ مرقدہ کا لگایا ہوا معروف علمی گلشن ہے۔ جس کا آغاز (بنیاد) انہی کے ہاتھوں ۱۳۸۹ھ ۱۹۶۹ء میں ہوا۔ شورکوٹ سٹی کا محلِ وقوع اپنی تاریخی و جغرافیائی نکتہ نگاہ سے قدیم ترین پسماندگی سے عبارت ہے۔ ایسے ناگفتہ بہ جہالت اور مخصوص فکر ونظر کے جاگیر دار زدہ ماحول میں کسی علمی درسگاہ کی بنیاد رکھنا (اس وقت) اپنی جان سے کھیلنے کے مترادف تھا۔ مگر وہ اک مردِ مجاہد اور باہمت قلندر مزاج انسان تھے۔ جنہوں نے اپنے اردگرد کے سیاق وسباق کو خاطر میں لائے بغیر جہالت میں ڈوبی قوم کو ظلمت و تاریکی کے ماحول سے نکالنے کے لیے علمی شمع روشن کرنے کی ٹھان لی اور وہ اس حوالے سے بحمد اللہ اپنے عزم و ہمت اور شب و روز کی طویل جدوجہد میں ثابت قدمی کے ساتھ آگے بڑھتے رہے تا آنکہ وہ ایک چھوٹی سی درسگاہ کو بڑے دینی ادارہ کے طور پر متعارف کرانے میں کامیاب ہوگئے۔ شورکوٹ شہر میں اپنی ۳۷ سالہ علمی وسماجی خدمات میں بحمد اللہ انہوں نے خوب نیک نامی کمائی۔ قدیم روایات کے جہالت زدہ جاگیر دارانہ ماحول میں انہوں نے عوامی، سماجی اور دینی شعور کی بیداری میں انتہائی جرأت مندی کے ساتھ اپنا مثالی تحریکی کردار ادا کیا۔ علاقے کے مظلوم و مجبور عوام کی آواز بن کر تھانہ کچہری میں ان کے حق میں آواز اُٹھا کر اپنے فرضِ منصبی ادا کرنے میں دلی سکون محسوس کرتے، ہر آنے والا، آفیسران کی رائے اور موقف کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوتا، وہ بے باک اور نڈر انسان تھے۔ علاقے میں فرقہ وارانہ کشیدگی کی آگ کو بجھانے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہوئے تمام طرح کے باہمی مقدمات میں یادگار معاہدہ صُلح انہی کی سرپرستی میں طے ہوا۔ (فرقہ وارانہ ۳۲ قتل کے مقدمات کی صلح ہمارے ضلع جھنگ کی ایک منفرد تاریخی مثال تسلیم کی جاتی ہے) اپنے قائم کردہ ادارے جامعہ عثمانیہ شورکوٹ میں دونوں طرح کی (دینی وعصری) تعلیم کا اجراء کیا۔ علماء وطلباء اور مظلوم عوام پر اپنی جان نچھاور کرنے کے لیے تیار رہتے۔ انہی کی طویل جدوجہد کے پسِ منظر میں ان کا قائم کردہ علمی گلشن (جامعہ عثمانیہ شورکوٹ) بحمد اللہ! آج ملک کے معروف دینی اداروں میں شمار ہوتا ہے۔ جہاں پانچ صد تک مسافر طلباء و طالبات کے رہنے کی گنجائش ہے اور سب کے جملہ قیام وطعام اور تعلیمی اخراجات کا بفضلہٖ تعالیٰ جامعہ کفیل ہے۔ جبکہ عصری تعلیم کا بھی

وقتی تقاضوں کے مطابق انتظام کیا گیا ہے۔ پسماندہ علاقہ ہونے کے باعث ادارہ کو ہمیشہ مالی مسائل کا سامنا رہا ہے۔ مگر بانی مرحوم ایسے درویش منش اور متوکل مزاج انسان تھے کہ انہوں نے مالی کمزوری کو اپنے دینی وعلمی مشن میں رکاوٹ نہیں بننے دیا۔ علاقے کی عوام، علماء و مشائخ کی آنکھوں کا تارا بن کر رہے۔ ہر دینی تحریک میں قائدانہ کردار ادا کرتے رہے۔ اپنی ساری اولاد کو دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا۔ یوں ان کی جملہ اولاد بحمد اللہ دینی خدمات سے فکراً وعملاً وابستہ ہے ہمارے والدِ مرحوم (حضرت مولانا بشیر احمد خاکی نور اللہ مرقدہ) نے تادم حیات دینی وعلمی خدمات کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا تاآنکہ اچانک بیمار ہوئے اور ۳ ذیقعد ۱۴۲۵ھ بمطابق ۱۲ دسمبر 2004ء بروز جمعرات داعی اجل کو لبیک کہا۔ اللہ تعالیٰ (بانی جامعہ عثمانیہ شورکوٹ) ہمارے والد مرحوم کی جملہ مساعیٔ جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازے اور کروٹ کروٹ اپنی شایانِ شان رحمتوں سے مالا مال فرمائے، اُن کے لگائے ہوئے اِس نظریاتی وعلمی گلشن (جامعہ عثمانیہ شورکوٹ سٹی پاکستان) کو تاقیامت آباد وشاد رکھے اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تادم حیات قرآن کی غلامی اور خدمتِ دین سے وابستہ رکھے اور حُسنِ خاتمہ سے نوازے (آمین)!

العبد الضعیف محمد زاہد انور بن مولانا بشیر احمد خاکیؒ
خادم جامعہ عثمانیہ شورکوٹ سٹی
0333-6176051

اللہ تعالیٰ خدامِ قرآن اور معاونینِ حق کو سرسبز و شاداب رکھے

ہر انسان کی زندگی کے مختلف مراحل ہیں۔ خالقِ کائنات نے ہر انسان کی تقدیر کے حوالہ سے جو کچھ مخفی طور پر طے فرما دیا (اللہ کرے خیر ہو اور خیر پر ہی موت آئے) وہ بقدر توفیق بجا لا رہا ہے۔ میرے جیسے سراپا خطا انسان جس نے اکثر زندگی اتباعِ ہوائے نفس میں گذار دی ہے۔ اب بھی حال جوں کا توں نظر آتا ہے۔ ایسے میں اللہ رحمن و رحیم کی عطائے رحمت و فضل و کرم کے وہ خاص لمحات جو اہلِ حق کے ساتھ یا خدمتِ دین میں بالخصوص خدمتِ قرآن میں خوش نصیبی سے گذرے ہیں۔ ان کی شکر گزاری میں بقیہ پوری زندگی سربسجود رہوں تو تب بھی کسی ایک لمحۂ خیر کا شکر ادا نہ ہو پائے۔ ہر خیر و بھلائی کی توفیق عطا ہونے کے سعادت مند لمحات کے وقت کا تعین بھی انسان کی اپنی مرضی سے نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ذاتِ رحیم و کریم جب کسی حوالہ سے کام لینے کا فیصلہ کرتی ہے تو اُس کے دل میں اس کارِ خیر کی طرف اشتیاق و رغبت القا فرما دیتی ہے۔ بہت عرصہ ہوا جس طرح کے ایک مبشرہ صالحہ میں بفضلہٖ تعالیٰ جو دیکھا تعبیرِ عمل میں بحمد اللہ وہی عملی حقائق دیکھنے میں آئے۔ اللہ تعالیٰ میرے قدیمی خدمت گار سعادت مند عزیز صالح مولانا عبدالرحیم صاحب، زید فضلہ (استاذ الحدیث جامعہ عثمانیہ) کو بہت ہی (اپنے شایانِ شان) جزائے عظیم عطا فرمائے، جنہوں نے اس ''خلاصۂ مفہوم آیات'' اور منتخب مضامینِ قرآن کے حرفِ اوّل سے لیکر اختتام صالح تک ہر مرحلہ میں اپنی ہمت و بساط سے بڑھ کر خدمتِ قرآن کو (اپنی اعزازی سعادتمندی کا ذریعہ سمجھ کر اپنی تمام تر تدریسی اور مسجد کی امامتی ذمہ داریوں کے باوجود) دن رات ایک کرتے ہوئے میری تمام رف تحریر کو صاف اور شائستہ تحریر کی شکل میں بدلتے رہے۔ تمام تر خلاصۂ مفہوم اور جملہ مضامین کی تسوید اور نظرِ ثانی جیسے مشکل مراحل کو بڑی خوش اسلوبی و سعادتمندی سے نبھایا اور ہر مشورۂ خیر میں اصلاحی فکر کا پورا پورا حق ادا کرتے رہے۔ اس کارِ خیر کے آغاز میں بظاہر یہ تصور میرے جیسے سست مزاج انسان کے لیے تقریباً محال تھا کہ اتنا عظیم (پہاڑوں سے زیادہ وزنی بوجھل) کام کا بیڑا بھلا ہم دونوں (یہ عاجز راقم و مرتب خلاصہ اور عزیز موصوف) کیسے اٹھا سکیں گے، مگر کام لینے کا فیصلہ جس ذاتِ عظیم کا تھا توفیق و قدرت کے تمام تر خزانوں کا مالک بھی وہی ہے۔ فقط تین ماہ کے حیران کن قلیل وقت میں قرآن کریم کی آیات کے خلاصہ مرتب ہونے کے اختتامی مرحلہ پر اپنی کمزور فہم و عقل محوِ تماشہ بن کر قدرتِ عظیم کے حضور خوشی کے آنسو بہاتے ہوئے بھی غیر یقینی صورتحال

کے دُھندلے منظر میں گُم تھی۔ اپنے اس کارِ خیر کے عملی آغاز کے بالکل ابتدائی مرحلے میں اس عاجز نے اپنے بعض ایسے دوستوں کے سامنے بعد از تکمیل اس کی اشاعت کے عزم کا اظہار کیا تو مجھے خوشگوار حیرت کا سامنا ہوا کہ ان مخلص محبّینِ قرآن و کرم فرماؤں نے پیشگی اپنے بھرپور تعاون سے نوازنا شروع کر دیا اگر ناموں کا اظہار خلافِ مصلحت نہ ہوتا تو مجھے ان کے نام شائع کرتے ہوئے از حد خوشی محسوس ہوتی تاہم اس کارِ عظیم کی اشاعت میں (درجہ اسباب میں) ان دوستوں کے لیے دل کی اتاہ گہرائی سے جھولیاں بھر کے دُعا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی قرآنی خدمت کے حوالہ سے نیتِ صالح اور عمل صالح کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے اس کارِ خیر کو اُن تمام تر مخلص معاونین اور مجھ فقیر عاجز کے لیے صدقہ جاریہ بنا دے اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے والا بنا دے۔ اس کارِ خیر کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں سمیٹنے کا ذریعہ بنائے اور ہمیں (موجودہ اور ہماری آنے والی نسبی وروحانی نسلوں کو) خدمتِ قرآن سے مرتے دم تک عملی خدمت سے وابستگی سے نوازے۔ (آمین) اس موقع پر ناسپاسی ہوگی اگر کمپوزنگ کے مراحل میں اُن کرم فرماؤں کا تذکرہ نہ کیا جائے جو پروف ریڈنگ کے باریک بین عمل اور مشکل مرحلے کو بطریقِ احسن ادا کرنے میں اپنا بھرپور وقت دیتے رہے خاص طور پر عزیز صالح مولانا عبدالرحیم صاحب استاذ الحدیث جامعہ عثمانیہ شورکوٹ، عزیز صالح مولانا عبد الحفیظ صاحب آف جھنگ (اور کچھ دنوں تک) مفتی عبید اللہ فاروقی صاحب آف جھنگ، بہت ہی خوش نصیب ہیں جو اس سعادت مندی کے شریک کار رہے۔ ایسے ہی کمپوزنگ کے اس مرحلہ خاص میں ہمارے کرم فرما جناب عبدالرحمن صاحب آف جھنگ بڑی محنت اور عرق ریزی سے (کم وقت میں) اس کارِ خیر کو آگے بڑھانے میں اپنے وقت کو قیمتی بناتے رہے، ۱۷ سپاروں کی کمپوزنگ، مزید پروف ریڈنگ کے اصلاحی عمل میں خوب باریک بینی سے اپنا کام نبھاتے رہے، اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے شایانِ شان جزائے خیر نصیب فرمائے۔ اُن کے دوسرے شریک معاون عزیز علی شیر حیدری صاحب آف محلہ عثمانیہ نزد پُل پھٹیاں والی نے جو اس کارِ خیر کے اول کمپوزر تھے وہ بھی ۱۳ سپاروں کی کمپوزنگ میں اپنا حصہ ڈال کر نیکی بقدر حصہ کماتے رہے اللہ پاک اُن کو بھی جزائے خیر نصیب فرمائے۔ آمین!

خصوصی اظہار تشکر

چوتھے ایڈیشن کی اشاعت سے قبل اسکی تصحیح (تخریج، پروف ریڈنگ وغیرہ) کیلئے نگاہ انتخاب عزیزم مولوی محمد صاحب سلمہ (بن حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور صاحب زید مجدہم) پر پڑی، ماشاءاللہ! عزیز موصوف نے اپنے ذاتی اور ادارے کے کام کی بجائے میرے کام کو ترجیحی بنیاد پر انتہائی عرق ریزی اور محنت سے اس اہم ومشکل فرض کی تکمیل کو (ممکنہ حد تک) بخیر وخوبی نبھایا ہے، دل سے دعا ہے، کہ اللہ رب العزت عزیز صالح مولوی محمد صاحب سلمہ کی اس مخلصانہ کاوش کو قبول فرما کر ان کے لئے، اوران کے والدین کے لئے اوران کے سب اقرباء کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے، اللہ کرے ان کی یہ تصحیح (نئی ترتیب کے ساتھ) حتمی ثابت ہو، اور مزید کسی تصحیح یا ترتیب کی ضرورت سے نجات مل جائے، اللہ پاک مولوی محمد صاحب سلمہ اور انکے ساتھ ادارے میں کام کرنے والے کمپوزر جناب عثمان صاحب کو اپنے شایان شان جزائے عظیم عطا فرمائے۔ آمین!

خصوصی نوٹ ودعا

ہمارے عزیز وکرم فرما پروف ریڈر مولوی محمد صاحب سلمہ نے قرآنی خدمات سے خصوصی محبت وعقیدت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خواہش کا اظہار فرمایا: کہ فہرست استنباطی مضامین قرآن کے آخر میں چند مزید عنوانات کے اضافے کی اجازت دی جائے، تو عاجز نے ان کی اس پیش کش کو بسرو چشم قبول کیا، ماشاءاللہ! عزیز موصوف کو جہاں پروف ریڈنگ وغیرہ میں مہارت ہے، وہیں از خود سے قرآنی علوم سے وابستہ خدمت میں کافی دلچسپی رکھتے ہیں، اکابرین کی تصنیف کردہ کتب کی تصحیح وتسوید میں شغف محبوب مصروفیت بن جانا عطیۂ خداوندی ہے، اللہم زد فزد! دعا گو ہوں، کہ اللہ پاک عزیز موصوف کی فہم وفراست میں بطور خاص قرآن فہمی کے ذوق میں مزید بصیرت سے نوازے اور ان کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین!

File No. PQB(Reg)-40/2023 فائل نمبر: Registration No. 040 رجسٹریشن نمبر:

پنجاب قرآن بورڈ
PUNJAB QURAN BOARD

رجسٹریشن سرٹیفکیٹ
CERTIFICATE OF REGISTRATION

تصدیق کی جاتی ہے کہ

It is hereby confirmed that

نفیس قرآن کمپنی

Nafees Quran Company

کو پنجاب قرآن مجید (طباعت اور ریکارڈنگ) ایکٹ، 2011 (ایکٹ نمبر XIII بابت 2011) اور رولز 2011 کے ضابطہ 4 کے تحت تجدید بطور" ناشر قرآن مجید و ریکارڈنگ کمپنی "رجسٹرڈ کیا جاتا ہے۔

is registered as Publisher of the Holy Quran & Recording Company of the Holy Quran in accordance with THE PUNJAB HOLY QURAN (Printing and Recording) Act, 2011 (XIII of 2011) and Rule 4 of the Punjab Holy Quran (Printing and Recording) Rules, 2011.

Owner/Partner/Director مالک/حصہ دار/ڈائریکٹر

محمد ندیم صدیق

MUHAMMAD NADEEM SIDDIQUE

CNIC No. | 3 | 5 | 2 | 0 | 2 | - | 9 | 9 | 8 | 2 | 9 | 3 | 6 | - | 1 | قومی شناختی کارڈ نمبر

Date of Issue تاریخ اجراء: **11 SEP 2023**

Date of Cancellation تاریخ تنسیخ: **[?]0 SEP 2028**

ایڈمنسٹریٹو آفیسر

Administrative Officer

- As per Rule 4(1) of the Rules, 2011, the validity of this Certificate is 5 years from the date of issue.
- This Certificate shall be renewable on application submitted at least 30 days prior to the expiry of the registration under Rule 4(2) of the same Rules.

- مذکورہ بالا رولز کے ضابطہ 4(1) کے تحت اس سرٹیفکیٹ کی معیاد تاریخ اجراء سے 5 سال ہے۔
- مذکورہ بالا رولز کے ضابطہ 4(2) کے تحت تاریخ تنسیخ سے کم از کم 30 دن پہلے ... درخواست ... سرٹیفکیٹ قابل تجدید ہوگا۔

قاری اشرف خوشابی

رجسٹریشن نمبر 049

جاری کردہ 10-02-2014

○ ایم۔اے (عربی) ○ ایم۔اے (اسلامیات) ○ درس نظامی ○ تجوید و قراءت ○ رجسٹرڈ پروف ریڈر (پنجاب قرآن بورڈ محکمہ اوقاف پنجاب)

فون: 0301-4984297

نمبر ______ تاریخ 02-02-2020

سرٹیفکیٹ تصحیح

اللہ رب العزت کے فضل و کرم اور توفیق سے بندہ قاری محمد اشرف خوشابی نے ادارہ مکتبہ جامعہ عثمانیہ شورکوٹ ضلع جھنگ کیلئے ایک عدد قرآن مجید خلاصہ مفہوم آیات و منتخب مضامین از مولانا حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ کے عربی متن کی حرفاً حرفاً بغور پروف ریڈنگ کی ہے جو فی صفحہ 12 سطور اور کل صفحات پر مشتمل ہے میں تصدیق کرتا ہوں کہ میرے علم و یقین کے مطابق اب اس قرآن مجید کے عربی متن میں کوئی لفظی و اعرابی غلطی نہیں ہے ان شاء اللہ تعالیٰ

محمد اشرف خوشابی

(مہر: پروف ریڈر محکمہ اوقاف (حکومت پنجاب) قاری محمد اشرف خوشابی 0301-4984297)

خصوصی اظہارِ امتنان

اللہ تعالیٰ بھلا کرے ہمارے عزیز رانا محمد اشفاق صاحب سلّمہٗ کا جنہوں نے تلخیص البیان فی فہم القرآن کے پہلے مسودہ کی تکمیل کے بعد آگاہ کیا کہ اس کی اشاعت آپ محترم مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب زیدہ شرفہٗ (مرکزی نگران ختمِ نبوۃ آفس لاہور) کے حوالے کر دیں کہ وہ اس کے ماہر و تجربہ کار ہیں عزیز موصوف کی تجویز کو مستحسن نظروں سے دیکھتے ہوئے حضرت موصوف سے گزارش کی گئی تو انہوں نے بصد محبت اس کو قبول فرما کر عملی اقدام کے طور پر نفیس قرآن کمپنی (رجسٹرڈ) لاہور کے ڈائریکٹر جناب محمد ندیم صدیق صاحب سے ملاقات کرائی اور جملہ معاملات طئے کرائے۔ اللہ تعالیٰ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب زید شرفہٗ اور جناب محمد ندیم صدیق صاحب دونوں کو اپنے شایانِ شان جزائے عظیم عطا فرمائے۔ جنہوں نے تلخیص البیان کی اشاعتِ اوّل میں بندہ عاجز کی راہنمائی فرمائی۔

اور کارِ خیر کو آگے بڑھایا بعد ازاں محترم محمد ندیم صدیق اور ان کے بھائی محمد سلیم صدیق نے ہر نئے ایڈیشن کی اشاعت میں اُسے مزید بہتر بنانے کی سعی جاری رکھی ہوئی ہے۔

بندہ عاجز محترم محمد ندیم صدیق صاحب اور محمد سلیم صدیق صاحب برادران و ڈائریکٹرز - نفیس قرآن کمپنی (رجسٹرڈ) لاہور کا شکر گزار ہے۔ اور دعا گو ہے کہ اللہ پاک انکے رزق، صحت، عمر، اور کاروبار میں ترقی نصیب فرمائے اسی طرح اپنے عزیز صالح مولانا عبدالرّحیم زاہد صاحب زید شرفہٗ (استاذ الحدیث جامعہ عثمانیہ شورکوٹ) کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں جو تلخیص البیان کی تالیف کے روزِ اوّل سے بندہ عاجز کے رفیقِ خاص ہیں اور خدمت کا سفر نصیب جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی اپنے کرمِ خاص سے نواز کر دنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے - آمین